زیرولینڈ کے قیدی
PAKISTANIPOINT
WWW.PAKISTANIPOINT.COM
ایس قریشی

عمران اور شاہدہ میں آجکل بہت گہری چھن رہی تھی۔

پروفیسر شارق[1] کے قتل کے بعد وہ بالکل تنہا رہ گئی تھی۔ پروفیسر شارق سے عمران کے خاندانی مراسم تھے اس لئے بھی وہ شاہدہ سے ہمدردی کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ ویسے بھی شاہدہ خاصی ذہین اور بیحد تیلی واقع ہوئی تھی۔ اسکی تعلیمی حیثیت کے بارے میں عمران کو علم تھا کہ وہ نفسیات میں ایم اے کر چکی ہے چنانچہ عمران نے اسے اپنی ٹیم میں شامل کر لیا تھا اور اس وقت وہ شاہدہ کو اپنی کوسیٹر میں بٹھا کر ایکسٹو کے بارے میں سمجھا رہا تھا۔

"تمہیں اسکے احکام پر بلا کسی چون و چرا کے عمل کرنا ہوگا۔"

"کیا احکامات ہمیشہ براہ راست اسی کی جانب سے ملیں گے۔" شاہدہ نے پوچھا۔

۱؎ پروفیسر شارق کی کہانی کے لئے ایس قریشی کی عمران سیریز کے سابقہ ناول میجک نائف فورسٹ کراکی اور سائیکو ملاحظہ فرمایئے۔

"ضروری نہیں ہے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنا کوئی جانشین مقرر کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں ٹیم کے دیگر تمام افراد اسی قائم مقام کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔"

"لیکن وہ خود کبھی سامنے نہیں آتا۔ کیوں۔؟"

"ہاں۔ کم از کم میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "ایک دو بار وہ نظر ضرور آیا ہے لیکن سر سے پاؤں تک سیاہ لباس میں۔"

"ہم۔ کیا کوئی ایسی خاص وجہ ہے جس کی بنا پر وہ کھل کر سامنے نہیں آتا۔"؟

"پتہ نہیں۔"

عمران نے لاپرواہی سے کہا پھر چیونگم نکال کر ایک پیس منہ میں ڈالا اور کسی بکرے کی طرح جگالی شروع کر دی۔

"ٹیم میں تمہاری کیا حیثیت ہے۔" شاہدہ نے تھوڑے توقف کے بعد پوچھا۔

"بھاڑے کا ٹٹو سمجھ لو۔"

"کیا مطلب۔؟"

"میں باقاعدہ طور پر اس کی ٹیم میں شامل نہیں ہوں۔ لیکن اس کے باوجود اکثر و بیشتر ایکسٹو کی ضروریات اسے میرے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔"

"کیا آج کل بھی تم اس کے لئے کام کر رہے ہو۔"

"ہاں اور نہیں بھی۔"

"میں سمجھی نہیں۔" شاہدہ نے عمران کو متحیرانہ انداز میں دیکھا۔ ہاں اور نہیں

تو دو مختلف جوابات ہیں۔"

"رفتہ رفتہ تم بھی سمجھنے لگو گی۔" عمران بولا۔ "فی الحال صرف اتنا سمجھ لو کہ آجکل ایکسٹو جس کیس کے پیچھے لگا ہوا ہے اس پر میں بھی ورک کر رہا ہوں۔ ایکسٹو کو جب معلوم ہو گا کہ میرے پاس کیس کے سلسلے میں زیادہ معلومات ہیں تو وہ مجھے انگیج کر لینے پر مجبور ہو جائے گا اور میں اپنے پیسے کھرے کر لوں گا۔"

"لیکن اگر وہ تمہیں انگیج نہ کرے تو۔؟"

"میری صحت پر اسکا کوئی اثر نہیں ہو گا۔" عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا "کیپٹن فیاض بھی میرے برخورداروں میں سے ہے۔ میں اسکے لئے کام شروع کر دوں گا۔"

"آئی سی۔ گویا تم دونوں طرف ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہو۔"

"مجبوری ہے مس شاہدہ۔ پیٹ پالنے کیلئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اپنی صلاحیتوں کو اس طرح برباد کر رہے ہو۔"

"تمہارا جملہ وضاحت طلب ہے۔"

"میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تم اگر چاہو تو اچھی سے اچھی ملازمت کر سکتے ہو۔" شاہدہ سنجیدہ تھی۔ "کیا ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں تم نے محض خفیہ اطلاعات فروخت کرنے کیلئے حاصل کی تھیں۔"

"لمبی کہانی ہے۔" عمران نے اسا یا ایک طویل آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "پھر کسی وقت تفصیل سے بتاؤں گا۔ فی الحال صرف اتنا سمجھ لو کہ میں ملازمت نہیں کر سکتا۔"

"مگر اسکی وجہ بھی ضرور ہوگی۔"

"ہاں۔ میری حماقت سمجھ لو۔" اچانک عمران رنجیدہ ہو گیا۔ ایک

پر تقرر حاصل کر چکا ہوں لیکن ہر جگہ سے دھکے مار کر نکلوا دیا گیا۔ پہلی ملازمت ایک پرائیویٹ فرم میں کی تھی۔ کچھ دنوں تک چین کی بنسری بجاتا رہا لیکن پھر اچانک فرم کے مالک کی لڑکی مجھ سے دلچسپی لینے لگی اور مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا۔۔

"اوہ۔ کیا تم نے اسی لڑکی کی وجہ سے ملازمت چھوڑ دی۔"

"نہ چھوڑتا تو پھر اور کیا کرتا۔ ویسے باس نے یہی آفر دی تھی کہ اگر میں اس کی لڑکی کے ساتھ اپنی قسمت پھوڑنے پر آمادہ ہو جاؤں تو میں بزنس میں آدھے منافع کا حقدار بھی بن سکتا ہوں۔"

"ہم۔ دوسری ملازمت میں کیا ہوا تھا۔؟"

"بچہ۔" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا۔

شاہدہ اس جواب پر چونکے بغیر نہ رہ سکی۔

"تم شاید مذاق سمجھو گی لیکن حقیقت یہی ہے کہ دوسری ملازمت میں مجھے دفتری اوقات میں فائلوں کے بجائے بچہ ہی سنبھالنا پڑتا تھا۔" عمران نے سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "دراصل میرے چیف باس کی بیوی کسی اور کے ساتھ نو دو گیارہ ہو گئی تھی اور اپنے ایک عدد نور چشمی راحت جان کو چھوڑ گئی تھی۔ چنانچہ چیف آفیسر اس بچے کو دفتر لانے لگے اور پھر ایک روز وہ بچہ میرے اوپر عاشق ہو گیا۔ جانتی ہو یہ سب کیوں ہوا۔ میری حماقت سے۔۔۔۔ بس ایک روز میں نے اس آدمی کے پٹھے کو چیونگم کھلا دی تھی۔ اور اسی روز سے وہ مجھ سے عشق فرمانے لگے اور ان کے عشق نے مجھے ایک بار پھر در بدر کی خاک چھاننے پر مجبور کر دیا۔"

"تیسری ملازمت کا کیا حشر ہوا تھا۔" شاہدہ نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"نیسری ملازمت میں نے حاصل کرنے سے پہلے ہی ترک کر دی تھی۔"

"کیا مطلب۔؟"

"ملازمت کیلئے شادی شدہ ہونا ضروری تھا۔" عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک بات پوچھوں۔" شاہدہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔ آخر تم شادی کیوں نہیں کر لیتے۔؟"

"مشکل ہے۔ مجھے آج تک کوئی ایسی لڑکی نہیں مل سکی جو آلوؤں کا گل گلا بنا سکتی ہو۔"

"گل... گلا۔ یہ کیا چیز ہوتی ہے۔"؟

"بس گل گلا ہی ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ مجھے بھی نہیں معلوم۔ ویسے اماں بی نانی اماں کہا کرتی تھیں کہ جس لڑکی کو گل گلے بنانے نہ آئیں وہ کبھی شوہر کی وفادار نہیں رہ سکتی۔"

"سمجھ گئی۔ تم نفسیاتی اعتبار سے دوسروں کو بیوقوف بنا کر اپنا کام نکالتے ہو۔"

"ہائیں۔ تو کیا اب تم بھی میری بے بسی کا مذاق اڑاؤ گی۔"؟ عمران نے بڑی معصومیت سے شاہدہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے نہیں چلے گی مسٹر عمران۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نفسیات میں ایم اے کر رہی ہوں۔"

"لیکن فلسفہ پھر بھی فلسفہ ہوتا ہے۔" عمران تیزی سے بولا۔ "مثلاً یہ کہ

سکالا اونٹ کالا ہوتا ہے اور کھورا اونٹ کھورا ہوتا ہے۔"

"بات کیا نکلی۔؟"

"نہیں نکی نا۔ اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ فلسفہ پھر بھی فلسفہ ہوتا ہے۔" عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ "کیا تم کالے اونٹ کو کھورا کہہ سکتی ہو۔؟"

"نہیں۔ لیکن اس میں فلسفے کو کیا دخل ہے۔؟"

"بالکل ویسے ہی دخل ہے محترمہ جیسا میری حماقت میں نفسیات کو ہے۔" اسبار عمران نے جلے کٹے انداز میں جواب دیا۔

"تم دلچسپ آدمی ہو عمران۔" شاہدہ مسکرائی۔

"کیا اس میں بھی نفسیات کا کوئی پہلو نکلتا ہے۔"

"ختم کرو اس بحث کو۔ مجھے ایکسٹو کی ٹیم کے بارے میں بتاؤ۔"

"صفدر اور چوہان سے تم مل چکی ہو۔ اس کے علاوہ تنویر، صدیقی نعمانی وغیرہ بھی ہیں۔"

عمران سنجیدہ ہو گیا پھر وہ اپنے تمام ماتحتوں کے بارے میں بتانے لگا۔ جولیانا فنٹز واٹر انتہائی خطرناک اور تنک چڑھی عورت ہے۔ تمہیں بس اس سے بہت زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔"

"اگر یہ بات ہے تو ایکسٹو اسے کس طرح گوارہ کرتا ہوگا۔؟"

"پتہ نہیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ جولیا ایکسٹو سے عشق فرماتی ہے۔ ممکن ہے ایکسٹو بھی اس میں دلچسپی لیتا ہو۔ ویسے ایکسٹو کے زیادہ تر پیغامات جولیا ہی کے ذریعہ دوسروں تک پہنچتے ہیں۔"

"ہم۔ دیکھا جائیگا۔" شاہدہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"چشمہ لگا کر دیکھنا ورنہ بینائی بھی متاثر ہو سکتی ہے۔"
"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" شاہدہ نے عمران کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔ "جب ایکسٹو نے تمہیں باقاعدہ طور پر اپنی ٹیم میں شامل نہیں کیا تو پھر تمہارے کہنے پر مجھے ملازمت کیسے آفر کر دی۔؟"
"دو اور دو ہمیشہ چار ہی ہوتے ہیں۔"
"کیا مطلب۔؟" شاہدہ نے اسے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔
"فلسفہ مائی ڈیئر مس شاہدہ۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تم اگر چاہو تو اس میں نفسیات کا پہلو بھی نکال سکتی ہو۔ مثلاً یہ کہ انسان جب کسی چیز سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے تو اسے ہر حالت میں قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ میرے اور ایکسٹو کے درمیان ہے۔ دوسروں کی طرح وہ بھی میری حماقتوں سے چڑتا ہے لیکن جہاں تک میری دور اندیشی کا تعلق ہے وہ نفسیاتی طور پر مجھ سے بہت زیادہ متاثر ہے۔ تمہاری تقرری بھی اسی لئے ہوگئی کہ اب وہ تمہارے ذریعہ مجھ سے بہت سارے کام نکال سکتا ہے۔"
"میں اسے نفسیات نہیں بلکہ خود غرضی کہوں گی۔"
"ضرور کہو۔ میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔"
"تم نے ابھی کہا تھا کہ آجکل تم کسی کیس پر ریسرچ کر رہے ہو۔" شاہدہ نے گفتگو کی بات ٹالتے ہوئے دریافت کیا۔
"ہاں۔ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔"

"کیا تم مجھے اس کیس کے بارے میں کچھ بتاؤ گے۔؟"

"سوری۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "خفیہ معاملات میں رازداری کا پہلا اولین اصول ہے۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تم بہت گہرے آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

"کیا مقصد۔" عمران اس طرح چونکا تھا جیسے کچی نیند میں آنکھ کھل گئی ہو۔

"میں ان سوالات کے ذریعے تمہارا نفسیاتی جائزہ لے رہی تھی۔" شاہدہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"مر گئے۔" عمران نے بونقوں کی طرح منہ پھاڑتے ہوئے کہا پھر اس طرح سیٹ کی پشت سے ٹک گیا جیسے اپنے ڈرائنگ روم کے کسی صوفے پر بیٹھا ہو۔

"ارے۔ ارے۔ بچاؤ۔ عمران۔ سامنے دیکھو۔" شاہدہ ٹوسیٹر کو ایک بنگلے کے بند پھاٹک کی سیدھ میں دوڑتا دیکھ کر بوکھلا گئی لیکن قبل اسکے کہ عمران، سنبھلتا ٹوسیٹر آہنی پھاٹک سے ٹکرا کر گھوم گئی۔

نکسن اسٹریٹ کی وہ سڑک ویسے بھی بہت مصروف تھی۔

ٹوسٹر اور آہنی پھاٹک کے تصادم نے بہت سارے راہ گیروں کو اس طرف متوجہ کر دیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں اچھا خاصا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ شاہدہ بری طرح نروس ہو گئی تھی لیکن عمران کے چہرے پر جھلاہٹ اور غصے کے ملے جلے تاثرات طاری تھے۔

ٹوسٹر کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا کھڑا وہ اس طرح اسے دیکھ رہا تھا جیسے ٹوٹ پھوٹ کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو۔

ٹوسٹر جس کوٹھی کے پھاٹک سے ٹکرائی تھی اس پر پروفیسر ڈکلس کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ کوٹھی کا باوردی چوکیدار ایک لمحے کیلئے اس اچانک تصادم سے بوکھلا گیا لیکن پھر دوسرے ہی لمحے وہ بڑے خطرناک تیور لئے عمران کی طرف بڑھا تھا۔ جسمانی اعتبار سے اسے دہقانی ہی کہا جا سکتا تھا۔ بظاہر وہ کوئی پٹھان لگ رہا تھا۔

عمران بدستور انجن کے سامنے لگے ہوئے آہنی راڈ کا معائنہ کر رہا تھا جو ٹکر کی وجہ سے گھوم گیا تھا۔ انجن پر اس ٹکراؤ کا بظاہر کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔

"خو۔ تم کیا اندھا ہو کر کار چلاتا ہے۔" چوکیدار عمران کے قریب پہنچ کر غرایا۔ "پھاٹک کا خو بیڑا غرق کر دیا۔"

"سالا مالیکم بڑے بھائی۔" عمران نے چوکیدار کو دیکھ کر جلدی سے سلام کیا اور مصافحہ کیلئے ہاتھ بھی بڑھا دیا۔

"خو کوئی بھائی ماٹی نہیں چلے گا۔ ام تم کو پولیس کے حوالے کریگا۔"

"کیوں کریگا پولیس کے حوالے۔؟" عمران لکلخت بدلے ہوئے تیور سے بولا۔

"خو تم پھاٹک کے ساتھ ٹکر کیوں مارا۔؟"

"اس میں پھاٹک کی غلطی تھی۔" عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ اگر یہ بند نہ ہوتا تو ٹکر کبھی نہ ہوتی۔"

"او تی خلاتی خوار۔ ام بولتا ہے کہ تم چپ چاپ بھاگ جاؤ نہیں تو ام تم کو جان سے مار ڈالے گا۔"

"مرڈر۔" عمران نے جلدی جلدی پلکیں جھپکا کر چوکیدار کو دیکھا پھر اس نے باقاعدہ طور پر چلانا شروع کر دیا تھا۔

"بچاؤ۔ بچاؤ۔ خون۔ خون۔"

چوکیدار کے علاوہ ہجوم بھی عمران کی اس اچانک تبدیلی پر چونک پڑا تھا۔ لیکن عمران بدستور۔ بچاؤ۔ بچاؤ۔ اور خون۔ خون کی رٹ لگائے ہوئے تھا پھر وہ اسی وقت خاموش ہوا جب ایک ڈیوٹی کانسٹیبل مجمع کو ہٹا کر اس کے قریب

آیا۔

شاہدہ پھٹی پھٹی نظروں سے کبھی ہجوم اور کبھی عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا بات ہے جناب۔" کانسٹیبل نے عمران کے شاندار سوٹ سے مرعوب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ۔ یہ پٹھان بھائی ہم کو جان سے مارنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔" عمران نے سہمے ہوئے انداز میں چوکیدار کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اوئے۔ اوئے۔ خوا ایک تو تم پھاٹک کا ستیاناس کیا اور اب الٹا ہم کو

رہا ہے۔" چوکیدار نے جھلا کر کہا۔

"بات کیا تھی مسٹر۔؟" کانسٹیبل نے عمران سے وضاحت چاہی۔

"پھاٹک کی غلطی تھی بڑے بھائی۔" عمران کے چہرے پر اچانک حماقت کے ڈ

برسنے لگے۔ "اگر یہ گاڑی کے راستے میں نہ آجاتا تو ایکسیڈنٹ ناممکن تھا۔"

"آپ کو میرے ساتھ تھانے تک چلنا ہوگا۔" ڈیوٹی کانسٹیبل نے اس با

قدرے خشک لہجے میں کہا۔

"میں بالکل تیار ہوں لیکن پروفیسر ڈگلس نے مجھے اپنے خط میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی تھی۔" عمران نے جواب دیا۔

"ہم کیا بولا تم۔" چوکیدار نے پوچھا۔ "کیا تم کو پروفیسر نے بلایا ہے"

"اور نہیں تو کیا میں خود آگیا۔" عمران کا انداز ایسا ہی تھا جیسا تھا۔

"جو تم ایک دم بکواس کرتا ہے۔ پروفیسر گھر کسی سے نہیں ملتا۔

"تم خود بکواس بولتا ہے بلکہ جنگلی کا بی ہے۔"

"کیا بولا جنگلی۔" چوکیدار کا چہرہ تپتے ہوئے لوہے کی طرح سرخ ہو گیا وہ کسی خطرناک ارادے سے آگے بڑھا لیکن کانسٹیبل کو دیکھ کر رک گیا ویسے تیور بدستور خراب ہی نظر آ رہے تھے۔

"ہاں۔ ہاں۔ بالکل جنگلی۔" عمران نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔ اگر تم ڈھمپ ریاست میں ہوتے تو میں اس بے ہودگی کے لئے تم کو کولھو کے بیل کی جگہ جوت دیتا۔"

"کیا پروفیسر صاحب نے آپ کو بلایا تھا۔؟" ڈیوٹی کانسٹیبل نے عمران سے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے . . . . . . میں جھوٹ بول رہا ہوں" عمران نے پر وقار لہجے میں جواب دیا پھر جیب سے پرنس آف ڈھمپ والا وزٹینگ کارڈ نکال کر اسکے ہاتھ میں تھما دیا۔

ڈیوٹی کانسٹیبل کارڈ دیکھ کر نہ صرف یہ کہ نروس ہو گیا بلکہ اس نے بدحواسی میں عمران کو ایک عدد سیلوٹ بھی جھاڑ دیا۔

"میں۔ معافی چاہتا ہوں جناب . . . . . لیکن آپ کی کار پر فلیگ نہیں تھا اس لئے۔"

"میں جھنڈوں کا قائل نہیں ہوں۔" عمران نے حقارت بھرے انداز میں جواب دیا پھر گھوم کر چوکیدار سے مخاطب ہوا۔ جاؤ۔ پروفیسر ڈگلس کو بولو کہ پرنس آف ڈھمپ ان سے ملاقات کیلئے آتے ہیں۔"

ڈیوٹی کانسٹیبل کو سلام کرتا دیکھ کر چوکیدار بھی سٹپٹا گیا تھا چنانچہ جب

عمران نے اسے مخاطب کیا تو وہ اسے گھورتا ہوا اندر چلا گیا۔

"ایں۔ کیا میں کوئی عجوبہ ہوں۔" عمران ہجوم کی طرف دیکھ کر غرایا۔ "چلو بھاگو یہاں سے۔"

پھر ڈیوٹی کانسٹیبل کے اشارے پر مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا۔

"آپ کی گاڑی کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچا جناب۔" اس نے مجمع کو منتشر کرنے کے بعد عمران سے پوچھا۔

"نو تھینکس۔ تم اب جا سکتے ہو۔" عمران کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

ڈیوٹی کانسٹیبل رخصتی سیلوٹ کر کے گھوم گیا۔ شلہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے اندر اندر اس نے عمران کو مختلف رنگ بدلتے دیکھا تھا اور پھر اچانک وہ کسی ڈھمپ اسٹیٹ کا شہزادہ بھی بن بیٹھا۔ وہ عمران کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے لگی۔

دس منٹ بعد ہی چوکیدار واپس ہوا تھا۔ اس بار وہ تنہا نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر کا شخص بھی تھا جس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات موجود تھے۔ اس کے جسم پر اس وقت ریشمی گاؤن موجود تھا۔ چہرہ داڑھی مونچھ سے آزاد تھا۔ سر کے بال آدھے سفید اور آدھے سیاہ تھے۔ رنگت کسی تانبے کے برتن سے ملتی جلتی تھی۔ بائیں کان کے اوپر ایک بڑے زخم کا نشان دور ہی سے نظر آ رہا تھا۔ وہ پھاٹک کی دوسری طرف ہی رک گیا۔

"کون ہو تم۔؟"

"پرنس آف ڈھمپ۔" عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم چوکیدار ہو"

ہے ۔ ؟ "

"ہاں۔ لیکن میں تم کو بالکل نہیں جانتا ۔" پروفیسر کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔ "تم نے چوکیدار سے کہا تھا کہ میں نے تم کو بلایا ہے ۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا میں پرنس ہونے کے باوجود تم سے دروغ گوئی کروں گا۔" عمران نے پروقار لہجے میں کہا پھر جیب سے ایک کاغذ نکال کر پروفیسر ڈگلس کی طرف بڑھایا۔ "لو۔ خود ہی دیکھ لو۔"

پروفیسر نے عمران کو گھور کر دیکھا پھر تہہ کیا ہوا کاغذ کھول کر پڑھنے لگا اور اسکے بعد اچانک اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"تم نے شاید اس خط کو غور سے نہیں پڑھا۔"

"پروفیسر۔ تم میری توہین کر رہے ہو۔" عمران بگڑ گیا۔ "میرے نام آنے والے خطوط ہمیشہ ملٹری سکریٹری پڑھتا ہے۔ ویسے بھی مجھے پینگ پانگ کھیلنے سے اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ میں ریاست کے اہم کاغذات کو بھی دیکھ سکوں۔ اس کے لئے ملٹری سکریٹری موجود ہے۔"

"تو پھر تمہارے سکریٹری نے تم کو غلط اڈریس بتایا ہے۔" پروفیسر ڈگلس نے تیزی سے کہا۔ "تمہیں پروفیسر ڈگلس اسٹرالوجر (ASTRALOGER) سے ملنا ہے۔ تھرٹین پرنس اسٹریٹ۔"

"نان سنس۔" عمران نے خط لیکر اسے بڑی لاپروائی سے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہارے شہر میں ایک نام کے دو آدمی بھی ہوتے ہیں۔"

"کیوں۔ کیا ڈھمپ اسٹیٹ میں ایسا نہیں ہوتا۔" پروفیسر نے عمران

کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔

"ناممکن ہے۔" ڈھمپ ریاست میں بچوں کے نام رکھنے کیلئے باقاعدہ عرضی دی جاتی ہے جس کی چھان بین کیلئے ایک علیحدہ محکمہ ہے جو ایک ہی قسم کے دو ناموں کی روک تھام کرتا ہے۔"

"مجھے تمہاری ڈھمپ اسٹیٹ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم جا سکتے ہو۔"

پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے کوئی جواب دیتا وہ تیزی سے پلٹا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا روش عبور کر کے کوٹھی میں داخل ہو گیا۔

عمران بدستور اسے بگڑتے ہوئے تیور سے گھورتا رہا پھر اس نے گھوم کر اپنی ٹوسٹیر سنبھالی اور اسے بیک کرنے لگا۔ شاہدہ بدستور اسے تحیرانہ نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔!

"کیا میں یہ سمجھ لوں کہ اس وقت جو ایکسڈنٹ ہوا ہے اس میں بھی تمہاری حماقت کو کوئی دخل ہے۔"

"حماقت نہیں۔ میں اسے اندازے کی غلطی کہوں گا۔" عمران نے ٹوسٹیر کی رفتار بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"گویا تم نے جان بوجھ کر یہ سب کچھ کیا ہے۔ کیوں۔"

"نہیں۔ میں غلط ایڈریس پر آ گیا تھا۔"

"اور یہ ڈھمپ اسٹیٹ کیا بلا ہے۔" شاہدہ نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ہے ایک ریاست۔ کبھی فرصت ملی تو لے چلوں گا تم کو۔ حلانکہ کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"تم اس ریاست کے شہزادے ہو کیوں۔"

"ٹھیک ترجمہ کیا تم نے۔ پرنس کو اردو میں شہزادہ ہی کہتے ہیں۔"

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ ریاست کہاں واقع ہے۔" شاہدہ بدستور سنجیدہ تھی ہونا بھی چاہیئے تھا اس لئے کہ یہ نام آج پہلی بار اس نے سنا تھا۔ ویسے بھی وہ پروفیسر تارق سے عمران کے بارے میں بہت کچھ سن چکی تھی لیکن ڈھمپ اسٹیٹ کا تذکرہ کبھی درمیان میں نہیں آیا تھا۔

"نہیں۔" عمران اس بار کچھ ایسے ہی انداز میں بولا۔ جیسے شاہدہ کے سوال سے اسے کوئی ذہنی جھٹکا پہنچا ہو۔ "میں تم کو اپنے خاندانی راز نہیں بتا سکتا۔ ڈھمپ اسٹیٹ کے محل وقوع کے بارے میں بتا کر میں اپنی قوم سے غداری نہیں کرونگا۔ آئندہ تم اس سلسلے میں مجھ سے کوئی سوال نہیں کروگی۔"

عمران کے لہجے میں کچھ ایسی سختی تھی کہ شاہدہ نے کوئی دوسرا سوال کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اس نے عمران کو بس ایک نظر گھور کر دیکھا پھر منہ دوسری طرف کر لیا۔ لیکن ڈھمپ اسٹیٹ اور ایکسیڈنٹ کا مسئلہ ابھی تک اسکے ذہن میں چکرا رہا تھا۔

"تاریکی میں رینگنے والے دونوں سائے اس وقت اندھیرے کے جز ہی لگ رہے تھے ان کا لباس بھی چونکہ سیاہ تھا اس لئے دور سے ان کو نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔

ان میں سے ایک چوہان تھا اور دوسرا تنویر۔ دونوں کا رخ ایگل اسکوائر کی جانب تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا آخر چیف اسپارٹس گراہم میں کیوں دلچسپی لے رہا ہے۔" چوہان نے پوچھا۔

"اس لئے کہ وہ بھی مرد ہے۔" تنویر نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"میں دوسری لائن پر سوچ رہا ہوں۔"

"وہ کیا۔؟"

"پروفیسر ڈگلس کا آہنی مجسمہ زیادہ تر مس گراہم کے ہوسٹل کے اطراف

ہی میں دیکھا گیا ہے ۔ "

"آہنی مجسمہ ۔" تنویر نے اس بار چونکتے ہوئے پوچھا ۔ "کیا تم نے بھی کبھی اسے دیکھا ہے ۔ "؟

"نہیں ۔ لیکن صفدر اور نعمانی اسے دیکھ چکے ہیں ۔" چوہان نے گہری سنجیدگی سے جواب دیا ۔ "ایکبار تو صفدر نے اسے کار بھی ڈرائیو کرتے دیکھا ہے ۔ "

"لیکن اس کا پیچھا کرنے کا کیا مقصد ہے جبکہ ابھی تک کوئی ایسی بات ظہور میں نہیں آئی جس سے ہم اسے کوئی مجرمانہ سازش کہہ سکیں ۔ "

"یہ ایکسٹو ہی بہتر سمجھتا ہے ۔ "

"ہوسکتا ہے کہ وہ پروفیسر ڈگلس ہی ہو جو آئرن ماسک میں گھومتا ہے ۔ "

"پتہ نہیں اگر صرف اتنی بات ہوتی تو ہمیں اتنی سختی سے ان اطراف میں نگرانی کی ہدایت کبھی نہ ملتی ۔" چوہان نے جواب دیا ۔ "مس گراہم کا ہوسٹل ویسے بھی بہت بدنام ہے ۔ "

"بہت خوب ۔ گویا تمہارا مقصد یہ ہے کہ وہ آہنی مجسمہ وہاں عیاشی کی غرض سے آتا ہے ۔ "

"کچھ بھی ہو ۔ ہمیں اوپر سے ملنے والی ہدایت پر بہرحال عمل کرنا ہے ۔ "

"لیکن اس طرح رات بھر گشت کرنے سے ہمیں حاصل کیا ہوگا ۔ ؟ "

"اس کا جواب تم براہ راست ایکسٹو سے حاصل کرسکتے ہو ۔ " تنویر نے چوہان کو گھور کر دیکھا پھر خاموش ہوگیا ۔

"آج ہمیں مس گراہم کو بھی چیک کرنے کی ہدایت ملی ہے ۔" چوہان نے سکوت

دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔ صفدر کی اطلاع کے مطابق وہ آہنی مجسمہ ایک بار مس گراہم کی رہائش گاہ پر بھی دیکھا گیا ہے۔"

"کیا صفدر نے اس کا تعاقب نہیں کیا تھا۔؟"

"کیا تھا لیکن بے سود۔ مجسمہ جس کار میں گیا تھا اس کی رفتار اسی میل سے کچھ اوپر ہی تھی اس لئے صفدر زیادہ دیر تک تعاقب کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکا۔"

"آئی سی۔ پھر تو یہ معاملہ یقیناً اہم ہوگا۔"

"کونسا معاملہ۔ آہنی مجسمہ کا یا مس گراہم کا۔" چوہان نے مذاحیہ انداز میں پوچھا۔

"مس گراہم بھی میرے لئے خاصی اہمیت رکھتی ہے۔" بڑی جاندار عورت ہے۔"

"لیکن ابھی تک تمہیں شاید کامیابی نہیں ہوئی۔؟"

"میں نے اسکی کوشش کبھی نہیں کی اس لئے کہ وہ بدنام عورت ہے اور ایسی عورتوں سے میں ہمیشہ دور ہی رہتا ہوں۔"

اسکے بعد وہ اسی انداز میں گفتگو کرتے ہوئے اس مقام تک آگئے جہاں مس گراہم کا ہوسٹل واقع تھا۔

اس وقت رات کے تقریباً گیارہ کا عمل تھا مگر اب بھی دو تین کاریں ہوسٹل کے سامنے موجود تھیں۔ تنویر اور چوہان ہوسٹل کے سامنے سے گزر کر بائیں جانب گھوم گئے۔

چند لمحے بعد وہ ایک ایسے بنگلے کے سامنے موجود تھے جہاں مس گراہم کے

نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ بنگلے کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہ نیلی کار بھی صاف نظر آرہی تھی جو پھاٹک اور عمارت کے درمیان روش پر کھڑی ہوئی تھی۔ چوہان اس نیلے رنگ کی کار کو دیکھ کر چونکا تھا۔

"کیوں۔ کیا بات ہے۔" تنویر نے پوچھا۔

"اگر صفدر کا بیان غلط نہیں تھا تو یہ وہی کار ہو سکتی ہے جس پر آہنی مجسمہ فرار ہوا تھا۔"

"اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہمارا مطلوبہ شخص اس وقت بھی اندر موجود ہوگا۔؟"

"دیکھنا پڑیگا۔" چوہان نے سرگوشی کی پھر قدم اٹھاتا ہوا بنگلے کی پشت پر آگیا۔

اسکے بعد وہ حدبندی کی دیوار پھلانگ کر احاطے میں داخل ہوئے اور عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر انھوں نے اپنے سروس ریوالور بھی نکال لئے تھے۔ پوری عمارت اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ لیکن مشرقی سمت کی ایک کھڑکی اس وقت بھی روشن تھی۔

چوہان اور تنویر قدم پھونک پھونک کر رکھتے ہوئے اسی طرف آگئے لیکن انھیں مایوسی ہوئی اس لئے کہ کھڑکی اندر سے بند تھی۔ ایک لمحے کے لئے انھوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ انداز میں دیکھا پھر اچانک چوہان کی نظر اس روشندان پر پڑی جو کھڑکی سے اوپر اور زمین سے آٹھ فٹ کی بلندی پر تھا۔ ایک ثانیے کے لئے اس نے کچھ سوچا پھر کھڑکی کی سلاخ پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ چوکھٹ پر پیر جما کر وہ بڑی آسانی سے روشندان تک پہنچ گیا اسکے بعد اس نے روشندان میں تھوڑی سی جھری بھی کر لی لیکن دوسرے ہی

لئے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

کمرے میں اس وقت مس گراہم کے علاوہ آہنی مجسمہ بھی موجود تھا۔ چوہان کی نگاہیں آہنی مجسمے پر جمی ہوئی تھیں جو کسی انسان ہی کی طرح مس گراہم کے سامنے چہل قدمی کر رہا تھا۔

بظاہر وہ ٹھوس لوہے کا انسان لگ رہا تھا۔ جسم کے مختلف جوڑوں پر اسکرو بھی موجود تھے۔

سر اور چہرے کا تمام حصہ بھی لوہے کا تھا۔ آنکھوں کی جگہ دو خول نظر آ رہے تھے جن پر سیاہ رنگ کی جالی تھی اور اندر کی طرف گہرے سرخ رنگ کی ایک روشن پلیٹ نظر آ رہی تھی۔

ناک اور منہ سرے سے غائب تھا۔ کانوں کی جگہ لوہے کا ایک گول دائرہ ابھری ہوئی شکل میں موجود تھا۔ سر کے حصے پر درمیان میں ریپٹ کئے گئے نشانات نظر آ رہے تھے۔

چوہان اسے حیرت سے گھورتا رہا پھر اس نے تنویر کو بھی اوپر آنے کا اشارہ کیا۔!

آہنی مجسمہ تھوڑی دیر تک فرش پر چہل قدمی کرتا رہا پھر اچانک وہ مس گراہم کے سامنے آ کر رک گیا جو ایک صوفے پر شب خوابی کا لباس پہنے بیٹھی سگریٹ پی رہی تھی۔ اس کے چہرے سے اندرونی کیفیات کا پتہ چلانا مشکل تھا لیکن اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات صاف پڑھے جا سکتے تھے۔

" میں ایک بار دوبارہ تمہارا انتظار نہیں کر سکتا۔ " آہنی مجسمے کے چہرے

سے آواز ابھری - باقی پچاس آدمیوں کا انتظام بھی تمہیں تین روز کے اندر اندر کرنا ہے -
لیکن ان کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے - "
"اپنی طور پر میں پوری کوشش کروں گی -"
"کوشش نہیں - میں تین روز سے زیادہ کی مہلت نہیں دے سکتا - آخر
تمہاری یہ اتنی بہت ساری لڑکیاں کس روز کام آئیں گی - پہلے بھی تم نے یہی طریقہ
اختیار کیا تھا - "
"ٹھیک ہے - مگر اتنے سارے آدمیوں کے غائب ہو جانے سے شہر میں چہ
شروع ہو گئی ہیں - ہوٹل کی ریپوٹیشن بھی خراب ہوتی جا رہی ہے -"
"جہنم میں گئی تمہاری ریپوٹیشن -" آہنی مجسمہ اسرار کسی درندے کی طرح
غرایا -
اسکے منہ سے ایسی ہی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے کسی المونیم کے برتن میں
بے شمار چھوٹے چھوٹے کنکر ڈال کر ہلایا جا رہا ہو لیکن لہجہ صاف تھا -
"مجھے صرف پچاس آدمی درکار ہیں جو تین روز کے اندر اندر تمہیں فراہم کر
ہیں کہاں سے کرنا ہے - کیسے کرنے ہیں - یہ سوچنا میرا کام نہیں ہے - میں انکار
سننے کا عادی نہیں ہوں - "
"بہتر ہے - میں کوشش کر دیکھتی ہوں لیکن اس طرح پولیس اور سراغرسانی
والے بھی میرے پیچھے پڑ جائیں گے اور پھر تمہارا مشن بھی اثر انداز ہو سکتا
ہے -"
"میرا مشن - ہاہاہا - ہاہاہاہا -" مجسمے سے ایک خوفناک قہقہہ بلند

میرا مشن کبھی بھی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ پولیس اور سراغ رسانی والے میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے اور پھر ان کے فرشتے بھی میرے ہیڈ کوارٹر تک نہیں پہنچ سکتے۔"

"پھر بھی میرا مشورہ یہی ہے کہ تم۔"

"شٹ اپ۔ میں اپنے معاملات میں کسی قسم کا مشورہ پسند نہیں کرتا۔ اگر دی ہوئی مہلت میں تم میری مطلوبہ تعداد فراہم نہ کر سکیں تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔"

مس گراہم نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا۔ اسکی آنکھوں میں جھلکنے والی جھلاہٹ اور زیادہ گہری ہوتی چلی گئی۔ آہنی مجسمہ بدستور اسکے سامنے کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر تک مکمل سکوت طاری رہا۔

"کیا سوچ رہی ہو مس گراہم۔ کیا تمہیں اپنی زندگی پیاری نہیں ہے۔؟"

"میں تین روز کے اندر تمہارا مطالبہ پورا کر دوں گی۔" اچانک مس گراہم نے بدلے ہوئے تیور سے جواب دیا۔

"گڈ۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ تم۔۔ میرے ساتھ کوئی چالاکی کرنے کی کوشش نہیں کرو گی۔ ایک بار پھر تمہیں یاد دلا دوں کہ پولیس میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

"ٹھیک ہے" مس گراہم نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

آہنی مجسمہ چند ثانیے تک اسی انداز میں کھڑا مس گراہم کو گھورتا رہا پھر وہ تیزی سے گھوما اور تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

"اب کیا کرنا ہے۔؟" تنویر نے پوچھا۔

"جلدی کرو۔ ہمیں اس کا تعاقب کرنا ہے۔"

"ناممکن۔ ہم اپنی گاڑی بہت دور چھوڑ آئے ہیں۔"

"اوہ۔" چوہان ہونٹ چبا کر رہ گیا۔

ٹھیک اسی وقت عمارت کے سامنے والے حصّے کی طرف سے گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز ابھری اور تیزی سے دور ہوتی چلی گئی۔ چوہان اور تنویر کھڑکی سے آکر حد بندی کی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔

"یہ بہت برا ہوا تنویر۔" چوہان بولا۔ "ایکسٹو اس سلسلے میں ہم سے ضرور جواب طلب کرے گا۔"

"ایک طریقہ ہے میرے ذہن میں۔"

"وہ کیا۔؟"

"کیوں نہ ہم مس گراہم کو حراست میں لے لیں۔ وہ آئرن مین کے سلسلے میں یقیناً بہت کچھ جانتی ہوگی۔"

"نہیں۔ ہمیں اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی تھی۔ صرف آئرن مین اور مس گراہم کی نگرانی کے احکامات ملے تھے۔" چوہان نے جواب دیا۔ "کار دور چھوڑ کر ہم نے حماقت ہی کی تھی۔"

تنویر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حد بندی کی دیوار پھلانگ کر وہ باہر آئے اور پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے اس طرف بڑھنے لگے جہاں چوہان نے اپنی کار روکی تھی۔

وہ فون کی گھنٹی ہی کی آواز تھی جس نے عمران کو نیند سے بیدار کیا تھا۔
عمران نے اٹھتے ہوئے ایک طویل جمائی لی پھر دوسرے کمرے میں آ گیا۔ پرائیویٹ فون کی گھنٹی بدستور بج رہی تھی۔

"ہیلو۔ ایکسٹو۔" اس نے رسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔
"گڈ مارننگ سر۔" دوسری جانب سے جولیا کی آواز ابھری۔
"مارننگ۔ کوئی خاص بات۔۔؟"
"یس سر۔" جولیا نے کہا پھر وہ تمام تفصیلات دہراتی چلی گئی جو گزشتہ رات اسے چوہان سے ملی تھی۔
"کیا مطلب۔؟" عمران سخت لہجے میں بولا۔ "کیا چوہان اور تنویر نے آئرن مین کا تعاقب نہیں کیا تھا۔"
"جی نہیں۔ انھیں اس کا موقع نہیں مل سکا۔" چوہان نے اپنی کار انگلا سکوائر

سے دور کھڑی کی تھی ۔" جولیا جلدی سے بولی ۔ اس کے علاوہ بھی ان کے لئے تعاقب کرنا فضول ہی تھا ۔"

" کیا کہنا چاہتی ہو جولیا ۔"؟

" میرا مطلب ہے تعاقب کے سلسلے میں ایک بار صفدر بھی ناکام ہو چکا ہے جناب

" ہم ۔" عمران کا لہجہ سخت ہو گیا۔ گویا آج کل تم بھی ٹیم کے دوسرے افراد کی طرح زنگ آلود ہوتی جا رہی ہو ۔؟"

" نہیں باس ۔ میں ۔"

" شٹ اپ ۔" عمران نے تیزی سے کہا ۔ مجھے اب کوئی دوسرا انتظام کرنا ہوگا ۔"

اس بار جولیا کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا ۔

" کیا تمہیں اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ میں نے شاہدہ کو بھی باقاعدہ طور پر ٹیم میں شامل کر لیا ہے ۔"؟

" یس سر ۔ ویسے مجھے اس کا علم بھی ہے کہ شاہدہ آجکل عمران کے ساتھ زیادہ دیکھی جا رہی ہے ۔"

" ہو سکتا ہے ۔ میں نے عمران ہی کی سفارش پر اسے ٹیم میں شامل کیا ہے ۔"

" ایک اہم بات اور بھی ہے جناب ۔" جولیا کی آواز ریسیور پر ابھری عمران پروفیسر ڈگلس سے بھی ملا تھا ۔"

" تفصیل بیان کرو ۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا ۔

"پروفیسر کے بارے میں آپ کو علم ہو گا کہ وہ عام آدمیوں سے ملنے سے پرہیز کرتا ہے۔ ویسے بھی وہ گوشہ نشینی کو زیادہ پسند کرتا ہے لیکن عمران نے اس سے ملنے کیلئے بڑا دلچسپ طریقہ اختیار کیا تھا۔" جولیا نے کہا پھر وہ تفصیل دوہرانے لگی۔

"ہمم۔ گویا اس بار بھی کسی طرح اسے آئرن مین کی بھنک لگ گئی ہے۔"؟

"ہو سکتا ہے جناب کہ اسے آئرن مین کے بارے میں کیپٹن فیاض سے معلوم ہوا ہو۔"

"کیا مطلب۔ ہے کیا فیاض بھی اسی لائن پر چل رہا ہے۔"

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی۔ مگر فیاض آج کل زیادہ تر اسی علاقے میں گشت لگاتے دیکھا گیا ہے۔"

"گڈ۔ یہ اطلاع میرے لئے نئی ہے۔"

"تنویر نے ایک مشورہ دیا ہے جناب۔"

"وہ کیا۔"؟

"اس کا خیال ہے کہ اگر مسز گراہم کو حراست میں لے کر سختی کی جائے تو وہ آئرن مین کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتی ہے۔"

"غلط سوچا ہے تنویر نے۔" عمران تیزی سے بولا۔ "آئرن مین کے بارے میں مسز گراہم کے فرشتے بھی کچھ نہیں بتا سکیں گے۔"

"پروفیسر ڈگلس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔" جولیا نے پوچھا۔ "کیا وہ بھی آئرن مین کے بارے میں لاعلم ہو گا۔"؟

"تم غالباً یہ بات اس لئے کہہ رہی ہو کہ آئرن مین اور پروفیسر ایک دوسرے

سے ملتے جلتے ہیں۔"

"جی۔ جی ہاں جناب۔"

"ابھی کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "آج دان مس گراہم کے ہوسٹل پر کس کی ڈیوٹی ہے۔؟"

"صفدر اور نعمانی کی۔"

"کیا تمہارے خیال میں یہ دونوں کافی رہیں گے۔؟"

"جی۔ میں سمجھی نہیں جناب۔؟"

"اس لئے کہ تم اپنا کالہ ہوتی جا رہی ہو۔" عمران کا موڈ یکدم خراب ہو گیا۔ "کیا ابھی خود تم نے مجھے چوہان کا بیان نہیں سنایا تھا۔؟"

"سنایا تھا۔ لیکن۔!"

"جولیا۔ میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔" عمران اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا "کیا آئرن مین نے مس گراہم کو تین روز کی مہلت نہیں دی ہے۔؟"

"معافی چاہتی ہوں جناب۔" جولیا نے جلدی سے کہا۔ "میں بالکل بھول گئی تھی۔ ایسی صورت میں تو ہمیں تین روز تک ہوسٹل کی شدید نگرانی کرنی ہوگی۔"

"تمہیں یہ خیال فوراً آنا چاہئیے تھا۔ بہر حال۔ تم صفدر کے علاوہ پوری ٹیم کو ہوسٹل کی نگرانی پر لگا دو۔"

"بہتر ہے جناب۔"

"تم لوگوں کو ان افراد کی سختی سے نگرانی کرنی ہوگی جو ہوسٹل میں مقیم ہیں"

کو ٹیک کرتے ہیں۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔" جولیا نے پوچھا۔ کیا مجھے عمران کو بھی انفارم کرنا ہوگا۔؟"

"ہاں موجودہ کیس میں اسکی شمولیت بہت ضروری ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی سب کو اطلاع کئے دیتی ہوں۔"

"ایک بات کا اور خیال رکھنا۔" عمران نے گہری سنجیدگی سے جواب دیا۔ اس بار اگر ہمٹرن میں کہیں نظر آجائے تو اس پر بے دریغ فائرنگ کی جائے گی۔"

"ایسا ہی ہوگا جناب۔"

عمران نے مزید کوئی جواب دینے کے بجائے ریسیور ہک پر ٹانگا پھر قدم بڑھاتا ہوا دوسرے کمرے میں آگیا جہاں کیپٹن فیاض کے علاوہ جوزف بھی موجود تھا۔ دونوں ہی کی صورتوں سے جھلاہٹ کے تاثرات مترشح تھے۔ عمران کو وجہ سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ حالات کے تحت اس نے جوزف کو سختی سے ہدایت دے رکھی تھی کہ جب تک وہ نہ کہے کسی کو فلیٹ کے اندر داخل نہ ہونے دیا جائے۔

فیاض نے اپنی کپتانی کے زعم میں اسے جھڑکا ہوگا۔ اور پھر ظاہر ہے کہ دونوں ہی کے موڈ خراب ہوگئے ہوں گے۔"

"اوہ۔ سوپر فیاض۔ سلام علیکم۔" عمران نے ہانک لگائی پھر آگے بڑھ کر ایک کرسی پر دراز ہوگیا۔

"اس نیگرو کے بچے کو سمجھا لو ورنہ کسی روز میں بڑی سختی سے پیش آؤں گا۔" فیاض نے جوزف کو گھورتے ہوئے عمران سے کہا۔ اور عمران نے پلکیں جھپکا کر اس طرح

جوزف کو گھورا جیسے اسے کچا چبا ڈالنے کے . . . . . امکانات پر غور کر رہا ہو"

"جوزف۔" اس نے سخت لہجے میں جوزف کو مخاطب کیا۔ "کیا کپتان صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔"

"باس۔ میں اپنی بے عزتی نہیں برداشت کر سکتا چاہے تمام زندگی جیل کی چکیاں ہی کیوں نہ پیسنی پڑیں۔" جوزف کے نتھنے پھڑپھڑانے لگے۔ "کیا تم نے مجھے حکم نہیں دیا تھا کہ کسی کو وہ "آؤٹ پرمیشن" اندر نہ آنے دیا جائے۔"

"بکومت۔ میں بچے کے بارے میں دریافت کر رہا ہوں۔" عمران بدستور سنجیدہ تھا۔ "پہلے یہ بتا کہ بغیر میری اجازت کے تو نے شادی کیسے کر لی۔ کیا اب تیرے برے دن آگئے ہیں۔"

"شادی۔" جوزف چونکا تھا۔ "کس کی شادی کی بات کر رہے ہو باس۔؟"

"ابے کیا اب تو بہرہ بھی ہو گیا ہے۔ فیاض نے ابھی کہا تھا کہ میں تیرے بچے کو سمجھاؤں ورنہ۔"

"تمہاری انہیں باتوں نے ملازموں کا دماغ خراب کر دیا ہے۔" فیاض درمیان میں بول پڑا۔ پھر وہ جوزف سے رجوع ہوا۔ "دور ہو جاؤ۔ میری نگاہوں کے سامنے سے۔"

"نہیں جاؤں گا۔" جوزف نے چھاتی ٹھونک کر کہا۔ "تم میرے باس نہیں ہو جو میں تمہارے اشارے پر ناچوں۔"

"میں تمہیں جیل میں سڑا دوں گا۔" کیپٹن فیاض غرایا تھا۔

"یہ دھونس کسی اور پر چلانا کپتان صاحب۔" جوزف ان گیدڑ بھبکیوں میں نہیں

آئے گا۔" جوزف نے ہاتھ ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ باس کے بغیر، تمہاری افسری نہیں چل سکتی۔ اس وقت بھی تم کسی مطلب ہی سے آئے ہو گے۔"

"جوزف۔"

عمران جلدی سے درمیان میں بول پڑا۔ چل دفع ہو جا یہاں سے۔"

"باس۔ یہ ظلم ہے۔ کیا تم نے مجھے آرڈر نہیں دیا تھا کہ تمہاری اجازت کے بغیر کوئی چڑیا کا بچہ بھی اندر نہ آنے پائے۔"

"ضرور کہا تھا لیکن بات چڑیا کے بچے کی تھی۔ آدمی کے بچے کو تو نے کیوں روکا۔؟"

عمران غصیلے لہجے میں بولا۔ پھر اس کے ساتھ ہی اس نے جوزف کو آنکھ ماردی۔!

مقصد یہی تھا کہ وہ ٹھنڈا ہو کر کسی طرح سے ٹل جائے۔ دوسری صورت میں بات بڑھ جانے کا خطرہ تھا اس لئے کہ جوزف اور فیاض دونوں ہی اس وقت گرمی کھاتے ہوئے تھے۔

"ہی ہی، ہی ہی..." جوزف نے بتیسی نکال کر بے ہنگم ہنسی کے درمیان کہا۔ تم واقعی گریٹ ہو باس۔ میں نے آج تک تم جیسا کوئی دور اندیش آدمی نہیں دیکھا۔ اسی لئے تمہارے دروازے پر پڑا رہتا ہوں ورنہ کب کا نو دو گیارہ ہو گیا ہوتا۔"

"جوزف۔ میں کہتا ہوں چلا جا یہاں سے ورنہ ایک ہفتے تک شراب کی بوند بھی نہیں ملے گی۔"

"جی۔ جانتا ہوں باس۔" جوزف کا چہرہ لٹک گیا "تم چاہے مجھے جوتے مار لیا کرو باس لیکن شراب کبھی بند مت کرنا ورنہ میں ایک روز بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔"

"اچھا تو پھر دفع ہو جا جلدی سے۔"

اس بار جوزف نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے فیاض کو گھور کر دیکھا پھر الٹے قدموں باہر چلا گیا۔

عمران نے اطمینان کی ٹھنڈی سانس لی۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر تم اس جنگلی کو کس طرح برداشت کرتے ہو۔" فیاض نے جوزف کے جانے کے بعد پوچھا۔

"میں اکثر آدمیوں کے بچوں کو برداشت کر لیتا ہوں۔" ویسے سوپر فیاض کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ آج صبح ہی صبح ادھر کا راستہ کیسے بھول گئے۔"

"مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" فیاض سنجیدہ ہو گیا۔

"ہم۔ گویا جوزف نے غلط نہیں کہا تھا کہ تم کسی مقصد ہی سے یہاں آئے ہو۔"

عمران نے کنکھیوں سے فیاض کو دیکھتے ہوئے کہا پھر جلدی سے بولا۔ ناشتہ کرو گے یا کر کے آئے ہو۔؟

"مروت۔ میں دس پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔"

"اچھا۔" عمران نے دستی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ چلو شروع ہو جاؤ۔"

"کیا تمہیں خود نہیں معلوم کہ میں اس وقت یہاں کیوں آیا ہوں۔" فیاض نے عمران کے چہرے پر نظر جماتے ہوئے کہا۔

"سمجھ گیا۔ سول ہسپتال کی نرس کے سلسلے میں غالباً بیوی سے ان بن ہوگئی ہے۔

کیوں۔؟"

"نہیں۔ میں اس وقت تم سے آئرن مین کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"آئرن مین۔" عمران نے ہونقوں جیسے انداز میں منہ پھاڑ کر فیاض کو گھورا۔

کس دنیا کی باتیں کر رہے ہو سوپر۔"

"بور مت کرو عمران۔ میں اس سلسلے میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔" فیاض نے کہا۔ اب تک شہر کے تقریباً ستر سے زیادہ آدمی لاپتہ ہو چکے ہیں۔ جن میں سے بیشتر پڑھے لکھے اور تجربہ کار آدمی تھے۔"

"تجربے کار سے تمہاری کیا مراد ہے۔؟" عمران یکلخت سنجیدہ ہوگیا۔

"غائب ہونے والوں میں سے زیادہ تر انجینئر اور ڈاکٹر تھے۔ لیکن کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے۔"

"اخبارات میں پڑھا تھا مگر تم نے ابھی کسی آئرن مین کا تذکرہ کیا تھا۔"

"پلیز عمران ڈیئر۔" فیاض نے چاپلوسی کرتے ہوئے کہا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اس سلسلے میں پروفیسر ڈگلس سے بھی مل چکے ہو۔ اس وقت تمہارے ساتھ شاہدہ بھی تھی۔!"

"اوہ۔" عمران نے تیکھے انداز سے فیاض کو گھورا۔ تو تم آج کل باقاعدہ نگرانی کرا رہے ہو۔ کیوں۔؟"

"غلط سمجھ رہے ہو۔" فیاض جلدی سے بولا۔ "اتفاق سے [illegible] ایک ڈیوٹی کانسٹیبل سے ہوئی تھی۔"

"دس منٹ گزر چکے ہیں سوپر فیاض۔ تم صرف پانچ منٹ اور بول سکتے ہو۔"

"میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم آئرن مین کے سلسلے میں میری مدد کرو۔"

"آئرن مین کے بارے میں تمہاری معلومات کہاں تک ہیں۔" عمران نے اسبار گہری سنجیدگی سے پوچھا۔

"مجھے صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ ایک آہنی مجسمے جیسی حیثیت کا مالک ہے۔ اسکی کچھ کچھ شکل پروفیسر ڈگلس سے بھی ملتی جلتی ہے۔ اسی لئے اسے ڈگلس کا مجسمہ بھی کہا جاتا ہے۔ مس گراہم کے ہوسٹل کے اطراف میں متعدد بار دیکھا جا چکا ہے معتبر ذرائع سے یہ بات بھی میرے علم میں آئی ہے کہ وہ مس گراہم سے بھی ملتا رہتا ہے۔"

"کیا تم نے کبھی اس کا تعاقب بھی کیا ہے۔؟"

"صرف ایکبار۔ لیکن مجھے مایوسی ہوئی۔" فیاض بولا۔ "اس کی کار کی رفتار آندھی سے بھی زیادہ تیز تھی اس لئے میں اسے زیادہ دیر تک چیز (CHASE) نہیں کر سکا۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن تمہیں آئرن مین سے آخر کیا پرخاش ہے۔؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ کوئی انسان ہی ہو گا جو آئرن ماسک اور آئرن ڈریس میں رہتا ہے۔" فیاض نے کہا۔ "مس گراہم کے بارے میں تم بھی ضرور جانتے ہو گے کہ وہ کس قماش کی عورت ہے۔ ممکن ہے وہ آئرن مین کے ساتھ مل کر کوئی سازش کر رہی ہو۔"

"پھر تمہیں میری مدد کی کیا ضرورت ہے۔ مس گراہم کو حراست میں لیکر

تھرڈ ڈگری والا نسخہ آزماؤ۔ اگر تمہارا خیال ٹھیک ہے تو وہ سب کچھ اگل دے گی۔"

"میں اس پہلو پر غور کر چکا ہوں لیکن اس میں ایک خطرہ بھی ہے۔"

"وہ کیا۔؟"

"اس طرح آئرن مین میرے ہاتھ سے نکل جائے گا۔"

"چشم بددور۔ آجکل تو تم بالغوں جیسی باتیں کرنے لگے ہو۔"

"تم نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔" فیاض نے عمران کے مذاق کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا تم اس سلسلے میں میری کوئی مدد کرنے کو تیار ہو۔"

"ضرورت سب کچھ کرا دیتی ہے فیاض ڈیئر۔" عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔ تین مہینے سے فلیٹ کا کرایہ بھی ادا نہیں کر سکا۔ دوسرے قرض داروں نے بھی زندگی تلخ کر رکھی ہے۔ اسی غرض سے میں نے جوزف کو دروازے پر تعینات کر رکھا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے۔"

"میں تمہاری مدد کے لئے تیار ہوں لیکن شرط یہی ہوگی کہ تم میرے لئے کام کرو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں لیکن فی الحال تمہیں پانچ سو کی رقم دینی ہوگی تاکہ میں قرض ادا کر کے فلیٹ سے باہر نکل سکوں۔"

"منظور ہے۔ تم آج شام کو دفتر سے لے لینا۔"

"تھینکس سو یسر۔" عمران کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے پھر اچانک اپنی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ اوہ۔ مائی گاڈ۔ چندہ کے بجائے

بیس منٹ ہو چکے ہیں۔۔"

"میں اب چلتا ہوں۔۔" فیاض اٹھتے ہوئے بولا۔ شام کو آ رہے ہو میری طرف۔؟"

"سر کے بل آؤں گا فیاض۔۔" عمران نے کہا پھر سلیمان کو پکار کر ناشتے کیلئے کہنے لگا۔

فیاض خاموشی سے فلیٹ سے باہر چلا گیا۔!

شاہدہ کی آسٹن جولیا کے فلیٹ کیطرف دوڑ رہی تھی لیکن اس کا ذہن ابھی تک
عمران میں الجھا ہوا تھا۔ وہ بڑی سنجیدگی سے عمران کی اس حرکت کے بارے میں سوچ
جو اسنے پروفیسر ڈگلس سے ملاقات کیلئے کی تھی۔

اسے یقین تھا کہ عمران صرف پروفیسر کو ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا ورنہ وہ
اتنا غیر ذمے دار تو کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ خواہ مخواہ اپنی گاڑی کو کسی آہنی،
پھاٹک سے ٹکرا دیتا۔

پروفیسر ڈگلس کے بارے میں اسنے یہ بات دریافت کر لی تھی کہ وہ انتہائی
خشک اور تنہائی پسند واقع ہوا ہے۔ گھر سے وہ شاذونادر ہی نکلتا تھا اسکے
ملنے جلنے والوں کی تعداد صفر ہی تھی۔

اپنی کوٹھی میں بھی وہ تنہا ہی رہتا تھا۔ ملازمین میں ایک چوکیدار اور ایک
خانساماں کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا۔ آٹھ سال قبل اسنے ایک امریکن عورت
سے شادی کی تھی لیکن شادی کے دو سال بعد ہی اسکی بیوی کا ایک موذی مرض کا

تسکار ہوگئی اور اسکے بعد ہی سے پروفیسر نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔

لیکن عمران اس سے کس لئے ملنا چاہتا تھا یہ بات شاہدہ کے فرشتوں کو بھی نہیں معلوم ہو سکی۔ پھر وہ جس حیثیت سے وہاں گیا تھا وہ بھی اسکے لئے نہ صرف یہ کہ نئی بلکہ انوکھی تھی۔

عمران سے علیحدہ ہو کر جب وہ گھر پہنچی تھی تو اسنے جغرافیہ کی کتابیں اور دنیا کے سینکڑوں نقشے الٹ پلٹ کر ڈالے لیکن ڈھمپ لیا ستد کے بارے میں اسے ایک لفظ بھی نہیں معلوم ہو سکا۔

بہر حال وہ اس وقت عمران کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ نفسیات کی ایک ذہین طالبہ ہونے کی وجہ سے وہ یہ بخوبی سمجھ گئی تھی کہ عمران وہ نہیں ہے جو نظر آتا ہے۔

اسکی حماقتوں کے پیچھے کوئی نہ کوئی گہری چال ضرور ہوتی ہے۔ ویسے بھی اسکا ذاتی نظریہ بھی یہی تھا کہ انسان خود کو بیوقوف ظاہر کر کے دوسروں کو آسانی سے الو بنا سکتا ہے۔

عمران کے بارے میں بھی اسنے یہی رائے قائم کی تھی کہ وہ انتہائی ذہین دور اندیش اور چالاک شخصیت کا مالک ہے اور انھیں باتوں کی وجہ سے وہ یہ ماننے کیلئے بھی تیار نہیں تھی کہ عمران جیسا قابل آدمی بیکار رہ سکتا ہے۔ جو شخص ایکسٹو سے سفارش کر کے دوسروں کو ملازمت دلوا سکتا ہے وہ خود اپنے لئے بھی بہت کچھ کر سکتا ہے۔

اچانک شاہدہ کے ذہن میں ایک نیا خیال بڑی تیزی سے ابھرا کہیں

عمران ہی تو ایکسٹو نہیں ہے۔؟ اس خیال کے موافقت میں اس نے بیشمار نفسیاتی دلیلیں ذہن میں اکھٹا کر لیں۔

صرف یہی نہیں بلکہ اس نے یہ فیصلہ بھی کر لیا کہ وہ عمران کی اصلیت کو پالینے کے لئے جان توڑ کوشش کرے گی۔

اسی مقصد کے تحت وہ اپنے گھر سے نکلی بھی تھی۔ ایکسٹو کے بارے میں عمران نے اسے بہت ساری باتیں بتا دی تھیں۔ ٹیم کے افراد سے بھی اسنے شاہدہ کا تعارف کرایا تھا۔

اور شاہدہ نے خاص طور پر محسوس کیا تھا کہ سوائے تنویر کے باقی تمام افراد اسے عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ خاص طور پر صفدر کو تو اس نے عمران کا مداح پایا تھا۔

لیکن جولیا سے وہ ابھی تک نہیں ملی تھی۔ عمران نے اسے ٹیم کے تمام افراد کے خفیہ پتے بھی نوٹ کرا دیئے تھے۔ چنانچہ وہ اس وقت جولیا سے ملنے جارہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ عمران نے کسی مصلحت کی بنا پر ہی اسے جولیا سے نہیں ملایا ہوگا۔

دس منٹ بعد ہی اسنے اپنی آسٹن جولیا کے فلیٹ کے نیچے روکی پھر سے لاک کر کے عمارت میں داخل ہوگئی۔ زینوں پر چڑھتے ہوئے بھی اسکے ذہن میں عمران کی شخصیت موجود تھی۔

جولیا کے فلیٹ پر پہنچ کر اس نے نئی کال بیل ہی سے کال بیل دبائی پھر دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگی۔ ایک منٹ بعد ہی دروازہ کھلا تھا۔

"ہیلو مس جولیا۔" شاہدہ نے جولیا کو دیکھ کر گرمجوشی سے کہا پھر مصافحہ کرتے وقت اس نے یہ بات خاص طور پر محسوس کر لی تھی کہ جولیا اس کی آمد سے خوش نہیں ہوئی۔ بہر حال وہ اسے اندر لے گئی جہاں تنویر بھی موجود تھا۔

"ہیلو مسٹر تنویر۔ ہاؤ ڈو یو ڈو۔" شاہدہ نے تنویر کو بھی بڑی بے تکلفی سے مخاطب کیا پھر ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ گئی۔

"فائن۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر جولیا کو دیکھنے لگا جو اب تک شاہدہ کو کچھ عجیب نظروں سے گھور رہی تھی۔

"کیوں کیا بیٹھنے کا ارادہ نہیں ہے۔" اسبار تنویر نے جولیا کو مخاطب کیا اور جولیا چونک اٹھی۔

انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی گہرے خیال میں غرق تھی۔ پھر تنویر کے جملے سن کر اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک صوفہ سنبھال لیا۔

چند لمحات تک ان کے درمیان رسمی گفتگو ہوتی رہی پھر شاہدہ اصل مقصد کی طرف آ گئی۔

"مس جولیا۔ کیا ایکسٹو نے ابھی تک میرے بارے میں کوئی ہدایت نہیں دی۔؟"

"نہیں۔" جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "ابھی تک تمہارے بارے میں کوئی ہدایت نہیں ملی۔"

"ممکن ہے ابھی کچھ دنوں تک ایکسٹو آپ کو عمران کے زیر تربیت رکھے۔" تنویر نے کہا۔ "جب تک آپ ہر معاملے میں ایکسپرٹ نہ ہو جائیں کوئی ذمے دار

نہیں سوچی جا سکتی ۔"
"عمران کے زیر تربیت ۔" شاہدہ یکلخت سنجیدہ ہو گئی ۔ اس نے تنویر کے لہجے میں چھپے ہوئے طنز کو بھانپ لیا تھا ۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے مسٹر عمران ایکسٹو کی ٹیم میں شامل نہیں ہیں ۔"
"ٹھیک خیال ہے آپ کا ۔" تنویر نے برا سا منہ بنا کر کہا ۔ ایکسٹو اسے محض ضرورتاً استعمال کر لیتا ہے ۔"
"ایسی صورت میں تو آپ کو مسٹر عمران کے زیر تربیت والا جملہ استعمال نہیں کرنا چاہئے تھا ۔ شاہدہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا ۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ آپ کو عمران صاحب سے کوئی ذاتی شکایت ہے ۔"
"شکایت کا سوال تو اس وقت پیدا ہوتا ہے مس شاہدہ جب میں اسے منہ لگاؤں ۔" تنویر یکلخت سنجیدہ ہو گیا ۔ لیکن میں اسے اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ بات بھی کی جائے ۔"
"آئی سی ۔ گویا آپ نے اس وقت مجھ پر طنز کیا تھا ۔ کیوں مسٹر تنویر ۔؟"
"جی نہیں ۔ چونکہ آپ کو اسی کی سفارش پر ٹیم میں شامل کیا گیا ہے اس لئے ممکن ہے آپ کو وہی تربیت بھی دے رہا ہو ۔۔"
"ضروری نہیں ہے ۔۔ شاہدہ نے اس بار خشک لہجے میں جواب دیا پھر تنویر کو گھورتے ہوئے بولی ۔ ایکسٹو کی ٹیم کے ایک ذمے دار فرد ہونے کی حیثیت سے آپ کو اس قسم کی قیاس آرائیوں سے پرہیز کرنا چاہئے ۔"

"آپ کے مشورے کا شکریہ۔" تنویر جھلا کر اٹھا پھر جولیا سے اجازت طلب کرتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

جولیا ابھی تک سنجیدہ نظر آرہی تھی۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو مسٹر تنویر کو مسٹر عمران سے کوئی ذاتی شکایت معلوم ہوتی ہے۔" شاہدہ نے مسکراتے ہوئے جولیا سے پوچھا۔ آپ کا کیا خیال ہے عمران کے بارے میں۔"؟

"میں اسے ایک ذہین شخصیت کا مالک سمجھتی ہوں لیکن کبھی کبھی وہ اخلاق سے گری ہوئی حرکت بھی کر جاتا ہے۔"

"یہ چیز میں نے بھی محسوس کی ہے مگر میرا خیال ہے کہ وہ یہ سب کچھ جان بوجھ کر کرتا ہے۔"

"آپ نے کیسے جان لیا۔"؟ جولیا نے پوچھا۔

"ممکن ہے میرا اندازہ غلط بھی ہو لیکن ایسے لوگ دنیا میں زیادہ کامیاب رہتے ہیں جو خود کو بیوقوف بنا کر دوسروں کے سامنے پیش کریں۔" نفسیاتی نکتہ نگاہ سے میں عمران کو بھی دوہری شخصیت کا مالک سمجھتی ہوں۔"

"دوہری شخصیت۔"؟ جولیا چونک اٹھی۔ کیا آپ اس جملے کی وضاحت کر سکتی ہیں۔"؟

"میرا مقصد یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ظاہری طور پر کچھ اور نظر آتے ہیں لیکن باطنی طور پر ایک علیحدہ شخصیت رکھتے ہیں۔"

جولیا نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ شاہدہ کے جملے پر اس کے

ذہن میں ایک بار پھر یہی خیال ابھرا تھا کہ کہیں عمران ہی تو ایکسٹو کا دوسرا روپ نہیں ہے پہلے بھی متعدد بار وہ اسی مسئلے پر غور کر چکی تھی لیکن پھر حالات کے تحت اسے یہ خیال ذہن سے جھٹک دینا پڑا تھا۔

" آپ اس وقت شاید عمران کے بارے میں کوئی خاص بات سوچ رہی ہیں۔؟ "

" جی۔ " جولیا چونکی پھر اچانک سنبھل کر بیٹھ گئی۔ جی نہیں۔ میں اس وقت ایک دوسرے مسئلے پر غور کر رہی تھی۔ "

" کیا آج کل ایکسٹو کے پاس کوئی کیس نہیں ہے۔؟ " شاہد نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔

" کیس ہے لیکن ابھی تک میں بھی اس کی نوعیت سے لاعلم ہوں۔ "

" آئی سی۔ ویسے کیا اس کیس میں پروفیسر ڈگلس کی شخصیت کو بھی مشکوک سمجھا رہا ہے۔؟ "

" آپ نے خاص طور پر پروفیسر ڈگلس کا نام کیوں لیا۔ کیا محض اس لئے کہ عمران اس سے ملنے کے لئے ایک انوکھا طریقہ اختیار کیا تھا۔؟ "

" جی ہاں۔ میں نے اس حرکت سے یہی اندازہ لگایا تھا۔ "

" عمران نے کچھ بتایا بھی ہوگا آپ کو۔ "

جولیا نے جلدی سے پوچھا۔

" نہیں۔ لیکن وہ کسی پرنس آف ڈھمپ کی حیثیت سے ملے تھے۔ "

" پرنس آف ڈھمپ۔؟ "

جولیا پہلی بار مسکرائی۔ آپ نے ابھی اسے صرف ایک ہی روپ میں دیکھا ہے

لیکن رفتہ رفتہ آپ اسکی حماقتوں کی عادی ہوجائیں گی ۔"

"مجھے اس وقت آپ سے ملنے کا مشورہ مسٹر عمران ہی نے دیا تھا۔" شاہدہ نے جلدی سے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا تھا عمران نے۔" جولیا دوبارہ سنجیدہ ہوگئی۔

"یہی کہ آپ کے بغیر میں ترقی نہیں کر سکتی ۔"

شاہدہ مسکرائی۔ پھر بولی۔

"اس کے علاوہ مسٹر عمران نے مجھے یہ بتایا تھا کہ ایکسٹو ٹیم کے دوسرے تمام افراد پر آپ کو زیادہ ترجیح دیتا ہے۔ عمران بذاتِ خود بھی آپ کی بے پناہ صلاحیتوں کی تعریف کر رہا تھا۔"

جولیا کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔

لیکن قبل اسکے کہ وہ کوئی جواب دتیی آتشدان پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر پر سگنلز موصول ہونے شروع ہو گئے۔

جولیا نے اٹھ کر اس کیمرے کو اٹھالیا جو حقیقتاً ایک پاورفل ٹرانسمیٹر تھا پھر اسے کھول کر اسکے میکنزم کو جلدی جلدی ٹھیک کرنے لگی۔ شاہدہ خاموشی سے اسکی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہی تھی۔

"ہیلو سر۔ اٹ از جولیا اٹینڈنگ۔" جولیا نے فوکس پلیٹ کو منہ کے قریب لاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"جولیا۔ کیا ابھی کچھ دیر پہلے تنویر تمہارے فلیٹ پر موجود تھا۔" ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"لیں سر۔"

"کیوں۔؟ کیا تم نے اسے ہوسٹل کی نگرانی کے احکامات پاس آن نہیں کیے۔"

"وہ مجھے فون پر نہیں مل سکا تھا جناب۔" جولیا جلدی سے بولی۔ "میں نے اسے یہاں آنے ہی ہدایت دیدی تھی۔"

"تم نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ کہاں تھا۔؟"

"جی نہیں۔"

"جولیا۔"

ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا۔ "کیا میں نے ماتحتوں کو اس بات کی سختی سے ہدایت نہیں کر رکھی ہے کہ جب وہ اپنی رہائش گاہ سے کہیں ادھر جائیں تو وہ تم کو مطلع کر دیں۔؟"

"میں نے یہ احکامات سب کو بتا دیے تھے جناب۔"

"اسکے باوجود تنویر نے تمہیں مطلع نہیں کیا۔ کیوں۔؟"

جولیا تھوک نگل کر رہ گئی۔

"جولیا میں تم کو آخری وارننگ دے رہا ہوں۔ اگر کوئی فرد بھی حکم کی خلاف ورزی کرے تو فوراً مجھے رپورٹ کیا کرو۔ موجودہ کیس میں میں خاموش ہوں مگر اس قسم کی لاپرواہی برداشت نہیں کروں گا۔"

"جب۔ بہتر ہے جناب۔ میں آج دوبارہ سب کو ہدایت دے دیتی ہوں۔"

"تنویر کے لئے تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا اسے کوئی سزا دی جائے۔"

"آپ کی مرضی پر منحصر ہے جناب۔"

"کیوں۔ کیا تمہارے اندر اب اس قسم کے فیصلے کرنے کی گنجائش نہیں رہی؟"
ایکسٹو غرایا اور جولیا کانپ گئی۔

"تنویر حقیقتاً کچھ لاپرواہ ہوتا جارہا ہے۔" جولیا نے جلدی سے کہا۔ "اسے کوئی سبق ضرور ملنا چاہیئے۔"

"ہم۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔"

پھر دوسری جانب سے سلسلہ چونکہ بند ہوگیا تھا اس لئے جولیا نے بھی ٹرانسمیٹر کے میکنزم کو ٹھیک کر کے واپس آتشدان پر رکھ دیا۔ شاہدہ کسی گہری سوچ میں غرق تھی۔

عمران نے سو سو کے پانچوں نوٹ کو غور سے دیکھا پھر انھیں خاموشی سے جیب میں ڈال لیا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ کرنسی نوٹ کے بجائے ردی کاغذ کے ٹکڑے رہے ہوں۔

پروگرام کے عین مطابق وہ شام کو کوتوالی پہنچ کر فیاض سے ملا تھا اور فیاض نے خاموشی سے اسے پانچ سو کی رقم ادا کر دی تھی۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر فیاض بولا۔

"آئرن مین کی گرفتاری کے بعد مجھے اپنی ترقی کے امکانات بھی روشن نظر آ رہے ہیں۔"

"مجھ جیسے فقیروں کی دعائیں لیتے رہا کرو۔ اللہ نے چاہا تو ضرور کامیابی ہوگی۔" عمران درویشوں جیسے انداز میں بولا۔ "خدمت سے ہی عظمت ہوتی ہے۔ سوپر فیاض۔"

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔؟"

"سب سے پہلے قرض داروں کے پیسے چکادوں گا اور اسکے بعد دو رکعت شکرانے کی نماز پڑھ کر آرام کروں گا۔"

"میں آئرن مین کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔"

"آئرن مین۔" عمران کو سنجیدہ ہوجانا پڑا۔ کیا تم مجھے اس کے بارے میں مزید کچھ تفصیل فراہم کر سکتے ہو۔"

"مجھے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں معلوم جو میں صبح تم کو بتا چکا ہوں۔"

"ہم۔ گویا اب سب کچھ مجھے کرنا ہوگا۔"

"پلیز عمران۔ جو کچھ کرو ذرا جلدی کرنا اس لئے کہ آدمیوں کی گمشدگی کی وجہ سے شہر میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔"

"کیا تم اس معاملے میں واقعی سنجیدہ ہو۔؟"

"کیا مطلب۔" فیاض تلملا گیا۔ پانچ سو کی رقم کیا میں نے یونہی دیدی ہے۔؟"

"کسی دوسرے کا گلا کاٹا ہوگا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ورنہ تمہارے جیسے آدمی کی جیب سے پانچ پیسے نکلنے بھی مشکل ہیں۔"

"شٹ اپ۔ یار۔" فیاض نے جلدی سے کہا لیکن اسبار اس کے لہجے میں جھلاہٹ کے بجائے بے بسی موجود تھی۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ لوگوں کی گمشدگی کے بارے میں۔"

"اگر یہی سمجھ میں آجاتا تو پھر تمہاری ضرورت کیوں پیش آتی۔"

"کیا یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ لوگ کس طرح غائب کئے جاتے ہیں۔؟" عمران نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ مس گراہم کے ہوسٹل کی لڑکیاں بھی کسی نہ کسی طرح اس سازش میں ضرور شریک ہیں۔ غائب ہونے والوں میں سے اکثر ہوسٹل کی لڑکیوں کے ساتھ دیکھے گئے تھے۔"

"ہم۔" عمران نے سوچتے ہوئے پوچھا۔ کیا تم نے مس گراہم سے مل کر کچھ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔؟"

"نہیں۔" فیاض نے نفی میں سر ہلایا۔

"اچھا کیا تم نے۔ اس لئے کہ اگر تم اسے چھیڑتے تو پھر وہ رقم بھی بند ہو جاتی جو ہر ماہ مختلف ہاتھوں سے گزر کر تمہاری جیب خاص تک آتی ہے۔"

"یہ بات نہیں ہے بلکہ۔"

"مجھ سے نہیں چلے گی فیاض۔" عمران جلدی سے بولا۔ "میں احمق ہونے کے ساتھ ساتھ روشن ضمیر بھی ہوں۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر تم کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ آدمیوں کی گمشدگی کا چکر کیوں چل رہا ہے۔؟"

"ہاں۔ میں تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں۔" عمران کے چہرے پر اچانک جلالی کیفیت طاری ہو گئی۔ وہ آنکھ بند کر کے تھوڑی دیر تک منہ ہی منہ میں کچھ بدبداتا رہا پھر جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح سرخ تھیں۔

"غور سے سنو سوپر فیاض۔" عمران ٹھوس آواز میں بولا "مس گراہم کو آترن مین کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم کہ وہ ایک عجیب و غریب شے ہے چنانچہ وہ مجبوراً اس کے مطالبات پورے کر رہی ہے۔ دوسری صورت میں آدمیوں کی طرح اسے بھی غائب کر دیا جائیگا۔"

"گویا میرا اندازہ ٹھیک ہی ہے کہ مس گراہم ہی اپنے ہوسٹل کی لڑکیوں کے ذریعے آترن مین کو آدمی فراہم کر رہی ہے۔"

"ہاں۔ اور اگر میرا علم غلط نہیں ہے تو تین روز کے اندر اندر مزید پچاس آدمی گمشدہ افراد کی فہرست میں اضافہ کریں گے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر مس گراہم کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔"

"تمہیں ان باتوں کا علم کس طرح ہوا۔" فیاض نے جلدی سے پوچھا۔

"کالا جادو سوپر فیاض۔" عمران نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے فیاض کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں نے اپنے جادو کے زور سے مس گراہم کے سر پر خوفناک بلاؤں کو رقص کرتے دیکھ لیا ہے۔ پچاس آدمیوں کی گمشدگی یا پھر مس گراہم کی موت۔ دونوں میں سے ایک بات تین روز کے اندر اندر ظہور میں آنی لازمی ہے۔"

"کیوں نہ ہم چھاپہ مار کر مس گراہم کے گندے کاروبار کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں۔"

"نہیں۔ اگر تم نے فقیر کے مشورے کی خلاف ورزی کی تو خود بھی جل کر بھسم ہو جاؤ گے۔ ہو... حق... اللہ۔" عمران نے زوردار نعرہ مارتے ہوئے کہا اور فیاض بوکھلا گیا۔ بوکھلانے کی وجہ یہی تھی کہ اس وقت وہ اپنے آفس

ین بیٹھا تھا۔
"یار کیوں حلق پھاڑ رہے ہو۔؟" اس نے جلدی سے کہا۔ دوسرے کیا سو گئے۔؟"
"دوسروں کے چکر میں مت پڑو فیاض ۔ میں تمہارے سر پر بھی کامیابی کا جھنڈا لہراتے دیکھ رہا ہوں لیکن ابھی کچھ وقت لگے گا ۔ آخر میں کا مسئلہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں کسی دوسری دنیا کی سیر بھی کرا دے۔"
"کیا مطلب۔؟"
"مطلب جاننے کیلئے دیکھو کشوری لغت کا صفحہ نمبر تین سو بارہ۔" عمران بدستور اپنی ترنگ میں ہانک رہا تھا۔
"میں سمجھتا ہوں عمران" فیاض نے کہا۔ تم اس چکر میں پہلے ہی سے ہو اسی لئے میں سیدھا تمہارے پاس ہی آگیا۔"
"سعادتمندی ہے تمہاری ۔ جب تک بزرگوں کے قدم دھو دھو کر پیتے رہو گے کامیاب رہو گے لیکن جس روز بھی تم نے فقیروں کی خدمت سے منہ پھیرا اسی روز بیڑا غرق سمجھو۔" عمران نے بزرگانہ انداز میں کہا۔
"کیا تم اس وقت سنجیدہ نہیں ہو گے۔"
"مشکل ہے فیاض ۔ اس لئے کہ ابھی تک میں نے شام کی چائے نہیں پی۔" عمران نے مسکین سی صورت بنا کر کہا۔ "اور جب تک چائے معدے کے اندر نہ جائے میرا بھیجہ کام نہیں کر سکتا ۔ ویسے کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ بھیجے کا معدے سے کیا تعلق ہوتا ہے۔؟"

بالکل وہی تعلق ہے جو تمہاری حماقتوں کا تمہاری ذات سے ہے۔" فیاض نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔" عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ "میں تم سے اتنی دور اندیشی کی توقع کبھی نہیں کرسکتا۔"

"خدا کے لئے عمران۔ کچھ دیر کے لئے تو سنجیدہ ہوجاؤ۔" فیاض رو دینے والے انداز میں بولا۔

"ہوسکتا ہوں۔ لیکن پہلے چائے۔ اس کے ساتھ اگر کچھ لوازمات بھی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں چل جائیں گے۔"

فیاض نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔ لیکن چائے تو اسے بہرحال منگانی ہی پڑی تھی۔

مس گراہم کی خوابگاہ میں ہلکے سبز رنگ کا نائٹ بلب جل رہا تھا۔ اسکے چہرے سے فکر و پریشانی کے تاثرات مترشح تھے۔ جسم پر ڈریسنگ گاؤن تھا۔ کمرے میں صوفوں کے درمیان میں رکھی ہوئی گول میز پر ایش ٹرے سگریٹ کے ٹکڑوں سے بھر چکا تھا۔ وہ مسلسل سگریٹ پیئے جا رہی تھی۔

آرام کرسی کی پشت سے ٹکی بیٹھی وہ چھت کو گھور رہی تھی۔

پھر اس کی یہ محویت اسی وقت ٹوٹی تھی جب میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجی۔

" ہیلو۔ مس گراہم۔" اسنے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

" آئرن میں۔" دوسری جانب سے کھنکدار لہجے میں کہا گیا۔ " مجھے امید تھی تم ابتک سوئی نہیں ہوگی۔"

" ہاں۔ میں ابھی تک جاگ رہی ہوں۔" مس گراہم کے چہرے پر نفرت اور حقارت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ایک دن ختم ہوگیا لیکن ابھی تک تم نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اب صرف دو روز باقی ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ دو روز کی مہلت ابھی باقی ہے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ان دو دنوں میں تم مطلوبہ تعداد میں آدمی فراہم کر دوگی؟"

"کوشش کر رہی ہوں۔"

"کوشش سے کام نہیں چلے گا مس گراہم۔" دوسری جانب سے سخت لہجے میں جواب ملا۔ "میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا۔"

"مجھے اس کا علم ہے۔" مس گراہم بولی۔ "لیکن اگر میں ناکام رہی تو کیا ہوگا؟"

"تمہاری موت۔" کھنکدار لہجے میں سفاکی آگئی تھی۔

مس گراہم نے کوئی جواب دینے کے بجائے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔

"کیوں۔ تم چپ کیوں ہوگئیں۔؟"

"یونہی۔ اپنی موت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔"

"گویا۔ میں یہ سمجھ لوں کہ تم ابھی سے اپنی ناکامی کا اعلان کر رہی ہو۔ کیوں؟" غراہٹ ابھری۔

"نہیں۔ میں دی ہوئی مہلت کے آخری لمحے تک اپنی طور پر پوری کوشش کروں گی۔"

"گڈ۔" ویسے تمہاری اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ اگر تم میرا مطالبہ پورا کرنے میں کامیاب ہوگئیں تو میں تم کو اپنی دنیا کی ملکہ بنا دوں گا۔"

"اور اگر میں اس پیش کش کو قبول نہ کروں تو۔؟"

"یہ سو فیصدی تمہاری مرضی پر منحصر ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اپنا کام پورا کرنے کی سعی کروں گی۔" مس گراہم نے خشک لہجے میں جواب دیا پھر بڑی جھلاہٹ سے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

ختم ہوتے ہوئے سگریٹ سے اسنے نیا سگریٹ جلایا پھر کمرے میں ٹہلنے لگی۔ اس کا ذہن ابھی تک آئرن مین کی شخصیت میں الجھا ہوا تھا۔ آئرن مین جو اچانک اس کی زندگی میں ایک زلزلے کی طرح داخل ہوا تھا اور پھر اس پر پوری طرح حاوی ہوگیا۔ ابھی تک اس کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہیں ہوسکا تھا کہ وہ کون ہے اور اس کے ذریعے آدمیوں کا اغوا کیوں کر رہا ہے۔

آئرن مین کی جگہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو وہ اب تک اسے ٹھکانے لگا چکی ہوتی۔ اس کا صرف ایک فون ہی کافی ہوتا۔ ہوسٹل میں ہونیوالے کاروبار کی وجہ سے اسکے تعلقات بہت زیادہ وسیع تھے۔

اونچے افراد کے بل بوتے پر ہی وہ اب تک اس گندے کاروبار کو جاری رکھے ہوئے تھی لیکن آئرن مین اسکے لئے ایک ایسا معمہ بن چکا تھا جس کا اس کے پاس کوئی حل نہیں تھا۔

مس گراہم کا ذہن جتنا شک کرتا رہا پھر اچانک دروازے پر دستک ہوئی اور وہ اس طرح چونک کر اچھلی جیسے وہ دستک براہ راست اسکے ذہن پر دی گئی تھی۔ ڈریسنگ گاؤن کی جیب سے اس نے اپنا لیڈیز آٹومیٹک نکالا اور آگے بڑھ کر بولٹ گرا دیا اور تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

آنیوالا اسکے لئے اجنبی ہی ثابت ہوا۔ صورت شکل کے اعتبار سے بھی وہ کسی اچھے کردار کا مالک نظر نہیں آ رہا تھا۔ لباس کے معاملے میں بھی وہ لاپرواہ نظر آ رہا تھا لیکن جسامت اور قوی کے اعتبار سے وہ ایک ٹھوس اور مضبوط ارادے کا مالک دکھائی دے رہا تھا۔

" کون ہو تم۔ ؟ " مس گراہم نے سرد لہجے میں نووارد کو للکارا۔

" اس کھلونے کو جیب میں رکھ لو مس گراہم۔ " نووارد نے آٹومیٹک کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا پھر بڑی لاپرواہی سے آگے بڑھ کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا لیکن اس عرصے میں اسکی نظر ایک ثانیے کے لئے بھی مس گراہم کے چہرے سے نہیں ہٹی تھی۔

" اتنی رات گئے تمہیں میری خوابگاہ میں قدم رکھنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ " مس گراہم نے اسے کینہ توز نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔ " اگر تم یہاں کسی غلط ارادے سے آئے ہو تو تمہیں مایوسی ہوگی۔ ویسے بھی میں ہر کس و ناکس کو منہ لگانے کی عادی نہیں ہوں۔ "

" کیا تم اطمینان سے بیٹھ کر گفتگو نہیں کر سکتیں۔ " نووارد نے لاپرواہی سے پوچھا۔

" پہلے تمہیں یہ بتانا ہوگا کہ تم کون ہو اور یہاں آنے کا مقصد کیا ہے "

" بزنس۔ " نووارد بائیں آنکھ دباتے ہوئے بولا۔ کیا تم یہ پسند نہیں کروگی کہ آئرن مین کے خطرے سے تمہیں نجات مل جائے۔ ؟ "

" بک۔ کیا۔ ؟ " مس گراہم حیرت سے اچھل پڑی۔ اسنے دوسرے ہی

لمحے آٹومیٹک جیب میں ڈالا اور پھر نووارد کو گھورتی ہوئی دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی مگر جیب میں آٹومیٹک کے دستے پر ابھی تک اسکی گرفت مضبوطی سے جمی ہوئی تھی۔

چند لمحے تک وہ ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھتے رہے پھر نووارد ہی نے پہل کی۔

" میں نے غلط نہیں کہا ہے مس گراہم۔ تم اگر میرے ساتھ تعاون کرو تو میں تم کو آئرن مین سے نجات دلا سکتا ہوں۔"

" کیا تمہارا تعلق پولیس کے کسی محکمے سے ہے۔"؟

" نہیں۔ ویسے بھی تم کو پولیس سے کوئی خوف نہیں کھانا چاہیئے اس لئے کہ تمہاری پہنچ براہ راست آئی جی تک ہے کیوں مس گراہم میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں۔" وہ اس بار نووارد معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

" اسکے باوجود میں کسی اجنبی پر اعتبار کر لینے کو تیار نہیں ہوں۔"

" تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ میں یہاں صرف پانچ منٹ اور ٹھہروں گا اس عرصے میں اگر تم میرے ساتھ تعاون کرنے پر تیار ہو جاؤ تو ٹھیک ہے ورنہ میں جس راستے سے آیا ہوں اسی راستے سے واپس بھی جا سکتا ہوں۔" نووارد کے لہجے میں لاپرواہی تھی۔

" مس گراہم سوچ میں پڑ گئی۔ نووارد کی کے ہاتھ ابھی تک [illegible] ہوا تھا۔ چند لمحے تک وہ اسے گھورتی رہی پھر اچانک اس نے اپنے ذہن میں ایک فیصلہ کیا۔

" کیا تم آئرن مین ہی کے کوئی نمائندے ہو۔؟"

"ہاں۔" نووارد نے تیزی سے آگے جھکتے ہوئے کہا۔ میرا کام ان آدمیوں کو بحفاظت ہیڈکوارٹر تک پہنچانا ہے جو تم فراہم کرتی ہو۔"

"اوہ - اوہ -" مس گراہم چونکی۔ لیکن تم آئرن مین سے اچانک نفرت کیوں کرنے لگے۔؟"

"کیا مطلب۔؟ کیا تم اس سے محبت کرتی ہو۔؟" نووارد کا لہجہ سرد تھا۔ اس کا چہرہ غصّے سے سرخ ہوگیا۔ کیا یہ غلط ہے کہ تم بھی مجبوراً اسکے اشاروں پہ ناچنے کیلئے آمادہ ہوگئی ہو۔؟"

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" مس گراہم نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ مگر تمہیں اس سے کیا نقصان پہنچا ہے۔؟"

"سوری۔ میں یہ سب باتیں تمہیں نہیں بتا سکتا۔" نووارد سختی سے اپنے ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ اگر تم میرے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہو تو میرے پاس اسکے لئے اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔ اور پھر مجھے ضرورت بھی کیا ہے کہ خواہ مخواہ آئرن مین سے دشمنی مول لوں۔ ظاہر ہے کہ تمہاری مدد کرنے والا اس کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوگا۔"

مس گراہم نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ نووارد کی گفتگو نے اسے الجھن میں ڈال دیا تھا۔

تھوڑی دیر تک وہ اسے خالی خالی نگاہوں سے گھورتی رہی پھر اس نے نووارد کے ساتھ سمجھوتا کر لینے میں کوئی برائی نہیں سمجھی۔

"کیا تم مجھے آئرن مین کے عتاب سے نجات دلا سکتے ہو۔؟"

"ہاں۔ لیکن اس کے لئے تمہیں میرے اشاروں پر چلنا ہوگا۔" نووارد نے گہری سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کوئی اسکیم ہے تمہارے ذہن میں۔؟"

"فی الحال ہمیں کچھ دنوں کے لئے روپوش ہونا ہوگا۔ اس عرصے میں تم اپنے رسوخ کو استعمال میں لاکر ہوسٹل کی نگرانی کے لئے کوئی معقول انتظام کر سکتی ہو تاکہ آئرن مین لڑکیوں کو تنگ نہ کر سکے۔"

"لیکن ہم روپوش کہاں ہوں گے۔؟"

"یہ میرے اوپر چھوڑ دو۔ ویسے یہ میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میرے ساتھ رہ کر تم بالکل محفوظ رہو گی۔"

"ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ تمہیں میرے ساتھ کس قسم کی ہمدردی ہے۔" مس گراہم کے دل میں ایک نیا شبہ اٹھا تھا۔

"مجھے تمہارے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔" اچانک نووارد اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ تیور بدستور خراب ہی تھے۔ ایک ثانیے کے لئے وہ مس گراہم کو گھورتا رہا پھر خشک لہجے میں بولا۔ "میں تمہیں محض اس لئے روپوش ہوجانے کا مشورہ دے رہا تھا کہ آدمیوں کی سپلائی بند ہوجائے اور آئرن مین کا مشن پورا نہ ہو سکے۔"

"تم آئرن مین کے بارے میں کیا جانتے ہو۔؟"

"سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ فولادی نقاب کے پیچھے کوئی جانور ہے۔"

"لیکن تم نے ابھی کسی مشن کے بارے میں کہا تھا۔؟"

"تمہارا کیا خیال ہے۔" نووارد غرایا۔ کیا تم نے ابتک اسے جو آدمی فراہم کئے ہیں انھیں
زمین یا آسمان نے نگل لیا ہوگا۔ کیا غائب ہونے والے افراد میں سے کوئی ایک بھی تم کو دوبارہ
نظر آیا ہے۔؟"

"اوہ۔" مس گراہم اچانک کسی خیال کے تحت چونک اٹھی۔ کیا تمہارا مقصد یہ ہے
کہ آرن مین ان افراد کو کسی گہری سازش کیلئے استعمال کر رہا ہے۔ ایک منٹ۔ مجھے تمہاری
باتوں پر اعتماد ہے۔" مس گراہم نے آخری جملہ فوری طور پر کہا تھا۔

"آئی سی۔" نووارد معنی خیز انداز میں مسکرایا۔ گویا اب تم مجھے آرن مین کی نگاہوں
میں لاکر اس کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتی ہو۔"؟

"غلط سوچ رہے ہو۔ میں نے تمہاری باتوں پر اس لئے اعتماد کیا ہے کہ ابھی کچھ دیر پہلے
آرن مین نے بھی مجھے فون کرکے یہی کہا تھا کہ اگر میں نے معینہ مدت میں اسکی مطلوبہ تعداد
فراہم کردی تو وہ مجھے اپنی دنیا کی سیر کرائے گا۔" مس گراہم نے کہا پھر بولی۔

"تمہاری باتوں سے بھی یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ کسی خطرناک منصوبے پر عمل کر رہا
ہے۔"

"ہوں۔ تمہارا کیا فیصلہ ہے۔؟"

"فی الحال میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کرسکتی۔ دی ہوئی مہلت میں ابھی دو دن
اور باقی ہیں۔ میں ان دو دنوں کے اندر اندر کوئی نہ کوئی فیصلہ کرلوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن کیا میں اس بات کی امید رکھوں کہ تم میرے بارے میں اپنی
زبان بند رکھو گی۔؟"

"ہاں۔ میں نے آجتک کبھی کسی کے اعتماد کو دھوکہ نہیں دیا۔"

"بہر حال۔ اگر تم نے ایسا کیا بھی تو میرا کوئی نقصان نہ ہوگا۔" نو وارد نے تھوڑے توقف کے بعد پوچھا۔ "آئرن مین کے بارے میں تمہاری کیا معلومات ہیں۔؟"

"میں بھی اس معاملے میں صفر ہوں۔" مس گراہم نے کہا۔ "تمہاری طرح وہ بھی بس اچانک مجھ سے آملا تھا لیکن کیا تم یقین کرو گے کہ اس کی ہیتناک شکل دیکھ کر میں ہکا بکا رہ گئی تھی۔ پہلی نظر میں میں نے بھی اسے کسی دوسری دنیا کی مخلوق سمجھا تھا لیکن جب اس نے انسانوں کی طرح بات شروع کی تو میری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔"

"کیا پہلی ہی ملاقات میں اسنے آدمیوں کی وسیع تعداد کا مطالبہ کر دیا تھا۔؟"

"ہاں۔ اس نے مجھے دھمکی بھی دی تھی کہ اگر میں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو وہ مجھے جان سے مار دے گا۔"

"کیا اس سے زیادہ تمہیں اسکے بارے میں اور کچھ نہیں معلوم۔؟"

"نہیں۔"

"اچھا۔ اب میں چلتا ہوں۔" نو وارد نے دروازے کی سمت کھسکتے ہوئے کہا۔ "کل رات میں تمہیں فون کروں گا۔ اس وقت تک مجھے یقین ہے کہ تم کوئی نہ کوئی فیصلہ کر لو گی۔"

"کیا تم کو اس کا علم نہیں ہے کہ آئرن مین ان آدمیوں کا کیا کرتا ہے۔"

"نہیں۔ میں صرف ان آدمیوں کو ہیڈ کوارٹر تک پہنچا دیتا ہوں اس کے بعد میرا کام ختم ہو جاتا ہے۔"

"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔" مس گراہم نے تیزی سے پوچھا۔

"سوری۔ جتبک مجھے تمہاری ذات پر بھروسہ نہ ہوجاتے میں تم کو ہیڈکوارٹر کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ فی الحال اتنا بتا سکتا ہوں کہ آرزن میں کی پشت پر کچھ اور بھی اہم شخصیتیں موجود ہیں جن کے بارے میں پولیس کبھی شبہ بھی نہیں کرسکتی۔"

"کیا تم مجھے ایک بات بتاؤ گے۔؟"

"پوچھو۔"

"آخر آرزن میں ہے کیا بلا۔؟" مس گراہم نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مجھے اسکے بارے میں خود بھی کچھ نہیں معلوم لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جس روز بھی اس نے اپنی خطرناک سرگرمیوں کا مظاہرہ شروع کیا اس روز پوری حکومت کانپ جائے گی۔" اچھا۔ باقی باتیں۔" نووارد نے ہاتھ ہلا کر کہا پھر ایک ہی جھپاکے اچھل کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

مس گراہم نووارد کے بارے میں سوچنے لگی۔

—

○

عمران کی ہلمن کار اس وقت نکسن اسٹریٹ کی طرف فراٹے بھر رہی تھی۔ ٹو سیٹر کا استعمال غالباً اس لئے نہیں کیا گیا تھا کہ وہ اس وقت میک اپ میں تھا۔ چہرے کی ساخت پلاسٹک میک اپ کی وجہ سے بالکل بدل گئی تھی۔

فرنچ کٹ داڑھی اور مونچھوں نے اسے ناقابلِ شناخت بنا دیا تھا۔ جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔

کار میں اس کے علاوہ شاہدہ بھی تھی۔ عمران نے اسکے چہرے پر بھی پلاسٹک میک اپ کر رکھا تھا۔

"کیا آج پھر کسی بنگلے کے پھاٹک کو توڑنے کا ارادہ ہے۔" شاہدہ نے طویل خاموشی سے اکتائے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ آج ہم کسی پھاٹک سے سر پھوڑنے کے بجائے براہ راست پروفیسر ڈگلس سے ملیں گے۔"

"کیا تم پروفیسر پر کسی قسم کا شبہ کر رہے ہو۔"

"میں تمہاری ذات پر بھی شبہ کر سکتا ہوں۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "شبہ کرنا میرے خمیرے میں داخل ہو چکا ہے۔"

"نفسیاتی اعتبار سے تم کسی حد تک ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔ ایک سراغرساں کے لئے اپنے سائے سے بھی محتاط رہنا اشد ضروری ہے۔"

"لیکن فلسفہ کچھ اور کہتا ہے۔" عمران نے تیزی سے کہا۔ "فلسفے کی رو سے سراغ رساں کے لئے سگار پینا بھی بے انتہا ضروری ہے۔ شاید شرلاک ہومز اسی لئے مشہور تھا کہ اسکے ہونٹوں کے درمیان ہر وقت سگار اُسکا رہتا تھا۔"

"اوہ۔ تمہیں غالباً فلسفے سے بہت زیادہ محبت ہے۔"

"اپنی اپنی پسند ہے محترمہ۔ ویسے کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ نفسیات کا جغرافیہ سے کیا تعلق ہے۔"

"زمین آسمان کا فرق ہے دونوں میں۔"

"لیکن میں اگر چاہوں تو ثابت کر سکتا ہوں کہ نفسیات اور جغرافیہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔"

"ناممکن ہے۔" شاہدہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا "تم کبھی ثابت نہیں کر سکتے۔"

"کر سکتا ہوں۔" اس بار عمران نے کسی چڑچڑی عورت کے لہجے میں کہا۔ "تم مجھے تاؤ مت دلاؤ ورنہ میں یہ ثابت کر دونگا کہ تم عورت نہیں بلکہ فاختہ ہو۔"

"کیا بات بنی۔؟"

"نہیں بنی نا۔ اسی لئے تو کہتا ہوں کہ غیر ضروری بحث سے پرہیز کیا کرو۔"

اس طرح اتر جی برباد ہوتی ہے۔"

"مگر تم ابھی نفسیات اور جغرافیہ کا فرق مٹانے کی بات کہہ رہے تھے۔" شاہدہ نے الجھتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اب نہیں کرنا۔ کوئی تمہاری دھولس آتی ہے۔؟"

شاہدہ مسکرا کر خاموش ہوگئی۔

عمران کا ٹائپ وہ بڑی حد تک سمجھ گئی تھی۔ اس لئے اس نے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

"پروفیسر ڈگلس سے تم کس سلسلے میں ملو گے۔ اس نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔

"پھر وہی مرغی کی ایک ٹانگ۔" عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ جب تم میرے ساتھ چل رہی ہو تو پھر خود ہی سن لینا۔"

"لیکن ایک بات اور بھی ممکن ہے۔"

"وہ کیا۔؟"

"ہو سکتا ہے پروفیسر تم سے ملنے سے انکار کردے۔"

"دیکھتی جاؤ خاموشی سے۔" عمران اس بار سنجیدگی سے بولا۔ پھر اس نے کار بائیں جانب موڑ کر پروفیسر کے بنگلے کے سامنے روکی اور ہاتھ کے اشارے سے چوکیدار کو بلانے لگا۔

"کیا پروفیسر صاحب گھر پر موجود ہیں۔" چوکیدار کے قریب آنے پر اس نے پوچھا۔

"آپ کو کیا کام ہے پروفیسر سے۔؟" چوکیدار نے عمران اور شاہدہ کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"یہ کارڈ اندر لے جاؤ۔" عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر چوکیدار کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "پروفیسر کو میرا انتظار ہوگا۔"

چوکیدار نے کارڈ کو دیکھا پھر الٹے قدموں اندر چلا گیا۔ واپسی میں اسے بمشکل دو منٹ ہی لگے تھے۔ اس بار اس نے پھاٹک کو کھولتے ہوئے عمران کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔

پانچ منٹ بعد ہی عمران اور شاہدہ پروفیسر ڈگلس کے خوبصورت ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چوکیدار وہاں تک ان کی رہنمائی کر کے واپس باہر چلا گیا۔

"تم یہاں خاموش ہی رہو گی۔" عمران نے اس بار شاہدہ سے بدلی ہوئی آواز اور گہری سنجیدگی سے کہا۔ "صرف اسی وقت گفتگو میں حصہ لینا جب میں اشارہ کروں۔ باتوں کے درمیان بھی تم کسی قسم کی حیرت کا اظہار نہیں کرو گی۔"

"اتنا میں بھی سمجھ رہی ہوں کہ ہم اس وقت کس کے مکان پر بیٹھے ہیں۔"

"پروفیسر کے بارے میں تمہیں غالباً اسبات کا علم نہیں ہے کہ وہ کس حد تک عورت بیزار ثابت ہوتا ہے۔ ممکن ہے وہ تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر اپنی نفرت کا اظہار بھی کرے۔"

"فکر مت کرو۔ میں ایسے لوگوں کی نفسیات سے بخوبی واقف ہوں۔"

"لیکن نفسیات کے ساتھ فلسفے کا خیال بھی رکھنا ورنہ پھر مجھے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ

دنیا میں پہلے کیا چیز پیدا ہوئی تھی۔ مرغی یا انڈا ۔؟"
شاہدہ نے کوئی جواب دینا چاہا لیکن پھر ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔ وجہ پروفیسر ڈگلس تھا جو ابھی ابھی ایک دروازے کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا تھا۔
عمران اور شاہدہ ایک ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔
پروفیسر نے دروازے پر رک کر شاہدہ کو حقارت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر اسی موڈ میں آگے بڑھ کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کی پیشانی شکن آلود تھی۔
"میں مخل تو نہیں ہوا پروفیسر۔" عمران نے بدلی ہوئی آواز میں گفتگو کا آغاز کیا۔!
"نہیں۔ ویسے مجھے سر سلطان کا فون ملنے پر تعجب ضرور ہوا تھا۔" پروفیسر نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر کسی پولیس آفیسر کو میری ذات سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔"
"آپ تکلف سے کام لے رہے ہیں جناب۔ ورنہ آپ کی شخصیت میرے لئے ہمیشہ دلچسپی کا باعث رہی ہے۔"
"کیا مطلب۔؟"
"یہی کہ آپ ایک شہرت یافتہ سائنسدان ہیں اور مجھے سائنس سے بہت زیادہ لگاؤ ہے۔"
"ہوگا۔ ویسے کیا آپ مجھے ملاقات کا مقصد بتائیں گے۔؟"
"جی ہاں۔ بات دراصل یہ ہے کہ آج کل میرے پاس ایک بہت اہم کیس ہے اور میں اس کیس کے سلسلے میں آپ سے کچھ مدد لینا چاہتا ہوں۔"

"مجھے سراغ رسانی سے کبھی بھی کوئی دلچسپی نہیں رہی۔" پروفیسر نے بیزاری کا اظہار کیا پھر شاہدہ کو نفرت بھری نظروں سے گھورنے لگا۔

"لیکن میں آج کل جس کیس پر درک کر رہا ہوں وہ آپ کے لئے یقیناً دلچسپی کا باعث ہوگا۔"

"اس کا فیصلہ تفصیل سننے سے پہلے نہیں کیا جا سکتا۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ نے بھی اخبارات میں لوگوں کی گمشدگی کی خبریں ضرور پڑھی ہوں گی۔" عمران نے کہا۔ "گزشتہ ایک ماہ کے اندر اندر تقریباً سینکڑوں آدمی پراسرار طور پر غائب ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک ان کی گمشدگی کا معمہ حل نہیں ہو سکا۔"

"سوری آفیسر۔ مجھے معمے حل کرنے سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"بالکل۔ بالکل۔ معمہ حل کرنا فرصت کا کام ہے اور آپ کے پاس ان باتوں کے لئے وقت نہیں ہوگا۔"

"کیا آپ کو صرف یہی کہنا تھا۔" پروفیسر نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ایک بات اور بھی ہے جناب جو یقیناً آپ کے لئے دلچسپی کا باعث ہو سکتی ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "اب تک کی تفتیش کے بعد میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ لوگوں کی پراسرار گمشدگی کا باعث ایک آہنی مجسمہ بنا ہے۔"

"آہنی مجسمہ۔" پروفیسر نے حیرت سے پوچھا۔ "میں سمجھا نہیں۔"

"آپ اسے آئرن مین بھی کہہ سکتے ہیں۔ میں نے اسے ایکبار دیکھا بھی ہے۔"

بالکل انسانوں کی طرح گفتگو کرتا ہے۔" عمران بولا۔ اس کے علاوہ وہ لوہے کا ہونے کے باوجود بلا کا پھرتیلا بھی ہے۔"

"ہوگا۔" پروفیسر کا جواب مختصر تھا لیکن اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات اور آنکھوں میں جھلکنے والی بے چینی عمران کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔ عمران نے ان باتوں کو خاص طور پر نوٹ کیا تھا۔

"میں اسی سلسلے میں حاضر ہوا تھا پروفیسر۔ کیا آپ کے خیال میں کوئی ایسا انسان تخلیق کیا جا سکتا ہے۔"؟

"میں نے آج تک ان باتوں پر کبھی غور نہیں کیا۔"

"میں نے صرف آپ کا خیال دریافت کیا تھا۔" عمران نے اس بار قدرے بجھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن میں اس سلسلے میں کسی قسم کے خیالات کا اظہار نہیں کروں گا۔"

"کیوں۔ ہ کوئی خاص وجہ۔"

"وقت کی بربادی سمجھو۔" پروفیسر نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔ ویسے بھی مجھے اس قسم کی گھٹیا باتوں اور تجربوں سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی۔"

"میرا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ آپ ان فضول باتوں سے جھلا جائیں گے لیکن ایک اہم بات ابھی باقی رہ گئی ہے۔"

"وہ کیا۔"؟

"آخر میں کا لعا نجرا آپکی شخصیت سے بہت زیادہ ملتا جلتا ہے۔"

"ونانسٹ نان سنس۔" پروفیسر کے تیور خطرناک ہو گئے۔ کیا میرا

مذاق اڑا رہے ہو۔ ؟ "

"مذاق نہیں پروفیسر میں اصلیت بیان کر رہا ہوں۔" عمران نے بھی خشک لہجے میں جواب دیا۔ میرے بیان کی تصدیق ایک اہم شخصیت اداکر سکتی ہے۔"

"پھر۔ میں کیا کروں۔" پروفیسر نے صوفے پر پہلو بدل کر کہا۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں آہنی خول میں چھپ کر عیاشی کے لئے باہر نکلتا ہوں۔ ؟ "

"شکریہ پروفیسر۔"

عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ آپ نے میری ایک بات کی تصدیق کر دی۔"

"کونسی بات۔ ؟" پروفیسر چونکا تھا۔

"آکرن مین کو میرے آدمیوں نے سب سے پہلے مس گراہم کی رہائش گاہ پر دیکھا تھا۔ اور وہاں صرف وہی لوگ جاتے ہیں جن کو عیاشی سے دلچسپی ہو ورنہ۔ "

"آفیسر۔" پروفیسر غرا کر کھڑا ہو گیا۔ تم میری پوزیشن پر حملہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"آپ کا خیال ہے جناب۔ میں غلط بیانی سے کام نہیں لے رہا ہوں۔ مس گراہم کے بارے میں سب ہی جانتے ہیں کہ وہ کس قماش کی عورت ہے۔"

"وہ کیسی بھی ہو مگر مجھے عورتوں سے کبھی بھی کوئی دلچسپی نہیں رہی۔"

"دلچسپی کی وجوہات کچھ اور بھی ہو سکتی ہیں۔" عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔ کیا آپ اس بات سے انکار کریں گے کہ مس گراہم اگر چاہے تو آکرن مین کیلئے

پچاسوں آدمیوں کا بندوبست بڑی آسانی سے کر سکتی ہے ۔"

"میں کہتا ہوں نکل جاؤ یہاں سے ۔" اس بار پروفیسر حلق کے بل چلایا ۔اگر مجھے سر سلطان کا خیال نہ ہوتا تو اس وقت تمہیں دھکے دیکر باہر نکلوا دیتا ۔"

"آپ کی ناراضگی بلاوجہ ہے پروفیسر ۔ میں آپ سے صرف آرٹن بین کے بارے میں ۔"

"بکواس ۔" پروفیسر بگڑے ہوئے تیور کے ساتھ بولا ۔ اگر عزت چاہتے ہو تو خاموشی سے اٹھ کر چلے جاؤ یہاں سے ۔"

"او کے پروفیسر ۔" عمران اٹھتے ہوئے بولا ۔ میں پھر کسی وقت حاضر ہوں گا ۔"

"نہیں ۔ آئندہ تم یہاں داخل نہیں ہو سکو گے ۔ میں سر سلطان سے تمہاری رپورٹ کروں گا ۔"

عمران نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ ایک لمحے کے لئے اس نے پروفیسر کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اسے چیلنج کر رہا ہو پھر ایڑیوں کے بل گھوما اور لمبے لمبے قدم بڑھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا ۔ شاہدہ نے بھی خاموشی سے اس کی تقلید کی تھی ۔!

باہر آ کر عمران نے جلدی سے اپنی کار اسٹارٹ کی پھر تیزی سے اس کو گھما کر احاطے سے باہر نکال لے گیا ۔

"کیا تم پروفیسر کو محض غصہ دلانے کیلئے یہاں آئے تھے ۔" شاہدہ نے پوچھا ۔

"نہیں۔ میں محض تفریحاً اس سے ملا تھا۔" عمران نے کہا۔ کیا تم نے اس بات کو محسوس نہیں کیا کہ وہ تم کو کن نفرت بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔ میں صرف یہی دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کس حد تک زن بیزار واقع ہوا ہے۔"

"اور وہ آئرن مین کا کیا چکر تھا۔؟"

"ملاقات کیلئے کوئی نہ کوئی جواز تو تلاش کرنا ہی تھا۔"

"میں نہیں مان سکتی۔"

شاہدہ نے سنجیدگی سے اسکے چہرے کو گھورتے ہوئے کہا۔ تم ضرور کسی چکر میں ہو۔ پروفیسر سے تمہاری ملاقات تفریحاً نہیں تھی۔"

"پھر۔! تمہارا کیا خیال ہے۔؟ عمران نے لاپرواہی سے پوچھا۔

"میرا اندازہ یہی ہے کہ تم بھی آجکل اسی کیس پر کام کر رہے ہو۔" شاہدہ نے کہا۔ جس پر ایکسٹو ورک کر رہا ہے۔"

"بالکل درست سوچا ہے تم نے۔ لیکن ان باتوں کا تذکرہ تم کسی اور سے نہیں کروگی۔" اس بار عمران سنجیدہ تھا۔ دیکھ لینا۔ میں ایکسٹو کو بھی کا ناچ نچاؤں گا اسبار۔"

"لیکن یہ آئرن مین کا کیا چکر ہے۔؟"

"لمبا چکر ہے۔ پھر کسی وقت اطمینان سے بتاؤں گا۔"

"اچھا چلو یہی بتا دو کہ تم نے سر سلطان کا نام کیوں استعمال کیا۔" شاہدہ نے پوچھا۔ مجھے یقین ہے کہ پروفیسر سر سلطان سے تمہاری شکایت ضرور کریگا۔"

"کرنے دو ۔ میری صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو گا ۔ ویسے بھی سر سلطان،
کسی سپرنٹنڈنٹ رحمت دین سے واقف نہیں ہیں ۔"

"اوہ ۔ " شاہدہ نے حیرت بھری نظروں سے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔
"تو کیا تم نے سر سلطان کی حیثیت سے پروفیسر کو کسی رحمت دین کے بارے میں
فون بھی کیا تھا ۔ ؟ "

"کیا کروں ۔ ؟ " عمران نے لاچارگی سے جواب دیا ۔ پیٹ پالنے کیلئے
کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے ۔"

شاہدہ کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں ۔

O

دوسری صبح عمران نے ایکسٹو کی حیثیت سے جولیا کی کال ریسیو کی تھی۔

"گڈ مارننگ سر۔"

"مارننگ۔ رپورٹ پیش کرو۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"صفدر گزشتہ رات مس گراہم سے ملا تھا۔"

"تفصیل بیان کرو۔"

جولیا نے تفصیلات دوہراتے ہوئے کہا۔ صفدر کا خیال ہے کہ مس گراہم اس کی شخصیت سے مرعوب ہو چکی ہے۔ آج رات وہ دوبارہ اسے فون کرے گا۔"

"صفدر بہت اچھا جا رہا ہے۔" عمران نے کہا۔ اگر مس گراہم تیار ہو جاتے تو صفدر اسے دانش منزل پہنچا دے گا۔"

"میں نے اسے اس بات کی ہدایت پہلے ہی دیدی ہے۔"

"گڈ۔ دوسری بات یہ ہے کہ صفدر سے کہو کہ وہ مس گراہم کو پروفیسر ڈگلس کے خلاف بھڑکا دے ۔۔"

"میں سمجھی نہیں سر۔"

"عقل استعمال کیا کرو جولیا۔" عمران ڈپٹ کر بولا۔ "کیا صفدر نے مس گراہم سے یہ بات نہیں کہی ہے کہ وہ آرنن مین کے اس ہیڈ کوارٹر سے واقف ہے جہاں اغوا کئے ہوئے افراد کو پہنچایا جاتا ہے ۔۔"

"کہا تھا جناب ۔۔"

"ہیڈ کوارٹر ہی کے ریفرنس سے وہ مس گراہم کو پروفیسر کی رہائش گاہ کا پتہ دے سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ صفدر کو اسے اس بات پر اکسانا ہوگا کہ وہ اپنے رسوخ استعمال کر کے پولیس کے ذریعے پروفیسر کی رہائش گاہ پر ریڈ بھی کرا دے ۔۔"

"میں اسے ہدایت کئے دیتی ہوں جناب۔ ویسے کل شام عمران ایکبار پھر شاہدہ کے ساتھ پروفیسر کی رہائش گاہ پر دیکھا گیا ہے وہ دونوں ہی میک اپ میں تھے ۔۔"

"مجھے علم ہے ۔۔ عمران میری ہی ایما پر وہاں گیا تھا ۔۔"

عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ پھر بولا۔

"چوہان وغیرہ کی طرف سے کیا رپورٹ ملی ۔۔؟"

"وہ سب بدستور ہوٹل کی نگرانی کر رہے ہیں لیکن ابھی تک کوئی آدمی وہاں نہیں دیکھا گیا ۔۔"

"ٹھیک ہے ۔ ان لوگوں کو دو روز اور وہاں ڈیوٹی دینی ہوگی ۔۔"

"بہتر ہے جناب ۔۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کیا پھر دوسرے کمرے میں آ گیا۔ چند لمحے تک آنکھیں بند کئے وہ کرسی پر بیٹھا رہا پھر کسی خیال کے تحت اس نے فون اٹھایا اور جولیا کے نمبر ڈائل کرنے لگا سلسلہ فوراً ہی مل گیا۔

"ہیلو۔ جولیانا فٹز واٹر اسپیکنگ۔"

"میں عمران بول رہا ہوں جولی ڈیئر۔ سلام علیکم۔"

"فون کرنے کا مقصد کیا تھا۔؟" رسیور پر جولیا کی غراہٹ ابھری۔

"یونہی۔ میرے پیٹ میں درد ہو رہا تھا۔ میں نے سوچا لیٹے لیٹے تم کو فون ہی کر لوں۔" عمران نے رسیور کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ "کیا کر رہی ہو آجکل۔"

"تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔؟"

"خیریت تو ہے۔ کیا تنویر سے جھگڑا ہو گیا ہے۔؟"

"تمہیں ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔"

"سمجھا۔ شاید ایکسٹو نے تم کو کسی بات پر پھٹکارا ہو گا۔"

"بہت زیادہ سمجھدار ہوتے جا رہے ہو۔" جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔!

"بس عنایت ہے شاہدہ کی۔" عمران نے جلدی سے جواب دیا۔ "آج کل میں اس سے نفسیات پڑھ رہا ہوں۔"

"شاید نفسیات کی کوئی گتھی سلجھانے کیلئے تم دونوں کل پروفیسر ڈگلس سے بھی ملے تھے۔ کیوں۔؟"

"نہیں۔ تمہیں اسکا علم کس طرح ہو گیا۔؟" عمران نے حیرت بھرے انداز

میں پوچھا ۔ کیا تم میرا پیچھا کر رہی تھیں ۔ ؟"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ ایکسٹو مجھے سب پر ترجیح دیتا ہے ۔"

"اوہ ۔ تو یوں کہو نا کہ تمہارے چوہے نے سب کچھ اگل دیا ہے ۔"

"بکواس مت ۔ میں ایکسٹو کے لئے اس قسم کے الفاظ سننا پسند نہیں کرتی" جولیا غرائی ۔

"مجھے اس کا احساس بہت دنوں سے تھا ۔ جولیا ۔" عمران نے کسی مادر زاد عاشق کی طرح منہ بسورتے ہوئے کہا ۔ اسی لئے مجبوراً مجھے شاہدہ کی سفارش کرنی پڑی ۔"

"کیا مطلب ۔ ؟"

"مقدر خراب ہے اپنا ۔ میں نے سوچا تھا تمہاری کمی شاہدہ پوری کر دے گی لیکن آج کل اس پر بھی ایکسٹو کا بھوت سوار ہے ۔"

"شاید اسی لئے ایکسٹو نے ابھی تک اسے ڈیوٹی نہیں سونپی ۔"

"ارے جولیا ۔ اس غلط فہمی میں بھی مت رہنا ۔" عمران نے راز دارانہ انداز میں کہا ۔ شاہدہ بہت گہری چال چلنے کی عادی ہے ۔ ابھی کل ہی کی بات ہے جب وہ مجھے ایک بنارسی ساڑی دکھا رہی تھی ۔ جانتی ہو وہ ساڑی اسے کس نے دی ہے ۔ ؟"

"نہیں ۔ !"

"ایکسٹو نے دی ہے ۔" عمران نے کہا ۔

"بکواس کر رہے ہو تم ۔" جولیا نے جھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا ۔

اکیٹلو ایسی حرکت کبھی نہیں کر سکتا۔"

"پہلے میرا بھی یہی خیال تھا لیکن بنارسی ساڑھی دیکھ کر میرے سینے پر بھی سانپ لوٹ گئے۔ یقین مانو جولیا۔ آٹھ نو سو سے کم کی نہیں ہو گی۔"

"تم سے کس نے کہا تھا کہ وہ ساڑھی اسے اکیٹلو نے دی ہے۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"خود شاہدہ نے بتایا تھا۔ کیوں۔؟ کیا تم کو میری بات کا یقین نہیں آیا۔؟"

"اچھی طرح سوچ لو عمران۔ میں تمہارے ریفرنس سے یہ بات اکیٹلو سے بھی پوچھ سکتی ہوں۔؟"

"ضرور پوچھ لینا۔"

عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ پھر بولا۔

"کیا میں ڈرتا ہوں۔ مجھے تو خود جلن ہو رہی ہے۔ واہ۔ یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ شاہدہ کو ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہوئے اور تمہارے چیف نے اسے قیمتی تحائف دینے شروع کر دیئے۔ میں اتنے زمانے سے جھک مار رہا لیکن آج تک ایک انڈر ویئر بھی نہیں ملا۔"

"شٹ اپ۔ تم بیہودہ ہوتے جا رہے ہو۔"

"معاف کرنا جولی۔ لیکن اس سے چھوٹی چیز میرے استعمال میں نہیں آ سکتی۔"

"جہنم میں جاؤ۔" دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔ پھر سلسلہ

بند کر دیا۔

عمران نے ریسیور کو ایک بار پھر آنکھ ماردی۔ اس کے بعد جیب سے چیونگم کا نکال کر ایک پیس منہ میں ڈالا اور کرسی کی پشت سے ٹک کر اس طرح منہ چلانے لگا جیسے کوئی اداس بکرا جگالی کر رہا ہو۔

رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے۔

ریگل اسکوائر کا پورا علاقہ ویران ہو چکا تھا۔ کبھی کبھار لیٹ شو دیکھنے والوں کی اکادکا گاڑیاں گزر جاتی تھیں ورنہ دور دور تک کسی آدمی کا نشان نہیں تھا۔!

چوہان، تنویر، نعمانی اور صدیقی کو آج دوسرا دن تھا جب وہ ایک لمحے کے لئے بھی اپنی ڈیوٹیوں سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ ایکسٹو کی طرف سے اس سلسلے میں انھیں بہت سخت ہدایت ملی تھی چنانچہ وہ سارے ہی دن رات وہاں مختلف حلیوں میں ادھر ادھر بھٹکتے رہتے۔ ان کی توجہ کا مرکز مس گراہم کا ہوسٹل ہی بنا ہوا تھا۔

اس وقت بھی وہ چاروں ہوسٹل کے اطراف میں پھیلے ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنی ٹیم کو دو ٹولیوں میں بانٹ لیا تھا۔

پہلی ٹیم چوہان اور تنویر کی تھی۔ جو ہوسٹل کی صدر دروازے کے سامنے

والی فٹ پاتھ پر چھپی ہوئی تھی۔ دوسری ٹیم میں نعمانی اور صدیقی تھے۔ اور ان کے ذمے ہوسٹل کی پشت کی نگرانی تھی۔

ابتک انھیں اپنی ڈیوٹی دیتے ہوئے چھتیس گھنٹے گزر چکے تھے لیکن ابھی تک کوئی ایسی بات ظہور میں نہیں آئی تھی جس کی بنا پر وہ اس نگرانی کا مقصد سمجھ سکتے۔ تنویر کو اس نکمی مارکام سے سخت الجھن ہو رہی تھی چنانچہ اس وقت بھی اس کا موڈ خراب ہی تھا۔

چوہان اور وہ دونوں مزدوروں کی صورت شکل بنائے ہوسٹل کے سامنے والی فٹ پاتھ پر لیٹے ہوئے تھے۔

"میں کہتا ہوں جتبک کسی بات کا مقصد نہ معلوم ہو اس کے پیچھے لگے رہنا سخت حماقت ہے۔"

"کیوں۔ کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ ہمیں یہاں ان آدمیوں کی نگرانی کرنا ہے جو ہوسٹل کی لڑکیوں کو بک کرنے آئیں۔"

"انتہائی لغو کام ہے۔" تنویر نے کہا۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ دوسرے عیش کریں اور ہم ان کے پیچھے وفادار خادموں کی طرح لگے رہیں۔"

"آخر میں کہ مسئلہ کیوں فراموش کر رہے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن ابھی تک اس نے بھی کوئی ایسی حرکت نہیں کی جس کی بنا پر ہم اسے مجرم کہہ سکیں۔"

"ذہن کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کرو تنویر۔" چوہان بولا۔ کیا اتنے سارے آدمیوں کی گمشدگی کے باوجود تم ان باتوں کے پیچھے کسی گہری سازش کا ہاتھ

محسوس نہیں کر رہے ہو۔۔"

"ہر بات کے لئے ایک طریقہ کار بھی ہوتا ہے۔" تنویر نے جھلا کر کہا۔ "ہم مس گراہم کو حراست میں لیکر بہت کچھ اگلوا سکتے تھے۔۔"

"ہو سکتا ہے کہ ایکسٹو نے اسے مناسب نہ سمجھا ہو۔۔"

"کچھ بھی ہو لیکن اب میں ان بیہودہ ڈیوٹیوں سے تنگ آچکا ہوں۔۔"

"تمہارا خیال ہے۔" چوہان نے دبی زبان میں جواب دیا۔ "ورنہ اگر تم سنجیدگی سے غور کرو تو ہماری تنخواہیں ہمارے فرائض کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں اسکے علاوہ ایکسٹو ہماری ہر بات کا خیال بھی رکھتا ہے۔"

"لیکن اس کے ساتھ ہی اسے ہماری پوزیشن کا خیال بھی رکھنا چاہیئے ایسے کاموں کیلئے وہ عمران جیسے جڑی مار کا انتخاب بھی کر سکتا تھا۔۔"

"یہ سوچنا ہمارا کام نہیں ہے۔۔"

"جولیا نے مجھے بتایا ہے کہ عمران آجکل شاہدہ کے ساتھ مزے اڑاتا پھرتا ہے۔" تنویر نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی معلوم ہے لیکن ہمیں صرف اپنے کام سے کام رکھنا چاہیئے۔۔"

"بہت زیادہ خیر خواہ معلوم ہوتے ہو عمران کے۔؟"

"ہاں یہ غلط نہیں ہے۔" چوہان نے تیزی سے کہا۔ "میں عمران کی صلاحیتوں کی ہمیشہ سے قدر کرتا ہوں۔ کیا تم اس بات سے انکار کر دگے کہ اس نے متعدد موقعوں پر اپنی ذہانت سے ہمیں موت کے منہ سے نکالا ہے۔"

"ہونہہ۔ میں اسے محض اتفاق سمجھتا ہوں۔ ورنہ عمران ایک مسخرے

جوکر سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔۔"

"ختم کرو اس بحث کو۔۔" چوہان بولا۔ ویسے بھی ابھی ہم کو عمران سے کوئی پرخاش نہیں ہونا چاہئیے اس لئے کہ جب سے شاہد ٹیم میں شامل ہوئی ہے وہ جولیا کے فلیٹ کا راستہ بھولتا جا رہا ہے۔۔"

"کیا مطلب۔؟" تنویر نے چونک کر چوہان کو دیکھا۔

لیکن قبل اس کے کہ چوہان تنویر کو اپنی بات کا مفہوم سمجھاتا ایک تیز رفتار کار ہوسٹل کے عین سامنے آ کر رکی اور چوہان کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئیں۔

اس گاڑی کو وہ ایکبار پہلے بھی مسٹر گراہم کی رہائش گاہ پر دیکھ چکا تھا صفدر نے بھی ایک دفعہ اسی گاڑی کا ناکام تعاقب کیا تھا۔

"آ گئے ہیں۔۔" اس کی زبان سے نکل گیا۔

"کیوں نہ ہم اس سے اسی وقت نپٹ لیں۔۔" تنویر نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

دونوں ہی کی نظریں کار پر جمی ہوئی تھیں۔

"نہیں۔ ہمیں صرف احکامات کی پیروی کرنا ہے۔۔"

تنویر اسبار بھی خون کے گھونٹ پی کر چپ ہو گیا۔ پھر ان دونوں نے کار سے ایک انسانی ہیولے کو اتر کر ہوسٹل میں جاتے دیکھا۔

"میں دعوٰی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کار سے برآمد ہونے والا کم از کم رحمان میں نہیں ہے۔۔" تنویر نے کہا۔ میں نے اسے ہوسٹل کے انٹرینس گیٹ کی روشنی میں دیکھا ہے۔۔"

"میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ لیکن یہ گاڑی وہی ہے"۔ چوہان نے سرگوشی کی۔ "ممکن ہے گاڑی سے برآمد ہونے والا آئرن مین کا کوئی نمائندہ ہو۔"

"اور ہمیں اس کی دم کے ساتھ بندھے بندھے پھرنا ہوگا کیوں۔؟"

"یہ ایکسٹو کا حکم ہے تنویر۔ تم مجھ سے کیوں الجھ رہے ہو۔" چوہان نے چڑ کر کہا۔

تنویر نے کوئی جواب نہیں دیا۔

گاڑی سے برآمد ہونے والے کو ہوسٹل میں داخل ہوتے پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ چوہان اور تنویر نظریں انٹرنس گیٹ پر جمی ہوئی تھیں لیکن پھر اچانک وہ دونوں اچھل پڑے تھے۔ فضا میں ایک نسوانی چیخ کی کربناک آواز ابھری تھی چوہان نے سر اٹھا کر دیکھا کوئی وزنی چیز ہوسٹل کے چوتھے فلور سے نیچے کی طرف آرہی تھی۔ پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ شے سڑک پر گری اور ساکت ہوگئی۔

"اف میرے خدا۔" تنویر دانت پیس کر بولا۔ "یہ کوئی عورت ہی ہوسکتی ہے۔ ٹھہرو۔ میں دیکھتا ہوں۔"

"رک جاؤ تنویر۔" چوہان نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ "ہوسکتا ہے اس نے خودکشی کی غرض سے چھلانگ لگائی ہو۔"

"لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ کسی لووارد کے ہوسٹل میں داخل ہونے کے بعد ہی اس نے خودکشی کا منصوبہ بنایا ہو۔ وہ پہلے بھی اپنی زندگی ختم کرسکتی تھی۔" تنویر نے زہریلے انداز میں کہا۔ "مجھے مت روکو چوہان۔"

چوہان نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تھا لیکن اس کا منہ کھلے کا کھلا

رہ گیا۔

اس لئے کہ فضا میں ایک بار پھر دوسری نسوانی چیخ کی دلخراش آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی کوئی دوسری لڑکی بھی سڑک سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی۔

"کیا اب بھی تم اس خونی کھیل کو جاری رہنے دو گے۔" تنویر نے غراتے ہوئے پوچھا۔

اس بار بھی چوہان کوئی جواب نہیں دے سکا اس لئے کہ اب تیسری چیخ کی آواز فضا میں لہرائی تھی۔

پھر اچانک چوہان نے نعمانی اور صدیقی کو ہوسٹل کے پشت سے بھاگ کر سڑک پر آتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی کار کی بتیاں بھی ان کے چہروں پر پڑ رہی تھیں۔ کار میں نا ٹیا اور کوئی بھی موجود تھا۔

حسن نے نعمانی اور صدیقی کے سامنے آتے ہی ہیڈ لائٹس آن کر دی تھیں اور اس کے ساتھ ہی ایک تیز سیٹی کی آواز بھی گونجی۔

نعمانی اور صدیقی ہیڈ لائٹس آن ہوتے ہی چونکے پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور زناٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی۔ چوہان اور تنویر اٹھ کر ہوسٹل کی طرف لپکے تھے۔

"کیا بات ہے چوہان۔" صدیقی نے بلند آواز میں پوچھا۔

"اٹلانٹین کا ایک نمائندہ ہوسٹل میں موجود ہے۔ میں ادھر جاتا ہوں تم لوگ یہیں ٹھہرو گے۔"

چوہان پھرتا ہوا ہوسٹل کے مین گیٹ کی طرف پہنچا ٹھیک اسی وقت ایک شخص باہر نکلا۔ چوہان وغیرہ کو دیکھتے ہی وہ واپس پلٹا لیکن چوہان نے

اسے سخت آواز میں للکارتے ہوئے کہا۔

"خبردار۔ بھاگنے کی کوشش کی تو جسم چھلنی کرڈالوں گا۔"

واپسی کے لئے گھوما ہوا شخص رک گیا پھر وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ان کے قریب آگیا۔

چار ریوالور اسے اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھے۔

"کون ہو تم۔؟" چوہان نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میں اس ہوسٹل کا ایک پرانا گاہک ہوں دوست۔" اجنبی نے جو دوہرے بدن اور پستہ قد کا مالک تھا لاپرواہی سے کہا۔

"چیخ و پکار کی آواز سن کر میں یہی سمجھا تھا کہ شاید پولیس نے ریڈ کردی ہے۔"

"بکواس نہیں فرزند۔" تنویر غراتا ہوا آگے بڑھا۔ تمہیں بتانا ہوگا کہ گاڑی میں تمہارے علاوہ اور کون تھا۔"؟

"گاڑی۔ میں سمجھا نہیں کہ تم۔۔۔ کیا۔"

اجنبی جملہ مکمل کئے بغیر تیورا کر لڑکھڑا گیا تھا۔ تنویر کا بھرپور ہاتھ اس کے جبڑے پر پڑا تھا۔

"سیدھی طرح جواب دو ورنہ بوٹیاں اڑا کر رکھ دوں گا۔" تنویر اس انتہائی سفاکانہ لہجے میں بولا۔ گاڑی میں تمہارے ساتھ اور کون تھا۔؟"

"آئرن مین۔" اجنبی نے اس بار نفرت سے جواب دیا۔ اسی نے مجھے آنے کا سگنل دیا تھا۔"

"اور یہ لڑکیاں کون ہیں جو سڑک پر پڑی ہیں۔"

"پہلے یہ لڑکیاں ہی تھیں لیکن اب سرد گوشت کے لوتھڑے میں تبدیل ہو چکی ہیں"
...نے سرد لہجے میں کہا۔ "میں ان میں سے کسی کو بھی نہیں جانتا۔"

"اوہ۔ اوہ۔ تو کیا تم نے ہی انہیں اوپر سے پھینکا تھا۔؟" صدیقی نے پوچھا۔

"ہاں میں آرین بن کے ہر حکم کو ماننے کے لئے مجبور ہوں۔"

تنویر کا ہاتھ دوبارہ گھوم گیا۔ پھر وہ کسی جنگلی درندے ہی کی طرح اس پر
... پڑا تھا۔ اگر چوہان وغیرہ نے اسے زبردستی علیحدہ نہیں کیا ہوتا تو شاید وہ
...قتاً اجنبی کی تکا بوٹی کر ڈالتا۔

چیخ و پکار کی آوازیں سن کر ہوسٹل کے کمروں کی بتیاں روشن ہونے لگی
... دو چار لڑکیوں نے اوپر سے چیخنا بھی شروع کر دیا تھا۔

"جلدی کرو۔" نعمانی نے تیزی سے کہا۔ "ہمیں یہاں سے فوراً نکل چلنا چاہیے
...لیس آگئی تو ہم سب مصیبت میں پھنس جائیں گے۔"

"چھوڑ دو مجھے۔" تنویر نے اجنبی کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں اس حرامزادے
...سسکتا ہوا مرتا دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"یہ حماقت ہوگی تنویر۔" چوہان نے ڈپٹ کر کہا۔ "ہمیں نعمانی کے مشورے
...ل کرنا چاہیے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"

پھر وہ اجنبی کو ساتھ لئے ہوئے تیزی سے ایک تاریک گلی میں گھس گئے۔

○

مس گراہم نے ریسیور کریڈل پر رکھا پھر لپک کر آہنی الماری کے قریب آگئی جہ
ایک سوٹ کیس پہلے ہی موجود تھا۔ سوٹ کیس کھول کر اس نے جلدی جلدی الما
سے قیمتی زیورات اور کپڑے نکال کر اس میں بھرنے شروع کر دیئے۔ اس
بعد وہ اس سیف کی طرف بڑھی جو خوابگاہ کے مغربی گوشے میں موجود تھا۔ سی
کھول کر اس نے بڑے بڑے نوٹوں کے بنڈل ایک چرمی تھیلے میں بھرنے شرو

سکتے۔!

لیکن ٹھیک اسی وقت جب وہ اپنے شغل میں مصروف تھی بیرونی
پر دستک ہوئی اور مس گراہم چونک پڑی۔

اس نے ایک لمحے کیلئے دروازے کی طرف دیکھا پھر جلدی سے سی
بند کر کے لاک کیا۔ چرمی تھیلے کو اوپر سے بند کر کے مسہری کے نیچے کھسکا
سہمے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف بڑھی جس پر بدستور دستک ہو ر
اس کا سیدھا ہاتھ نائٹ گاؤن کی جیب میں پڑے ہوئے آٹومیٹک کے

مضبوطی سے جما ہوا تھا۔

دروازے کے قریب رک کر اس نے کچھ سوچا پھر اونچی آواز میں پوچھا۔

"کون ہے۔؟"

"دروازہ کھولو مس گراہم۔ میں تمہارا دوست ہوں۔" باہر سے کسی نے سرگوشی کی۔

"نہیں۔ پہلے تمہیں اپنا نام بتانا ہوگا۔"

"میں وہی ہوں جس نے ابھی کچھ دیر پہلے تم کو فون کیا تھا۔"

"اوہ" مس گراہم کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"کیا سوچ رہی ہو۔" باہر سے کہا گیا۔ "جلدی کرو۔ ہمارے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔"

"دو منٹ۔ میں کپڑے تبدیل کر لوں۔" مس گراہم نے جلدی سے جواب دیا پھر وہ الماری کے قریب آکر تیزی سے کپڑے تبدیل کرنے لگی۔ نائٹ گاؤن اتار کر اس نے جلدی جلدی ایک قیمتی ساڑھی باندھی۔ آٹومیٹک گاؤن سے نکال کر بلاؤز میں ڈالا پھر بیکتی ہوئی دروازے کے قریب آگئی۔

دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس نے دروازے کے بولٹ گرائے لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ بلند ہوگئی۔ دروازہ کھلتے ہی جو شخصیت اسے نظر آئی وہ آئرن مین کی تھی۔

"تت۔ تم۔" مس گراہم نے سہمی آواز میں کہا۔ اس کے چہرے کی رنگت اچانک زرد پڑ گئی تھی۔

"ہاں۔ کیوں۔؟ مجھے دیکھ کر تمہیں تعجب کیوں ہوا۔؟" آئرن مین نے بالکل انسانوں کی طرح چل کر اندر آتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تمہیں اس وقت کسی اور کے کی اُمید تھی۔؟"

"نن۔ نہیں۔" مس گراہم نے جلدی سے جواب دیا۔ فوری طور پر اس کے ذہن میں یہ خیال [illegible] ممکن ہے آئرن مین کو [illegible] نے [illegible] ساتھ وہ فرار ہونے والی [illegible]

کچھ دیر پہلے اس [illegible] سے فون پر گفتگو [illegible] آئرن [illegible] کو [illegible] [illegible] ہر [illegible] تھے [illegible] ملک سا [illegible] تقریباً [illegible] ہے۔

آئرن مین نے خود [illegible] داخل [illegible] دیا پھر دیکھا پھر اس کی [illegible] وہ کھلی ہوئی آہنی الماری بن گئی جس میں کپڑے بکھرے پڑے تھے۔ سوٹ کیس بھی ابھی بند نہیں کیا گیا تھا۔

اچانک آئرن مین کی آنکھوں کے پیچھے لگی ہوئی سرخ پلیٹ اس طرح لگی جیسے اس کے پیچھے کوئی تیز روشنی جلدی جلدی جل بجھ رہی ہو۔ مس گراہم اپنے تنفس پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مس گراہم۔" آئرن مین کا آہنی مجسمہ تیزی سے گھوما۔ "آج دو ہفتے ختم ہو گیا لیکن ابھی تک تم نے ایک بھی آدمی کا بندوبست نہیں کیا۔"

"ایک دن ابھی باقی ہے۔" مس گراہم دھڑکتے ہوئے دل سے بولی۔ "کل تک تمہارا مطالبہ پورا کر دوں گی۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گی۔؟"

"ہاں۔ ہاں۔ مجھے پوری امید ہے۔"

"مانے لیتا ہوں لیکن ناکامی کی صورت میں کیا ہو گا۔"

"ناکامی کی صورت میں میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ کل میں تمہیں کس پتے پر تلاش کروں گا۔؟"

"کک۔ کیا مطلب۔؟" مس گراہم کا دل ڈوبنے لگا۔

"میرا اندازہ ہے کہ آج رات تم فرار ہونے کا منصوبہ بنا چکی ہو۔"

"غلط خیال ہے تمہارا۔"

"شٹ اپ۔" آئرن مین کے آہنی خول سے گرجدار آواز ابھری۔ بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے کسی پہاڑ کو ڈائنامائیٹ کے ذریعے اڑا دیا ہو۔ "تم بھول رہی ہو نادان عورت کہ آئرن مین لامحدود قوتوں کا مالک ہے۔ کیا ابھی کچھ دیر پہلے تم نے فون پر کسی سے گفتگو نہیں کی۔؟"

"کک۔ کی۔ تھی۔ لل۔ لیکن وہ میرا دوست ہے۔" مس گراہم نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"تم نے شاید اسے دوست کی آواز پر ہی دروازہ بھی کھولا تھا کیوں۔؟" اس بار آئرن مین نے بالکل ایسے ہی لہجے کی نقل کی تھی جو کچھ دیر پہلے دعا نے گل بدری طرف سے اختیار کیا گیا تھا۔ اس کا انداز میں اب وہ پہلے جیسی کھنک بھی نہیں تھی۔

مس گراہم کی نظروں کے سامنے اندھیرا پھیل گیا۔ زمین اسے اپنے قدموں کے نیچے سے کھسکتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

"خاموش کیوں ہوگئیں مس گراہم۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں کہ تم فرار ہونے کا منصوبہ بنا رہی ہو۔؟"

"مم... میں۔" مس گراہم نے کچھ کہنا چاہا لیکن الفاظ اس کے حلق میں ہی پھنس کر رہ گئے۔

"تم نے آئرن مین کے راز کو دوسروں پر ظاہر کر کے اپنی موت کو آواز دی ہے۔"

"نن۔ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔"

"بکواس۔" آئرن مین کرخت لہجے میں بولا۔ "میں اب تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کر سکتا۔"

"لل۔ لیکن اس نوجوان نے مجھ سے کچھ اور کہا تھا۔"

"کیا کہا تھا اس نے۔ یہی ناکہ وہ میرے ہیڈ کوارٹر سے واقف ہے۔ اور اس سلسلے میں اس نے تمہیں پروفیسر ڈگلس کا پتہ بتایا تھا کیوں۔؟"

"ہاں۔ فون پر اس نے مجھے یہی بتایا ہے لیکن اس کے علاوہ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ تمہارا آدمی ہے۔"

"میرا آدمی۔؟" آئرن مین کے لہجے میں اس بار حیرت تھی۔

"ہاں۔" مس گراہم نے جلدی سے جواب دیا۔ "اس کے بیان سے

یہی ظاہر ہوا تھا کہ وہ میرے فراہم کردہ آدمیوں کو ہیڈ کوارٹر تک لے جانے کا کام کرتا ہے۔“

”آئی سی۔ گویا وہ کوئی پولیس یا محکمہ سراغ رسانی کا آدمی رہا ہوگا جسنے تمہاری حماقت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔“

”مم۔ مگر۔ میں بے قصور ہوں۔“

”شٹ اپ۔ میں جانتا ہوں کہ تم کیا ہو اور اسی لئے میں نے ایک قیمتی آدمی کو آج ضائع بھی کر دیا۔ ہوسٹل پر بھی غالباً سراغ رسانی والے موجود تھے۔ ورنہ آج میں تمہاری تمام لڑکیوں کو موت کے گھاٹ اتروا دیتا۔“

”نن۔ نہیں۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کرو گے۔“

”مس گراہم تمہیں بتانا ہوگا کہ وہ آدمی کون ہے جس کے ساتھ مل کر تم نے میرے خلاف سازش کی ہے۔؟“

”مم۔ میں اسے نہیں جانتی“ مس گراہم نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔ ”مقدس مریم کی قسم وہ میرے لئے اجنبی تھا۔ بالکل اجنبی۔ میرے فرشتوں کو بھی نہیں معلوم کہ اس کی حیثیت کیا ہے۔“

”ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن بہر حال تمہاری حماقت ہی سے میرے مشن کے راستے میں رکاوٹ پیدا ہوئی ہے اس لئے میں اب تم کو کوئلے کے ڈھیر میں تبدیل کر دوں گا۔“

”رحم۔ خدا کیلئے رحم کرو۔“ مس گراہم نے درد دینے والے انداز میں کہا۔!

"شائیں۔ شوں۔ شڑاپ۔" اچانک یکے بعد دیگرے تین فائر ہوتے لیکن آرتھر پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ گولیاں اسکے آہنی خول سے ٹکرا کر ادھر اُدھر چھٹک گئی تھیں۔

مس گراہم نے تیزی سے گھوم کر دیکھا۔ عقبی روشندان کے پاس سے کوئی سایہ تیزی سے آڑ میں ہوتا نظر آیا لیکن وہ اسے دیکھ نہیں سکی۔ آرتھر نے تیزی سے گھوم گھوم کر کمرے کے چاروں طرف دیکھ رہا تھا پھر اچانک وہ مس گراہم کی طرف پلٹا۔

"کیوں ذلیل عورت۔ کیا تم اب بھی یہی کہو گی کہ مجھ پر گولیاں چلانے والا پولیس کا کوئی آدمی نہیں ہو گا۔؟"

"مم۔ میں اسے نہیں جانتی۔ وہ۔۔"

"بکواس۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں لامحدود طاقتوں کا مالک ہوں پولیس یا محکمہ سراغ رسانی والے میرے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتے میں اپنی راہ میں آنے والے تمام لوگوں کو کوئلے کے ڈھیر میں تبدیل کر دوں گا۔" آرتھر کی گرجدار آواز سے پورا کمرہ لرز رہا تھا۔

پھر اس کی آنکھوں کے اندر لگی ہوئی سرخ پلیٹ سے ایک نیلا شعلہ لپکا خوابگاہ میں گوشت کی چراہند کی بو پھیل گئی۔ مس گراہم پلک جھپکتے میں کوئلے کا مجسمہ بن کر فرش پر ڈھیر ہو گئی۔

آرتھر میں ایک ثانیئے کیلئے وہاں رکا پھر دوڑتا ہوا باہر آ گیا لیکن جیسے ہی دروازہ کھولتے ہی ایکبار پھر تاریکی سے اس پر یکے بعد دیگرے پانچ گولیاں

چلائی گئیں لیکن اس بار بھی اس کے جسم پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

اس نے تیزی سے گھوم کر تاریکی میں چاروں طرف دیکھا پھر اس کی آنکھوں سے تیز روشنی نکلنی شروع ہوئی۔ بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے دو سرچ لائیٹیں روشن ہوگئی ہوں۔

آئرن مین کے گھومنے کے ساتھ ساتھ روشنیاں بھی تیزی سے تاریکی کا سینہ چیرتی رہیں پھر اچانک روشنی ختم ہوگئی۔

آئرن مین نے جھپٹ کر کار کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا اس کے بعد وہ تیزی سے کار کو بنگلے کے احاطے سے نکال کر کھلی سڑک پہ لے آیا دوسرے ہی لمحے اسکی گاڑی آندھی اور طوفان سے باتیں کر رہی تھی۔

کار کے مسٹر گراہم کے بنگلے سے نکلتے ہی ایک سایہ مالتی کی جھاڑیوں میں سے نکل کر سامنے آیا پھر حدبندی کی دیوار پھلانگ کر باہر کود گیا اسکے چند لمحے بعد کسی موٹر سائیکل کے انجن کی آواز ابھر کر تیزی سے دور ہوتی چلی گئی۔

○

دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں اس وقت عمران کے علاوہ وہ قیدی بھی تھا جسے مس گراہم کے ہوسٹل سے چوہان اور تنویر وغیرہ نے پکڑا تھا۔!

"تمہارا نام۔؟" عمران نے اسے گھورتے ہوئے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"مجھے شامی کہتے ہیں۔" نوجوان نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"کرتے کیا ہو۔؟"

"کچھ بھی نہیں۔ ویسے شریف آدمیوں کو جب میری ضرورت پیش آتی ہے تو اچھا خاصا معاوضہ مل جاتا ہے۔"

"اوہ۔ گویا تم آرتھین کے لئے بھی کمیشن پر کام کر رہے تھے۔ کیوں"

"ظاہر ہے۔ ورنہ میں بے قصور لڑکیوں کی جان کبھی نہ لیتا۔"

"کیا تمہیں اس بات کا افسوس نہیں ہے کہ آرتھین تمہیں مصیبت میں چھوڑ کر فرار ہو گیا۔"

"ہمارے درمیان ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا کہ وہ بھی میری مدد کرتا رہیگا"
نوجوان نے بدستور لاپرواہی سے جواب دیا۔ "میں جو کچھ کرتا ہوں اس کیلئے مجھے منہ مانگی رقم مل جاتی ہے اس لئے کسی امداد کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ویسے بھی اس قسم کے کاموں میں تھوڑا بہت رسک تو اٹھانا ہی پڑتا ہے۔ کبھی ریل میں اور کبھی جیل میں۔"

"آئرن مین نے تمہیں کتنی رقم کی پیش کش کی تھی۔؟"

"مجھے افسوس ہے کہ میں یہ نہ بتا سکوں گا۔ بزنس کے معاملات میں رازداری میرا پہلا اصول ہے۔"

"تم دونوں کی ملاقات کس طرح ہوئی تھی۔؟"

"ہمارے درمیان فون پر رابطہ قائم ہوا تھا۔"

"تمہارے ذمے کام کیا سونپا گیا تھا۔" عمران نے پوچھا۔ اسکی نظریں ایک لمحے کے لئے بھی نوجوان کے چہرے سے علیحدہ نہیں ہوئی تھیں۔ ابھی تک وہ بہت نرم لہجے میں پیش آرہا تھا۔

"میں ان آدمیوں کو ہیڈ کوارٹر تک پہنچاتا تھا جو مس گراہم کے ہوسٹل میں آباد لڑکیوں کے ذریعے آئرن مین کیلئے فراہم کی جاتی تھیں۔"

"بہت خوب۔ کیا اب تم مجھے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بھی بتاؤ گے۔؟"

"سوری۔ بزنس میں رازداری۔"

"شٹ اپ۔" عمران کا ہاتھ گھوم گیا۔
نوجوان لڑکھڑا کر فرش پر الٹ گیا لیکن پھر دوسرے ہی لمحے وہ حیرت

انگیز پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم نے شامی پر ہاتھ اٹھا کر اچھا نہیں کیا۔" اس نے عمران کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں اپنی بے عزتی پر موت کو ترجیح دینے کا عادی ہوں۔"

"گھبراؤ مت۔ میں تمہاری یہ خواہش بھی پوری کئے دیتا ہوں۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ پھر وہ کمرے کا آٹومیٹک دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ ایک منٹ بعد ہی جب وہ دوبارہ اندر داخل ہوا تو جوزف بھی اس کے ساتھ تھا۔ شامی نے جوزف کو کینہ توز نظروں سے گھورا پھر عمران کو دیکھ کر بولا۔

"کیا میں امید رکھوں کہ تم درمیان میں نہیں بولو گے۔"

"منظور ہے۔"

"ایک بات اور بھی ہے۔" شامی نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ "اگر میں نے اسے مار لیا تو پھر تم مجھے آزاد کر دو گے۔؟"

"یہ بھی منظور ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ پھر جوزف سے مخاطب ہوا۔ "جوزف۔ یہ تمہارا شکار ہے لیکن میں تمہیں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ چلو شروع ہو جاؤ۔"

جوزف نے قہر آلود نگاہوں سے شامی کو گھورا پھر اپنے دانت نکال کر آگے بڑھنے لگا۔ کچھ دیر تک شامی اور جوزف ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے کیلئے پینترے بدلتے رہے پھر اچانک شامی نے چھلانگ لگائی مگر اسکے ستارے شاید گردش میں ہی تھے۔ جوزف نے بڑی پھرتی سے اسے جھکائی

دیکر دونوں ہاتھوں پر سر سے اوپر اٹھا لیا پھر دو چار لہریئے دے کر دیوار پر اچھال دیا۔!

شامی کی کراہ بڑی بھیانک تھی لیکن اس بار وہ تیزی سے اٹھا اور کسی وحشی درندے کی طرح جوزف پر ٹوٹ پڑا۔ دونوں آپس میں گتھے ہوئے زور آزمائی کرنے لگے۔!

"جوزف۔" عمران نے اپنی دستی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ صرف دو منٹ اور باقی رہ گئے ہیں۔ تم کو اگر ناکامی ہوئی تو میں گولی مار دوں گا۔"

"باس۔ یہ میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ابھی لو" اور یہ کہہ کر جوزف نے اچانک شامی کے سیدھے ہاتھ کو پکڑ کر قلابازی کھائی۔

کمرے میں "چٹاخ" کی ایک مدہم آواز ابھری اور دوسرے ہی لمحے شامی کسی دم توڑتے ہوئے بکرے کی طرح فرش پر گر کر ڈکرانے لگا۔

شامی کا سیدھا ہاتھ جھول کر رہ گیا تھا۔ غالباً چٹاخ کی آواز ہڈی ٹوٹنے ہی سے پیدا ہوئی تھی۔

جوزف سنبھل کر دوبارہ پلٹا لیکن عمران نے اسے روک دیا۔

"نہیں۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔"

"مجھے مت روکو باس۔ ابھی تو دو منٹ اور باقی ہیں اور میرے پیٹ میں ابھی گرمی بھی پیدا نہیں ہوئی۔" جوزف نے عمران کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "میں اسے ختم کرنے میں پندرہ سیکنڈ سے زیادہ نہیں لوں گا۔"

"نہیں بس کرو۔"

"پلیز باس۔" جوزف گڑگڑایا۔ "کم از کم دس سیکنڈ کیلئے اور اجازت دے دو۔ مجھے کچھ مزا نہیں آیا۔"

"گٹ آؤٹ۔" عمران اس بار کچھ اتنے ہی سرد لہجے میں مخاطب ہوا کہ جوزف سہم گیا۔

پھر وہ کسی بھیگی بلی ہی کی طرح آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

شامی کی چیخ و پکار اب کم ہوتی جا رہی تھیں۔

فرش پر بیٹھا وہ اپنے ٹوٹے ہوئے ہاتھ کو بڑی حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں۔ کیا اب بھی تم سیدھی طرح میری باتوں کا جواب نہیں دو گے۔؟" عمران نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"میں زبان ہار چکا ہوں اس لئے اب تم جو چاہو پوچھ سکتے ہو۔"

"تم نے ابھی کسی ہیڈ کوارٹر کا تذکرہ کیا تھا جہاں مس گراہم کے فراہم کردہ آدمیوں کو پہنچایا جاتا تھا۔؟"

"ہاں۔ مجھے کم از کم یہی بتایا گیا تھا کہ وہی ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔"

"پتہ کیا ہے۔؟"

"تھرٹی تھری نکسن اسٹریٹ۔"

عمران اس جواب پر چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ تھرٹی تھری نکسن اسٹریٹ

پروفیسر ڈگلس کے ملحقہ بنگلے کا نمبر تھا جس پر کافی دنوں سے "لولیٹ" کی تختی لگی ہوئی تھی۔ ایک لمحے کیلئے وہ کسی سوچ میں گم ہو گیا۔ پھر دوبارہ شامی سے مخاطب ہوا۔

"کیا تم کو معلوم ہے کہ وہ عمارت بہت عرصے سے کرائے کے لئے خالی ہے۔؟"

"ہاں۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔" شامی نے جواب دیا۔ "اس پر "ٹولیٹ" کی تختی بھی اسی لئے لگائی گئی ہے کہ دوسروں کو شبہ نہ ہو سکے۔"

"چلو۔ مان لیتا ہوں لیکن وہاں تم اغوا کئے ہوئے افراد کو لیجا کر کس کے سپرد کرتے تھے۔؟"

"کسی کے بھی نہیں۔"

"کیا مطلب۔؟" عمران نے شامی کو گھور کر دیکھا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ میرے ذمے صرف اتنا کام تھا کہ مس گراہم کے فراہم کردہ افراد کو اس بنگلے کے ایک کمرے میں لیجا کر بند کر دیا جائے۔"

"کیا اس کمرے میں کوئی اور نہیں ہوتا ہے۔؟"

"نہیں۔ کم از کم میں نے اس پوری عمارت میں کبھی کسی اور کو نہیں دیکھا۔" شامی نے فرش سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔ سینے ہاتھ کو نیلا آلا دینے کی خاطر اس نے قمیص میں پھنسا لیا تھا۔

"تمہارے علاوہ اور کتنے افراد آترن مین کیلئے یہ کام کرتے ہیں۔؟"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"آترن مین کی رہائش گاہ سے واقف ہو۔؟"

"نہیں ۔"

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس نے تم کو ہوسٹل کی لڑکیوں کو سڑک پر پھینکنے کا کام کیوں سونپا تھا ۔ ؟"

"مجھے خود بھی اس بات پر حیرت ہوتی تھی لیکن میں نے اسکی وجہ دریافت نہیں کی ۔" شامی نے سنجیدگی سے کہا ۔ "ویسے تمہیں شاید یہ سن کر تعجب ہوگا کہ آئرن مین نے فی لڑکی مجھے دس ہزار کی آفر دی تھی ۔"

"اوہ ۔" عمران کے ہونٹ سختی سے بھنچ گئے ۔ "کیا تمہیں یقین تھا کہ تم یہ رقم بعد میں اس سے حاصل کر لیتے ۔"

"ہاں ۔ کم از کم پہلے تو ایسا ہی ہوتا رہا ہے ۔ ابتک میں پندرہ ہزار لے چکا ہوں"

"کیا تم کسی اور ایسی شخصیت سے واقف ہو جو آئرن مین کے لئے کام کر رہی ہو"

"میرا خیال ہے مس گراہم اس کے لئے سب سے زیادہ کام کر رہی ہے ۔"

"کوئی اور بھی ۔"

"نہیں ۔ میں کسی اور کو نہیں جانتا ۔"

ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے لپک کر رسیور اٹھا لیا ۔

"ہیلو ۔" اس نے اپنے ہی لہجے میں کہا ۔

"میں صفدر بول رہا ہوں جناب ۔ ابھی کچھ دیر پہلے میں نے ایکسٹو سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا تھا ۔ ایک اہم اطلاع دینی تھی لیکن ایکسٹو نے مجھے یہی ہدایت دی ہے کہ آپ کو دانش منزل فون کر کے فوراً حالات سے آگاہ کر دیا جائے ۔"

"کیا حالات ہیں ۔" ؟

"گزشتہ رات مس گراہم کو بھی ختم کر دیا گیا۔"

"تفصیل بیان کرو۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ مس گراہم کی موت کی اطلاع سن کر اسے تعجب ہی ہوا تھا۔

"ایکسٹو کی ہدایت پر میں مس گراہم کو دانش منزل لیجانا چاہتا تھا لیکن قبل اسکے وہاں پہنچتا آرن ہین کو کسی طرح سے ان باتوں کا علم ہو گیا جو اسکے اور میرے درمیان فون پر ہوئی تھیں۔ چنانچہ آرن ہین نے مس گراہم کو جلا کر کوئلے کے مجسمے میں تبدیل کر دیا۔"

"کیا تم اس وقت وہاں موجود تھے۔" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔" صفدر نے جواب دیا پھر گزشتہ رات مس گراہم کی خوابگاہ میں پیش آنے والے واقعے کی تمام تفصیل دہرا ڈالی۔

"صفدر۔ کیا تم نے پولیس کو اس کی اطلاع کر دی ہے۔؟"

"نہیں۔ لیکن ابھی تک میں برابر اس کے بنگلے کی نگرانی کر رہا ہوں۔"

"فضول ہے۔ آرن ہین اب وہاں نہیں آئیگا۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم کسی گمنام شخصیت کی طرف سے کیپٹن فیاض کو مس گراہم کی موت کی اطلاع دے دو۔"

"آل رائیٹ جناب۔"

عمران نے جواب دینے کے بجائے ریسیور رکھ دیا۔

اس کے چہرے پر اس وقت غصے اور الجھن کے ملے جلے تاثرات موجود تھے۔!

پیشانی شکن آلود تھی ۔ چند لمحے تک وہ خاموشی سے کچھ سوچتا رہا پھر شامی کو دیکھ کر بولا ۔

"تم میرے لئے اب بیکار ہو گئے ہو ۔ اگر چاہو تو میں تم کو آزاد کر سکتا ہوں ۔ ؟"

"نہیں ۔ خدا کے لئے مجھے کچھ روز تک یہیں رہنے دو ۔" شامی نے گڑگڑاتے ہوئے کہا ۔ اگر میں باہر گیا تو آتزن ہین مجھے مار ڈالے گا کم از کم میرا ہاتھ ٹھیک ہونے تک مجھے یہیں پڑا رہنے دو ۔ "

" تمہاری مرضی پر منحصر ہے ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔" عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر دروازے کی طرف بڑھنے لگا ۔

○

صفدر جولیا کے فلیٹ پر بیٹھا اسے حالات کی تفصیل سنا رہا تھا۔

"کیا تم نے خود اپنی نظروں سے مس گراہم کو کوئلے کی شکل میں تبدیل ہوتے دیکھا ہے۔؟"

"ہاں ۔" صفدر نے ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔ آئرن مین کی نگاہوں سے نیلی شعاعوں کا ایک شعلہ لپکا اور پلک جھپکتے میں مس گراہم کا وجود کوئلے میں تبدیل ہو کر رہ گیا۔ میں نے اس پر پورے دو راؤنڈ بھی چلائے لیکن گولیوں نے اسکے جسم پر کوئی اثر نہیں کیا۔"

"میرا خیال ہے کہ آئرن مین نے تمہارے اور مس گراہم کے درمیان ہونیوالی گفتگو کو سن لیا ہوگا۔"

"ممکن ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ آئرن مین کی پشت پر کوئی خطرناک تنظیم کام کر رہی ہے۔؟"

"میرا خیال ہے کہ آئرن مین بذات خود بھی ریڈیو کنٹرول سسٹم پر کام کر رہا ہے۔"
صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے گہری سنجیدگی سے کہا۔ جس وقت میں نے اس پر فائر کھولا تھا اس وقت اس کی آنکھوں سے سرخ لائٹ جیسی روشنی نکل کر احاطے میں پھیل گئی تھی۔ اگر میں مالتی کی جھاڑیوں میں نہ چھپ گیا ہوتا تو میرا انجام بھی مس گراہم سے مختلف نہ ہوتا۔"

"حیرت انگیز بات ہے۔" جولیا نے کہا۔ کیا تم ایکسٹو کو اس کی اطلاع دے چکے ہو۔؟"

"ہاں۔ میں نے پہلے چیف ہی کو کال کیا تھا پھر اس کی ہدایت پر عمران کو حالات سے باخبر کر دیا۔"

"کیا تم نے عمران کو دانش منزل فون کیا تھا۔؟"

"ہاں۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔؟"

"گزشتہ رات چوہان اور نعمانی وغیرہ نے ہوسٹل سے ایک ایسے مجرم کو گرفتار کیا ہے جو تین لڑکیوں کو ہوسٹل کے چوتھے فلور سے اٹھا کر نیچے سڑک پر پھینک چکا تھا۔"

"لیکن چوہان وغیرہ کی موجودگی کے باوجود یہ سب کس طرح ہو گیا۔؟"
صفدر نے تیزی سے پوچھا۔

"بس۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا کہ وہ بے بس ہو کر رہ گئے۔" جولیا نے پوری روداد سناتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ آئرن مین ہوسٹل سے روانہ ہو کر سیدھا مس گراہم کی رہائش گاہ پر گیا ہوگا۔"

"یہ تمہارا خیال ہے تمہارا مگر ایسی صورت میں آخر اسے ان باتوں کا علم کس طرح ہو گیا جو میں نے مس گراہم سے فون پر کی تھی۔"

"پتہ نہیں۔ ویسے ہو سکتا ہے کہ اس کی اطلاع اسے کسی اور ذریعہ سے ہوتی ہو۔؟"

"کچھ بھی ہو۔ اگر آئرن مین کو فوراً ختم نہ کیا گیا تو حالات ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے۔" صفدر نے توقف کے بعد کہا۔

"کم از کم وہ اپنے بس میں آسانی سے نہیں آسکتا۔"

"کیوں۔؟" جولیا نے تعجب سے پوچھا۔

"وہ حیرت انگیز طور پر پھرتیلا اور چالاک واقع ہوا ہے۔"

"تمہاری باتوں سے میں بھی اسی نتیجے پر پہنچی ہوں لیکن ایکسٹو اس کی طرف سے غافل نہیں ہوگا۔"

"دیکھیں اب ہمیں کیا ہدایت ملتی ہے۔"

"مجھے عمران کو ٹیم میں شامل کئے جانے کی اطلاع ملتے ہی احساس ہو گیا تھا کہ کیس اہم نوعیت کا ہوگا۔" جولیا نے دبی زبان میں کہا۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ عمران آجکل صرف شاہدہ کے ساتھ تفریح کرتا پھر رہا ہے۔ ایک دو بار وہ پروفیسر ڈگلس سے بھی مختلف بھیس میں ملا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ پروفیسر کی شخصیت پر کسی قسم کا شبہ کر رہا ہے۔؟"

صفدر جلدی سے بولا۔ رہا شاہدہ کا مسئلہ تو عمران ان ٹائپ کا نہیں ہے۔

"ٹائپ سے تمہاری کیا مراد ہے۔؟"

یہی کہ وہ عورتوں کے چکر میں پڑنے والی آسامی نہیں ہے۔ شاہدہ سے اسکی بڑھتی ہوئی ملاقاتوں کے پیچھے بھی کوئی گہرا راز پوشیدہ ہوگا۔"

"ہوسکتا ہے تمہارا خیال ٹھیک ہو۔" جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "بہرحال جہاں تک عمران کی صلاحیتوں کا تعلق ہے ہم اس سے انکار نہیں کرسکتے"۔

"لیکن تنویر کا خیال اسکے برعکس ہے۔" جولیا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "ویسے کسی حد تک یہ ٹھیک بھی ہے کبھی کبھی عمران کی حماقتیں حد سے زیادہ تجاوز کرجاتی ہیں۔"

صفدر ہنس کر رہ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی گفتگو ہوتی فون کی گھنٹی کی آواز نے جولیا کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔

"ہیلو۔ جولیا۔" اس نے جلدی سے ریسیور اٹھاکر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ایکسٹو۔" ریسیور پر ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔ "کیا صفدر اس وقت تمہارے فلیٹ پر موجود ہے۔؟"

"یس سر۔"

"ریسیور اسے دیدو۔" اسبار خشک لہجے میں کہا گیا۔

جولیا نے صفدر کو معنی خیز انداز میں دیکھا پھر ریسیور اس کی طرف بڑھایا

"ہیلو۔ صفدر اسپیکنگ سر۔" صفدر نے سنجیدگی سے کہا۔

"صفدر۔ کیا تم نے فیاض کو مس گراہم کے بارے میں فون کردیا تھا۔؟"

"جی ہاں۔"

"مس گراہم کی موت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟"

"اگر میرا خیال غلط نہیں ہے جناب تو اسکے سر میں ریڈیو الیکٹرونک مشین لگی ہوتی ہے جس کی شعاعوں نے گراہم کو خاکستر کر دیا تھا۔"

"صفدر۔" دوسری جانب سے سخت لہجے میں جواب ملا۔ "میں نے آخر میں کے نہیں مس گراہم کے بارے میں پوچھا تھا۔"

"وہ میرے لئے بھی حیرت انگیز بات تھی جناب۔" صفدر نے جلدی سے کہا۔ "مس گراہم کے جسم کو کوئلے کی شکل میں تبدیل ہونے میں بمشکل پانچ سیکنڈ لگے ہوں گے۔"

"اور اس کے بعد قاتل تمہاری نگاہوں میں دھول جھونک کر نکل گیا۔ کیوں۔؟"

"مم۔ میں نے اس پر گولیاں چلائی تھیں جناب لیکن۔"

"صفدر کیا تم کو یقین تھا کہ اس فرد پر تمہارے ریوالور کی گولیاں اثر کریں گی جو لوہے کے لباس میں چھپا ہوا ہے۔؟" اس بار سرد آواز میں پوچھا گیا۔

"اس وقت میرا خیال کچھ اور تھا جناب۔"

"ہم۔ گویا اب تم بھی ناکارہ ہونے جا رہے ہو۔؟"

"اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں جناب۔"

صفدر نے جلدی سے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔ ایکسٹو کے لہجے سے وہ بے حد نروس ہو گیا تھا۔

"غلطی نہیں حماقت کہو۔" ایکسٹو نے بدستور کرخت آواز میں کہا۔

تم نے ایک سنہری موقع ہاتھ سے ضائع کر دیا۔"

"میں سمجھا نہیں جناب۔"

"تم اگر آئرن مین پر گولیاں ضائع کرنے کے بجائے اس کی گاڑی کے ٹائروں کو بیکار کر دیتے تو کم از کم وہ تمہاری نظروں سے دور نہیں ہو سکتا تھا۔ انجن کی خرابی بھی عمل میں لائی جا سکتی تھی۔"

صفدر خاموشی سے ہونٹ چبانے لگا ایکسٹو نے جو کچھ کہا تھا وہ اب اس کی سمجھ میں بھی آ رہا تھا۔

"خاموش کیوں ہو گئے صفدر۔ کیا سوچ رہے ہو۔؟"

"میں شرمندہ ہوں جناب۔ واقعی مجھ سے حماقت ہی سرزد ہوئی تھی"

صفدر نے جلدی سے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔

"اس بار معاف کر رہا ہوں لیکن آئندہ ایسے موقعوں پر آنکھیں کھلی رکھو ورنہ سخت سزا دوں گا۔"

ایکسٹو کا لہجہ اور سرد ہو گیا۔ یہی غلطی چوہان اور تنویر وغیرہ سے بھی ہوئی تھی۔ اگر وہ ہوسٹل پر ہی آئرن مین کی کار بیکار کر دیتے تو مس گراہم موت کے منہ سے بچ سکتی تھی۔"

"آپ درست فرما رہے ہیں جناب۔" صفدر نے جلدی سے کہا پھر دا طرف سے ملنے والی ہدایت پر رسیور جولیا کو دے دیا۔

"جولیا۔" ایکسٹو نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔ "ٹیم کے تمام افراد بالکل ناکام ہوتے جا رہے ہیں۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ اب تم ان کو کنٹرول نہیں کر سکتیں۔"!

"میں سمجھی نہیں جناب ۔" جولیا نے پوچھا ۔

جواب میں اس کو بھی وہی جواز سننا پڑا جو صفدر سن چکا تھا اور پھر ظاہر تھا کہ اسے بھی ان باتوں کو تسلیم کر لینا پڑا ۔

"اسی لئے میں تم لوگوں پر عمران کو ترجیح دیتا ہوں ۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اس کی حماقتیں مجھے بھی پسند نہیں ہیں لیکن وہ اہم ضرورت کے موقعوں پر صرف عقل سے کام لیتا ہے ۔ کیا تم اس بات سے انکار کر سکتی ہو ۔؟"

"جی ۔ جی نہیں ۔" جولیا ہکلائی ۔

"میں تم کو آخری وارننگ دے رہا ہوں ۔ اگر دوبارہ تم لوگوں نے جلد بازی میں کوئی حماقت کی تو میں سرے سے تمام ٹیم کو لمبی چھٹی دینے پر مجبور ہو جاؤں گا۔"

"اب ایسا نہیں ہو گا جناب ۔" جولیا نے تیزی سے کہا ۔

"بکواست ۔ تم پہلے بھی اسی قسم کے وعدے کر چکی ہو ۔ بہرحال ٹیم کے تمام لوگوں کو ہدایت کر دو کہ وہ اب صرف اپنے گھروں تک محدود ہو کر رہ جائیں ۔ بغیر میری اجازت کے کوئی بھی باہر نہیں نکلے گا ۔"

"بب ۔ بہتر ہے جناب ۔"

پھر دوسری طرف سے سلسلہ چونکہ منقطع ہو گیا تھا اس لئے جولیا نے ریسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا ۔

"ہم لوگوں سے واقعی حماقت سرزد ہوئی ۔۔ صفدر نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا ۔ اگر ہم آخر میں کی کار کا بیکار کر دیتے تو بڑی آسانی سے اس کا تعاقب کیا جا سکتا تھا ۔"

"ایکسٹو نے ٹیم کے تمام افراد کو گھروں تک محدود ہو جانے کی سخت ہدایت
دی ہے۔"

"کوئی وجہ بھی بتائی ہے۔" صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔" جولیا نے کہا پھر ٹیلی فون اٹھا کر دوسروں کو ایکسٹو کی ہدایت دینے
لگی۔!

صفدر کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا نظر آ رہا تھا۔

7

فیاض کی حالت اس وقت قابل دید تھی جب وہ عمران کے فلیٹ میں داخل ہوا۔ شکل پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بری طرح پریشان ہے۔ آنکھوں میں الجھن اور پریشانی کے تاثرات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔

"آؤ۔ آؤ سوپر فیاض۔" عمران نے اس کی حالت کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "میں ابھی تم کو ہی یاد کر رہا تھا۔"

"کیوں۔؟" فیاض نے مردہ آواز میں پوچھا پھر تھکے ہوئے انداز میں خود کو ایک کرسی پر گرا دیا۔

"سلیمان نے آج دال بھرے بینگن تیار کئے ہیں۔ کمبخت کو نئی نئی سوجھتی ہے۔"

"میں اس وقت بہت پریشان ہوں عمران۔" فیاض نے کہا۔

"خیریت تو ہے۔ کیا بیوی سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔"

"مذاق مت کرو۔ حالات نے مجھے خودکشی کر لینے کی حد تک بور کر دیا ہے۔"

فیاض نے کہا پھر مسز گراہم کے بارے میں ان تفصیلات کو دوہرانے لگا۔ جو

عمران کو پہلے ہی معلوم تھیں۔

عمران سنجیدگی سے بیٹھا منہ بناتا رہا۔

"لیکن اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ اگر مس گراہم کو تلاش مل گئی ہے تو آسے بوری میں بھر کر پانچ روپے سوا تین آنے میں فروخت کر ڈالو۔ کم از کم ایک گیلن پٹرول کے پیسے تو آسانی سے نکل آئیں گے۔"

"گذشتہ رات مس گراہم کے ہوسٹل کی تین لڑکیاں بھی جو تھے فلور سے گرا دی گئی ہیں۔" فیاض نے عمران کی بات کو ٹالتے ہوئے کہا۔ دوسری لڑکیوں کا بیان ہے کہ کچھ لوگ نیچے موجود تھے جو ان کے جاگتے ہی فرار ہو گئے۔"

"اللہ مرنے والیوں کی مغفرت فرمائے اور تم کو صبر کی توفیق سے نوازے۔" عمران نے درویشوں جیسے لہجے میں کہا۔

"لیکن آخر تم کس مرض کی دوا ہو۔" فیاض نے اچانک جھلاتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

"ارے۔ ارے۔ یار کیوں بدنام کر رہے ہو۔ کیا میں کوئی ڈاکٹر ہوں جو دوا کروں گا۔"

"تم نے مجھ سے پانچ سو روپے کس لئے لئے تھے۔؟"

"قرض خواہوں کو ادا کرنے کے لئے۔" عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا پھر چیونگم کا پیکٹ نکال کر ایک پیس منہ میں ڈال لیا۔

"آئرن مین کے سلسلے میں تم کیا کر رہے ہو۔؟"

"فی الحال صبر کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

"عمران۔ خدا کیلئے کچھ دیر کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ ۔" فیاض رو دینے والی آواز میں بولا۔ تم نہیں جانتے کہ رحمان صاحب نے اس سلسلے میں مجھے کتنی سخت ہدایتیں دی ہیں۔ مس گراہم کی لاش نے پورے محکمے کو ہلا کر رکھ دیا ہے ۔"

"یار کیوں جھوٹ بول کر ایمان خراب کر رہے ہو ۔ ابھی کچھ پہلے ہی تو میں کوتوال کے سامنے سے گزرا تھا لیکن میں نے تو اسے ہلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن ٹھہرو۔ تم شاید محاورہ بول رہے ہو ۔ ۔"

"کیا میں اٹھ کر چلا جاؤں ۔" فیاض نے عمران کو گھورا۔

"ظاہر ہے کہ تم کرسی پر بیٹھے بیٹھے نہیں جا سکتے اس لئے تمہیں اٹھنا پڑے گا۔"

"جہنم میں جاؤ ۔" فیاض کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے ۔ تم میرے پیسے واپس کر دو ۔"

"غلط کہہ رہے ہو ۔" عمران نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ میں نے تم سے پیسے نہیں بلکہ روپے لئے تھے ۔ رہا ان کی واپسی کا مسئلہ تو اس کے لئے مجھے مہلت درکار ہوگی ۔ ۔"

"کیا تم کو میری پریشانی سے کوئی افسوس نہیں ہے ۔" فیاض نے دوبارہ ہتھیار ڈال دیئے ۔ ۔"

اس بار عمران کو اس پر ترس آ گیا چنانچہ وہ سنجیدہ ہو گیا۔

"مس گراہم کی موت کی اطلاع تمہیں کس طرح ہوئی تھی ۔ ؟"

"فون پر کسی نے بتایا تھا لیکن نام نہیں بتایا ۔"

"مس گراہم کی خوابگاہ سے کوئی کار آمد چیز بھی برآمد ہوئی یا نہیں ۔ "

"نہیں۔" فیاض نے جلدی سے کہا۔ "ویسے میرا خیال ہے کہ وہ کہیں جانے کیلئے تیار تھی۔ کپڑوں کی الماری خالی ملی تھی۔ ایک سوٹ کیس میں کپڑے بڑی جلدی میں بھرے گئے تھے۔ اس کے علاوہ مجھے مقتولہ کی مسہری کے نیچے سے ایک چرمی تھیلا بھی ملا ہے جس میں تقریباً پچاس ہزار کے کرنسی نوٹ بھی موجود تھے۔"

"مس گراہم کی پراسرار موت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"یہ اپنی نوعیت کا پہلا کیس ہے جو شاید میں تمام زندگی بھی حل نہ کر سکوں۔" فیاض نے بے بسی سے کہا۔ "اس کی لاش بالکل کوئلے کا مجسمہ بن چکی ہے۔"

"مجھے اس کی اطلاع گزشتہ رات ہی مل گئی تھی۔"

"کیا مطلب ہے۔" فیاض اس انکشاف پر حیرت سے اچھل پڑا۔ "کیا تم مس گراہم کی نگرانی کروا رہے تھے۔؟"

"سوری سوپر فیاض۔ میں فی الحال تم کو کوئی تفصیل نہیں بتا سکوں گا لیکن اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ مس گراہم کی پراسرار موت میں سو فیصدی آئرن مین کا ہاتھ ہے۔"

"گویا آئرن مین نے اسے کسی سائنٹفک فارمولے کے ذریعے ہلاک کیا ہے۔"

"ہاں۔"

"پھر اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔"

"میں آئرن مین کی گرفتاری کے سلسلے میں تمہاری مدد ضرور کروں گا لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "آئن

کے لئے تم کو انتظار کرنا پڑے گا۔"

"کیا تم میری خاطر ایک کام کر سکتے ہو۔؟"

"کیا۔؟" عمران نے وضاحت طلب نظروں سے فیاض کو دیکھا۔"

"رحمٰن صاحب کو کسی طرح بتا دو کہ حالات کس قدر نازک ہیں۔ کیونکہ انھوں نے مجھے صرف ایک ہفتے کی مہلت دی ہے۔"

"میں کوشش کروں گا کہ تمہاری پوزیشن خراب نہ ہونے پائے۔" عمران بولا۔ لیکن اس کے عوض تم کو میری خاطر بھی ایک ضروری کام کرنا ہوگا۔ خواہ تمہیں کتنی ہی مشکلات کا سامنا کیوں نہ ہو۔"

"میں تیار ہوں۔"

"کیا تم کسی طرح پروفیسر ڈگلس کی رہائش گاہ کا سرچ وارنٹ حاصل کر سکتے ہو۔؟"

"پروفیسر ڈگلس۔" فیاض چونکا۔ کیا تم پروفیسر پر بھی کسی قسم کا شبہ کر رہے ہو۔؟"

بحث مت کرو۔ میں نے تم سے صرف سرچ وارنٹ کے لئے دریافت کیا تھا۔؟"

"مشکل کام ہے۔"

فیاض بولا۔ پروفیسر ڈگلس ویسے بھی ایک عزت دار آدمی ہے جو حکومت کو بھی اس پر بیحد بھروسہ ہے۔ ابتک وہ حکومت کے لئے بہت سارے خدمات انجام دے چکا ہے۔"

"گویا تم مجبور ہو۔ کیوں۔؟"

"ہاں۔ جبتک کوئی ٹھوس ثبوت نہ ہو سرچ وارنٹ حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ فیاض نے کہا۔ کیا تم اس کے خلاف کوئی اہم ثبوت فراہم کر سکتے ہو۔"

"جانے دو۔ میں کوئی اور طریقہ اختیار کروں گا۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ پھر بولا۔

"بہرحال ایک کام تو تم آسانی سے کر سکتے ہو۔ مس گراہم کی موت اور آرڈ کے سلسلے میں اخبارات میں جس قدر ممکن ہو خبریں شائع کراتے رہو۔"

"ٹھیک ہے۔ یہ میرے لئے بہت آسان بات ہے۔"

"لیکن خبریں فراہم کرتے وقت تم خاص طور پر مس گراہم کی موت کے پشت پر کسی سائنسداں کا ہاتھ ظاہر کرنے کی کوشش کرو گے۔؟"

"آئی سی۔"

فیاض نے تیزی سے کہا۔ تو کیا تم مس گراہم کی موت کے سلسلے میں پروفیسر ڈگلس کو بھی ملوث کرنا چاہتے ہو۔"

"زیادہ لمبی چھلانگ مت لگایا کرو سوپر فیاض۔ اس طرح تم اپنی انرجی ولیسٹ کرو گے۔"

عمران نے سنجیدگی سے کہا پھر وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے لپک کر ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو۔" عمران اسپیکنگ۔"

"میں بلیک زیرو بول رہا ہوں جناب۔ پروفیسر ڈگلس کی عمارت خالی

پڑی ہے۔۔"

"کیا۔؟" عمران کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ تمہیں اس کا علم کس طرح ہوا۔ میرا مطلب ہے کیا تم عمارت کے اندر بھی داخل ہوئے تھے۔؟"

"ہاں۔ چوکیدار کی غیر موجودگی نے مجھے شبہ میں ڈال دیا تھا چنانچہ میں اندر چلا گیا لیکن وہاں تمام چیزیں بکھری ہوئی اور ملی ہوئی حالت میں ملیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ رات ہی کو کہیں غائب ہو گیا ہے۔۔"

"کیا تم نے اس کی لیبارٹری بھی دیکھی ہے۔" عمران نے تیزی سے سوال کیا۔

"جی ہاں۔ لیکن وہاں بھی افراتفری ہی پھیلی ہوئی تھی۔ جلدی میں تمام آلات کو توڑا گیا ہے۔۔"

بلیک زیرو نے کہا۔ میں نے پوری عمارت کا کونا کونا چھان مارا لیکن کوئی کارآمد چیز ہاتھ نہیں لگ سکی۔۔"

"ٹھیک ہے۔ تم اب دوسری عمارت پر نظر رکھو۔ میں کیپٹن فیاض کو لے کر آ رہا ہوں۔۔" عمران نے کہا پھر ریسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی پھیلی ہوئی تھی۔

"کس کا فون تھا۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"جو کچھ بھی ہوا وہ بہت برا ہوا فیاض۔ پروفیسر کی گمشدگی نے مجھے نئی الجھن میں ڈال دیا ہے۔۔"

"کیا پروفیسر ڈکسن بھی غائب ہو گیا۔؟" فیاض اس خبر پر بری طرح چونکا تھا۔

"ہاں۔ وہ اپنے تمام سازو سامان کے فرار ہو گیا ہے۔"

"لیکن تمہیں ان باتوں کا علم کس طرح ہو گیا۔؟"

"اس چکر میں مت پڑو فیاض۔ ہمیں فوری طور پر وہاں پہنچ کر عمارت کو تلاشی لینی ہو گی۔"

"ابھی۔؟" فیاض نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو۔" عمران نے اس کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ لیکن تم پرڈ کی گمشدگی کے بارے میں کبھی کسی فون کال کا ریفرنس دو گے۔ میں نہیں چاہتا کہ نام درمیان میں آنے پاتے۔"

"ایسا ہی ہو گا۔" فیاض نے بڑی سعادتمندی سے جواب دیا پھر وہ تیز قدموں سے نیچے اترنے لگے۔

O

بلیک زیرو کی اطلاع غلط نہیں تھی۔

عمران اور فیاض نے بھی پروفیسر ڈگلس کی کوٹھی کو کھنڈرات کا نمونہ پایا تھا۔ ہر چیز بری طرح بکھری پڑی تھی۔ لیبارٹری کے قیمتی سازو سامان کو توڑ پھوڑ کر تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

فیاض حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس افراتفری کو دیکھ رہا تھا لیکن عمران بہت غور سے ایک ایک چیز کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھا۔ بکھرے ہوئے سازو سامان کی ظاہری حالت سے اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ وہ سب کچھ بہت جلدی میں کیا گیا ہے۔

خاص طور سے لیبارٹری کی ایک ایک اشیاء کو عمران پوری توجہ سے دیکھتا رہا لیکن ابھی تک کوئی ایسی چیز اس کے ہاتھ نہیں لگ سکی تھی جسے کارآمد کہا جا سکتا۔!

۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ ۔ فیاض نے عمران سے پوچھا۔ کیا پروفیسر نے

بذاتِ خود ہی ان قیمتی چیزوں کی توڑ پھوڑ کی ہو گی۔؟"

"ہاں۔ دوسروں کو اگر پروفیسر کی ذات سے کوئی دلچسپی ہوتی تو وہ ان چیزوں کو کبھی تباہ نہ کرتے۔"

"ممکن ہے کہ پروفیسر کو اغوا کرنے والوں کے ذہن میں بھی یہی چیز آئی ہو" فیاض نے دلیل پیش کی۔ "اس طرح وہ پولیس کو الجھن میں ڈالنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

"نہیں۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "میرا دعویٰ ہے کہ پروفیسر اپنی مرضی سے فرار ہوا ہے۔"

"کوئی وجہ۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"اگر دوبارہ اس سے کبھی ملاقات ہوئی تو پوچھ کر بتاؤں گا۔" عمران نے فیاض کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن کیا تم شروع ہی سے پروفیسر کی شخصیت کو مشکوک نہیں سمجھ رہے تھے۔؟"

"پھر۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔؟"

"اگر تم نے شروع میں مجھے بتا دیا ہوتا تو کم از کم میں پروفیسر کی نگرانی ضرور کرا سکتا تھا۔"

"اسکے باوجود پروفیسر کو اغوا کر لیا جاتا۔"

"اغوا کر لیا جاتا۔ کیا مطلب۔؟" فیاض نے عمران کو متحیرانہ نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ وہ اپنی مرضی سے فرار ہوا ہے۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو سوپر فیاض۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ پروفیسر کسی اور پارٹی کے لئے کام کر رہا ہو اور بدلتے ہوئے حالات کے تحت پروفیسر کا منظر عام سے ہٹ جانا انتہائی ضروری ہو۔ اس کے احکامات بھی اسے اوپر ہی سے ملے ہوں گے۔ پروفیسر کو مجبوراً ان احکامات پر عمل کرنا پڑا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اسے زبردستی اغوا بھی کیا جا سکتا تھا۔"

"لیکن تم اتنے وثوق کے ساتھ کیسے کہہ سکتے ہو کہ پروفیسر کسی اور پارٹی کے لئے کام کر رہا ہو گا۔"

"عقل استعمال کرو تو تم بھی سمجھ سکتے ہو۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ظاہر ہے کہ پروفیسر جیسی شخصیت کسی ایسی پارٹی کے لئے کام کرنے پر مجبور نہیں ہو سکتی تھی جو معمولی نوعیت کی رہی ہو۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو آئرن مین کی پشت پر کوئی خطرناک تنظیم موجود ہے جس نے پروفیسر جیسی شخصیت کو بھی خرید لیا ہو گا۔"

"بہر حال۔ حالات میرے لئے سازگار نہیں ہیں۔"

"وہ کیوں۔؟"

"مس گراہم کا مسئلہ ہی کیا کم تھا کہ پروفیسر کی مصیبت بھی گلے آن پڑی جکام اس خبر کے ملتے ہی مجھ پر چڑھ دوڑیں گے۔"

"ایک تجویز ہے میرے ذہن میں۔"

"وہ کیا۔؟" فیاض نے پرامید لہجے میں پوچھا۔

"تم ملازمت سے استعفیٰ دے دو۔ نہ رہے بانس اور نہ بجے گی بانسری

کیا سمجھے۔؟"

"خدا کے لئے کچھ کرو عمران۔۔ فیاض نے کہا۔ ورنہ میری بنی بنائی ساکھ کا ستیاناس ہو جائے گا۔"

"تم پروفیسر کے بارے میں افسران کو کیا رپورٹ پیش کرو گے۔؟" اچانک عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ فون پر کسی نے مجھے پروفیسر کے اغوا کی اطلاع دی تھی۔"

"نہیں۔ فی الحال تم اس سلسلے میں کوئی بیان مت دو۔ جبتک پروفیسر کی گمشدگی کا مسئلہ کسی اور ذریعے سے سامنے نہ آئے تم بھی اپنی زبان بند رکھو گے۔" عمران نے حتمی لہجے میں کہا۔

"اس سے کیا ہوگا۔؟"

"کچھ روز تک تو تم کو سکون ملے گا۔ دوسری صورت میں ظاہر ہے افسران تمہیں بری طرح پریشان کریں گے۔"

فیاض کچھ دیر تک عمران سے تبادلہ خیالات کرتا رہا پھر وہ دونوں باہر آگئے۔ فیاض اپنی گاڑی کی طرف بڑھا لیکن عمران فٹ پاتھ پر چلتا ہوا برابر والے بنگلے کی جانب بڑھ گیا جس پر ابھی تک ٹولٹ کی تختی لگی ہوئی تھی۔ اس کا نمبر تھرٹی تھری تھا۔

"کیا بات ہے۔؟" فیاض نے لپک کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ تم ادھر کیا دیکھ رہے ہو۔؟"

"یہ بنگلہ سوپر۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اگر

اسے کرایہ پر حاصل کر لیا جائے تو شادی کے بعد ہنی مون کے لئے بڑا پر فضا ثابت ہوگا۔"

"بکنے لگے۔" فیاض جھلا کر بولا۔
"کبھی کبھی تم بھی بوقت ضرورت استعمال کرتے رہنا۔" عمران نے بائیں آنکھ جھپکا دی۔

"آؤ۔ چلتے ہیں۔ مجھے ابھی اور بھی بہت سارے کام ہیں۔"
"نہیں۔" عمران کسی ضدی بچے کی طرح مچل گیا۔ "میں اس بنگلے کو ایک نظر اندر سے ضرور دیکھوں گا۔"

"وقت کیوں برباد کر رہے ہو۔" فیاض بولا۔ "ویسے بھی یہاں چوکیدار قسم کی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہے۔"
"تم باہر ٹھہر کر چوکیداری کے فرائض انجام دو جب تک میں اندر ہو کر آتا ہوں۔" عمران نے کہا پھر اس سے پہلے کہ فیاض کوئی جواب دیتا وہ آہنی پھاٹک پر قدم جما کر دوسری طرف پھلانگ گیا۔
فیاض۔ جھلانے کے علاوہ اور کرتا بھی کیا۔؟
بنگلے کے دروازے بند تھے لیکن عمران کو کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ جیب سے ایک پتلا تار نکال کر اس نے کی ہول میں آزمایا پھر اندر داخل ہو گیا۔ شامی کا بیان غلط نہیں تھا۔ اندر سے پورا بنگلہ خالی اور ویران پڑا تھا۔ عمران بڑے محتاط انداز میں ایک ایک کمرے کو دیکھا نکلتا رہا پھر ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹھک کر رہ گیا۔ یہاں اسے دیوار پر ایک گول آئینہ

نظر آیا تھا۔ عمران چند لمحے تک آئینے کو گھورتا رہا پھر وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ ایک
نسوانی قہقہے کی آواز ابھر کر پورے کمرے میں گونجنے لگی۔
عمران نے بونقوں جیسے انداز میں پلکیں جھپکانا شروع کر دیں۔ قہقہے
کی آواز تھوڑی دیر تک گونجتی رہی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کوئی دیوانی عورت
ہنس رہی ہو۔ عمران کی نظریں بدستور شیشے پر جمی ہوئی تھیں جو ایسے زاویئے
پر فٹ تھا کہ پورے کمرے کا عکس اس میں دیکھا جا سکتا تھا۔
"مجھے یقین تھا عمران کہ تم پروفیسر کی رہائش گاہ کے بعد ادھر کا رخ ضرور
کرو گے۔" کمرے میں ایک صاف نسوانی آواز ابھری لہجہ کچھ کچھ جانا پہچانا سا
تھا۔ عمران کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔
"کیا سوچ رہے ہو عمران۔؟" آواز نے اس بار بھی عمران کو مخاطب
کیا۔!
"مم... میں... بھب... بھوت۔" عمران نے بوکھلاہٹ کی بڑی شاندار
اداکاری کرتے ہوئے پوچھا۔ "تت۔تم کون ہو۔؟"
"میں وہ ہوں عمران جو تمہیں بہت زیادہ لائک کرتی ہوں۔ اگر لائک
نہ کرتی تو اب تک تمہیں ختم کر چکی ہوتی۔ تم اس وقت بھی میرے رحم و کرم پر
ہو۔"
"کک۔کوئی بدروح۔" عمران نے بدستور سہمے ہوئے انداز میں
پوچھا۔!
"ہاں۔ دوسروں کے لئے میں کسی بدروح سے بھی زیادہ خطرناک

لیکن۔ لیکن نہ جانے کیوں تمہارے اوپر ہاتھ اٹھاتے ہوئے میرا دل دکھتا ہے۔"
اسبار آواز بدلی ہوئی تھی۔

"تھریسیا۔؟" عمران کے ذہن میں تیزی سے ابھرا دوسرے ہی لمحے وہ پرسکون ہو گیا۔ لیکن چہرے پر کوئی نیا تاثر نہیں ابھرنے دیا تھا۔

"کیا اب بھی تم نے مجھے نہیں پہچانا۔"؟

"میں مادام تھریسیا کو سلام محبت پیش کرتا ہوں۔" عمران نے آئینے کو دیکھ کر آنکھ ماری پھر مسکرانے لگا۔

"تمہاری یہی ادائیں مجھے بہت پسند ہیں۔ کاش تم میرے لئے کام کرنے پر آمادہ ہو جاؤ۔"

"ممکن ہے۔ لیکن تمہیں میری ایک شرط پوری کرنی ہوگی۔"

"وہ کیا۔؟" تھریسیا کی آواز آئی۔

"لیبر ولینڈ کا پتہ بتا دو۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ناممکن ہے۔ عمران۔ تم تمام زندگی لیبر ولینڈ کی ہوا بھی نہ پا سکو گے۔"
کمرے میں تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کی آواز ابھری۔ "میں تمہارے ساتھ بڑی سے بڑی رعایت کر سکتی ہوں لیکن لیبر ولینڈ سے غداری نہیں کر سکتی۔"

"کیا تم نے پروفیسر ڈگلس کو بھی لیبر ولینڈ بلا لیا ہے۔" عمران اس بار سنجیدہ تھا۔

"غلط سوچ رہے ہو۔ ہم اتنی جلدی کسی پر اعتماد نہیں کرتے۔ لیبر ولینڈ تک پہنچنے کے لئے ہمارے آدمیوں کو مختلف منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔"

تھریسیا کی آواز نے جواب دیا۔ پروفیسر ڈگلس کو محض اس لئے ٹھایا گیا ہے کہ تم اس کے راستے پر لگ گئے تھے۔،،

،،آترن میں بھی غالباً اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ کیوں مادام تھریسیا۔،،

،،مجھے افسوس ہے کہ اس سلسلے میں میں کچھ نہیں بتا سکتی۔،،

،،ہو سکتا ہے کہ تم اور تمہاری تنظیم آترن میں جیسے شعبدوں پر فخر کرے لیکن کم از کم میں اسے کوئی اہمیت نہیں دوں گا۔ اس لئے کہ میں اس کی حقیقت سے آگاہ ہوں۔،،

،،ہونہہ۔،، تھریسیا کی آواز ابھری۔ اور کیا جانتے ہو۔؟،،

،،میں بہت کچھ جانتا ہوں مادام۔،، عمران نے بدستور آئینے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ بیس گراہم کے مکان میں جو کچھ پیش آیا وہ بھی تم کی چیز نہیں ہے کیا یہ غلط ہے کہ آترن ماسک جیسے لوگ آترن میں سمجھتے ہیں کے سر والے حصے میں الیکٹرونک مشین نصب ہے اور بیس گراہم کو اسی کی شعاعوں سے جلایا گیا ہے اور کہو تو یہ بھی بتا دوں کہ اس وقت یہ آئینہ تم کو اس کمرے کی ہر چیز ٹیلی کاسٹ کر رہا ہے میں چاہوں تو اس سسٹم کو برباد بھی کر سکتا ہوں جو آئینے کے پیچھے موجود ہے۔،،

،،عمران۔ تم واقعی گریٹ ہو۔،، تھریسیا کی آواز لے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا پھر بولی۔

،،کاش مجھے تم سے محبت نہ ہوتی تو میں تمہیں بتاتی کہ ہماری تنظیم کس لامحدود قوتوں کی مالک ہے۔،،

،،عورت بذاتِ خود ایک عظیم طاقت ہے۔،، عمران نے مسکراتے ہوئے

پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔

"نہیں عمران میں تم کو اس کی اجازت نہیں دوں گی۔ آئینے کے قریب آنے کی کوشش مت کرو ورنہ مجھے تمہاری موت پر تمام زندگی افسوس رہے گا۔"

عمران کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ دراصل وہ آئینے کے بارے میں اپنے خیال کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔

"عمران۔ تھریسیا نے ایکبار پھر جذبات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ میں تمہیں ایک موقع اور دیتی ہوں۔ تم اگر ہماری تنظیم میں شریک ہونے پر آمادہ ہو جاؤ تو میں براہ راست تم کو نیوزیلینڈ کی شہریت دلوا سکتی ہوں۔ تمام زندگی عیش کرو گے۔"

"ہائیں۔" عمران نے تیزی سے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "تو کیا تم تمام زندگی جوان رہو گی۔"

"مجھے معلوم ہے کہ تم میری باتوں کو ہمیشہ ٹالتے رہے ہو لیکن اس کے باوجود میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔"

تھریسیا نے کہا۔ پھر بولی۔

"کیا تم مجھے اس لڑکی کے بارے میں بتاؤ گے جو آجکل تمہارے ساتھ دیکھی جاتی ہے۔"

"وہ۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔ "خیر دار اگر تم نے اس کی شان میں کچھ کہا۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں یہ نگلا اسی غرض سے دیکھنے آیا تھا کہ شادی کے بعد یہاں ہنی مون منا سکوں۔"

"تم تھریسیا کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے عمران۔ شادی کا انجام بھی

بہت جلد دیکھ لو گے۔۔"

"ارے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے شامی کباب پسند ہیں۔۔؟"

"یہ پھر کسی وقت بتاؤں گی۔ فی الحال تم جتنی جلدی ممکن ہو اس عمارت سے دور ہٹ جاؤ تاکہ میں اسے تباہ کر سکوں۔۔"

"پلیز مادام۔۔" عمران جلدی سے بولا۔ "کم از کم میرے ہنی مون کی خاطر اس عمارت کو تباہ مت کرو۔۔"

"میں تم کو صرف دو منٹ کا موقع دیتی ہوں۔ اس کے بعد یہ پوری عمارت روئی کے گالے کی طرح اڑ جائے گی۔۔"

"باپ رے۔۔" عمران اچھل پڑا۔ "کیا تم اس وقت میں کچھ اضافہ نہیں کر سکتیں۔"

"نہیں۔۔"

تھریسیا نے اسی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اچھا یہی بتا دو کہ ہماری دوسری ملاقات کب ہو گی۔۔؟"

"بہت جلد۔ اچھا۔ خدا حافظ۔۔"

"سالالا لیکم۔۔"

عمران نے کہا پھر تیزی سے پلٹ کر باہر کی طرف دوڑنے لگا۔ پھاٹک تک پہنچنے میں اسے بمشکل ایک منٹ لگا۔ پھاٹک پھلانگ کر وہ باہر آیا پھر فیاض کا ہاتھ تھام کر گاڑی کی طرف کھینچنے لگا۔

"کیا مصیبت ہے۔۔" فیاض نے الجھتے ہوئے پوچھا۔ عمران کی بوکھلاہٹ اس کے لئے معنی خیز ہی ثابت ہوئی تھی۔

"بھاگو فیاض۔ ورنہ روئی کے گالے میں دفن ہو جاؤ گے۔"

فیاض کے فرشتے بھی روئی کے گالے کا مفہوم نہیں سمجھ سکے۔ اس نے گاڑی میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا پھر موڑنے کی غرض سے اسے کاٹنے لگا۔ عمران بدستور پلٹ پلٹ کر اس بنگلے کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"کیا تمہیں بنگلے میں کوئی خاص چیز ملی ہے۔" فیاض نے پوچھا۔

"ہاں فیاض۔ روئی کے گالے وہاں میرے منتظر تھے۔"

"کیا بک رہے ہو۔؟"

لیکن قبل اس کے کہ عمران کوئی جواب دیتا اس کی بکواس کی وجہ خود بخود فیاض کی سمجھ میں آ گئی۔ ایک سماعت شکن دھماکہ ہوا تھا اور پھر فیاض نے جب گھوم کر دیکھا تو تھرٹی تھری نکسن اسٹریٹ والی عمارت حقیقتاً روئی کے گالوں کی طرح اڑ چکی تھی۔

فیاض نے بڑی جلدی میں فل بریک لگائے۔ عمران ونڈ اسکرین سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

عمارت کے گرداب گرد و غبار کی دبیز چادر تن گئی تھی۔ پھر اس چادر میں آگ کی لپٹیں نظر آئیں اور کثیف دھوئیں کا ایک بادل فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ فیاض نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ پھر دھماکہ ہوا اور برابر کی ایک عمارت بیٹھتی چلی گئی۔ آگ کی لپٹیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور فضا میں سرخی پھیل گئی تھی۔

"کیا حماقت ہے فیاض۔" عمران نے جھلاتے ہوئے کہا۔ "گاڑی کیوں روک دی تم نے۔؟"

"تمہیں مجھے بتانا ہوگا کہ آخر تمہیں بنگلے کی تباہی کا علم کس طرح ہو گیا تھا۔"

فیاض نے اٹھتے ہوئے شعلوں پر نظریں جما کر پوچھا۔

علم نجوم سوپر فیاض۔ ویسے میں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ اگر تم کچھ دیر یہاں اور موجود رہے تو تمہارا مستقبل بھی تاریک ہو جائیگا اس لئے کہ افسران تم سے ضرور پوچھیں گے کہ تم یہاں کس طرح موجود تھے۔ ؟ ،،

فیاض نے عمران کو غور سے دیکھا پھر جلدی سے گاڑی کو آگے نکال لے گیا۔ تباہ شدہ عمارت اور بنگلے کے گرد بھیڑ بڑھتی جا رہی تھی۔

○

جولیا اس وقت کسی میگزین کا مطالعہ کر رہی تھی جب فون کی گھنٹی بجی اور اس نے میگزین رکھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔" "جولیا اسپیکنگ۔"

"میں تنویر بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے تنویر کی آواز ابھری۔ "کیا کر رہی ہو۔؟"

"یونہی۔ آرام کر رہی ہوں۔" جولیا نے کہا

"ایکسٹو کی طرف سے کوئی نئی ہدایت نہیں ملی۔"

"نہیں۔ کیوں۔"

"گھر میں پڑے پڑے شہر کے رہنا میرے بس سے باہر ہو چکا ہے۔"

"نہیں تنویر۔" جولیا نے جلدی سے کہا۔ "تم گھر سے باہر نکلنے کی حماقت مت کرنا ورنہ ایکسٹو اسے بہت بری طرح پیش آئے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ مگر آخر یہ حکم کب تک جاری رہے گا۔؟"

"جبتک ایکسٹو کوئی دوسرا حکم نہیں دیتا۔"

"لیکن عمران میں آخر ایسے کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں جو وہ آزادی سے گھوم رہا ہے۔"

"وہ ہماری ٹیم کا مستقل ممبر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایکسٹو اسے ہم سب پر ترجیح دیتا ہے۔"

"اوہ۔ شاید اسی لئے اب عمران کی موت آئی ہے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" اس بار جولیا نے قدرے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اس چمچڑی کے غلام نے ابھی مجھے فون کیا تھا۔" تنویر نے جھلائی ہوئی آواز میں کہا۔ "جانتی ہو وہ کیا کہہ رہا تھا۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ ایکسٹو نے اسی کی ایما پر ہم لوگوں کو گھروں تک محدود رہنے کی ہدایت دی ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمیں ہر حالت میں چیف کے حکم کا احترام کرنا ہوگا۔"

"مگر عمران کو آخر ہماری مجبوری کا مذاق اڑانے کا کیا حق ہے۔"

"دوبارہ اگر وہ فون کرے تو تم اس کی بات مت سننا۔" جولیا نے مشورہ دیا۔

"میں بزدل نہیں ہوں۔ ابکی بار اگر اس نے مجھے تنگ کیا تو میں اس کے ساتھ بہت بری طرح پیش آؤں گا۔ خواہ ایکسٹو مجھے ملازمت سے برخواست ہی کیوں نہ کر دے۔"

"تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ ملازمت نہ کرنا چاہو تو ایکسٹو تمہیں مجبور نہیں کریگا۔" جولیا نے اسبار روکھے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہارے خیال میں عمران نے مجھے فون کر کے بیہودگی کا ثبوت نہیں دیا۔؟"

"تم اگر چاہو تو اس کی شکایت براہ راست چیف سے بھی کر سکتے ہو۔" جولیا کا لہجہ کھردرا تھا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" تنویر نے جواب دیا پھر سلسلہ منقطع کر دیا۔
جولیا نے ریسیور رکھ کر دوبارہ میگزین اٹھالیا۔ تنویر کی کال نے اسے بھی بوریت کا احساس دلایا تھا۔ دو روز سے ایک لمحے کے لئے بھی وہ گھر سے باہر نہیں نکلی تھی۔!

اس عرصے میں ایکسٹو کی طرف سے کوئی پیغام بھی نہیں ملا تھا کہ حالات کا علم ہو سکتا۔ ویسے اس بات کا اندازہ اسے بخوبی ہو چکا تھا کہ آئرن مین کی پشت پر کوئی انتہائی خطرناک تنظیم کام کر رہی ہے۔
ممکن ہے کہ تنویر کے بیان کے مطابق عمران ہی نے کسی خطرے کو محسوس کر کے ایکسٹو کو اس بات کا مشورہ دیا ہو کہ ٹیم کے افراد کو کچھ عرصے کے لئے ان کے گھروں تک محدود کر دیا جائے۔
ایکسٹو چونکہ عمران پر اعتماد کرتا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ اس نے عمران کو نہیں ٹالا ہو گا۔

جولیا کچھ دیر تک یہی سب سوچتی رہی پھر کسی خیال کے تحت اس نے ریسیور اٹھایا اور عمران کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔
"ہیلو۔ عمران۔ ایم ایس۔ سی پی۔ ایچ ڈی (آکسن) اسپیکنگ۔"

دوسری طرف سے کال خود عمران نے ریسیو کی تھی ۔

"میں جولیا بول رہی ہوں ۔"

"بولتی رہو جولیا ۔ تمہاری آواز مجھے ہمیشہ سے پسند ہے ۔"

"تم نے ابھی شاید تنویر کو فون کیا تھا ۔"

"ہاں ۔ کیوں ۔ کیا اس نے تم سے کچھ کہا ہے ۔ ؟"

"تم آخر اس کے پیچھے کیوں پڑے ہو ۔" جولیا نے پوچھا ۔

"اس لئے کہ وہ میرا وہ ہے ۔ وہ کیا کہتے ہیں اسے جس کے لئے کباب میں ہڈی والا محاورہ استعمال کیا جاتا ہے ۔ ہاں ۔ یاد آ گیا ۔ رقیب روسیاہ ۔"

"کیا تم تھوڑی دیر کے لئے سنجیدہ نہیں ہو سکتے ۔ ؟"

"ناممکن ہے جولیا ڈیئر ۔"

ریسیور پر عمران کی بھراتی ہوئی آواز ابھری ۔ تم اس فلسفے کو نہیں سمجھ سکو گی جو میں اپنے سینے میں پال رہا ہوں ۔ ویسے جس روز بھی سنجیدہ ہو گیا وہ میری زندگی کا آخری دن ثابت ہو گا ۔"

"کیوں ۔ کیا کوئی خاص بیماری لاحق ہو گئی ہے ۔" اس بار جولیا نے بھی تفریح لی تھی ۔

"ہاں ۔ مجھے آج کل اختلاج قلب کی شکایت ہے ۔" عمران نے تیزی سے کہا اور اس کی وجہ صرف تنویر اور تم ہو ۔"

"پھر شروع کر دی بکواس ۔" جولیا کو یکلخت سنجیدہ ہو جانا پڑا ۔

"ارے واہ ۔ میری بات تم کو بکواس لگتی ہے اور تنویر کے ساتھ جو تم

ہنس ہنس کر باتیں کرتی ہو وہ کیا ہوتی ہیں۔ مٹھاس۔؟"

"غلط خیال ہے تمہارا۔ میں آج کل تنویر کو بالکل لفٹ نہیں دے رہی ہوں۔"

"سمجھ گیا۔ گویا میری اسکیم کامیاب رہی۔"

"کس اسکیم کی بات کر رہے ہو۔؟"

"کنفیوشس کا قول ہے کہ عورت اپنے محبوب کے ساتھ کسی دوسری شہد کی مکھی (رہنی) کا قرب برداشت نہیں کر سکتی۔ میں نے بھی اسی اسکیم پر عمل کیا تھا ورنہ شاہدہ کی خالا جان بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔" عمران سرہلا کر بولا۔

"آئرن مین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" جولیا نے گفتگو کا رخ بدلنا چاہا۔

"دھوبی کو کہتے ہیں۔ ویسے کیا میں سمجھ لوں کہ تنویر کی لفٹ کا کوٹا تم نے آئرن مین کی وجہ سے بند کیا ہے۔"

"بیہودگی نہیں عمران۔ ورنہ میں فون بند کر دوں گی۔"

"جو چپ رہے گی زبان خنجر۔ لہو پکارے گا آستین کا۔" عمران نے رسیور پر ہاتک لگائی۔ روز قیامت سمجھ لوں گا تم سے۔"

"جہنم میں جاؤ۔"

"ارے۔ ارے۔ جولیا ڈیئر میری بات۔"

"کھٹ۔" جولیا نے بات سنے بغیر ہی رکھ دیا پھر وہ دوبارہ میگزین

اٹھانا چاہتی تھی کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ جولیا نے گھور کر فون سیٹ کو دیکھا پھر ریسیور ایک جھٹکے سے اٹھالیا۔

" میں کہتی ہوں اگر تم نے بیہودگی بند نہ کی تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گی۔۔"

جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ بری طرح بپٹا گئی۔!

" جولیا۔" دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔ کیا آج کل تمہارا ذہنی توازن کچھ خراب ہوتا جا رہا ہے۔"

" مم... معافی چاہتی ہوں جناب۔" جولیا بری طرح نروس ہو گئی۔ میں سمجھی تھی کہ عمران کا فون ہوگا۔ جی ہاں جناب۔ وہ مجھے کئی بار تنگ کر چکا ہے۔!"

" شٹ اپ۔ یہ تم لوگوں کا ذاتی معاملہ ہے۔" لیکن فون پر بہرحال تم کو تہذیب کا خیال رکھنا چاہیئے۔"

" آئندہ سے غلطی نہیں ہوگی۔"

" میں نے اس وقت تم کو ایک ضروری کام سے فون کیا ہے۔" ایکسٹو نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ کیا ٹیم کے تمام افراد اپنے اپنے گھروں تک ہی محدود ہیں۔؟"

" جی ہاں۔"

" ٹھیک ہے۔ تم اب انہیں میری طرف سے ہدایت کر دو کہ وہ سفر کو

کٹ بیگ (KITBAG) تیار کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ انھیں ایک دو روز کے اندر ہی سفر اختیار کرنا پڑے۔۔"

"کیا یہ بحری سفر ہوگا۔۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عمران کو میں نے باقی ہدایتیں دے دی ہیں۔ سفر کے اختتام تک اس کی حیثیت پارٹی لیڈر کی ہوگی۔ تم خاص طور پر تنویر وغیرہ کو سمجھا دینا کہ میں کسی قسم کی حماقت برداشت نہیں کروں گا۔ تم لوگوں کو عمران کی ہر بات پر بلا کسی چوں وچرا کے عمل کرنا ہوگا۔۔"

ایکسٹو کی غراہٹ ابھری۔

"ایسا ہی ہوگا۔۔" جولیا نے کہا۔ "کیا سفر کی تیاری کے لئے ٹیم کے افراد گھروں سے باہر نکل سکتے ہیں۔۔"

"ہاں۔ اب ان پر سے وہ پابندی اٹھا لو لیکن جب تک عمران کی طرف سے تم لوگوں کو کوئی ہدایت نہ ملے تم لوگ ایک دوسرے سے دور دور رہو گے۔۔"

"بہتر ہے جناب۔۔!"

"جولیا۔ میں چونکہ تم پر اعتماد کرتا ہوں اس لئے بتا رہا ہوں کہ اس بار ہمارا ٹکراؤ ایک ایسی خطرناک تنظیم سے ہے جس کے بارے میں ہم پہلے بھی ناکام ہو چکے ہیں۔۔"

"اوہ۔" جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ "سر کیا آپ کا اشارہ لینڈ لیو والوں کی طرف ہے۔۔؟"

"ہاں۔ کسی حد تک تمہارا خیال ٹھیک ہے لیکن ہمارا سفر ریڈ ویلینڈ کے بجائے ایک ایسے جزیرے کی طرف ہوگا جو ڈارک آئی لینڈ کے نام سے مشہور ہے۔ باقی باتیں تم عمران سے معلوم کر سکتی ہو۔" ایکسٹو نے کہا پھر رابطہ منقطع کر دیا۔

جولیا ڈارک آئی لینڈ کا نام سن کر کسی گہری سوچ میں غرق ہو گئی۔

○

عمران کہیں جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ جوزف کمرے میں داخل ہوا۔ صورت پر جھلاہٹ کے تاثرات بکھرے ہوئے تھے۔ غصے کی انتہا ہی تھی جو اس کے نتھنے بڑی تیزی سے چل رہے تھے۔

"کیوں ۔۔؟" عمران نے اسے بغور گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا کسی سے لڑ کر آیا ہے ۔۔؟"

"باس۔ تم اپنے اس حرامخور کک کو سمجھا دو ورنہ مجھے اس کی موت پر کوئی افسوس نہیں ہو گا۔"

"کیا بات ہے۔۔؟"

"اس نے میری شراب میں پانی ملا دیا ہے باس ۔" جوزف نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ "آدھی سے زیادہ پی گیا ہے۔"

"تمہیں کیسے اندازہ ہوا کہ شراب میں پانی ملا ہوا ہے۔؟"

"میں شراب کی آمیزش کو سونگھ کر بتا سکتا ہوں۔ ویسے بھی دو بوتل

پی جانیکے باوجود مجھے کوئی سرور نہیں آیا۔" جوزف بولا۔ یہ اسی سلیمان کی شرارت ہے باس۔ کل رات کی بات اب میرے ذہن میں آ رہی ہے۔ وہ لنالنگیشکر کا گانا الاپ رہا تھا۔"

"دفع ہو جا۔ میں اس وقت ضروری کام سے جا رہا ہوں۔"

"نہیں باس۔ تم آج اس کا فیصلہ کر دو ورنہ میں اسے کسی گیدڑ کی طرح ختم کر دوں گا۔"

"جوزف۔" عمران کا لہجہ سخت ہو گیا۔ کیا تیرا دماغ سچ مچ خراب ہو گیا ہے۔؟"

"دماغ خراب ہونے کی بات بھی ہے باس۔ ویسے بھی آج پہلا موقع نہیں ہے۔ اس سے پیشتر بھی وہ کئی بار میری بوتلوں پر ہاتھ صاف کر چکے ہے۔!"

"وہم ہو گا تیرا۔" عمران بولا۔ آج کل ہر چیز میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ شراب میں کوئی سرخاب کے پر نہیں لگے ہوتے۔"

"لیکن بوتل کی سیل بھی ٹوٹی ہوتی تھی۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "پوچھنے پر وہ شیب دیکھو رکا بچہ کہتا ہے کہ بلی نے پنجے مار کر سیل توڑ دی ہو گی۔ مجھے بتاؤ باس۔ کیا میں اتنا ہی الو کا پٹھا ہوں جو اتنی سی بات بھی نہ سمجھ سکوں۔"

"نہیں۔ تو ارسطو سے بھی زیادہ قابل ہے۔ لیکن فی الحال بھاگ جا میرے سامنے سے ورنہ ایک ہفتے تک شراب کی ایک بوند بھی میسر نہیں

آئے گی۔"

جوزف نے عمران کو شکایت آمیز نگاہوں سے دیکھا پھر منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران دوبارہ لباس تبدیل کرنے میں مشغول ہوگیا۔

پھر اس سے پیشتر کہ وہ فلیٹ سے باہر جاتا کیپٹن فیاض آن ٹپکا۔ عمران ایک سرد آہ بھر کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

ویسے پہلی ہی نظر میں اس نے فیاض کے چہرے کے تاثرات سے اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اس وقت بری طرح پریشان ہے۔

"سناؤ۔ کیسے آنا ہوا۔؟"

"رحمان صاحب۔" فیاض نے روکھے لہجے میں جواب دیا۔ انھوں نے مجھے صرف ایک ہفتے کی مہلت دی ہے۔"

"کس سلسلے میں۔؟"

"پروفیسر کے لئے ان کا نادرشاہی حکم ہوا ہے کہ اسے ایک ہفتے کے اندر اندر پیدا کرو۔"

"ناممکن ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا "ایک ہفتے کے اندر تو چڑیا کا بچہ بھی نہیں پیدا ہو سکتا۔ کیا تم نے ڈیڈی سے بچوں کی پیدائش کے مسئلے پر کھل کر بحث نہیں کی۔"

"بکواس مت کرو عمران۔ میں ویسے بھی بہت زیادہ پریشان ہوں۔"

"تھوڑی دیر بیٹھ کر رو ڈالو۔ میں نے سنا ہے کہ رونے سے دل کا

بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔"
"رحمان صاحب کو کسی طرح علم ہو گیا ہے کہ جس وقت وہ عمارت تباہ ہوئی تھی۔ میں تمہارے ساتھ وہاں پہلے سے موجود تھا۔"
"ڈیڈی کو یہ بات کس طرح معلوم ہوئی۔؟" عمران نے تعجب سے پوچھا۔!
"پتہ نہیں۔ بہرحال انھوں نے اس بار مجھے اچھی خاصی ڈانٹ سنائی ہے۔"
"پھر۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔" عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔!
"تم بہت کچھ جانتے ہو۔"
فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ مجھے یقین ہے کہ مس گراہم سلسلے میں بھی تمہیں پہلے سے علم رہا ہو گا۔ پروفیسر ڈگلس کے بارے میں تم کو اطلاع مل گئی تھی اور وہ منحوس بنگلہ۔ کیا تم محض اتفاقیہ طور پر وہ داخل ہوتے تھے بولو۔؟"
"ہنی مون سوپر فیاض۔"
عمران نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے جواب دیا۔ مجھے خود بھی کی تباہی پر افسوس ہے۔"
"پلیز عمران ڈیئر۔"
فیاض نے اس بار مکھن لگاتے ہوئے کہا۔ مجھے بتاؤ کہ

سب کیا چکر ہے۔ ؟"

"فی الحال مجھے بھی نہیں معلوم کہ اس خطرناک تنظیم کی پشت پر کس شخصیت کا ہاتھ ہے۔ ویسے میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس بار ہمارا مقابلہ کسی بہت ہی خطرناک پارٹی سے ہونے والا ہے۔"

"پھر بتاؤ۔ آخر میں رحمان صاحب کو کیا جواب دوں گا۔"

"افسروں کو جواب دینا ڈسپلن کے خلاف ہے اس لئے میرا نیک مشورہ یہ ہے کہ تم ڈیڈی کو کسی طرح ٹالتے رہو۔"

"لیکن کب تک۔ ؟"

"جب تک تمہارا آب و دانہ لکھا ہے ڈیڈی تمہارا کچھ نہیں کر سکتے۔"

"ہم۔ گویا تم مجھے قبل از وقت کچھ نہیں بتاؤ گے۔ ؟" "کیوں۔ ؟" فیاض نے ٹھنڈا سانس بھر کر پوچھا۔

"بتاؤں کیا خاک سوپر فیاض۔ مجھے خود بھی نہیں معلوم کہ پروفیسر کو زمین نگل گئی یا آسمان۔"

"لیکن وہ عمارت کیوں تباہ ہوئی تھی یہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔" فیاض نے کہا۔

"میری جگہ اگر تم ہوتے تو تم بھی جان جاتے۔" عمران نے جلدی سے کہا۔ ظاہر ہے وہ ٹائم بم جو مجھے اس عمارت میں نظر آیا تھا وہاں محض ڈیمولیشن کے لئے نہیں تو نہیں چھپایا گیا ہوگا۔" عمران نے دیدہ دانستہ فیاض سے غلط بیانی سے کام لیا۔

وہ اسے تھریسیا کے بارے میں نہیں بتانا چاہتا تھا۔ بتا تا بھی کیا جبکہ اسے

خود بھی اس کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا کہ وہ یہ چکر کیوں چلا رہی ہے۔

"تم تو تم بم کا میکنزم خراب بھی کر سکتے تھے۔" فیاض نے مشکوک لہجے میں کہا۔

"میں نے کوشش کی تھی فیاض لیکن کامیاب نہیں ہو سکا۔"

"پھر۔ اب کیا سوچ رہے ہو۔ ہاں"

"میرا خیال ہے کہ اب میں جاسوسی ناولیں لکھنا شروع کر دوں۔ کم از کم اس طرح تمہارے جیسے سود خور افسروں کے سامنے ہاتھ تو نہ پھیلانا پڑے گا۔"

عمران نے جھلا کر جواب دیا "میرے پاس کوئی طلسمی آئینہ تو ہے نہیں جو ادھر تم اشارہ کر دو اور ادھر میں جادو کے آئینے میں مجرم کا نام و پتہ دیکھ کر تمہیں بتا دوں۔"

فیاض نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحے تک وہ عمران کو خالی خالی نظروں سے گھورتا رہا پھر بولا۔

"بہر حال یہ تو طے ہے کہ تم میرے لئے کام کرو گے۔"

"نہ کروں گا تو جاؤں گا کہاں۔ تم بھلا پانچ سو کی رقم وصول کیے بغیر کہاں باز آ سکتے ہو۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم کسی طرح رحمان صاحب کو موجودہ کیس کے بارے میں مطمئن کر دو۔"

"وعدہ نہیں کرتا۔ کوشش کروں گا۔"

"میرے لئے اب کیا حکم ہے؟" فیاض نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"تمہارے لئے فی الحال میرا نیک مشورہ یہی ہے کہ کسی طرح ڈیڈی کو الجھا

رکھو۔ جب پانی سر سے بلند ہو جائے تو استعفیٰ دیکر حج کے لئے چلے جانا۔ پرانے گناہ دھل جائیں گے۔"

"اچھا۔" فیاض نے ایک ٹھنڈی سانس لیکر اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں اب چلتا ہوں۔"

"نوازش۔" عمران نے تیزی سے کہا۔

"کیا میں امید رکھوں کہ تم میری عزت بچانے کیلئے جلدی ہی کچھ نہ کچھ کرو گے۔" فیاض کے لہجے میں بے بسی تھی۔ عمران کی بات کو وہ اسبار بھی پی گیا تھا۔

"اللہ کارساز ہے سوپر فیاض۔" عمران درویشوں جیسے انداز میں چھت کو گھورتے ہوئے بولا۔

فیاض نے اسے غور سے دیکھا پھر ہونٹ چباتا ہوا فلیٹ سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے دس منٹ بعد ہی عمران بھی نکلا تھا۔

۱

○

"سلام علیکم۔" عمران نے پردہ اٹھا کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا پھر بڑی مسمسی صورت بنا کر دروازے کے قریب ہی رک گیا۔
"جیتے رہو۔" سر سلطان نے فائل سے سر اٹھا کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ آؤ بیٹھو۔"
"شکریہ۔" عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا پھر آگے بڑھ کر ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔"
"سناؤ۔ کیسے آنا ہوا۔؟ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"میں آپ سے کچھ روز کی چھٹی لینے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔"
"خیریت۔؟"
"میری صحت آجکل ٹھیک نہیں ہے اس لئے تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے کچھ دنوں کے لئے باہر جانا چاہتا ہوں۔" عمران بدستور سنجیدگی سے بولا۔
"مس گراہم اور پروفیسر ڈگلس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟"

سر سلطان نے اسکی بات کو ٹالتے ہوئے پوچھا۔

"قدرت کی طرف سے آئی ہوئی کو بھلا کون ٹال سکتا ہے جناب۔ مجھ کو ہی لے لیجئے۔ گھر بار ہونے ہوتے بھی فلیٹ کی فقیرانہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔"

"آرٹن مین کے کیس پر غالباً آج کل فیاض کام کر رہا ہے۔ کیوں۔؟" سر سلطان اسکی بات اڑا کر بولے۔

"جی ہاں۔ میں نے بھی یہی سنا ہے۔"

"کیا یہ کیس تمہارے لئے دلچسپ نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ اگر تم چاہو تو میں یہ کیس اپنی برانچ میں ٹرانسفر کرا لوں۔؟"

سر سلطان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے کہ فیاض کے فرشتے بھی اس کیس کو حل نہیں کر سکیں گے۔"

"میرے لئے آپ نے کوئی حکم نہیں فرمایا۔" عمران نے کہا۔ کیا میں کچھ دنوں کے لئے باہر جا سکتا ہوں۔؟"

"کیا تمہاری یہاں سے روانگی محض تبدیلئ آب و ہوا کی غرض سے ہوگی۔؟"

"جی ہاں۔ کیوں۔؟ کیا آپ کو میرے بیان پر کچھ شبہ ہے۔؟"

"ہاں۔!"

سر سلطان نے عمران کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ رحمان کی بدقسمتی ہے کہ وہ ابتک تمہارے باپ کو نہیں سمجھ سکا۔ لیکن میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ مجھے اسی بنا پر تمہارے بیان کی صحت پر مجھ کو شبہ ہے۔"

"جی۔" عمران نے بوکھلا کر آنکھیں جھپکاتے ہوئے پوچھا۔ "میں سمجھا نہیں۔"

"میں تمہیں سمجھانے کی کوشش نہیں کروں گا۔ لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ تمہارا جیسا ذہین آدمی آئرن مین اور موجودہ پیش آنے والے حادثات سے غفلت نہیں برت سکتا۔"

"جی۔ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں آئرن مین والے کیس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔" عمران نے حیرت بھری آواز میں پوچھا۔

"ہم۔ گویا میرا اندازہ ٹھیک ہی تھا۔؟"

"اب بھلا میں کیسے انکار کر سکتا ہوں۔" عمران نے کسر نفسی سے جواب دیا۔ آپ ویسے بھی میرے بزرگ ہیں۔"

اس کے بعد اس نے سر سلطان کو شروع سے لے کر آخیر تک کے تمام واقعات سنا دیئے۔

تھریسیا کے تذکرے کو وہ اس وقت بھی گول کر گیا تھا۔

"ڈارک آئی لینڈ۔"

سر سلطان نے عمران کو سنجیدگی سے گھورتے ہوئے کہا۔ کیا تم کو اس جزیرے کے بارے میں علم ہے کہ وہ کس قدر خطرناک ہے۔ ابھی تک ہماری حکومت بھی اس کے بارے میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کر سکی ہے۔"

"لیکن میرا فیصلہ اٹل ہے جناب۔"

اس بار عمران گہری سنجیدگی سے بولا۔ میں نے ٹیم کے تمام ممبروں کو تیار رہنے کا حکم بھی دیدیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ کل صبح ہم روانہ بھی ہو جائیں گے۔

جہاز میں سٹیمیں بھی بک ہو چکی ہیں۔"

"ایک منٹ۔ کیا تمہیں یہ شبہ ہے کہ آترن مین کی پشت پر جو تنظیم کام کر رہی ہے اس نے اسی تاریک جزیرے کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہوگا۔"؟

"ہاں۔ میرا اندازہ یہی ہے۔"

عمران بولا۔ تاریک جزیرے میں آئے دن جو واقعات پیش آتے رہتے ہیں پہلے میں بھی ان پر زیادہ توجہ نہیں دیتا تھا۔ لیکن اب مجھے یقین ہے کہ اسے کسی نہ کسی طرح کی مجرمانہ سرگرمیوں کے لئے ضرور استعمال کیا جا رہا ہے۔"

"اگر تمہارا یہ خیال ہے تو ضرور جاؤ لیکن بہتر یہ ہوگا کہ تم فوج کے کچھ افراد کو بھی اپنی پارٹی میں شامل کر لو۔"

"میں اس وقت اسی غرض سے حاضر ہوا تھا۔"

عمران نے کہا پھر بولا۔

"فی الحال میں صرف اپنی ٹیم کو لے کر روانہ ہو رہا ہوں لیکن اس عرصے میں آپ خاص طور پر ہوائی فوج کے اعلیٰ افسران کو تیار کر لیں۔ ممکن ہے کسی وقت ان کی ضرورت پیش آجائے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اسکا انتظام کر لونگا لیکن اچھا ہوتا اگر تم اپنے ساتھ بھی کچھ مزید آدمی لیجاتے۔ اس جزیرے میں اگر تمہارے خیال کے مطابق وہی خطرناک تنظیم رہ رہی ہے تو کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اپنی ٹیم لے ساتھ آسانی سے وہاں اتر سکو گے۔۔؟"

"آپ مطمئن رہیں۔ میں کوئی نہ کوئی طریقہ ایجاد کر لونگا۔۔"

"کیا جولیا اور شاہد بھی تمہارے ساتھ سفر کریں گی۔" ؟

"جی ہاں۔ سیر و سیاحت کی ٹیموں میں اگر عورتوں کو شامل نہ کیا جائے تو مزا نہیں آتا۔"

"تمہاری مرضی۔"

سر سلطان نے کہا پھر بولے۔

"لیکن اس مہم میں تم کو بہت زیادہ احتیاط برتنی ہوگی۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے ساتھ کوئی ناخوشگوار واقع پیش آئے۔"

"موت برحق ہے جناب۔ اگر تاریک جزیرہ ہی ہماری آخری منزل ہے تو اسے کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔"

"عمران۔ میرے بیٹے۔ مجھے تمہارے اوپر فخر ہے۔"

سر سلطان نے عمران کو تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کاش رحمان بھی تمہیں سمجھ سکتا۔"

عمران نے کوئی جواب نہیں دیا۔

پھر۔!

دوسرے ہی لمحے وہ ہڑبڑا کر کرسی سے اٹھا۔ اسکے چہرے پر اچانک حماقت کے ڈونگرے برسنے لگے۔

بس اتفاق ہی تھا جو اس نے رحمان صاحب کو اندر داخل ہوتے دیکھ لیا اور پھر اسکی یہ بدحواسی قدرتی ہی کہی جا سکتی تھی۔

"سالما لیکم ڈیڈی۔" عمران نے بوکھلاتے ہوئے انداز میں رحمان صاحب

کو سلام کرنے کے لئے ہاتھ اٹھا دیا۔

جواب میں رحمان صاحب نے سر کو خفیف سی جنبش دی پھر آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

لیکن۔!

عمران کو دیکھتے ہی ان کے چہرے پر گمبھیر سنجیدگی مسلط ہو چکی تھی۔

"میں پھر کسی وقت فون کر کے دریافت کر لوں گا۔" عمران نے جلدی سے بات بناتے ہوئے سر سلطان سے کہا۔ "ویسے مجھے یقین ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میرا پاسپورٹ کھڑے کھڑے بن سکتا ہے۔ حج کے لئے کسی کی امداد کرنا کار ثواب ہی ہے۔"

سر سلطان کے ہونٹوں پر بڑی محبت آمیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

"کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو تم۔" رحمان صاحب نے عمران کو گھورتے ہوئے ٹھوس آواز میں پوچھا۔

"حج کے لئے ڈیڈی۔" عمران نے جلدی سے کہا۔ "بیبیوں کا مسئلہ میں نے حل کر لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اپنے تمام ٹیڈی سوٹ اور پتلونیں بیچ دوں۔ واپسی میں پاجامہ اور سلیپر کرتا چلا آتا رہوں گا۔"

"کیا تم سنجیدہ ہو۔" رحمان صاحب نے عمران کو غور سے دیکھا۔!

"بالکل نہیں ڈیڈی۔ بھلا اس میں سنجیدہ ہونے کی کیا بات ہے بلکہ میں تو آپ کو بھی حج کا مشورہ دینے والا تھا۔"

رہیں نے سنجیدہ کہا تھا ۔، رحمان صاحب کا چہرہ غصّہ سے تمتما اٹھا۔
پھر ہیں نے اونچا سنا ہوگا ۔ اچھا خدا حافظ ۔ سلاما لیکم ۔ ،،
عمران نے گھبراتے ہوئے لہجے میں سلام کیا پھر پردہ اٹھا کر جلدی
سے باہر نکل گیا۔

سر سلطان کے فلک شگاف قہقہے نے رحمان صاحب کی جھلاہٹ
کو اور زیادہ بڑھا دیا۔

O

دوسری صبح پروگرام کے عین مطابق عمران کی ٹیم مقررہ وقت پر اس بحری جہاز پر پہنچ گئی جو افریقہ کے دور دراز سفر پر روانہ ہونے والا تھا۔

عمران نے جولیا کو ایکسٹو حیثیت سے پہلے ہی تمام پروگرام سے آگاہ کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ ٹیموں میں بٹ گئے تھے۔

پہلی ٹیم تنویر، صدیقی، خاور اور جولیا کی تھی۔ دوسری ٹیم میں عمران کے علاوہ صفدر، چوہان اور شاہدہ شامل تھے۔ جولیا کی ٹیم کے افراد غیر ملکیوں کے میک اپ میں تھے۔

عمران کسی دیسی نواب کے میک اپ میں تھا۔ اس کی ٹیم کے باقی افراد بھی مشرقی لباس میں تھے۔

عمران نے اپنے لئے یہی ظاہر کیا تھا کہ وہ شکار کی غرض سے جا رہا۔ اسی لئے اسکی ٹیم کے افراد نے اپنے اسلحہ جات کو چھپانے کی ضرورت محسوس نہیں کی لیکن جولیا کی ٹیم کے افراد نے اپنا امیونیشن ان سوٹ کیسوں اور چرمی تھیلوں میں

پوشیدہ کر رکھا تھا جن میں سفر کی ضروریات کی دوسری چیزیں بھی موجود تھیں۔
زیادہ سازوسامان کا کھیڑا نہیں کیا گیا تھا۔ عمران کی ہدایت پر وہ سب
ہی صرف انتہائی اہم ضروریات کی چیزوں کو ساتھ لائے تھے۔
اسبار عمران نے اپنی ٹیم کے تمام افراد کو مخصوص قسم کے مختصر مگر لمبی رینج والے
ٹرانسمیٹر دیئے تھے۔
جولیا کے پاس لاکٹ ٹرانسمیٹر تھا۔ جو اس کی گردن میں موجود تھا۔ شاہدہ
کے لئے واچ ٹرانسمیٹر کا بندوبست کیا گیا تھا۔ تنویر، صدیقی اور خاور کے پاس پن
ٹرانسمیٹر تھے۔
صفدر اور چوہان کو سگریٹ لائٹر والے ٹرانسمیٹر دیئے گئے تھے اور خود عمران
نے نوابوں کے شایان شان اپنی انگلی میں ایک بڑے سے نگینے والی انگوٹھی پہن رکھی تھی
جو ایک طاقت ور ٹرانسمیٹر کا کام انجام دینے کے لئے انتہائی موزوں تھی۔ ان کے
چہروں پر پلاسٹک میک اپ تھا۔
اس کی ہدایت بھی انھیں عمران ہی نے دی تھی۔
سیکنڈ کلاس کے کیبن مختلف ناموں سے اور مختلف مقامات کے لئے
پہلے ہی سے بک کرائے جا چکے تھے۔ اس لئے وہ سب ضروری کارروائی کے بعد
اپنے اپنے کیبنوں میں چلے گئے۔
تمام دن وہ اپنے کیبنوں میں گھسے رہے پھر شام کو کیبن کے سامنے والی
ہوتی گیلری میں آگئے جہاں ایزی چیئرز (EASY CHAIRS) موجود تھیں
عمران کی ٹیم کے علاوہ دوسرے مسافر بھی ماحول کی صحت سے لطف اندوز

ہونے کے لئے باہر آگئے تھے۔

عمران اس وقت آرام کرسی پر بیٹھا اپنی رائفل صاف کرنے میں مصروف تھا۔ شاہدہ اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد تنویر اور جوبیا بیٹھے امریکہ کی سیاست پر بحث کر رہے تھے۔

صفدر اور چوہان شیر کے شکار پر گرما گرم باتیں کر رہے تھے۔ صدیقی اور خاور ریلنگ پر جھکے ہوئے دوسرے افراد کے ساتھ موجود تھے۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنے کے لئے ضد نہیں کرنی چاہیئے تھی۔" عمران نے رائفل صاف کرتے کرتے اچانک پلٹ کر شاہدہ کو مخاطب کیا۔

"کیوں۔؟" شاہدہ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "تمہیں اچانک یہ خیال اس وقت کیوں آیا۔؟"

"شکار پر عورتوں کا ساتھ جانا بدشگونی سمجھا جاتا ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "پھر تم کو شکار کا تجربہ بھی نہیں ہے۔"

"فکر مت کرو۔ میں تم سے زیادہ شکار کا تجربہ رکھتی ہوں۔"

"میں جانوروں کے شکار کی بات کر رہا ہوں۔"

عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا پھر بولا۔

"گھنے جنگلات میں تم کو تیر نظر چلانے کا موقع نہیں ملے گا۔ ویسے بھی جانوروں میں صرف ریچھ اپنے اندر لطیف احساسات رکھتا ہے۔ باقی بد ذوق ہوتے ہیں۔"

"تم کس دن کام آؤ گے۔" شاہدہ نے معنی خیز مسکراہٹ کے درمیان

پوچھا۔!

"ہاں۔ تو کیا تم مجھے شکار کرنے کا ارادہ رکھتی ہو۔؟" عمران نے تیزی سے اپنے دیدوں کو گردش دینی شروع کر دی۔ "کیا جنگل میں منگل منانے کا ارادہ ہے۔ لیکن ٹھہرو کیا تم بتا سکتی ہو کہ جنگل میں منگل ہی کیوں منایا جاتا ہے۔ بدھ یا جمعرات کیوں نہیں منایا جاتا۔"؟

"صرف اس لئے کہ جنگل اور منگل ردیف اور قافیے کے اعتبار سے ملتے جلتے ہیں۔"

"گڈ۔!"

عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی۔"

"تھی نا۔؟"

شاہدہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اچھا اب تم دوبارہ رائفل کی صفائی میں مصروف ہو جاؤ۔"

"کیا مطلب۔؟" عمران کے چہرے پر اچانک جلالی کیفیت طاری ہو گئی۔ "کیا اب تم مجھ پر حکم بھی چلاؤ گی۔"؟

"ہاں۔ اس لئے کہ کنفیوشس کا کہنا ہے کہ عورت صرف حکم چلانے کیلئے تخلیق کی گئی ہے۔"

"کنفیوشس نے جھک ماری ہے۔ واسکوڈی گاما نے اس مقولے کو غلط ثابت کر دیا تھا۔"

"تم بھول رہے ہو شاید۔ واسکوڈی گاما کوئی فلسفی یا شاعر نہیں تھا۔۔"

"نہ ہوگا۔ لیکن اس نے کنفیوشس کے خلاف اپنے نظریات ضرور پیش کئے تھے۔۔"

"موسم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" شاہدہ نے گفتگو کا رخ بدلنا چاہا۔"

"موسم۔؟"

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جولیا کو دیکھا پھر اونچی آواز میں بولا۔!

"موسم اس ماحول میں کبھی خوشگوار نہیں رہ سکتا جہاں بدیسی سیاست پر بحث کی جا رہی ہو۔"

تنویر عمران کے اس جملے پر چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"مجھے موسم کے ساتھ ساتھ ایسے مردوں سے بھی شدید نفرت ہے جو زرد رنگ کے کپڑے استعمال کرتے ہیں۔" عمران نے تنویر پر چوٹ کی جو اس وقت زرد رنگ کی قمیض پہنے ہوئے تھا۔ نہ جانے کیوں زرد رنگ دیکھ کر مجھے ایسا ہی محسوس ہوتا ہے جیسے سرسوں کے کھیت میں کوئی ہُد ہُد بیٹھا قیلولہ کر رہا ہو۔۔

"میں نے موسم کے بارے میں پوچھا تھا۔؟" شاہدہ نے بات ختم کرنی چاہی۔ اسے بخوبی معلوم تھا کہ تنویر اور عمران میں ہمیشہ چلتی رہتی ہے۔ اس

وقت بھی وہ بھانپ گئی تھی کہ عمران نے تنویر کو چھیڑنے کے لئے منہ متھا اور سرسوں والی بات کہی ہے۔

اس طرح بات بڑھ جانے کا اندیشہ بھی تھا۔ اسی غرض سے اسنے عمران کو موسم کی طرف متوجہ کرنا چاہا لیکن وہ عمران ہی کیا جو اتنی آسانی سے موضوع سے ہٹ جاتا۔

"موسم کی بات پھر کسی وقت ہو گی۔ اس وقت تو میں لباس ہی کی بات کروں گا۔" عمران نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔ کیا میں کسی سے ڈرتا ہوں۔ جو چپ ہو جاؤں۔"

اس بار جولیا نے بھی عمران کو قہر آلود نگاہوں سے گھورا۔

"اب مثال کے طور پر تم ہرے رنگ کو لے لو۔" عمران نے اسبار تنویر کی سبز رنگ کی پتلون پر تنقید کی۔

"انتہائی گھامڑ لگتا ہے آدمی ہرے رنگ کی پتلون پہن کر۔ یوں لگتا ہے جیسے جسم پر کائی جم گئی ہو۔"

تنویر اور جولیا بدستور عمران کو گھورے جا رہے تھے۔ شاہدہ چونکہ موقع کی نزاکت کو بھانپ چکی تھی اس لئے ایکبار پھر اس نے عمران کو باز رکھنے کی کوشش کی لیکن عمران بدستور بہکے جا رہا تھا۔

"شرعی اعتبار سے میں ان عورتوں کو بھی کبھی گوارہ نہیں کر سکتا جو گھٹنوں سے نیچے برہنہ رہتی ہیں لاحول ولاقوۃ۔"

عمران نے جولیا کے اسکرٹ پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔ تمہارا کیا خیال

ہے اس سلسلے میں ۔؟"

"میں اسے کفایت شعاری کہوں گی۔" شاہدہ نے کنکھیوں سے جولیا کو
دیکھتے ہوئے کہا۔

نہ جانے کیوں اسے اس بار دل ہی دل میں ایک انجانی مسرت کا
احساس ہوا تھا۔

"کفایت شعاری۔۔؟" عمران نے اس طرح منہ چلانا شروع کردیا۔
جیسے کسی سخت چیز کو چبانے کی کوشش کر رہا ہو۔

"ہاں۔ شلوار کے مقابلے میں اسکرٹ میں بہت کم کپڑا لگتا ہے۔" شاہ
بولی۔ ویسے بھی اس طرح دل پھینک قسم کے نوجوانوں کو بڑی آسانی سے اپنی
طرف راغب کیا جا سکتا ہے۔"

جولیا کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ شاہدہ کا ریمارک اسے بہت
گراں گزرا تھا۔

اگر کوئی دوسرا موقع ہوتا تو شاید وہ شاہدہ کا منہ نوچ لینے سے بھی
گریز نہ کرتی لیکن اس وقت وہ صرف خون کا گھونٹ پی کر رہ گئی۔ ایکسٹو
نے خاص طور پر اس بات کی بڑی سختی سے ہدایت کی تھی کہ وہ موجودہ مہم میں کسی
قسم کی لاپرواہی یا گڑبڑ کو برداشت نہیں کرے گا۔

"کیا اس کے علاوہ تم کوئی اور وجہ بھی بتا سکتی ہو۔؟" عمران نے بڑے
فلسفیانہ انداز میں شاہدہ سے پوچھا۔

"اور وجوہات میں تم کنجوسی کو بھی شامل کر سکتے ہو۔۔"

"نہیں۔" عمران تیزی سے بولا۔ "اسکرٹ کے معاملے میں کنجوسی، کفایت شعاری اور دوسروں کو متوجہ کرنے کے علاوہ ایک بہت زیادہ اہم خصوصیت اور بھی ہے۔"

"وہ کیا۔؟" شاہدہ نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"بحری سفر کے لئے یہ لباس سب سے زیادہ موزوں ہے۔ اگر جہاز برباد ہو جاتے تو ایمرجنسی کینسر ہیں اسکرٹ کو کسی ٹوٹی پھوٹی کشتی کے بادبان کے طور پہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔"

عمران نے یہ جملہ کچھ اتنی ہی سنجیدگی اور سادگی سے کہا کہ شاہدہ بے اختیار ہنس پڑی۔

جولیا نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا پھر اٹھ کر کیبن کی طرف چلی گئی۔

تنویر بھی عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا جولیا کے تعاقب میں چل دیا۔

شاہدہ بدستور قہقہے لگا رہی تھی اور عمران۔ وہ کچھ ایسے ہی انداز میں حیرت سے پلکیں جھپکا جھپکا کر اور دیدے پھاڑے اسے گھور رہا تھا جیسے ان بے اختیار قہقہوں کی وجہ دریافت کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

رات کا تقریباً ایک بج چکا تھا لیکن عمران اپنے کیبن میں ابتک جاگ رہا تھا۔!

تاریک جزیرے کے سفر پر روانہ ہوئے انہیں دو روز ہو چکے تھے۔ باقی سفر چوبیس گھنٹوں کا رہ گیا لیکن ابھی تک عمران کے ذہن میں کوئی واضح اسکیم نہیں تھی۔ سلطان کے علاوہ اسکا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ تاریک جزیرے میں اگر کوئی جرم سر اٹھا رہا ہے تو وہ آسانی سے جزیرے تک نہیں پہنچ سکے گا اسکے لئے پہلے اسنے یہی سوچا تھا کہ وہ جزیرے سے اگلی بندرگاہ پر اترے گا اور پھر وہاں سے کشتی کے راستے یا کسی اور ذریعے سے جزیرے تک پہنچنے کی کوشش کریگا لیکن اس وقت اس نے اچانک اپنا ارادہ بدل دیا۔ اگلی بندرگاہ سے جزیرے تک کا سفر طے کرنے میں بہت ساری دشواریاں تھیں جن کو حل کرنے میں اسے کافی دن لگ سکتے تھے۔ اس لئے اب اسنے یہی سوچا تھا کہ وہ کسی طریقے سے جزیرے کے قریب ہی جہاز سے اترنے کی کوشش کریگا۔

اسکے لئے صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ کسی طرح جہاز کی لائف بوٹس حاصل کر لیتا۔ اس بات کے امکانات روشن بھی تھے۔

اس لئے کہ عمران کے حساب کے مطابق جہاز کو اگلی رات کو جزیرے کے قریب سے گزرنا تھا۔ اور رات کی تاریکی میں نہ صرف یہ کہ وہ اپنا کام بخوبی کر سکتا تھا بلکہ جزیرے پر پہنچ کر چھپنے کی جگہ بھی تلاش کی جا سکتی تھی۔

عمران انہیں خیالات کو کوئی آخری شکل دینے کی کوشش میں مصروف تھا کہ کیبن پر کسی نے دستک دی اور عمران چونک کر اٹھ بیٹھا پھر اسے صفدر کی آواز سنائی دی جو دروازہ کھولنے کیلئے کہہ رہا تھا۔ عمران نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ کھولا اور صفدر تیزی سے چل کر اندر آگیا پھر اس سے پیشتر کہ عمران کچھ پوچھتا صفدر نے جلدی سے کیبن کا دروازہ بند کر لیا۔ !

"کیا وحشت ہے یار۔" عمران نے صفدر کے چہرے پر نظر آنیوالی پریشانی کو محسوس

کرتے ہوئے پوچھا۔کیا طوفان آنے والا ہے۔"؟

"طوفان آچکا ہے عمران صاحب۔!" صفدر نے دبی زبان میں کہا۔جویا والی پارٹی دشمنوں کی نظروں میں آچکی ہے۔"

"کیا مطلب۔؟" عمران یکلخت سنجیدہ ہوگیا۔"

"بالکل اتفاق ہی سمجھئے جو یہ تمام باتیں میرے علم میں آگئیں" صفدر نے کہنا شروع کیا۔ میں اس وقت لیٹرین جانے کیلئے باہر نکلا تھا۔جب وہ دونوں اپنے کیبن کے پاس کھڑے بڑی رازداری سے کوئی پروگرام بنا رہے تھے۔"

"کس کی بات کر رہے ہو۔؟"

"آپ نے بھی فرسٹ کلاس کے اس جوڑے کو ضرور دیکھا ہوگا جو چینی نظر آتے ہیں۔؟"

"ہاں تفصیل بتاؤ مجھے۔"

"وہ دونوں اپنے کیبن کے قریب کھڑے کچھ مشورہ کر رہے تھے مجھے ان پر شک گزرا چنانچہ میں نے چھپ کر انکی تمام باتیں سن لیں۔" صفدر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔چینی عورت اپنے ساتھی کو جویا والی پارٹی کی حقیقت سے آگاہ کر رہی تھی۔ پھر مرد نے اس سے باہر رکنے کو کہا اور خود کیبن میں چلا گیا واپسی پر اسکے ہاتھوں میں سفری بیگ بھی تھا اسکے بعد جو کچھ ہوا وہ حیرت انگیز تھا۔وہ دبے قدموں اس طرف گئے تھے جہاں لائف بوٹس موجود ہیں پھر میں نے انہیں ایک لائف بوٹ انتہائی خاموشی سے سمندر میں اتارتے دیکھا اور اسکے بعد وہ دونوں بھی نیچے اتر گئے۔"

"کیا واپسی کے بعد مرد نے عورت سے کوئی بات نہیں کی تھی۔؟"

"کی تھی۔" صفدر نے کہا۔اسنے عورت سے یہی کہا تھا کہ جویا اور اسکی پارٹی کی تفصیل اسنے جزیرے تک پہنچا دی ہے۔"

"اور اسکے باوجود تم نے ان دونوں کو آسانی سے نکل جانے دیا۔؟" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے سوچا تھا انھیں پکڑ لوں لیکن اس طرح اول تو یہ خطرہ تھا کہ خود ہم لوگ بھی انکی نظر میں آجاتے۔ اسکے علاوہ ممکن ہے وہ دونوں جزیرے سے ملنے والی ہدایت پر ہی یہاں سے فرار ہوئے ہوں۔ ایسی شکل میں انکو روکنا ہمارے لئے مزید خطرات پیدا کر دیتا اسی غرض سے میں نے انھیں روکنے کی کوشش نہیں کی۔"

عمران نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ اسکے چہرے پر فکر اور الجھن کے گہرے تاثرات پھیلے ہوئے تھے تھوڑی دیر وہ ہونٹ چباتا رہا پھر اچانک کسی خیال سے اسکی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"صفدر۔ تم پارٹی کے تمام ممبران کو سامان سمیٹنے کی ہدایت کر دو۔ فوراً جتنی جلدی ممکن ہو سکے انہیں اپنا اپنا سامان پیک کر لینا چاہئیے۔"

"کیا آپ بھی اب لائف بوٹس کے ذریعے فرار ہونا چاہتے ہیں۔؟"

"نہیں۔ لیکن فوری طور پر اسکی ضرورت پیش آسکتی ہے۔" عمران گہری سنجیدگی سے بولا۔ "ان دونوں کے فرار ہو جانے سے صاف ظاہر ہے کہ جزیرے کی طرف سے جہاز کو تباہ کر دینے کیلئے پیغام ملا ہوگا دوسری صورت میں وہ اتنی جلدی میں کبھی فرار نہ ہوتے۔"

"اوہ۔" صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔ "آپکا خیال بہت جاندار معلوم ہوتا ہے۔"

"جلدی کرو صفدر۔ صرف خیال ہی [illegible] ہماری ایک معمولی سی غلط تدبیر ہمیں ہلاک کر سکتی ہے۔" عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "جہاز اور عملے کو [illegible] تیار کر دو اور لائف بوٹس کے قریب ہی رکھو تاکہ بوقت ضرورت ہم [illegible] ہی انھیں حاصل کر سکیں۔ اس بات کا خیال رہے کہ ہم فرار ہونے کے وقت بھی علیحدہ علیحدہ لائف بوٹ

ہیں ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" صفدر نے کہا پھر دبے قدموں کیبن سے نکل گیا۔

عمران نے اس کے جاتے ہی اپنا سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔ بیس منٹ کے اندر اندر وہ پوری طور پر تیار ہو چکا تھا ایمرجنسی کیس میں اسے صرف اپنا چرمی تھیلا اور سوٹ کیس ہی اٹھانا باقی تھا۔ ایک گھنٹے بعد صفدر نے واپس ہو کر اسے اطلاع دی کہ باقی تمام افراد بھی ہوشیار ہو چکے ہیں۔

عمران نے اطمینان کا سانس لیا پھر صفدر کے ساتھ باہر آ کر فرار کے راستوں کا جائزہ لینے لگا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر انھیں جولیا والی ٹیم کا راز کس طرح معلوم ہو گیا۔" صفدر نے پوچھا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا جہاز کے اگلے حصے سے ایک بہت تیز اور کان کے پردے پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اس کے بعد آگ کے شعلے بلند ہو کر آسمان سے باتیں کرنے لگے جہاز کا اگلا حصہ بڑی تیزی سے پانی میں نیچے ہونے لگا۔ عمران اور صفدر دونوں لڑکھڑا کر ریلنگ سے ٹکرا گئے۔

"وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا۔" عمران نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ جلدی کرو صفدر چوہان اور خاور سے کہو کہ لائف بوٹس لے کر نیچے اتریں۔" پھر عمران اپنے کیبن کی طرف بھاگا تھا۔

دھماکے کی آواز نے سوتے ہوئے مسافروں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا پھر نتیجہ ظاہر تھا۔ بوکھلاتے ہوئے مسافروں کی چیخ نے قیامت برپا کر دی۔ جہاز کا عملہ بھی ادھر

پھاٹک رہا تھا۔ عملے کے کچھ افراد مائک پر مسافروں کو آنیوالے خطرے سے آگاہ کر کے سمندر میں چھلانگ لگانے کا مشورہ دے رہے تھے۔

چوہان اور خاور کو چونکہ خطرے کی بھنک پہلے ہی سے تھی اس لئے وہ دو لائف بوٹس حاصل کر کے سمندر میں اتر گئے۔ سب سے پہلے جولیا اور اس کی ٹیم کے افراد رسیوں کی سیڑھیوں کے ذریعے نیچے اترے پھر ان کی بوٹ روانہ ہوتے ہی عمران کی ٹیم کے افراد بھی نیچے اترنے لگے۔

شاہدہ بری طرح بوکھلائی تھی اس لئے عمران نے اس کا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ ایک منٹ بعد ہی ان کی لائف بوٹ بھی جہاز سے دور ہونے لگی۔

عرشے پر کھڑے ہوئے مرد اور عورتیں بے تحاشہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے تھے۔ سینکڑوں افراد سمندر میں چھلانگ لگا چکے تھے۔ پھر اس کے بعد جہاز کے عملے نے باقی لائف بوٹوں کو بھی نیچے اتارنا شروع کر دیا۔

جہاز کا نصف حصہ پانی میں ڈوب چکا تھا۔ آگ کے شعلے جہاز کو پوری طرح اپنے لپیٹ میں لے چکے تھے۔

عمران اپنی لائف بوٹ میں کھڑا ہونٹ چبا رہا تھا اس کا چہرہ غصے سے تمتما رہا تھا گدنگاہیں عرشے پر چلاتے ہوئے بے قصور افراد پر جمی ہوئی تھیں۔

پھر اچانک کوئی سنسناتی شے ان کی بوٹ کے قریب پانی میں گری اور پانی کے ساتھ آگ کے شعلے بھی خاصی بلندی تک اوپر اٹھنے لگے۔

"صفدر... " عمران سنبھل کر چلایا۔ "بوٹ کو بائیں جانب کاٹنے کی کوشش کرو۔ جلدی کرو۔ دشمن کی طرف سے ابھی تک حملے جاری ہیں..."

صفدر نے جھپٹ کر لائف بوٹ کے ساتھ لگے ہوئے چپو کو سنبھالا اور بوٹ کو باتیں جانب کاٹنے لگا۔ عمران اب اپنے اندازے کے مطابق اس جزیرے کی طرف دیکھنے لگا جو اس کی منزل تھی۔ اچانک انہیں پھر چونکنا پڑا۔

فضا میں ایسی گڑگڑاہٹ گونجنے لگی جیسے بے شمار جہاز اڑ رہے ہوں۔ عمران نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنا شروع کیا لیکن اسے کوئی ایک ہوائی جہاز بھی نظر نہیں آیا۔ گڑگڑاہٹ کی آواز بدستور جاری تھی۔

"عمران صاحب۔" اچانک چوہان چلایا تھا۔ "وہ دیکھئے ادھر ہمارے ساتھی۔" چوہان آسمان کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔

عمران نے تیزی سے گھوم کر دیکھا پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ منظر ہی کچھ ایسا تھا کہ وہ بھی ایک لمحے کیلئے ششدر رہ گیا اس نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو اس طرح فضا میں بلند ہوتے دیکھا جیسے کوئی انہیں پکڑ کر اوپر اٹھا رہا ہو آگ کے شعلوں کی روشنی میں اسنے تنویر، خاور، صدیقی اور جولیا کو صاف پہچان لیا تھا۔

خاور نے جولیا کی کمر کی پیٹی کو تھام رکھا تھا اور تنویر صدیقی کی بیلٹ کو پکڑے ہوئے تھا جولیا بے تحاشہ چیخ رہی تھی وہ چاروں اس طرح فضا میں بلند ہوتے جارہے کوئی مقناطیسی قوت انہیں کھینچ رہی ہو۔ اوپر اور اوپر۔ پھر دیکھتے ہی وہ دیکھتے وہ نگاہوں سے اوجھل ہو کر تاریکی میں مدغم ہوتے چلے گئے۔

"عمران۔" شاہدہ نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "یہ سب کیا ہے۔؟"

"خاموش رہو۔"

عمران کے حلق سے غراہٹ بلند ہوئی اور شاہدہ سہم کر ایک طرف سمٹ گئی۔

رہ گئی۔

عمران کی نگاہیں بدستور آسمان پر جمی ہوئی تھیں اور وہ اپنی دونوں مٹھیوں کو پوری قوت سے بھینچتے ہوئے کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ دفعتاً وہ ہنس پڑا۔ پھر شاہدہ کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"آؤ ہم دونوں رمبا ناچیں" پھر اس سے پہلے کہ شاہدہ کچھ کہتی عمران نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالا اور ہلکورے لینے لگا ہونٹوں سے گنگناہٹ نکل رہی تھی۔

"ختم شد"

وہ چاروں فضا میں تیزی سے اوپر اٹھتے جا رہے تھے۔

خاور کے ہاتھ ابھی تک جولیا کی پٹی پر سختی سے جمے ہوئے تھے۔ تنویر نے صدیقی کی بیلٹ کو مضبوطی سے جکڑ رکھا تھا۔

جولیا کچھ دیر تک بے تحاشہ چلاتی رہی پھر اس نے خوف کے مارے نہ صرف یہ کہ چلانا بند کر دیا تھا بلکہ اپنی آنکھیں بھی بند کر لی تھیں۔

صدیقی، خاور اور تنویر کی حالت بھی جولیا سے مختلف نہ تھی۔ سب ہی بری طرح سہمے ہوئے تھے۔ جو کچھ ہوا تھا وہ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ ان کو سوچنے سمجھنے کا لمحہ بھی نہ مل سکا تھا۔

جہاز کی تباہی کے بعد سب سے پہلے خاور نے اپنی لائف بوٹ سمندر میں اتاری تھی پھر وہ چاروں اس میں بیٹھ کر جہاز سے دور ہونے لگے۔ جلتے ہوئے جہاز سے چلاتے ہوئے افراد زندگی کی امید پر دھڑا دھڑ سمندر میں چھلانگ لگا رہے تھے اور ان چھلانگ لگانے والوں میں سے ایک دوہرے بدن اور لمبے قد کا غیر ملکی تیزی سے تیرتا ہوا انکی لائف بوٹ

تک آگیا۔ تنویر نے اسے اپنے ساتھ لینے کی مخالفت کی تھی لیکن جولیا اور خاور کے اصرار پر وہ خاموش ہوگیا۔

ان کی لائف بوٹ سمندر میں بری طرح ہچکولے کھا رہی تھی۔ جولیا نے عمران وغیرہ کی ٹیم کو بھی جہاز سے اترتے دیکھا تھا پھر اسکے تھوڑی دیر بعد اچانک فضا ہوائی جہاز کی آواز سے گرجنے لگی۔

ان سب کی نظریں بچاؤ کی اُمید پر اوپر اٹھیں لیکن فضا میں کوئی جہاز ان کو نظر نہ آسکا۔ وہ سب قریب قریب کھڑے ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی پر ڈگمگا رہے تھے پھر نووارد غیر ملکی نے انھیں مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو ایک باریک رسی سے باندھ لیں تاکہ ان کا انجام ایک دوسرے سے مختلف نہ ہو۔

اسبار تنویر نے اسکے مشورے کی تائید کی اور اسکے بعد لائف بوٹ کی ایک ریشمی ڈور سے ان چاروں نے خود کو اچھی طرح لپیٹ لیا لیکن اتنا فاصلہ ضرور چھوڑا تھا کہ اگر بوٹ الٹ جاتی تو وہ آسانی سے علیحدہ علیحدہ تیر سکتے تھے۔

جولیا کی نظریں عمران والی لائف بوٹ پر جمی ہوئی تھیں جو ان سے تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر ہچکولے کھا رہی تھی۔ اس نے عمران کی بوٹ کے قریب کسی وزنی چیز کو سمندر میں گرتے دیکھا تھا جس کے بعد پانی اور آگ کا شعلہ کافی بلندی تک اٹھا تھا اور پھر اسکے بعد فضا میں گڑگڑاہٹ کی آوازیں شروع ہوگئی تھیں۔

"میرا خیال ہے کہ دشمن کے جہاز ہمارے اوپر گولہ باری کر رہے ہیں۔" خاور نے کہا۔

"لعنت ہے ایسے دشمن پر جو ہم لوگوں کی خاطر سیکڑوں بے گناہوں کو بھی مارنا

چاہتا ہے۔" صدیقی نے کہا۔

"خدا جانے ہم ساحل تک زندہ پہنچ بھی سکیں گے یا نہیں۔"؟ تنویر کے لہجے میں بے چارگی تھی۔

"ہمیں کسی صورت میں بھی مایوسی نہیں ہونا چاہیئے۔" جولیا نے ان کو تسلی دی۔

"کیا یہ جہاز آپ لوگوں کی وجہ سے تباہ کیا گیا ہے۔" غیر ملکی نے صدیقی سے پوچھا۔

"ہاں۔" صدیقی نے مختصراً جواب دیا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ کے دشمن بھی جہاز پر موجود تھے۔؟"

"فضول باتیں مت کرو۔" تنویر غیر ملکی پر برس پڑا۔ ہمیں اس وقت صرف اپنے بچاؤ کی فکر ہونی چاہیئے۔"

"گھبراؤ نہیں دوست۔" غیر ملکی نے ٹھوس لہجے میں کہا تھا۔ ہم ساحل تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔ لیکن تم یہ بات اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو" خاور نے پوچھا۔

"میں ایک سیاح ہوں جناب۔ ان اطراف میں پہلے بھی متعدد بار آچکا ہوں۔" غیر ملکی نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ لہروں کا رخ دیکھ کر میں نے یہ بات کہی تھی کہ ہم بچ جائیں گے لیکن۔!"

"لیکن کیا۔" جولیا نے تیزی سے پوچھا۔ غیر ملکی کی اچانک خاموشی سے اسے وحشت ہونے لگی۔

"یہاں سے قریب ترین جزیرہ بمشکل تین سو میل ہوگا لیکن وہاں پہنچ کر ممکن ہے ہم کسی اور مصیبت میں پھنس جائیں۔"

"کیوں۔ کیا وہ جزیرہ غیر محفوظ ہے۔" خاور نے پوچھا۔

"ہاں۔ کم از کم اخباروں میں میں نے بارہا یہی پڑھا ہے کہ وہ جزیرہ انتہائی خطرناک ہے۔"

"جزیرے کا نام کیا ہے۔؟" صدیقی نے سوال کیا۔

"ڈارک آئی لینڈ۔" غیر ملکی نے جواب دیا اور وہ چاروں ہی ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

پھر اس سے پیشتر کہ ان میں سے کوئی جواب دیتا فضا میں گڑگڑاہٹ تیز ہوگئی جولیا نے کسی سیاہ سی چیز کو لائف بوٹ کے قریب آتے دیکھا پھر بے تحاشہ چلانے لگی۔ اس نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی اس شئے کی طرف متوجہ کرنا چاہا جو بڑی تیزی سے ان کی بوٹ کی طرف آرہی تھی۔

بظاہر وہ ایک سیاہ رنگ کی اڑن طشتری لگ رہی تھی۔ چاروں کی نگاہیں اڑن طشتری پر مرکوز ہوگئیں۔

پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ بوٹ کے عین اوپر آکر تیزی سے گردش کرنے لگی اسکے بعد کوئی شئے اوپر سے بوٹ کی طرف پھینکی گئی۔ غیر ملکی تیزی سے اس شئے کی طرف لپکا تھا جو غالباً تار کے قسم کی کوئی شئے نظر آرہی تھی۔ سب سے پہلے تنویر نے غیر ملکی کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا لیکن قبل اسکے کہ وہ کوئی اسکیم مرتب کرتا۔ خاور فضا میں بلند ہونے لگا۔ اضطرابی حالت میں اس نے قریب کھڑی ہوئی جولیا

کی پٹی پہ ہاتھ ڈالا اور پھر جولیا بھی اس کے ساتھ اوپر اٹھنے لگی۔ تنویر اور صدیقی کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ لائف بوٹ میں صرف غیر ملکی رہ گیا تھا۔

یہ تمام باتیں محض دو تین سیکنڈ کے اندر اندر پیش آئی تھیں اس لئے وہ سنبھل بھی نہ سکے۔ جولیا نے حلق پھاڑ پھاڑ کر چلانا شروع کر دیا۔ اس طرح وہ عمران وغیرہ کو اپنے ساتھ پیش آنے والے حادثے سے آگاہ کرنا چاہتی تھی۔ اسے مایوسی نہیں ہوئی۔ عمران نے اسے دیکھ لیا۔

لیکن پھر اس کے بعد وہ تیزی سے اپنی ٹیم کے افراد کے ساتھ اتنی بلندی تک چلی گئی جہاں سے نیچے دیکھنا اس کے لئے وحشت کا باعث ہونے لگا اور اسی وحشت سے بچنے کے لئے ان چاروں نے اپنی اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔

"یہ سب کچھ اسی غیر ملکی کی وجہ سے پیش آیا ہے۔" تنویر فضا میں جھولتے ہوئے بڑبڑایا۔ "میں نے اسی لئے مشورہ دیا تھا کہ اسے بوٹ پر نہ آنے دیا جائے۔"

"اگر ہم ایسا نہ کرتے تو وہ ہمیں سمندر میں ہی غرق کر دیتے۔" خاور نے آنکھیں بند کئے ہوئے جواب دیا۔

"سمندر میں غرق ہو جانا دشمنوں کے ہاتھ میں پھنس جانے سے زیادہ بہتر تھا۔" تنویر بولا۔ "سب سے پہلے اس غیر ملکی سے جولیا کو ہمدردی پیدا ہوئی تھی۔"

"ختم کرو اس بحث کو۔" صدیقی نے کہا۔ "زندہ رہ کر ہم آزادی کیلئے جدوجہد کر سکتے ہیں۔"

"غلط سوچ رہے ہو تم۔" تنویر بولا۔ "دشمن ہم کو اتنا موقع نہیں دیگا کہ ہم وہاں سے فرار ہو جائیں۔ ویسے بھی جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔!

ڈارک آئی لینڈ دنیا کی تمام بندرگاہوں سے کٹا ہوا ہے۔"

"تنویر خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ۔" جولیا نے تیزی سے کہا۔ "ہمیں مایوسی کی باتیں نہیں کرنی چاہیئے۔"

"اوہ۔ تو کیا تمہیں بھی بچ جانے کی امید ہے۔؟"

"ہاں۔" جولیا بولی۔ "تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ عمران کی ٹیم ابھی ہماری مدد کے لئے آزاد ہے۔"

"عمران۔" تنویر نے اپنے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "یہ سب کچھ اسی کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں اسے ہمیشہ سے اپنے لئے منحوس سمجھتا ہوں۔ اگر میں بچ گیا تو سب سے پہلے اسی سے انتقام لوں گا۔"

"تمہارے بچ نکلنے کا صرف ایک طریقہ ہے۔" خاور نے غصیلی آواز سے کہا۔ "اگر تم کہو تو میں تمہاری رسی کاٹ دوں تاکہ تم دوبارہ سمندر میں غرق ہو سکو۔"

تنویر نے بس ایک ثانیے کے لئے آنکھ کھول کر خاور کو گھورا پھر آنکھ بند کر کے اپنے ہونٹ چبانے لگا۔

تھوڑی دیر تک وہ خاموشی سے فضا میں جھولتے رہے۔ . . . پھر صدیقی بولا۔!

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے ٹرانسمیٹر آن کر لینے چاہیئے۔ ممکن ہے کہ دوسری پارٹی ہم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔"

"نہیں۔ ہم اتنی بلندی پر آگئے ہیں جہاں سے نیچے تک رابطہ قائم ہونا مشکل ہے۔" خاور نے جواب دیا۔ "ویسے اس طرح یہ بھی ممکن ہے کہ دشمن ہمارے

فریکوئنسی کو چیک کر لے اور دوسرے افراد بھی تباہی کا شکار ہو جائیں۔"

"میں بھی فی الحال ٹرانسمیٹر کے استعمال کا مشورہ نہیں دوں گی۔" جولیا نے کہا پھر تنویر سے مخاطب ہوئی۔

"تمہارا کیا خیال ہے تنویر۔؟"

"میں اپنے بچاؤ کے لئے طریقہ سوچ چکا ہوں۔"

"وہ کیا۔؟"

"دشمن کے ساتھ سمجھوتا۔" تنویر سپاٹ لہجے میں بولا۔ ظاہر ہے کہ ہمارے دشمن ہم پر حالات معلوم کرنے کیلئے سختیاں بھی کریں گے۔"

"تو کیا تم ان کو سب کچھ بتا دو گے۔"؟ خاور نے پوچھا۔

"ہاں۔ اسکے علاوہ بچاؤ کی اور کوئی صورت بھی نہیں ہے۔"

"گویا تم ٹیم سے غداری کرو گے۔" صدیقی نے غصیلے لہجے میں سوال کیا۔!

"غداری نہیں بلکہ مصلحت کہو۔ بچاؤ کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔"

"مگر میں تم کو اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔" خاور بولا۔

"مجھے تمہارے مشورے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"تنویر۔" خاور کا لہجہ کرخت تھا۔ تم کو شاید یہ بات نہیں معلوم کہ جہاز کی تباہی سے پہلے جب ہم کو عمران کی طرف سے خطرے کی اطلاع ملی تھی اسی وقت مجھے اپنے گروپ کا لیڈر بھی بنا دیا گیا تھا۔ اگر چاہو تو تم جولیا سے اس

کی تصدیق کر سکتے ہو۔"

"ہاں۔ خاور ٹھیک کہہ رہا ہے۔" جولیا نے جلدی سے مصلحتاً خاور کی ہاں میں ہاں ملائی ورنہ اسے بخوبی معلوم تھا کہ عمران کی جانب سے اس قسم کا کوئی حکم نہیں ملا۔

"ممکن ہے عمران نے ایسا ہی حکم دیا ہو لیکن میں اس کو بھی اپنا باس سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

"تو کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے کہ تم دشمنوں کو سب کچھ بتا دو گے۔" خاور نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"حالات پر منحصر ہے۔" تنویر بولا۔ بہر حال یہ طے ہے کہ میں کسی ظلم و تشدد کا شکار نہیں ہوں گا۔"

"میں تمہیں اتنا بزدل نہیں سمجھتی تھی۔" جولیا نے نفرت سے کہا۔

"تم عورت ہو شاید اس لئے تمہیں اپنے بچاؤ کی زیادہ اُمید ہے۔" تنویر نے طنز کیا۔ اور جولیا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"بکواس مت کرو۔"

جولیا غرائی پھر بولی۔

"تم میری توہین نہیں کر سکتے۔"

"یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم مجھے مشورے دینا بند کر دو۔"

تنویر کے تیور بھی خراب ہو گئے۔

"تنویر۔ تمہیں اپنی یہ غداری بہت مہنگی پڑے گی اس بات کا خیال

دکھنا۔"

خاور سرد لہجے میں بولا۔

"اپنا اپنا خیال ہے۔" تنویر نے کہا۔...... پھر وہ چاروں خاموش ہو گئے۔!

سب ہی نے محسوس کیا تھا کہ وہ اب نیچے کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں۔! آنکھیں کھولنے پر اس بات کی تصدیق بھی ہو گئی۔

فضائی گڑگڑاہٹ جولیا وغیرہ کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی بند ہو گئی۔
عمران نے اپنی انگوٹھی کا اوپری حصّہ ہٹا کر طاقتور ٹرانسمیٹر پر جس کی رینج دو میل تک تھی جولیا وغیرہ کو کال کرنا شروع کر دیا لیکن دس پندرہ منٹ کی طویل کوشش کے باوجود دوسری طرف سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ اسنے جھلا کر انگوٹھی کا وہ حصّہ دوبارہ بند کر دیا۔
اس کے چہرے پر بدستور گمبھیر سنجیدگی مسلط تھی۔
انکی لائف بوٹ اس مقام سے بہت دور نکل آئی تھی جہاں ان کا بدقسمت جہاز سمندر کی تہہ میں بیٹھ چکا تھا۔
صفدر، چوہان اور شاہدہ تینوں ہی خاموش تھے۔ عمران کے چہرے کی کیفیت کا اندازہ لگا لینے کے بعد انھوں نے خاموشی ہی بہتر سمجھی تھی۔
عمران کسی گہری سوچ میں غرق تھا پھر اچانک اسنے اپنے چرمی تھیلے سے دوربین نکالی اور ایک سمت دیکھنے لگا۔ صفدر وغیرہ کی نگاہیں بدستور اسکے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

عمران کچھ دیر تک ایک مخصوص سمت میں دوربین سے دیکھتا رہا پھر اسنے دوربین صفدر کی طرف بڑھا دی۔

باری باری سب ہی نے اس سمت دیکھا تھا جہاں ایک لانچ بوٹ سمندر کی لہروں پر ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی اس لانچ بوٹ پر انھیں ایک غیر ملکی نظر آیا جو بڑے اطمینان سے بوٹ کے درمیان کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ وہی بوٹ ہے جس پر ہمارے ساتھی موجود تھے۔" صفدر نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" عمران بولا۔ لیکن اس پر کوئی غیر ملکی موجود نہیں تھا۔"

"ہو سکتا ہے وہ بعد میں بوٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔؟" چوہان نے کہا۔

"نہیں۔" شاہدہ جلدی سے بولی۔ وہ اس وقت بھی لانچ بوٹ پر موجود تھا جب ہمارے ساتھی فضا میں معلق ہوتے تھے۔"

"کیا تم وثوق کے ساتھ کہہ سکتی ہو۔؟ عمران نے چونک کر شاہدہ سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے اس کو ان کے ساتھ ہی دیکھا تھا۔"

"پھر وہ کیسے بچ گیا۔؟" چوہان نے حیرت سے پوچھا۔

"اس لئے کہ ہماری ٹیم میں شامل نہیں تھا۔" صفدر نے جواب دیا۔

"میں کچھ اور سوچ رہی ہوں۔" شاہدہ نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" صفدر نے شاہدہ کو وضاحت طلب نگاہوں سے دیکھا۔

"ممکن ہے وہ دشمنوں کے گروپ کا کوئی آدمی ہو۔؟" شاہدہ نے جواب دیا۔ میں اس لئے اسے مشکوک سمجھ رہی ہوں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر اس کا انجام بھی ہمارے ساتھیوں سے مختلف نہیں ہونا چاہیئے تھا۔"

"تم کسی حد تک ٹھیک سوچ رہی ہو۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اگر وہ اس وقت بوٹ پر موجود تھا جب ہمارے ساتھیوں کو اوپر اٹھایا گیا تو یقیناً وہ دشمنوں ہی کا کوئی ایجنٹ ہو سکتا ہے۔"

"کیا خیال ہے آپ کا۔" صفدر نے پوچھا۔ ہم اسے چیک کیوں نہ کر لیں۔"

"ٹھیک ہے۔"!

عمران نے جواب دیا پھر اس نے چپو سنبھال لیا۔ ان کی بوٹ کی رفتار بتدریج تیز ہونے لگی۔

جو کچھ بھی حالات پیش آتے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔" چوہان نے کہا۔ آخر وہ کونسی طاقت تھی جس نے ہمارے ساتھیوں کو فضا میں اتنی بلندی تک کھینچ لیا۔

"تم فضائی گڑگڑاہٹ کو کیوں بھول رہے ہو۔؟" عمران بولا۔ ہو سکتا ہے کہ اسی جہاز کے ذریعے انھیں اوپر اٹھایا گیا ہو۔"

"لیکن کیا چاروں کا ایک ساتھ اس طرح فضا میں معلق ہو جانا تعجب خیز بات نہیں ہے۔" صفدر نے پوچھا۔

"صرف دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔" شاہدہ نے گفتگو میں حصّہ لیتے ہوئے کہا۔ ممکن ہے وہ اضطرابی کیفیت میں ایک دوسرے کو جکڑے بیٹھے ہوں۔ دوسری

صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں غیر ملکی کی شرارت ہو۔"

عمران بدستور چپو کے ذریعے بوٹ کی رفتار بڑھا رہا تھا۔ شاہدہ کی دلیل پر اس نے چونک کر اسے تعریفی نظروں سے دیکھا پھر دل ہی دل میں اپنے انتخاب کی داد دینے لگا۔

"عمران صاحب۔" چوہان نے عمران کو مخاطب کیا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ انہیں تاریک جزیرے پر ہی لے جائیں گے۔؟"

"میرے پاس کوئی طلسمی انگوٹھی نہیں ہے چوہان ورنہ تمہارے سوال کا جواب ضرور دیتا۔"

"میرے خیال میں یہ سب کچھ میری غلطی سے ہوا ہے۔" صفدر نے سنجیدگی سے کہا۔ اگر میں اس چینی جوڑے کو گرفتار کر لیتا تو ممکن تھا جہاز کی تباہی بچ جاتی۔"

"غلط خیال ہے تمہارا۔" عمران نے جواب دیا۔ اس کے باوجود وہ جہاز کو ضرور تباہ کر دیتے۔ اس لئے کہ ہم ان کے لئے دو آدمیوں سے زیادہ اہم ہیں۔" ویسے بھی میں ایک حسین دشمن کی طرف سے کسی رحم کی توقع نہیں کر سکتا۔"

"حسین دشمن۔؟" صفدر چونکا۔ کیا آپ دشمن کی شخصیت سے واقف ہیں۔؟"

"کیوں۔ کیا تم تھریسیا کے نام سے واقف نہیں ہو۔؟"

"تھریسیا۔" صفدر اس طرح اچھلا تھا جیسے اس کا ہاتھ اچانک بجلی کے ننگے تاروں پر پڑ گیا ہو۔"

چوہان بھی عمران کو گھورنے لگا لیکن شاہدہ ابھی تک تھریسیا کے نام سے چونکہ ناواقف تھی اس لئے پوچھ بیٹھی۔

"یہ تھریسیا کون ہے۔؟"

"تم نہیں جانتیں بے بی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ بہر حال ایکبار جب تم بھی تھریسیا کو دیکھ لوگی تو تمام عمر اسے یاد رکھو گی۔"

"کیا مطلب۔؟ کیا تھریسیا کوئی عورت ہے۔؟"

"ہاں۔ لیکن میں اسے تم سے زیادہ خوبصورت نہیں کہوں گا۔" عمران نے جلدی سے کہا اور شاہدہ اسے گھور کر ہونٹ چبانے لگی۔

صفدر اور چوہان بدستور عمران کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے اور ان کے ذہنوں میں طوفان برپا تھا۔

"کیا آپ کو پہلے سے علم تھا کہ آئرن مین کی پشت پر تھریسیا کی خطرناک تنظیم کام کر رہی ہے۔" صفدر نے پوچھا۔

"مجھے اس کا علم اس وقت ہوا تھا جب پروفیسر ڈگلس[1] گم ہوا اور اس کے بعد تھرٹی تھری نکسن اسٹریٹ کی وہ عمارت بھی تباہ ہو گئی جسے بطور ہیڈ کوارٹر کے استعمال کیا جا رہا تھا۔"

"گویا تاریک جزیرے میں بھی ہمیں تھریسیا کی تنظیم سے سابقہ پڑیگا۔؟"

"گھبراؤ مت صفدر ڈیئر۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ اسبار میں کوشش کروں گا کہ تھریسیا میری بجائے تمہاری طرف راغب ہو جائے۔ اگر میں کامیاب ہو گیا تو پھر کم از کم تمہاری سفارش سے وہ ہم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گی۔"

"تعجب ہے کہ آپ کو اس وقت بھی مذاق کی سوجھ رہی ہے۔" صفدر نے برا سا

---

[1] اس واقعے کیلئے پڑھیئے ایس قریشی کی عمران سیریز کا سابقہ ناول آئرن ماسک۔

منہ بنا کر جواب دیا۔

"تم اگر تکلیفوں میں گھر کر رونے پیٹنے کے عادی ہو تو شروع ہو جاؤ میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔"

صفدر نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا۔ دوسری طرف چوہان شاہدہ کو تقریباً بل بی آف بوہیما کے بارے میں چپکے چپکے اپنی معلومات کی تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا۔

ایک گھنٹے کی طویل محنت کے بعد عمران کی لائف بوٹ غیر ملکی کی بوٹ کے قریب آ گئی۔!

غیر ملکی انہیں دیکھ کر ایک ثانیے کے لئے چونکا پھر مطمئن نظر آنے لگا۔

عمران نے دبی زبان میں اپنے ساتھیوں کو ہدایت کر دی کہ اب ایک دوسرے کو اصلی ناموں کے بجائے فرضی ناموں سے مخاطب کریں گے اس کے علاوہ انہیں محتاط بھی رہنا پڑے گا۔

دونوں لائف بوٹوں کا فاصلہ بتدریج کم ہوتا گیا پھر کچھ دیر بعد ہی وہ دونوں برابر برابر آ گئیں۔ عمران چپو چھوڑ کر غیر ملکی سے مخاطب ہو گیا۔

"دوست۔ کیا تم ہماری رہنمائی کر سکو گے۔" عمران کا لہجہ حیرت انگیز طور پر بدلا ہوا تھا۔

"کہاں جانا چاہتے ہو۔" غیر ملکی نے عمران کی بوٹ پر رکھے ہوئے سوٹ کیس اور چرمی تھیلوں کو معنی خیز نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کسی بھی قریبی ساحل تک۔" عمران نے کہا۔ کیوں کیا تم بھی اسی بدنصیبی کا شکار نہیں ہو جو جہاز کی تباہی کے بعد ہم پر نازل ہوئی ہے۔"

"ٹھیک اندازہ لگایا تم نے ۔" غیر ملکی نے کہا۔ "لیکن کم از کم مجھے اتنا موقع نہیں مل سکا تھا کہ اپنے ساتھ سامان لے جا سکتا ۔"

"کیا مطلب ۔؟" عمران نے جولیا اور اس کی ٹیم کے افراد کے اس ساز و سامان کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو ابھی تک دوسری بوٹ پر موجود تھا۔ "کیا یہ سامان کسی اور کا ہے ۔؟"

غیر ملکی چونکا پھر اسے اچانک ہی یہ خیال آیا تھا کہ عمران وغیرہ کے پاس بھی ویسے ہی چرمی تھیلے موجود تھے جیسے اس کی بوٹ پر رکھے ہوئے تھے ۔ ایک ثانیے کے لئے اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا۔

پھر انجانی دانست میں اس نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے اپنی ٹائی پن پر لگے ہوئے بڑے نگینے کو ہلکے سے دبایا تھا لیکن عمران کی نگاہیں اس کی حرکت کو بھانپ چکی تھیں ۔

"کیا سوچ رہے ہو بڑے بھائی ۔" عمران نے چپو کے ذریعے اپنی بوٹ کو دوبارہ دوسری بوٹ کے ساتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ سب ساز و سامان تمہارے لئے مال غنیمت ہے ۔"

"تم کون ہوتے ہو اس قسم کے سوالات پوچھنے والے ۔؟" غیر ملکی نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔

"خاکسار کو خدائی فوجدار کہتے ہیں ۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا پھر جیب سے ریوالور نکالتا ہوا دوسری بوٹ پر کود گیا۔

غیر ملکی اس کے لئے تیار نہیں تھا اس لئے بوکھلا گیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے

حیرت انگیز طور پر اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے جلدی سے کہا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں اس حرکت کا مطلب کیا ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو تم مجھ سے مدد مانگ رہے تھے۔؟"

"مجھے اب بھی تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ رہا اس حرکت کا مطلب تو یہ بھی تمہاری سمجھ میں آجائیگا لیکن اس سے پہلے کیا تم مجھے اپنی یہ ٹائی پن عنایت کر دو گے۔؟"

"ٹائی پن۔" غیر ملکی دوبارہ بوکھلا گیا۔ اس کے چہرے پر اچانک سراسیمگی کے تاثرات ابھرے تھے۔ تت۔ تم اس ٹائی پن کا کیا کرو گے۔"؟

"میں اس سے اب تمہاری تصویر کھینچ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھوں گا۔" عمران اسبار گہری سنجیدگی سے بولا پھر اسکے اشارے پر صفدر بھی کود کر دوسری بوٹ پر آگیا۔ چوہان نے رسیوں کے ذریعے جلدی جلدی دونوں بوٹوں کو آپس میں باندھنا شروع کر دیا۔

شاہدہ کی نگاہیں غیر ملکی کے چہرے پر مرکوز تھیں جس کی رنگت اچانک زرد پڑ چکی تھی۔

"مجبور سے خاں۔" عمران نے صفدر کو مخاطب کیا۔ کیا تم اس ... کی تلاشی لینے میں میری مدد کرو گے۔" آخری جملہ عمران نے غیر ملکی کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا اس نے ابھی تک غیر ملکی کو ریوالور سے کور کر رکھا تھا۔

صفدر نے آگے بڑھ کر سب سے پہلے ٹائی پن پر ہاتھ ڈالا جو درحقیقت ایک اسپائی کیمرہ تھی۔ مزید تلاشی پر غیر ملکی کی جیبوں سے ایک طاقتور ٹرانسمیٹر

اور کچھ فالتو راؤنڈ اسکے ساتھ ایک کولٹ آٹومیٹک بھی برآمد ہوا جسے واٹر پروف پیپر میں ریپ کر کے رکھا گیا تھا۔ کرنسی قسم کی کوئی چیز اسکے پاس موجود نہیں تھی۔

عمران نے ٹرانسمیٹر کو بغور دیکھا جو بظاہر ایک سگریٹ کیس تھا لیکن چونکہ اس قسم کے خفیہ ٹرانسمیٹر پہلے بھی اسکی نالج میں تھے اس لئے اس کا میکنزم سمجھنے میں اسے دیر نہیں لگی۔

"کیوں مائی ڈیئر۔" عمران نے اسپائی کیمرہ اور ٹرانسمیٹر اپنے جیب میں ڈالتے ہوئے غیر ملکی کو مخاطب کیا۔ اب کیا تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ ہم لوگوں کی تصویریں کھینچنے کیلئے خفیہ اسپائی کیمرے کو کیوں استعمال کیا گیا تھا۔؟"

غیر ملکی نے جواب نہیں دیا۔ وہ بڑی جھلاہٹ میں اپنے ہونٹ چبا رہا تھا۔ نگاہیں بدستور عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں بتاتا ہوں۔ تمہیں شاید ہمارے پاس ویسے ہی چرمی تھیلے دیکھ کر تعجب ہوا تھا جیسے تمہاری بوٹ پر موجود ہیں کیوں۔؟"

"ہاں تمہارا خیال ٹھیک ہے۔" غیر ملکی نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ میری بوٹ پر جو مسافر موجود تھے انھوں نے یہی بتایا تھا کہ جلدی میں وہ اپنا مکمل سامان نہ لے سکے تھے۔"

"بہت اچھے۔ گویا تم نے یہ سوچا کہ ہم نے ان کا سامان پار کر دیا۔"

"میرے ذہن میں یہی نکتہ ابھرا تھا۔" غیر ملکی جلدی سے بولا۔

"تمہارے پاس اسپائی کیمرہ کہاں سے آگیا۔" عمران یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

"میں ایک غیر ملکی جاسوس ہوں۔" غیر ملکی بولا۔ یہاں سیاحت کی غرض سے

آیا ہوں۔"

"خوشی ہوئی تم سے مل کر۔ ویسے کیا اب تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ جو لوگ تمہاری بوٹ پر موجود تھے ان کو کیا حادثہ پیش آگیا۔؟"

"وہ سمندر میں ڈوب گئے۔" غیر ملکی نے جلدی سے کہا۔ ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی جو اتفاقاً سمندر میں گر گئی اور......"

"اور غالباً باقی لوگوں نے بھی اسے بچانے کیلئے سمندر میں چھلانگ لگادی ہوگی۔ کیوں۔؟"

"ہاں۔ میں نے انھیں روکنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن انھوں نے میری بات نہیں سنی۔"

"ہوسکتا ہے کہ ان کی سمجھ میں تمہاری بولی نہ آتی ہو۔؟"

"نہیں۔ میں یہ نہیں مان سکتا اس لئے کہ وہ بھی غیر ملکی ہی تھے۔"

"نہیں چلے گی مائی ڈیر مسٹر ٹامی۔" عمران اسبار انتہائی سرد لہجے میں بولا "تمہیں مجھے بتانا ہوگا کہ آخر وہ چاروں ایک ساتھ فضا میں کس طرح اٹھتے چلے گئے تھے۔؟"

"فف... فضا۔" غیر ملکی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ جملے اس کے حلق میں اٹک رہے تھے۔

"جلدی کرو۔" عمران سرد آواز میں غرایا۔ اگر تم نے غلط بیانی سے کام لیا تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔"

"مم۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔" غیر ملکی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ ویسے تم ٹھیک کہہ رہے ہو کہ وہ چاروں ایک ساتھ فضا میں بلند ہوگئے تھے۔"

"تم نے پہلے جھوٹ کیوں بولا تھا۔؟"

"مم۔ میرا خیال تھا کہ تم کو میری بات کا یقین نہیں آئیگا۔"

"مادام تھریسیا کے وفادار معلوم ہوتے ہو۔؟"

غیر ملکی اس نام پر بری طرح اچھلا۔ اس کے چہرے کی زردی اور گہری ہو گئی پھر اچانک اس نے پلٹ کر سمندر میں چھلانگ لگانے کی کوشش کی لیکن صفدر کی ٹانگ کی ایک معمولی سی جنبش نے اسے بوٹ میں اوندھے منہ گرا دیا۔

دوسرے لمحے عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی پھر اسے دبوچ کر اسکی مرمت کرنے لگا۔ اسکے ہاتھ بڑی تیزی سے چل رہے تھے۔

ہوش آنے پر جولیا نے خود کو ایک خوبصورت سے کمرے میں پایا تھا۔ تنویر، صدیقی اور خاور بھی وہاں موجود تھے۔ جولیا سوچنے لگی۔

اسے صرف اتنا ہی یاد تھا کہ جب وہ چاروں نیچے آرہے تھے اس وقت اچانک دھند کا ایک غبار انکے گرد چھا گیا تھا اور اسکے بعد وہ بری طرح کھانسنے لگے پھر اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ بعد میں کیا ہوا یہ اسے یاد نہیں تھا اس نے دوسرے ساتھیوں سے بھی پوچھا لیکن ان کی کہانی بھی جولیا سے مختلف نہیں تھی۔

"میرا خیال ہے کہ وہ دھند ہمیں بیہوش ہی کرنے کے لئے تھی۔" خاور نے کہا۔

"گویا اب ہم مکمل طور پر پھنس چکے ہیں۔" جولیا نے کہا پھر اس کا ہاتھ تیزی سے اپنے لاکٹ پر پڑا جو موجود تھا۔

جولیا کی دیکھا دیکھی اسکے دوسرے ساتھیوں نے بھی اپنے ٹرانسمیٹر چیک کئے جو بدستور ان کی جیبوں میں موجود تھے۔ شاید دشمنوں نے ان کو کوئی اہمیت نہیں

دی تھی۔

تنویر بدستور کسی سوچ میں غرق تھا۔

" یہاں سے نکلنے کی کیا صورت ہو گی۔؟" صدیقی نے پوچھا۔ تخاطب خاور سے تھا۔

" ابھی کیا کہا جا سکتا ہے۔ جبتک ہمیں یہ نہ معلوم ہو کہ ہم کہاں ہیں فرار کی کوئی اسکیم مرتب نہیں کی جا سکتی۔"

" میرا اندازہ اگر غلط نہیں ہے تو ہم اس وقت تاریک جزیرے پر ہی ہونگے۔" جولیا کچھ یاد کرتے ہوئے بولی۔

" کیا مطلب۔" خاور نے پوچھا۔

" ایکسٹو نے مجھے روانگی کا حکم دیتے وقت ایک خاص حوالہ دیا تھا۔" جولیا نے کہا۔ کم از کم میرا خیال یہی ہے کہ ہم ایک خطرناک تنظیم کے ہاتھوں پھنس چکے ہیں۔"

" کیا ایکسٹو نے کسی خاص تنظیم کا ذکر کیا تھا۔؟" خاور نے جلدی سے پوچھا اور صدیقی بھی چونک پڑا۔

" نہیں۔ لیکن جو حوالہ دیا گیا تھا اس کی بنا پر میں کہہ سکتی ہوں کہ ہم تھریسیا، بمبل بی آف بوہیما کی قید میں ہوں گے۔"

" تھریسیا۔" تنویر کی نگاہیں اچانک چمک اٹھیں۔

خاور اور صدیقی حیرت سے جولیا کو دیکھ رہے تھے۔

اچانک کمرے میں ہلکی ہلکی گھڑگھڑاہٹ کی آواز سن کر وہ سارے چونک اٹھے دیوار کا ایک حصہ تھوڑا سا دب کر کھسک رہا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں دروازے

کے برابر ایک خلا پیدا ہو گئی جس کے سامنے چار سیاہ پوش موجود تھے ۔
سر سے پاؤں تک ان کے جسموں پر سیاہ لباس موجود تھا ۔ چہرے پر سیاہ نقاب تھی جس سے ان کی خوفناک آنکھیں جھانک رہی تھیں ۔"
ہاتھوں پر سیاہ رنگ کے چرمی دستانے موجود تھے ۔ ان کے سیدھے ہاتھ میں ریوالور کے قسم کی کوئی چیز بھی موجود تھی ۔
" کیا تم لوگ پوری طرح ۔ ہوش میں آچکے ہو ۔ "؟ سیاہ پوشوں میں سے ایک نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا ۔
" ہاں ۔ " خاور نے دلیری سے جواب دیا ۔
" ہمارے ساتھ ساتھ آجاؤ ۔ " سیاہ پوش بولا ۔ لیکن ایکبات یاد رکھنا تمہارے ساتھ ہمارا برتاؤ تمہارے اوپر منحصر ہو گا ۔ اگر تم ہمارے اشارے پر چلتے رہے تو ہم تم کو کوئی تکلیف نہیں دیں گے لیکن دوسری صورت میں ہم تم پر اذیتناک سختیاں کرنے پر مجبور ہو جائیں گے ۔ "
" تم اب ہمیں کہاں لے جاؤ گے ۔ "؟ تنویر نے پوچھا ۔
" مجھے افسوس ہے کہ میں سوالوں کے جواب نہیں دے سکتا ۔ " نقاب پوش کا لہجہ سرد تھا ۔ پھر وہ پیچھے ہٹ کر انہیں چلنے کا اشارہ کرنے لگا ۔
سب سے پہلے جولیا آگے بڑھی تھی پھر اسکے ساتھی بھی اسکے پیچھے ہو لئے ۔ باہر آتے ہی ایک نقاب پوش تیزی سے ان کے آگے آگیا باقی تین پیچھے تھے ۔ جولیا اور اس کے ساتھی ایک ایسی گیلری سے گذر رہے تھے جس کے دونوں اطراف میں کمرے موجود تھے ۔ اس کا اندازہ ان نمبروں سے ہوا تھا جو دیواروں پر تھوڑے تھوڑے

فاصلے پر لکھے ہوئے تھے۔ دروازے کے قسم کی کوئی چیز انھیں نظر نہیں آسکی۔ ویسے روشنی اور ہوا کے لئے جو انتظامات تھے ان سے جولیا نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ اس وقت وہ کسی زیر زمین دنیا میں موجود ہے۔

اگلا نقاب پوش ان کی رہنمائی کرتا ہوا ایک ایسے ہال میں لے آیا جو قیمتی ساز و سامان سے سجا ہوا تھا۔ لیکن جولیا ان آرائشی چیزوں کے بجائے تھریسیا کو گھور رہی تھی جو ہال میں پہلے سے موجود تھی۔

خاور، تنویر اور صدیقی بھی تھریسیا کو دیکھتے ہی ٹھٹھک کر اس طرح رک گئے جیسے انھیں اپنی نظروں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ زیرولینڈ کی تلاش کے سلسلے میں وہ پہلے بھی تھریسیا کو دیکھ چکے تھے۔

لیکن انھیں اس بات پر تعجب تھا کہ وہ اب بھی پہلے ہی کی طرح خوبصورت اور جوان نظر آرہی تھی۔ اس کے جسم پر سنہری اسفنج ٹائپ کا بھڑکیلا لباس موجود تھا۔

"میں اپنے مہمانوں کو خوش آمدید کہتی ہوں۔" تھریسیا نے مسکراتے ہوئے ان کو مخاطب کیا پھر ہاتھ اٹھا کر اس سیاہ پوش کو اشارہ کیا جو ابھی تک ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

اشارہ ملتے ہی وہ تھوڑا سا جھکا پھر اسی انداز میں چلتا ہوا ہال سے نکل گیا جس کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ جولیا ایک ثانیئے کے لئے چپ رہی پھر وہ دو قدم آگے بڑھتے ہوئے بولی۔

"کیا میں دریافت کر سکتی ہوں کہ ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے۔؟"

"کیوں۔ کیا تم لوگ ڈارک آئی لینڈ کے سفر کے لئے نہیں نکلے تھے۔؟" تھریسیا نے بدستور مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"تم غلط سوچ رہی ہو جولیا نفٹز واٹر۔" تھریسیا نے جلدی سے جواب دیا۔ تھریسیا کو آجتک صرف ایک آدمی کے علاوہ کسی کے بارے میں غلط فہمی نہیں ہوتی۔"

جولیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"تمہارے باقی تین ساتھی خاور، صدیقی اور تنویر ہیں۔ کیوں جولیا کیا میں غلط تو نہیں کہہ رہی ہوں۔"؟

"آپ کا اندازہ بالکل درست ہے مادام۔" جولیا نے اچانک نرم لہجے میں جواب دیا۔ اسکے ساتھی بدستور مہر بلب تھے۔

"سب سے پہلے میں تم سے یہ پوچھوں گی کہ میرے آدمیوں سے تم لوگوں کو کوئی، تکلیف تو نہیں پہنچی۔"؟

"بالکل نہیں مادام۔"

"آئندہ بھی جبتک میں تم لوگوں کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر لوں وہ تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئیں گے لیکن شرط یہی ہے کہ تم لوگ انھیں شکایت کا کوئی موقع نہ دو۔"

"ہم لوگ ویسے بھی چونکہ آپکے رحم و کرم پر ہیں اس لئے کسی قسم کے دنگے فساد کا سوال نہیں ہوتا۔"

"پہلے تم اتنی تیز اور ہوشیار نہیں تھیں۔" تھریسیا مسکرائی۔ لیکن میں جانتی

ہوں کہ یہ سب کچھ کس کی صحبت کا نتیجہ ہے ۔"

جولیا نے اسبار کوئی جواب نہیں دیا۔ ویسے اتنا تو وہ سمجھ ہی چکی تھی کہ تھریسیا کا اشارہ عمران کی طرف ہے ۔

"کیا عمران کے بارے میں تم مجھے کچھ نہیں بتاؤ گی ۔؟"

"میں نہیں جانتی مادام کہ وہ اس وقت کہاں ہو گا لیکن بہر حال وہ ہمارے ساتھ نہیں آیا ۔"

"تم لوگوں کو یہاں کس لئے روانہ کیا گیا ہے ۔؟"

"مجھے اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں بتایا گیا ۔" جولیا نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا ۔ بس صرف اتنی ہی ہدایت ملی تھی کہ ہم کسی طرح تاریک جزیرے تک پہنچ جائیں ۔ باقی ہدایتیں ہم کو کسی اور ذریعے سے یہیں ملیں گی ۔"

"ہم ۔ گویا تم آسانی سے زبان نہیں کھولو گی ۔" تھریسیا نے سنجیدگی سے کہا ۔ میں نہیں مان سکتی کہ عمران تم لوگوں کو تنہا یہاں بھیج کر خود دور بیٹھا تماشہ دیکھ رہا ہو گا ۔"

"ممکن ہے کہ اس نے یہ پروگرام بنایا ہو کہ بعد میں ہم سے آ ملے گا ۔" جولیا نے کہا ۔ اس کا چہرہ کسی قسم کی ترجمانی نہیں کر رہا تھا ۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ یہاں پہلے ہی پہنچ چکا ہو ۔؟"

"میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی ۔ ویسے اتنا ضرور جانتی ہوں کہ جس وقت ہم دارالحکومت سے روانہ ہوئے تھے عمران اس وقت وہیں موجود تھا ۔"

"تمہارا گروپ لیڈر کون ہے ۔" تھریسیا نے تھوڑے توقف کے بعد پوچھا ۔

پھر جولیا کے دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگی۔

"خاور۔" جولیا نے خاور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صاف گوئی سے جواب دیا۔ اس کے علاوہ کوئی طریقہ بھی نہیں تھا کہ وہ اپنے بارے میں سچ سچ بتاتی رہے انکار کی صورت میں تھریسیا سے کسی قسم کی نرمی کی توقع فضول تھی۔

"کیا جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے مسٹر خاور۔" تھریسیا نے خاور سے پوچھا۔

"ہاں۔ ابھی تک ہم نے کوئی بات غلط نہیں کہی۔" خاور بولا۔ مجھے امید ہے کہ آپ کے آدمی اسبات کی تصدیق پہلے ہی کر چکے ہوں گے۔"

"اس چکر میں مت پڑو۔ میں کسی پر بھروسہ کرنے کی عادی نہیں ہوں" تھریسیا کے لہجے میں اسبار سختی تھی۔ کیا تم کو بھی عمران کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔"؟

"نہیں۔ اس نے ہمیں اپنے پروگرام سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ آپ کی طرح وہ بھی اپنے سائے تک سے ہوشیار رہنے کا عادی ہے۔"

"مجھے اس کی یہی بات پسند ہے۔" تھریسیا نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا پھر صدیقی کی طرف دیکھ کر بولی۔ تم غالباً صدیقی ہو کیوں۔"؟

"یس مادام۔" صدیقی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا بات ہے تنویر۔؟ تم ابھی تک خاموش کیوں کھڑے ہو۔" تھریسیا نے تنویر کو مخاطب کیا لیکن اسبار جولیا نے اسکے لہجے میں ایک خاص قسم کی لگاوٹ اور نرمی محسوس کی تھی۔

"مجھے ابھی تک اس کا موقع نہیں ملا تھا۔" تنویر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں بھی عمران کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔؟"

جولیا کا دل بڑی زور سے دھڑکا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں تنویر تھریسیا کو حقیقت سے آگاہ نہ کر دے۔ راستے میں اس نے جولیا وغیرہ سے کہا بھی تھا کہ وہ ہر قیمت پر اپنی آزادی کو دوسروں کی بربادی پر ترجیح دیگا۔

"مجھے اگر علم ہوتا تو ابتک میں خاموش کبھی نہ رہتا۔" تنویر جھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "ویسے میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ اس نے ہم لوگوں کو روانہ کرنیکے بعد خود بھی سفر کی تیاری شروع کر دی ہو گی۔"

"ٹھیک ہے۔" "فی الحال تم لوگ آرام کرو۔ میں پھر کسی وقت تم لوگوں کو ایک آخری موقع اور دوں گی اور اس کے بعد کیا ہو گا اس کی ذمے داری مجھ پر نہیں ہو گی۔"

تھریسیا نے سپاٹ لہجے میں کہا پھر جولیا کو خونخوار نظروں سے گھورتی ہوئی ایک طرف قدم بڑھانے لگی۔

جولیا کے علاوہ دوسروں کی نگاہیں بھی تھریسیا پر مرکوز تھیں۔

○

لانچ بوٹ بری طرح ہچکولے کھا رہی تھی لیکن عمران کسی بھوکے درندے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔ دوبارہ وہ اسی وقت غیر ملکی سے علیحدہ ہوا تھا جب وہ بری طرح زخمی ہو کر کراہنے لگا تھا۔

جوہان اور صفدر نے اسے کور کر رکھا تھا۔ شاہدہ اسے حقارت بھری نظروں سے گھور رہی تھی۔

"میں کہتا ہوں اب بھی شروع ہو جاؤ ورنہ میں تمہاری ہڈیوں کا سرمہ بنا ڈالوں گا۔" عمران خونخوار لہجے میں بولا۔

غیر ملکی نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ دیتا بھی کیسے جبکہ وہ کسی دم توڑتے ہوئے جنگلی بھینسے کی طرح بوٹ کے درمیان پڑا ڈکرا رہا تھا۔ چہرہ بری طرح لہولہان ہو گیا تھا۔ جسم کے کپڑے متعدد جگہوں سے پھٹ چکے تھے۔ عمران کے جملے پر اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا پھر وہ بڑی مشکلوں سے سیدھا ہو کر بولا۔

"مم۔ مجھ۔ اسے کچھ نہیں معلوم۔"

"ہم۔" عمران گرجدار آواز میں صفدر سے مخاطب ہوا۔ دس تک گنوں اور پھر اس کا جسم چھلنی کر ڈالو۔"

صفدر نے جیب سے اپنا آٹومیٹک نکال لیا پھر اس نے باقاعدہ گنتی شروع کر دی غیر ملکی غالباً صفدر کے چہرے سے اس کے ارادے کو بھانپ رہا تھا۔

"سات۔ آٹھ۔ نو۔ دد۔۔"

"ٹھہرو۔۔" غیر ملکی نے تیزی سے کہا میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا لیکن تم وہاں تک نہیں پہنچ سکو گے۔ وہ تم کو راستے میں ہی چن چن کر مار ڈالیں گے۔۔"

"تمہارا نام کیا ہے۔؟" عمران نے اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہنری البرٹ۔" غیر ملکی نے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔

"جہاز پر تمہارے علاوہ اور کتنے آدمی موجود تھے۔؟"

"میرے علاوہ دو آدمی اور تھے جو جہاز کی تباہی سے دو تین گھنٹے پہلے ہی فرار ہو گئے تھے۔"

"کیا تمہارا اشارہ اس چینی جوڑے کی طرف ہے جو فرسٹ کلاس میں سفر کر رہا تھا۔؟"

"اوہ۔ اوہ۔ گویا وہ دونوں بھی تمہاری نظروں میں آچکے تھے۔؟"

"جہاز پر تمہاری موجودگی کا کیا مقصد تھا۔" عمران نے دریافت کیا۔ اسکی خونخوار نظریں ایک لمحے کے لئے بھی غیر ملکی کے چہرے سے علیحدہ نہیں ہو رہی تھیں۔ تیور بدستور خطرناک ہی تھے۔

"مجھے یہی حکم ملا تھا کہ اس وقت تک ان چاروں کی نگرانی کروں جنبک وہ مر نہ جائیں۔ دوسری ہدایت کے مطابق وہی ہوا جو تم دیکھ چکے ہو۔۔" ہنری نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے

ہوئے کہا۔ ہمارا فے گراز اسبات کی تصدیق کیلئے آیا تھا کہ ان چاروں کا انجام کیا ہوا ہے۔"

"آئی سی۔" عمران بولا۔ گویا ان کو تمہارے فے گراز کے ذریعے فضا میں اٹھایا گیا تھا۔؟"

"ہاں۔"

"طریقہ کار کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ چاروں کسی مقناطیسی کشش کے ذریعے خودبخود فضا میں بلند نہیں ہوئے ہوں گے۔"

"ہم... میں نے انھیں مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے رسی سے ایک دوسرے کو باندھ لیں تاکہ..."

"تو یہ سب تمہاری شرارت تھی۔؟" عمران غرایا۔

"ہاں۔ لیکن اگر میں ایسا نہ کرتا تو بھی وہ نہیں بچ سکتے تھے۔" ہنری نے جلدی سے کہا۔ ہمارا فے گراز انھیں ہر قیمت پر تباہ کر ڈالتا۔"

"ہم۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ تمہیں ان چاروں کے بارے میں اطلاع کس نے فراہم کی تھی۔؟"

"مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے۔"

"کیا مطلب۔؟ عمران سرد لہجے میں غرایا۔

"یقین کرو۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا۔" ہنری نے خوفزدہ آواز میں کہا۔ جہاز کی روانگی سے کچھ دیر پہلے ہی چیانگ نے مجھے ان چاروں کے بارے میں صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ ڈارک آئی لینڈ کے دشمن ہیں۔"

"کیا چیانگ، وغیرہ دارالحکومت میں پہلے سے موجود تھے۔؟"

"ہاں۔" اسنے سر ہلا دیا۔

"تمہارا تعلق تاریک جزیرے سے ہے۔؟"

"ہاں۔ میرے ذمے ساحلی علاقوں کی نگرانی کا کام ہے۔"

"گڈ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ہمارے لئے کارآمد ثابت ہو سکتے ہو۔" عمران کی نگاہیں کسی اندرونی جذبے کے تحت چمک اٹھیں لیکن دوسرے ہی لمحے وہ سنجیدہ ہو گیا۔ ساحلی علاقے کی نگرانی کے کام پر تمہارے علاوہ اور کتنے افراد موجود رہتے ہیں۔؟"

"ہماری کل تعداد آٹھ افراد پر مشتمل ہے۔"

"اور تم ان کے لیڈر ہو۔؟"

"ہاں۔" ہنری نے مختصراً جواب دیا پھر اپنے ہونٹ چبانے لگا۔

"تاریک جزیرے پر تمہارا سربراہ کون ہے۔؟"

"مادام تھریسیا۔ لیکن وہ ہمیشہ وہاں نہیں رہتی۔"

"اس کی غیر موجودگی میں کنٹرولنگ پاور کس کے پاس ہوتی ہے۔؟"

"یہ مادام کی مرضی پر منحصر ہے۔"

"کیا تم ہمیں اپنے ہیڈ کوارٹر تک پہنچا سکتے ہو۔؟"

"ناممکن ہے۔" ہنری نے جلدی سے کہا۔ تم جس وقت بھی ساحل کے قریب پہنچو گے ہمارے ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع مل جائے گی اور پھر وہ تمہارے علاوہ مجھے بھی ختم کر دیں گے۔"

"ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع کس طرح ہو گی۔ کیا تمہارے آدمی وہاں تک

خبر فراہم کریں گے۔"

"یہ مجھے نہیں معلوم لیکن ہمیشہ یہی ہوا ہے کہ جیسے ہی کوئی نووارد جزیرے میں داخل ہوتا ہے ہیڈ کوارٹر کو اسکی اطلاع مل جاتی ہے۔"

"کیا اب میں یہ سمجھ لوں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"نن۔نہیں۔میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔"

"بکواس مت کرو۔" عمران زہریلی آواز میں غرایا۔ اگر ہیڈ کوارٹر والوں کو خود بخود ان باتوں کا علم ہو جاتا ہے تو پھر انھیں تمہاری ٹیم کی کیا ضرورت ہے۔؟"

ہنری نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا مجھے دوبارہ تمہاری زبان کھولنے کے لئے کچھ کرنا ہوگا۔"

"تت۔تم مجھے گولی مار دو۔لیکن میں اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔؟"

"ہاں۔" ہنری نے اسبار ٹھوس لہجے میں کہا تم اگر چاہو تو مجھ پر اذیتوں کی انتہا کر دو لیکن اب میری زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلے گا۔میں اپنی قوم کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا۔"

"اپنے فیصلے پر ایک بار پھر غور کر لو۔ممکن ہے بعد میں تم کو پچھتانے کا موقع بھی نہ مل سکے۔"

"میں اچھی طرح سوچ چکا ہوں۔"

"اچھا چلو یہی بتا دو کہ تمہارے ان ساتھیوں کے نام کیا ہیں جو ساحل کی نگرانی کرتے ہیں۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔۔“ ہنری نے اسیار حقارت سے جواب دیا۔میں کہہ چکا ہوں کہ اب ایک لفظ بھی نہیں بتاؤں گا۔۔“

”تمہاری مرضی۔۔“ عمران نے جیب سے اپنا ریوالور نکالتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔میں صرف تین تک گنوں گا۔۔“

”اسکی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔“ ہنری نے عمران کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔“

صفدر، چوہان اور شاہدہ کی نگاہیں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

”ایک۔دو۔تین۔۔“ عمران نے دو۔دو سیکنڈ کے وقفے سے کہا پھر اسکی انگلی کا دباؤ ٹرائیگر پر دیتا چلا گیا۔ہنری کی کھوپڑی سے خون کا فوارہ ابلتے ہی وہ ایک طرف ڈھیر ہو گیا۔

”چوہان۔۔“ عمران ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے چوہان سے مخاطب ہوا۔اسے اٹھا کر بوٹ سے نیچے پھینک دو۔“

چوہان نے خاموشی سے عمران کے حکم کی تعمیل کر دی۔اسکے بعد خاصی دیر تک انکے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔عمران کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔صفدر عمران کے قریب رہا لیکن شاہدہ اور چوہان اٹھ کر دوسری بوٹ پر آ گئے۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔۔“ شاہدہ چوہان سے پوچھ رہی تھی۔کیا عمران نے ہنری کو ختم کر کے غلطی نہیں کی۔؟“

”ہو سکتا ہے۔لیکن بہرحال وہ ہماری ٹیم کا چیف آفیسر ہے اس لئے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔“

"میں نے صرف تمہارا خیال پوچھا تھا۔"

"تم عمران کے بارے میں ابھی زیادہ نہیں جانتیں۔" چوہان نے دبی زبان میں کہا۔ "وہ جو کچھ بھی کرتا ہے سوچ سمجھ کر ہی کرتا ہے۔ میں نے اسے بارہا ایسے موقعوں پر بھی قہقہہ لگاتے دیکھا ہے جب موت ہماری شہ رگ تک پہنچ چکی تھی۔"

"اتنا میں بھی سمجھ چکی ہوں کہ وہ ٹھوس ارادوں کا مالک ہے لیکن ہم ہنری سے بہت سے کام لے سکتے تھے۔"

شاہدہ نے کہا۔ "تاریک جزیرے پر وہ ہماری رہنمائی کر سکتا تھا۔ گائیڈ بن سکتا تھا وہ۔"

"تھریسیا کے بارے میں۔ تمہاری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔" چوہان نے جواب دیا۔ پھر بولا۔

"اس کی تنظیم میں صرف ایسے ہی آدمی شامل کئے جاتے ہیں جو غداری پر موت کو ترجیح دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ہنری نے جو کچھ کہا تھا مجھے اس کا یقین نہیں ہے۔ وہ ہمارے لئے آئندہ کسی موقع پر پریشانی کا باعث بھی بن سکتا تھا۔"

"کیا عمران پہلے بھی تھریسیا سے ٹکرا چکا ہے۔"

"ہاں۔ کئی بار ہمارا ٹکراؤ ہو چکا ہے لیکن ہر بار ہم عمران ہی کی چالاکی سے بچے ہیں۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے ایک بات اور بتا رہا ہوں۔ تھریسیا عمران پر جان چھڑکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ابھی تک اس کا ہاتھ عمران پر نہیں اٹھ سکا۔"

شاہدہ نے اس انکشاف پر چونک کر عمران کو دیکھا پھر دوبارہ چوہان سے گفتگو کرنے لگی۔

۵

دوسرے روز جولیا وغیرہ کو سیاہ پوشوں نے پھر اسی بڑے ہال میں پہنچا دیا جہاں وہ تھریسیا سے ملاقات کر چکی تھی۔ اگلے چوبیس گھنٹوں تک انھیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی۔ تھریسیا کے آدمیوں نے ان کا ہر طرح سے خیال رکھا تھا۔

اس دوران میں جولیا نے تنویر کو سمجھانے کی کوشش بھی کی تھی لیکن تنویر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جولیا کو اس بات کا شدید خطرہ تھا کہ کہیں تنویر تھریسیا کو عمران کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ نہ کر دے۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ تنویر عمران سے شدید نفرت کرتا ہے۔

چنانچہ اس وقت بھی جب سیاہ پوشوں نے انھیں بڑے ہال میں چلنے کو کہا تو جولیا نے تنویر کو گھورا تھا لیکن تنویر نے بڑی لاپرواہی سے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

بڑے ہال میں اس وقت تھریسیا تنہا نہیں تھی۔ ہال کے وسط میں پانچ عدد کرسیاں موجود تھیں۔ درمیان میں تھریسیا اپنے سنہری اسفنج والے لباس میں بیٹھی تھی۔ اور اس کے

دونوں جانب دو دو سیاہ پوش موجود تھے۔ جولیا کو لانیوالے سیاہ پوش نے اندر داخل ہو کر جھک کر سامنے بیٹھے ہوئے افراد کو سلام کیا پھر الٹے قدموں واپس باہر نکل گیا۔ دیوار کی وہ جگہ دوبارہ برابر ہو گئی جوان کے اندر داخل ہوتے وقت کسی میکینزم کے ذریعے دروازے کی شکل میں دائیں بائیں ہٹی تھی۔

تھوڑی دیر ہال میں مکمل خاموشی طاری رہی پھر تھریسیا کی آواز ہال میں گونجی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تم لوگ تاریک جزیرے میں کس غرض سے آئے ہو۔ میں اگر چاہتی تو تم سب کو جہاز پر بھی تباہ کر سکتی تھی لیکن میں نے اسے مناسب نہیں سمجھا محض اس لئے کہ تم لوگ ہمارے کام آسکتے ہو۔ جزیرے میں تم لوگوں کو ہر قسم کی آسائش حاصل ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے یہ شرط ہے کہ تم اس خونی معاہدے پر دستخط کر دو جو تمہیں ہماری ٹیم میں شامل کر سکتا ہے۔ اس کے بعد تم لوگوں کو وفاداری کے لئے حلف بھی اٹھانا پڑیگا"۔

جولیا اور اس کے ساتھی خاموش کھڑے سنتے رہے۔

"میں تم لوگوں کو اس بات کا یقین دلا دوں کہ تاریک جزیرے پر ہمارے علاوہ کوئی دوسری طاقت قبضہ نہیں کر سکتی۔ ہماری لامحدود طاقت کے آگے تمہاری حکومت ایک حقیر چیونٹی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ ہم کشت و خون کے عادی نہیں ہیں ورنہ ہم جب اور جس وقت بھی چاہیں یہاں بیٹھے بیٹھے تمہاری حکومت کے وجود کو ریزوں میں تبدیل کر سکتے ہیں مگر ابتک ایسا نہیں چاہا گیا اس لئے کہ ہم کو قوی اُمید ہے کہ ایک نہ ایک دن تمام دنیا پر ہماری حکومت ہوگی اور دنیا کی بڑی سے بڑی قوت بھی ہمارے سامنے جھکنا اپنی عزت افزائی خیال کریگی۔" تھریسیا ایک لمحے کے لئے رکی پھر اس نے

دوبارہ کہنا شروع کیا۔

" یہ مختصر سی گفتگو میں نے اس لئے ضروری سمجھی ہے کہ تم لوگ اچھی طرح اپنے بارے میں کوئی آخری فیصلہ کر سکو۔ میں تم کو صرف پانچ منٹ کی مہلت دیتی ہوں اگر تم ہمارے ساتھ خلوص دل سے مل کر کام کرنے پر آمادہ ہو تو ہمیں تم سے کوئی شکایت نہ ہو گی لیکن دوسری صورت میں تم لوگوں کو سخت ترین آزمائش سے گزرنا ہو گا۔"

تھریسیا نے اپنی تقریر ختم کر کے خاموشی اختیار کر لی۔ پانچ منٹ تک پورے ہال میں موت کا سکوت طاری رہا پھر تھریسیا نے سب سے پہلے خاور کو مخاطب کیا۔

"تمہارا کیا فیصلہ ہے۔ کیا تم ہمارے لئے کام کرنے پر آمادہ ہو۔؟"

" مجھے افسوس ہے کہ جبتک میں یہاں کے حالات کو اچھی طرح نہ سمجھ لوں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔"

" بیکار باتوں میں مت پڑو خاور۔ تم یہاں سے فرار ہونے کے خواب ہی دیکھتے رہ جاؤ گے لیکن تمہارے یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتے۔" تھریسیا نے کہا۔ میں آج اور اسی وقت تم لوگوں کے بارے میں فیصلہ کر دینا چاہتی ہوں۔"

"میں غلامی قبول کرنے پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔" خاور نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

تھریسیا معنی خیز انداز میں مسکرائی پھر اس نے صدیقی کی طرف دیکھا۔

"تمہارا کیا فیصلہ ہے اپنے بارے میں۔؟"

"میں خاور کے ساتھ ہوں۔" صدیقی نے آہنی عزم سے کہا۔

"تنویر۔" تھریسیا نے تنویر کو مخاطب کیا۔ کیا تم بھی خاور اور صدیقی کے فیصلے

کی تائید کرو گے۔"

"نہیں۔" تنویر دو قدم آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ "میں زیرولینڈ کی شہریت قبول کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ مجھے اس بات کا یقین دلایا جائے کہ ہماری تنظیم بنی نوع انسان کی بربادی کے درپے نہیں ہوگی۔"

"زیرولینڈ کے بارے میں ابھی سے مت سوچو۔" تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم اگر وفادار ثابت ہوئے تو تم کو زیرولینڈ کا شہری بھی بنایا جا سکتا ہے مگر اس کے لئے تم کو کئی مرحلوں سے گزرنا ہوگا۔ رہا انسانیت کے تحفظ کا سوال تو میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ ہم اس وقت تک کسی سے ... ٹکرانا پسند نہیں کرتے جب تک کوئی خود ہمارے وجود کے لئے خطرناک نہ ثابت ہو۔"

"اگر یہ بات ہے تو میں تیار ہوں۔"

"تنویر۔" جولیا دانت پیستے ہوئے غرائی۔ "کیا تم اپنی قوم کے ساتھ غداری کرو گے۔؟"

"یکومت۔ مجھے زندگی سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہے۔" تنویر نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"جولیا۔" تھریسیا نے مسکراتے ہوئے جولیا کو مخاطب کیا۔ "دنیا کے ہر فرد کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے اس لئے تم تنویر کو اس کے فیصلے سے کبھی نہیں روک سکتیں۔ ویسے تمہارا کیا جواب ہے۔"؟

"میں بھی خاور اور صدیقی کے ساتھ ہوں۔" جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا پھر تنویر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔

" مجھے تمہاری یہ صاف گوئی پسند آئی جولیا لیکن اس کے باوجود تم میرے لئے کام کرنے پر مجبور ہو جاؤ گی۔" تھریسیا نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

" ہمارے پاس ایسے ذرائع موجود ہیں جو تم کو یکسر بدل ڈالیں گے اور پھر تم ہمارے اشاروں پر ناچتی رہو گی۔ ہم تمہارے ذہنوں کو بدل دینے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔"

" وہ شکل دوسری ہو گی۔" جولیا جھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔ لیکن جب تک میں اپنے ہوش و حواس میں ہوں تمہاری بات کبھی نہیں مان سکتی۔"

" تم ابھی اس کا انجام دیکھ لو گی۔" تھریسیا یکلخت سنجیدہ ہو گئی پھر اس نے اپنے دائیں جانب بیٹھے ہوئے سیاہ پوش کو کچھ اشارہ کیا جو تیزی سے اٹھا اور خاور کے قریب آ گیا۔

چند ثانیے تک وہ خاور کو نقاب سے جھانکتی ہوئی نگاہوں سے گھورتا رہا پھر اس نے خاور کو اپنے ساتھ اس گوشے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا جہاں ایک آہنی الماری موجود تھی۔ الماری کے ساتھ ہی ایک اسپرنگ بیڈ بھی موجود تھا۔ بالکل ویسا ہی جیسا، مریضوں کے معائنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

خاور نے ہونٹ بھینچ کر اپنے دوسرے ساتھیوں کو دیکھا پھر قدم بڑھانے لگا۔ سیاہ پوش اسے ساتھ لئے ہوئے اسپرنگ بیڈ تک آ گیا پھر اس نے خاور کو بیڈ پر لیٹنے کا اشارہ کیا اور خود آہنی الماری کھول کر اس میں سے ایک بوتل نکالی پھر سرنج نکالی اور بوتل کے محلول کو سرنج میں بھرنے لگا۔

خاور سختی سے آنکھیں بند کئے بیڈ پر لیٹا رہا۔ اس کے ذہن میں اس وقت صرف ایک ہی نام گونج رہا تھا۔

ایکسٹو۔ ایکسٹو۔ ایکسٹو۔۔"

جولیا کی نظریں سیاہ پوش اور خاور پر جمی ہوئی تھیں۔ تھریسیا کے بارے میں اسے بخوبی علم تھا کہ وہ اپنی بات کو پورا کرنے کا حوصلہ بھی رکھتی ہے۔ اسکے علاوہ اسکی تنظیم میں دنیا کے بہترین دماغ شامل تھے اور وہ ہر چیز پر قادر تھے۔

ذہن کو بدل دینا کوئی ایسی حیرت انگیز بات نہیں۔" جولیا نے سوچا۔ نشیلی اور زہریلی چیزوں کا محلول انسان تو کیا جانوروں کے ذہنوں کو بھی تبدیل کر سکتا ہے۔

جولیا کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ محض تنویر کی وجہ سے کھیل بگڑ گیا ورنہ اسنے یہی اسکیم بنائی تھی کہ جبتک عمران یا ایکسٹو میں سے کسی ایک سے اسکا رابطہ قائم نہیں ہوتا اس وقت تک وہ تھریسیا کو بیوقوف بنانے کیلئے اس کی ہر بات مانتی رہے گی۔

لیکن تنویر کی حماقت نے اس کے ذہن کو ایک ایسا نشتر لگایا کہ وہ جھلا گئی اور پھر ظاہر تھا کہ بات بگڑتی چلی گئی۔

مگر اب وہ بڑی سنجیدگی اور ٹھنڈے دماغ سے اس بات پر غور کر رہی تھی کہ اگر واقعی تھریسیا کی کسی حیرت انگیز ایجاد نے ان سب کی دماغی صلاحیتوں کو بیکار کر دیا تب کیا ہوگا۔؟

اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال تیزی سے ابھرا۔ دوسرے ہی لمحے وہ چلائی تھی۔!

"ہم سب تمہارے حکم کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔۔"

سیاہ پوش نے جو خاور کے بازو پر اسپرٹ لگا چکا تھا چونک کر تھریسیا کی جانب

دیکھا پھر کوئی اشارہ پاکر علیحدہ ہٹ گیا۔

خاور نے جولیا کی آواز پر تیزی سے اٹھ کر اسے گھورا تھا۔

"جولیا۔ کیا تم محض میری خاطر اپنا ارادہ تبدیل کر رہی ہو۔؟" خاور نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں۔" جولیا بدستور الجھے ہوئے انداز میں بولی۔ میں نے یہ سوچ کر اپنا فیصلہ تبدیل کیا ہے کہ جب ہمیں ایک کام کرنا ہی ہے تو پھر سختیاں جھیلنے سے کیا فائدہ۔؟"

"اب تم سمجھداری کی گفتگو کر رہی ہو جولیا۔" تھریسیا نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا تم لوگ ہماری نظروں میں دھول نہیں جھونک سکو گے۔"

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں مادام۔" جولیا نے ملائمت سے جواب دیا۔ اگر مجھے اس بات کا یقین ہوتا کہ آپ محض دھمکی دینے کے لئے ہمارے ذہنوں پر اپنے تجربات کو آزمانا چاہتی ہیں تو میں اپنا فیصلہ کبھی تبدیل نہ کرتی لیکن اب۔ اب میں آپ کی عظیم طاقتوں کے سامنے سر جھکانے پر تیار ہوں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے صدیقی۔؟" تھریسیا نے صدیقی سے پوچھا۔

"میں ہر حالت میں خاور اور جولیا کے ساتھ ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تم لوگوں کی باتوں پر اعتبار کئے لیتی ہوں مگر اس کا خیال رکھنا کہ تم لوگوں کی کوئی معمولی سی حماقت بھی کسی قیمت پر برداشت نہیں کی جا سکتی۔" تھریسیا سخت آواز میں بولی۔ میں نے دشمنوں کے ساتھ رعایت کرنا نہیں سیکھا۔"

"آپ مطمئن رہیں مادام۔ آپ کو ہم سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔"

"کیوں تنویر۔ کیا میڈم جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔" تھریسیا نے اسبار تنویر

سے پوچھا جو ابھی تک اپنے تینوں ساتھیوں سے الگ تھلگ کھڑا تھا۔

"میں وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا مادام کہ ان کے دلوں میں کیا ہے لیکن میں آپ کو اس کا مشورہ بھی کبھی نہیں دوں گا کہ آپ ان لوگوں کی زبان پر آنکھ بند کر کے اعتبار کر لیں" تنویر نے خاص طور پر جولیا کو حقارت بھری نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میڈم جولیا کو شاید ابھی تک اس بات کی امید باقی ہے کہ عمران ہمارے بچاؤ کے لئے یہاں تک پہنچ سکے گا۔"

جولیا نے خونخوار نظروں سے تنویر کو گھورا لیکن پھر فوراً ہی اسنے خود پر قابو پا لیا۔ موقع کی نزاکت یہی تھی کہ وہ اپنی پالیسی پر قائم رہتی۔

"مجھے بھی عمران کا انتظار ہے۔" تھریسیا نے چھت کو گھورتے ہوئے کہا پھر آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ تصورات کی دنیا میں بھی عمران سے ملاقات کی خواہشمند ہو۔

تین روز کے طویل سفر نے ان سب کو اور خاص طور پر شاہدہ کو بری طرح نڈھال کر دیا تھا۔ کھانے پینے کی چیزیں انھوں نے اچھی خاصی مقدار میں ساتھ رکھی تھیں مگر عمران اسکے باوجود انھیں بہت احتیاط سے استعمال کر رہا تھا۔

صفدر اور چوہان بھی اس سمندری سفر سے بددل ہو رہے تھے لیکن عمران اسی طرح چاق و چوبند نظر آ رہا تھا جیسے سفر کا آغاز کئے اسے دو چار گھنٹوں سے زیادہ نہ ہوتے ہوں۔

اس وقت بھی وہ دوربین ہاتھ میں لئے متوقع ساحل کی جانب دیکھ رہا شاہدہ اس کے قریب موجود تھی۔

صفدر اور چوہان دوسری بوٹ پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارا انجام کیا ہو گا۔؟" چوہان مضمحل انداز میں کہہ رہا تھا۔ ہم صرف تین آدمی رہ گئے ہیں۔"

"ہمت سے کام لو چوہان۔" صفدر بولا۔ ہمیں اتنی جلدی مایوس نہیں ہونا

چاہیئے۔"

"کیا تمہیں اب بھی اس بات کی اُمید ہے کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے۔؟"

"ہاں۔ جب تک عمران کے ہاتھ پاؤں آزاد ہیں ہمیں آزادی اور کامیابی کی توقع رکھنی چاہیئے۔"

"تعجب ہے کہ اس بار ایکسٹو ہمارے ساتھ نہیں ہے۔"

"اس بات پر مجھے بھی حیرت ہے۔" صفدر نے دبی زبان میں کہا۔ "بہرحال وہ ہماری طرف سے غافل نہیں ہوگا۔"

"خدا جانے جولیا اور تنویر وغیرہ کا کیا بنا ہوگا۔؟"

"مجھے امید ہے کہ ابھی تک وہ زندہ ہوں گے۔" صفدر بولا۔ "تھریسیا کو عمران کی تلاش کی خاطر انہیں ہر قیمت پر زندہ رکھنا پڑیگا۔"

"شاہدہ کی حالت ہم سب سے زیادہ خراب نظر آرہی ہے۔" چوہان نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"میں بھی محسوس کر رہا ہوں لیکن تم نے شاید ایک بات پر غور نہیں کیا۔"

"وہ کیا۔؟"

"شاہدہ کے حوصلے ابھی تک جوان ہیں۔ عمران نے اسکے انتخاب میں غلطی سے کام نہیں لیا ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ ہمیں عورتوں کو ساتھ نہیں لانا چاہئیے تھا۔"

"کیوں۔ کیا تم اسے بدشگونی کہو گے۔؟"

"نہیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کی وجہ سے ہم کو مصیبتیں بھی لاحق ہو سکتی

ہیں۔"

"قبل از وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

چوہان نے صفدر کو سرسری طور پر دیکھا پھر عمران کی طرف متوجہ ہو گیا جو بدستور دور بین آنکھوں سے لگائے ایک سمت دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اس وقت بھی شگفتگی کے تاثرات موجود تھے۔ تھکن کا مطلق احساس نہیں ہو رہا تھا۔ دونوں لائف بوٹس لہروں پر ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں۔

پانی کا بہاؤ ان کا ساتھ دے رہا تھا اس لئے ابھی تک چپو کے استعمال کی نوبت نہیں آئی تھی۔"

"کیا عمران کو تاریک جزیرے کے محل وقوع کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔؟"
اچانک چوہان نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ عمران جیسی شخصیت اندھے کنوئیں میں بھی چھلانگ لگا سکتی ہے۔"

"ضروری نہیں ہے کہ ہم ہر بار کامیاب ہی ہوتے رہیں۔ پھر تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ ہمارا مقابلہ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا جیسی مکار اور ہوشیار عورت سے ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن عمران اسکی چالاکیوں سے اچھی طرح واقف ہے۔" صفدر نے جواب دیا۔ تھریسیا کی شخصیت ہمارے لئے نئی نہیں ہے۔"

"غیر ملکی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔؟"

"میں سمجھا نہیں۔" صفدر نے چوہان کو وضاحت طلب نگاہوں سے دیکھا۔

"میرا اشارہ اس کے بیان سے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا ہو وہ ٹھیک ہی ہو۔
کیا تھریسیا نے ایسا کوئی انتظام نہ کیا ہو گا کہ تاریک جزیرے پر کسی نو وارد کے قدم
رکھتے ہی اس کو اطلاع مل جاتے۔"

"ہمیں فی الحال ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہئیے۔" صفدر نے روکھے لہجے میں جواب
دیا پھر واٹر بوتل نکال کر پانی پینے لگا۔

دوسری طرف شاہدہ عمران سے پوچھ رہی تھی۔

"کیا یہ درست ہے کہ تھریسیا تمہیں ایک دو موقعوں پر معاف کر چکی ہے۔؟"

"ہاں تیں۔" عمران چونکا تھا۔ تمہیں ان باتوں کا علم کیسے ہو گیا۔؟"

"چوہان نے مجھے بتایا ہے کہ وہ تم سے محبت بھی کرتی ہے۔"؟

"اماں بی بھی مجھ سے محبت کرتی ہیں۔"

"میں تھریسیا کے بارے میں پوچھ رہی ہوں۔"؟

"اچھی خاصی عورت ہے۔" عمران نے دوربین گلے میں لٹکاتے ہوئے جواب دیا
پھر لائف بوٹ کے کنارے پر بیٹھ گیا۔

"یہ زیرولینڈ کیا بلا ہے۔؟"

"کوئی بھی نہیں جانتا کہ زیرولینڈ دنیا کے کس خطے پر واقع ہے۔ لیکن تم اس
وقت تھریسیا اور زیرولینڈ کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو۔؟"

"یونہی اپنی معلومات میں اضافے کے لئے پوچھ رہی تھی۔"

"میں صبح کے وقت الٹا کھڑا رہتا ہوں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے جواب
دیا۔ ناشتے میں صرف دو توس اور ایک عدد بطخ کا انڈا کھاتا ہوں۔ لنچ میں مرغی کا سوپ

اور مونگ کی دال کھاتا ہوں۔ ڈنر کے وقت سبزی پر گزارہ کرتا ہوں اور سوتے وقت دودھ کا ایک گلاس چڑھا لیتا ہوں۔"

"میں نے تمہاری خوراک کے بارے میں کب دریافت کیا تھا۔"

"تمہاری معلومات میں اضافہ کر رہا ہوں۔" عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔ "ویسے کیا تم کو معلوم ہے کہ شترمرغ کس موسم میں انڈے دیتا ہے۔؟"

"تم واقعی احمق ہو۔" شاہدہ جھلا گئی۔ "جویلی نے مجھ سے غلط نہیں کہا تھا۔"

"ارے جاؤ۔" عمران نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔ "اب میں اتنا احمق بھی نہیں ہوں کہ جویلیا کے دل کا حال بھی نہ سمجھ سکوں۔"

"کیا جانتے ہو تم اسکے دل کے بارے میں۔؟"

"وہی۔ جسے وہ کہتے ہیں۔"

"کیا کہتے ہیں۔؟"

"مجھے نہیں پتہ۔ ویسے میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ جب وہ ہو جاتی ہے تو انسان کی بھوک پیاس مر جاتی ہے۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ جاتے ہیں۔ کیا تمہیں بھی کسی سے وہ ہوتی ہے۔" آخری جملہ عمران نے بڑی سادگی سے پوچھا تھا۔

"مجھے حماقت کی باتوں سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہا۔" شاہدہ نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"نہ رہی ہوگی لیکن نفسیاتی اعتبار سے کبھی کبھی انسان کے دل کی دھڑکنیں تیز ضرور ہو جاتی ہیں۔ ویسے فلسفہ ۔ ۔ ۔ ۔"

"نہیں۔ میں فلسفے کے بارے میں تمہاری بکواس نہیں سن سکوں گی۔"

"اچھا۔ ٹھہرو میں لکھے دیتا ہوں تم خاموشی سے پڑھ لینا۔" عمران کے چہرے پر حماقت کے ڈونگرے برس رہے تھے۔

"تم دوسروں کو آخر الو کیوں سمجھتے ہو۔؟" شاہدہ جھلا گئی۔

"ارے توبہ۔ توبہ۔" عمران نے جلدی سے اپنا منہ پیٹنا شروع کر دیا پھر پوچھا۔ ویسے کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ الو کی مادہ کو کیا کہتے ہیں۔؟"

"نان سنس۔" شاہدہ اپنے ہونٹ چبانے لگی۔

"بالکل غلط۔ نان سنس احمق کو کہتے ہیں۔ میں نے تم سے الو کی مادہ کے بارے میں استفسار کیا تھا۔"

"پلیز عمران۔" شاہدہ نے ہتھیار ڈال دیئے۔ خدا کے لئے میرا دماغ مت چاٹو نہیں تو میں پاگل ہو جاؤں گی۔"

عمران نے شاہدہ کے چہرے کا جائزہ لیا پھر خاموشی سے دوربین پکڑ کر آنکھوں سے لگا لی۔ تھوڑی دیر تک وہ متوقع ساحل کی طرف دیکھتا رہا پھر اچانک اٹھ کر تیزی سے کھڑا ہو گیا۔ دوربین بدستور آنکھوں پر جمی ہوئی تھی۔

"شاہدہ ہم اب ساحل سے زیادہ دور نہیں ہیں۔" اس نے دوربین شاہدہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

صفدر اور چوہان بھی دوسری بوٹ پر آ گئے پھر انھوں نے بھی باری باری ساحل کی طرف دیکھا۔ تاریکی میں جزیرے کا پہاڑی علاقہ اب سمندر کے پھوڑے کی مانند نظر آ رہا تھا۔

"ہم بڑے اچھے وقت پر وہاں پہنچ گئے۔" عمران نے اپنی دستی گھڑی دیکھتے

ہوتے کہا۔ اس وقت پانچ بجے ہیں اور میرے اندازے کے مطابق ہمیں وہاں ایک اور دو کے درمیان پہنچ جانا چاہئیے۔"

"عمران صاحب۔ کیا آپ کو اس جزیرے کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔؟" چوہان نے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔ اس جزیرے کو تاریک جزیرہ کہتے ہیں۔"

"میرا مطلب اندرونی معلومات سے تھا۔؟"

"اندرونی حالات تمہیں اندرونی حصے میں جانیکے بعد ہی معلوم ہوسکیں گے۔" عمران نے سادگی سے جوابدیا اور چوہان تلملا کر رہ گیا۔

"یہی سوال میں بھی تم سے کرنا چاہتی ہوں۔" شاہدہ نے پوچھا۔ اگر ہمارے پاس جزیرے کا نقشہ موجود ہوتا تو ہمیں بڑی آسانیاں میسر آسکتی تھیں۔"

"نقشہ ہے میرے پاس۔" عمران نے کہا۔ وہ سروے میپ میں نے چلتے وقت ٹورسٹ ڈیپارٹمنٹ سے حاصل کر لیا تھا۔"

"پھر تم نے چوہان کی بات کا جواب کیوں نہیں دیا۔؟"

"چوہان نے نقشے کے بارے میں کب پوچھا تھا" عمران لڑاکا عورتوں جیسے انداز میں بولا۔ ارے واہ۔ کیا اب تم مجھ پر یہ الزام لگاؤ گی کہ میں اونچا سنتا ہوں۔"

صفدر صرف مسکرا کر رہ گیا۔ چوہان ابھی تک اپنے ہونٹوں پر غصہ اتارنے میں مصروف تھا لیکن شاہدہ بدستور عمران سے الجھ رہی تھی۔

"ایسے موقعوں پر زیادہ زندہ دلی کا ثبوت دینا میرے نزدیک حماقت ہی کے مترادف ہے۔"

"سوری میڈم۔ میں نے آج تک رونے اور لسبورنے کی پریکٹس کبھی نہیں کی اس لئے معافی چاہتا ہوں۔ ویسے آپ اگر اس سلسلے میں میری کوئی مدد کر سکیں تو مشکور ہوں گا۔"

"تمہیں اپنے بارے میں غلط فہمی بھی ہے۔" شاہدہ بھی جھلا گئی۔

"پہلے کبھی رہی ہو گی لیکن آج کل نہیں ہے۔" عمران نے الوؤں کی طرح دیدے تحیاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا نہیں ہے۔ آجکل۔"

"غلط فہمی۔" عمران بولا۔ ابھی تم نے ہی تو کہا تھا۔"

"خدا سمجھے تم سے۔"

"سب ہی سے سمجھے گا۔" عمران نے بھی جلے کٹے لہجے میں جواب دیا پھر بولا۔ کیا صرف میں ہی رہ گیا ہوں سمجھنے کے لئے۔"

"عمران صاحب پلیز۔" صفدر نے درمیان میں بولنے کی کوشش کی لیکن عمران کی زبان بدستور قینچی کی طرح چلتی رہی۔

"نہیں خاموش رہوں گا۔ کیا صرف میں ہی رہ گیا ہوں ایک گناہ گار۔ ارے واہ۔ خدا نے چاہا تو دوسروں کی قبریں بھی کیڑے پڑیں گے۔ کروٹ کروٹ جہنم نصیب ہو گا اور وہ کیا کہتے ہیں اسے۔ وہی جو بدن سے لپٹ کر خون چوس جاتی ہے... نوکیں... شوکیں...."

"آپ شاید جونک کہنا چاہتے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ وہی۔" عمران نے ہانک لگائی۔

پھر اسے خاموش ہو جانا پڑا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے لپک کر چمڑے کا تھیلا کھولا

اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال لیا جو درحقیقت ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر کا کام بھی دیتا تھا۔ ٹرانسمیٹر پر اس وقت بھی ٹکل ٹکل ٹاک۔ ٹاک... ٹکل... ٹکل۔ کے سگنل موصول ہو رہے تھے۔

عمران جلدی جلدی فریکوئنسی ملانے لگا۔ ایک منٹ بعد ہی ٹرانسمیٹر پہ ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ہیلو عمران... ہیلو... ہیلو...."

"میں پہلے ہی بہت زیادہ مل چکا ہوں جناب۔ اس لئے اب مزید ملنے کی طاقت نہیں ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"گڈ۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ تم لوگ پریشانی کا شکار نہ ہو۔" دوسری طرف سے ایکسٹو کی بھراتی ہوئی آواز ابھری۔

"بالکل بالکل۔ میں بھی اسی اصول کا قائل ہوں لیکن یہ شاہدہ ادر چوہان۔"

"عمران۔" اچانک ایکسٹو کا لہجہ کرخت ہو گیا۔ "بیکار باتیں نہیں۔ میں تم لوگوں کو صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ اب تم لوگ ڈارک آئی لینڈ سے صرف بائیس میل دور ہو۔ یہ بھی اچھا ہے کہ تم یہاں رات میں پہنچو گے۔"

"جی ہاں۔ مجھے بھی اسی بات کی خوشی ہے اس لئے کہ رات میں مجھے ہمیشہ دور کی سوجھتی ہے۔" عمران نے جلدی سے کہا۔

"شٹ اپ۔ میں بیہودگی پسند نہیں کروں گا۔"

عمران نے اپنے ہونٹ اس طرح بھینچ لئے جیسے جلدی میں کوئی کسیلی چیز کھا جانے سے منہ کڑوا ہو گیا ہو۔

"غور سے سنو۔ اگر ہو سکے تو تم لوگ کسی طرح ساحل سے دور ہی لائف بوٹس کو تباہ کر دینا۔ میرا خیال ہے کہ دو چار سو گز تیر لینا زیادہ مناسب رہے گا۔" ایکسٹو نے کہا۔ پھر بولا۔

"میں نے تم لوگوں کی رہائش کے لئے یہاں ایک عارضی بندوبست کر لیا ہے جوزف اور نعمانی تم کو ساحل کے قریب ہی مل جائیں گے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں جناب۔" عمران نے اسبار سنجیدگی سے کہا پھر ہنری ایبرٹ کے بارے میں تفصیل دوہرانے لگا۔

"ہنری نے غلط نہیں کہا ہے۔" ساحل کی نگرانی پر کچھ افراد تعینات ضرور ہیں لیکن وہ اس معاملے میں زیادہ سنجیدہ نہیں ہوتے۔" ایکسٹو کی طرف سے جواب ملا۔ بہر حال تم لوگوں کو یہاں قدم قدم پر محتاط رہنا پڑے گا۔"

"کیا حشرت الارض کی تعداد زیادہ ہے۔" عمران نے تیزی سے پوچھا اور دوسرے چونک پڑے۔

"مجھے امید ہے کہ یہ جگہ تم کو ضرور پسند آئیگی۔ یہاں جنگلات اور پہاڑیاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔" ایکسٹو سنی ان سنی کر کے بولا۔

"کیا مطلب۔؟" عمران نے دیدے نچاتے ہوئے پوچھا۔ کیا جنگلات اور پہاڑ بھی اب کسرت کرنے لگے۔"

لیکن دوسری سے جواب ملنے کے بجائے رابطہ ختم کر دیا گیا تھا صفدر، چوہان اور شاہدہ کے چہرے ایکسٹو کی آواز سن کر خوشی سے کھل اٹھے لیکن عمران بدستور حیران نظر آرہا تھا۔

"یار صفدر۔ کیا تمہیں اس بات پر حیرت نہیں ہوتی کہ جنگل اور پہاڑ بھی آجکل کسرت کرنے لگے ہیں۔" عمران نے صفدر کو مخاطب کیا۔

"سب کچھ ممکن ہے۔ زمانہ بہت ترقی کر چکا ہے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے تم اسی وقت سے ڈنٹر پیلنا شروع کر دو۔" اس بار عمران نے شاہدہ سے کہا۔

"بکومت۔ ورنہ میں تھپڑ مار دوں گی۔" شاہدہ بری طرح جھلا گئی اور عمران نے اس طرح دیدے نچا نچا کر اسے گھورنا شروع کر دیا جیسے وہ اس کی ناراضگی کا مقصد سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

دس بارہ عدد سیاہ پوش تقریباً پچاس ساٹھ آدمیوں کو گھیرے ہوئے اس دراڑ میں سے گذر رہے تھے جو خاصی کشادہ تھی۔ روشنی کا اگر معقول انتظام نہ ہوتا تو ہاتھ کو ہاتھ بھی سجھائی نہ دیتا۔

جولیا۔ خاور اور صدیقی بھی ان میں شامل تھے۔ تنویر آدمیوں کے ہجوم میں دور تک نظر نہیں آرہا تھا۔ بیس منٹ تک خاموشی سے چلتے رہنے کے بعد وہ ایک کھلے ہوئے حصے میں آگئے۔ جہاں پہلے سے بہت سارے آدمی مختلف کاموں میں مصروف تھے۔!

جولیا نے قرب وجوار کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ کھلی ہوئی جگہ دو میل کے رقبے میں پھیلی ہوئی تھی۔ چاروں طرف بلند پہاڑیاں تھیں جن کو کاٹ کر کنوئیں کی شکل دیدی گئی تھی۔ پہاڑیوں کی بلندی ساٹھ ستر گز سے زیادہ رہی ہوگی لیکن آسمان اس وقت بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ آتا بھی کیسے جبکہ اوپر دھند کی ایک دبیز چادر پھیلی ہوئی تھی۔ یہ شاید اسی لئے تھی کہ اگر اوپر سے کوئی جہاز گذرے تو اسے نیچے کچھ نظر نہ

آسکے۔!

ہر طرف ملگجا اندھیرا پھیلا ہوا تھا روشنی بس اتنی ہی تھی کہ وہ بینائی پر زور دیکر وہاں کی ہر شئے کو دیکھ سکتے تھے۔ سیاہ پوشوں نے کھلے میدان میں پہنچ کر ان کو مختلف گروپ میں بانٹ دیا۔ جولیا خاور اور صدیقی کو پتھر توڑنے کا کام سونپا گیا۔ تین چار افراد پہلے ہی سے اس کام میں اس طرح مصروف تھے جیسے ان کا اس کے علاوہ کسی دوسری بات سے کوئی تعلق ہی نہ رہا ہو۔

جولیا ان افراد کے درمیان سے گزرتے وقت اچانک ٹھٹھک کر رکی۔ اس نے ایک فرد کو بغور دیکھا پھر آگے بڑھ گئی۔ اسکے بعد انکے ہاتھوں میں بھی ہتھوڑے دیکر پتھروں کے ایک انبار کے قریب چھوڑ دیا گیا تھا۔ ایک سیاہ پوش تھوڑے فاصلے پر ایک بڑے پتھر پر جم گیا۔

وہ شاید جولیا وغیرہ کی نگرانی پر مامور تھا۔

خاور اور صدیقی نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر وہ بھی دوسروں کی طرح اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ جولیا کو بھی۔ مجبوراً ان کا ساتھ دینا پڑا۔ ایک گھنٹے تک وہ خاموشی سے اپنے کاموں میں مصروف رہے لیکن اس عرصے میں بھی جولیا اس آدمی کو متعدد بار دیکھ چکی تھی جو اُن سے دس گز کے فاصلے پر زمین پر آلتی پالتی مارے بیٹھا پتھروں کو توڑنے میں مصروف تھا۔

"میرا خیال ہے کہ تنویر مزے کر رہا ہوگا۔" صدیقی نے خاور سے دبی زبان میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ تمہارا اندازہ ٹھیک ہو لیکن تم دیکھ لینا کہ وہ دو ایک دن سے

زیادہ آزاد نہیں رہ سکے گا۔" خاور نے سرگوشی کی لیکن گفتگو کرتے وقت بھی وہ گردن جھکائے پتھر توڑنے میں مصروف تھا۔

"کیوں۔ ؟ کوئی خاص وجہ۔ ؟"

"ہاں۔ تھریسیا دشمنوں پر اعتماد کرنے والی آسامیوں میں سے نہیں ہے۔"

"پھر تنویر کو روکنے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ ؟"

"عمران۔" خاور نے کہا۔ "وہ تنویر کو شیشے میں اتار کر اسکے بارے میں معلومات حاصل کرےگی اسکے بعد تنویر کا انجام بھی ہم سے مختلف نہ ہوگا۔ تنویر ویسے بھی عورتوں کے معاملے میں زیادہ دیر تک اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتا۔"

"ٹھیک سوچ رہے ہو۔ لیکن اگر مجھے موقع ملا تو میں تنویر کو بخشوں گا نہیں۔" صدیقی نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ ؟" خاور نے پوچھا۔

"اس نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے۔"

"مجھے بھی معلوم ہے مگر ہمیں اس کے بارے میں کوئی اقدام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایکسٹو خود ہی تنویر کو سزا دیگا۔"

"ایکسٹو۔ ؟" صدیقی نے الفاظ چباتے ہوئے کہا پھر ہونٹ چبانے لگا۔ اسکے چہرے پر اچانک بیزاری اور الجھن کے ملے جلے تاثرات ابھر کر گہرے ہوتے چلے گئے

"کیوں۔ تم خاموش کیوں ہو گئے۔ ؟"

"پتھر توڑ رہا ہوں۔" صدیقی نے بےبسی کا مظاہرہ کیا۔

"ہمیں ثابت قدم رہنا چاہئیے۔" جولیا نے ایک پتھر کو اٹھا کر صدیقی اور

خاور کے قریب کھسکتے ہوئے کہا۔ تھریسیا کے بارے میں ہمیں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ جب وہ اپنے خاص آدمیوں پر بھی سختی کر سکتی ہے تو ہم بہرحال اس کے دشمن ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔" صدیقی نے پوچھا۔

"وہ۔ ادھر۔ بائیں جانب دیکھو۔ میرا خیال ہے کہ تم بھی اسے پہچانتے ہو گے۔" اسبار جولیا نے گردن کی جنبش سے اسی آدمی کی طرف اشارہ کیا جسے وہ متعدد بار بڑی توجہ سے دیکھ چکی تھی۔

"ارے یہ تو پروفیسر ڈگلس[1] معلوم ہوتا ہے۔" خاور نے تعجب سے کہا۔ یہ یہاں کس طرح آ گیا۔؟"

"میں بھی اسی بات پر غور کر رہی ہوں۔ ویسے میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ پروفیسر تھریسیا کے خاص آدمیوں میں سے ہے۔"

"کیا تم کوئی دلیل پیش کر سکتی ہو۔؟" صدیقی نے پوچھا۔

"ہاں۔ آئرن مین کا رول یہی ادا کر تا رہا ہے۔"

"تمہیں کس طرح معلوم ہوا۔؟"

"میں نے ایکسٹو کی باتوں سے اندازہ لگایا ہے۔" جولیا بولی پھر کنکھیوں سے اس سیاہ پوش کو دیکھنے لگی جو بدستور تھوڑے سے فاصلے پر جما بیٹھا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"لیکن اس پر عتاب کیوں نازل ہوا۔؟" خاور نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ لیکن ممکن ہے کہ ہم لوگوں کی یہاں تک آمد کی وجہ سے تھریسیا اسکی طرف سے مشکوک ہو گئی ہو۔" جولیا نے کہا پھر اپنے چہرے سے پسینے کو صاف کرنے

---

[1] پروفیسر ڈگلس کے حالات کیلئے ایس قریشی کی عمران سیریز کا ناول آئرن ماسک پڑھیئے۔

لگی۔!

"ایک اسکیم آئی ہے میرے ذہن میں۔"، صدیقی نے پرُامید لہجے میں کہا۔

"وہ کیا۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"ہم اگر پروفیسر کو ملالیں تو وہ ہمارے لئے کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔"

"ابھی نہیں۔" جولیا نے تیزی سے کہا۔ ہمیں عمران وغیرہ کا انتظار کرنا چاہئیے اسکے بعد ہی کچھ کریں گے۔"

"کیا تمہیں اُمید ہے کہ دوسری ٹیم یہاں تک پہنچ جائے گی۔؟" صدیقی نے مایوسانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ عمران ہر قیمت پر یہاں آئے گا۔"

"بہرحال پروفیسر ہمارے کام آسکتا ہے۔" صدیقی نے دوبارہ کہا پھر پروفیسر کو دیکھنے لگا جو سر جھکائے خاموشی سے اپنے کام میں منہمک تھا۔ چہرے کے تاثرات بتارہے تھے کہ وہ اس کام سے بیزار نہیں ہے۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تھریسیا نے اسکی ذہنی حالت کو بدل دیا ہو۔؟" خاور کے ذہن میں یہ خیال بڑی سرعت سے ابھرا تھا پھر وہ جولیا وغیرہ سے اس کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا لیکن اچانک ماحول ایک تیز سیٹی کی آواز سے گونج گیا۔

جولیا نے سیاہ پوش کو تیزی سے پتھر سے اٹھتے دیکھا پھر وہ انکے سر پر آکر مسلط ہوگیا۔ دوسرے نقاب پوش بھی اپنی اپنی جگہہ سے اٹھ کر اپنی اپنی ٹیم کے آدمیوں کے قریب جاکر کھڑے ہوگئے۔

خاور اور صدیقی نے ایک ثانیے کیلئے ایک دوسرے کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا

پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ سیاہ پوش چونکہ ان دونوں کے سر پر تھا اس لئے اب وہ کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔

دفعتاً جولیا چونکی تھی۔ چونکنے کی وجہ تنویر ہی ثابت ہوا جو اس وقت تھریسیا کے ساتھ ٹہلتا ہوا اسی کی طرف آرہا تھا۔

تھریسیا کی پشت پر اس وقت بھی وہی پانچوں سیاہ پوش موجود تھے جنہیں وہ بڑے ہال میں اسکے ساتھ دیکھ چکی تھی۔

جولیا کام چھوڑ کر تنویر کو حقارت سے گھورنے لگی۔ تنویر مسکرا مسکرا کر تھریسیا سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ جولیا کے اگر بس میں ہوتا تو شاید وہ اس وقت تنویر کو گولی مارنے سے بھی دریغ نہ کرتی۔

"اے محترمہ۔ رکو مت۔ اپنا کام جاری رکھو۔" سیاہ پوش نے جولیا کو مخاطب کر کے سخت لہجے میں کہا اور جولیا کے ہاتھ دوبارہ چلنے لگے۔

پھر اس وقت تک اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا جب تک کہ تھریسیا تنویر اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ اسکے قریب پہنچ کر رک نہ گئی۔

"تم اس کام میں کوئی دشواری تو محسوس نہیں کر رہی ہو۔" تھریسیا نے جولیا کو مخاطب کیا۔

جولیا اچانک اچھل کر کھڑی ہو گئی پھر وہ بڑے سعادتمندانہ انداز میں دوہری ہو کر سیدھی ہو گئی۔

"مادام تھریسیا اگر اس سے مشکل کام بھی دیں تو اسے کرنا میرے لئے باعث فخر ہوگا۔" جولیا نے اس وقت بڑی شاندار اداکاری کی۔ ویسے یہ دیگر بات تھی کہ اس وقت

بھی اس کے دل میں تنویر کے خلاف نفرت کا طوفان ابل رہا تھا۔

" مجھے اپنے ہی خواہوں سے ہمیشہ یہی توقع رہی ہے۔" تھریسیا نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔ پھر بولی۔

" تم لوگوں کو گھبرانا نہیں چاہئیے۔ میں جلد ہی تم لوگوں کو کوئی دوسرا ہلکا پھلکا کام سونپ دوں گی۔"

" میں اس کے لئے بھی مادام کی شکر گزار ہوں گی۔" جولیا بدستور نرم لہجے میں بولی۔

صدیقی اور خاور بھی کام چھوڑ کر اٹھ گئے تھے لیکن ابھی تک وہ خاموش ہی تھے۔

پروفیسر بدستور اپنے کام میں منہمک تھا۔

" جولیا۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ عمران تم لوگوں کے ساتھ جہاز پر موجود نہیں تھا۔؟" تھریسیا نے اس بار سنجیدگی سے پوچھا۔

" ممکن ہے موجود رہا ہو۔ لیکن مجھے اسکے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔" جولیا نے بڑی خوبصورتی سے جواب دیا پھر تنویر کو دیکھنے لگی۔ اسے شبہ ہوا کہ کہیں تنویر نے سب کچھ اگل تو نہیں دیا۔

" کیا تم جانتی ہو کہ تم لوگوں کو اس کام پر کیوں لگایا گیا ہے۔؟" تھریسیا کے بجائے اسبار تنویر نے پوچھا اور جولیا کی بھنویں تن گئیں۔

" مجھے ان باتوں کے سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" جولیا نے قدرے درشت لہجے میں جواب دیا۔

" لیکن اسکے باوجود میں تم کو یہ ضرور بتاؤں گا کہ مادام تھریسیا نے محض اس لئے تم

لوگوں کو سزا کے طور پر اس کام پر لگایا ہے کہ تم نے ہماری تنظیم کے لئے کام کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تھا۔"

"میں تم سے گفتگو نہیں کر رہی ہوں۔" جولیا کا چہرہ غصّہ سے تمتما اٹھا۔ تنویر کے الفاظ سن کر وہ اپنا غصّہ ضبط نہیں کر سکی تھی۔

"تنویر غلط نہیں کہہ رہا ہے مس جولیا نا فٹز واٹر۔" تھریسیا نے سنجیدگی سے کہا۔ ابھی چند روز تک اور میں اس بات کا امتحان لوں گی کہ تم لوگوں نے اپنے خیالات تبدیل کرنے میں کسی مصلحت کی آڑ تو نہیں لی ہے۔؟"

"مادام کی مرضی پر منحصر ہے۔"

"تم دونوں اس قدر خاموش کیوں ہو۔؟" اس بار تھریسیا نے خاور اور صدیقی کو مخاطب کیا۔ کیا تم یہاں خوش نہیں ہو۔؟"

"خوشی کا احساس تو ہمیں اس وقت ہوگا جب مادام کو ہماری نیت پر کوئی شبہ باقی نہ رہے گا۔" خاور نے تیزی سے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے مسٹر صدیقی۔؟"

"میں ہر حالت میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوں۔" صدیقی نے گہری سنجیدگی سے کہا۔

"کیا تنویر کو تم اپنا ساتھی نہیں سمجھتے۔؟"

"نہیں۔" صدیقی نے تنویر کو نفرت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے جواب دیا۔ میں غداروں کو اپنا ساتھی نہیں کہہ سکتا۔"

"صدیقی۔" تنویر نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ تمہیں مادام کے

سامنے تمیز سے گفتگو کرنی چاہیئے۔"

"شٹ اپ۔ یو راسکل۔" صدیقی آپے سے باہر ہوگیا۔

سیاہ پوش بوکھلاتے ہوئے انداز میں صدیقی کی طرف لپکا تھا لیکن تھریسیا نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا پھر وہ صدیقی سے مخاطب ہو کر بولی۔

"مجھے جذباتی آدمی بہت پسند ہیں۔ لیکن تم شاید جذباتی ہونے کے ساتھ ساتھ احمق بھی ہو۔؟"

صدیقی جواب دینے کے بجائے اپنے ہونٹ چبانے لگا۔ جولیا کی نگاہیں بدستور تنویر کے چہرے پر مرکوز تھیں اور خاور سوچ رہا تھا کہ صدیقی کی حماقت انھیں کسی نئی مصیبت میں گرفتار کرا دیگی۔

"تمہیں جولیا اور خاور سے سبق لینا چاہیئے۔" تھریسیا نے صدیقی کو گھورتے ہوئے کہا۔ مجھے اُمید ہے کہ تم آئندہ مجھ سے گفتگو کرتے وقت یہ نہیں بھولوگے کہ تم میرے رحم وکرم پر ہو۔ تمہاری بیوقوفی تمہارے باقی ساتھیوں کے مستقبل کو بھی تاریک کر سکتی ہے۔ کیا سمجھے۔؟"

"سمجھ گیا۔" صدیقی نے خون کا گھونٹ پیتے ہوئے کہا۔

تھریسیا تنویر کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھ گئی۔ پانچوں سیاہ پوش بھی ان دونوں کے پیچھے پیچھے تھے۔ صدیقی کچھ دیر تک انھیں گھورتا رہا پھر بیٹھ کر پتھر توڑنے لگا۔

"تمہیں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔" جولیا نے سرگوشی کی۔ مخاطب صدیقی ہی سے تھا۔

" اتنا میں بھی سمجھتا ہوں لیکن تنویر کو دیکھ کر میرا خون جوش مارنے لگا۔"

" بہر حال۔ آئندہ سے تم اپنی کھوپڑی ٹھنڈی رکھنا ورنہ ہم اس تھوڑی بہت، آزادی سے بھی محروم ہو جائیں گے۔" خاور نے کہا۔

" کوشش کروں گا۔" صدیقی بڑبڑایا۔ اسکے چہرے پر ابھی تک جھلاہٹ کے تاثرات موجود تھے۔

" عقلمندی اسی میں ہے کہ ہم سب کچھ برداشت کرتے رہیں۔" جولیا نے ایک پتھر پر ضرب لگاتے ہوئے کہا۔ تنویر کے لئے میرے دل میں بھی غبار موجود ہے مگر، دانشمندی یہی ہے کہ ہمیں کسی مناسب موقع کا انتظار کرنا چاہئیے۔"

" جولیا بالکل ٹھیک مشورہ دے رہی ہے۔" خاور نے کہا۔

" اچھا۔ میں آئندہ احتیاط رکھوں گا۔" صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا پھر اسکے ہاتھ تیز تیز چلنے لگے۔ غالباً وہ اپنی جھلاہٹ پتھروں پر اتارنا چاہتا تھا۔!

تھریسیا اپنے آدمیوں کے ساتھ پورے ایریئے کا راؤنڈ لے کر واپس جا چکی تھی۔!

بلیک زیرو کے مشورے کے عین مطابق عمران نے دونوں لانچ بوٹس میں سوراخ کر دیا تھا اور اب پانی تیزی سے انمیں بھرنا شروع ہو گیا تھا۔ عمران نے صرف ایک سوٹ کیس میں راتفلیں بھر کر باقیوں کو سمندر میں پھینک دیا۔

جولیا کی ٹیم کے سامان کو بھی انھوں نے آپس میں بانٹ کر باقی چرمی تھیلوں کو سمندر میں اچھال دیا تھا۔

عمران کے علاوہ یہ بات کسی کو نہیں معلوم تھی کہ نعمانی اور جوزف تاریک جزیرے پر کس طرح پہنچے تھے۔

اسنے اپنی روانگی سے پیشتر ہی انھیں بلیک زیرو کے ساتھ ایک سروے پلین کے ذریعے وہاں تک پہنچانے کا بندوبست کرا دیا تھا۔

اب وہ اس بات سے مطمئن تھا کہ جزیرے پر اترتے وقت انہیں کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا۔ جنگلات اور پہاڑیوں کے بارے میں بلیک زیرو کی زبانی سن کر اسے اطمینان ہوا تھا کہ اس کا منصوبہ کامیاب رہے گا۔

ساحل سے سو گز دور ہی انھوں نے چرمی تھیلے اپنے اپنے شانوں میں پھنسا کر پشت پر لٹکا لئے اور اب وہ عمران کے اگلے حکم کے منتظر تھے۔

"مجھے تیرنا نہیں آتا۔" شاہدہ نے طویل خاموشی کے بعد دبی زبان میں کہا۔

"پھر ساتھ آنے کی کیا ضرورت تھی۔" عمران بولا۔

"میں نے کب کہا تھا کہ تم مجھے ساتھ لاؤ۔ پھر اس بات کی توقع کب تھی کہ جہاز راستے میں تباہ ہو جائے گا۔"

"صبر کرو اب۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ اگر زندگی رہی تو لہریں تم کو ساحل تک پہنچا دیں گی دوسری صورت میں دریائی مچھلیوں کا بھلا ہو گا۔"

"عمران صاحب۔ پلیز۔ یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔" صفدر نے کہا۔

"اگر تمہیں ہمدردی ہے تو پھر لا دو ان کو بھی۔" عمران نے منہ بنا کر جواب دیا۔!

"ٹھیک ہے۔ مس شاہدہ آپ میرے ساتھ رہیں گی۔" صفدر نے سنجیدگی سے کہا۔

"صرف ساحل تک!" عمران نے ٹکڑا لگایا۔

"تم اپنی بکواس بند ہی رکھو تو بہتر ہے۔" شاہدہ غرائی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جنگلی ہو تو میں کبھی ساتھ آنے پر آمادہ نہ ہوتی۔"

"ایکسٹو کی جان کو کوسو محترمہ جس نے ہماری عاقبت خراب کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔"

"میرے خیال میں اب ہم کو بوٹ چھوڑ دینی چاہیئے۔" صفدر نے کہا۔ "اب یہ کسی لمحے بھی ڈوب سکتی ہے۔"

"چلو۔ آمرو پانی میں۔" عمران اسبار سنجیدگی سے بولا۔ "لیکن اسبات کا خیال رکھنا کہ ہم تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر آئیں گے۔"

اس کے بعد ان کے درمیان کسی قسم کی بات نہیں ہوئی۔

سب سے پہلے عمران نے سمندر میں چھلانگ لگائی تھی۔ چرمی تھیلے کے علاوہ رائفلوں والا سوٹ کیس بھی اس کی پشت پر بندھا ہوا تھا۔

چوہان اور صفدر نے بھی اس کی تقلید کی پھر وہ تھوڑے تھوڑے فاصلوں سے ساحل کی طرف تیرنے لگے۔

"میں اس جنگلی کو سمجھ لوں گی۔" شاہدہ نے کہا۔ اشارہ عمران کی طرف تھا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ تم اسے نہیں سمجھ سکو گی۔" صفدر بولا۔ "میں نے اسے موت کے منہ میں بھی قہقہے لگاتے دیکھا ہے۔ اس کی یہی عادت ہے جس نے مجھے اس کا گرویدہ بنا دیا ہے۔"

"لیکن پریشانیوں کے وقت مذاق اچھا نہیں لگتا۔"

"عمران صاحب اس نظریئے کے خلاف ہیں۔"

"احمق جو ٹھہرا۔" شاہدہ نے جلے بھنے لہجے میں جواب دیا۔

بیس منٹ بعد وہ ساحل کی ٹھنڈی ریت پر قریب قریب لیٹے ہانپ رہے تھے۔ اور گھپ اندھیرے میں وہ جزیرے کی ریت کی طرف دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"نعمانی اور جوزف نظر نہیں آ رہے ہیں۔" صفدر نے سرگوشی کی۔

"مجھ سے ایک بھول ہو گئی ہے۔" عمران بولا۔

"کیسی بھول۔؟"

"میں چشمہ ساتھ لانا بھول گیا ورنہ اس وقت اس کا استعمال فائدہ مند ثابت ہوتا۔"

"لیکن چیف نے یہی کہا تھا کہ وہ ہمیں ساحل پر مل جائیں گے۔"

"میں نے تو نہیں کہا تھا نا۔ پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔" عمران نے بھناتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

خود اسے بھی اس بات کی تشویش ضرور تھی کہ نعمانی اور جوزف وہاں موجود نہیں تھے۔ اچانک اسے خیال گزرا کہ کہیں وہ بھی تو تھریسیا کی نظر میں نہیں آ گئے۔ بلیک زیرو کو اس نے روانگی کے وقت خاص طور پر یہ ہدایت دی تھی کہ وہ جزیرے پر اتر کر کوئی مناسب جگہ تلاش کریں۔

پھر اس وقت تک وہ کسی نقل و حرکت سے پرہیز کریں جب تک وہ کوئی دوسری ہدایت نہ دے۔ عمران کا ذہن الجھنے لگا۔

یہ بھی ممکن تھا کہ نعمانی اور جوزف انھیں لینے کی غرض سے اپنی تلاش کو ہوئی محفوظ جگہ سے باہر نکلے ہوں اور تھریسیا کی اس ٹیم کی نظروں میں آ گئے ہوں جو ساحل کی نگرانی پر متعین تھی۔

عمران سوچتا رہا پھر اچانک اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ کہیں قریب ہی سے بھیڑیئے کی آواز ابھر کر دور تک لہراتی چلی گئی تھی۔ عمران نے بلیک زیرو سے

اسی سگنل کے بارے میں کہا تھا۔

"یہ آواز کیسی تھی۔؟" شاہدہ نے صفدر سے پوچھا۔

"بھیڑیئے کی۔"

"آپ کا کیا خیال ہے محترمہ۔ کیا یہاں آپکو کسی نائٹ کلب کے آرکسٹرا کی آواز سنائی دیگی۔" عمران نے شاہدہ کو جلانے کی خاطر کہا لیکن پھر فوراً ہی سنجیدہ ہوگیا۔ بھیڑیئے کی آواز دوبارہ ابھری تھی۔

عمران کے حلق سے بھی ویسی ہی آواز نکل کر فضا کے دوش پر دور تک لہراتی چلی گئی۔

"اوہ۔" صفدر چونکا۔ کیا آپ کسی سگنل کا جواب دے رہے ہیں۔"

"غلط سمجھے مائی ڈیئر صفدر۔ میں دراصل ان بھیڑیوں کو ادھر بلانے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ شاہدہ کو یقین آجائے کہ ہم یہاں تفریح کی غرض سے نہیں آئے ہیں۔"

"کیا وحشت ہے۔" شاہدہ نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

"گھبرائیے مت۔ میں نے سنا ہے کہ آجکل کے بھیڑیئے بھی تعلیم یافتہ قسم کی خواتین کا بہت احترام کرتے ہیں۔" عمران بولا۔ ایک بار تو میں نے ایک اسٹریٹ ڈاگ کو بھی ایک خاتون کو دیکھ دم ہلاتے دیکھا تھا۔"

"تم واقعی وحشی درندے ہو۔" شاہدہ غرائی۔

"ماحول کا اثر ہے محترمہ۔" عمران نے اپنے اعصاب کو تقویت دینے کی خاطر بازو پھیلاتے ہوئے جواب دیا پھر اس سمت دیکھنے لگا جدھر سے بھیڑیئے کی آواز

والا سگنل ملا تھا۔

"عمران صاحب۔ وہ دیکھئے۔ اس طرف کوئی آرہا ہے۔" صفدر نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

چوہان اور شاہدہ بھی اسی سمت دیکھنے لگے۔ عمران پہلے ہی اس انسانی ہیولے کو دیکھ چکا تھا جو درختوں کے جھنڈ سے نمودار ہو کر انکی طرف بڑھ رہا تھا۔ رفتار خاصی تیز تھی۔ صفدر اور چوہان نے اپنے اپنے آٹومیٹک نکال لئے۔

"نہیں صفدر۔ گولی چلانے کی حماقت مت کرنا۔" عمران بولا۔ "آنے والا نعمانی ہے۔"

اور وہ نعمانی ہی ثابت ہوا تھا۔

اس کے بعد وہ نعمانی کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے۔ پندرہ منٹ بعد وہ ایک محفوظ غار میں موجود تھے۔

عمران نے راستے ہی میں اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ غار خاصا محفوظ ہوگا اس لئے کہ وہاں تک پہنچنے کے لئے تنگ و تاریک اور پیچ پیچ دراڑوں سے ہو کر گزرنا پڑا تھا۔

غار زیادہ کشادہ نہیں تھا لیکن اتنی جگہ تھی کہ وہ آسانی سے وہاں مہینوں رہ سکتے تھے۔ عمران نے مومی شمع کی روشنی میں جوزف کو پیال کے بستر پر آرام سے خراٹے لیتے دیکھا۔ شراب کی دس بارہ خالی بوتلیں ادھر ادھر بکھری نظر آرہی تھیں۔

شاہدہ نے اطمینان کی ایک ٹھنڈی سانس لی پھر ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ چوہان

اور صفدر کے علاوہ عمران بھی اپنی اپنی پشت پر بار کئے ہوئے سامان کو اتار چکے تھے۔
" یہ جگہ خاصی محفوظ ہے "۔ نعمانی نے عمران سے کہا لیکن عمران جواب دینے کے بجائے آگے بڑھ گیا پھر جو کچھ ہوا وہ کم از کم شاہدہ کیلئے ضرور تعجب خیز تھا۔ عمران نے جوزف کو جگا دیا تھا۔
آنکھ کھلنے پر وہ چند لمحے تک تیزی سے پلکیں جھپکا جھپکا کر عمران کو دیکھیا رہا پھر اسنے "باس" کا نعرہ لگایا اور اچھل کر عمران سے اس طرح لپٹ گیا جیسے برسوں بعد کوئی کھویا ہوا عزیز اچانک مل گیا ہو۔ عمران اسے بچے ہی کی طرح چمکار رہا تھا
" باس "۔ جوزف بسورتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔ یہاں کی آب و ہوا مجھے موافق نہیں آسکتی۔ ہولی فادر کی قسم۔ میرا وزن دو پونڈ روز کے حساب سے گھٹ رہا ہے۔ ایک ہفتے میں کل دو سو چھیاسٹھ پونڈ رہ گیا ہے "۔
" ایک سو تیئس روز اور صبر کرو اسکے بعد اطمینان سے کچھ سوچوں گا "۔
" نہیں باس۔ مجھے یہاں سے کہیں دور لے چلو ورنہ میں گھل گھل کر مر جاؤں گا "۔ جوزف نے سسکیاں بھرنی شروع کر دیں۔
" جوزف "۔ عمران غرایا۔ کیا سچ مچ تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے "۔؟
" بب۔ باس۔ میں جھوٹ نہیں کہہ رہا ہوں "۔
" بکومت "۔ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا پھر بڑے اطمینان سے پیال کے بستر پر لیٹ گیا۔
" میری بات مان جاؤ باس۔ ورنہ ہم سب یہاں گھل گھل کر ختم ہو جائیں گے" جوزف گڑ گڑانے لگا۔ یہاں کے مچھر بھی بہت زہریلے ہیں "۔

" بکواس۔ ابھی تو ٹانگ پسارے سو رہا تھا۔ "؟

" وہ۔ وہ تو میں خواب میں تمہیں دیکھ رہا تھا باس "۔ جوزف نے بتیسی نکال دی۔

" اچھا تو اب خواب کی تعبیر یہ ہے کہ دو گھنٹے تک میرے پاؤں دبا۔ بہت تھک گیا ہوں۔ "۔ عمران نے ایک طویل جماہی لی پھر شاہدہ کو دیکھ کر بائیں آنکھ جھپکائی اور دوسری کروٹ بدل لی۔

جوزف کسی سعادتمند اولاد ہی کی طرح زمین پر بیٹھ کر عمران کے پاؤں دبانے لگا۔!

شاہدہ اندر ہی اندر بری طرح کھول کر رہ گئی۔!

رات نصف سے زیادہ گزر چکی تھی لیکن جولیا ابھی تک جاگ رہی تھی۔ اپنے کمرے میں وہ تنہا ہی تھی۔ خاور اور صدیقی کو دوسرے قیدیوں کے ساتھ رکھا گیا تھا۔ خاور اور صدیقی سے ان کا پن ٹرانسمیٹر بھی چھین لیا گیا تھا اور اسکے بعد ہی سے ان سے وہ تمام مراعات بھی چھن گئی تھیں جو اب تک حاصل تھیں۔ جولیا کے بارے میں تنویر نے تھریسیا کو بھی بتایا تھا کہ اسکے پاس ٹرانسمیٹر قسم کی کوئی چیز نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بھی اس کی تلاشی لی گئی تھی لاکٹ ٹرانسمیٹر کا میکنزم چونکہ ان کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا اس لئے وہ اسے محض لاکٹ ہی سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔

تنویر کی شکایت کے بعد ہی ان پر یہ عتاب نازل ہوا تھا۔ خاور اور صدیقی کے ساتھ قیدیوں جیسا سلوک شروع کر دیا گیا تھا لیکن جولیا کو اب بھی کچھ رعایتیں حاصل تھیں۔!

اسے قیدیوں سے دور ایک علیحدہ کمرہ دیا گیا تھا۔ کھانے کے معاملے میں بھی اسے قیدیوں سے مختلف خوراک ملتی تھی۔ ویسے سب سے سخت نگرانی اسی کی ہو رہی تھی جسے جولیا نے خاص طور پر

محسوس کیا تھا۔

اس وقت بھی وہ اپنے مختصر سے کمرے میں ایک تخت پر پڑی حالات کا جائزہ لے رہی تھی۔ تنویر کے بارے میں اسکا ذہن کسی آخری نتیجے پر نہیں پہنچ سکا تھا اگر وہ واقعی غدار تھا تو پھر اسنے جولیا کے لاکٹ کے بارے میں رازداری کس لئے برتی تھی۔ کیا اس میں کسی خاص مصلحت کو دخل تھا یا پھر یہ محض اس لئے کیا گیا تھا کہ جولیا کے دل میں اس کے لئے مزید گنجائش نکل سکے۔

جولیا بہت دیر تک تنویر کے بارے میں الجھتی رہی پھر اچانک اسے عمران اور صفدر وغیرہ کا خیال آ گیا۔ جزیرے میں آتے ہوئے جولیا کو ایک ہفتے سے کچھ اوپر ہی ہو گیا تھا۔ لیکن ابھی تک عمران وغیرہ کی کوئی اطلاع اسے نہیں مل سکی تھی۔ اس کے ذہن میں قسم قسم کے وسوسے اٹھنے لگے۔

کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھی راہ بھٹک گئے ہوں۔ یا پھر انکی لائف بوٹس کو تباہ کر دیا گیا ہو۔؟ جولیا نے سوچا۔ اسے اب بھی یاد تھا کہ جب اسکی پارٹی کو فے گراز کے ذریعے فضا میں معلق کیا گیا تھا تو دو چار گولے دوسری لائف بوٹس کی طرف بھی پھینکے گئے تھے۔

عین ممکن تھا کہ عمران کی پارٹی پر دوبارہ دوسرے فے گراز کے ذریعے بمباری کر کے انہیں تباہ کر دیا گیا ہو۔؟

اس خیال کے آتے ہی جولیا کا دل ڈوبنے لگا۔ عمران کے تصور ہی سے ابتک اسنے اپنی ٹیم کے بچاؤ کی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔ اگر عمران کے بارے میں اس کے اندیشے ٹھیک ثابت ہوئے تو پھر وہ تمام زندگی تاریک جزیرے سے نہیں نکل سکتے تھے۔

جولیا بوکھلاتے ہوئے انداز میں اٹھی پھر جلکنے فرش پر ٹہلنے لگی۔ اس کے دل میں برے برے خیالات آ رہے تھے۔ پندرہ بیس منٹ تک وہ بے چینی کے ساتھ ٹہلتی رہی پھر اس نے نائٹ بلب کو آف کیا اور دوبارہ تخت پر لیٹ کر کروٹیں بدلنے لگی۔ واقعات کی نوعیت اور حالات کی نزاکت نے اسے بری طرح ترددس کر رکھا تھا۔

اچانک کمرے میں ایسی آواز ابھری جیسے کوئی مکھی بھن بھن کر رہی ہو۔ جولیا سہم کر اٹھی لیکن دوسرے ہی لمحے اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ آواز اس کے لاکٹ ٹرانسمیٹر سے خارج ہو رہی تھی۔ مطلب صاف تھا کہ کوئی دوسرا اس کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جولیا کا دل دھڑکنے لگا۔

خاور اور صدیقی کی طرف سے رابطہ قائم کئے جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا اس لئے کہ ان کے ٹرانسمیٹر چھینے جا چکے تھے۔ صرف دو ہی باتیں ممکن تھیں یا تو اسے تنویر نے کسی خاص مصلحت کی بنا پر کال کیا ہوگا یا پھر وہ عمران یا اس کی پارٹی کا کوئی فرد ہی ہو سکتا تھا۔

جولیا نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ لاکٹ کو گلے سے اتارا پھر جیسے ہی اس نے زنجیر کے آخری سرے پر بنے ہوئے ہک کو لاکٹ کے ایک مخصوص حصے میں پھنسایا اس میں سے ہلکی ہلکی آواز ابھرنے لگی۔

" جولیا۔ ہیلو۔ ہیلو۔ جولیا۔ ہیلو۔ ہیلو۔ " جولیا نے لاکٹ کو کان کے قریب لے جا کر سنا۔

" عمران۔ " اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ لاکٹ کے نگینے کو کھینچ کر علیحدہ کر چکی تھی جہاں جالیوں کے قسم کے ننھے ننھے بے شمار سوراخ نظر

آرہے تھے۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ میں اٹینڈ کر رہی ہوں "۔ جولیا نے مدہم آواز میں کہا۔

"کون۔ جولیا۔؟"

"یس باس۔" جولیا نے عمران کو باس کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ خیال تیزی سے ابھرا تھا کہ ممکن ہے کسی دوسرے طاقت ور سیٹ سے ان کی گفتگو سنی جا رہی ہو۔ ایسی صورت میں اگر وہ عمران کا نام لے لیتی تو وہ خطرے میں بھی پڑ سکتا تھا۔

"خیریت تو ہے۔ تم مجھے باس کیوں کہہ رہی ہو۔ میں....؟"

"نہیں.... میں نے احتیاطاً تمہارا نام لیا تھا۔" جولیا نے جلدی سے کہا۔

"اوہ۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔ "کیا تم لوگ قید میں ہو۔؟"

"ہاں۔ اتفاق ہی سمجھو جو مجھے دوسروں سے علیحدہ رکھا گیا ہے ورنہ میں تمہاری کال بھی ریسیو نہ کر سکتی۔"

"مجھے اس کا اندازہ ہو چکا ہے۔"

"وہ کیسے۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"تم سے پہلے میں نے خاور اور صدیقی کو کال کیا تھا لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔"

"کیا تم نے تنویر سے بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"نہیں۔ میں اس کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔"

"تنویر نے اگر ہمارے ساتھ غداری نہ کی ہوتی تو تم خاور اور صدیقی کے ساتھ بھی گفتگو کر سکتے تھے۔"

"کیا مطلب۔؟" عمران نے پوچھا۔

اور جواب میں جولیا نے تنویر کے بارے میں تمام تفصیل دوہرا ڈالی۔

"فکر مت کرو۔ میں تنویر سے بعد میں اس کا بدلہ ضرور لوں گا۔ ویسے یہ اطلاع

لئے بہت اہم ہے کہ تھریسیا بھی جزیرے پر موجود ہے۔"

"میں نے یہاں پروفیسر ڈگلس کو بھی دیکھا ہے۔" جولیا تیزی سے بولی۔ کیا تم کو

سن کر تعجب نہ ہوگا کہ اسکی حیثیت بھی یہاں عام قیدیوں جیسی ہے۔"

"مجھے اس کی توقع پہلے ہی سے تھی۔ ہم جزیرے تک اسی کی وجہ سے آنے میں کامیاب

ہوئے ہیں اور یہ بات تھریسیا بھی سوچ سکتی ہے۔"

"کیا تم لوگ جزیرے پر پہنچ چکے ہو۔" جولیا نے پوچھا۔

"فی الحال میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔" عمران نے کہا۔ ویسے تم لوگ ہوشیا

سے کام لیتے رہو اسی میں تمہاری بہتری ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم لوگوں نے یہی طریقہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اسکے علاوہ کوئی دوسرا

چارہ بھی نہیں تھا۔"

"جزیرے کے بارے میں تمہاری معلومات کیا ہیں۔؟"

"مجھے اسکے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔" جولیا بولی۔ جس وقت ہم لوگوں کو

لایا گیا تھا اس وقت ہم بیہوش تھے۔ لیکن جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ تنظیم زیر

کسی حصے میں واقع ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ بہرحال تم لوگ

ہمت سے کام لیتی رہو۔ میں جلد از جلد تم لوگوں کو رہا کرانے کی کوشش کروں

"میں ایک بات اور پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"وہ کیا۔؟"

عمران نے پوچھا۔

"کیا ایکسٹو کی طرف سے بھی تم کو کوئی اطلاع ملی ہے۔"؟

"ہاں۔ ایکسٹو کو تم لوگوں کی گرفتاری کا علم ہو چکا ہے۔"

"یہ بہت اچھا ہوا۔" عمران کی بات پر جولیا کا سیروں خون بڑھ گیا۔

"کیوں۔ اچھا کیوں ہوا۔؟"

"میرا مطلب ہے کہ اب وہ ہمارے بچاؤ کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کریگا۔"

"اس خیال کو ذہن سے نکال دو جولیا۔ ایکسٹو نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں تم لوگوں کے لئے کچھ کروں۔ خود وہ آرام سے کہیں بیٹھا عیش کر رہا ہوگا۔"

جولیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔!

اگر کوئی دوسرا موقع ہوتا تو ممکن تھا وہ ایکسٹو کے بارے میں عمران کی رائے سن کر اس پر چڑھ دوڑتی لیکن موجودہ حالات میں اس نے خاموشی میں ہی مصلحت سمجھی تھی۔!

"تھریسیا کے بارے میں تم نے کوئی بات نہیں بتائی۔"

"مجھے جو کچھ معلوم تھا وہ بتا چکی ہوں۔"

"میرا مقصد کچھ اور تھا۔" عمران کی آواز ابھری۔ "پہلے جب میں نے اسے آخری بار دیکھا تھا تو وہ جوان ہی لگ رہی تھی لیکن اب میرا خیال ہے کہ اس کے سر کے بال بھی سفید ہو چکے ہوں گے۔ کیا تم مجھے اس کی موجودہ جغرافیائی کنڈیشن سے مطلع

نہیں کرو گی۔"

"پلیز پاس۔ یہ موقع مذاق کا نہیں ہے۔" جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔!

"مذاق۔ کون کمبخت مذاق کر رہا ہے۔ میں سنجیدگی سے پوچھ رہا ہوں۔"

"کیوں۔ کیا تم یہاں اسکے ساتھ شادی رچانے کے لئے آئے تھے۔" جولیا اس بار جھلا گئی۔

"پتہ نہیں۔ ویسے میں جب بھی تھریسیا کو دیکھتا ہوں مجھے اپنی دادی اماں یاد آجاتی ہیں مجھے اپنی دادی اماں سے بھی بہت محبت تھی۔"

"اب تمہاری اسکیم کیا ہے۔؟ جولیا نے گفتگو کا رخ بدلنا چاہا۔

"فی الحال میں اسی نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کسی طرح سے تھریسیا کو اغوا کر کے دادا جان کے مزار تک لیجایا جائے۔ میرا دعویٰ ہے کہ دادا جان کی روح تھریسیا کو دیکھ کر خوش ہوگی۔"

"اور کچھ کہنا چاہتے ہو۔؟"

"ہاں۔ آجکل شاہدہ کسی جونک ہی کی طرح ہر وقت میرے ساتھ ساتھ چمٹی رہتی ہے۔ میں نے ایک بار اسے تمہارے بارے میں بڑی سنجیدگی سے سمجھایا بھی تھا لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔"

"کیا کہا تھا تم نے میرے بارے میں......؟" جولیا یکلخت تیزی سے بولی۔

"کوئی خاص بات نہیں کہی تھی۔ بس اتنا ہی بتایا تھا کہ تم میرے ساتھ۔ میرا

مطلب ہے کہ میں اور تم ...... اچھا جانے دو پھر کبھی تفصیل سے بتاؤں گا۔!"

عمران نے گڑ بڑاتے ہوئے کہا۔

پھر دوسری طرف سے چونکہ رابطہ منقطع کر دیا گیا تھا اس لئے جولیا نے جلدی سے نگینے کو دوبارہ لاکٹ میں پش کر کے فٹ کیا اور ہک علیحدہ کر کے لاکٹ کو گلے میں ڈال لیا۔

عمران کی آواز سننے کے بعد اسکی آدھی پریشانی ختم ہو چکی تھی۔

نعمانی وغیرہ سر جوڑے بیٹھے آپس میں مشورہ کر رہے تھے۔ جوزف ان سے دور پیال کے بستر پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ عمران صبح ہوتے ہی کہیں چلا گیا تھا لیکن جاتے وقت اسنے بڑی سختی سے ہدایت دی تھی کہ وہ صرف غار تک ہی محدود رہیں گے۔ صفدر نے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن عمران اسے بھی ٹال گیا۔

"تم لوگ یہاں کب آئے تھے۔؟" چوہان نے نعمانی سے پوچھا۔

"تمہاری روانگی سے دو روز قبل ہی ایکسٹو مجھے اور جوزف کو لے کر یہاں آ گیا تھا۔"

"ایکسٹو۔" چوہان نے حیرت سے پوچھا۔ کیا تم نے اسے دیکھا ہے۔؟"

"نہیں۔ وہ شروع سے آخیر تک سروے پلین کے پائیلٹ کے ساتھ کاک پٹ میں بیٹھا رہا۔ ویسے بھی وہ چونکہ سر سے پاؤں تک سیاہ لباس میں موجود تھا اس لئے میں اسکی شکل دیکھنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔"

"گویا وہ بھی اسی جزیرے پر موجود ہے۔؟"

"شاید۔" نعمانی نے جواب دیا۔ میں وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا اس لئے کہ ہم لوگوں کو اس غار تک پہنچانے کے بعد وہ چلا گیا تھا۔ اسکے بعد سے آج تک ہم نے اسے نہیں دیکھا تھا۔"

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تمہیں جزیرے کے بارے میں اچھی خاصی معلومات حاصل ہو چکی ہوں گی۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں جب سے یہاں آیا ہوں گذشتہ رات پہلی بار تم لوگوں کو ریسیو کرنے کیلئے ساحل تک گیا تھا۔"

"کیا مطلب۔؟"

"ایکسٹو کی ہدایت تھی کہ اسکے حکم کے بغیر ہم غار سے قدم باہر نکالنے کی حماقت نہ کریں۔"

نعمانی نے کہا پھر جولیا وغیرہ کی ٹیم کے بارے میں پوچھنے لگا۔ صفدر نے اسے تمام تفصیل بتادی۔

"آئی سی۔ گویا جولیا اور تنویر کی ٹیم قید ہو چکی ہے۔"

"ابھی تک ہمیں اسکے بارے میں بھی کچھ نہیں معلوم۔"

"یہ عمران کہاں چلا گیا۔؟" شاہدہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہم بھی تمہارے ساتھ ہی ہیں۔" چوہان نے جواب دیا۔ کیا جاتے وقت اس نے کچھ بتایا تھا۔؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ ایکسٹو سے ملنے گیا ہوگا۔" شاہدہ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔" چوہان نے سرسری طور پر جواب دیا۔

"ایک ترکیب سے ہم جولیا وغیرہ کے بارے میں معلوم کر سکتے ہیں۔" نعمانی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

سب ہی ہمہ تن گوش ہو گئے۔

"جب جولیا وغیرہ کے پاس بھی ٹرانسمیٹر موجود ہیں تو ہم انہیں کال کرنے کی کوشش کیوں نا کریں۔"

"نہیں۔ یہ طریقہ غیر مناسب ہے۔" صفدر نے جواب دیا۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارا رابطہ پیدا کرنے کی کوشش انہیں کسی مصیبت سے دوچار کر دے۔ ویسے بھی ایکسٹو یا عمران کی ہدایت کے بغیر ہمیں کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیئے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ عمران تنہا اس مہم کو سر کرلے گا۔ شاہدہ نے پوچھا۔ مخاطب صفدر سے تھا۔

"کیوں کیا تمہیں اسکی صلاحیتوں پر شبہ ہے۔"

"پہلے نہیں تھا لیکن اب میں نہیں سمجھ سکتی کہ اس جیسا احمق آدمی ہمارے لیے کچھ کر سکے گا۔"

"عمران کو سمجھنے کے لئے ابھی تم کو بہت عرصہ چاہیئے۔" صفدر نے دبی زبان میں کہا۔

"وہ اگر صرف احمق ہوتا تو بھی میں اسے گوارہ کر لیتی۔" شاہدہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ احمق ہونیکے ساتھ ساتھ بیہودہ بھی ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ لیکن چونکہ وہ ہمارا گروپ لیڈر ہے اس لئے ہمیں اس کے اشارے پر چلنا ہوگا۔" نعمانی نے سنجیدگی سے کہا۔

"تم یہ بات محض اس لئے کہہ رہے ہو کہ تمہیں راستے میں اسکے ساتھ سابقہ نہیں نہیں پڑا۔ ویسے بھی تم لوگ کوئی مصیبت اٹھائے بغیر یہاں تک آگئے ہو۔" شاہدہ بدستور سنجیدہ تھی۔

"مانے لیتا ہوں۔ مگر اس کے باوجود میں صفدر کی رائے کی تائید کروں گا؛" نعمانی نے کہا۔ عمران کو سمجھنے کے لئے ابھی آپ کو ایک عمر درکار ہے۔"

"میں دوسروں کی باتوں پر آنکھ بند کر کے اعتماد کر لینے کے اصول کے خلاف ہوں۔" شاہدہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا عمران نے راستے میں کوئی بیہودگی کی تھی۔؟" اس بار نعمانی نے صفدر سے پوچھا۔

"ہاں۔" صفدر کے بجائے شاہدہ بول پڑی۔ میں انھیں حرکتوں کی وجہ سے کہہ سکتی ہوں کہ عمران ایک بگڑے ہوئے کردار کا مالک ہے .... اس کے علاوہ بھی۔"

لیکن پھر شاہدہ اپنا جملہ مکمل نہیں کر سکی۔ جوزف جو ابھی تک اونگھتا نظر آرہا تھا بڑی طوفانی کیفیت میں اٹھا تھا پھر وہ شاہدہ کے سامنے آکر جم گیا۔ آنکھوں سے چنگاریاں ابل رہی تھیں۔ تیور خراب تھے۔ غصے کی انتہا ہی تھی جو اس کے دونوں نتھنے بھی بڑی تیزی سے پھول پچک رہے تھے۔

"کیا کہا تھا تم نے ابھی باس کے متعلق۔؟" وہ شاہدہ کو دیکھ کر غرایا۔

"میں نے اسے احمق اور بیہودہ کہا تھا لیکن تم کون ہوتے ہو ہمارے درمیان میں بولنے والے۔" شاہدہ بھی ہتھے سے اکھڑ گئی۔ جوزف کی مداخلت اسے سخت گراں گزری تھی۔

"اوہ۔ مسی۔ تم کو اپنے الفاظ واپس لینے پڑیں گے۔"

"شٹ اپ۔" شاہدہ بگڑے ہوئے تیور سے بولی۔ دور ہو جاؤ میرے سامنے سے۔"

"ہو جاؤں گا۔ لیکن پہلے تم اپنے الفاظ واپس لو۔" جوزف کا چہرہ کسی دہکتے ہوئے تندور کی مانند سرخ ہو گیا۔

"جوزف۔" صفدر نے جلدی سے کہا۔ ختم کرو بات کو۔"

"بات ختم نہیں ہوگی مسٹر۔ مسی کو اپنے الفاظ واپس لینے ہونگے۔" جوزف غرایا۔ میں نے باس کا نمک کھایا ہے اس لئے نمک حرامی نہیں کر سکتا۔ باس کی عزت کی خاطر میں جان بھی دے سکتا ہوں۔"

"میں الفاظ واپس نہیں لونگی۔" شاہدہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا پھر اچانک اس نے بلاؤز میں ہاتھ ڈال کر اپنا لیڈیز آٹومیٹک نکالتے ہوئے کہا۔ اور اب میں تم کو حکم دیتی ہوں کہ خاموشی سے جا کر کسی کونے میں بیٹھ جاؤ ورنہ اس کا انجام خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔"

"اوہ۔ مسی۔ تمہیں ہولی فادر کا واسطہ کہ اس کھلونے کو واپس اپنے گریبان میں ٹھونس لو۔" جوزف پٹ پٹ کرنے والے بچوں کے کھلونوں سے نہیں گھبراتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری کھوپڑی سچ مچ گرم ہو جائے گا۔"

"میں تمہیں شوٹ کر دوں گی۔ جنگلی گوریلے۔" شاہدہ تیزی سے اٹھی تھی۔

"شاہدہ۔ پلیز۔" صفدر نے اسے سمجھانا چاہا۔ عمران کے آنے تک بات کو یہیں ختم کر دو۔"

"نہیں۔ میں اس نیگرو کی کھوپڑی چھلنی کر دوں گی۔ اس نے میری توہین

کی ہے ۔“

”مجھے تم جو چاہو کہہ لو مسی ۔ لیکن باس کی شان میں تم نے گستاخی کیوں کی تھی ۔ تم کو اپنے الفاظ واپس لینے ہوں گے ۔“ جوزف کسی پہاڑ کی طرح اپنے فیصلے پر ڈٹا ہوا تھا ۔ !

”میں تمام زندگی اپنے الفاظ واپس نہیں لے سکتی ۔“ شاہدہ کا لہجہ بھی فیصلہ کن تھا ۔ !

”مسی مسی ۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ میری بات مان لو ورنہ اگر میں کھوپڑی سے آؤٹ ہو گیا تو بد روحیں بھی تمہارا انجام دیکھ کر سہم جائیں گی ۔ اپنے الفاظ واپس لے لو ورنہ میں تمہاری ٹانگیں چیر کر ہوا میں اچھال دوں گا ۔“

”یو ۔ ڈرٹی سوان ۔“ شاہدہ کی آنکھیں غصے سے ابل پڑیں پھر اسنے تیزی سے اپنا آٹومیٹک جوزف کی سیدھ میں کر لیا ۔

صفدر جھپٹ کر جوزف اور اسکے درمیان حائل ہو گیا لیکن قبل اسکے کہ وہ کچھ کہتا عمران غار کے دہانے پر نظر آیا ۔ تھوڑی دیر تک وہ الوؤں کی طرح دیدے نچا نچا کر موقع کی نزاکت کو بھانپتا رہا پھر جوزف سے مخاطب ہو کر بولا ۔ !

”کیوں ۔ کیا بات ہے ۔ ؟“

”باس ۔ تم درمیان میں مت بولنا ۔“ جوزف نے بدستور شاہدہ کو گھورتے ہوئے کہا ۔ آج میری عزت کا سوال آ گیا ہے ۔“

”کچھ بکے گا بھی ۔ آخر بات کیا ہے ۔ ؟“

شاہدہ نے عمران کے آجانے پر آٹومیٹک نیچے کر لیا لیکن اس کے تیور اب بھی خطرناک نظر آرہے تھے۔

"باس۔ اس نے تمہیں احمق اور بیہودہ کہا تھا۔"

"پھر۔ تیرے کلیجے میں کیوں جلن ہو رہی ہے۔" عمران نے عورتوں جیسے انداز میں پوچھا۔

"نہیں باس۔ میں کہتا ہوں تم تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جاؤ۔ میں مسی کو بتانا چاہتا ہوں کہ تمہاری طرح میں بھی پستولوں اور ریوالوروں سے نہیں ڈرتا۔ اسے اپنے الفاظ واپس لینے ہوں گے۔"

"عمران۔" شاہدہ نے غراتے ہوئے کہا۔ اس جنگلی کو سمجھا لو ورنہ میں اس کی کھوپڑی اڑا دوں گی۔"

"میں کہتا ہوں کیوں اپنی ننھی سی جان کے پیچھے پڑ گئی ہو مسّی۔" جوزف نے کہا۔ اگر مجھے چھینک بھی آگئی تو اڑ جاؤ گی۔"

"جوزف۔" عمران نے جوزف کو ڈانٹا۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"

"لیکن باس۔ اس نے تمہیں بیہودہ کہا تھا۔"

"ٹھیک کہا تھا۔" عمران بولا۔ غلطی میری ہی تھی۔ میں نے دراصل ان کو دیکھ کر پلکوں پر بیٹھی ہوئی مکھی اڑا دی تھی۔"

"مکھی اڑا دی تھی۔؟" جوزف پھاڑ سامنہ کھول کر عمران کو دیکھنے لگا پھر جب عمران نے بائیں آنکھ جھپکا کر اسے مکھی اڑانے کا مقصد سمجھایا تو وہ منہ پھاڑ کر بے تحاشہ قہقہے لگانے لگا۔

"اوہ۔ باس تم واقعی گریٹ ہو۔" جوزف ہنستے ہوئے بولا۔ "تمہیں یہ سب کچھ سوجھتی کیسے ہے۔؟"

"مکھن نہیں چلے گا جوزف۔" عمران اچانک سخت آواز میں بولا۔ "اگر خیریت چاہتے ہو تو چپ چاپ ایک کونے میں دبک جاؤ .... ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔"

جوزف نے کسی اداس بیل کی طرح اپنی تھوتھنی جھکالی پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دوبارہ اپنے بستر پہ آگیا۔

"میں اس ماحول میں ایک دن بھی نہیں رہ سکوں گی۔"

شاہدہ کا موڈ بدستور خراب تھا۔ اس نے آٹومیٹک لوڈ کرکے دوبارہ بلاؤز میں رکھتے ہوئے کہا۔ "اگر مجھے حالات کا علم ہوتا تو میں اس ملازمت کو کبھی قبول نہ کرتی۔"

"صبر کرو میڈم۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔"

عمران نے منہ بسورتے ہوئے جواب دیا۔ لہجہ ایسا ہی تھا جیسے وہ بھی اسکی بات کی تائید کر رہا ہو۔

"بکومت۔ سب کچھ تمہارا ہی کیا دھرا ہے۔"

"ارے واہ۔ کیا مجھے اپنی زندگی عزیز نہیں ہے۔" عمران بولا۔ "ایک تو تم لوگوں کی خاطر یہاں تک آگیا اور اب تم میرے جنم میں کیڑے نکالنے بیٹھی ہو۔"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ایکسٹو نے تمہارا انتخاب کس طرح کرلیا۔" شاہدہ ہونٹ چباتی ہوئی چوہان کے قریب بیٹھ گئی۔

"پھر کبھی اطمینان سے سمجھ لینا۔ فی الحال ہمیں جولیا وغیرہ کو تھریسیا کی قید سے آزاد کرانا ہے۔"

عمران نے اسبار سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا آپ نے ان لوگوں سے رابطہ قائم کیا تھا۔؟" صفدر نے جلدی سے پوچھا۔

"ہاں۔" عمران نے جواب دیا پھر جولیا سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل دوہرانے لگا۔

"تنویر نے بہت برا کیا۔" نعمانی بولا۔ اگر ایکسٹو کو اس کی اطلاع مل گئی تو وہ اسے بخشے گا نہیں۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ کسی طرح ایکسٹو کو حالات سے آگاہ کر دیا جائے۔"

عمران نے کہا پھر شاہدہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ تمہارا کیا خیال ہے۔"؟

"میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی۔"

"میں نے چاہنے کو کب کہا تھا۔" عمران نے برجستہ کہا۔ انداز کچھ ایسا تھا کہ دوسروں کے ساتھ شاہدہ بھی ہنس دی۔ عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر غار کی چھت کی طرف دیکھا۔

"تنویر کے بارے میں بعد میں بھی سوچا جا سکتا ہے۔" چوہان بولا۔ سب سے پہلے ہمیں جولیا وغیرہ کو وہاں سے رہا کرانے کی تجویز پر غور کرنا چاہیئے۔"

"کوئی تجویز ہے تمہارے ذہن میں۔"

"تمہیں آخر ہمارے سروں پر کیوں مسلط کیا گیا ہے۔؟" چوہان بولا۔ اب کچھ

سوچونا۔؟“

”آں۔ چھا۔“ عمران نے اچھا کو کھینچتے ہوئے کہا پھر سوچنے والے انداز میں دوبارہ چھت کو گھورنے لگا۔

غار میں کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر اچانک وہاں ٹکل۔ ٹاک۔ ٹکل ٹکل ٹاک کی آواز گونجنے لگی۔

عمران اس طرح چونکا تھا جیسے کچی نیند سے بیدار ہوا ہو پھر وہ اپنے چرمی تھیلے کی طرف لپکا اور ٹرانسسٹر نما طاقتور ٹرانسمیٹر کو باہر نکال کر اس کے میکنزم کو درست کرنے لگا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ عمران۔ پلیز آن دی لائن۔“

”میں لائن پہ آگیا ہوں جناب۔ سالاما لیکم۔“ عمران نے احمقوں جیسے انداز میں منہ چلاتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا تم نے ابھی کچھ دیر پہلے جولیا کو کال کیا تھا۔؟“

”جی ہاں۔“ عمران نے کہا پھر پوری تفصیل ایک ہی سانس میں دوہراتا چلا گیا۔

”میری تجویز یہ ہے کہ اب تم لوگوں کو بھی کام شروع کر دینا چاہیئے۔“

”بالکل بالکل۔“ عمران نے تیزی سے کہا۔ کنفیوشس کا قول ہے کہ بیکار بیٹھے بیٹھے آدمی کی صلاحیتیں زنگ آلود ہو جاتی ہیں۔“

”مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تم اس مہم پہ بہت زیادہ چہک رہے ہو لیکن ابھی تم کو ان حالات کا سامنا نہیں کرنا پڑا جو پیش آنے والے ہیں۔ اس لئے غور سے سنو۔ آج رات تم لوگوں کو تھریسیا کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کی کوشش کرنی ہوگی۔“

"بہتر ہے۔" اس بار عمران سنجیدہ تھا۔

"صفدر اور جوزف غار میں رہیں گے تاکہ کھیل بگڑ جانے کی صورت میں ان کو بو
میں استعمال کیا جا سکے۔"

"شاہدہ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ میرا مقصد ہے کہ کیا اسے ساتھ لیجانا
مناسب ہوگا۔؟"

"ہاں۔ مجھے اسکی صلاحیتوں پر پورا پورا اعتماد ہے۔"

"صفدر کے بجائے اگر چوہان کو جوزف کے ساتھ چھوڑ دیا جائے تو آپ کو
کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔؟"

"ٹھیک ہے۔ تم اگر صفدر کو ساتھ لیجانا چاہتے ہو تو چوہان کو چھوڑ دو۔"

"تنویر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔"؟
عمران نے پوچھا۔

"اس کا فیصلہ میں بعد میں کروں گا۔ اور کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔"

"جی نہیں۔ شکریہ۔"

پھر عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے دوبارہ چرمی تھیلے میں ڈال دیا۔

"کیا آپ کے پاس تنظیم کے خفیہ اڈوں کا کوئی نقشہ موجود ہے۔" صفدر
نے پوچھا۔

"نہیں۔ کیوں۔؟"

"ہم آخر تلاش کس طرح کریں گے۔"؟

"رات میں سوچنا صفدر ڈیئر۔ فی الحال آرام کرو۔ مجھے بھی

نیند آ رہی ہے۔"

عمران نے ایک طویل جماہی لیتے ہوئے کہا پھر سطح دیوار سے ٹیک لگا کر پاؤں پھیلا دیئے۔

کچھ دیر بعد ہی اسکے خراٹے غار میں گونج رہے تھے۔ پھر ایک ایک کر کے وہ سب ہی نیند کی آغوش میں چلے گئے۔

۵

روزمرہ کی طرح آج بھی انہیں اسی دھند والی کشادہ جگہ میں لاکر چھوڑ دیا گیا۔ لیکن خاور اور صدیقی کو جولیا سے دور رکھا گیا تھا۔
ان دونوں کو بدستور پتھر توڑنے کے کام پہ مامور کر دیا گیا تھا۔ جولیا مٹی ڈھونے کا کام انجام دے رہی تھی۔
"مجھے اس روز تم نے روک کر غلطی کی تھی۔" صدیقی خاور سے کہہ رہا تھا۔ اگر اسی روز میں کوئی پتھر اٹھا کر تنویر کا سر پھاڑ دیتا تو ہمارے ٹرانسمیٹر کبھی بھی نہ چھینے جاتے۔"
"لیکن اسکے بعد ہم مزید الجھنوں کا شکار ہو سکتے تھے۔"
"اب کونسا عیش کر رہے ہیں۔" صدیقی نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا۔ "تنویر پہ اب بھی ہمارے اوپر اعتماد نہیں رہا۔"
"جلد بازی سے کام مت لو صدیقی۔ ہمیں کسی مناسب موقع کی تاک میں رہنا چاہیئے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"گزشتہ رات میں نے کچھ قیدیوں سے ان کے حالات پوچھے تھے۔ شروع شروع میں تو وہ خاموش رہے لیکن بعد میں انھوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہ بھی اس عمر قید سے خوش نہیں ہیں۔"

"پھر۔ وہ کیا کر سکتے ہیں۔"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔" خاور نے کہا۔ "میں آہستہ آہستہ قیدیوں کو اپنا ہم خیال بنا رہا ہوں تاکہ بوقت ضرورت وہ ہمارا ساتھ دینے کو تیار رہیں۔ ظاہر ہے کہ ہم کو یہاں ہمیشہ نہیں رہنا۔"

"کیا تمہارے خیال میں ہم کو یہاں سے فرار ہونے کا راستہ مل جائے گا۔؟"

"نہ صحیح لیکن کوشش کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔؟"

"اسکے بعد انھیں خاموش ہو جانا پڑا۔ نگرانی کرنے والے سیاہ پوش ان کے قریب آ رہے تھے۔

صدیقی کے علاوہ خاور کا بھی یہی خیال تھا کہ وہ شاید پھر کسی نئی مصیبت کا شکار ہونے والے ہیں لیکن ان کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ سیاہ پوش کچھ دیر ان کے سروں پر مسلط رہے پھر دوسری طرف چلے گئے۔

"ہمیں کسی طرح جولیا سے بھی رابطہ قائم رکھنا چاہیئے۔" صدیقی نے کہا۔

"کیوں۔؟"

"ممکن ہے اسے عمران یا ایکسٹو وغیرہ میں سے کسی نے کنٹیکٹ کیا ہو۔"

"فکر مت کرو۔ اگر ایسا ہوتا تو جولیا کسی نہ کسی طرح ہم کو آگاہ ضرور

کردتیں۔ "

ٹھیک اسی وقت ایک کاغذ کی گولی خاور کے قریب آکر گری تھی۔ خاور نے نظر اٹھا کر دیکھا۔

جولیا تھوڑے فاصلے پر ٹوکری سر پہ رکھے گزر رہی تھی۔ اسنے خاور کو نگاہوں نگاہوں میں کچھ اشارہ کیا پھر آگے بڑھ گئی۔

خاور نے کنکھیوں سے دائیں بائیں دیکھا پھر کاغذ کی گولی کو اٹھا کر جلدی جلدی کھولا اور اس پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھنے لگا۔ مضمون مختصر مگر امید افزا تھا۔

"دوسری ٹیم آگئی ہے۔ تم پروفیسر کو ملانے کی کوشش کرو۔ "

خاور نے مضمون پڑھ کر کاغذ کے پرزے پرزے کئے پھر اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔

"کوئی خاص بات۔؟" صدیقی نے پوچھا۔

"ہاں۔ دوسری ٹیم یہاں آچکی ہے۔ "

"نہیں۔" صدیقی کے چہرے پر زندگی کے تاثرات ابھر آئے۔ اور کیا لکھا تھا جولیا نے۔؟ "

"ہمیں پروفیسر سے ملنا ہوگا۔ "

"کس لئے۔؟ "

"پتہ نہیں۔ جولیا نے بس اتنا ہی لکھا ہے۔ ویسے میرا خیال بھی یہی ہے کہ پروفیسر ہمارے لئے سب سے کامیاب مہرہ ثابت ہوسکتا ہے۔" خاور نے کہا۔ پھر پروفیسر کو دیکھا جو آج بھی گردن جھکاتے بڑے انہماک سے پتھر توڑتے میں مصروف

تھا۔ نگرانی کرنے والے سیاہ پوش مختلف ٹولیوں میں بٹ کر کام کرنے والوں کی جانچ کر رہے تھے۔

"تم ادھر ہی کام کرو۔ میں پروفیسر کے قریب جا رہا ہوں۔" خاور نے دبی زبان میں صدیقی سے کہا۔ پھر جلدی جلدی ان پتھروں کو توڑنے لگا جو اس کے سامنے موجود تھے۔

ان پتھروں کو نپٹانے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر پروفیسر کے قریب آگیا جس کے پاس بہت سارے وزنی پتھر جمع تھے۔ خاور پروفیسر سے دو گز کے فاصلے پر بیٹھ کر پتھروں کو توڑنے لگا۔

پروفیسر نے ایکبار پلٹ کر خاور کو گھورا پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"میرا خیال ہے کہ میں آپکو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔" خاور نے تھوڑے توقف کے بعد پروفیسر کو مخاطب کیا۔

"نئے نئے آئے ہو شاید۔" پروفیسر نے دبی زبان میں کہا۔ اپنے کام سے کام رکھو ورنہ ہڈیوں کا نشان بھی نہیں ملے گا۔"

"کیا آپ بھی مایوس ہو چکے ہیں پروفیسر۔؟"

"کیا۔؟ اسبار پروفیسر ایک لمحے کے لئے چونکا تھا۔ پھر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو کر بولا۔ تم مجھے کیسے جانتے ہو۔؟"

"کیوں۔؟ کیا آپکا نام پروفیسر ڈگلس نہیں ہے۔"

"میرے سوال کا جواب دو۔ تم نے مجھے کس طرح پہچان لیا۔؟"

"میں نے آپ کو دارالحکومت میں دیکھا تھا۔"

"ہم۔ تم لوگ یہاں کب لائے گئے ہو۔؟"

"ایک ہفتے سے کچھ زیادہ مدت ہوئی ہے۔"

"خاموش رہنا۔ وہ ادھر آرہے ہیں۔" پروفیسر نے سرگوشی کی۔

سیاہ پوش نگرانوں کی ٹولی ان کے قریب پہنچ کر رکی تھی پھر ان میں سے ایک آگے بڑھ کر خاور کے سامنے آگیا۔

"تم اس طرف کیوں آگئے۔؟"

"میرے حصے کے پتھر وہاں ختم ہو گئے تھے۔" خاور نے بڑے اطمینان سے جوابدیا۔ ویسے بھی میرا ساتھی جتنک مجھ سے دور رہے تم لوگوں کو زحمت نہیں ہوگی۔"

"کیا مطلب۔؟"

"یہی کہ اگر ہم دونوں ساتھ ساتھ رہیں تو تمہیں زیادہ چوکس رہنا پڑتا ہے حالانکہ ہماری نیت بالکل صاف ہے۔"

"بکواس۔ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ تم لوگ جاسوس ہو۔"

"اسی لئے تو اپنے ساتھی کے قریب سے ہٹ آیا تھا تا کہ تم لوگوں کو بھی کچھ دیر کے لئے آرام نصیب ہو سکے۔"

"ٹھیک ہے۔ اپنا کام کرو۔" سیاہ پوش نے کرخت لہجے میں کہا۔ پھر آگے بڑھ گیا۔ اسکے دوسرے ساتھی بھی وہاں نہیں رکے تھے۔ جتنی دیر تک وہ وہاں رکے تھے اتنی دیر تک پروفیسر کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگی۔ وہ اپنے کام میں اس طرح مصروف تھا جیسے اسے انکی آمد کی اطلاع بھی نہیں ہوئی ہو۔ ایک لمحے کیلئے بھی اسکی توجہ ان کی جانب مبذول نہیں ہوئی تھی۔

نگرانی کرنے والوں نے ابھی تم کو جاسوس کہا تھا۔" پروفیسر نے دبی زبان میں پوچھا۔

"ہاں۔ اس نے ٹھیک ہی کہا تھا۔"

"کیا تم لوگ دارالحکومت سے یہاں تک آئے ہو۔؟"

"ہاں۔ لیکن تمہیں کس بات کی تشویش ہو رہی ہے۔"؟ خاور نے بناوٹی سنجیدگی سے پوچھا۔

"اگر تمہارا تعلق ایک خاص پارٹی سے ہے تو میں تمہارے لئے کارآمد ثابت ہو سکتا ہوں۔ لیکن ایک منٹ۔ کیا تمہارے تمام ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں۔؟"

"مجھے افسوس ہے پروفیسر کہ جب تک مجھے تمہارے اوپر مکمل اعتماد نہ ہو جائے میں اس قسم کے سوالات کے جواب نہیں دے سکتا۔"

"اچھا۔ چلو یہی بتا دو کہ کیا تم لوگوں کو زبردستی یہاں لایا گیا ہے۔؟"

"یہی سمجھ لو۔" خاور بولا۔ "ویسے اگر زبردستی نہ کی جاتی تو بھی ہم یہاں ضرور آتے۔"

"تمہارا گروپ لیڈر کون ہے۔؟"

"میں کہہ چکا ہوں کہ فی الحال میں تم کو کچھ نہیں بتا سکتا۔" خاور نے اسے ٹال دیا تھا۔

"کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے سے تم لوگوں کا مقصد کیا تھا۔" پروفیسر نے دوبارہ سوال کیا۔

"ہم یہاں ان قید ہونے والے افراد کو چھڑانے کیلئے آئے ہیں جن کو آئرن ماسک

پہنا کر تمہارے ذریعے اغوا کرایا گیا ہے۔"[1]

"اوہ۔" اچانک پروفیسر ایک ثانیے کیلئے رکا پھر دوبارہ کام میں مصروف ہوکر بولا۔ اب میں سمجھ گیا کہ تم لوگ کون ہوسکتے ہو اور تمہارا لیڈر کون ہوگا۔"

"کیا تم اسے جانتے ہو۔؟"

"ہاں۔ اسی کی وجہ سے آج میں یہاں بیٹھا پتھر توڑ رہا ہوں ورنہ اس سے پہلے مادام مجھے اپنے برابر جگہ دیتی تھی۔" پروفیسر کے لہجے میں نفرت اور حقارت کا عنصر شامل تھا۔

"کیا مطلب۔؟" خاور اس انکشاف پر اچھل پڑا۔

"مطلب۔ یہ کہ آئرن ماسک کے ذریعے اگر میں تھریسیا کو آدمی مہیا نہ کرتا تو وہ یہ دنیا نہ بسا سکتی۔"

"اور اسکے باوجود مادام آپ سے پتھر توڑنے کا کام لے رہی ہیں۔"

"وقت وقت کی بات ہے مائی ڈیئر۔" پروفیسر بولا۔ مجھے بھی اپنے موقع کی تلاش ہے۔ ایک نہ ایک دن مجھے انتقام کا موقع ضرور ملیگا اور اس دن میں مادام کو بتاؤں گا کہ میں پتھر توڑنے کیلئے نہیں پیدا ہوا تھا۔"

"میں تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔" خاور نے جلدی سے کہا۔

"تمہارے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں یہاں۔"

"ہم پہلے ہم چار تھے لیکن اب تین رہ گئے ہیں۔ ہمارا ایک ساتھی مادام کی زلفوں کا شکار ہوگیا ہے۔"

---

[1] ملاحظہ فرمایئے اس سلسلے کی پہلی کڑی۔ آئرن ماسک۔

"میں نہیں مان سکتا کہ وہ دنیا میں سوائے ایک مرد کے کسی اور سے بھی محبت کر سکتی ہے .... اور وہ مرد وہی ہے جس کی وجہ سے میں اس حالت کو پہنچا ہوں۔"

"کیا تم اس کا نام جانتے ہو۔؟"

"ہاں۔ اس کا نام عمران ہے۔"

پروفیسر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اگر مادام نے مجھے منع نہ کیا ہوتا تو میں اسے اب تک ختم کر چکا ہوتا لیکن اس حرامزادی نے اپنی عیاشی کے لئے مجھے باز رکھا اور اب مجھ پر غداری کا الزام لگا دیا۔"

"ایک طریقہ ممکن ہے پروفیسر۔"

خاور نے فوری طور پر ایک اسکیم ذہن میں مرتب کرتے ہوئے کہا۔ میں اگر کوشش کروں تو مادام کی غلط فہمی دور ہو سکتی ہے اور تم دوبارہ وہی مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔"

"نہیں۔ میں تھوک کر چاٹنے والوں میں سے نہیں ہوں۔" پروفیسر سرد لہجے میں بولا۔ مجھے صرف اس وقت کا انتظار ہے جب وہ کتیا کی بچی میرے رحم و کرم پر ہو گی۔"

"ایک بات پوچھوں پروفیسر۔"

"کیا پوچھنا چاہتے ہو۔؟"

"اگر عمران یہاں تک آجائے تو کیا تم اس کا ساتھ دو گے۔؟"

پروفیسر نے تیزی سے گھوم کر خاور کو دیکھا پھر وہ کوئی جواب دینا چاہتا تھا

کہ خاور نے منہ پوچھنے کے بہانے اشارے سے اسے منع کر دیا اس لئے کہ نگرانی کرنے والوں کی ٹولی اسی طرف آ رہی تھی۔

خاور اپنے کام میں مصروف ہو گیا لیکن وہ پروفیسر کی آنکھوں میں اپنے سوال کا جواب پڑھ چکا تھا۔

اسے یقین تھا کہ اگر کوئی ایسا وقت آیا تو پروفیسر عمران کا ساتھ دے گا۔

عمران، صفدر اور شاہد تاریکی میں آگے بڑھ رہے تھے۔

تینوں ہی کے جسم پر اس وقت سیاہ لباس تھا چہروں پر بھی سیاہ خول چڑھا ہوا تھا۔ صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ پیروں میں ربر سول کے جوتے تھے۔ سیاہ لباس میں وہ گھپ اندھیرے کا جزو ہی لگ رہے تھے۔

عمران سب سے آگے آگے ان کی رہنمائی کرتا ہوا چل رہا تھا۔ اس وقت وہ جزیرے کے اس حصّے پر تھے جہاں گھنے درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ موجود تھے۔ غار سے نکلے ہوئے انھیں دو گھنٹے گزر چکے تھے لیکن ابھی تک ان کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ راستے میں ایک مقام پر رک کر عمران نے محدود دائرے والی ٹارچ کی روشنی میں جیب سے ایک مڑا تڑا نقشہ نکال کر دیکھا تھا پھر قطب نما کے ذریعے سمت کا انداز لگا کر دوبارہ روانہ ہو گیا۔

اندھیرے میں دو گھنٹے تک متواتر چلتے رہنے کی وجہ سے وہ تاریکی میں دیکھنے کے عادی ہو چکے تھے لیکن اس کے باوجود وہ بہت محتاط ہو کر آگے بڑھ رہے تھے۔

اچانک عمران چلتے چلتے رکا پھر اس نے صفدر اور شاہدہ کو بازوؤں سے پکڑ کر ایک تناور درخت کی آڑ میں کھینچ لیا۔

"کیا آپ کوئی خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔" صفدر نے سرگوشی کی۔

"ہاں۔ میں نے قدموں کی آہٹ سنی تھی۔"

"کس طرف۔؟"

"خاموش۔" عمران نے اسے اشارہ کیا پھر ایک سمت دیکھنے لگا۔

دس منٹ تک وہ ایک ہی پوزیشن میں کھڑے رہے پھر عمران کے علاوہ صفدر نے بھی ان دو سایوں کو دیکھ لیا تھا جو تاریکی میں رینگ رہے تھے۔ رخ اسی طرف تھا۔ جدھر عمران اور صفدر وغیرہ موجود تھے۔

"صفدر۔ تم شاہدہ کو لے کر پیچھے والے درخت کی آڑ میں ہو جاؤ۔ جلدی کرو۔" عمران نے صفدر کے کان میں کہا اور پھر صفدر شاہدہ کا ہاتھ تھام کر اسے پیچھے لیتا چلا گیا۔

عمران دوسرے ہی لمحے زمین پر لیٹ کر کراہنے لگا۔ مقصد ان دونوں سایوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے سے تھا جنہیں اس نے تاریکی میں حرکت کرتے دیکھا تھا۔ اپنے ارادے میں اسے مایوسی نہیں ہوئی۔ ایک منٹ بعد ہی اس کے چہرے پر روشنی پڑی پھر وہ دونوں لپکتے ہوئے عمران کے قریب آ گئے۔ عمران نے ان کے ہاتھوں میں ریوالور نما کوئی ہتھیار دیکھا تھا۔

"ارے۔ یہ تو کوئی اپنا ہی ساتھی معلوم ہوتا ہے۔" ایک سیاہ پوش بولا۔

"کون ہو تم۔" دوسرے نے پوچھا۔ اس کا تخاطب براہ راست عمران سے تھا۔

ٹارچ کی روشنی ابھی تک عمران کے چہرے پر جمی ہوئی تھی لیکن وہ صرف اس کی آنکھیں ہی دیکھ سکے تھے اس لئے کہ باقی چہرہ تو سیاہ خول میں چھپا ہوا تھا۔

"روشنی بند کر دو۔" عمران بدستور کراہتے ہوئے بولا لیکن اس بار اس کا لہجہ حیرت انگیز طور پر بدلا ہوا تھا۔

"کون۔ ماسٹر ہنری۔" ایک سیاہ پوش نے حیرت سے کہا پھر روشنی بند کر دی گئی۔!

"ماسٹر۔ آپ یہاں کیسے پڑے ہیں۔" دوسرے نے جلدی سے پوچھا۔

"وقت مت ضائع کرو۔ میں بری طرح تھکا ہوا ہوں۔" عمران نے ہنری ایلرٹ کے لہجے میں کہا۔ چوبیس گھنٹے تک سمندری لہروں کا مقابلہ کرتے کرتے میری ساری قوت ختم ہو چکی ہے۔ میری سانس اکھڑ رہی ہے۔"

"آئی سی۔" ایک سیاہ پوش نے کہا۔ آپ غالباً اس جہاز پر تھے جس پر ہمارے دشمن سفر کر رہے تھے۔"

"ہاں۔ لیکن کیا ہمارے فی گراز انھیں گرفتار نہیں کر لائے۔؟

"ایک ہفتہ ہو گیا ماسٹر۔ وہ چار دن ہماری قید میں ہیں۔"

"گڈ۔" عمران نے ہانپتے ہوئے کہا پھر دونوں سیاہ پوشوں کا سہارا لیکر اٹھ گیا لیکن اسکے دونوں ہاتھ بدستور ان کے گردن میں پڑے ہوئے تھے۔ میں نے چیانگ وغیرہ کو ایک لائف بوٹ کے ذریعے نیچے سمندر میں اترتے دیکھا تھا اور پھر اس کے دو گھنٹے بعد بحری جہاز کو ہمارے سورماؤں نے تنکے کی طرح سمندر میں ڈبو دیا۔"

"کیا آپ کو کوئی بوٹ نہیں مل سکی تھی۔"؟

ملی تھی لیکن وہ بھی حادثے کا شکار ہو گئی۔" عمران نے ہنری البرٹ کی آواز میں کہا پھر اپنا تمام بوجھ ان کے شانوں پر ڈال کر آگے بڑھنے لگا۔

"لیکن ماسٹر۔ آپ کے کپڑے تو سوکھے ہوئے ہیں۔" ایک سیاہ پوش نے سوال کیا۔

"ڈونٹ بی سلی۔" عمران غرایا۔ "تمہارا کیا خیال تھا کہ میں جزیرے پر آنیکے بعد بھی بھیگے ہوئے کپڑے پہنے رہتا۔"

"آئی۔ ایم سوری ماسٹر۔"

"مجھے جتنی جلدی ممکن ہو مادام تک پہنچا دو۔" عمران بدستور کراہتے ہوئے بولا۔!

"اس وقت۔؟"

"ہاں۔ مجھے مادام تک ایک ضروری خبر پہنچانی ہے۔ ویری ارجنٹ۔"

"ماسٹر۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم پہلے چیانگ سے اجازت حاصل کر لیں۔؟"

"نہیں۔ اس کی فکر مت کرو۔ معاملہ اتنا اہم ہے کہ میں فوری طور پر مادام سے ملنا پسند کروں گا۔ چیانگ کو میں بعد میں جواب دے لوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ اس طرح ہماری ذمے داری ختم ہو جاتے گی۔"

اسکے بعد خاموشی چھا گئی۔ عمران بڑے آرام سے ان کے کندھوں پر بوجھ ڈالے آگے بڑھتا رہا۔ ہنری البرٹ والی اسکیم اسکے ذہن میں اچانک آئی تھی اور اس پر عمل کر کے اب وہ زمین دوز راستے کی طرف جا رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ اسے صفدر اور شاہدہ کو بھی پیچھے آنے کی ہدایت کر دینی چاہئیے تھی تاکہ اگر مزید

کسی دشواری کا سامنا ہوتا تو وہ بھی اسکے کام آسکتے لیکن پھر اسنے اپنے ذہن کو جھٹک دیا۔ آدھے گھنٹے تک وہ مختلف راستوں سے گزرتے رہے۔

پھر۔! وہ گھنے درختوں کو پیچھے چھوڑ کر ایک چٹان کے قریب آگئے۔ جہاں متعدد دراڑیں نظر آرہی تھیں۔

وہ دونوں نقاب پوش رک گئے تھے۔

"کیوں۔؟" عمران نے مختصراً پوچھا۔

"آپ ایک منٹ نیچے بیٹھیں ماسٹر۔ ہم پتھر ہٹا کر راستہ صاف کرلیں۔"

عمران نے اس پتھر کو غور سے دیکھا جسے ہٹانا کم از کم ایک آدمی کے بس کی بات نہیں تھی۔

فوری طور پر اسکے ذہن میں ایک خیال تیزی سے ابھرا تھا۔

"دوسرے راستے سے کیوں نہیں چلتے۔"

"آپ بہت زیادہ نڈھال ہیں ماسٹر۔" کیا آپ دوسرے راستے تک چل سکیں گے۔"؟

"پپ۔ پانی۔" عمران کراہنے لگا۔ مقصد جواب دینے کے بجائے کچھ وقت حاصل کرنے سے تھا۔

ایک سیاہ پوش نے واٹر بوتل کندھے سے اتار کر عمران کی طرف بڑھادی اور عمران ایک ہی سانس میں کئی گھونٹ پی گیا پھر طویل سانس لیتے ہوئے بولا۔

اب میں کچھ بہتر محسوس کر رہا ہوں۔"

"کیا خیال ہے۔ ہم دوسرے راستے سے چلیں۔"؟

اسبار عمران پر کھانسیوں کا دورہ پڑ گیا۔ فوری طور پر وہ کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس لئے ظاہر ہے کہ کھانسی بڑھتی گئی پھر اچانک اس کی گرفت بھی دونوں نقاب پوشوں کی گردن پر مضبوط ہونے لگی۔

"ماسٹر۔"

دونوں نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔ ہماری گردن۔؟"

"جہنم میں جاؤ۔" عمران بولا۔

پھر اسے زیادہ زور نہیں لگانا پڑا۔ دو چار جھٹکوں ہی نے انہیں بیہوش کر دیا۔ پھر عمران کی گرفت ڈھیلی پڑتے ہی وہ زمین پر آ رہے۔

اچانک عمران دوڑتے ہوئے قدموں کی آہٹ سن کر چونکا تھا۔ اس نے تیزی سے اپنا سائیلنسر لگا ہوا ریوالور نکالا اور دونوں سیاہ پوشوں کے درمیان لیٹ گیا لیکن اس کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔

آنے والے صفدر اور شاہدہ تھے۔!

"کیا آپ نے انھیں ختم کر دیا۔"؟

صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ صرف بیہوش کیا ہے۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے یہ بتا دوں کہ میں نے زمین دوز راستہ بھی معلوم کر لیا ہے۔"

"گڈ۔" صفدر نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اب کیا پروگرام ہے۔؟"

"میرا خیال ہے کہ ان دونوں کو اٹھا کر غار تک لے چلیں۔ ہو سکتا ہے ان کے ذریعے ہمیں اور بھی معلومات حاصل ہو جائیں۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔"

"میں بھی اس مشورے کے حق میں ہوں۔" شاہدہ نے کہا۔

دوسرے ہی لمحے صفدر اور عمران اپنے اپنے کندھوں پر دونوں سیاہ پوشوں کو اٹھائے اپنی قیام گاہ کی جانب واپس لوٹ رہے تھے۔

دونوں سیاہ پوش حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گھورے جا رہے تھے۔ عمران بدستور خاموش تھا۔ پھر اچانک اس نے سیاہ پوشوں کو اپنی اصلی آواز میں مخاطب کیا۔

"تم دونوں کا نام کیا ہے۔؟"

"ہمارے نام جان کر تم کیا کرو گے۔؟" ایک بولا۔ "اتفاق ہی سمجھو کہ ہمارے دوسرے ساتھیوں کو ابھی تک ہماری فکر نہیں ہوتی لیکن صبح ہوتے ہی وہ ہماری تلاش شروع کر دیں گے اور اس کے بعد جزیرے کا کونہ کونہ چھان مارا جائے گا۔"

"مجھے بھی معلوم ہے مگر میں نے تمہارا نام دریافت کیا تھا۔؟"

"میرا نام ہنگری ہے۔" ایک سیاہ پوش نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"اور تم۔؟" عمران دوسرے سے مخاطب ہوا۔

"مجھے اڈگر کہتے ہیں۔" دوسرا بولا۔

"ہنری غالباً تمہارا ماسٹر تھا۔ کیوں۔؟"

"ہاں۔" اڈگر نے جواب دیا۔ "نگراں دستے کا چیف وہی ہے۔"

"ہے نہیں بلکہ تھا کہو۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "اب تک تو اس کی ہڈیاں تو بھی مچھلیوں کے معدوں میں پہنچ چکی ہوں گی۔"

"کیا۔؟" ہنگری نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا اس کی موت کا باعث تم بنے تھے۔؟ تم نے اسے مارا ہے۔؟"

"میں تم دونوں کی ہلاکت کی وجہ بھی بن سکتا ہوں۔ اگر زندگی عزیز ہے تو میرے سوالوں کے جواب دیتے رہو۔" عمران سرد لہجے میں بولا پھر تھوڑے توقف کے بعد پوچھا۔

"تم نے مجھے مادام سے ملنے کیلئے چیانگ کا ریفرنس کیوں دیا تھا۔ کیا مادام تھریسیا تک پہنچنے کے لئے اس کی اجازت ضروری ہے۔؟"

"ہاں۔ چیانگ کی اجازت کے بغیر خود ہم بھی نیچے نہیں جا سکتے۔" اڈگر نے جواب دیا۔

"نیچے سے تمہاری مراد غالباً زمین دوز دنیا سے ہے۔؟"

"ہاں۔" اس نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

"یہاں اندازاً کتنے آدمی ہوں گے۔ میرا مقصد ہے کہ قیدیوں کو چھوڑنے کے بعد تھریسیا کے کتنے آدمی ہیں۔؟"

"ہمیں اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔" ہنگری نے تیزی سے جواب دیا۔

"کیا تمہارے فے گراز بھی یہاں پر ہی ہوتے ہیں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"ہوتے ہوں گے۔ لیکن ہمیں اسکے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔" اڈگر نے کہا۔

لیکن عمران بھانپ چکا تھا کہ وہ دونوں اب آسانی سے زبان کھولنے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔ ہنری البرٹ نے بھی تنظیم سے متعلق کوئی راز بتانے پر اپنی موت کو ترجیح دی تھی۔

"چیانگ ہمیں کہاں مل سکتا ہے۔؟"

"اس کا کوئی مستقل ٹھکانا نہیں ہے۔" ہنگری نے جواب دیا۔ "وہ اپنی رہائش گاہ کو بدلتے رہنے کا عادی ہے۔"

"آجکل کہاں مل سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ اگر ہنری البرٹ کی حیثیت سے میں تمہاری بات مان لیتا تو تم لوگ مجھے اس کے پاس کس قیام گاہ پر لیجاتے۔؟"

"اگر تم واقعی ماسٹر ہوتے تو پھر دوسری بات تھی۔" اڈگر نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ اور منہ پھیر لیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہارا ماسٹر بھی تنظیم سے وفاداری کی خاطر جان دے بیٹھا تھا۔" اسبار عمران کے بجائے شاہدہ نے تیزی سے کہا۔ "لیکن تم لوگوں نے مادام تھریسیا کے ساتھ غداری کر کے اچھا نہیں کیا۔"

"غداری۔" وہ دونوں ہی اچھلے تھے پھر اڈگر بولا۔ "ہم نے مادام کے ساتھ کوئی غداری نہیں کی۔"

"خیال ہے تمہارا۔ ویسے بھی مادام اسبات کو محض اتفاق نہیں سمجھ سکتی کہ ہمیں خود بخود نیچے جانے کا راستہ معلوم ہو گیا۔"

"کیا مطلب۔؟" وہ بری طرح چونکے تھے۔

"تم نے ہم لوگوں سے دولت لے کر ہی زمین دوز راستہ بتایا تھا۔" شاہدہ نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔" ہنگری نے تلملا کر کہا۔

"غلط اور صحیح کا فیصلہ تو مادام تھریسیا ہی کریں گی لیکن ہمارا بیان تم دونوں کے بارے میں وہی ہوگا جو میں کہہ چکی ہوں۔"

"رہا تمہاری تلاش کا مسئلہ تو میرے خیال میں یہاں جنگلی جانور بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔" عمران بول پڑا۔ "کیا خیال ہے کہ اگر میں تم دونوں کو بھی ہاتھ پاؤں باندھ کر جنگل میں کہیں چھوڑ آؤں۔"

دونوں سیاہ پوش خاموش رہے۔ ان کی توجہ کا مرکز عمران کے بجائے شاہدہ تھی۔ وہ اسے گھور رہے تھے۔

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر تم ہمیں ضروری معلومات فراہم کر دو تو ہم آخری وقت تک تمہاری مدد کو تیار رہیں گے۔ بصورت دیگر اگر ہم تھریسیا کے سامنے پہنچ گئے تو ہمارا بیان یہی ہوگا کہ تم دونوں نے نہ صرف یہ کہ ہمیں اس محفوظ غار تک پہنچایا ہے بلکہ خفیہ راستے تک رہنمائی بھی کی ہے۔"

"تم لوگ اگر بعد میں اپنے وعدے سے پھر گئے تب کیا ہوگا۔؟" اڈگر نے پوچھا اس بار اس کے لہجے میں نرمی تھی۔

"اعتماد کر لینے کے علاوہ تم لوگوں کے پاس اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔" شاہدہ یکلخت خطرناک انداز میں غرائی تھی۔ "ہم اگر چاہیں تو اس وقت بھی تم کو ختم کر سکتے ہیں۔"

"ہمیں نیچے کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔" ہنگری نے کہا۔

"اوپر ہی کے بارے میں بتا دو۔" عمران نے تیزی سے پوچھا۔ چیانگ کی

یہاں کیا حیثیت ہے۔؟"

"وہ خفیہ راستوں کا انچارج ہے۔ میں نے پہلے بھی تم کو یہی بتایا ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر کوئی بھی نیچے نہیں جا سکتا۔" ہنگری نے کہا۔

"چیانگ اس وقت کہاں مل سکے گا۔"

"وہ زیادہ تر ساحل والے راستوں کی نگرانی پر مامور رہتا ہے۔" اڈگر نے کہا۔ تم اگر چاہو تو ہم تمہیں وہاں تک لیجا سکتے ہیں۔ اس لئے کہ تم یہاں کے راستوں سے ناواقف ہی ہو گے۔"

"ہنری البرٹ سمیت یہاں کل آٹھ آدمی ہی تھے نا جو ساحل کی نگرانی کرتے تھے۔"

"ہاں۔ لیکن۔"

"چیانگ کے ساتھ کتنے آدمی ہوتے ہیں۔" عمران نے اڈگر کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ تخاطب ہنگری سے تھا۔

"وہ تنہا ہی کافی ہے۔ ویسے تم اسکی بیوی شی کاتی کو بھی ہمیشہ اس کے ساتھ ہی پاؤ گے۔ شی کاتی بھی چیانگ سے کم خطرناک نہیں ہے۔ انتہائی مکار اور چالباز عورت ہے۔"

"ہنگری۔" اچانک اڈگر اپنے ساتھی پر پلٹ پڑا۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ خونی معاہدے پر دستخط کرنے کے باوجود تم تنظیم سے غداری کر رہے ہو۔!"

"موت دونوں صورتوں میں لازمی ہے مائی ڈیئر اڈگر۔" ہنگری نے تلخ آواز میں کہا کیا تمہیں یقین ہے کہ ہم خفیہ راستے کی نشاندہی کا الزام غلط ثابت کر سکیں گے۔"

"وہ اور بات ہے۔" اس وقت ہم اسے ماسٹر سمجھ بیٹھے تھے۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن غلطی بہرحال ہماری ہی تھی۔"

"تم زیادہ سمجھدار معلوم ہوتے ہو۔" شاہدہ نے شنگری سے کہا پھر اڈگر سے بولی۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم تمہیں ہنری تک پہنچادیں۔"

"یہ زیادہ بہتر ہوگا۔" اڈگر تیزی سے بولا۔ "تم جو موت مارو گے وہ ہمارے لئے اتنی تکلیف دہ نہیں ہوگی جتنی اذیتناک سزا ہمیں مادام سے ملے گی۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔" عمران نے شنگری سے پوچھا۔

"میں تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔"

"شنگری۔ تم تنظیم سے غداری کی سزا جانتے ہو۔"

اڈگر چلایا تھا۔

لیکن ٹھیک اسی وقت عمران نے جوزف کو اشارہ کیا اور وہ کسی جنگلی بھینسے جیسے انداز میں اڈگر پر ٹوٹ پڑا۔

اڈگر بھی زندگی سے بیزار ہی نظر آرہا تھا جو اس نے جوزف سے ٹکر لینے کی حماقت کی تھی۔

دو تین منٹ تک وہ ایک دوسرے سے گتھتے رہے پھر اچانک جوزف نے نیچے جھک کر اڈگر کو پکڑ کر اٹھایا پھر بڑی بے دردی سے اسے ایک چٹان پر دے مارا۔!

اڈگر کراہ کر اٹھا تھا لیکن اسبار شاہدہ نے اس ریوالور نما شے کا رخ اڈگر کی طرف کر کے ٹرائیگر دبا دیا جو اس نے اڈگر ہی سے چھینا تھا۔

غار میں نیلی شعاعوں کا ایک شعلہ سا لپکا اور پھر اڈگر کا وجود دھویں

میں تحلیل ہو کر رہ گیا۔

صفدر، چوہان، نعمانی اور شاہدہ کے علاوہ خود عمران بھی ہکا بکا رہ گیا۔

"ب ب ..... بباس .... بد ...... روح ..." جوزف کی گھگھی بندھ گئی۔

ہنگری سیاہ نقاب کے پیچھے بڑی جلدی جلدی اپنے ہونٹ چبا رہا تھا۔

تنویر بری طرح ڈاؤن تھا۔

زندگی میں یہ پہلا موقع تھا جب اسنے شراب چکھی تھی۔ پہلے ہی پیگ نے اس کے دماغ کو اڑا دیا پھر اس نے انکار بھی کیا لیکن تھریسیا کے اصرار پر اسے مزید دو پیگ حلق کے نیچے اتارنے پڑے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ وہ کھوپڑی سے آؤٹ ہوگیا ہوگا۔ ویسے بھی وہ اس وقت ہی اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا تھا جب تھریسیا کی خواب گاہ میں داخل ہوا تھا۔

تھریسیا اس وقت ایک باریک ڈریسنگ گاؤن میں ملبوس تھی جس میں سے اس کا کندن جیسا دمکتا ہوا جسم صاف جھلک رہا تھا۔ اسے تنویر کے بارے میں یہ بات پہلے ہی سے معلوم تھی کہ عورتوں کے معاملے میں بے حد دل پھینک واقع ہوا ہے اس لئے یہ آخری حربہ اس نے آزمایا تھا۔ وجہ معقول تھی۔ تنویر نے ابھی تک اسے عمران وغیرہ کے بارے میں تاریکی میں رکھا تھا۔ لیکن اس وقت شراب کی تلخی اور تھریسیا کے نیم عریاں جسم نے اسکے ذہن کو بالکل ہی پلٹ دیا۔ اسکی

کیفیت اس وقت اس شخص سے مختلف نہیں تھی جو ہپناٹیزم کے زیر اثر ہو۔

تھریسیا کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرتی رہی پھر اصل مقصد کی طرف آگئی۔!

"جولیا کے بارے میں تمہیں کوئی افسوس تو نہیں ہے۔"

"کس سلسلے میں۔" تنویر نے جھومتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال تھا کہ تم اس میں دلچسپی لے رہے ہو۔"

"پہلے کبھی تھی دلچسپی لیکن وہ عمران کو ہمیشہ مجھ پر ترجیح دیتی ہے۔"

"بری بات ہے۔"

تھریسیا مسکرائی پھر تنویر کے کچھ اور قریب آگئی۔ محبت میں بیوفائی قابل نفرت ہے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مادام۔"

"مادام نہیں ڈیئر۔ تم مجھے صرف تھریسیا بھی کہہ سکتے ہو۔" تھریسیا نے اداکاری کرتے ہوئے کہا پھر چوتھا پیگ بنانے لگی۔

تنویر ترچھی ترچھی نگاہوں سے اس کو گھور رہا تھا۔ اسے اپنے بدن پر لاتعداد چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

"کیا یہ سچ ہے ڈیئر تنویر کہ جولیا عمران کا دم بھرتی ہے۔؟"

"ہاں۔ اسی کی خاطر عمران نے ایک دو بار میری انسلٹ بھی کی ہے۔"

"اوہ۔" تھریسیا نے پیار بھرے انداز میں تنویر کو گھورا۔ شاید اسی لئے ابھی تک جولیا نے عمران کے سلسلے میں اپنی زبان بند کر رکھی ہے۔"

"بالکل یہی وجہ ہے۔" تنویر جھومتا ہوا بولا۔ جہاز کی تباہی کے بعد بھی اس احمق کے بچے نے سب سے پہلے جولیا ہی کو نیچے اتارا تھا۔"

"تو کیا عمران بھی جہاز پر موجود تھا۔" تھریسیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ اسی نے ہمیں خطرے سے آگاہ بھی کیا تھا۔"

"کیا مطلب۔؟ کیا اسے ہماری اسکیم کا علم ہوگیا تھا۔"

"ہاں۔" تنویر بولا۔ تمہارے دو آدمی اس کی نظریں آ گئے تھے۔ کوئی چینی جوڑا تھا جس نے جہاز پر ہماری موجودگی کی اطلاع دینے کے بعد راہ فرار اختیار کرلی تھی۔ عمران نے ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سن لیا تھا اور اس کے بعد ہی ہم ہوشیار ہوگئے تھے۔"

"تنویر۔" تھریسیا نے تنویر کا ہاتھ پکڑ کر آہستہ سے دباتے ہوئے کہا۔ اگر تم ختم ہو جاتے تو مجھے تمام زندگی اس کا افسوس رہتا۔ تم بڑی گریٹ شخصیت کے مالک ہو۔"

"تم بھی کچھ کم نہیں ہو ڈارلنگ۔" تنویر بہکنے لگا۔"

"جہاز پر عمران تنہا تھا۔"؟

"نہیں۔ صفدر، چوہان اور شاہدہ بھی اس کے ساتھ تھے۔"

"شاہدہ۔ یہ نام میں پہلی بار سن رہی ہوں۔"

"ایک نئی لڑکی ہے۔" تنویر بولا۔ عمران آجکل اس پر ڈورے ڈال رہا ہے۔"

"عمران۔" تھریسیا نے ایک لمحے کیلئے اپنی آنکھیں بند کرلیں پھر دوبارہ سنجیدگی سے بولی۔ کیا تم سب لوگ ایک ہی لائف بوٹ میں موجود نہیں تھے۔؟"

"نہیں۔ دارالحکومت سے روانگی کے وقت ہی ہم دو مختلف ٹیموں میں بٹ گئے تھے جہاز میں ہمارے کیبن بھی علیحدہ علیحدہ تھے۔ اس کے علاوہ ہمارے حلیئے بھی مختلف تھے جہاز کی تباہی کے بعد بھی ہم لوگ الگ الگ لائف بوٹ میں تھے۔"

"اب تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا عمران اور اس کی ٹیم بچ گئی ہو گی۔؟"

"پتہ نہیں۔ ویسے ممکن ہے کہ جولیا اس سلسلے میں کچھ جانتی ہو۔"

"وہ کس طرح جانتی ہو گی۔؟"

"وہ۔ وہ۔ اسکے پاس۔" تنویر کچھ کہتے کہتے یکلخت خاموش ہو گیا۔ نشے میں ہونے کے باوجود اسے اس کا احساس ہو گیا تھا کہ وہ حماقت کر رہا ہے۔ خاور اور صدیقی کے ٹرانسمیٹر چھنوانے کے بعد اس نے خود اپنا ٹرانسمیٹر بھی تھریسیا کے حوالے کر دیا تھا۔

لیکن۔!

جولیا والے ٹرانسمیٹر کے بارے میں اس نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ مقصد یہی تھا کہ اس طرح وہ تھریسیا کا اعتماد حاصل کر لیتا اور جولیا اپنے ٹرانسمیٹر پہ عمران وغیرہ سے رابطہ قائم کر سکتی تھی لیکن اس وقت تھریسیا کے سامنے اس کی زبان اچانک لڑکھڑا گئی۔

"کیا بات ہے ڈیئر۔ تم خاموش کیوں ہو گئے۔؟"

"کک۔ کچھ نہیں۔"

"تم کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔" تھریسیا نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔ ابھی تم نے کہا تھا کہ جولیا عمران وغیرہ کے بارے میں بتا سکتی ہے۔"

"میرا اندازہ یہی ہے۔" تنویر نے لہراتے ہوئے بات بنانے کی کوشش کی۔ ظاہر ہے کہ اگر عمران زندہ ہے تو وہ سب سے پہلے جولیا ہی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریگا۔"

"اوہ۔ تو کیا جولیا کے پاس ابھی تک کوئی ٹرانسمیٹر موجود ہے۔"؟

"ٹرانسمیٹر۔" تنویر کو دوبارہ اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ اس نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ لئے لیکن دوسرے ہی لمحے وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اچھلا اور لڑکھڑاتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

خوابگاہ میں کسی کتے کے پلے کی چیاؤں کی تیز آواز ابھری تھی اور تنویر کو ایسا ہی لگا تھا کہ جیسے وہ اس کے پاؤں کے نیچے دب کر چیخا ہو۔

دوسرے ہی لمحے تھریسیا کا قہقہہ گونجا اور تنویر کو یاد آگیا کہ تھریسیا اس فن میں ماہر ہے۔

"اوہ۔ ڈارلنگ۔" تنویر جھومتا ہوا اٹھا لیکن اسبار تھریسیا کا بھرپور ہاتھ اسکے گال پر پڑا اور تنویر لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا لگا۔

"میری بات کا جواب دو۔ کیا جولیا کے پاس ابھی تک کوئی ٹرانسمیٹر موجود ہے۔" تھریسیا انتہائی سخت لہجے میں بولی۔ اور تنویر کا سارا نشہ ہرن ہو کر رہ گیا۔

"ہاں۔" اس نے مختصراً کہا۔

"پہلے تم نے اس کو راز میں کیوں رکھا تھا۔؟"

"مم۔ مجھے۔ یاد نہیں رہا تھا۔"

"میں تمہاری کھال ادھیڑ دوں گی۔" تھریسیا غرائی پھر اس نے لپک کر اپنا گاؤن پہنا اور اسکے بعد دو بار تھوڑے تھوڑے وقفے سے تالی بجائی۔ خوابگاہ کے خود کار

دروازے کھلے اور تین عدد سیاہ پوش اندر داخل ہو کر تھریسیا کے سامنے جھک گئے ۔!

"جولیا کے پاس کس قسم کا ٹرانسمیٹر ہے ۔" تھریسیا نے تنویر سے سوال کیا ۔ اس بار اسکے لہجے میں کچھ ایسی ہی سفاکی تھی کہ تنویر سہم کر رہ گیا ۔

" لاکٹ ٹرانسمیٹر ۔ " اسنے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا ۔

" اوہ ۔ " تھریسیا کی پیشانی شکن آلود ہو گئی ۔ کیا تم اس کے میکنزم سے واقف ہو ۔ ؟"

" ہاں ۔ واقف ہوں ۔ "

" اسے لیجاؤ ۔ " تھریسیا نے اپنے سیاہ پوشوں کو مخاطب کیا اور پھر پلک جھپکنے میں ان تینوں نے تنویر کو جکڑ کر باہر کی طرف کھینچنا شروع کر دیا ۔

"ٹھہرو ۔ " تھریسیا نے کہا اور تینوں سیاہ پوش دوبارہ تعظیماً جھک گئے ۔

" اسے سیدھے پروفیسر والٹن کے پاس لے جاؤ ۔ " تھریسیا نے تنویر کو قہر آلود نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا ۔ برین وین تھری کا ایک سنگل ڈوز ہی فی الحال اس کے لئے کافی ہے ۔ "

" یس مادام ۔ " تینوں سیاہ پوش بیک وقت بولے پھر تھریسیا کی آنکھوں کی جنبش کا اشارہ ملتے ہی اسے گھسیٹ کر باہر لیتے چلے گئے ۔

خوابگاہ کے آٹومیٹک دروازے دوبارہ بند ہو گئے اور اب بظاہر وہاں سے نکاسی کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا ۔ تھریسیا کے ہونٹوں پر ٹری ۔ زہریلی مسکراہٹ پھیل رہی تھی ۔ ایک لمحے تک وہ اسی پوزیشن میں کھڑی مسکراتی رہی

پھر یکلخت سنجیدہ ہو گئی اسکے بعد مشرقی گوشے میں رکھی ہوئی میز کی جانب بڑھی جس پر دوسری چیزوں کے علاوہ ایک پیتل کا گولا بھی موجود تھا۔

میز کے قریب کھڑے ہو کر اس نے گولے کو تیزی سے گھمایا پھر ایک مائک نما شے اٹھا کر منہ کے قریب کر لی جس میں تار وغیرہ قسم کی کوئی چیز منسلک نہیں تھی۔

"ہیلو۔ چیانگ۔"

"یس مادام۔؟" پیتل کے گولے سے آواز ابھری۔

"ساحل کی طرف سے ہوشیار رہنا۔" تھریسیا مائک پر بولی۔ دشمنوں کی ایک دوسری ٹیم بھی یہاں کسی لمحے پہنچنے والی ہے۔"

"رائٹ مادام۔ میں ابھی پہرہ سخت کئے دیتا ہوں۔"

"کوئی لاپرواہی برداشت نہیں کی جائے گی۔" تھریسیا سرد آواز میں بولی۔ جس جہاز پر جولیا وغیرہ کی ٹیم موجود تھی اسی پر عمران اور دوسرے ساتھی بھی موجود تھے۔"

"مادام میں نے تو۔؟"

"شٹ اپ۔"

تھریسیا مائک پر غرائی۔ پھر بولی۔

"تم عمران کو نہیں جانتے کہ وہ کس قدر عیار شخصیت کا مالک ہے۔ اسی لئے کہہ رہی ہوں کہ ساحل کی طرف سے ہوشیار رہنا۔"

"آپ فکر نہ کریں مادام۔ چڑیا کا ایک بچہ بھی میری اجازت کے بغیر جزیرے میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

"ہنری البرٹ کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔؟"

"ابھی تک مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے۔" پتیل کے گولے سے چیانگ کی آواز ابھری۔ آخری بار میں نے اسے جہاز پر ہی دیکھا تھا۔"

"کیا تم نے ہنری سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"ابھی تک نہیں کی مادام۔"

"کوشش کرو۔"

"رائٹ مادام۔"

"ساحل کی طرف سے غفلت مت برتنا ورنہ اس کا انجام تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔ میں اسیات کو کسی قیمت پر پسند نہیں کروں گی کہ عمران ڈارک آئی لینڈ پر قدم رکھے۔"

"کیا وہ تنہا ہے۔"؟

چیانگ نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس کے ساتھ تین افراد اور بھی ہوں گے جن میں ایک عورت بھی شامل ہے۔ میری اطلاع کے مطابق جس وقت ہم نے جولیا کی ٹیم کو سمندر سے اٹھایا تھا اس وقت عمران اور اس کی ٹیم کے دوسرے افراد دوسری لائف بوٹ میں موجود تھے۔"

"مادام۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہنری انہیں کے چکر میں ہو۔"

"اس سے زیادہ امکانات اسیات کے ہیں کہ ہنری عمران کے ہاتھ لگ چکا ہوگا۔" تھریسیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "عمران کتنا عیار اور چالاک ہے تم لوگ سترح

بھی نہیں سکتے۔ اسی لئے کہہ رہی ہوں کہ اگر تم لوگوں سے کوئی لاپرواہی سرزد ہوئی تو اس کے لئے سخت سزائیں دی جائیں گی۔"

"اس کی نوبت نہیں آنے پائے گی۔ مادام۔ ہم زیرولینڈ کی بقا کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہانے کو تیار ہیں۔"

"شٹ اپ۔ میں لمبے چوڑے دعوے سننے کی عادی نہیں ہوں۔ اپنے کام کو خاموشی اور سنجیدگی سے کرنے کی عادت ڈالو۔" تھریسیا نے سخت لہجے میں جواب دیا پھر مائک رکھ کر جھکراتے ہوئے گوٹوں کی گردش کو روک دیا۔

عمران نے اسار نعمانی اور جوزف کو چھوڑا اور باقی افراد کے ساتھ تاریکی میں باہر آ گیا۔ ہنگری کے بارے میں نعمانی کو اس نے بڑی سخت ہدایت دی تھیں۔ اب وہ چاروں ہی سیاہ لباس میں موجود تھے۔ عمران، شاہدہ اور صفدر کے پاس اس قسم کے پستول موجود تھے جن کی کارکردگی کا مظاہرہ وہ اڈگر کی موت کے وقت دیکھ چکے تھے۔ چوہان کے پاس دو پستول اعشاریہ تین آٹھ کے موجود تھے۔

ہنری البرٹ کی اطلاع کے مطابق وہ کل آٹھ افراد تھے جو ساحل کی نگرانی پر مامور تھے۔ ان آٹھ افراد میں سے ہنری اور اڈگر جہنم رسید کئے جا چکے تھے۔ ہنگری ان کی قید میں تھا۔ باقی صرف پانچ افراد تھے جن کو ختم کرنے کے بجائے ساحل پر وہ آزادی سے اپنی نقل و حرکت جاری رکھ سکتے تھے۔ ہنگری نے عمران کو یہی بتایا تھا کہ ان کو جو کچھ پیغام ملتا ہے وہ چیانگ کی معرفت ملتا ہے۔ براہ راست شاذونادر ہی کسی کو کنٹیکٹ کیا جاتا ہے۔

ہنگری کی اطلاع سے عمران نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ چیانگ اور اس کی سا

عورت شی کا تی زیادہ اہم شخصیت کے مالک ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے اسنے ان دونوں پر ہی ہاتھ صاف کرنے کا پروگرام بنا لیا۔

شنگری نے چیانگ کے بارے میں جو تفصیلات فراہم کی تھیں وہ غلط نہیں ثابت ہوئیں۔ غار سے دو میل جنوب کی جانب جانیکے بعد ہی انہیں ایک جھونپڑے نما پناہ گاہ نظر آ گئی۔ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ہمسطح چٹان پر لیٹا ہوا اس جھونپڑے کو دیکھ رہا تھا۔

"ہم یہاں آخر کب تک لیٹے رہیں گے۔" شاہدہ نے عمران سے دریافت کیا۔

"کیوں۔ کیا تم کسی قسم کی تکلیف محسوس کر رہی ہو۔؟"

"نہیں۔ میرا مقصد ایکشن سے تھا۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم ہی سے کوئی آگے جا کر ان کی موجودگی کی اطلاع حاصل کرے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جھونپڑے میں موجود ہی نہ ہوں۔"

بات چونکہ معقول تھی اس لئے عمران سنجیدگی سے اس پر غور کرنے لگا۔ شاہدہ کے بارے میں اس کی توقعات سو فیصدی پوری ہوئی تھیں۔ انتہائی ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ وہ نڈر اور بے خوف تھی۔

شنگری اور ڈگر کو اس نے جس انداز میں ٹیکل کیا تھا وہ بھی عمران کے نزدیک انتہائی سائنٹیفک طریقہ تھا۔

"کیوں۔؟ کیا سوچ رہے ہو۔" شاہدہ نے اسے دوبارہ مخاطب کیا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اگر میں بھی ڈگر کی طرح دھوئیں میں تحلیل ہو گیا تو تمہارا کیا بنے گا۔؟"

"مجھے تمہاری زندہ دلی اب بری نہیں لگتی۔" شاہدہ اندھیرے میں مسکرائی پھر سنجیدگی سے بولی۔ ہمیں وقت برباد نہیں کرنا چاہئیے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم لوگ یہیں ٹھہرو۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔"

"میرا خیال اسکے برعکس ہے۔" شاہدہ نے کہا۔ تم چونکہ پارٹی کے سربراہ ہو۔ اس لئے تمہاری زندگی کی زیادہ ضرورت ہے۔ میں جاتی ہوں۔"

"ہم دونوں چلتے ہیں۔" عمران نے کہا پھر وہ صفدر وغیرہ کو وہیں رکنے کی ہدایت کر کے چٹان سے چپک کر نیچے رینگنے لگا۔ شاہدہ بھی اسکے ساتھ ساتھ کرالنگ کرنے لگی۔

بیس منٹ بعد ہی وہ چیانگ کے جھونپڑے پر موجود تھے۔ اندر سے آنے والی آواز سن کر اسبات کا اندازہ بھی ہو گیا کہ چیانگ اور شی کاتی اس وقت جھونپڑے ہی میں موجود ہیں۔

"مادام تھریسیا نے ہمیں محتاط رہنے کی بڑی سختی سے ہدایت کی ہے۔" چیانگ کہہ رہا تھا۔ اسے کسی طرح سے اسبات کی اطلاع مل گئی ہے۔ کہ تباہ ہونے والے جہاز پر عمران اور اس کے ساتھی بھی موجود تھے۔"

"کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا تھا"، شی کاتی کی نسوانی آواز میں حیرت تھی۔

"نہیں۔ میں نے شروع سے آخر تک جولیا والی ٹیم پر نظر رکھی تھی۔"

"مادام تم سے ناراض تو نہیں ہیں۔؟"

"ناراضگی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مجھے یہی ہدایت ملی تھی کہ صرف جولیا والی ٹیم کی نگرانی کی جائے۔"

" مادام نے تمہیں اس وقت کیا ہدایت دی ہے ۔ ؟"

"یہی کہ ہم ساحل کی طرف سے کسی قسم کی غفلت نہ برتیں ۔" چیانگ بولا۔ تم ادھر کا خیال رکھو میں ہنگری کی ٹیم کو ہدایت دینے جا رہا ہوں ۔"

" ہنری کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ۔ ؟" شی کاتی نے پوچھا۔

" ابھی تک کسی کو بھی نہیں معلوم کہ اس کا کیا بنا۔ مادام کا خیال ہے کہ وہ عمران اور اسکی ٹیم کے ہتھے چڑھ گیا ہوگا ۔"

اسکے بعد کوئی بات نہیں ہوئی پھر عمران نے تاریکی میں ایک سائے کو نکل کر بائیں جانب بڑھتے دیکھا ۔ اس نے شاہدہ کو شی کاتی کے بارے میں ہدایت دی پھر تیزی سے اسی طرف رینگنے لگا جدھر چیانگ جا رہا تھا ۔

تعاقب کا یہ سلسلہ زیادہ دیر جاری نہیں رہ سکا۔ عمران نے چیانگ کو تھوڑی دور جانیکے بعد ہی اچانک تیزی سے رکتے دیکھا ۔ پھر وہ گھوم کر واپس لوٹا تھا عمران زمین سے چپک کر رہ گیا لیکن اب آنے والا ہر لمحہ اس کے لئے فیصلہ کن تھا۔ چیانگ اسی سمت آرہا تھا جدھر عمران موجود تھا ۔ اگر اس کی نظر عمران پر نہ پڑتی تو بھی وہ اس سے ٹکرا سکتا تھا ۔

عمران نے اپنی سانس روک لی ۔ چیانگ اور اس کا درمیانی فاصلہ ہر لمحہ گھٹتا جا رہا تھا پھر عمران نے اسے دوبارہ ٹھٹھک کر رکتے ہوئے دیکھا ۔ شاید اسنے عمران کو دیکھ لیا تھا پھر اس کا ہاتھ جیب کیطرف بڑھا ہی تھا کہ عمران تیزی سے اکڑوں بیٹھنے کی پوزیشن میں آگیا اور دوسرے ہی لمحے وہ فضا میں اچھل کر چیانگ کو ساتھ لیتا ہوا زمین پر آ گرا ۔

"مقابلے کی کوشش مت کرو چیانگ ۔" عمران نے دبی ہوئی آواز میں اسے للکارا ۔ میرے دوسرے ساتھی بھی قریب ہی موجود ہیں ۔"

"میں ان کو بھی دیکھ لوں گا۔" چیانگ نے لاپرواہی سے کہا۔

دونوں آپس میں گتھے ہوئے ناہموار زمین پر لوٹ رہے تھے۔ چیانگ کسی جونک ہی کی طرح عمران سے لپٹ گیا تھا کہ عمران کو اپنا ریوالور نکالنے کا موقع بھی نہیں مل سکا۔

تھوڑی دیر تک ان کے درمیان زور آزمائی ہوتی رہی پھر عمران کو ایک خوبصورت موقع مل گیا۔ اسنے چیانگ کی موٹی گردن کے گرد اپنے الٹے ہاتھ کو لپیٹا پھر قلابازی کھا گیا ہلکی سی چٹاخ کی آواز ابھری پھر چیانگ کے سارے کس بل ڈھیلے پڑ گئے ۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی تھی ۔

عمران کو اپنے بازوؤں میں بھی شدید تکلیف کا احساس ہوا لیکن وہ عمران ہی تھا۔ دنیا کا آٹھواں عجوبہ جس نے موت کے منہ میں بھی کھڑے ہوکر قہقہہ لگانا سیکھا تھا۔ اپنی تکلیف کو بھول کر اسنے جلدی جلدی چیانگ کی جیب خالی کیں پھر اسے کندھے پر لاد کر جھونپڑے کی طرف دوڑنے لگا۔

جھونپڑے میں داخل ہوکر اسنے چیانگ کو آٹے کی بوری کی طرح ایک طرف ڈالا پھر شاہدہ کو دیکھنے لگا جو شی کائی کو پستول سے کور کئے کھڑی تھی۔ عمران کو داخل ہوتے دیکھ کر ہی وہ چونکی تھی پھر جیسے ہی اسکی نظر چیانگ پر پڑی وہ حیرت سے اچھل پڑی۔ شاہدہ کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا۔

"کک ۔ کیا تم نے اسے مار ڈالا ۔" اس نے عمران سے پوچھا ۔

"پتہ نہیں ۔" عمران بڑی سادگی سے بولا "میں نے اسکی گردن سیدھی کرنے کی

کوشش کی تھی اس کے بعد سے یہ خاموش ہے۔ "

"تم کون ہو۔؟" شی کاتی نے کھردرے لہجے میں پوچھا تخاطب عمران سے تھا۔

"وہی۔ جس کے بارے میں ابھی چیانگ تمہیں بتا رہا تھا۔"

"کون۔ عمران۔؟" شی کاتی حیرت سے اچھل پڑی۔

"ہاں۔ اور اب تم مجھے بتاؤ گی کہ ابھی کچھ دیر پیشتر چیانگ اور مادام تھریسیا کے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی۔؟" عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔"

"میں تیسری بار سوال دوہرانے کا عادی نہیں ہوں شی کاتی۔" عمران کے لہجے میں اس بار کچھ ایسی ہی درندگی تھی کہ شاہدہ بھی سہم کر رہ گئی۔

"فضول ہے۔ اگر میں تم کو بتا دوں تو۔ بھی تم مادام کے عتاب سے نہیں بچ سکو گے۔ اسے تمہارے بارے میں اطلاع مل چکی ہے۔"

"یہ میں سن چکا ہوں۔ کوئی کام کی بات کرو۔"

"چیانگ نے مجھے صرف اتنا ہی بتایا تھا مادام کو جہاز میں تمہاری ٹیم کی موجودگی کا علم ہو چکا ہے۔ چنانچہ ہمیں محتاط رہنے کی بڑی سختی سے ہدایت کی گئی ہے۔"

"چلو مانے لیتا ہوں۔" عمران کا لہجہ بدستور ٹھوس اور کرخت تھا۔ تم نے اپنے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے۔؟"

"کیسا فیصلہ۔؟"

"زندگی اور موت کے بارے میں۔"

"میں سمجھی نہیں۔؟"

"میں تم کو چینی زبان میں بھی سمجھا سکتا ہوں میڈم شی کا ئی اس لئے وقت مت برباد کرو۔ کیا تم میرے اشاروں پر چلنے کے لئے تیار ہو۔؟"

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔؟"

"گھبراؤ مت۔ میں تم کو سونے کا انڈا دینے کیلئے مجبور نہیں کروں گا۔" عمران بولا۔ تمہیں مجھے زمین دوز راستوں کے بارے میں تفصیل سے بتانا ہوگا۔ بچاؤ کی صرف یہی ایک صورت ہے۔"

"مجھے ان راستوں کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔"

"غلط بیانی سے کام لے رہی ہو۔ کیا یہ غلط ہے کہ چیانگ کی اجازت کے بغیر کوئی نیچے نہیں جا سکتا۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن میں ان راستوں سے ناواقف ہوں۔"

"ختم کر دو۔" عمران نے خشک لہجے میں شاہدہ کو مخاطب کیا دوسرے ہی لمحے شاہدہ کے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول سے ایک شعلہ لپکا اور پھر شی کائی کا بھی وہی انجام ہوا جو اڈگر کا ہوا تھا۔

اس کے بعد عمران کی ہدایت پر شاہدہ صفدر اور چوہان کو بھی وہاں بلا لائی۔

"چوہان۔ تم اور شاہدہ چیانگ اور شی کائی کی جگہ لو گے۔" عمران بولا۔ یہ ضروری ہے ورنہ اگر کسی وقت تھریسیا نے چیانگ کو کال کیا تو اس کی موت کا راز کھل جائے گا اور پھر ہم مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔"

"میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔" شاہدہ نے عمران سے کہا۔

" نہیں۔ تم صرف وہی کروگی جو میں کہہ رہا ہوں۔" عمران کرخت لہجے میں بولا اور شاہدہ خاموش ہوگئی۔ عمران کا یہ روپ اسکے لئے بالکل نیا تھا۔ وہی عمران جو اب تک اسے کھلنڈرے بچے کی طرح نظر آتا تھا اس وقت بپھرے ہوئے شیر کی طرح اسکے سامنے موجود تھا۔

" تمہیں اس سلسلے میں بہت محتاط رہنا ہوگا۔" عمران چوہان سے مخاطب ہوا۔ تمہاری ایک معمولی سی غلطی بھی کھیل خراب کر سکتی ہے۔ اس لئے بڑی ہوشیاری سے کام لینا۔"

" چیانگ کا کیا بنے گا۔" ؟ چوہان نے پوچھا۔

عمران نے جواب دینے کے بجائے آگے بڑھ کر چیانگ کی نبض دیکھی پھر ہونٹ چباتا ہوا سیدھا ہوگیا۔

" یہ بھی ختم ہو چکا ہے اس لئے اب اس کا انجام بھی اڈگر سے مختلف نہیں ہونا چاہیئے۔"

عمران نے یہ کہہ کر شعاعوں والے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔ جھونپڑے میں دھوئیں کا بادل نظر آیا پھر ہوا اسے اڑا کر لے گئی۔

عمران نے چیانگ والا پستول چوہان کے حوالے کیا پھر اس کو ضروری ہدایتیں دیں اور اسکے بعد صفدر کو لیتا ہوا باہر نکل گیا۔

کھانے کا بگل ہوتے ہی وہ سارے افراد کام چھوڑ چکے تھے پھر روزمرہ کے معمول کے مطابق آج بھی انہیں کھلے میدان میں ہی کھانا ملا تھا۔

جولیا، خاور، صدیقی اور پروفیسر ایک الگ تھلگ مقام پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ کھانے کے وقفے کی مدت نصف گھنٹے ہوتی تھی اور اس عرصے میں قیدیوں کو آپس میں گھلنے ملنے کی پوری آزادی تھی۔

سیاہ پوش افراد گو کہ اس وقت بھی نگرانی کرتے تھے لیکن جتنی دیر لنگر جاری رہتا وہ دور دور ہی رہتے تھے۔

" تمہارے باقی ساتھیوں کا کیا بنا۔ ؟ " پروفیسر نے خاور سے پوچھا۔

" ابھی تک مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ "

" پروفیسر۔ ؟ " جولیا نے دبی زبان میں کہا۔ اگر ہمارے ساتھی آ بھی گئے تو بھی ہم کیا کر سکیں گے۔ ؟ "

"مجھے صرف عمران کا انتظار ہے۔" پروفیسر بولا۔ اگر وہ یہاں آگیا تو ہم بڑی آسانی سے یہاں سے نکل سکتے ہیں۔"

"کیا تم کو یہاں سے نکلنے کا راستہ معلوم ہے۔"

"ہاں لیکن فی الحال میں کسی قسم کا رسک لینے کو تیار نہیں ہوں۔"

"کیوں۔" جولیا نے کہا۔ ہم تینوں بھی تمہارے ساتھ ہیں۔"

"باقی قیدی بھی وقت پڑنے پر ہمارے ساتھ ہوں گے۔" خاور نے تیزی سے کہا۔ میں نے قیدیوں کی ایک تہائی تعداد کو اپنا ہم خیال بنالیا ہے۔"

"اچھا کیا۔ مگر اس کے باوجود میں عمران کا انتظار کروں گا۔"

"کوئی حرج نہیں ہے۔" جولیا بولی۔ ہم اس کا انتظار کیے لیتے ہیں۔ لیکن اسکے نہ آنے کی صورت میں کیا ہو گا۔؟"

"یہ بعد میں سوچا جائیگا۔" پروفیسر نے کہا پھر جولیا سے اس کے اغواء کی تفصیل پوچھی۔!

جولیا نے جہاز کی تباہی کے بعد کے تمام حالات دوہرا دیئے لیکن عمران کی ٹیم کے بارے میں وہ جان بوجھ کر نظر انداز کر گئی۔ پروفیسر کسی خیال میں گم ہو گیا۔

"کیا سوچ رہے ہو پروفیسر۔؟" خاور نے پوچھا۔

"مجھے بھی یہاں فے گراز کے ذریعے لایا گیا تھا اور میں جانتا ہوں کہ وہ یہاں کس مقام پر موجود ہیں۔"

"کیا ہم اسے حاصل نہیں کر سکتے۔؟"

"میں اسی کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔"

"مجھے پتہ بتا دو پروفیسر۔" خاور نے جلدی سے کہا۔ ہم کسی نہ کسی طرح اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"ممکن ہے تم اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ لیکن ناکامی کی صورت میں ہمیں تمام عمر یہاں ایڑیاں رگڑنی پڑیں گی۔"

"میں سمجھتی ہوں۔ لیکن موجودہ حالات میں رسک تو لینی ہی پڑے گی۔"

"تھریسیا کے بارے میں غلط اندازہ مت لگاؤ۔" پروفیسر بولا۔ اس کے بہترین دماغ ہر وقت اس مقام پر چوکس نظر آتے ہیں جہاں فی گراز موجود ہیں۔"

"پروفیسر۔" اس بار صدیقی نے پوچھا۔ کیا آسترن میں کارڈ پ تم ہی دکھاتے تھے۔؟"

"یونہی سمجھ لو۔" پروفیسر نے گول مول جواب دیا۔

"ایک طریقہ اور بھی ممکن ہے۔"

"وہ کیا۔؟"

جولیا نے صدیقی کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔"

"کیوں نہ ہم تھریسیا ہی کو موقع پا کر ختم کر دیں۔"

"حماقت کی باتیں مت کرو۔" پروفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ اول تو تم اس تک پہنچ نہیں سکتے۔ دوسرے اگر تم کامیاب بھی ہو گئے۔ تو بھی اپنے ارادے میں تم کو مایوسی ہو گی۔ اگر کسی سیاہ پوش نے تم کو دیکھ لیا تو تمہارا وجود دھوئیں میں تحلیل ہو کر فضاؤں میں گم ہو جائیگا۔"

"کیا مطلب۔"؟ خاور نے پوچھا۔

"آٹومیٹک پستول جو کاسمک ریز اور تابکاری کی شعاعیں خارج کرتے ہیں پلک جھپکتے میں ہمارے جسم کی ہڈیوں تک کو دھوئیں میں بدل دیں گے۔"

پروفیسر نے سنجیدگی سے کہا۔ کیا تم لوگوں نے اس عجیب وغریب پستول کو نہیں دیکھا جو سیاہ پوشوں کے پاس موجود ہوتا ہے۔"

"اوہ۔ ویسے کیا وہ بھی تمہاری ایجاد ہے۔" جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ اسے پروفیسر والٹن نے ایجاد کیا ہے۔ تھریسیا اس کو اپنا دست راست کہتی ہے۔" پروفیسر نے کہا۔ ڈارک آئی لینڈ کی تنظیم کے سٹاپ میں پروفیسر والٹن کو سب سے زیادہ دخل ہے۔" بظاہر وہ تھریسیا کے حکم پر چلتا ہے لیکن اسے اس کی زیادہ پرواہ نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ اس کا تعلق براہ راست زیرولینڈ سے ہے۔"

"زیرولینڈ۔" جولیا چونکی تھی۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ زیرولینڈ کہاں ہے۔؟"

"نہیں۔ جتبک ہمیں اس کی شہریت نصیب نہ ہو ہم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے اور جو ایک بار وہاں چلا جاتا ہے اسے دوبارہ واپس نہیں کیا جاتا۔"

"پھر پروفیسر والٹن کو یہاں کیوں بھیج دیا گیا۔"؟

"اس کا تعلق زیرولینڈ کے معززین میں ہوتا ہے۔"

پھر اس سے پیشتر کہ جولیا کوئی جواب دیتی اس کی نظر اس دراڑ تک اٹھ گئی جو اس کھلے مقام تک آنے جانے کے لئے واحد راستہ تھی۔

تنویر پر نظر پڑتے ہی جولیا چونکی تھی۔ پھر اس نے خاور وغیرہ کو بھی

اشارہ کیا۔

دو سیاہ پوش تنویر کو لیتے ہوئے وہاں داخل ہوئے پھر اسے پتھروں کے ایک بڑے ڈھیر کے پاس چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ تنویر کے جسم پر بھی اس وقت قیدیوں جیسا لباس نظر آ رہا تھا۔

"یہ کیسے ہو گیا۔؟" صدیقی نے حیرت سے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ تھریسیا اس سے اپنا مطلب نکال چکی ہو گی۔" جولیا نے جواب دیا پھر اسکے علاوہ تمام قیدی چونکے تھے۔

سیٹی کی تیز آواز ابھرتے ہی تمام نگراں سیاہ پوشوں کی ٹیم حرکت میں آ گئی۔

اچانک پروفیسر ڈگلس نے دراڑ کی طرف دیکھا پھر تیزی سے بولا۔

"تم لوگ مجھ سے دور ہٹ جاؤ۔ پروفیسر والٹن کو اگر مجھ پر شبہ بھی ہو گیا تو تمام زندگی ہم ایک دوسرے سے نہیں مل سکیں گے۔"

اس جملے کے ساتھ ہی پروفیسر ہجوم میں کھسک کر کھانے میں مصروف ہو گیا۔

جولیا، صدیقی اور خاور اس بوڑھے کو گھورنے لگے جو دراڑ سے اندر داخل ہو رہا تھا۔ تھریسیا کی طرح اسکے ساتھ بھی پانچ تنومند جوان سیاہ لباس میں موجود تھے ڈگلس نے جس شخص کو پروفیسر والٹن بتایا تھا وہ اسی سال سے کچھ اوپر ہی کا نظر آ رہا تھا۔ دراز قد، چوڑی چھاتی اور کشادہ پیشانی اسکی ذہانت کا ثبوت تھیں چہرے پر فرنچ کٹ داڑھی تھی سر پر کہیں کہیں اکا دکا بال نظر آ رہے تھے۔

دراڑ کے قریب رک کر وہ کچھ دیر تک کھانا کھاتے ہوئے قیدیوں کو دیکھتا رہا پھر جولیا

پر نظر پڑتے ہی اسکے چہرے پر نفرت آمیز مسکراہٹ ابھری تھی پھر وہ اسی طرف بڑھا اسکے چہرے پر نظر آنے والے تاثرات اچھے نہیں تھے۔

"وہ اسی طرف آرہا ہے۔" خاور نے دبی زبان میں کہا۔

"ہاں وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا بھی تھا۔" جولیا نے جواب دیا۔

"اسکے تیور خطرناک نظر آرہے ہیں۔" صدیقی نے تیزی سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تھریسیا تنویر کی زبان کھلوانے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو تنویر کو بھی قیدیوں میں شامل نہ کیا جاتا۔"

"اوہ۔ہو۔اوہ۔ہو۔" اچانک جولیا ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔ تنویر نے غالباً میرے لاکٹ ٹرانسمیٹر کے بارے میں بھی انکو بتا دیا ہے۔"

"پھر اب کیا ہوگا۔؟" خاور نے کہا۔

جولیا کوئی جواب دینے کے بجائے تیزی سے گھومی پھر اسنے جلدی سے لاکٹ اتار کر اسکا نگینہ الگ کیا اور مِک کو لاکٹ کے ایک مخصوص حصے میں پھنسا کر جیب میں ڈال لیا نگینہ اسنے نیچے ڈال کر پاؤں سے اسے مٹی میں دبا دیا تھا یہ سب بس بمشکل پانچ دس سیکنڈ میں ہوا تھا۔ اسکے بعد وہ دوبارہ مطمئن نظر آنے لگی تھی۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا وہ تمہاری تلاشی نہیں لیں گے۔؟" خاور نے پوچھا۔

"خاموش رہو۔" جولیا نے دبی زبان میں کہا پھر کھانے کی پلیٹ صاف کرنے لگی پروفیسر والٹن نگران دستے کے ساتھ جولیا کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"بے بی کیا تمہارا ہی نام جولیا ہے۔؟" پروفیسر نے کھنکدار لہجے میں پوچھا۔

"یس انکل۔" جولیا نے احتراماً جھکتے ہوئے کہا۔ میرا ہی نام جولیا ہے۔"

"بہت تیز اور ذہین معلوم ہوتی ہو۔" بوڑھے پروفیسر نے جولیا کے خالی گلے کو دیکھتے ہوئے کہا اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"میرے لائق کوئی خدمت انکل۔" جولیا نے پوچھا۔

"مجھے تمہارا لاکٹ ٹرانسیٹر درکار ہے بے بی۔" اچانک والٹن نے سرد لہجے میں کہا۔

"آپ نے کیوں زحمت کی انکل اگر مجھے کہلوا دیا ہوتا تو میں خود ہی لاکٹ آپ کی خدمت میں پیش کر دیتی۔" جولیا کا لہجہ مودبانہ ہی تھا پھر اسنے جیب سے لاکٹ ٹرانسیٹر نکال کر پروفیسر والٹن کی طرف بڑھا دیا تھا۔

"فریکوئنسی کیا ہے۔؟" والٹن نے ٹرانسیٹر الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے اسکی بابت کوئی علم نہیں ہے۔" جولیا نے کہا۔ دراصل یہ ٹرانسیٹر صرف پیغام وصول کرنیکے کام آتا ہے میں اگر چاہوں تو اس پر کسی کو کال نہیں کر سکتی اور نہ ہی اسے کسی فریکوئنسی پر ایڈجسٹ کیا جا سکتا ہے۔"

"کیا اب تک تمہیں اس پر کال کیا گیا ہے۔؟"

"یس انکل۔" جولیا نے جلدی سے کہا۔ آخری بار مجھے اس پر اس وقت کال کیا گیا تھا جب فے گراز نے ہمیں موٹر بوٹ سے اٹھایا تھا۔"

"کس نے کال کی تھی تم کو۔؟"

"ایکسٹو نے۔" جولیا بڑے اطمینان سے بولی۔ اسنے مجھ سے بس اتنا ہی کہا تھا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں سب کچھ پروگرام کے مطابق ہوا ہے۔"

"ایکسٹو۔؟ یہ کیا بلا ہے۔؟" پروفیسر والٹن نے جولیا کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ہم اپنے چیف کو اسی نام سے پکارتے ہیں۔" جولیا نے بلا جھجک کہا اسکے چہرے کے

تاثرات کسی قسم کے اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھے۔

"آئی۔ سی۔" والٹن نے کہا پھر عمران کی تم لوگوں میں کیا حیثیت ہے۔"؟

"کچھ بھی نہیں۔ ویسے وہ معقول معاوضہ پر ابکیسٹو کے لئے کام کرتا ہے۔"

"کیا وہ اس جہاز پر بھی موجود تھا جس پر تم لوگ تھے۔"

"ممکن ہے رہا ہو لیکن مجھے اسکا کوئی علم نہیں ہے۔" جولیا نے جلدی سے کہا۔ عمران کے سلسلے میں میں نے مادام تھریسیا کو بھی یہی جواب دیا تھا۔"

"ہم ابھی تمہارے بیان کی تصدیق کئے لیتے ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔" پروفیسر والٹن نے جولیا کو گھورتے ہوئے کہا پھر ایڑیوں کے بل گھوم کر دراڑ کی طرف چلدیا۔ جولیا پانچوں سیاہ پوشوں کے نرغے میں پروفیسر کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ خاور اور صدیقی نے ایک دوسرے کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا پھر وقفے کے ختم ہونے کی سیٹی بجی اور وہ دونوں اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے۔

/

عمران اور صفدر نے وزنی پتھر کو ہٹایا پھر تاریک دراڑ میں داخل ہوگئے۔ تاریک دراڑ محدود دائرے والی ٹارچ کی روشنی سے اس قابل ہوگئی تھی کہ وہ آسانی سے آگے بڑھ سکتے۔ دراڑ زیادہ کشادہ نہیں تھی لیکن اسمیں اتنی گنجائش تھی کہ دو آدمی باآسانی کھڑے ہو کر چل سکتے۔

عمران اور صفدر آپس میں آگے بڑھتے چلے گئے پھر انھیں آگے پیچھے ہوجانا پڑا۔ اس لئے کہ آگے جاکر دراڑ تنگ ہونے لگی تھی۔

کچھ دور جانیکے بعد انھیں جھک کر چلنا پڑا پھر ایک جگہ پہنچ کر انھیں رک جانا پڑا۔ آگے جانیکے لئے اب کوئی راستہ نہیں تھا۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہنگری اور راڈگر نے غلط بیانی سے کام لیا ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔ عمران جواب دینے کے بجائے ٹارچ کی روشنی سے قرب و جوار کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ واپسی کیلئے پلٹا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس جگہ تک آ گیا جہاں بہ آسانی کھڑا ہوا جا سکتا تھا۔ ایک بار پھر اسنے ٹارچ کی روشنی میں اپنے اطراف کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ روشنی کا محدود دائرہ دراڑ کی ناہموار سطح پر ادھر ادھر بھٹکتا رہا پھر اچانک وہ ایک جگہ پہنچ کر ٹھٹک گیا۔

چھت کی ایک جگہ میں عمران کو ایک ایسی خلا نظر آئی جو قدرتی نہیں کہی جا سکتی تھی۔ چند ثانیے تک وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر اسنے سیدھا ہاتھ اس خلا کے اندر ڈال دیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ خوشی سے اچھل پڑا اسکا ہاتھ کسی آہنی چرخی سے ٹکرایا تھا۔ عمران نے چرخی پر اپنی گرفت مضبوط کی پھر اسے اینٹی کلاک وائز کے اصول پہ گھمانے لگا۔

صفدر اس جگہ کو حیرت سے گھور رہا تھا جو آہستہ آہستہ کھسک رہی تھی۔ پھر دو منٹ بعد ہی بائیں جانب والی ناہموار چٹان کے درمیان اتنی جگہ پیدا ہو گئی کہ ایک آدمی با آسانی اندر داخل ہو سکتا تھا۔ پہل عمران نے کی پھر صفدر نے بھی اسکی تقلید میں اندر داخل ہو گیا عمران کی ٹارچ کی روشنی میں اب وہ جگہ صاف طور پر نظر آ رہی تھی۔

"عمران صاحب۔" صفدر نے سرگوشی کی۔ کیا ہم نے آنے والے راستے کو کھلا چھوڑ کر حماقت نہیں کی۔"

"مجھے حماقتوں سے پیار ہے صفدر ڈیئر۔ اس لئے خاموشی سے چلے آؤ۔"
صفدر نے دوبارہ کوئی سوال نہیں کیا۔ پندرہ منٹ تک وہ اس سرنگ نما راستے سے گزرتے رہے جو پہلی دراڑ کے مقابلے میں نہ صرف یہ کہ کشادہ تھی بلکہ اسکی زمین بھی ہموار تھی۔ لیکن ایکبار پھر انھیں رک جانا پڑا۔ آگے جانے کا راستہ پھر بند تھا۔ عمران کی ٹارچ کا محدود دائرہ مسطح دیواروں پر رینگتا رہا۔
"میرا خیال ہے کہ یہاں بھی کوئی خفیہ میکنزم ضرور موجود ہوگا۔"
"تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا میں یہاں چمگادڑوں کے شکار کے لئے آیا ہوں" عمران نے سنجیدگی سے کہا پھر اسنے انگلیوں سے مسطح دیواروں پر آہستہ آہستہ ٹھونکے دینا شروع کر دیا۔ اسے ناکامی نہیں ہوئی۔ داہنی جانب کی دیوار آواز کے اعتبار سے اسے اندر سے کھوکھلی معلوم ہوئی۔ ٹارچ کا محدود دائرہ پولی جگہ پر رینگنے لگا۔
دس منٹ کی کشمکش کے بعد عمران کا ہاتھ دیوار کے ایک ایسے حصّے پر پڑا جو ہاتھ کے دباؤ سے اندر کیطرف دبتا چلا گیا پھر ہلکی سی گھڑگھڑاہٹ کی آواز ابھری اور دیوار کا مستطیل حصّہ اندر کی جانب دب کر ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ عمران نے اسبار بھی اندر داخل ہونے میں عجلت سے کام لیا تھا۔ صفدر نے اسکی تقلید کی لیکن اگر اسنے بھی جلد بازی سے کام نہ لیا ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ خلا میں پھنس کر رہ جاتا۔ اس لئے کہ پیدا ہونے والی خلا عمران کے اندر داخل ہوتے ہی بند ہونی شروع ہو گئی تھی۔ یہ حصّہ بھی تاریک تھا اس لئے عمران کو اپنی ٹارچ روشن رکھنی پڑی۔ دونوں تیزی سے آگے بڑھتے رہے پھر اچانک وہاں ہلکی سی کلک کلک کی آواز ابھری اور عمران نے جلدی سے رک کر اپنی بڑے نگینے والی انگوٹھی اتار کر ہاتھ میں لے لی۔ کلک کلک کی آوازیں اسی میں سے

آ رہی تھیں

صفدر نے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا تھا لیکن عمران نے اسے اشارے سے منع کر دیا۔ چند ثانئے تک کلک کلک کی آواز ابھرتی رہی پھر کسی مرد کی کھنکدار آواز سنائی دی۔

"میرا مشورہ یہی ہے بے بی کہ اب تم خود ہی سب کچھ اگل دو۔ دوسری صورت میں ہم تمہیں مجبور بھی کر سکتے ہیں۔"

"میں نے ابھی تک غلط بیانی سے کوئی کام نہیں لیا۔" یہ جولیا کی آواز تھی۔ "مجھے عمران کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے۔"

"لیکن تنویر نے ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے۔" مرد کی آواز میں سختی تھی۔ "مادام نے اسکی زبان کھلوانے کیلئے بڑا سائنٹیفک طریقہ اختیار کیا تھا۔"

"ممکن ہے تنویر کو جہاز پر عمران کی موجودگی کا علم رہا ہو لیکن مجھے اسکی بابت بالکل نہیں معلوم۔"

"ڈارک آئی لینڈ کا سفر تم لوگوں نے کس مقصد سے اختیار کیا تھا۔؟"

"ہمیں اسکے بارے میں بھی کوئی خاص احکامات ملے نہیں تھے۔"

"بہت خوب۔ گویا تم لوگ یہاں تفریح کی غرض سے آ رہے تھے۔؟"

"نہیں۔" جولیا کی آواز سنائی دی۔ "ہمیں اپنے چیف آفیسر کی طرف سے کوئی واضح ہدایت نہیں ملی تھی لیکن اتنا ہم ضرور جانتے تھے کہ تاریک جزیرے کا سفر، آئرن مین کے سلسلے کی کوئی کڑی ثابت ہوگا۔"

"کیا آئرن مین کے بارے میں تم کو تمہارے چیف نے بتایا تھا۔؟"

"ہاں۔ اسکے علاوہ بھی ہم دارالحکومت میں متعدد بار اس کا تعاقب بھی کر چکے ہیں۔"

"مجھے معلوم ہے لیکن آئرن مین نے تم لوگوں کو تاریک جزیرے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہوگا۔"

اس بار جولیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"بے بی۔ کیا تم مجھے نہیں بتاؤ گی کہ تاریک جزیرے کا خیال تم لوگوں کو کسطرح آیا تھا"

"مجھے نہیں معلوم۔" جولیا کی آواز سنائی دی۔ ہمیں صرف اتنی ہی ہدایت ملی تھی کہ یہاں تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ باقی احکامات ہمیں بعد میں دیتے جاتے۔"

"نہیں بے بی۔ تم پروفیسر والٹن کو دھوکہ نہیں دے سکو گی۔" کھنکدار آواز کے لہجے میں کرختگی تھی۔ میں تم کو زبان کھولنے پر مجبور کر دوں گا۔"

"غلط سوچ رہے ہو انکل۔ مجھے اگر عمران وغیرہ کے بارے میں معلوم ہوتا تو میں اپنی زبان کبھی بند نہ رکھتی۔ اور ایسی صورت میں جبکہ ہم مادام تھریسیا کی قید میں ہیں۔"

"نہیں چلے گی بے بی۔ میرا تجربہ مجھے غلط گائڈ نہیں کر سکتا۔ تم جھوٹ بول رہی ہو۔"

جولیا کی آواز اسبار بھی نہیں سنائی دی۔ چند ثانئے تک خاموشی رہی پھر جولیا کی دردناک چیخ سنائی دی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے اسے کوئی شدید تکلیف پہنچی ہو۔ پھر پروفیسر والٹن کا قہقہہ سنائی دیا۔

"میں تم کو پانچ منٹ کی مہلت دے رہا ہوں خوبصورت لڑکی اسکے بعد یہ مشین تمہاری ہڈیوں کے ایک ایک جوڑ کو ناکارہ بنا ڈالے گی۔"

"مم... مجھے۔ کچھ نہیں معلوم۔"

"شٹ اپ۔" کھنکدار آواز کی غراہٹ ابھری پھر دوبارہ جولیا کی کربناک چیخ

سنائی دی۔ عمران نے اپنے ہونٹ بڑی سختی سے بھینچ لئے پھر اسنے صفدر کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور لمبے لمبے قدم اٹھانے لگا۔ تیسرے راستے کا اختتام ایک آہنی دروازے پر ہوا۔ آگے جانے کا راستہ نہیں تھا۔ عمران نے ٹارچ کی روشنی سے دیواروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ جولیا کی کربناک چیخ کی آواز تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد اسکی انگوٹھی سے ابھر رہی تھی۔

"صرف ایک منٹ اور رہ گیا ہے بے بی۔" کھنکدار آواز سنائی دی۔ ایک منٹ اور اسکے بعد تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپاہج ہو کر رہ جاؤ گی۔"

"مجھے۔ کچھ نہیں... آہ۔ آہ۔"

"پروفیسر والٹن نے آجتک ہار ماننی نہیں سیکھی بے بی۔ تمہیں بتانا ہوگا کہ عمران اس وقت کہاں ہے۔؟"

اس بار جولیا کے بجائے تھریسیا کی آواز سن کر عمران چونکا تھا۔

"پروفیسر والٹن۔ اس لڑکی کو چھوڑ دو۔"

"مادام۔ یہ جھوٹ بول رہی ہے۔"

"مجھے معلوم ہے لیکن اسے ایک روز کی مہلت اور دیدو۔"

"میں دشمن کو موقع دینے کے اصول کے خلاف ہوں۔" پروفیسر والٹن نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"پروفیسر۔ اس لڑکی کو میرے پاس بھیج دو۔"

"مادام۔ کیا آپ مجھے حکم دے رہی ہیں۔؟"

"یہی سمجھ لو۔" تھریسیا نے سرد آواز میں کہا۔ عمران کے بارے میں اب اسو

لڑکی سے استفسار کرنا فضول ہے اس لئے کہ میری اطلاع کے مطابق وہ سمندر میں ڈوب کر مر چکا ہے۔"

"اگر یہ بات ہے تو میں لڑکی کو چھوڑ دیتا ہوں۔"

اسکے بعد آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ عمران تھریسیا کے آخری جملے پر چونکا تھا۔ اچانک اسکی نگاہیں چمک اٹھیں۔ دوسرے ہی لمحے اسنے انگوٹھی کے نگینے کو آہستہ سے دبایا پھر صفدر سے مخاطب ہو کر بولا۔

"مجھ سے ایک زبردست حماقت ہو گئی ہے صفدر ڈیئر۔"

"وہ کیا۔؟"

"جس وقت ہم غار میں داخل ہوئے تھے اس وقت میں نے رنگ ٹرانسمیٹر کو آن کر دیا تھا۔ تم نے تھریسیا کے آخری الفاظ پر غور نہیں کیا لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ جملے ہمیں محض دھوکہ دینے کیلئے کہے گئے تھے۔ تھریسیا نے یقیناً ہم لوگوں کی آوازیں خاور یا صدیقی والے ٹرانسمیٹر پر سن لی ہونگی۔ دوسری صورت میں وہ جولیا کو کبھی نہ چھوڑتے۔"

"پھر اب کیا ہوگا۔؟"

"واپس پلٹو۔ جلدی۔ ہم بری طرح پھنس چکے ہیں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا پھر وہ واپسی کے لئے مڑے ہی تھے کہ اچانک اندھیرے سے کسی کی کرخت آواز نے انہیں للکارا۔

"خبردار۔ بھاگنے کی کوشش فضول ہوگی۔ تم پوری طور سے پھنس چکے ہو۔"

صفدر نے شعاعوں والے پستول کو سیدھا کیا لیکن عمران نے جلدی سے

اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"نہیں۔ مقابلے کی حماقت مت کرنا۔" اسنے سرگوشی کی۔

پھر اچانک پوری سرنگ روشن ہوگئی تھی۔ آٹھ عدد سیاہ پوش ہاتھوں میں آتشی پستول تھامے ان کے سامنے موجود تھے۔ صفدر نے جلدی سے اپنا پستول زمین پر ڈال کر ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔

"تم بھی اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" ایک سیاہ پوش نے عمران کو مخاطب کیا۔

"کک... کیوں۔؟" عمران کے چہرے پر اچانک حماقت کے بھرپور تاثرات ابھر آئے۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔"

"بکو مت۔ ہاتھ اوپر اٹھالو ورنہ میں ٹرائیگر دبا دوں گا۔"

"نہیں۔ ایسا غضب بھی مت کرنا بڑے بھائی ورنہ میں کنوارا ہی مر جاؤں گا۔" عمران نے جلدی سے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

دو نقاب پوشوں نے آگے بڑھ کر ان کی جیبیں خالی کر دیں۔ صفدر کی جیب سے اس کا آٹومیٹک اور لائٹر دونوں نکال لئے گئے۔ آتشی پستول وہ پہلے ہی نیچے گرا چکا تھا۔ عمران کی جیب سے صرف اسکا سروس ریوالور اور چیونگم کے چار عدد پیکیٹ نکلے تھے۔ صفدر کو تعجب تھا کہ اسنے آتشی پستول کا کیا کیا۔

اسے بخوبی معلوم تھا کہ جیانگ کے جھونپڑے سے روانگی کے وقت اس کے پاس بھی ایک عدد آتشی پستول موجود تھا مگر تلاشی کے وقت سیاہ پوشوں کے قبضے میں صرف اس کا ریوالور ہی آسکا تھا۔

"چیونگم کے پیکیٹ تو واپس کر دو بڑے بھائی۔" عمران نے سیاہ پوش

سے کہا۔ پپ۔ پیاس لگ رہی ہے۔"

"فکر مت کرو۔ ہم تمہیں پیاسا نہیں ماریں گے۔ ایک سیاہ پوش نے سرد لہجے میں کہا پھر اسکے اشارے پر چار سیاہ پوشوں نے بڑھ کر عمران اور صفدر کو پشت سے کور کر لیا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا پیچھے سے چپت لگانے کا ارادہ ہے۔" ؟ عمران، بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ چہرے پر بدستور معصوم حماقت طاری تھی لیکن۔ سیاہ پوش اسکے تاثرات نہیں دیکھ سکے۔ دیکھتے بھی کیسے جبکہ عمران کا چہرہ بھی سیاہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔

"میں تم کو آخری بار منع کر رہا ہوں کہ اچھل کود سے پرہیز کرو ورنہ ہم بہت بری طرح پیش آئیں گے۔" اسی پوش نے جس کے اشارے پر، اسکے ساتھیوں نے صفدر اور عمران کو پست سے کور کیا تھا کہا۔

"بہت تھک گیا ہوں پیارے بھائی۔ کیا تم کسی سواری کا بندوبست نہیں کر سکتے۔"

"بکو مت۔ چلو۔"

اور عمران اس طرح چل پڑا تھا جیسے اسی حکم کا منتظر تھا۔

جولیا، تنویر، خاور اور صدیقی کو قیدیوں کے کیمپ سے نکال کر ایک علیحدہ کمرے میں منتقل کر دیا گیا۔ جولیا کے جسم پر نظر آنے والی نیلی نیلی لکیریں اس بات

کی ترجمانی کر رہی تھیں کہ اسے پروفیسر والٹن نے اذیتیں پہنچائی ہوں گی۔
اسکے چہرے پر کرب کے تاثرات صاف طور پر نظر آ رہے تھے۔ یہ کمرہ جس میں ان چاروں کو منتقل کیا گیا تھا خاصا کشادہ تھا۔ نکاسی کا کوئی راستہ بظاہر نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اسکے باوجود وہ سب ہی جانتے تھے کہ وہاں بھی دیواروں کے اندر خفیہ اور خودکار دروازے موجود ہیں۔
کمرے میں ایک میز کے علاوہ کوئی سامان نہیں تھا۔ آرام کرنے کیلئے زمین پر بستر لگے ہوئے تھے۔ کمرے کی دیواریں زیادہ اونچی نہیں تھیں۔ اسکے دونوں طرف ہوا کیلئے چھوٹے چھوٹے کھلے روشندان موجود تھے جنمیں آہنی سلاخیں موجود تھیں۔
کمرے میں ان کے آتے ہی لائٹ آف ہو گئی تھی۔ اور اب صرف روشندانوں میں نائٹ بلب جلتے نظر آ رہے تھے جنکی مدہم روشنی وہاں تھوڑا بہت اجالا کئے ہوئی تھی۔ خاور صدیقی، اور تنویر کے جسم پر اس وقت بھی قیدیوں کا سا لباس موجود تھا۔ جولیا حسب سابق اپنے لباس میں تھی جو بری طرح میلا ہو چکا تھا۔
تنویر اس کمرے میں آنے کے بعد بھی الگ تھلگ بیٹھا چھت کو گھورے جا رہا تھا۔ چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہے۔ انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی بھولی ہوئی بات کو یاد کرنے کیلئے ذہن پر زور دے رہا ہے۔ خاور اور صدیقی جولیا کی روداد سن رہے تھے۔
" وہ مشین میرے لئے حیرت انگیز ہی ثابت ہوئی تھی "۔ جولیا نے ہلکی سی کراہ کے بعد کہا۔ بظاہر وہ کوئی ٹائپ مشین لگ رہی تھی جس کی پشت پر تاروں کا جال بچھا ہوا تھا۔ پروفیسر والٹن نے میرے بدن کے تمام جوڑوں پر

ننگے تار پلیٹ دیئے پھر اس نے کی بورڈ کا ایک ہندسہ دبایا تھا اور اسکے بعد ہی مجھے ایسا لگا تھا جیسے کوئی میری ہڈیوں کو اندر ہی اندر مروڑ رہا ہو۔"

"عمران کے بارے میں تم نے کیا کہا۔؟" خاور نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ آخری وقت تک میں اسی بات پر اڑی رہی کہ مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔" جولیا ایک لمحہ کے لئے رکی پھر تنویر کو کینہ توز نگاہوں سے گھورنے کے بعد بولی۔ تھریسیا کو کسی طرح اس کا علم ہو گیا ہے عمران وغیرہ بھی جہاز پر موجود تھے۔"

"مجھے بھی اسی کا خدشہ تھا۔" صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے تنویر کو گھورا۔ تنویر بدستور کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا مسلسل چھت کو گھورے جا رہا تھا۔!

"تمہیں چھوڑ کیوں دیا گیا۔؟" خاور نے پوچھا۔

"میں یہی بتانا چاہ رہی ہوں۔" جولیا نے کراہ کر پہلو بدلتے ہوئے جواب دیا۔ جس وقت والٹن کی بورڈ کے دوسرے ہندسے کو دبانے کی تیاری کر رہا تھا اسی وقت اس کے کمرے میں تھریسیا کی آواز سنائی دی تھی پھر اسی کے حکم پر والٹن نے مجھے آزاد کیا تھا۔"

"لیکن اس کی وجہ بھی ہو گی۔"

"ہاں۔ تھریسیا کے بیان کے مطابق عمران اور اس کے ساتھی سمندر میں ڈوب چکے تھے۔"

"نہیں۔" صدیقی حیرت سے اچھل پڑا پھر جلدی سے بولا۔ لیکن تم نے تو بتایا تھا کہ دوسری ٹیم یہاں آ گئی ہے۔"

"غلط نہیں کہا تھا میں نے۔ لاکٹ ٹرانسمیٹر پر میری اور عمران کی بات ہوئی تھی"۔

"لیکن اب عمران کہاں ہے۔؟" صدیقی نے بدستور الجھتے ہوئے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں پہنچ گیا ہو لیکن حالات نے اسے اپنی ٹیم کے ساتھ دوبارہ واپسی پر آمادہ کر دیا ہو اور پھر وہ سمندر میں ڈوب گئے ہوں۔"

"کوئی حادثہ۔؟" صدیقی نے خیالی گھوڑے دوڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو۔ لیکن اگر عمران کے بارے میں ملنے والی اطلاع درست ہے تو پھر ہم تمام زندگی یہاں سے آزاد نہیں ہو سکتے۔"

"یہی میں بھی سوچ رہا ہوں۔" صدیقی کے لہجے میں اس بار مایوسی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ تھریسیا نے پروفیسر والٹن سے غلط بیانی کی ہوگی۔" خاور نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔؟"

"تم یہ کیوں بھول رہی ہو کہ ہمارے ٹرانسمیٹر پہلے ہی تھریسیا کے قبضے میں پہنچ چکے ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔" اس بار صدیقی نے وضاحت طلب انداز میں پوچھا۔

"ممکن ہے ہمارے ٹرانسمیٹر پر جولیا اور عمران کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی گئی ہو۔"

"اوہ۔" جولیا چونکی۔ "میرا ذہن ادھر نہیں گیا تھا۔"

"اگر میرا اندازہ ٹھیک ہے تو میں اب یہ بات دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ عمران زندہ ہے۔"

"تھریسیا نے والٹن سے وہ بات مصلحتاً کہی ہوگی۔"

"لیکن ایکبات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکی۔"

"وہ کیا۔؟"

"اگر تھریسیا کو اسبات کا علم ہو گیا تھا کہ عمران کی ٹیم یہاں آچکی ہے تو پھر اس نے مجھے پروفیسر والٹن کے حوالے کیوں کیا تھا۔؟" جولیا نے خاور سے پوچھا۔

"ممکن ہے کہ . . . ."

"نہیں۔" اچانک جولیا نے تیزی سے کہا۔ اب میں سمجھ چکی ہوں کہ یہ سب کیسے ہوا ہوگا۔"؟

خاور اور صدیقی حیرت سے جولیا کو گھورنے لگے۔

"جس وقت پروفیسر والٹن کے آدمی مجھے گرفتار کرنے آئے تھے اسی وقت میں نے لاکٹ کا نگینہ علیحدہ کر کے ہک کو لاکٹ کے سیکرٹ پوائنٹ سے ملا دیا تھا میرا مقصد یہی تھا کہ کسی طرح یہاں پہ ہونے والی گفتگو عمران سن لے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران نے والٹن اور میرے درمیان ہونے والی باتیں سن لی ہوں اور پھر انھوں نے ہمارے بچاؤ کے لئے کوئی تدبیر کی ہو جس کی اطلاع تھریسیا کو کسی طرح مل گئی اور پھر۔؟"

پھر وہ تینوں ہی چونکے تھے۔ کمرے میں ایک نسوانی قہقہے کی آواز ابھری تھی۔ تھوڑی دیر تک قہقہہ گونجتا رہا پھر تھریسیا کی آواز صاف ہونے لگی۔

"جولیا فٹنز واٹر۔ تم واقعی ایک ہوشیار لڑکی ہو۔ عمران کے بارے میں تمہارا قیاس غلط نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ میں نے تمہارے اور عمران کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی تھی اور اسی کے بعد سے میرا ایک آدمی خاور اور صدیقی کے ٹرانسمیٹر کو مستقل آن کئے بیٹھا تھا۔ پروفیسر والٹن کی پراسرار مشین ممکن تھا کہ تمہارے جسم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپاہج کر ڈالتی لیکن تمہارے ستارے اچھے ہی تھے جو عین وقت پر مجھے معلوم ہو گیا کہ تم نے لاکٹ ٹرانسمیٹر کے ذریعے کیا کام لینا چاہا تھا۔ مجھے افسوس ہے جولیا کہ تمہاری عقلمندی ہی عمران کے لئے چوہے دان ثابت ہوئی ہے۔"

خاور جولیا اور صدیقی کی نگاہیں روشندان کی طرف اٹھ گئیں۔ آواز سے انہیں یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے تھریسیا اس وقت ملحقہ کمرے سے انہیں مخاطب کر رہی ہے۔

"پروفیسر والٹن چونکہ تمہارے ٹرانسمیٹر کو سمجھنے کے لئے اسے بار بار آزما رہا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ عمران نے اپنے ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول کئے اور پھر اسنے بھی اپنا سیٹ آن کر دیا اور اس کے بعد ہی مجھے یہ اطلاع مل گئی کہ عمران کی موت اسے میرے زمین دوز کارخانے تک لے آئی ہے۔ میرے سیاہ پوشوں کی ٹیم ابتک اسے گرفتار کر چکی ہو گی جس کی باقی تفصیل میں تم لوگوں کو صبح بتاؤں گی۔ فی الحال تم لوگوں کو آخری بار ایک موقع دیا جا رہا ہے کہ اپنے مستقبل کے بارے میں کوئی فیصلہ کر لو ورنہ مجھے تم لوگوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا ہو گا جو تنویر کے ساتھ کیا جا چکا ہے۔"

تھریسیا کی آواز آنی بند ہو گئی۔ خاور اور صدیقی کو جیسے سکتہ ہو گیا تھا۔

جولیا بڑی جھلاہٹ میں اپنے ہونٹ چبا رہی تھی لیکن تنویر کی نگاہیں اب چھت کے بجائے روشندان کی طرف مرکوز تھیں۔ اسکے چہرے سے اس وقت بھی الجھن کے تاثرات مترشح تھے۔

کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر خاور اپنی جگہہ سے اٹھ کر تنویر کے قریب آ گیا۔

"تنویر۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے۔؟"

جواب میں تنویر نے اس طرح گھوم کر خاور کو دیکھا جیسے اسے شناخت کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیا دیکھ رہے ہو۔؟"

"آپ کون صاحب ہیں۔؟" تنویر نے بدستور خاور کو حیرت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"پرانی باتوں کو درگذر کرو۔" خاور سنجیدگی سے بولا۔ ہم اب بھی ایک ہو کر آئندہ کے بارے میں بہت کچھ سوچ سکتے ہیں۔"

"تشریف لے جایئے یہاں سے۔" تنویر کے تیور بگڑ گئے۔ میں آپ کو اپنے بزنس میں کسی قیمت پر شریک نہیں کروں گا۔"

خاور ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ اسے اچانک یاد آ گیا تھا کہ تھریسیا بمبل بی آف بوہیما نے ایک بار اس کو بھی ذہن پلٹ دینے والا انجکشن دینے کی کوشش کی تھی۔ اس وقت اگر جولیا نے عقلمندی سے کام نہ لیا ہوتا تو ممکن تھا کہ

اس وقت وہ بھی تنویر کی طرح گفتگو کرنے پر آمادہ ہو جاتا۔ خاور نے ترحم آمیز نظروں سے تنویر کو دیکھا۔

"میں کہتا ہوں کہ آپ مجھے اس طرح آنکھیں پھاڑے کیا دیکھ رہے ہیں۔؟" تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ کیا میں نے آپ کی بکری چرائی ہے۔"

"نہیں۔" خاور نے دبی زبان میں جواب دیا۔

"پھر۔ کیا آپ کوئی فلم ڈائرکٹر ہیں جو میرے چہرے سے میری اداکارانہ صلاحیتوں کا جائزہ لے رہے ہیں۔" تنویر بدستور بگڑے ہوئے تیور سے بولا۔ بھاگ جاؤ مسٹر یہاں سے۔ میں فلموں پر ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں۔ واہ کیا ضروری ہے کہ اگر میرے چہرے کے نقش و نگار اچھے ہیں تو میں فلم انڈسٹری میں گھس پڑوں۔"

خاور نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن صدیقی کے اٹھ کر قریب آنے سے تنویر کے تیور مزید خراب ہو گئے۔

"آیئے۔ آیئے۔ آپ غالباً فنانسر ہوں گے۔" تنویر نے صدیقی کو گھورتے ہوئے کہا۔ فرمایئے۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ یہی نا کہ اگر میں فلم انڈسٹری جوائن کر لوں تو آپ مجھے آسمان فلم کا ایک درخشندہ ستارا بنا دیں گے۔"

"تنویر۔"

"ارے۔ منہ سنبھال کر مسٹر۔" تنویر نے صدیقی کا جملہ اچکتے ہوئے غصیلی آواز میں کہا۔ خبردار جو تم نے مجھے مسلمان کرنے کی کوشش کی۔ میرا نام کرنل پونگا ہے۔

پونگا انٹرپرائنز کا بلا شرکت غیرے مالک۔ کیا سمجھے۔"

"خفت مٹانے کی کوشش کر رہے ہو شاید۔" صدیقی کو بھی تاؤ آ گیا۔

"خف... فت... " تنویر نے الفاظ چباتے ہوئے حیرت سے صدیقی کو گھورا پھر اچانک اٹھ کر کھڑا ہو گیا دوسرے ہی لمحے وہ آستین چڑھاتا ہوا صدیقی کے قریب آ گیا۔ ذرا دوبارہ کہنا۔ سالے جرمن زبان میں مجھے گالیاں دے رہے ہو۔ چلے جاؤ یہاں سے ورنہ اگر کرنل پونگا کو جلال آ گیا تو مار مار کر کرم کلا بنا دوں گا۔"

جواب میں صدیقی کا چہرہ بھی غصے سے تمتما اٹھا۔ پھر قریب تھا کہ وہ بھی آپے سے باہر ہو جاتا لیکن خاور نے تیزی سے اسکے کان میں کچھ کہا اور اسے ساتھ لیتا ہوا دوبارہ جولیا کے قریب آ گیا۔

تنویر بدستور ان تینوں کو حقارت آمیز نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔

/

صفدر کی نظریں تھریسیا پر جمی ہوئی تھیں۔ تھریسیا عمران کو گھور رہی تھی اور عمران چھت پر بنی ہوئی مینا کاری کو اس طرح گھور رہا تھا جیسے یہاں اسکے معائنے کے لئے لایا گیا ہو۔

ابھی تک اس نے تھریسیا یا پروفیسر والٹن پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔!

بڑے ہال میں اس وقت سوائے ان چاروں کے کوئی نہیں تھا۔ سیاہ پوش عمران اور صفدر کو ہال میں چھوڑنے کے بعد ہی تھریسیا کی نگاہوں کا اشارہ پاکر الٹے قدموں باہر نکل گئے تھے۔

تھریسیا اس وقت بھی سنہری اسفنج ٹائپ کے سوٹ میں تھی۔ پروفیسر والٹن نائٹ گاؤن میں تھا۔

تھریسیا کی طرح وہ بھی عمران کو بڑی توجہ سے دیکھ رہا تھا لیکن عمران کی محویت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

وہ بدستور پلکیں جھپکا جھپکا کر اور گردن گھما گھما کر چھت اور دیواروں کی پینٹنگز کو دیکھ رہا تھا۔

اچانک تھریسیا کے ہونٹ کو جنبش ہوئی اور عمران اچھل کر اپنے پیروں کی طرف دیکھنے لگا۔

بلّی کی چیخ کی آواز سن کر صفدر بھی اس طرح اچھلا تھا جیسے اس کا پاؤں کسی بلّی پر پڑ گیا ہو۔

تھریسیا کے قہقہے کی آواز سن کر عمران چونکا تھا پھر جیسے ہی اس کی نظر تھریسیا پر پڑی اسنے ہونقوں کی طرح منہ پھاڑ کر آنکھیں جھپکانا شروع کر دیں۔!

"میں کہاں ہوں۔؟" اس نے پہلے صفدر سے پوچھا پھر تھریسیا کو دیکھنے لگا۔

"کیا تمہارا نام علی عمران ہے۔؟" پروفیسر والٹن نے سوال کیا اس کی

نگاہیں بدستور عمران کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"خالی علی عمران نہیں۔ بلکہ ایم ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ ڈی۔ آکسن بھی ساتھ لگا ہوا ہے۔"

عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ پھر بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"آپ کا کیا نام ہے۔؟"

"شکل ہی سے عیار معلوم ہوتے ہو۔"

"عیار۔" عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔ "عمر عیار ہو گا جناب۔" عمران نے چونک کر کہا۔ "یہ نام میں نے پہلے بھی کہیں پڑھا ہے۔"

"دلچسپ آدمی ہو۔" والٹن پہلی بار مسکرایا تھا۔

"ابھی تو پہلی ملاقات ہے مسٹر عیار۔" عمران نے کہا۔

"میرا نام پروفیسر والٹن ہے........" پروفیسر یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

تھریسیا دلچسپ نظروں سے عمران کو دیکھے جا رہی تھی۔ صفدر کے چہرے پر بڑی گمبھیر سنجیدگی مسلط تھی۔

"والٹن۔ آئی سی۔" عمران نے اثباتی اشارے سے کہا۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ تم بلاڈی واسکٹ کے معلوم ہوتے ہو۔؟"

"شٹ اپ۔" پروفیسر گرجا تھا۔ "ڈارک آئی لینڈ پر تمہاری یہ خوش مزاجی زیادہ دنوں نہیں چل سکتی۔"

"باپ رے۔ باپ کاٹتا ہے۔" عمران کسی سہمے ہوئے بچے کی طرح اچھل کر

صفدر کے پیچھے ہو گیا۔

"میں بہت دنوں سے تمہاری منتظر تھی۔" تھریسیا نے عمران کو مخاطب کیا۔!

"نہیں مان سکتا مادام۔"

عمران نے دوبارہ سامنے آتے ہوئے کہا پھر پروفیسر کو خوفزدہ انداز میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"اگر تمہیں میرا انتظار ہوتا تو یہ رقیب عمر رسیدہ کباب میں ہڈی کی طرح یہاں موجود نہ ہوتا۔"

"بکو مت۔ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔" غصّے اور خجالت سے پروفیسر کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا تھا۔

"مار دو گولی۔" عمران نے چھاتی ٹھونک کر کہا۔ اب میں اتنا ڈرپوک بھی نہیں ہوں کہ محبت کے معاملے میں بھی چپ رہوں گا سمجھے پروفیسر بولٹن۔"

"ٹھہرو۔ پروفیسر۔ میری بات سنو۔" تھریسیا مسکرائی پھر اس نے اپنے بلاؤز سے ایک لیڈیز آٹومیٹک نکال کر پروفیسر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ لو۔"

"تم عمران کو اپنا نشانہ بنا سکتے ہو لیکن چھ گولیوں کے ضائع ہو جانے کے بعد تم مزید راؤنڈ نہیں مانگو گے۔"

"مادام۔ میں سمجھا نہیں۔" پروفیسر نے خشمگیں نگاہوں سے تھریسیا کو گھورا لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے تمہارے نشانے پر مکمل بھروسہ ہے پروفیسر۔ اگر تم عمران کو نشانہ بنانے میں کامیاب ہو گئے تو قصہ ختم سمجھو۔ دوسری شکل میں یہ میرا شکار ہوگا۔"

تھریسیا نے آخری جملہ عمران کی طرف دیکھتے ہوئے معنی خیز لہجے میں کہا۔!

"ارے۔ ارے۔ یہ کیا مذاق ہے۔؟"

عمران کے چہرے پر حماقت کے ڈونگرے برسنے لگے۔ واہ۔ یہ بھی ایک رہی۔ میں کوئی نیلام کا مال ہوں جو تم لوگ مجھ پر بولیاں کس رہے ہو۔"

"شروع ہو جاؤ پروفیسر۔" تھریسیا کے لہجے میں سنجیدگی تھی چہرے پر مسکراہٹ کا نام نہیں تھا۔

"یہ نامناسب ہوگا۔" والٹن نے جواب دیا۔ اسے مارنے سے پیشتر ہمیں اس سے بہت کچھ معلوم کر لینا چاہئے۔"

"فکر مت کرو۔ اگر یہ مر گیا تو میں اس کی روح کو بولنے پر مجبور کر دوں گی۔!"

"لیکن۔" پروفیسر نے کہنا چاہا۔

"نہیں۔ پروفیسر۔" تھریسیا نے والٹن کے جملے کو کاٹتے ہوئے بڑی تیزی سے کہا۔

"پہلے اس بات کا فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ عمران کس کا شکار رہے تاکہ بعد میں ہمیں ایک دوسرے کے معاملات میں بولنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔"

پروفیسر والٹن نے گہری نظروں سے تھریسیا کو گھورا پھر ہونٹ کاٹنے لگا۔ چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔

"کیا سوچنے لگے پروفیسر۔ کیا تم کو اپنے نشانے پر بھروسہ نہیں ہے۔؟" تھریسیا نے پوچھا۔

"مادام۔ تم میرا مذاق نہیں اڑا سکتیں۔" پروفیسر غرایا۔ میرے نشانے کے بارے میں تم بھی خوب جانتی ہو کہ وہ کتنا سچا ہے۔"

"پھر دیر کس بات کی ہے۔" تھریسیا نے مضحکہ خیز ہنسی کے درمیان کہا۔

پروفیسر نے عمران پر آٹومیٹک سیدھا کر لیا۔

"ارے نہیں۔ سنو تو سہی بڑے بھائی۔" عمران تیزی سے صفدر سے دور ہوتا ہوا بولا۔ مادام تھریسیا نگاہوں سے شکار کرنے کو کہہ رہی تھیں۔ تم تو سچ مچ سنجیدہ ہو گئے۔"

"بکواس نہیں۔ مجھے تمہیں شوٹ کر کے خوشی ہی ہو گی۔" والٹن نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں پیارے بھائی۔ پلیز۔ ایسا غضب مت کرنا۔ کسی کی لاش پر کھڑے ہو کر قہقہہ لگانا سخت گناہ ہے۔" عمران نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔ کنفیوشس کا قول ہے کہ بلا مقصد کسی پر حملہ کرنے والے کافر ہوتے ہیں۔"

"اس کی باتوں میں مت آؤ پروفیسر ورنہ تم شرط ہار جاؤ گے۔" تھریسیا بولی۔!

"کیوں بانس پر چڑھا رہی ہو اس ریش دراز ہاتھی کے انڈے کو۔"

عمران نے والٹن کے گھٹے ہوئے سر اور فرنچ کٹ ڈاڑھی پر ریمارک پاس کرتے ہوئے کہا۔ پھر براہ راست پروفیسر سے مخاطب ہو گیا۔ "تم ان کی باتوں میں مت آجانا بڑے بھائی۔" کنفیوشس کا قول ہے کہ عورت کے چکر میں پڑ کر مرد اُلو کا پٹھا ہو کر رہ جاتا ہے اور تم مجھے کسی انسان کے پٹھے معلوم ہوتے ہو۔ آں۔"

پروفیسر نے جھلا کر فائر کر دیا۔ عمران اس سے بیخبر نہیں تھا۔ چنانچہ اسنے سنگ آرٹ کا شاندار مظاہرہ کیا اور سنسناتی ہوئی گولی پشت والی دیوار سے ٹکرا کر رہ گئی۔

"آرام آرام سے پروفیسر ٹناٹن۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے۔" عمران نے والٹن کو تاؤ دلایا۔

نتیجہ ظاہر تھا۔ پروفیسر کو تاؤ آ گیا اور پھر اسنے یکے بعد دیگرے باقی پانچ گولیاں بھی ضائع کر دیں۔ عمران کسی کھلنڈرے بندر کی طرح اچھل اچھل کر خود کو بچاتا رہا۔ چھٹے فائر کے اختتام کے بعد ہی اسکے پیر زمین پر ٹکے تھے۔

"زنانی بندوق مردانے آدمیوں پر ہمیشہ بیکار ثابت ہوتی ہے۔" عمران نے پروفیسر کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ "میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ مادام تم کو گھس رہی ہیں اور تم بھرے میں آ گئے۔"

"ابھی دیکھے لیتا ہوں کہ تم کتنے پانی میں ہو۔" پروفیسر سرد لہجے میں غرایا۔ پھر اس نے اپنے ڈریسنگ گاؤن میں ہاتھ ڈال کر اعشاریہ تین آٹھ کا ریوالور نکال لیا۔

"یہ غلط ہے پروفیسر۔ ہمارے درمیان صرف چھ راؤنڈ کی بات طے ہوئی تھی۔"

تھریسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اعشاریہ دو پانچ کے کھلونے چونکہ ہلکے ہوتے ہیں اس لئے میں ان پر اعتماد نہیں کر سکتا،" پروفیسر غرایا تھا۔ کیونکہ تم جانتی ہو کہ نشانے کے سلسلے میں میں نے آج تک کبھی دھوکہ نہیں کھایا۔"

"بالکل بالکل۔" عمران نے جلدی سے کہا۔ "میں نے بھی ایکبار ایک مرے ہوئے سفید ہاتھی پر اپنی ایئر گن سے اٹھارہ بار کامیاب نشانہ لگایا تھا۔"

"یو۔ سوائن۔" پروفیسر غصہ سے لرز اٹھا پھر ہال میں دوبارہ ٹھائیں ٹھوئیں شروع ہو گئی۔

عمران بندروں کی طرح اچھلنے لگا۔ اسبار پروفیسر رک رک کر فائر کرتا رہا لیکن اسکے باوجود اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ پانچوں گولیاں ضائع ہی گئی تھیں۔ صفدر نے پروفیسر کے چہرے پر پشیمانی کے تاثرات ابھر کر پھیلتے دیکھے تھے۔

تھریسیا معنی خیز انداز میں مسکرا رہی تھی اور عمران دونوں ہاتھوں سے اس طرح جلدی جلدی اپنے بدن کو ٹٹول رہا تھا کہ جیسے اس بات کا اطمینان کر رہا ہو کہ کوئی گولی اسکے جسم سے لگی نہ رہ گئی ہو۔

پروفیسر چند ثانیئے تک کھڑا کھا جانے والی نظروں سے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر بڑی تیزی سے گھوم کر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

دیوار کے ایک حصے کے قریب پہنچ کر وہ رکا پھر جیسے ہی دیوار میں خلا پیدا ہوئی وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔

"اب بتاؤ۔ تم تاریک جزیرے کے لئے کیوں روانہ ہوئے تھے۔" تھریسیا

نے عمران سے پوچھا۔

"نصیب خراب تھے ورنہ روانہ کیوں ہوتا۔؟" عمران نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے اڑنے کی کوشش مت کرو عمران۔" تھریسیا پیار بھری مسکراہٹ بکھیرتی ہوئی بولی۔ میں تمہاری نس نس سے واقف ہوں۔"

"اگر میں یہ کہوں کہ صرف تمہاری محبت مجھے یہاں تک لے آئی ہے تو یقین آجائے گا۔"

"نہیں۔ تم مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"پھر صبح تک انتظار کرنا پڑے گا۔" عمران نے ایک طویل جماہی لیتے ہوئے کہا۔ اس وقت مجھے نیند آرہی ہے۔"

"میں اس کا بندوبست کئے دیتی ہوں۔ لیکن صبح تم کو زبان کھولنی ہی پڑے گی۔" تھریسیا نے جملے کے اختتام سے پہلے ہی تالی بجائی۔

تین اطراف کی دیواروں میں خلا پیدا ہوئی اور چھ عدد سیاہ پوش اندر داخل ہوکر تھریسیا کے سامنے جھک گئے۔

"انھیں لے جاؤ۔ روم نمبر تھرٹی فور۔ یہ مہمان ہیں لیکن محتاط رہنا کوئی لاپرواہی برداشت نہیں کروں گی۔ سمجھے تم لوگ۔؟"

"لائٹ مادام۔" آنے والوں نے ادب سے کہا۔

"اچھا مادام تھریسیا ٹاٹا۔ شب بخیر۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ پھر جماہی لیتا ہوا سیاہ پوشوں کے ساتھ ایک کھلی ہوئی خلا کی طرف چل دیا۔

صفدر بھی اس کے ساتھ تھا۔ تھریسیا بدستور اپنی جگہ کھڑی عمران کو دیکھتی رہی۔

"کاش تم میرے ہو سکتے۔ احمق۔"

عمران وغیرہ کے جانے کے بعد تھریسیا نے دبی زبان میں کہا پھر ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔ اس کی آنکھوں سے پیار کے سوتے پھوٹ رہے تھے۔ اور چہرے پر دنیا بھر کا پیار سمٹ آیا تھا اس وقت وہ بین الاقوامی شہرت یافتہ مجرمہ نہیں بلکہ ایک عام محبت کرنے والی عورت لگ رہی تھی۔

"ختم شد"

سیاہ پوش ایک لمبی سی راہداری سے گذرتے ہوئے ایک جگہ ٹھہر گئے۔ یہاں عمران نے دیواروں کے اوپر جگہ جگہ ایک مخصوص فاصلے سے نمبر پڑے ہوئے دیکھے تھے ؛ اور جس جگہ سیاہ پوش اُن دونوں کو نرغے میں لئے ہوئے رُکے تھے اس جگہ اوپر دیوار پر نمبر تھرٹی فور تحریر کیا ہوا تھا۔

ایک نقاب پوش اُن دونوں کو کور کئے رہا اور دوسرا کچھ آگے بڑھ کر کھڑا ہوگیا ؛ عمران نے دیدے نچائے تھے ______ کیوں کہ اسی لمحے ہلکی سی سرسراہٹ کی سی آواز پیدا ہوئی اور دیوار کا ایک حصّہ تیزی سے دوسری دیوار کی درمیانی خلا میں سرک گیا۔

اب وہاں ایک دروازے جتنی بڑی خلاء موجود تھی ۔ عمران نے ایک ہی نظر میں خلاء کے دوسری طرف کا جائزہ لے لیا تھا۔

وہ ایک کمرے کا دروازہ تھا۔

عمران اور صفدر، دونوں ہی کو اس کمرے میں دھکیل دیا گیا ؛ اس کے بعد دروازہ نما خلا، بھی بند ہو گئی ؛

عمران مڑا اور کمرے کے اس حصے کا جائزہ لینے لگا جس میں کچھ دیر پہلے خود بخود ایک دروازہ نمودار ہو تھا اور پھر اُن کے اندر داخل ہونیکے فوراً ہی بعد بند بھی ہو گیا تھا۔ عمران نہیں سمجھ سکا کہ سیاہ پوش نے کیا کیا تھا اور دروازہ کس طرح کھلا تھا اس لئے کہ اس نے سیاہ پوش کو صرف آگے بڑھتے دیکھا تھا اس کے علاوہ اس نے کوئی اور حرکت نہیں کی تھی ؛ ویسے یہ وہ سمجھ ہی چکا تھا کہ دروازے آٹومیٹک سسٹم کے اصول پر بنائے گئے ہیں ؛ مگر ان کے کھولنے کا انداز —— ؛ وہ عمران کی سمجھ میں نہیں آسکا ممکن ہے اُسے کسی دوسری جگہ سے کنٹرول کیا جاتا ہو -!

کمرہ کافی کشادہ تھا ؛ اور اس میں موجود فرنیچر نہ صرف قیمتی ہی تھا بلکہ فرنیچر کی سیٹنگ میں بھی کافی سلیقے سے کام لیا گیا تھا۔ پہلی نظر میں ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی بہت ہی امیر آدمی کی خواب گاہ ہو۔ وہ کمرے کا سرسری نظروں سے جائزہ لیتے لگا۔ ہر چیز پر سے گذرتی ہوئی اس کی نگاہ دیوار کے ایک حصے پر بنی ہوئی عقاب کی تصویر پر جم گئیں ؛

چند لمحے وہ اُسے گھورتا پھر لاپرواہی سے شانے اچکائے اور ٹہلنے لگا۔ چند لمحے بعد وہ رکا پھر مڑ کر صفدر سے بولا۔

" مائی ڈیر دفتر ...... یہ جگہ پسند آئی -؟"

" کچھ کچھ ——" صفدر نے عمران کی بات پر ہلکا سا منہ بناتے ہوئے کہا " کیوں

تم یہاں مستقل قیام کا ارادہ رکھتے ہو کیا۔؟"

"میرا خیال ہے مسٹر دفتر... اوہ... سوری، صفدر... کہ یہ جگہ تبدیلیٔ آب وہوا کے لئے بیحد مناسب رہے گی؛

"ہونہہ ___ تو گویا آپ یہاں تبدیلیٔ آب وہوا کے لئے آئے ہیں۔؟"

"میں دیکھ رہا ہوں صفدر ڈیئر ___ تم مایوس ہو۔؟"

"نہیں ___ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔"

"ہے ___ اور وہ میں سمجھ گیا۔"

"کیا سمجھ گئے آپ ___؟" صفدر نے چونک کر پوچھا تھا۔

"تمہارے ذہن پر مادام تھریسیا کا خوف مسلط ہو چکا ہے۔"

"اس مرتبہ آپ کی یہ حماقتیں کسی کام نہیں آئیں گی مسٹر عمران۔" صفدر کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا؛

"عمران نے اُسے گھور کر دیکھا پھر بولا:

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو ___؟"

"میرا اندازہ ہے۔"

"کیا وہ غلط نہیں ہو سکتا۔؟"

"جب تک حالات نہ سمجھ لئے جائیں ___ کچھ نہیں کہا جا سکتا اور میری سمجھ میں ابھی تک حالات ہی پوری طرح نہیں آئے ؛ یا یوں سمجھ لیجئے کہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود میں کچھ نہیں سمجھ سکا۔"

"نہ سمجھو ___ یہی بہتر ہے۔" عمران نے درویشانہ انداز میں کہا۔ "فقیر

کی صدا یہی ہے۔"

"اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ مادام تھریسیا اب بھی آپ کے چکمے میں آجائے گی تو فضول ہے ۔۔۔ دودھ کا جلا چھاج بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔"

"پیتا ہے نا ۔۔۔" عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ "یہی نکتہ ایسا ہے جسے تھریسیا نہیں سمجھ سکی ۔۔۔ میں دراصل اُسے یہی سمجھانا چاہتا تھا۔"

"کیا۔؟"

صفدر نے حیرت سے پوچھا۔ وہ عمران کا مطلب نہیں سمجھ سکا تھا۔

"یہی ۔۔ چھاج اور دودھ والی بات ۔" عمران نے کمرے کی ایک جانب گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ وہ میری ممنوعہ .... نہیں .... کیا کہتے ہیں اُسے چمونہ .... چمبونہ .... سمبونہ .... بھول گیا یار .... وہ اُسے کیا کہتے ہیں جو مجنوں کی تھی ۔۔۔؟"

"لیلیٰ ۔۔۔"

"ہاں لیلیٰ ۔۔۔ مگر نہیں کچھ اور بھی کہتے ہیں۔ میرا مطلب ہے جیسے مرد سے عورت ۔۔ میاں بیوی ۔۔ لڑکا ۔۔ لڑکی ۔۔ محبوب، محبوبہ .... آہا ... یاد آگیا ۔۔ محبوبہ، ہاں تو صفدر پیارے ۔۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ میری محبوبہ نے مجھے اس ریش دراز رقیب سے کیوں مروانا چاہا تھا۔؟"

"شاید ۔۔۔ اس لئے کہ وہ ہماری قسمتوں کا فیصلہ خود کرنا چاہتی ہے۔"

"لے جاؤ ۔۔ تم اتنے خوبصورت بھی نہیں ہو کہ وہ تمکو منہ لگائے ۔۔۔" عمران

نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا ۔" لیکن ٹھہرو ۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ "منہ لگانا" جیسے بے ہودہ محاورے کی جگہ کیا استعمال کیا جا سکتا ہے ۔"

صفدر بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا ۔ عمران چند لمحے اُسے گھورتا رہا ۔ پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھر آئی ۔ وہ آگے بڑھا اور صفدر کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا ۔

"کیا بات ہے ۔" صفدر نے ناخوشگوار لہجے میں پوچھا ۔

" آہا ۔ بالکل نو بیاہتا بیوی کے سے نخرے کر رہے ہو ۔" عمران چہکا "آؤ میں تمہیں گلے لگا لوں ۔"

پھر سچ مچ اُس نے آگے بڑھ کر صفدر کو گلے ہی سے لپٹا لیا ۔ صفدر نے اپنے آپ کو چھڑانے کی جدوجہد کی ہی تھی کہ رُک گیا ۔ عمران اس کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا ۔ پھر صفدر نے بھی کچھ کہا اور عمران اثبات میں سر ہلاتا ہوا اُس سے الگ ہو گیا ۔

اب وہ کمرے میں ٹہل رہا تھا ۔

" اب ہمیں یہاں سے فرار ہونے کے لئے راہ نکالنی چاہیئے ۔" کچھ دیر بعد صفدر نے کہا تھا ۔ لہجے میں سختی تھی ۔" اس طرح ہم کب تک مادام تھریسیا کی قید میں رہیں گے ۔؟"

" فرار ہونے کی کیا ضرورت ہے ۔" عمران نے صفدر کو گھورتے ہوئے پوچھا ۔" کہو تو مادام سے کہہ کر تمہاری شادی خانہ بربادی کا انتظام کرا دوں ۔ ہمیشہ عیش کرو گے ۔ مادام کے وفادار شہزادوں کی طرح رہتے ہیں ، کیوں

کیا خیال ہے۔"؟

"عمران ــ کیا اب تم مجھے غداری کا سبق پڑھاؤ گے۔"

"اسے غداری نہیں عقلمندی کہیں گے مسٹر صفدر ــ عمران نے بھی اسی لہجے میں کہا۔" اگر جان بچنے کے ساتھ عیش کرنے کے لئے دولت بھی مل جائے تو پھر اور کیا چاہیئے"؟

"شٹ اپ" صفدر سخت لہجے میں بولا "میں اپنے ساتھیوں سے غداری نہیں کر سکتا۔ خواہ دنیا بھر کی دولت کیوں نہ مل جائے"

"نہ کرو ــ میں زبردستی تو نہیں کر رہا۔"

"آپ ہمیں یہاں لائے ہی کیوں تھے۔"؟

"آہا" عمران چہکا ــ "نہیں سمجھ سکے نا ــ مگر تم سمجھ بھی کیسے سکتے ہو ــ" اُسکے لہجے میں مایوسی تھی۔

صفدر سوالیہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھتا رہا۔ چند لمحے خاموشی رہی تھی ــ پھر جب عمران کچھ بولنے کی بجائے کمرے کی ایک ہی سمت گھور گھور کر دیکھتا رہا تو اُسے بولنا ہی پڑا۔

"آپ نے جواب نہیں دیا"

"کیا جواب دوں۔"؟ عمران نے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے کہا۔" تم ابھی نابالغ ہو ــ اس لئے نہیں سمجھ سکو گے۔"

"کیا مطلب"؟

صفدر بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"لغت دیکھے بغیر مطلب بتانا مشکل ہے — ویسے اگر تم یہاں سے فرار ہونے کا خیال دل سے نکال دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔"

"کیا مطلب۔؟" صفدر جھلّا کر بولا۔ "آپ کو جو کچھ بھی کہنا ہے صاف صاف کہئے — پہلیاں پوچھنے سے فائدہ۔؟"

"آہا ..... !" عمران نے ہلکا سا قہقہہ لگایا، پھر بولا۔ "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مادام تھریسیا ہم لوگوں کی طرف سے غافل ہو گی۔"

"غافل تو نہیں ہو گی — مگر ہمیں یہاں قید کرنے کے بعد مطمئن ضرور ہو گئی ہو گی۔ اس لئے آسانی سے فرار ہونے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔"

"خیالِ خام ہے صفدر — عقل کے ناخن لو — اتنے چالاک اور ذہین لوگوں کی قید سے فرار ہو جانا ناممکن ہے۔"

"آپ کا مطلب یہ ہے کہ ہماری فرار کی کوئی بھی کوشش کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی — کیوں۔؟"

"ہاں — میرا کہنے کا مطلب یہی تھا۔"

"تو پھر — ؟ کیا ہم اسی طرح یہاں قید رہیں گے۔؟"

"ہاں — ویسے رہائی کی ایک صورت ہے۔"

"وہ کیا — ؟" صفدر نے بیتابی سے پوچھا تھا۔

"ہم مادام تھریسیا کی تنظیم میں شامل ہو کر اس کے وفادار بن جائیں" دوسری صورت میں بدترین اور اذیت ناک موت ہمارا مقدر ہو گی۔"

"اور اگر میں تنظیم میں شامل نہ ہوں تو۔؟"

"وہ تمہاری مرضی ہے صفدر ۔۔۔ مگر میں اسے عقلمندی نہیں کہوں گا۔" عمران نے اس بار بڑی سنجیدگی سے کہا تھا ۔۔۔ "ایکسٹو کبھی بھی ہمارے لیے اتنی آسائشیں مہیا نہیں کر سکتا ۔۔۔ جو مادام کا وفادار بننے کے بعد ہمیں نصیب ہوں گی۔"

"یہ رسک ہے اور ...."

"اس سے کیا فرق پڑے گا ۔۔۔" عمران نے اُس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔ "ویسے بھی تمہارے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے جو تمہاری موت پر آنسو بہاتا پھرے، اسلئے اگر خود کو عقلمند کہلوانا چاہتے ہو تو مادام کے وفادار بن جاؤ۔"

"مجھے اگر یہ معلوم ہوتا کہ آپ ہمیں یہاں جہنم میں جھونکنے کے لئے لارہے ہیں تو کم از کم میں کبھی آپ کے ساتھ نہیں آتا۔"

"تم کیا سمجھتے ہو ۔۔۔؟" عمران نے صفدر کو گھورتے ہوئے کہا "کیا میں اپنی مرضی سے یہاں آیا ہوں ۔۔۔ یا یہ میرا پلان تھا۔"

"پھر ۔۔۔؟"

"یہ سب تمہارے چوہے ایکسٹو کی شرارت ہے ۔۔۔ اُسی کے شیطانی دماغ نے اس سفر کا منصوبہ تیار کیا تھا۔"

"ہونہہ"

صفدر بے یقینی کے سے انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میرے بس میں ہوتا تو اس چوہے کو بل سے نکال کر اس کا بُرا حشر کرتا۔" عمران انگوٹھی کے نگینے کو دباتے ہوئے بولا ۔۔۔ "جو ہمیں خطرات میں جھونک کر خود دادِ عیش دے رہا ہوگا۔"

" ایکسٹو نے آپ کو پارٹی لیڈر بنایا تھا ؛ اسلئے اب آپکو ہمارے فرار کیلئے کوئی ترکیب نکالنی ہی پڑے گی ۔"

" پیچھے بچوں کی طرح سو جاؤ جا کر ____ " عمران نے سنجیدگی سے کہا " میں کوشش کروں گا کہ تم لوگوں کو یہاں سے واپس بھجوا سکوں ۔"

صفدر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خاموش ہی رہا تھا ____ یہ انگوٹھی ایک طاقتور ٹرانسمیٹر تھا اور وہ اس وقت شاہدہ وغیرہ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

انگوٹھی دباتے ہوئے بھی اس کی اُلوؤں کی طرح گردش کرتی ہوئی آنکھیں کمرے کے ایک ایک حصّے کا جائزہ لے رہی تھیں ____ اور صفدر خاموشی سے کھڑا عمران کی ایک ایک حرکت کو بغور دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً عمران آگے بڑھا اور بائیں جانب رکھی ہوئی میز کے پاس رُک گیا اس میز پر اور چیزوں کے ساتھ ہی بندر کا ایک خوبصورت مجسمہ بھی رکھا ہوا تھا ____ عمران کی نگاہیں اسی مجسمے پر جمی ہوئی تھیں ____ چند لمحے وہ اُسے دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر اس کو اٹھا لیا ۔ یہ جسامت میں پیپر ویٹ سے ملتا جلتا تھا۔

اب وہ اُسے الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً اُس کی آنکھوں میں عجیب قسم کی چمک اُبھری اور ہونٹوں پر پُراسرار سی مسکراہٹ رینگ گئی ؛ اُس کے ہاتھ بندر کے سر کو گھمانے کی کوشش کر رہے تھے ۔"

اُس کی کوشش بار آور ثابت ہوئی اور بندر کا سر کسی ڈھکنے ہی کی طرح

سے گھومتا ہوا دھڑ سے الگ ہو گیا۔
دھڑ اندر سے کھوکھلا تھا۔ اور عمران اب اُس کے اندر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو سوراخ کے اندر ڈال دیا۔ ایک لمحے بعد جب اس کی انگلی باہر آئی تو اس پر ایک باریک سا تار بھی لگا ہُوا تھا۔ عمران نے تار کو دانتوں سے پکڑ کر کاٹا اور پھر اُسے خلا کے اندر کر کے بندر کا سر اُسکے دھڑ میں فٹ کرنے لگا۔

صفدر عمران کی ایک ایک حرکت کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اُسے حیرت تھی کہ عمران نے اس بندر کی اصلیت کا پتہ کیسے لگا لیا۔۔۔ یہ تو وہ سمجھ ہی چکا تھا کہ بندر کا وہ مجسمہ ڈکٹا فون یا اُس سے ملتی جلتی کوئی چیز ہے۔۔۔ لیکن عمران کا بغیر کسی آلے کی مدد سے اُس کا سراغ لگا لینا حیرت انگیز ہی تھا۔

بندر کے مجسمے کو دوبارہ میز پر پہلے ہی جیسی پوزیشن میں رکھنے کے بعد وہ تیزی سے صفدر کے پاس پہنچا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو مگر پھر خاموش ہو کر انگوٹھی کے نگینے کو دوبارہ دبانے لگا۔۔۔ لیکن اس بار اس کا انداز بالکل ویسا ہی تھا جیسے تار بھیجنے والی مشین کے لیور کو مخصوص انداز میں پش کرتے ہیں صفدر سمجھ گیا کہ کسی خاص فریکوئنسی پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مگر کس سے۔۔۔ یہ اُس کی سمجھ سے باہر تھا۔ بس وہ عمران کی حرکتوں ہی کو دیکھ سکتا تھا۔

چند ہی لمحے بعد کمرے میں ہلکی ہلکی کلک کلک کی آوازیں اُبھرنے لگیں۔۔۔ صفدر چونکہ اس بات سے واقف تھا کہ وہ انگوٹھی ایک طاقتور ٹرانسمیٹر ہے اس۔

کمرے میں کلک کلک کی آوازوں کی صورت میں سنائی دینے والے سگنل سن کر اُسے حیرت نہیں ہوئی تھی ؛ ویسے یہ اور بات ہے کہ صفدر اس ٹرانسمیٹر کے استعمال سے ناواقف رہا ہو۔

" ہیلو ..... ہیلو .... ہیلو شاہدہ .... ہیلو شاہدہ ..... کم آن دی لائن .... ہیلو ... شاہدہ .... کم آن دی لائن "

عمران برابر کہہ رہا تھا .... جواب ملنے میں چند سیکنڈ سے زائد نہیں لگے تھے

" یس عمران .... شاہدہ اسٹینڈنگ ہیر ... "

صفدر اور عمران — دونوں ہی نے شاہدہ کی باریک سی آواز سنی تھی۔

" شاہدہ .... کیا تم میری آواز صاف سُن رہی ہو — ؟"

عمران نے تیزی سے کہا تھا — اُس کے جُملے کا کیا مقصد تھا — صفدر نہیں سمجھ سکا۔

" ہاں — میں تمہاری آواز صاف سُن رہی ہوں ۔"

" غور سے سُنو — " عمران نے کہا — " میں اور صفدر دونوں ہی گرفتار ہو چکے ہیں اور اب ہم مادام نفریسیا کی قید میں ہیں — یہ اتفاق ہی ہے کہ انہوں نے میرے قلم پر قبضہ نہیں کیا — ممکن ہے وہ ان کی نظروں میں نہ آیا ہو — ورنہ میں تم کو کبھی بھی کال نہ کرسکتا — اوہ نہیں ..... کوئی جواب مت دو — بس میں جو کہہ رہا ہوں اُسے بغور سُنتی رہو — موجودہ حالات کے تحت میں اب یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ تم کو جزیرے پر تنہا نہ چھوڑا جائے — نعمانی اور چوہان اگر زندہ ہوتے تو بات دوسری تھی — اُن کی موجودمیں نہ صرف تم کو کوئی خطرہ

نہیں تھا بلکہ تم لوگ ہماری مدد بھی کر سکتے تھے مگر اب صورتِ حال مختلف ہے"
"پھر ۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے" شاہدہ نے عمران کے خاموش ہوتے ہی پوچھا ۔ اس کی آواز سے ظاہر تھا کہ وہ بیحد سنجیدہ ہے ۔!"
"کیا تم میری بات اچھی طرح سمجھ رہی ہو"
"ہاں ۔۔۔ تم کہتے رہو"
"میرا خیال یہ ہے کہ اب تمہارا روپوش رہنا مناسب نہیں ہے ۔ تم کو بھی ہمارے پاس آجانا چاہیئے ۔۔۔ اس طرح تم محفوظ رہو گی ۔۔۔ اور ویسے بھی ممکن ہے کہ میں صبح کو مادام کو حقیقتِ حال سے باخبر کر دوں"
"ٹھیک ہے" ۔ شاہدہ کی آواز ابھری ۔ "میں صبح ہوتے ہی اسی راستے سے اندر داخل ہونے کی کوشش کروں گی"
"نہیں ۔۔۔ میرا خیال ہے تم کو اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی"
"کیوں ۔۔۔؟"
"اس لئے کہ میں مادام سے کہہ کر کچھ آدمی تمہارے پاس بھجوا دوں گا جو تم کو یہاں لے آئیں گے ۔۔۔ اس وقت تک تم جھونپڑے ہی میں رہو تو اچھا ہے"
"کیا اب ہمارے بچاؤ کا کوئی اور راستہ نہیں ہے ۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ کیا ہم یہاں سے واپس نہیں جا سکتے ۔۔۔؟"
"نہیں ۔۔۔ ہمارا بیشتر سامان جہاز کے ساتھ ہی ڈوب چکا ہے باقی جوان اور نعمانی کی حماقت سے راستے میں سمندر کی نظر ہو گیا ۔۔۔ ایسی صورت میں واپسی کا خیال بھی دل میں لانا ایک طرح سے حماقت ہوگی ۔"

"پھر ——؟"

" ہمارے لئے سب سے بہتر راستہ یہی ہے کہ ہم مادام تھریسیا کی تنظیم میں شامل ہو کر اسکے وفادار بن جائیں۔"

"جولیا وغیرہ کا کیا بنا ——؟"

" ابھی تک مجھے اُن کی بابت کچھ علم نہیں ہو سکا —ہاں تو کیا تم نے سمجھ لیا کہ تمہیں اب کیا کرنا ہے ——؟" عمران نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

" ٹھیک ہے —— میں نے تمہارا مطلب اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے۔ تم جو چاہتے ہو —میں وہی کروں گی —— سب کچھ تمہاری منشا کے مطابق ہو گا" —— شاہدہ نے کہا۔

" او، کے "

عمران نے کہا — پھر نگینے کو دبایا اور انگوٹھی انگلی میں ڈال لی ؛ اب اسکے چہرے پر پھر پہلی جیسی حماقت طاری ہو چکی تھی۔ وہ چند لمحے صفدر کو دیکھتا رہا پھر اپنے مخصوص انداز میں بولا۔

" کیوں سانپ سونگھ گیا ہے کیا ——؟"

"نہیں —— میں کچھ سوچ رہا تھا ——" صفدر جھینپے ہوئے لہجے میں بولا۔

" سوچو —— سوچو ——" عمران نے سر ہلایا —" سوچنے پر پابندی نہیں ہے " ——

" آپ کی ایک بات میری سمجھ سے بالاتر ہے "۔ صفدر نے اُلجھے ہوئے انداز میں اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اُس کے چہرے سے اب بھی یہی ظاہر

ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو۔ یا کسی قسم کی اُلجھن میں مبتلا ہو۔"

" وہ کیا۔۔۔؟"

" آپ نے اس وقت شاہدہ سے جو کچھ بھی گفتگو کی ہے کیا وہ ان ٹرانسمیٹروں پر نہیں سُنی گئی ہوں گی جو مادام تھریسیا کے آدمیوں نے خاور اور صدیقی سے چھینے تھے۔"

" ہاں ضرور سُنی ہوگی۔ پھر۔۔۔؟"

" پھر یہ کہ میں اس گفتگو کا ذرّا بھر بھی مطلب نہیں سمجھا اور پھر نعمانی اور چوہان کی فرضی موتیں۔۔۔؟"

" ہونہہ۔"

عمران کے چہرے پر برسنے والی حماقت کی تہیں کچھ اور گہری ہو گئیں۔۔۔۔ چند لمحے وہ صفدر کے چہرے کو اس انداز سے دیکھتا رہا جیسے کوئی اُستاد کسی لائق طالب علم سے غلطی ہو جانے پر اُسے دیکھتا ہے۔ پھر وہ بولا تھا

" ذرا عقل کبھی استعمال کیا کرو مسٹر دفتر۔۔۔ ار۔۔۔ رر صفدر، تمہارا کیا خیال ہے۔۔۔ کیا کل صبح ہم سے ہمارے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی۔۔۔ کیا مادام تھریسیا یہ جاننا پسند نہیں کرے گی کہ ہماری ٹیم کے دیگر افراد اب کہاں ہیں اور اُن کی تعداد کیا ہے۔؟"

" یقیناً جاننا چاہے گی۔۔۔" صفدر نے سنجیدگی سے کہا۔" اور اس کے لئے یقیناً صبح ہم سے سختی سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔۔۔ ممکن ہے تشدّد سے بھی کام لیا جائے۔"

"ٹھیک ـــــ" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا "اس وقت میں نے شاہدہ سے جو گفتگو کی ہے اس سے دو فائدے ہوں گے "

"وہ کیا ـــــ؟"

"اوّل تو یہ کہ صبح جب ہم سے پوچھ گچھ ہو گی تو میں شاہدہ اور چوہان و نعمانی کے بارے میں اس کو بتا دوں گا ـــ چونکہ اس وقت کی ہماری گفتگو ہمارے ہی ٹرانسمیٹروں پر سن لی گئی ہو گی ـــ اس لئے میری بات پر اعتبار کر لیا جائے گا اور ہم تھریسیا کا اعتماد حاصل کر لیں گے ـــ دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ تھریسیا چوہان اور نعمانی کو مردہ سمجھ کر نظر انداز کر دے گی اور وہ بوقت ضرورت ہمارے کام آئیں گے ۔ اُن سے ہمیں مدد مل سکے گی "

"لیکن ـــ" صفدر نے کہا "کیا شاہدہ نے آپ کا مفہوم سمجھ لیا تھا ـــ میرا مطلب ہے کہ کیا شاہدہ وہی سب کچھ کرے گی جو آپ چاہتے ہیں ۔"

"ہاں ـــ تم نے شاید اس کے آخری جملوں پر غور نہیں کیا "

"نہیں ـــ آپ کا خیال ٹھیک ہے ۔"

"اس کے آخری جملوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ میرا مقصد اچھی طرح سمجھ گئی ہے ـــ ویسے بھی وہ کافی ذہین ہے ـــ اور مجھے اس کی صلاحیتوں پر اعتماد ہے ۔"

"آپ نے بندر کے مجسمے کے اندر سے ایک تار نکال کر کاٹا تھا ـــ کیا وہ کوئی ڈکٹافون یا اسی قسم کی کوئی چیز ہے "

"ہاں ـــ وہ ایک طاقتور ڈکٹا فون ہے۔"

"لیکن آپ کو اس کی موجودگی کا شبہ کیسے ہوا۔؟"

"مجھے یقین تھا کہ تھریسیا ہماری وہ گفتگو سننے کو شش ضرور کرے گی جو ہم یہاں تنہائی سمجھ کر کرتے ـــ اور اُسکے لئے صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ یہاں کوئی خفیہ ٹرانسمیٹر یا ڈکٹا فون فٹ کر دے ـــ تاکہ اس کمرے میں کی جانے والی گفتگو کا ایک ایک لفظ وہ سُن سکے ؛ میں نے تم سے کان میں اپنے سے اُلجھے کے لئے محض اسی وجہ سے کہا تھا کہ اگر یہاں کوئی ڈکٹا فون ہے تو دوسری طرف والے اس پر ہماری آوازیں سنکر اس وقت مطمئن ہو جائیں کہ ڈکٹا فون کام کر رہا ہے تاکہ جب میں اُسے ناکارہ کر دوں تو آواز نہ سنائی دینے پر اس طرف دریافت حال کی غرض سے نہ آجائیں "

"ٹھیک ہے "ـ صفدر نے کہا ـ" اس بات کا اندیشہ مجھے بھی تھا۔ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بندر کے مجسمے میں ڈکٹا فون پوشیدہ ہوگا۔"

" بندر کے مجسمے میں ڈکٹا فون کی دریافت اتفاق نہیں ـــ اور نہ ہی یہ میری ذہانت کا کرشمہ ہے۔"

"پھر ـــ؟"

صفدر عمران کی بات نہیں سمجھ سکا تھا۔

"اپنے تعلیمی دور میں نے ایسے ڈکٹا فون سکاٹ لینڈ یارڈ میں دیکھے تھے ۔ چونکہ وہ بات لاشعور میں محفوظ تھی اس لئے یہاں بندر کے مجسمے کو دیکھتے ہی ذہن میں ڈکٹا فون اُبھر آیا تھا۔"

"اوہ۔"

صفدر نے طویل سانس لی۔ اب وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ پایا تھا چند لمحے خاموشی رہی۔ دونوں ہی کچھ سوچنے لگے تھے دفعتاً صفدر نے عمران کو چونکتے دیکھا اس کی نگاہوں میں عجیب قسم کی چمک اُبھر آئی تھی؛ جیسے کوئی بھولی بسری اہم بات یاد آگئی ہو۔

"کوئی خاص بات۔" صفدر نے عمران کے چہرے کو گھورتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ہاں ۔۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں پروفیسر والٹن کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔"

"اوہ... ہو..."

صفدر کی آنکھوں میں بھی ہلکی سی تحیّر آمیز چمک پیدا ہوئی تھی۔

"کیا واقعی وہ آپ کا جانا پہچانا آدمی ہے۔"

"ہاں ۔۔ میرا خیال اگر غلط نہیں ہے تو پروفیسر والٹن ایک مشہور آدمی ہے۔"

"کیا مطلب ۔۔؟"

"کیا تم نے میجر رابرٹ گراہم کا نام کبھی سُنا ہے۔"

"میجر...... رابرٹ...... گراہم۔"

صفدر اپنے ذہن پر زور دیتا ہوا آہستہ آہستہ بولا۔

"نام سُنا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔۔ کسی سلسلے میں اخبارات میں اُس کا نام آتا رہا ہے..... اوہو..." یک بیک صفدر چونکتے ہوئے بولا "آگیا یاد......

سکاٹ لینڈ یارڈ سے اُس کا تعلق ہے نا۔"

"ہاں!"

عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اٹھارہ سال قبل اسکاٹ لینڈ یارڈ کا یہ ماہر سراغرساں بڑے پُراسرار طریقے پر غائب ہو گیا تھا ــــ اسکے غائب ہوتے ہی پوری دنیا میں ایک ہنگامہ سا مچ گیا تھا۔ دنیا بھر کی پولیس، سیکرٹ سروس اور محکمہ سراغرسانی نے میجر رابرٹ گراہم کی تلاش میں زمین آسمان ایک کر دیئے تھے۔ مگر پانچ سال کی طویل تلاش اور جستجو کے باوجود اُس کا ہلکا سا بھی سراغ نہیں مل سکا تھا۔"

"ہاں یہ وہی میجر رابرٹ گراہم ہے۔"

"آپ کا مطلب یہ ہے کہ پروفیسر والٹن اور میجر رابرٹ گراہم ایک ہی شخصیت کے دو روپ ہیں۔"

"ہاں ــــ اور پانچ سال کی ناکام تلاش کے بعد اس کا فائل کلوز کر دیا گیا تھا۔ پروفیسر والٹن وہی گمشدہ میجر رابرٹ گراہم ہے۔"

"آپ کا شبہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔"

"نہیں میں سو فیصدی مطمئن ہوں۔"

"ہونہہ۔"

صفدر سر ہلا کر رہ گیا۔ مگر اس کے چہرے اور آنکھوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ عمران کی بات سنکر شک وشبہ میں پڑ گیا ہے؛ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اُسے عمران کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔ اُس کی دانست میں میجر رابرٹ کی توڑیاں

تک قبریں گل چکی ہوں گی ـــ بشرطیکہ اُسے قبر نصیب ہوئی ہو۔"

"آہا..... دفتر سعید ..... سوری صفدر سعید ـــ میں تمہاری آنکھوں میں شُبہ کی جھلک دیکھ رہا ہوں ....."

"آپ کا خیال ٹھیک ہے ـــ" صفدر نے دھیرے سے کہا۔

"ٹھیک ہے نا ......" عمران خوش ہوتے ہوئے بولا "کیوں نہ ٹھیک ہوتا شبہ کرنا ہمارا پیدائشی حق ہے دفتر ڈیر ..... ویسے بائی دے وے ـــ اگر تمہاری کھوپڑی انڈے کے چھلکے کی طرح صاف وشفاف ہو جائے اور تمہاری یہ خوبصورت ستواں ناک طوطے کی چونچ کی طرح خم کھا جائے تو میں تم پر شرلاک ہومز ہونے کا شُبہ بھی کر سکتا ہوں ـــ حالانکہ اُسے مرے ہوئے عرصہ گذر گیا اور اب قبر میں اُس کی ہڈیاں بھی نہ ملیں گی۔"

صفدر نے اس جملے پر کوئی رائے زنی نہیں کی تھی ـــ وہ خاموشی سے چند لمحے کچھ سوچتا رہا ـــ پھر وہ عمران سے مخاطب ہوا تھا۔

"تھریسیا کے سلسلے میں اس مرتبہ آپ کو بہت زیادہ محتاط رہنا پڑیگا وہ سابقہ شکستوں سے بُری طرح بوکھلائی ہوئی ہے ـــ اور ویسے بھی اب وہ آپ کے طریقۂ کار کو اچھی طرح سمجھ چکی ہوگی۔"

"مشورے دے رہے ہو ـــ" عمران ہلکا سا قہقہہ لگا کر بولا "چلو یہی سہی اب میں مشورے کا شکریہ ادا کرتا ہوں ـــ" پھر وہ سچ مچ اسی انداز میں جھکتا چلا گیا جیسے کورنش بجا لانا چاہتا ہو ـــ پھر سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے ہلکی سی جماہی لی اور منہ چلاتے ہوئے اس میز کی طرف بڑھ گیا تھا جہاں بندر کا مجسمہ اب بھی

موجود تھا۔ مقصد ڈکٹا فون کے تار کو جوڑنے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا۔

ڈکٹا فون سے نمٹ کر عمران مسہری پر اس طرح آ گرا تھا جیسے سارے دن جان توڑ محنت کرتا رہا ہو۔

صفدر نے بھی تھکے ہوئے انداز میں ایک جانب پڑی ہوئی کرسی سنبھال لی تھی۔

نعمانی چونک پڑا۔

اُسکے کانوں نے کسی قسم کی آہٹ سنی تھی ؛ ہلکی سی دھمک کی آواز ـــــ بڑی تیزی سے اُس کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا ۔ پھر ریوالور نکالتا ہوا وہ سانپ کی سی سرعت سے غار کے دہانے کی طرف بڑھا تھا۔

ہلکی ہلکی سی دھمک اب تیز قسم کی آوازوں میں تبدیل ہو چکی تھی ـــــ یہ کسی کے قدموں کی آواز تھی ـــ کوئی تنہا آدمی اسی جانب دوڑتا ہوا آرہا تھا۔ نعمانی پوری طرح چونکنا ہو گیا۔

خطرے کا احساس ہی اُسے ہوشیار کر دینے کے لئے کافی تھا۔ ویسے بھی

نفسیاتی طور پر وہ لوگ تاریک جزیرے میں آنے سے پہلے ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے خود کو تیار کر چکے تھے۔

قدموں کی آواز نزدیک آتی جا رہی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کون ہو سکتا ہے ۔۔۔ دشمن کا اگر کوئی آدمی ہوتا تو اس طرح علی الاعلان آنے کی بجائے خموشی سے آتا۔ تو پھر ۔۔۔؟

"یہ کون ہو سکتا ہے ۔۔۔؟"

اس کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا۔ دفعتاً اُسے شاہدہ اور چوہان کا خیال آیا۔ جو کافی دیر سے جھونپڑی کی طرف گئے ہوئے تھے۔

یقیناً یہ چوہان ہی ہو سکتا ہے ۔۔۔ اس کے ذہن نے سوچا ۔۔۔ دوسرا کوئی فرد اس طرح نہیں آسکتا تھا۔

وہ غار کے دہانے سے چپک گیا ۔۔۔ کچھ بھی تھا ۔۔۔ احتیاط فرض تھی؛ کچھ دیر بعد بھاگنے والا بھی سامنے آگیا ۔۔۔ ایک سیاہ ہیولا جو دوڑتا ہوا اسی جانب آرہا تھا۔

نعمانی نے اُسے ریوالور سے کور کرتے ہوتے پکارا۔

"کون ہے ۔۔۔ وہیں رک جاؤ ۔۔۔ تم اسٹین گن کی زد پر ہو ۔۔۔"

"میں جانتا ہوں دوست ۔۔۔ تمہارے پاس اسٹین گن نہیں ۔۔۔" دوڑ کر آنے والے سیاہ ہیولے کی طرف سے کہا گیا تھا۔

"اوہ ۔۔۔"

نعمانی نے طویل سانس لی اور ریوالور جیب میں ڈال لیا۔ وہ چوہان کی آواز

پہچان گیا تھا۔

"خیریت تو ہے ۔۔۔" وہ چوہان کو دیکھتے ہوئے بولا ۔"تم تنہا واپس آئے ہو؟ شاہدہ کہاں ہے ۔۔۔ اور یہ تم بھاگ کیوں رہے تھے ۔۔۔؟"

"ایک ایک سوال کرو ۔ بلکہ بہتر یہی ہے کہ پہلے اندر چلا جائے ۔ یہاں ہم محفوظ نہیں ہیں ۔۔۔" چوہان سانس درست کرتے ہوئے بولا ۔

"اوہ ۔۔۔"

نعمانی اس کے پیچھے غار میں داخل ہوتے ہوئے بولا ۔

"بتاؤ شاہدہ کہاں ہے ۔۔۔ اور تم کیوں بھاگ رہے تھے ۔۔۔؟"

"بتاتا ہوں ۔۔۔"

چوہان نے ہانپتے ہوئے کہا ؛ اُس کی نظریں پپیال کے ڈھیر پر سوئے ہوئے جوزف پر جمی ہوئی تھیں ، مومی شمع کی زرد زرد لرزتی ہوئی روشنی میں اُس کا چہرہ کچھ زیادہ ہی خوفناک لگ رہا تھا ۔

"بتاؤ اب ۔" نعمانی اُس کے برابر ہی پیال کے بستر پر بیٹھتے ہوئے بولا "کیا خبر لائے ہو ۔؟"

"عمران اور صفدر دونوں تقریباً میل بی آف لوہیما کی قید میں پھنس چکے ہیں ۔" چوہان نے اکھڑی اکھڑی سانسوں کے درمیان کہا تھا ۔

"میرے خدا ۔" نعمانی کے لہجے میں حیرت تھی ۔"لیکن تمہیں اس کا علم کیسے ہوا ۔۔۔؟"

"ابھی کچھ دیر پہلے عمران نے شاہدہ سے رابطہ قائم کیا تھا ۔۔۔"

"اُسی نے یہ اطلاع دی تھی ___؟"

"ہاں ___ اور شاید صبح تک شاہدہ بھی تھریسیا کی قید میں پہنچ جائیگی۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا ___ کہ ہم بھی محفوظ نہیں ہیں۔"

"نہیں ___ ہم قطعی محفوظ ہیں اور ہمیں وہی کرنا ہے جو عمران چاہتا ہے۔"

"کیا مطلب ___؟"

جواباً چوہان، نعمانی کو وہ تمام تفصیلات بتانے لگا جو عمران کی کال اٹینڈ کرنے کے بعد شاہدہ نے عمران کا مقصد سمجھکر اُس کے تحت اُسے سمجھائی تھیں، پھر بولا :-

"عمران نے ہم لوگوں کو یہی ہدایت دی ہے کہ ہم اب اپنے ٹرانسمیٹر قطعی استعمال نہ کریں ___ ورنہ ہماری فرضی موت کا راز کھل جائے گا اور ہم بھی دوسروں کی طرح قیدی بنا لئے جائیں گے ___"

"گویا ہماری ٹرانسمیٹر پر کی جانے والی گفتگو دوسری جگہ سن لیے جانے کا خطرہ ہے ___"

"ہاں"

"اگر یہی بات ہے تو پھر عمران نے شاہدہ سے ٹرانسمیٹر پر کیوں گفتگو کی تھی، کیا اُسے تھریسیا یا اس کے آدمیوں نے نہیں سنا ہوگا ؟"

"ممکن ہے سنا ہو ___" چوہان نے سوچتے ہوئے کہا ___ "اور عمران نے محض ہماری حفاظت کے خیال سے ٹرانسمیٹر پر شاہدہ سے جان بوجھ کر رابطہ قائم کیا ہو اور ہماری فرضی موت کے بارے میں اُس سے گفتگو کی ہو ___"

"یہ قابلِ قیاس بات ہے ـــ نعمانی نے سر ہلایا۔" عمران کی کھوپڑی واقعی لاجواب ہے ـــ ہم دونوں کو محفوظ رکھنے کا اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا ـــ کہ تھریسیا کو ہماری موت کا یقین دلایا جائے۔"

"ہاں ـــ اور اب وہ شاہدہ کے بعد ہماری تلاش میں سرگرداں نہیں رہیں گے اور ہم آسانی سے عمران وغیرہ کی مدد کر سکیں گے۔"

"لیکن سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔"

"ایکسٹو کو حالات سے باخبر کر دینا چاہیئے ـــ پھر جو حکم ملے گا اُس پر عمل کریں گے ـــ" چوہان ٹرانسسٹر نما ٹرانسمیٹر کی جانب بڑھتا ہُوا بولا۔

"نہیں ـــ" نعمانی نے کہا ـــ "ایسی حماقت کبھی مت کرنا۔"

"کیوں ـــ اس میں کیا خطرہ ہے ـــ"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس پر کی جانے والی گفتگو کہیں سُن لی جائے عمران احمق تو نہیں ہے جو اس نے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرنے سے منع کر دیا ہے ـــ"

"تب پھر ـ ایکسٹو کو کس طرح حالات سے باخبر کیا جائے ـــ؟"

"ہمیں صبح تک انتظار کر کے حالات کا جائزہ لینا چاہیئے ـ ہو سکتا ہے کوئی بہتر صورت نکل آئے ـــ ایکسٹو ہم لوگوں کی طرف سے غافل تو نہیں ہو گا" نعمانی نے کہا۔

"ہاں ... آں ... تمہارا خیال صحیح بھی ہو سکتا ہے ـــ"

"صبح تک یہ بھی ممکن ہے کہ ایکسٹو خود ہی کسی طرح ہم سے رابطہ قائم کر لے

وہ صورت ہمارے لئے بہتر ہو گی ــــ"

"کیا ــــ ایکسٹو موجودہ حالات سے واقف ہوگا ــــ؟"

"اگر ایکسٹو ــــ جیساکہ ہمیں علم ہے اس تاریک جزیرے پر موجود ہے تو یقیناً اب تک کے حالات کی اطلاع اسے مل چکی ہو گی ــــ"

"میرا خیال ......"

اس کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا ــــ غار کے ایک کونے سے اُبھرنے والی آواز سُنکر وہ دونوں ہی چونکے تھے ؛

"تمہارا خیال غلط نہیں ہے ــــ کونے سے آواز آئی تھی ــــ" میں حالات سے پوری طرح واقف ہوں" ــــ

"اوہ"

دونوں کے منہ سے ہلکی سی سانسیں نکل گئیں اور جیبوں میں پڑے ہوئے ریوالوروں پر گرفت نرم ہوگئی ــــ اُن دونوں کی نگاہیں اندھیرے میں کونے کی جانب اس سیاہ وجود پر جمی ہوئی تھیں جس نے سر سے پیر تک چُست سیاہ لباس پہن رکھا تھا یہ بلیک زیرو تھا جو موقعہ کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے حسب ہدایت ایکسٹو کے روپ میں انکے سامنے آگیا تھا ؛

"چیف آپ ــــ؟"

دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا تھا ۔

"ہاں میں ــــ ویسے اب تم لوگوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ ٹرانسمیٹر پر کسی قسم کی گفتگو نہیں کی جائے گی ــــ"

"بہت بہتر ——" چوہان نے کہا تھا۔

"ہمارے لئے اب کیا حکم ہے ——؟"

یہ نعمانی تھا — وہ اُسے ایکسٹو ہی سمجھ رہے تھے — اگر بلیک زیرو کے منہ پر نقاب نہ ہوتا تو وہ اس کے منہ پر اُبھرنے والی ہلکی سی مسکراہٹ کو ضرور دیکھ لیتے ——!

"سردست تم لوگ اس غار تک محدود رہو۔ اگلے حکم تک یہاں والے سے باہر نکلنے کی بھی اجازت نہیں ہوگی ——"

"بہت بہتر جناب ——"

"مجھے عمران کی صلاحیتوں پر پورا پورا اعتماد ہے ——" بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "وہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی رہائی کے لئے یقیناً کوئی نہ کوئی راہ ڈھونڈ نکالے گا ——"

جواباً ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں بولا تھا۔ ایکسٹو کا رعب و دبدبہ ہی اتنا تھا کہ وہ اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے تھے — چند لمحے بعد وہ پھر بولا تھا۔:

"تھریسیا یا اُس کے آدمیوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے —— اگر ضرورت پڑی تو میں دارالحکومت سے مزید آدمی بھی طلب کر سکتا ہوں ——"

"چیف ——" نعمانی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ "اگر کوئی اہم خبر فوری طور پر آپ تک پہنچانی ہو تو کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے ——؟"

"نعمانی ——" بلیک زیرو نے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم کو یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ میں ہر وقت ۔۔۔ ہر لمحہ تم لوگوں کے قریب رہتا ہوں ۔ اگر کوئی خاص بات ہوئی تو تم لوگوں سے پہلے اس کا علم مجھے ہو جائے گا ۔ کیوں ۔ کیا اب بھی تم کو کسی قسم کی الجھن یا تشویش باقی رہ جاتی ہے ۔۔۔"

"مم ....معافی چاہتا ہوں چیف ۔۔۔" نعمانی نے کہا۔

"آئندہ اس قسم کی باتوں سے اجتناب برتنا ۔۔۔" بلیک زیرو خشک لہجے میں بولا ۔۔۔ "میں اپنے آدمیوں کو اتنا سست نہیں دیکھنا چاہتا کہ وہ اتنی ذرا سی سامنے کی بات بھی نہ سوچ سکیں ۔۔۔"

"مجھے ..... افسوس ہے جناب ۔۔۔ میں معافی ....."

"بس ۔۔۔" بلیک زیرو بات کاٹ کر بولا ۔۔۔ "اب مجھے یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تم لوگوں کو بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے ؛ اور یہ کہ تمہاری ایک ذرا سی غلطی اس پورے مشن کی تباہی کا پیش خیمہ بن سکتی ہے ؛ اور ذرا سی بھول ہمارے لئے لاتعداد خطرات پیدا کر سکتی ہے ۔۔۔"

"ہمیں اس کا پورا پورا احساس ہے چیف اور ہم پوری طرح محتاط رہیں گے ۔۔۔"

"جوزف کا بھی تم لوگوں کو خیال رکھنا پڑے گا ؛ عمران کی گرفتاری کے سلسلے میں اس کے کانوں میں ذرا سی بھی بھنک نہیں پڑنی چاہیئے ۔ اگر یہ بے قابو ہو گیا تو پھر کسی سے بھی نہیں سنبھلے گا ۔۔۔"

"ہم گفتگو کرتے وقت محتاط رہیں گے ۔"

"اور کچھ پوچھنا چاہتے ہو ــــ؟"

"جی نہیں جناب ـــ" نعمانی نے کچھ لمحے بعد جواب دیا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــ"

بلیک زیرو نے کہا اور دہانے کی طرف چلدیا ـــ پھر چند سیکنڈ بعد انہوں نے اُس کی "خدا حافظ" کہنے کی آواز سنی تھی ـــ وہ دونوں دوڑ کر دہانے تک پہنچے مگر ـــ دور دور تک بھی کسی سیاہ ہیولے کا نام و نشان نہیں تھا ؛ جیسے بلیک زیرو کو تاریکی نے نگل لیا ہو یا وہ زمین میں سما گیا ہو ـــ وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھتے ہوئے پلٹ پڑے ؛

غار میں اب بھی جوزف کے ہلکے ہلکے خراٹے گونج رہے تھے اور شمع کی زرد کانپتی ہوئی روشنی میں اُن دونوں کے لرزتے ہوئے سائے ایسا ہی منظر پیش کر رہے تھے جیسے ایک ساتھ کئی بدروحیں وہاں جمع ہو کر ناچ رہی ہوں۔

وہ دونوں پیال کے ڈھیر پر گر پڑنے والے انداز میں بیٹھ گئے ؛ ایکسٹو کی حیرت انگیز طریقے پر آمد و روانگی اب بھی اُن کے حواس پر چھائی ہوئی تھی اور وہ سوچ رہے تھے کہ ایکسٹو انسان سے زیادہ ایک بھوت معلوم ہوتا ہے ہر وقت ـــ ہر جگہ اور ہر موقعہ پر موجود رہنا کسی انسان کے بس کا روگ تو معلوم نہیں دیتا ـــ مگر وہ کیا کرتے ـــــــ

حقیقت ان کے سامنے تھی ـــ اور اس سے روگردانی وہ کسی صورت نہیں کر سکتے تھے ؛

○

دوسری صبح انھیں لینے کے لئے دو سیاہ پوش آموجود ہوئے تھے ــــ کمرے سے دونوں کو ساتھ ہی باہر لایا گیا تھا ــــ مگر اس کے بعد ان دونوں کے راستے جُدا ہو گئے تھے۔

صفدر کو اس کی مخالف راہداری میں لے جایا گیا تھا جبکہ عمران کو اسی راستے پر لے جایا جا رہا تھا جس پر چل کر وہ گزشتہ رات اس کمرے تک پہنچے تھے۔

"ارے سنو ــــ" عمران نے سیاہ پوش کو مخاطب ــــ "کیا ناشتے پر وہ بھی موجود ہو گی .... مم ــــ میرا مطلب ہے ....." عمران شرما جانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا ــــ "وہی جو عاشق کی مادہ کو کہتے ہیں ــــ"

"پتہ نہیں ـــ" سیاہ پوش شانے اچکاتے ہوئے بولا۔
"پھر میں نہیں جاؤں گا ـــ"
عمران رک گیا اور اسی لمحے سیاہ پوش کا ریوالور اس کی کمر سے آلگا ـــ
"چلتے ہو یا ٹریگر دبا دوں ـــ"
"چ چ..... چلتا ہوں..... پپ... پیارے ـــ" عمران خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے بولا۔
"اسے ہٹالو ـــ ابھی کوئی ایسی قبر ایجاد نہیں ہوئی جس میں دھواں دفن کیا جاسکے ـــ"
"اوہ"ـــ
سیاہ پوش عمران کے اس جملے پر چونکا ـــ لیکن عمران اُسے کسی قسم کا موقعہ دیئے بغیر تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔
کچھ دیر بعد وہ تھریسیا کی خوابگاہ کے دروازے پر کھڑا تھا ـــ خوابگاہ میں قدم رکھتے ہی اُسکے چہرے پر ازل سے برستے والی حماقت طاری ہو چکی تھی اور وہ خوابگاہ کی ایک ایک چیز کو اُلوؤں کی طرح دیدے نچا نچا کر دیکھ رہا تھا ـــ انداز ایسا ہی تھا جیسے تھریسیا کی موجودگی محسوس ہی نہیں کر رہا ہو ـــ
تھریسیا اُسے دلچسپ نظروں سے گھور رہی تھی ـــ
اس وقت وہ تنہا ہی تھی اور اس کے جسم پر ابھی تک نائٹ گون موجود تھا، جسکی باریکی سے اس کے جسم کا ایک ایک عضو جھانک رہا تھا ـ چند لمحے بعد

اس کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ اُبھری ــ پھر اُس نے کہا تھا۔

" کیوں ــ کیا دیکھ رہے ہو ــ؟"

" کک ..... کون .....؟"

عمران بُری طرح اُچھل پڑا تھا ــ وہ تھریسیا کی طرف مڑا اور بڑی تیزی سے جُھکتا چلا گیا ــ ساتھ ہی اُس کے منہ سے " بساما لیکم " بھی نِکل گیا تھا تھریسیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اُبھری ــ

" تم آج بھی ویسے ہی ہو جیسے پہلی مرتبہ نظر آئے تھے ــ ابھی تک تم میں کوئی بھی تبدیلی نہیں ہوئی ہے ــ کیوں ــ" تھریسیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا؛

" یہی شکایت ڈیڈی کو بھی ہے ــ" عمران نے اسی معصومیت سے کہا " اگر میں بدل گیا ہوتا یا دوسرے الفاظ میں ذہین ہو گیا ہوتا تو در بدر کی ٹھوکریں کھانے کی بجائے ڈیڈی کی گود میں پڑا ہوتا ــ"

" ہونہہ ــ" تھریسیا اُسے دیکھتی ہوئی بولی ــ" رات تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی ــ؟"

" بالکل نہیں ــ بغیر کھٹمل والے بستر پر ہمیشہ آرام کی نیند آتی ہے ــ"

" فکر مت کرو ــ تم لوگوں کو یہاں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی ــ"

" یہ بات میں پہلے سے جانتا ہوں ــ"

" کیا مطلب ــ؟"

تھریسیا چونکی ــ

"یہ بات میں اسی وقت سمجھ گیا تھا ــــ جب تم نے پروفیسر رقیب کو ہم دو محبت بھرے دلوں کے درمیان سے ہٹانے کے لئے مجھ پر گولیاں چلانے کی دعوت دی تھی ــ کیوں ــ کیا میرا انداز غلط ہے ــــ؟"

"دور اندیش بھی ہو ــــ؟"

"مہمان نوازی ہے تمہاری ..... ارر ... کیا کہتے ہیں اُسے ؛ پتھر نوازی نہیں ..... کچھ اور کہتے ہیں ــــ" وہ پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا "میری یادداشت چوپٹ ہو کر رہ گئی ہے مادام تھریسیا ــــ"

"شٹ اپ ــــ"

تھریسیا غرائی تھی ؛

"ہائے ــ پھر زبان تالا بندی ــــ" عمران دردناک آواز میں کراہا "یہ آج کل تالا بندی کی وبا کیوں چل نکلی ہے ــــ ملوں میں تالا بندی ــــ فیکٹریوں میں تالا بندی اور ......"

"نہیں چلے گی عمران ــــ اسبار نہیں چلے گی ــــ" تھریسیا سر ہلا کر بولی۔

"اوہ ــــ بس ایک موقعہ اور دو مادام ــ میں ایسی ہٹ پکچر بناؤں گا کہ بس ــــ اس بار بس یہی ایک کمی رہ گئی کہ میں سماج سدھارن بیٹھا تھا ــــ اگلی پکچر میں چھ نیم عریاں ڈانس اور ایک چاچا میں بھنگڑہ مکس کر کے سات ڈانس لگا کر فلم دے ماروں گا ــ پھر دیکھنا کیسے سینما توڑ ہفتے چلتی ہے فلم ــــ"

"فضولیات نہیں عمران ــــ" تھریسیا نے اسبار قدرے سنجیدگی

سے کہا۔

"زیرو لینڈ والوں کے پاس اتنا وقت فالتو نہیں ہوتا کہ وہ اپنا وقت فضولیات میں برباد کرتے پھریں ــــ"

"پھر ــــ؟" عمران نے الوؤں کی طرح دیدے نچاتے ہوئے پوچھا۔

"زیرو لینڈ والے وقت کے ایک ایک لمحے کا فائدہ اٹھاتے ہیں ــــ"

"تو گویا ــــ تم نے مجھے وقت کے ایک ایک لمحے کا فائدہ اٹھانے کے لئے بلایا ہے ــــ؟"

عمران اس کے نیم عریاں بدن کو دیکھتے ہوئے بولا اور تھریسیا گڑبڑا گئی لیکن فوراً ہی وہ خود پر قابو پاتے ہوئے بولی تھی :۔

"کاش ــــ ایسا ہی ہوسکتا ــــ میں ....."

وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی ــــ عمران نے اُس سے کچھ نہیں کہا : بس کمرے کا جائزہ لینے لگا ــــ لیکن اگر وہ کسی مقصد کے تحت وہاں کا جائزہ لے رہا تھا تو اُسے مایوسی ہوئی تھی ــــ اس لئے کہ تھریسیا نے اُس کے چہرے پر اسی قسم کے تاثرات دیکھے تھے ۔

چند لمحے تھریسیا عمران کو بڑے لگاوٹ بھرے انداز میں دیکھتی رہی پھر سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولی :

"عمران ــ اب جو بھی کچھ تم سے پوچھا جائے اس کا جواب صحیح صحیح دیتے رہو ــ اسی میں تمہاری بہتری ہے ــــ"

"سمجھ گیا ــــ" عمران گرگٹ کی طرح سر ہلاتا ہوا بولا ــ "پوچھو کیا

پوچھنا چاہتی ہو ـــــ؟"

"تم لوگوں نے تاریک جزیرے کا سفر کس مقصد سے کیا ہے ـــ؟"

"آہا .... تھریس ـــ تم نہیں سمجھیں ـــ" عمران پیار بھرے انداز میں اُسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"بس دِل اُچاٹ ہو گیا تھا ـــ لاشیں دیکھتے دیکھتے کراہیت ہونے لگی تھی سوچا کچھ دِن سیر و سیاحت میں گذار دیئے جائیں ـــ ویسے بھی اس جزیرے میں شکار بکثرت ہے اور مجھے اس کی لت ہی یہاں کھینچ لائی ہے ـــ"

"جھوٹ بولنے کی کوشش رائیگاں جائے گی عمران ـــ" تھریسیا نے سنجیدگی سے کہا۔

"جو کچھ میں پوچھوں سچ سچ بتا دو ـــ دوسری صورت میں میں مجبور ہونگی کہ تم کو دوسرے لوگوں کے حوالے کر دیا جائے ـــ"

"دوسروں سے تمہاری مراد پروفیسر والٹن سے ہے ـــ؟"

"یونہی سمجھ لو ـــ؟"

"کیا تم اُس کی ماتحت ہو ـــ؟" عمران نے حیرت کی اداکاری کرتے ہوئے کہا "میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا تھریس پیاری ـــ کہ تم کسی کی ماتحت بھی ہو سکتی ہو ـــ"

"ہونہہ ـــ"

" تھریسیا نے سر ہلایا۔

"میں پروفیسر والٹن کی ماتحت نہیں ہوں ـــ اور نہ ہی وہ میرا ماتحت ہے"

"پھر ــــ؟"

عمران اب بھی بڑی اچھی اداکاری کر رہا تھا۔

"ہم دونوں ہی زیرو لینڈ کے وفادار ہیں ــــ"

"تو پھر ــــ دوسروں سے تمہاری مراد کیا تھی ــ؟" عمران نے پوچھا اب وہ کھڑا نہیں رہا تھا قریب ہی پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ چکا تھا۔

"یہاں اس مشن پر ہم لوگوں پر بھی ایک باس ہے ــــ"

"باس ــ؟"

"ہاں ــــ ہم سب اسی کو جوابدہ ہیں ــــ"

"مجھے حیرت ہے تھریسیا ــ کہ تم جیسی عورت کسی کی ماتحت ہے۔"

"اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے ــــ" تھریسیا نے کہا ــ "زیرو لینڈ کے ہر شہری کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے سے برتر افراد سے کسی بھی بات پر جواب طلب کرلے ــــ اور ہم لوگ جواب دینے پر مجبور ہوتے ہیں ــــ"

"تمہارے اس فلسفے پر مجھے حیرت ہے ــــ"

"ہمارے اسی فلسفے ....."

دفعتاً تھریسیا اس طرح چونکی ـ جیسے کچھ یاد آگیا ہو ــــ پھر عمران سے بولی۔

"تم بہت چالاک ہو ــــ؟"

"میں نے کیا کیا ہے مادام تھریسیا ــ؟" عمران معصومیت سے بولا۔

" باتوں میں لگا کر تم مجھ سے تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے ۔۔۔"

"ارے توبہ توبہ ۔۔۔" عمران نے اپنا منہ پیٹتے ہوئے کہا۔

" خیر ۔ میں نے جو کچھ پوچھا تھا تم نے اس کا جواب نہیں دیا ۔۔۔"

" بتا تو چکا ہوں کہ مقصد تفریح اور سیاحت کے علاوہ کچھ نہیں تھا

" بکواس ۔۔ میں جانتی ہوں کہ تم یہاں کس لئے آئے ہو ۔۔۔"

"جب تم کو معلوم ہے ۔۔۔ تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو ۔۔۔؟"

" تم پروفیسر ڈگلس اور آئرن مین کی وجہ سے یہاں آئے ہو کیوں ۔؟" تھریسیا نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا ۔۔ "کیا میں غلط کہہ رہی ہوں ۔۔؟"

" ٹھیک ہے ۔۔" عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا ۔۔ "تم نے صحیح اندازہ لگایا ہے ۔۔۔"

" کیا اس بار بھی تم ایکسٹو کے لئے کام کر رہے ہو ۔۔ ؟"

" ہاں ۔۔ کام کے بغیر معدے کا دوزخ کیسے بھرا جاسکتا ہے ۔۔۔ لہٰذا ہاتھ پیر چلانے ہی پڑتے ہیں ۔۔۔ ویسے اگر تم مجھے کرائے کا ٹٹو سمجھ لو تو منہ مانگے دام ملنے پر میں تمہارے لئے آسمان سے تارے بھی توڑ کر لا سکتا ہوں مادام ۔۔۔۔"

" ٹھہرو ۔۔" تھریسیا نے کہا ۔۔ " پہلے ایک اور سوال کا جواب دو ۔ تمہارے بقیہ ساتھی کہاں ہیں ۔۔۔ ان میں سے کچھ کم ہیں ۔۔۔"

۔۔ ملاحظہ کیجئے حصہ اول آئرن ماسک حصہ دوئم ڈارک آئی لینڈ "

"میرے ساتھ بوٹ[1] پر صرف چار آدمی تھے جن میں سے اب صرف
باقی رہ گئے ہیں ـــ بقیہ دو سمندر میں شارک مچھلیوں کے لئے لذیذ ترین غ
ثابت ہو چکے ہیں ـــ ہاں میرے ساتھیوں میں پانچویں شخصیت ایک لڑکی
ہے ـــ اور وہ اب بھی جزیرے میں بے یار و مددگار میری منتظر
گی ـــ"

"ویری گڈ ـــ"

"تھریسیا کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری۔
"مجھے خوشی ہے ـــ کہ تم نے اس وقت غلط بیانی سے کام نہیں لیا۔
"غلط بیانی سے اب کوئی فائدہ بھی نہیں ہے مادام تھریسیا ـــ اس
غلط کہنے سے فائدہ ـــ؟"
"سمجھدار بھی ہوتے جا رہے ہے۔ ویسے کیا تم مجھے اس لڑکی کا پتہ بتا دو گے ـــ"
"ہاں ـــ"

عمران نے سر ہلایا۔
"وہ تمہارے آدمیوں کو شی کائی اور چیانگ کے جھونپڑے میں ہی مل جا
گی میں نے اُسے وہیں چھوڑا تھا ـــ"
"یہ کیسے ممکن ہے ـــ" تھریسیا چیانگ کے نام پر چونکی تھی ـــ"

---

[1] ملاحظہ فرمائیے، اس ناول کا پہلا حصہ "آئرن ماسک" اور دوسرا ح
"ڈارک آئی لینڈ" مصنف :- ایس قریشی ـ

دونوں تنظیم کے دشمنوں کو کبھی بھی پناہ نہیں دے سکتے ۔۔۔ وہ زیرو لینڈ کے وفادار ہیں ۔۔۔"

"ہو سکتا ہے ۔۔۔ وہ اگر زندہ ہوتے تو تمہارے وفادار ہی ثابت ہوتے ۔۔۔"

"اوہ ..... ہو ..... اوہ ..... ہو ۔۔۔" تھریسیا بے چینی سے بولی۔ "کیا تم نے اُن دونوں کو مار ڈالا ہے ۔۔۔ جلدی بتاؤ ۔۔۔ جلدی ۔۔۔"

"ہاں ۔۔۔ یہ اتفاق ہی تھا مادام تھریسیا کہ میں نے زخمی کرنے کی نیت سے ٹریگر دبایا تھا ۔۔۔ لیکن وہ دونوں تو دھواں بن کر غائب ہو گئے۔ کیا اس جزیرے پر کوئی جناتی چکر موجود ہے ۔۔۔" عمران نے آخری جملے بڑی معصومیت سے ادا کئے تھے۔

"یہ تم نے بُرا کیا عمران ۔۔۔ بہت بُرا کیا ۔۔۔" تھریسیا کمرے میں بے چینی سے ٹہلتی ہوئی بولی ۔۔۔ "تم نہیں سمجھ سکتے کہ اُن کی موت کیا رنگ لا سکتی ہے ۔۔۔؟"

عمران کچھ نہیں بولا ۔۔۔ صرف تھریسیا کو گھورتا رہا ۔۔۔ جس کے چہرے پر پھیلے ہوئے جذبات اس بات پر دال تھے کہ اُسے شی کائی اور چیانگ کی موت کا گہرا صدمہ پہنچا ہے ۔۔۔ اتنا گہرا کہ اس کے چہرے سے عیاں ہونے لگا۔

"مم ... میں بے قصور ہوں مادام تھریسیا ۔۔۔" عمران نے معصومیت سے کہا۔ "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ دھواں بن کر اڑ جائیں گے تو کبھی بھی

ٹریگر نہیں دباتا۔۔۔۔"

"تم نہیں سمجھ سکتے عمران ۔۔۔ کہ تمہاری اس حرکت کا خود تم پر ہی کیا اثر پڑے گا ۔۔۔ ان کی موت آسانی سے برداشت نہیں کی جائے گی ۔۔۔"

"مادام ۔۔۔" عمران نے جلدی سے کہا ۔۔۔"میں اب ایک ایسا پستول ایجاد کرنے کی کوشش کروں گا جو دھویں پر فائر کرنے سے ان دونوں کو اصلی حالت میں لے آئے ۔۔۔۔"

"عمران ۔۔۔" تھریسیا نے سنجیدگی سے کہا ۔۔"تم کو شاید علم نہیں ہے کہ ان دونوں کو ابھی چند ہی دن قبل زیرولینڈ کا شہری بنایا گیا تھا اور زیرولینڈ کی شہریت رکھنے والے کسی بھی فرد کی حادثاتی موت ہمارے لئے اچھا شگون ثابت نہیں ہوتی ۔۔۔ اب مصیبتیں اٹھانی پڑیں گی ۔۔۔"

"ختم کرو تھریسیا ۔۔۔" عمران نے اسی احمقانہ انداز میں کہا ۔۔۔ "مجھے اس وقت صرف شاہدہ کی فکر ہے ۔۔۔ وہ اکیلی وہاں پریشان ہو گی ۔۔۔ کیا تم ایسا نہیں کر سکتیں کہ اُسے بھی یہاں لے آیا جائے ۔۔۔۔"

"ایسا ممکن ہے ۔۔۔ اور تم کو یہ سُن کر حیرت ہو گی کہ اب تک میرے آدمی چیانگ اور شی کائی کی جھونپڑی تک پہنچ چکے ہوں گے ۔۔۔۔"

"اوہ ۔۔۔"

"لیکن ۔۔۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اُسے تمہارے ساتھ رکھا جائے گا ۔۔۔ تو یہ تمہاری بھول ہے ۔۔۔"

"اوہ ہو ۔۔۔" عمران کے ہونٹ سکڑ گئے ۔

"یہ میری مرضی پر منحصر ہے ——" تھریسیا نے سنجیدگی سے کہا —— "اپنے بارے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ہے ——؟"

"سردست کوئی آخری فیصلہ نہیں کر سکا ہوں —— ویسے میں محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے اب اس لائن سے کنارہ کشی اختیار کر کے کوئی منفعت بخش بزنس شروع کر دینی چاہیئے —— کیوں —— گاجروں کی کاشت کیسی رہے گی ——؟"

وہ تھریسیا سے مخاطب ہوا ——

"ویسے تو آلو کی کاشت بھی کافی منفعت بخش ثابت ہوتی ہے ——"

"ناممکن عمران —— ناممکن ——" تھریسیا اس کے چہرے کو بغور دیکھتی ہوئی بولی —— "اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ یہاں سے فرار ہو جاؤ تو یہ ناممکن ہے —— اس جگہ سے فرار ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں —— اوّل یہ کہ تنظیم کے وفاداروں میں شامل ہو جاؤ —— دوسری صورت یہ ہے کہ موت کو گلے لگا لو ——"

"لیکن میں فرار کیوں نہیں ہو سکتا ——؟"

عمران کا یہ سوال جتنا احمقانہ تھا —— چہرے سے وہ اُس سے بھی زیادہ کاؤدی لگ رہا تھا۔

"یہاں کا حفاظتی نظام کچھ اسی قسم کا ہے ——"

"اوہ —— اس کا مطلب یہ ہوا —— کہ تم میری نگرانی پر کسی آئرن ماسک والے کو مقرر کرو گی —— کیوں —— ٹھیک ہے نا ——؟"

عمران کے اس جملے پر تھریسیا کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ اُبھری اور بتدریج بڑھتے بڑھتے قہقہے میں تبدیل ہو گئی۔ عمران ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔

تھریسیا کا قہقہہ زیادہ طویل ثابت نہیں ہوا ــــ اس نے خاموش ہو کر عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں ــــ اس کی ضرورت نہیں ہے ــــ یہ اُس دور کی بات ہے جب ہم اتنے ترقی یافتہ نہیں تھے تب نگرانی کے لئے آئرن ماسک والے افراد اور نگرانوں کی ضرورت ہوتی تھی، اب ..... اب تو اس جگہ کی ہر دیوار بذاتِ خود نگراں ہے ــــ یہاں ہر جگہ تم کو نظر نہ آنے والے نگراں نظر آئیں گے۔"

"اوہ ــــ"

عمران کے ہونٹ سکڑ گئے ــــ اور آنکھیں تیزی سے حلقوں میں گردش کرنے لگی تھیں ــــ تھریسیا پھر بولی تھی؛

"میں چاہوں تو تم لوگوں کے ذہنوں سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بھی چھین سکتی ہوں ــــ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی پاگلوں کی طرح بھونکنے لگے اور کوئی بندر کی طرح خنخیانے لگے ــــ لیکن ــــ" وہ عمران کی طرف دیکھتے ہوئے معنی خیز لہجے میں بولی؛

"میرا برتاؤ ــــ تمہارے فیصلے پر منحصر ہو گا ــــ"

"میں سمجھا نہیں مادام تھریسیا ــــ" عمران نے احمقوں کے سے انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا ــــ "کہ تم کس سلسلے میں میرے فیصلے کی منتظر ہو؟"

"فیصلہ — کیا تم زیرو لینڈ کے واسطے کام کرنے کے لئے تیار ہو —"

"ہاں — میں تمہاری وساطت سے زیرو لینڈ کے لئے کام کر سکتا ہوں مگر اس کے لئے میری ایک شرط ہے —"

"وہ کیا —؟"

"منہ مانگا معاوضہ — ایکسٹو مجھے ہر ماہ اتنا دیتا ہے کہ میں شہزادوں کی سی زندگی بسر کر رہا ہوں —"

"ہم سے تم کتنا چاہو گے —؟"

"بس اتنا کہ شہزادوں کے بجائے بادشاہوں کی سی زندگی بسر کر سکوں تم اچھی طرح جانتی ہو تھریسیا ڈارلنگ ..... بس ... سوری مادام — کہ صرف میرے ایک نوکر کا روزانہ شراب کا خرچہ ڈیڑھ دو سو روپے ہے"

"جانتی ہوں —" تھریسیا نے سنجیدگی سے کہا "تم کو اس قدر مل سکے گا تم کسی ملک کے حکمراں کی طرح رہ سکو — مگر ....." وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی —

"مگر کیا —؟"

عمران نے اس کے چہرے کو گھورتے ہوئے کہا، تھریسیا کے چہرے کو گھورنے سے اگر اس کا مقصد اسکے دل کا حال جاننا تھا تو اس میں اسے مایوسی ہی ہوئی تھی — تھریسیا کے چہرے سے کچھ معلوم کر لینا ناممکن سی بات تھی —

"میری بھی ایک شرط ہے —" تھریسیا نے کہا۔

"وہ کیا ــــ؟"

"تم کو حلفِ وفاداری اٹھانا ہوگا ــــ"

"یہ ناممکن ہے مادام تھریسیا ــــ میں شاہدہ سے شادی کا وعدہ نہ کر چکا ہوتا تو دوسری بات تھی ــ مگر اب ..... کیا تم کوئی دوسری شرط نہیں پیش کر سکتیں ــــ؟"

"میں نے زیرو لینڈ سے وفاداری کے لئے کہا تھا"

"میں زیرو لینڈ سے وفاداری کا حلف بھی اٹھا سکتا ہوں مادام تھریسیا اور ہمیشہ اُس کا وفادار بھی رہوں گا ــــ مگر ــ حلف اٹھانے سے پہلے میں زیرو لینڈ اور اس سے متعلق تنظیم کے بارے میں تمام تفصیلات ضرور جاننا چاہوں گا ــــ"

"یہ ممکن نہیں ہے ــــ"

"تب پھر میں بھی حلفِ وفاداری نہیں اٹھا سکتا ــــ"

"کیوں ــــ؟"

"انجانے راستوں پر چلنے کا مطلب خودکشی ہی ہوتا ہے مادام اور میں ابھی تک کنوارہ ہوں ــــ یہ ہرگز نہ چاہوں گا کہ پسماندگان چھوڑے بغیر ہی جنت کی حوروں کے چکر میں پڑ جاؤں ــــ"

"اچھی طرح سوچ لو عمران ــــ"

"سوچ لیا ــــ جان بوجھ کر زندہ مکھی کو حلق سے نہیں اتارا جا سکتا حلفِ وفاداری اٹھوانا چاہتی ہو تو مجھے تنظیم کی بنیادی باتوں سے آگاہ

کرنا ہوگا۔۔۔ بصورت دیگر وہ کبھی نہیں ہوگا۔۔۔ جو تم لوگ چاہتے ہو۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔؟"

تھریسیا کی تیوریوں پر بل آ گئے۔

"میں تم کو اتنا ناسمجھ کبھی نہیں سمجھتا تھریسیا کہ تم اتنے سیدھے سادھے جملے کا مطلب نہ سمجھ سکو۔۔۔"

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تم کو پروفیسر والٹن کے حوالے کر دوں۔۔۔؟"

"پروفیسر والٹن۔۔۔"

عمران نے دوہرایا۔۔۔ لیکن اس کے لہجے پر تھریسیا چونکی تھی۔۔۔ عمران نے جس لہجے میں پروفیسر والٹن کا نام دوہرایا تھا اُسے مضحکہ اڑانے والا انداز ہی کہا جاسکتا تھا۔ اور اسی نے تھریسیا کو چونکایا تھا۔

"کیوں۔۔۔؟"

تھریسیا نے سوالیہ انداز میں اُسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ صاف صاف کہو۔۔۔ پہیلیاں مت بوجھو"

"کیا تم بھی اُسے صرف پروفیسر والٹن ہی کی حیثیت سے جانتی ہو"

"ہاں۔۔۔ کیا اس کی کوئی اور حیثیت بھی ہے۔۔۔؟"

تھریسیا نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا اس کا انداز سو فیصدی نیچرل معلوم ہو رہا تھا۔۔۔ مگر عمران کی تیز نگاہوں سے یہ بات چھپی نہ رہی کہ وہ ایکٹنگ کر رہی ہے!

"تعجب ہے۔۔۔" عمران نے معنی خیز انداز میں تھریسیا کو گھورتے

ہوئے کہا۔" کیا تم میجر رابرٹ گراہم کو نہیں جانتیں ——؟"

"عمران ...." تھریسیا نے بے چینی سے کہا تھا۔" تم میجر کے بارے میں اور کیا کچھ جانتے ہو ——"

"بہت کچھ ——"

"بتاؤ —— مجھے بتاؤ" ——

اس کی بے چینی بڑھ رہی تھی ؛

"میجر رابرٹ گراہم اسکاٹ لینڈ یارڈ کا گمشدہ سراغرساں ہے جو آج سے اٹھارہ سال قبل بڑے پُراسرار انداز میں غائب ہو گیا تھا ——"

"اور کچھ ——؟"

"اس کے غائب ہوتے پر پوری دنیا میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تھا۔ پانچ سال تک انٹرپول اور دنیا بھر کے محکمہ سراغرسانی انٹیلیجنس بیورو اور سی آئی ڈی، اُسے تلاش کرتی رہی تھی اور پھر ناکام ہو کر خاموشی اختیار کر لی ؛ مگر یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ آج بھی انٹرپول والے میجر رابرٹ گراہم کی تلاش میں ہیں —— اور اُن کو یہ حکم ہے کہ جہاں کہیں بھی میجر نظر آئے اُسے گولی مار دی جائے —— کیوں —— کیا میں غلط کہہ رہا ہوں مادام تھریسیا ——"

عمران کا لہجہ طنزیہ ہو گیا —— تھریسیا نے عمران کی طرف دیکھا ؛ اسکی آنکھیں اس بات پر دال تھیں کہ وہ کچھ سوچ رہی ہے —— کوئی بہت ضروری بات پھر وہ بولی تھی ؛

"عمران — تم نہیں جانتے کہ ان معلومات کی بناء پر تم کس بڑے خطرے سے دوچار ہو —"

"میں جاننا بھی نہیں چاہتا —"

عمران نے لاپرواہی سے کہا — حماقت والا پرانا انداز پھر لوٹ آیا تھا؛

"نہیں — میں تم کو بتاؤں گی — ورنہ یہ ممکن ہے کہ تم انجانے میں مار لیئے جاؤ —"

"اچھا —"

عمران کا لہجہ مضحکہ اڑانے والا تھا۔

"شاید تم نہیں جانتے کہ اگر پروفیسر والٹن کو اس بات کا علم ہو جائے کہ تم اس کے بارے میں اتنی معلومات رکھتے ہو تو وہ تم کو کسی قیمت پر زندہ نہیں چھوڑے گا —"

"جب تک تھریسیا ڈارلنگ مجھ پر مہربان ہے — دس پروفیسر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے — نہ صرف پروفیسر بلکہ اُس کے فرشتے بھی مجھے ترچھی نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتے —"

"میں تمہیں صرف ایک طریقے سے بچا سکتی ہوں —"

"وہ بھی بتا دو —"

"تم تنظیم سے وفاداری کا حلف اٹھا لو — پھر پروفیسر کچھ نہیں کر سکے گا —"

"ایک اور طریقہ بھی ہے"
عمران نے شرما جانے کی ایکٹنگ کی؛

"اگر میں اور تم ..... ہم ..... میرا مطلب ہے ..... تم اور میں، یعنی ہم دونوں ہی وہ کر لیں .... اب میں کیسے تمہیں سمجھاؤں ـــ تم خو ہی سمجھ لو نا کہ میں تم سے کیا کہنا چاہتا ہوں ـــ" عمران نے جھینپے اور جھلاہٹ کی کامیاب اداکاری کرتے ہوئے کہا تھا۔

"کاش ـــ تم سنجیدہ ہوتے تو میں سب کچھ سمجھ جاتی ـــ" تھریسیا نے عجیب انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا تھا؛ پھر وہ کچھ اور بھی کہنا چاہ رہی تھی ـــ لیکن کمرے میں ابھرنے والی ہلکی سی زن زن کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی تھی؛

عمران نے اسے کمرے کے ایک گوشے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تھا وہ اس طرف رکھی ہوئی ایک میز تک پہنچ کر رک گئی ـــ میز پر سنہرے رنگ کے اسفنج کا ایک بڑا سا ٹکڑا رکھا ہوا تھا ـــ عمران نے حیرت سے اسے دیکھا آواز اسی میں سے نکل رہی تھی؛

"ہیلو ـــ اٹ از تھریسیا اسپیکنگ ہیر ـــ" وہ اسفنج پر جھکتے ہوئے بولی۔

"تھریسیا ـــ"
سنہرے اسفنج کے ٹکڑے سے ایک بھاری اور ٹھوس آواز ابھری تھی ـــ" عمران تمہاری قید میں ہے ـــ کیا یہ اطلاع درست ہے ـــ

"یس باس ـــــ یہ اطلاع درُست ہے ـــــ عمران میری قید میں ہے، میں نے گذشتہ رات اُن لوگوں کو ٹریپ کر لیا تھا ــــ"

"ہونہہ ــــ" دوسری جانب سے آواز اُبھری ـــ "تم نے عمران پر پروفیسر دالٹن سے گولیاں چلوائی تھیں ــــ کیا میں اُس کا مقصد جان سکتا ہوں ـــ؟"

"مقصد۔!"

تھریسیا نے ایک لمحے کے لئے سوچا۔ پھر فوراً ہی بولی تھی :۔

"میں دراصل پروفیسر پر یہ بات واضح کر دینا چاہتی تھی کہ عمران کتنی صلاحیتوں کا مالک ہے ـــــ اور وہ ہماری تنظیم کے لئے کس قدر مفید ثابت ہو سکتا ہے ــ"

"تھریسیا ـــ"

دوسری جانب سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"عمران کے سلسلے میں کسی بھی قسم کی رعایت نہیں کی جانی چاہیئے۔ کیا تم کو یاد نہیں رہا کہ عمران کی وجہ سے اب تک زیرو لینڈ کو کس قدر نقصان اٹھانا پڑا ہے ـــ"

"مجھے علم ہے باس ـــ اور یہ بات میں کبھی نہیں بھلا سکتی" ـــ

"پھر ــــ کیا تم نے اُس سے معلوم کیا کہ وہ تاریک جزیرے پر کیوں آیا ہے ــــ؟"

"یس باس ـــ میں اُس سے یہی بات معلوم کرنے کی کوشش کر رہی ہوں ـــ لیکن اب تک اُس نے کوئی معقول جواب نہیں دیا ہے ــــ"

"ایسے لوگ آسانی سے زبان نہیں کھولا کرتے ___ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کی زبان ہی نہیں ہوتی ___"

"میں پوری پوری کوشش کر رہی ہوں باس"

"ٹھیک ہے۔ تم کو تین دن کی مہلت دی جاتی ہے ___ اگر وہ تین دن کے اندر اندر تمہارے سوالوں کے جواب دینے پر تیار ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے دوسری صورت میں تم اُسے پروفیسر کے حوالے کر دوگی ___ تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے ساتھیوں کو بندر کی طرح اُچھلتے ہوئے اور کتّوں کی طرح بھونکتا دیکھ سکے ___"

"باس ___ میں عمران کو ...."

"نہیں ___" دوسری جانب سے سخت لہجے میں کہا گیا ___ "میں عمران کے سلسلے میں کچھ بھی نہیں سُننا چاہتا۔ جو کچھ تم سے کہا گیا ہے اس پر پوری طرح عمل درآمد ہونا چاہیئے ___"

"یس باس ___!"

تھریسیا نے کہا تھا ___ عمران نے چونک کر اُسے دیکھا۔ تھریسیا کے لہجے کی مردنی اُس سے پوشیدہ نہ رہ سکی تھی ___ مگر جب وہ پلٹ کر اسکی طرف آئی تو وہ اسطرح انجان بن گیا جیسے ادھر دیکھا ہی نہ ہو؛

وہ عمران کے قریب آکر ٹہلنے لگی؛

کبھی اسکے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ جاتیں اور کبھی وہ ہونٹ دانتوں سے کاٹنے لگتی ___ چہرے پر شدید ترین غصے کی ساری علامتیں موجود تھیں عمران

خموشی سے اُس کی حرکات کا جائزہ لے رہا تھا۔

"تھریسیا ڈارلنگ ——" کچھ دیر بعد عمران نے اُس سے کہا تھا "میں جانتا تھا کہ پروفیسر جیسے بدخصلت لوگ کبھی نچلے نہیں بیٹھ سکتے ——"

"کیا مطلب —— ؟"

تھریسیا چونک کر اُس کی طرف مڑی تھی؛

"پروفیسر نے باس سے تمہاری شکایت کرکے اپنی بے عزتی کا بدلہ لیا ہے۔"

"غیر ضروری باتیں مت کرو ——" تھریسیا غرائی "یہ ہمارا نجی معاملہ ہے"

"اوہ —— !"

عمران اُلوؤں کی طرح آنکھیں نچا کر رہ گیا؛

"تم نے سُن لیا ہے کہ مجھے کیا حکم ملا ہے —— اب مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو —— ؟"

"میں سُنی سنائی باتوں پر اعتبار نہیں کرتا اور تم کو بھی اسی کا مشورہ دوں گا ——"

"تو گویا تم نہ اپنے یہاں آنے کا مقصد بتاؤ گے اور نہ ہی میرے سوالات کے جواب دو گے —— کیوں —— ؟"

"یونہی سمجھ لو ——" عمران کے لہجے میں لاپرواہی تھی؛

"سوچ لو —— ایسا نہ ہو کہ پچھتانا پڑے ——"

"کیا اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا ہے —— ؟"

"نہیں —— مگر اس بار ایسا ہونے کا امکان ہے —— کیا تم وہ سب کچھ برداشت

کر لوگے جو ابھی کہا گیا ہے ۔۔۔؟"

"مادام تھریسیا ۔۔۔"

عمران غرایا ۔

"کیا تم میں اتنی اہلیت نہیں رہی کہ میرے یہاں آنے کا مقصد جان سکو ؟
ظاہر ہے تھرٹی تھری نکسن اسٹریٹ والی عمارت میں تمہاری آواز سُن لینے اور
اس عمارت[1] کی تباہی کے بعد اس طرف آنے کا مقصد اس ملک دشمن تنظیم کو تباہ
کرنا ہی ہو سکتا ہے ۔۔۔"

"کیا میں اُسے تمہارا آخری فیصلہ سمجھ لوں عمران ۔۔۔" تھریسیا عمران کو دیکھتے
ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولی تھی ؛

"ابھی تین دن کی مہلت باقی ہے مادام تھریسیا ۔۔۔"

"پروفیسر والٹن اور میجر رابرٹ گراہم میں زمین آسمان کا فرق ہے عمران
اس کی تحویل میں جانے کے بعد موت بھی آسانی سے نہیں آیا کرتی ۔۔۔"

"کنفیوشس کا کہنا بھی یہی ہے ۔۔۔" عمران نے سر ہلایا ۔" کہ موت آسانی
سے نہیں آیا کرتی بلکہ اُسے بلایا جاتا ہے ۔ جیسے لیڈر کرلئے کے تقریر سُننے والوں
کو بلاتے ہیں یا مل آنر اپنے مل کی اصل یونین کے مقابلے میں کرائے کے آدمیوں کو
بلا کر دوسری یونین ۔۔۔۔۔۔"

ا؎ لہ ملاحظہ فرمایئے اس ناول کے پہلے حصے " آئرن ماسک " دوسرا حصہ
" ڈارک آئی لینڈ " مصنف :۔ ایس قریشی ۔

"عمران !!" تھریسیا کا لہجہ کافی تلخی لئے ہوئے تھا۔

"جانِ عمران ـــــ"

عمران کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔

"تم اپنا اور میرا وقت برباد کر رہے ہو ـــــ"

"پھر کیا کروں ـــــ؟"

"جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر غور کرو ـــ ورنہ سمجھ لو دوسری صورت میں تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو ایک ایک کر کے اذیت ناک سزائیں بھگتتے ہوئے موت کو گلے لگانا پڑے گا ـــ"

"ہائے ـــ" عمران نے کسی عاشق نامراد کے سے انداز میں کہا تھا ـــ" وہ گھڑی میرے لئے کتنی پر مسرت ہوگی جب میں تھریس ڈارلنگ کے ہاتھوں ملکِ عدم کے سفر پر روانہ ...."

"شٹ اپ ـــ یہ موت میرے نہیں پروفیسر والٹن کے ہاتھوں نصیب ہوگی ـــ"

"اس بارے میں بھی کنفیوشس کا قول ہے کہ مرد وہی جو کسی مرد کے ہاتھوں مارا جائے، اگر میں تمہارے ہاتھوں مارا جاتا تو لوگ مجھے معشوق بامراد ... لاحول ولاقوۃ کیا کہتے ہیں اُسے ..... محبوب ... ن ... نہیں ... عاشق ؛ ہاں آگیا یاد، عاشق مراد کہتے اور ڈیڈی بیچارے سر کو دے مارنے کیلئے کوئی فولادی دیوار ـــ ڈھونڈتے پھرتے ـــ"

"بکومت ـــ ساری زبان درازیاں دھری رہ جائیں گی ـــ جب پروفیسر

سے سابقہ پڑے گا۔ جسم کی ایک ایک ہڈی سرمہ بنادی جائے گی۔"

"ویری گڈ۔ یہ پروفیسر والٹن عرف حکیم قبرستانی۔ مجھے کوئی ماہر امراضِ چشم معلوم ہوتا ہے۔"

"عمران۔ تم بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے۔"

تھریسیا کا موڈ خراب ہو گیا۔ وہ عمران کو بڑے خونخوار انداز میں گھور رہی تھی ؛

"ہائے۔ یہ تالا بندی۔"

جملہ ادھورا چھوڑ کر وہ ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہوتے ہوئے اس طرح منہ چلانے لگا جیسے کوئی سخت چیز چبا رہا ہو ؛

تھریسیا اب بھی اُسے اُسی طرح گھور رہی تھی اور وہ اس کی طرف سے اسی طرح لاپرواہ بنا کھڑا منہ چلا رہا تھا جیسے وہاں اپنے علاوہ کسی دوسرے کی موجودگی محسوس ہی نہ کر رہا ہو!

O

جولیا، خاور، صدیقی اور تنویر کو دوبارہ پتھّر توڑنے کے کام پر لگا دیا گیا تھا اور وہ لوگ صبح ہی سے اپنے اپنے حصّے کے پتھّر توڑنے میں مصروف تھے ؛

اُن سب ہی کے آگے پتھروں کے بڑے بڑے ڈھیر لگے ہوئے تھے جس پر اُن کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے ۔

دفعتاً خاور کا ہاتھ رُک گیا ــــ اور وہ چونک کر بائیں سمت دیکھنے لگا ــــ اس کے چہرے پر اُبھرتے والے تاثرات کو حیرت کا نتیجہ ہی کہا جاسکتا تھا ۔ اُس کی نظریں دور سے آنیوالے دو سیاہ پوشوں پر جمی ہوئی تھیں ؛ جن کے درمیان ایک لڑکی چل رہی تھی ــــ آنے والے سیاہ پوش بھی نگرانوں ہی

میں سے تھے۔

خاور ان آنے والوں پر نظریں جمائے رہا پھر اُسکے منہ سے کلمۂ حیرت نکلا تھا۔ اس کی وجہ وہ لڑکی تھی جو دونوں سیاہ پوشوں کے درمیان چل رہی تھی۔ وہ لڑکی ... شاہدہ کے علاوہ اور کون ہوسکتی تھی؛

خاور حیرت سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ نہ صرف وہ بلکہ اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت اور استعجاب کی پرچھائیاں رقص کر رہی تھیں۔ اُن سب ہی کو شاہدہ کی آمد پر حیرانی تھی؛

پھر یہ حیرانی مایوسی میں تبدیل ہونے لگی؛

شاہدہ کو جولیا کے پاس ہی چھوڑ دیا گیا تھا۔ پھر شاہدہ کو جولیا کے محافظ نے اپنی نگرانی میں لیتے ہوئے اُسے بھی پتھر توڑنے کے لئے جولیا کے برابر ہی بٹھا دیا؛

جولیا نے صرف ایک نظر شاہدہ پر ڈالی تھی پھر اپنے کام میں مصروف ہوگئی تھی۔ ویسے اُسکے ذہن میں طوفان کروٹیں لینے لگا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ شاہدہ کی گرفتاری کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ اس ساتھ ہی عمران، نعمانی، چوہان، صفدر اور جوزف بھی تھریسیا کی گرفت میں آگئے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو شاہدہ کبھی یہاں نہ دیکھی جاتی؛

اب اس کی یہاں موجودگی کا ایک مطلب یہ بھی تھا کہ ان لوگوں کو اپنی رہائی کی طرف سے ناامید ہو جانا چاہیئے۔ جب تک عمران تھریسیا کی گرفت میں نہیں آیا تھا اُسے اُمید تھی کہ وہ ان لوگوں کی رہائی اور اس تنظیم کی دھجیاں

بکھیرنے کی پوری پوری کوشش کر رہا ہوگا۔۔۔ مگر اب۔۔۔؟
یہ اب اس کے ذہن میں سوالیہ نشان بن کر گردش کر رہا تھا۔۔۔ دو ایک بار اس نے شاہدہ سے بات کرنے کا ارادہ بھی کیا تھا مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکی اس کی نگرانی والے محافظ حد درجہ چونکنا اور محتاط تھے؛
دوسری طرف صدیقی خاور کہہ رہا تھا۔" میرے خیال سے عمران ضرور بچ نکلا ہوگا۔"
" یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔۔؟"
" اس پر قابو پالینا اگر اتنا ہی آسان ہوتا تو تھریسیا اس طرح بار بار اس کے ہاتھوں زک کبھی نہ اٹھاتی۔۔۔ اس کے برعکس عمران میاں سلمہ اب تک فرشتوں کو حساب کتاب چکا کر آگے روانہ ہو چکے ہوتے۔"
" سردست کچھ کہنا مشکل ہے۔۔" خاور نے کہا۔" یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں نے اس پر قابو ہی پالیا ہو۔۔۔ ظاہر ہے پے درپے عمران کے ہاتھوں ذلتیں اٹھانے کے بعد یہ لوگ حد درجے محتاط ہو چکے ہوں گے اور اس بات کی بھنک ملتے ہی کہ عمران جزیرے پر موجود ہے انہوں نے پورے جزیرے کو کھنگال ڈالا ہوگا۔"
" ہاں۔۔"
صدیقی نے پرخیال انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" تمہارا خیال کسی حد تک ٹھیک ہی ہے۔۔ عمران کی بو پا کر تھریسیا کے آدمی شکاری کتوں ہی کی طرح اس کی تلاش میں پھیل گئے ہونگے ویسے

بھی وہ لوگ حد درجے محتاط اور ہر وقت ہم لوگوں کی طرف سے باخبر رہے ہیں اس کا ثبوت جہاز[1] کی تباہی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" خاور نے سر ہلا دیا۔

"اب اس سوال کا جواب کہ نعمانی، چوہان، صفدر، جوزف اور عمران ان لوگوں کی گرفت میں آسکے یا نہیں، مشاہدہ ہی دے سکے گی۔"

"خدا جانے۔" خاور نے کہا۔ "اگر عمران پکڑا جا چکا ہے تب تو فرار کا وہ ایک دو فیصد امکان بھی ختم ہو گیا جو اس کی ذات سے وابستہ تھا۔"

"ایکسٹو۔ ہمیں ایکسٹو کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔" صدیقی نے کہا۔ "وہ ہمارا چیف آفیسر ہے اور بارہا ہم دیکھ چکے ہیں کہ وہ ٹھیک اسوقت بھی نمودار ہو کر ہم لوگوں کی جانیں بچا چکا ہے۔ جبکہ ہم موت کے منہ میں پہونچ چکے تھے۔"

"ہاں۔ ہو سکتا ہے تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔"

"کیوں۔ مایوسی کی باتیں کس لئے کر رہے ہو۔؟"

"کیا تم کو یقین ہے کہ ایکسٹو یہاں تک پہنچ جائے گا۔" خاور نے تیزی سے کہا۔ "اس جگہ جس کے بارے میں وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اُسے ایک فیصد بھی علم نہیں ہے۔"

---

[1] ملاحظہ کیجئے اس ناول کے پہلے حصے "آئرن ماسک" "ڈارک آئی لینڈ" مصنف ایس قریشی؛ کتاب خریدتے وقت اس میں ایس قریشی کی تصویر ضرور دیکھ لیجئے

"ہمیں خوامخواہ پریشان ہوکر اپنی انرجی برباد کرنے کی بجائے اسوقت کا انتظار کرنا چاہیئے جب تک کہ شاہدہ سے گفتگو کا موقع نہ مل جائے ـــــ"

"ہونہہ ـــــ"

خاور سر ہلا کر خاموش ہوگیا تھا؛ ٹھیک اسی لمحے تنویر نے خاور کی "ہونہہ" پر چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا؛ چند لمحے خاور کو گھورتا رہا انداز سے ظاہر ہورہا تھا جیسے وہ دوسرے ہی لمحے خاور پر جھپٹ کر اس کی تکہ بوٹی کر ڈالے گا؛ لیکن چند ہی سیکنڈ بعد اُس کی حالت اعتدال پر آگئی اور وہ دوبارہ پتھر توڑنے لگا۔

پروفیسر ڈگلس نے بھی کئی مرتبہ شاہدہ کو گھور کر دیکھا تھا؛ جولیا کے انداز اور خاور وصدیقی کی آپس کی گفتگو سے اُس نے یہ اندازہ تو کر ہی لیا تھا کہ وہ ان کی ساتھی ہے مگر یہ نہ سمجھ سکا تھا کہ وہ اب تک کہاں تھی ـــــ اس سوال کے جواب کے لئے وہ اُن سے پوچھ بیٹھا۔

"کیا یہ نئی لڑکی بھی عمران ہی کی پارٹی سے تعلق رکھتی ہے ـــــ؟"

"ہاں پروفیسر ـــــ یہ لڑکی بھی ہماری ہی پارٹی سے تعلق رکھتی ہے ـــــ مگر" وہ پروفیسر کو گھورتے ہوئے بولا۔

"آپ نے یہ سوال کیوں کیا ـــــ؟"

"اس لئے کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ عمران کے ساتھ دو مرتبہ جو لڑکی میرے بنگلے پر آئی تھی ـــــ وہ یہی تھی ـــــ" پروفیسر ڈگلس نے کہا۔ "ویسے یہ کافی ذہین معلوم ہوتی ہے ـــــ"

"ہاں ۔۔ آپ کا خیال دُرست ہے ۔۔"

"اس کا مطلب یہ ہُوا کہ تمہاری ایک ساتھی اور پھنس گئی ۔۔"

"ہاں پروفیسر ۔۔" صدیقی نے کہا ۔۔" اسی لئے اب میرا خیال ہے کہ ہمیں خود ہی اپنے فرار کے لئے راہ تلاش کرنی ہوگی ۔۔"

"ہم لوگ اکیلے کچھ نہیں کرسکتے ۔۔ یہاں محافظوں کی ہی تعداد ہم سے کئی گنا زیادہ ہے ۔۔"

"پروفیسر ۔۔ آپ کو یہ سُن کر تعجب ہوگا کہ میری جدوجہد کی وجہ سے قیدیوں کی ایک بڑی تعداد ہماری ہم خیال ہو چکی ہے ۔۔"

"ہاں ..... آں ..."

پروفیسر نے سر ہلا کر کہا ؛

" تمہارا خیال دُرست بھی ہوسکتا ہے مگر ہم اسطرح بغاوت کرکے فرار نہیں ہوسکتے اس کے لئے ذہانت کی ضرورت ہے ۔۔ اور مجھے صرف عمران کا انتظار ہے کیونکہ وہ تم سب سے زیادہ ذہین اور چالاک ہونے کے ساتھ ہی ٹھنڈے دل و دماغ کا مالک بھی ہے ۔۔"

"فرض کرلو پروفیسر ۔۔ عمران یہاں نہ پہنچ سکا تو پھر ۔۔؟"

"پھر کچھ نہیں ہوسکے گا میرے دوست ۔۔" پروفیسر نے کہا ۔۔"عمران ہی وہ واحد شخصیت ہے جس کی مدد سے ہم یہاں سے فرار ہوسکتے ہیں ، تھریسیا کی کور صرف عمران ہی سے دبتی ہے ۔۔ اس لئے کہ مکاری میں وہ تھریسیا سے بھی زیادہ ہے ۔۔"

"ہونہہ ـــ"

وہ سر ہلا کر رہ گیا؛

"اب یوں سمجھ لو کہ اگر عمران نہ ملا یا وہ یہاں تک نہ پہنچ سکا تو ہم لوگوں کے پاس صرف دو راستے ہونگے ـــ یا تو عمر بھر پتھر توڑتے رہیں یا پھر خونی ـــ معاہدے پر دستخط کر دیں ـــ"

"پروفیسر ـــ" صدیقی نے پروفیسر ڈگلس کو گھورتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"اگر تمہارے پاس فرار کا کوئی منصوبہ ہے تو ہمیں اس منصوبے سے آگاہ کر دو؛ تاکہ ہم اپنے طور پر فرار ہونے کی کوشش کر دیکھیں، اسطرح تمہاری جان محفوظ رہے گی ـــ"

"غلط خیال ہے تمہارا ـــ" پروفیسر نے کہا ـــ "اگر تم لوگ میرے منصوبے پر عمل کرنے کے بعد کامیابی حاصل نہ کر سکے تو تمہارے ساتھ میری بھی موت یقینی ہے"

"تم نے ہمیں غلط سمجھا ہے پروفیسر ـــ" صدیقی بُرا سا منہ کر بولا۔

"تم یہ سمجھتے ہو کہ پکڑے جاتے پر ہم تمہارا راز منکشف کر دیں گے یا پھر لیبیا کو اس بات سے آگاہ کر دیں گے کہ تم نے ہمیں فرار ہونے میں مدد دی ہے"

"تمہارا خیال غلط ہے مسٹر ـــ" پروفیسر نے صدیقی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میں تم لوگوں سے اس بات کی اُمید کبھی نہیں کر سکتا کہ تم میں سے کوئی غداری کا مرتکب ہوگا ـــ"

"تو پھر ــــ ؟"

"تم فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تب بھی اور ناکام ہوئے تب بھی مُصیبت میری ہی آئے گی ـــ تھریسیا کے قہر و غضب کا نشانہ مجھ ہی کو بننا پڑے گا"ـــــ

"میں سمجھا نہیں پروفیسر ـــ" صدیقی نے اُلجھ کر کہا ـــ "دونوں صورتوں میں تم تھریسیا کے قہر کا نشانہ کیوں بنو گے ـــ ؟"

"اس لئے کہ فرار کا منصوبہ صرف وہی بنا سکتا ہے جو یہاں کے ماحول اور راستوں سے واقف ہو اور ایسے صرف چند ہی افراد ہیں ـــ اور میں ان میں سے ایک ہوں"ـــــ

"ہونہہ"ـــــ

صدیقی سر ہلا کر رہ گیا ـــ وہ کچھ کچھ پروفیسر کا مطلب سمجھ رہا تھا ؛ ـــــ

"اب ظاہر ہے جب تھریسیا کو تم لوگوں کے فرار ہونے کے بارے میں معلوم ہو گا تو اس کا شُبہ سب سے پہلے مجھ ہی پر جائے گا اسلئے کہ میں ہی تم لوگوں سے قریب ہوں ـ"

"اس سے بچنے کی ایک صورت ہے ـــ" صدیقی نے کچھ سوچتے ہوئے آہستہ سے کہا ـ

"وہ کیا ـــ ؟"

"تم بھی ہمارے ہی ساتھ فرار ہو جاؤ ـــ کامیاب ہو گئے تو ٹھیک ـــ

دوسری صورت میں یہاں پتھر تو توڑتے ہی ہیں"۔۔۔۔

"اوّل تو یہ ممکن نہیں۔۔۔" پروفیسر نے کہا۔ "اس لئے کہ پکڑے جانے کے بعد موت ہی ہمیں ان اذیتوں سے نجات دلا سکے گی جو تھریسیا کے آدمی ہمیں دیں گے۔ دوسرے میں عمران کی آمد سے پہلے کسی بھی منصوبے میں تم لوگوں کی مدد نہیں کر سکوں گا"۔۔۔

"اچھی طرح سوچ لو پروفیسر، ہو سکتا ہے عمران بھی پھنس گیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ عمران ابھی تک ٹامک ٹوئیاں ہی مار رہا ہو اور وہ یہاں تک رسائی حاصل نہ کر سکے"۔۔۔

صدیقی نے ایکبار پھر پروفیسر کو متاثر کرنے کے لئے عمران کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔۔ میں کوئی رسک مول لینے کیلئے تیار نہیں ہوں"۔۔۔

پروفیسر نے کہا اور کام میں مصروف ہو گیا۔

صدیقی اسبار خاموش ہی رہا اس نے پروفیسر سے کچھ نہیں کہا تھا، مگر اس انداز میں وہ پروفیسر کو گھور رہا تھا۔۔۔ اس سے ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے پروفیسر کی تکابوٹی کر ڈالنا چاہتا ہو۔۔۔ دل ہی دل میں وہ پروفیسر کو گالیاں دے رہا تھا اور ہر گالی کو سو سے ضرب دے کر حاصل ضرب سے اس کو ثواب پہنچا رہا تھا۔

کافی دیر تک وہ آپس میں کوئی بات نہ کر سکے۔ بس انکے ہاتھ تیزی سے

پتھروں پر چلتے رہے ــــــ

پھر وہ اس وقت لمبی لمبی سانسیں لیتے ہوئے اُٹھے تھے جب کھانے کی
چھٹی کا سائرن بجا تھا۔ کھانے کے دوران ان کو پھر ایک دوسرے سے باتیں کرنے
کا موقعہ ملا تھا۔

"شاہدہ" ــــ

جولیا نے شاہدہ کو مخاطب کیا ــــــ

"عمران وغیرہ کا کیا بنا ــــ ہم اس کی طرف سے بیحد پریشان ــــــ و
ٹھیک تو ہے نا ــــ"

"عمران اور صفدر دونوں ہی ــــ گرفتار ہو چکے ہیں ــــ"

شاہدہ کے اس جملے نے ان پر بم کے دھماکے جیسا ہی اثر کیا تھا ــــ ا
ایک دوسرے کو حیرت آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

"تم .... تم سچ کہہ رہی ہو شاہدہ ــــ" جولیا نے اٹکتے ہوئے پوچھ

"ہاں مجھے جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ ہوگا ــــ" شاہدہ نے کہا۔

"وہ لوگ کل رات ہی کو گرفتار کر لئے گئے تھے ــــ ان دونوں کی گرفتاری
بعد ہی تھریسیا کے آدمی مجھے شی کائی کی جھونپڑی سے پکڑ کر لائے
تھے" ــــ

"شی کائی ــــ یہ کیا ...."

"چھوڑو ــ" صدیقی بات کاٹتے ہوئے بولا ــ" ہاں شاہدہ تم بتاؤ
چوہان اور نعمانی کا کیا بنا ــــ"

"وہ ..... وہ دونوں مر چکے ہیں ـــــ"

"کیا ـــــ ؟"

ان لوگوں کو ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے کہیں قریب ہی بم کا دھماکا ہوا ہو اب تک وہ خود کو ہواؤں میں اُڑتا محسوس کر رہے تھے ـ ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا ـ انہیں یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ چوہان اور نعمانی مر چکے ہیں ـــ ان کے اپنے ساتھی ـــ اپنے دوست !

"مگر ..... وہ مرے کیسے ـ ؟

جولیا نے لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا ـ آنکھوں میں اچانک ہی آنسو بھر آئے تھے جنھیں پینے کی ناکام کوشش کرتی ہوئی وہ شاہدہ کو دیکھ رہی تھی ـ

"مم ..... مجھے خود اس کا علم نہیں کہ وہ مرے کیسے ـــ"

"پھر تمہیں ان کی موت کے بارے میں کیسے علم ہوا ـــ ؟"

"عمران ـــ اُسی نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ دونوں مر چکے ہیں ـــ"

"ہونہہ" جولیا چند لمحے شاہدہ کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کرتی رہی ـــ پھر بولی :

"میں اس بات کو نہیں مان سکتی شاہدہ ـــ تم ضرور ہم لوگوں سے کوئی بات چھپانے کی کوشش کر رہی ہو ـــ کوئی اہم بات ـــ"

"ہو سکتا ہے تمہارا خیال درست ہو ـــ"

شاہدہ نے پروفیسر ڈگلس کو دیکھتے ہوئے لاپرواہی سے جواب دیا تھا ـ

جولیا چند لمحے اُسے قہر آلود نگاہوں سے گھورتی رہی پھر کچھ کہنا ہی چاہتی تھی
پروفیسر بول پڑا اور جولیا دانت پیس کر رہ گئی :
" کیا عمران اور صفدر تھریسیا کی قید میں ہیں ــــ ؟"
" ظاہر ہے ـــ" شاہدہ نے کہا ـــ" تھریسیا کے علاوہ اور کون انھیں
قید رکھ سکتا ہے ـــ لیکن پروفیسر اب مجھ سے یہ مت پوچھنا کہ ان دونوں کو
تھریسیا نے کس جگہ قید کیا ہے ـــ میں یہ نہ بتا سکوں گی ـــ"
" شاہدہ " ـــ
جولیا خاموش نہ رہ سکی .
" کیا تم بھول گئیں کہ ایکسٹو کے بعد اس کے ماتحتوں کو میں ہی کنٹرول
کرتی ہوں ـــ "
" یاد ہے ـــ کیوں ـ ؟"
" پھر تم ہم لوگوں سے وہ سب معلومات چھپانے کی کوشش کیوں کر رہی
ہو جو ہم لوگوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہیں " ـــ
" عمران کا حکم ـــ" شاہدہ نے کہا ـــ" ویسے بھی میں تمہارے سوالات
کے جواب دینے کی پابندی نہیں ہوں ـــ سمجھ گئیں ـــ"
شاہدہ کے اس جواب پر جولیا بھنا کر رہ گئی ؛ ـــ اُس کا بس نہیں چل
رہا تھا کہ وہ اُس کی بوٹیاں نوچ ڈالتی ـــ صدیقی اور پروفیسر خاموشی سے شاہدہ
کو گھور رہے تھے البتہ خاور کسی گہری سوچ میں غرق دکھائی دے رہا تھا ـ
چند لمحے وہاں خاموشی چھائی رہی تھی ؛ پھر اس سکوت کو خاور نے

ے توڑا تھا۔

"شاہدہ۔ کیا تم تینوں کو ایک ساتھ ہی تھریسیا کے آدمیوں نے پکڑا تھا۔؟"

"نہیں۔" شاہدہ نے سر ہلا کر کہا۔ "پہلے عمران اور صفدر پھنسے تھے اس کے بعد تھریسیا کے سیاہ پوش محافظ نگرانوں نے میری جائے پناہ پر حملہ کیا تھا، جس کے بعد میں بھی پکڑ کر یہاں تک لے آئی گئی۔ اور اب تم لوگوں کے سامنے ہوں۔"

"شاہدہ۔" جولیا چبا کر بولی۔ "تمہیں اپنے متعلق کوئی زیادہ خوش فہمی ہو گئی ہے اسی لئے تم اتنی بن رہی ہو۔"

"نفسیاتی اعتبار سے خوش فہمی ایک اچھی علامت ہے۔" شاہدہ نے مسکرا کر جولیا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"غالباً یہ خوش فہمی تم کو بھی ہے کہ ایکسٹو ٹیم کے دوسرے ممبران پر تم کو فوقیت دیتا رہا تھا۔"

"یہ حقیقت ہے۔" جولیا نے کہا۔ "اور تم نے ماضی کا صیغہ استعمال کیا ہے وہ بھی غلط ہے ایکسٹو اب بھی مجھے دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔"

"ہونہہ۔"

شاہدہ کی مسکراہٹ نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

"میں تمہارا منہ نوچ لوں گی۔"

جولیا تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے بولی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ

دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوتیں پروفیسر درمیان میں آگیا تھا۔ وہ جولیا کو ایک طرف ہٹاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"مسی ـــــ ہمارا آپس میں لڑنا ٹھیک نہیں ہے ـــــ اس طرح دشمن ہم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ـــــ اس کا مقصد ہی ہم لوگوں میں پھوٹ ڈال کر کسی ایک کو غدار بنانا ہے ـــــ کیا تم ایسا چاہو گی ؟"

لیکن جواباً جولیا صرف شاہدہ کو خونخوار نظروں سے گھور کر رہ گئی

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو پروفیسر" شاہدہ نے کہا۔ "کم عقل لوگ ان باتوں کو نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں ـــــ"

"شٹ اپ ـــــ"

جولیا غرائی تھی ۔ اگر اس وقت اُسے موجودہ نازک سچویشن کا خیال نہیں ہوتا تو وہ شاہدہ پر پل ہی پڑتی ؛

"مس جولیانا فٹز واٹر ...."

شاہدہ بھی تیور بدلتے ہوئے اس کا نام بگاڑ کر بولی ۔

"اپنے آپ کو قابو میں رکھ کر گفتگو کرو ـــــ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے تم کو کوئی سبق دینا پڑے ـــــ"

"شٹ اپ ـــــ"

جولیا چیخی تھی ـــــ اس کے ساتھ ہی اُس کا ہاتھ بھی اٹھا تھا مگر شاہدہ جھکائی دے گئی اور اس کا ہاتھ خاور کا گال سہلا گیا۔

"مس شاہدہ ـــــ" پروفیسر نے جھلا کر کہا ـــــ "کیا تم لوگ اسی طرح

آپس میں لڑتی رہو گی ۔"

"نہیں پروفیسر ___ میں مس فٹز واٹر کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ میں ان سے کمزور نہیں ہوں اور نہ ہی یہ میری آفیسر ہیں ___ ایکسٹو نے مجھے عمران کے ساتھ لگایا ہے اور میں صرف اسی کے احکامات کی پابند ہوں ___"

"میں تم دونوں ہی سے سمجھ لوں گی ۔" جولیا دانت پیس کر بولی۔ "کیس ختم ہو لینے دو ___ پھر تم دونوں ہی سیکرٹ سروس میں رہو گے ___ یا پھر میں ___!"

"ٹھیک ہے ___ ٹھیک ہے ۔" صدیقی نے کہا تھا ۔ "اب خاموش رہو تم بھی خاموش ہو جاؤ مس شاہدہ ___ مفت میں انرجی ضائع ہو رہی ہے ___"

پھر اس سے پہلے کہ شاہدہ کچھ کہتی تنویر اچانک بول پڑا تھا :

"نہیں محترمہ نہیں ___ اس فلمی ٹھگ کی باتوں میں مت آ جانا ___ یہ دونوں پکے چار سو بیس بلکہ آٹھ سو چالیس ہیں ___"

"کیا ___؟"

شاہدہ چونک کر تنویر کو دیکھنے لگی ___ پہلے وہ اس کے اس جملے کو مذاق ہی سمجھی تھی مگر پھر اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی سنجیدگی دیکھ کر اسے یقین کر لینا پڑا تھا کہ تنویر نے وہ جملہ مذاق میں نہیں کہا ۔ مگر.... اس کے اس جملے کا مقصد کیا تھا ___ اور اس نے یہ جملہ کہا ہی کیوں تھا ۔

"میں اُن دونوں ہی ٹھگوں پر ہتک عزت کا دعویٰ کرنے والا ہوں"

تنویر نے پھر اسی سنجیدگی سے کہا ___ "کرنل پونگا سے ٹکرانے والے بخشے نہیں

جاتے "۔۔۔

"کرنل پونگا ۔۔۔؟"

شاہدہ نے حیرت سے دوہرایا تھا۔ پھر وہ کرنل پونگا کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کے لئے تنویر سے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ پروفیسر ڈگلس نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے بتا دیا کہ تنویر کا دماغ بے کار کیا جا چکا ہے اور اب اس میں اور ایک پاگل میں کوئی فرق نہیں ہے۔

"اوہ ۔۔۔ تو یہ بات ہے ۔۔۔" شاہدہ نے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا تھا ۔۔۔

"ہاں ۔۔۔ یہ دونوں یہاں کے بھولے بھالے افراد کو بھڑکا کر فلمی دُنیا میں ہانک لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ پکّے ٹھگ اور چار سو بیس ہیں یہ دونوں!"

"بس کرو تنویر ۔۔۔" صدیقی نے کہا تھا۔ "اب تمہاری ایکٹنگ سے ہم متاثر نہیں ہو سکتے "۔۔۔

"پھر وہی تنویر ۔۔۔ اور ایکٹنگ ۔۔۔" تنویر غرایا۔ "میں کہتا ہوں تم دونوں مجھ سے مخاطب کبھی مت ہوا کرو ۔۔۔ ورنہ ہڈی پسلی ایک کر دوں گا ۔۔۔"

"صدیقی ۔۔۔ اب تم ہی خاموش ہو جاؤ" خاور نے کہا ۔۔۔ "بے کار اُلجھنے سے فائدہ "۔۔۔

"میں بچّہ نہیں ہوں جو تنویر کا مقصد نہ سمجھ سکوں ۔۔۔ غدّاری کر کے اب اپنی جھینپ مٹانے کے لئے یہ خود کو پاگل پوز کر رہا ہے ۔۔۔"

"شٹ اپ ۔۔۔ میں تم کو گولی مار دوں گا ۔۔۔ تمہارا کورٹ مارشل کرا دوں گا اگر تم نے میری شان میں کوئی گستاخی کرنے کی جُرأت کی "۔۔۔

"بکومت ـــ" صدیقی غرآیا۔" اگر مجھے ٹیم کے دوسرے افراد کا خیال نہ ہوتا تو تمہارا دماغ ٹھکانے لگا دیتا ـــ"

"اب میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا ـــ" تنویر غصے سے بے قابو ہوتے ہوئے بولا۔ "تمہاری گستاخیاں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ تم کو ان کی سزا بھگتنا پڑے گی ـــ"

لیکن اس سے پہلے کہ وہ آپس میں جھگڑا کرتے دو سیاہ پوش ان کے قریب آ گئے ـــ وہ دیر سے ان لوگوں کی تکرار دیکھ رہے تھے۔

"کیوں ـــ تم لوگ جھگڑا کیوں کر رہے ہو ـــ؟"

"یہ مجھے کرنل پونگا کی بجائے تنویر تنویر کہہ کر میری بے عزتی کرتے ہیں۔" تنویر نے خونخوار نظروں سے خاور اور صدیقی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں ان کو اسکی سزا دینا چاہتا ہوں ـــ"

"تو یہ بات تھی ـــ" ایک سیاہ پوش مسکرا کر بولا۔

"ہاں ـــ"

تنویر سر ہلا کر بولا۔

"انہیں سمجھالو ـــ آئندہ اس نے میری شان میں گستاخی کی تو میں اس سے سمجھ لوں گا ـــ"

"اوہ ٹھیک ہے ـــ اسے سمجھا دیا جائے گا ـــ" ایک سیاہ پوش نے کہا ـــ "آپ اس طرف تشریف لا کر کام شروع کر دیجئے۔ کمانڈر انچیف نے آپ کو پتھر توڑنے کا حکم دیا تھا ـــ"

"ہاں ـــ ٹھیک ہے چلو ـــ" وہ ان دونوں کو قہر آلود نگاہوں سے

گھورتا ہوا سیاہ پوشوں کے ساتھ ایک طرف بڑھ گیا۔
وہ حیرت سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ صدیقی کا اگر بس چلتا تو وہ تنویر کی ہڈی پسلی ایک کر دیتا۔
پھر وہ لوگ اپنی محویت سے اس وقت چونکے تھے جبکہ کھانے کا وقفہ ختم ہونیکی گھنٹی بجی تھی۔

O

عمران کی زبانی تھریسیا سے ہونے والی گفتگو کی تفصیلات سُن کر صفدر کی بے چینی میں اضافہ ہو گیا تھا۔
اب وہ سوچ رہا تھا کہ پتہ نہیں کب ان پر تشدد شروع کر دیا جائے۔ تھریسیا سے اب تک جو رعایت ملی ہوئی تھی وہ بھی اس کے خیال کے مطابق عمران کی وجہ سے تھی اسلئے کہ تھریسیا ایک عرصے سے عمران سے عشق کی حد تک لگاؤ رکھتی تھی
"پھر۔۔!"
وہ چند لمحے ہاتھ ملتے ہوئے سوچتا رہا۔۔ پھر عمران کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔
"اب کیا ہوگا۔۔؟"

"توبہ کرو صفدر ـــ" عمران نے اپنا منہ پیٹتے ہوئے کہا "شادی سے پہلے کچھ کیسے ہو سکتا ہے ـ؟"

"خدا کے لئے عمران صاحب ـــ" صفدر پریشانی اور بے چینی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ بولا :

"کچھ دیر کے لئے تو آپ سنجیدہ ہو جائیں ـ"

"بس بس ـــ" عمران نے منہ پھاڑ کر لمبی سی جمائی لیتے ہوئے کہا "آرام کرو ڈیئر آرام ـــ رات خدا نے آرام کے لئے بنائی ہے الو کی طرح جاگنے کے لئے نہیں ـ"

"اوہ ـ"

صفدر کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی :

"کیا آپ کو وقت کی نزاکت کا ذرا بھر بھی احساس نہیں ہے ـ؟"

"ہے ـ صفدر پیارے بہت زیادہ ہے ـ اسی لئے میں سنجیدگی سے سوچتا ہوں کہ اب مجھے شادی کر ہی لینی چاہیئے ـــ ورنہ میرے ہونے والے بچے بیوہ اور بیوی یتیم ہو جائے گی ـ"

"اُف خدایا ـــ" صفدر نے سر پکڑ کر کہا ـ

"کیوں ـــ کیا ہوا دفتر ڈیئر ـــ" عمران نے تیزی سے اُس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا ـ

"عمران صاحب ـ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم آپ کی حماقتوں کو حقیقت سمجھ لیں گے ـ؟"

، میں تمہارا مطلب نہیں سمجھ سکا۔"

"آپ اپنی اس ایکٹنگ کو ختم کر دیں اور سنجیدگی سے حالات پر غور کریں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ تاکہ تھریسیا کی قید سے نجات ملے۔"

"خدا کے غضب سے ڈرو صفدر۔ میں ایکٹنگ کر رہا ہوں، کیا تم نے مجھے بھی اس چاکلیٹ ہیرو کی طرح سمجھ لیا ہے جو ہر لڑکی کو چھیڑ کر پیار کرنے کا حق رکھتا ہے۔"

"اُف ... صفدر زچ ہو جانے والے انداز میں بولا۔" خدا آپ سے سمجھے آپ ایسے موقع پر بھی سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔"

"تم مجھے رنجیدہ دیکھنا کیوں چاہتے ہو صفدر۔" عمران نے کہا تھا۔" کیا میں تمہارا دشمن ہوں۔"

"نہیں۔ میں ہی اپنا دشمن ہوں۔" کہتے ہوئے صفدر کمرے کے دوسرے گوشے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران چند لمحے شرارت آمیز انداز میں اُسے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل انگڑائی لی اور مسہری پر گر پڑنے والے انداز میں ڈھیر ہو گیا۔ چند ہی لمحے بعد کمرے میں اُس کے باقاعدہ قسم کے خراٹے گونج رہے تھے۔

صفدر نے ایک نظر عمران پر ڈالی تھی۔ پھر بُرا سا منہ بنا کر کمرے میں ٹہلنے لگا تھا۔

اُس کا ذہن موجودہ حالات پر ہی غور کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ان لوگوں نے خونی معاہدے پر دستخط نہیں کیئے تو سخت ترین اذیتیں برداشت کرنی

پڑیں گی۔

وہ بے چینی سے ٹہلتا رہا۔۔ ذہن سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا... وہ کتنی دیر تک ٹہلتا رہا۔۔ یا کتنی دیر تک عمران کے خراٹے کمرے میں گونجتے رہے تھے صفدر کو اس کا احساس نہیں ہو سکا۔

وہ تو سوچ کی اتھاہ گہرائیوں سے اس وقت چونکا تھا جبکہ کمرے میں عمران کے خراٹوں کے علاوہ بھی کسی قسم کی آواز ابھری تھی؛

وہ چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

آواز دوبارہ سنائی دی تھی۔ اسبار اس کی نگاہیں روشندان کی سمت اٹھ گئی تھیں۔۔ آواز اسی میں سے آئی تھی۔۔ اس نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی۔ مقصد ایسی چیز کی تلاش تھا جس پر چڑھکر وہ روشندان سے دوسری طرف جھانک سکے۔۔ اُسے ناکامی نہیں ہوئی تھی؛

کمرے میں رکھے ہوئے اسٹول کو اٹھا کر اُس نے روشندان کے نیچے رکھا اور اس پر کھڑا ہو کر دوسری طرف جھانکنے لگا۔

روشندان کے دوسری طرف بھی ایسا ہی کمرہ تھا جس میں وہ دونوں اس وقت موجود تھے۔ مسہری بھی موجود تھی جس پر اس وقت کوئی لیٹا ہوا تھا، لیٹنے والے کا چہرہ اسی کی طرف تھا۔۔ اور وہ چہرہ۔۔؟

صفدر کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پروفیسر ڈگلس بھی انہی کی طرح قید ہو گا۔۔۔

وہ چہرہ سو فیصدی پروفیسر ڈگلس کا تھا۔۔ اس وقت وہ مسہری پر

لیٹا ہوا تھا۔۔۔ اور آنکھیں بند تھیں۔

صفدر چند لمحے اور اُسے دیکھتا رہا پھر اسٹول سے نیچے اُتر آیا۔ اُس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔۔۔ وہ اب بھی اس پر یقین کرنے کیلئے تیار نہیں تھا کہ وہ پروفیسر ڈگلس ہی ہے۔۔۔ وہی پروفیسر ڈگلس جو کہ آئرن ماسک پہن کر لوگوں کو اغوا کرنے کا ذمہ دار تھا۔ جس کی وجہ سے اُن کو یہاں کا سفر کرنا پڑا تھا۔۔۔ مگر حقیقت کو جھٹلانا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

پروفیسر ڈگلس بھی انہی کی طرح سے تھریسیا کی قید میں تھا۔ مگر اسے کس جرم میں قید کیا گیا تھا۔۔۔ یہ اُس کی سمجھ میں نہیں آسکا۔۔۔ وہ چند لمحے اس پر غور کرتا رہا پھر سر ہلاتا ہوا بندر کے مجسمے کی جانب بڑھا تھا۔ پھر اس نے تار الگ کرکے اُسے بیکار کیا اور آگے بڑھ کر مسہری پر سوئے ہوئے عمران کو جھنجھوڑنے لگا۔ اس کا اپنا چہرہ شدتِ جذبات سے تمتما رہا تھا۔۔۔ اور وہ عمران کو یہ نئی خبر دینے کے لئے بے چین تھا۔

"کک.....کون۔۔۔؟"

وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔

"میں ہوں عمران صاحب.....صفدر" صفدر نے کہا تھا۔

"خدا سمجھے گا تم سے صفدر۔۔۔" عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا "سارے خواب کا تم نے ستیاناس کر کے رکھ دیا۔۔۔ کیا مصیبت تھی۔۔۔؟"

"مجھے آپ سے ایک بہت ضروری گفتگو کرنی ہے۔۔۔"

"تمہاری فضول کی گفتگو سے خواب زیادہ ضروری تھا صفدر ڈیئر۔ تم

نہیں جانتے کہ میں اس خواب میں اپنی زندگی کی سب سے بڑی تمنا پوری ہوتے دیکھ رہا تھا۔"

"کیا مطلب ۔۔۔؟"

"مطلب یہ کہ اس وقت میں جولیا کے زانو پر سر رکھے لیٹا تھا اور وہ بڑے ہی پیار سے میرے سر میں سے جوئیں نکال نکال کر منہ میں رکھتی جا رہی تھی۔"

"لاحول ولا قوۃ ......" صفدر ابکائی لیتے ہوئے بولا۔

"کونسا مہینہ ہے یہ ۔۔۔؟" عمران نے پھر پوچھا۔

"کیا مطلب ۔۔۔؟"

"عموماً پانچویں چھٹے مہینے ہی میں جی متلایا کرتا ہے۔"

"لاحول ولا قوۃ ......"

صفدر بری طرح جھینپ گیا۔

"لیکن ۔۔۔ یہ مرض تم کو کسطرح ہو سکتا ہے ۔۔۔؟"

"آپ سنجیدہ ہو جائیں عمران صاحب تو میں ایک حیرت انگیز خبر آپ کو سنا دوں۔"

"سناؤ۔ مگر کیا کسی انڈے سے ہاتھی کے برآمد ہونے کی خبر سنانا چاہتے ہو ۔۔۔؟"

"پروفیسر ڈگلس ۔۔۔"

صفدر نے تیزی سے کہا۔ عمران کی بات وہ نظر انداز کر گیا تھا۔ ڈگلس کے نام پر عمران چونکا تھا۔

"میں خواب کا ذکر کر رہا تھا اور تم ڈگلس کا نام لے بیٹھے ــ یہ کہاں کی تک ہے ــ؟"

"پتہ نہیں" ــ

"نہیں تمہیں بتانا پڑے گا ــ" عمران سر ہلا کر بولا ــ "ورنہ پھر میرے خواب کی تعبیر بتاؤ ــ"

"ایسے خواب کی تعبیر یہی ہو سکتی ہے کہ کسی مددگار کا قرب حاصل ہو جائے"

"مددگار ــ کہاں ہے ــ؟"

عمران نے ہونقوں کی طرح کمرے کے ایک ایک گوشے کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تھا ۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے خواب والی بات وہ بھول ہی گیا ہو ۔

"برابر والے کمرے میں ــ" صفدر نے روشندان کی طرف اشارہ کرتے ہو کہا ــ "ویسے احتیاطاً میں نے ڈکٹا فون کے تار الگ کر دیئے تھے ــ"

"ہونہہ" ــ

عمران سنجیدہ ہو گیا ۔

"کیا واقعی روشندان کے دوسری جانب پروفیسر ڈگلس موجود ہے ــ؟"

"ہاں ــ وہ پروفیسر ڈگلس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا ــ"

"ہونہہ ــ" عمران چند لمحے سوچتا رہا ــ پھر بولا ۔

"مگر یہ کیسے ممکن ہے ــ وہ تو تنظیم کے وفاداروں میں سے ہے ــ"

"پتہ نہیں ــ" صفدر نے کہا ــ "آپ خود دیکھ لیں ــ وہ دوسرے کمرے میں موجود ہے ــ"

"ہونہہ"

عمران کی آنکھیں چمکنے لگیں ــــ وہ چند لمحے غور کرتا رہا ــ پھر مسہری سے اُٹھا اور اسٹول کی طرف بڑھ گیا ــ دوسرے لمحے اس کا چہرہ روشندان سے لگا ہوا تھا ــ دوسری طرف پروفیسر ڈگلس ہی تھا۔

عمران کے ہونٹ سیٹی بجانے کے سے انداز میں سکڑ گئے۔

وہ غور سے پروفیسر ڈگلس کو دیکھ رہا تھا ــــ پھر کچھ سوچکر آہستہ سے کھنکارا تھا ــ پروفیسر ڈگلس آواز سنتے ہی چونکا تھا ــ پھر بڑی پھرتی سے مسہری پر اُٹھکر بیٹھ گیا ــ اس کی نظریں کمرے کے دروازے والی سمت سے ہوتی ہوئی روشندان پر آکر مرکوز ہوگئی تھیں۔

اب وہ دونوں ہی ایکدوسرے کو گھور رہے تھے ــ پھر پروفیسر نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عمران نے اشارے سے اُسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔

پروفیسر ڈگلس چند لمحے مسہری کے پاس کھڑا عمران کو دیکھتا رہا، وہ اس کا مطلب بخوبی سمجھ گیا تھا ــ آہستہ آہستہ اُس کی آنکھیں چمکنے لگیں ــ ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی ــــ پھر وہ روشندان کی سمت بڑھا تھا۔

چند لمحے بعد وہ عمران کے سامنے روشندان کے دوسری طرف موجود تھا ــــ اس بار بھی جیسے ہی اُس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھکر اُسے خاموش رہنے کی ہدایت کر دی ــ پھر اشاروں سے باور کرایا کہ کمرے میں کہیں نہ کہیں کوئی ڈکٹا فون ضرور ہوگا لہذا پہلے اُسے ہٹا دینا چاہیئے

تاکہ بے خوف و خطر گفتگو کی جا سکے۔

"نہیں ـــ" پروفیسر اس کا مطلب سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے بولا۔ "ڈکٹا فون صرف اُن کمروں میں ہوتے ہیں جہاں ایک سے زیادہ آدمی رکھے جاتے ہیں یا کسی مجرم کو قید کیا جاتا ہے۔ لیکن تمہارے کمرے میں ڈکٹا فون ضرور ہوگا" ـــ

"میں اُسے ٹھیک کر چکا ہوں" ـــ

"تب ٹھیک ہے ـــ اب ہم آسانی سے گفتگو کر سکیں گے" ـــ

"آہم ـــ" عمران نے سر ہلایا "کیا تمہاری حیثیت بھی یہاں قیدیوں ہی جیسی ہے ـــ ؟"

"سر دست قیدی ہی سمجھو" ـــ

"کیا مطلب ـــ؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"یوں سمجھو کہ اس وقت میری اور تمہارے ساتھیوں کی حیثیت میں سر مو فرق نہیں ہے ـــ میں بھی ان کے ساتھ ہی دن بھر پتھر توڑا کرتا ہوں" ـــ

"میرے کون کون سے ساتھیوں کے ساتھ ـــ ؟"

"جولیا، خاور، صدیقی اور تنویر کے ساتھ" ـــ

"ویری گڈ" ـــ

عمران خوش ہو کر بولا تھا۔

"پتھر توڑنے سے صحت اچھی رہتی ہے۔ خاص طور سے بازو کی مچھلیاں فولاد ہی کی طرح سخت اور مضبوط ہو جاتی ہیں"۔

"میں تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں — عمران —" پروفیسر نے کہا تھا۔

"جانتے ہونا —" عمران چہکا — "میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ تم انجان نہیں رہ سکتے — مگر یہ تو بتاؤ پروفیسر کہ ہماری شادی کے لئے کسقدر آدمی دارالحکومت سے یہاں لائے جا چکے ہیں —؟"

"بہت زیادہ —" پروفیسر نے کہا تھا — "میں جانتا ہوں مسٹر عمران کہ تم موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھی مسکرا سکتے ہو — اسی لئے میں تم کو پسند کرتا ہوں" —

"ہم .... مگر میں نے تو تھریسیا کو پسند کر لیا ہے —" عمران نے معصومیت سے کہا۔

"اور اسی لئے میں تمہاری آمد کا منتظر تھا" —

"ہائیں — تو کیا تم میری گرفتاری کے لئے دعا مانگتے رہے ہو —؟"

"میرا خیال ہے کہ اب ہم یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کر سکتے ہیں"

پروفیسر ڈگلس عمران کا جملہ نظر انداز کرتے ہوئے بولا — "کیوں — کیا خیال ہے —؟"

"ارے جاؤ — جاؤ — مجھے مت بتاؤ — میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا" —

"کیا مطلب —؟"

پروفیسر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تھریسیا جیسی پیاری شہد کی مکھی کو چھوڑ کر چلے جانے پر راضی ہو جاؤں گا تو یہ تمہاری بھول ہے ــــ"

"شہد کی مکھی ــــ" پروفیسر نے دوہرایا ــــ "میں سمجھا نہیں۔"

"سمجھ بھی نہیں سکتے ــــ یہ دلوں کا معاملہ ہے ــــ شہد کی مکھی کو انگریزی میں سویٹ ہنی ہی کہیں گے ــــ بٹر فلائی نہیں ــــ"

"میں نہیں مان سکتا ــــ" پروفیسر نے بے اعتباری سے سر ہلا دیا۔

"کیا نہیں مان سکتے پروفیسر ــــ؟"

"یہی کہ تم اس معاملے میں سنجیدہ ہو گے ــــ"

"مت مانو ــــ میری صحت پر اس سے کیا فرق پڑے گا ــــ؟"

"شاہدہ نے بتایا ہے کہ تمہارے دو آدمی مر چکے ہیں ــــ کیا یہ ٹھیک ہے ــــ؟"

"ہاں ــــ"

عمران نے تیزی سے سوچتے ہوئے کہا ــــ ایک لمحے کے اس کے ذہن میں یہ خیال ابھرا تھا کہ کہیں پروفیسر کو جان بوجھ کر قیدی بنا کر اس لئے تو انکے برابر کے کمرے میں نہیں رکھا گیا کہ وہ اس کے ذریعے معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں ــــ"

"مگر کیسے ــــ؟"

"بس موت آئی اور مر گئے ــــ مگر مجھے ان کی موت پر شدید ترین جھلاہٹ ہے پروفیسر ــــ"

"کیوں ــــ موت پر کسی کا بس چلا ہے جو تم جھلا رہے ہو"ــــ

"نہیں چلا ــ مگر اس کی کیا ضرورت تھی کہ کمبخت تینوں ایک ہی لڑکی پر مرمٹتے ــ کوئی اور نہیں مل سکتی تھی کیا ــ"؟

"مادام تھریسیا سے تمہاری گفتگو ہوئی تھی ــ"؟

"واہ پروفیسر ــــ" عمران نے مسکرا کر اُسے آنکھ مارتے ہوئے کہا "کیا تم مجھے اتنا ہی اُلو سمجھتے ہو کہ میں سب کچھ تم کو بتا دوں گا ــــ"

"مسٹر عمران ــــ یہ مذاق اب ختم ہو جانا چاہیئے ــــ"

پروفیسر ڈگلس اچانک جھلا کر بولا تھا جسکے جواب میں عمران کا جاندار قہقہہ وہاں گونج گیا۔

وہ چند لمحے پروفیسر کو گھورتا رہا پھر بولا :

"ٹھہرو ــ مذاق ختم ــ لیکن اس سے پہلے کیا تم مجھے یہ بتا سکو گے کہ مادام تھریسیا کے ہمیشہ جوان رہنے کا کیا راز ہے ــــ"

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنے بیکار آدمی نکلو گے ــ" پروفیسر جھلا کر بولا۔

"یہاں وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور تم فضول گفتگو میں اُسے برباد کر رہے ہو کیا مستقل یہیں قیام کا ارادہ ہے ــ"؟

"قیام ــــ"

عمران نے دوہرایا ــ چند لمحے پروفیسر ڈگلس کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ آیا پروفیسر جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے یا اسمیں کوئی مصلحت پنہاں ہے، یا یہ ممکن نہیں تھا کہ پروفیسر انہیں بیوقوف بنا کر انکے

ارادے جاننا چاہتا ہو۔

چند لمحے بعد اس نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔ پروفیسر کے بارے میں اب وہ پوری طرح سے مطمئن ہو چکا تھا۔ اس نے پروفیسر کے چہرے سے جو کچھ پڑھا تھا اُس کا ماحصل یہی تھا کہ پروفیسر بھی ان ہی کی طرح قیدی ہے اور وہ ان کا ساتھ دینے کے لئے سنجیدگی سے آمادہ ہے۔ اور یہ کہ وہ تھریسیا کی تنظیم سے برگشتہ ہو چکا ہے۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے مسٹر عمران۔؟" پروفیسر نے پھر پوچھا۔

"تم ہماری کس قسم کی مدد کر سکو گے پروفیسر" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا!

"بہت کچھ۔" پروفیسر ڈگلس نے کہا "مگر اس کے لئے دو چیزیں بے حد ضروری ہیں۔"

"وہ کیا۔؟"

"اوّل تمہاری مدد اور تعاون۔ دوئم ایک آتشی پستول"۔

"اگر دونوں ہی چیزیں تم کو حاصل ہو جائیں تو۔؟" عمران نے پروفیسر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"تو میں تم کو بہت کچھ بتا سکوں گا۔"

"اب تک تو تم بہت کچھ بتا بھی چکے ہو پروفیسر۔" عمران نے طنز کیا۔ "اسی لئے مجھ سے کہہ رہے تھے کہ فضول گفتگو میں وقت ضائع نہ کروں۔؟"

"اوہ۔" پروفیسر ڈگلس چونک کر بولا "معاف کرنا عمران۔ میرا

دماغ آجکل مختلف راہوں پر سوچتا ہے اس لئے ...

"چلئے معاف کیا۔ اب آگے کہئے" عمران پروفیسر کی بات کاٹ کر بولا:

"میں تم لوگوں کو وہ طریقہ بتا سکتا ہوں جس پر عمل کر کے یہاں سے فرار ہوا جا سکتا ہے۔"

"ہونہہ۔ گویا تم یہاں کے راستوں سے واقف ہو۔؟"

"ہاں۔ اور میری مدد سے تم سب تاریک جزیرے سے نکل بھی سکتے ہو۔"

"گویا تم تنظیم سے متنفر ہو چکے ہو یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ تم تنظیم سے ہی نہیں۔ زیرولینڈ سے بھی بغاوت پر آمادہ ہو۔؟"

"ہاں۔" پروفیسر نے سر ہلا دیا۔

"کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں پروفیسر۔؟"

"حالات .... حالات ہی انسان کو فرشتہ یا شیطان بنا دیتے ہیں مسٹر عمران۔ میرے ساتھ بھی ایسے ہی واقعات گذرے ہیں ؛ ان کی وجہ سے مجھے باغی بننا پڑا ہے۔ میں دارالحکومت میں آئرن مین پر تجربات کر رہا تھا۔ کہ یہاں آدمیوں کی ضرورت پڑ گئی جس کی وجہ سے مجھے تجربہ ادھورا چھوڑ کر آئرن مین کا روپ دھارنا پڑا۔ اس طرح میں تاریک جزیرے کے لئے آدمی مہیا کرتا رہا ہوں۔ ایک آدھ مرتبہ میں نے آئرن مین سے بھی کام لیا تھا۔ مگر چند

فنی خامیوں کی وجہ سے اسے مستقل استعمال نہیں کیا گیا اور میں اس کی جگہ پر کام کرتا رہا۔ میری ایجاد زیرو لینڈ کے لئے ایک بہترین اور عظیم کارنامہ ثابت ہوتی مگر میری ایک چھوٹی سی غلطی کی بنا پر مجھے دارالحکومت سے یہاں لا کر عام افراد کی طرح قید کر دیا گیا۔"

"تقریباً کا یہ سلوک تم جیسے وفادار کے لئے واقعی نامناسب ہے"۔ عمران نے لوہے کو گرم دیکھ کر چوٹ لگاتے ہوئے کہا۔ "یہ سلوک تو غداروں کے ساتھ کیا جاتا ہے"۔

"ہاں۔ اور اس میں اس بڈھے پروفیسر والٹن کا ہاتھ ہے۔ میں اس سے بڑا بھیانک انتقام لوں گا۔ اتنا بھیانک کہ اس کی نسلیں تک کانپتی رہیں"

"یقیناً پروفیسر"۔ عمران نے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارا پورا پورا ساتھ دوں گا۔ مگر تم یہ بتاؤ کہ تم پروفیسر والٹن کو کب سے جانتے ہو۔؟"

"اس وقت سے جب سے وہ اس تنظیم میں شامل ہوا ہے۔ ایک طرح سے میں اس سے پرانا ممبر ہوں"۔

"ہونہہ"۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "پھر تو تم پروفیسر والٹن کی اصلیت سے بھی واقف ہو گے۔؟"

"اصلیت .... میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا"۔ پروفیسر ڈگلس نے حیرت سے کہا۔

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ پروفیسر والٹن نے اپنی شخصیت پر کوئی غلاف

چڑھا رکھا ہے ــــ یا یہ کہ وہ، وہ نہیں ہے جو نظر آتا ہے ــــ"

"شاید میرا مطلب یہی ہے ــــ"

"کھل کر بات کرو ــــ" پروفیسر ڈگلس اُلجھ کر بولا۔

"میجر رابرٹ گراہم ــــ" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا: انٹر پول کو آج بھی میجر رابرٹ گراہم کی تلاش ہے۔"

"اوہ ہو ..... اوہ ہو ....."

پروفیسر ڈگلس نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

"تم واقعی گریٹ ہو عمران ــــ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اس کی اصل شخصیت سے پوری طرح واقف ہو گے ــــ"

"فرار ہونے کی کیا صورت ہے ــــ" عمران نے پوچھا۔" کیا تم نے کوئی منصوبہ اپنے ذہن میں ترتیب دے رکھا ہے ــــ"

"ہاں ــــ" پروفیسر ڈگلس نے کہا ــــ" مجھے ان اڑن طشتریوں کے لینڈ کرنے کی جگہ معلوم ہے جن کے ذریعے قیدیوں کو نکسن اسٹریٹ کی عمارت سے یہاں لایا جاتا تھا ــــ"

"پورٹ کہاں ہے۔"

"یہاں سے آٹھ میل دور ایک اور جزیرہ ہے؛ اڑن طشتریوں کا اڈہ اسی جگہ ہے۔ وہ وہیں سے پرواز کرتی ہیں ــــ اور وہیں رکھی بھی جاتی ہیں۔"

"تب تو وہاں پر نگرانی کا معقول انتظام ہو گا۔"

"ہاں، دس مسلح محافظ وہاں پہرہ دیتے ہیں ــــ اور ایک آئرن مین

بھی ان کی مدد کے لئے وہاں موجود ہے ـــــ"
"آئرن مین ـــــ" عمران نے پروفیسر کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے کہا "ابھی تو تم نے کہا تھا کہ فنی خرابیوں کی بناء پر اُسے استعمال نہیں کیا جا سکا اور اب کہتے ہو کہ محافظوں کی مدد کے لئے وہاں ایک آئرن مین موجود ہے "ـــــ
"میں نے ٹھیک کہا ہے ـــــ"
"تو کیا یہاں آکر تم نے تجربہ مکمل کر لیا تھا۔ میرا مطلب ہے کہ کیا تم وہ فنی خرابیاں دور کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ جس کی وجہ سے اسے ایک آدھ دفعہ کے بعد پھر دارالحکومت میں استعمال نہیں کیا تھا "
"نہیں ـ"
"پھر ـــــ وہ محافظوں کی مدد کیسے کرتا ہے ـــــ؟"
"اُسے ساحل پر ہی ایک جگہ رکھا گیا ہے ـــــ جیسے ہی کوئی اجنبی ساحل پر قدم رکھتا ہے آئرن مین اپنی کمین گاہ سے برآمد ہو کر اس پر جھپٹ پڑتا ہے۔ اس طرح آنے والے اجنبی خوفزدہ ہو کر یا تو بھاگ جاتے ہیں یا باآسانی تقریباً کے وہاں مقرر کردہ محافظوں کی گولیوں کا نشانہ بنجاتے ہیں ـــــ"
"ہونہہ "ـــــ
عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے کچھ نہ سمجھ سکا ہو۔
"بظاہر تو ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ آئرن مین اجنبیوں پر جھپٹ رہا ہے مگر اس کے چلنے کی رینج ـ رینگنے سے زیادہ نہیں ہے ـــــ دوسرے اس میں یہ بھی کمزوری ہے کہ وہ صرف ہاتھ اٹھا سکتا ہے کسی کو گرفت میں نہیں لے سکتا

یہی وہ فنی خرابیاں تھیں جن کی وجہ سے اُسے مستقل استعمال نہیں کیا جا سکا تھا۔"

"تو کیا تم ان خرابیوں کو دُور نہیں کر سکے تھے۔؟"

"کر دیتا۔ اگر معمولی سی غلطی کی سزا قیدی بنا کر نہ دی جاتی۔"

"اُسے کنٹرول کون کرتا ہے۔؟"

"وہاں موجود دس محافظوں میں سے کوئی ایک۔"

"سسٹم کیا ہے۔؟"

"آٹو میٹک راڈر سسٹم۔" پروفیسر نے کہا "آئرن مین کو میں نے اسی انداز میں اور اِسی تھیوری پر بنانے کی کوشش کی تھی جس پر جنگ کے دوران اڑن بم بنائے اور انہیں استعمال کیا گیا تھا۔"

"تم خود وہاں گئے ہو۔؟"

"صرف دو دفعہ۔ ایک دفعہ اس وقت جبکہ دارالحکومت سے لایا گیا تھا اور دوسرا اس وقت جبکہ مجھے آئرن مین کی مرمت کے لئے وہاں لے جایا گیا تھا۔"

"آئرن مین کی مرمت۔؟"

"ہاں۔ اتفاقاً شوٹنگ کرتے ہوئے ایک گولی اُس کی آنکھ پر آ لگی۔ اُسی کی مرمت کے لئے مجھے وہاں لے جایا گیا تھا۔"

"جس لباس کو پہن کر تم آئرن مین کا رول ادا کیا کرتے تھے۔ وہ کیا ہوا۔؟"

"تھریسیا نے اُسے اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔"

" کیا وہ بلٹ پروف جیسا تھا ——؟"

"نہیں —— اس سے مختلف ہے —— اُسے پہننے کے بعد یہ جاننا دشوار ہو جاتا ہے کہ وہ واقعی لوہے کا آدمی ہے یا صرف لوہے کا لباس ہے ——"

" اوہ ہو ——"

عمران کی آنکھیں تیزی سے حلقوں میں گردش کرنے لگیں —— وہ چند لمحہ کچھ سوچتا رہا —— پھر بولا :

" دوسرے جزیرے تک جانے کی کیا صورت ہوگی —— اور ہم کس طرح وہاں تک پہنچ سکتے ہیں ——؟"

" وہاں تک پہنچنے کے لئے ہمیں ایٹمک بوٹس استعمال کرنے ہونگے ۔"

" ایٹمک بوٹس ——"

عمران نے دوہرایا ۔ اُس کی آنکھیں تیزی سے اپنے حلقوں میں گردش کرنے لگی تھیں ؛

" ہم انہیں کہاں سے حاصل کر سکتے ہیں —— پروفیسر اور اُن کو آپریٹ کس طرح کیا جا سکے گا ——"

" میں یہاں کے تقریباً ہر راز سے واقف ہوں عمران —— اور بہت آسانی سے تم کو گائیڈ کر سکوں گا —— ویسے بھی ابتی سزا پر میں نے کوئی احتجاج نہیں کیا تھا —— اسلئے وہ مجھے اب تک وفادار تصوّر کئے ہوئے ہیں اور میں اُن کی اسی بھول سے فائدہ اٹھا کر اُنھیں بتانا چاہتا ہوں کہ —— میں کیا ہوں ——؟"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہاری سزا تھوڑی مدّت کے لئے ہے ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔ صرف ڈیڑھ سال ۔۔۔ اسکے بعد مجھے پھر وہی حقوق مل جائیں گے جو زیبرولینڈ کے ایک شہری کو ملنے چاہئیں ۔۔۔"

"یہاں تقریباً اور پروفیسر کے علاوہ اور کتنے آدمی ہونگے ۔۔۔؟"

"۱۵۰ کے لگ بھگ ۔۔۔ ویسے ان کی تعداد میں کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے ۔۔۔"

"وہ کیوں ۔۔۔؟"

"ہیڈ کوارٹر سے اکثر آدمی دوسری جگہ لے جائے جانے کے لئے آجاتے ہیں اور بعض دفعہ انہیں واپس بھی طلب کر لیا جاتا ہے ۔۔۔ اسی لئے کمی و بیشی تعداد ہوتی ہی رہتی ہے"

"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے ۔۔۔؟"

"اس بارے میں میں کچھ نہیں بتا سکوں گا ۔۔۔"

"کیوں ۔۔۔؟"

"اس لئے کہ ابھی تک مجھے ہیڈ کوارٹر جانے کا اتفاق نہیں ہوا ۔۔۔"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔ تمہیں سچ اور جھوٹ میں امتیاز کا سلیقہ تو ہوگا ہی ۔۔۔ خود بھی اندازہ کر سکتے ہو کہ میں کہاں تک سچ بول رہا ہوں ۔۔۔"

"ہونہہ ۔۔۔"

عمران سوچ میں ڈوب گیا ۔۔۔ پروفیسر کی دی ہوئی معلومات بے حد اہم تھیں اور وہ اُن سے کسی بھی قیمت پر فائدہ اٹھانا چاہتا تھا ۔ چند لمحے بعد وہ پھر بولا :

"ایک بات اور پروفیسر — دوسرے جزیرے تک پہنچ کر کیا ہم آسانی سے اڑن طشتریاں حاصل کر سکیں گے —؟"

"اگر ہم وہاں کے دس محافظوں سے نپٹ لیں تو پھر کوئی رکاوٹ ہماری راہ میں حائل نہیں ہوگی —"

"اڑن طشتریوں کی حفاظت کے لئے وہاں محافظوں کے علاوہ کیا کوئی اور انتظام نہیں ہے —؟"

"نہیں —"

"یہ کیسے ممکن ہے —؟" عمران نے سوچتے ہوئے کہا — "اتنی اہم چیزیں اتنی لاپرواہی سے نہیں چھوڑی جاتیں — میرا خیال ہے کہ محافظوں کے علاوہ بھی انکی حفاظت کا کوئی اور انتظام ہوگا — ان دیکھا انتظام —"

"میں سمجھا نہیں —"

"راڈر سسٹم — میرا خیال یہی ہے کہ اڑن طشتریوں والے مقام پر خفیہ ٹیلی ویژن کیمرے ضرور نصب ہوں گے جو وہاں آنے جانے والوں کی تصویروں کسی خاص جگہ ٹیلی کاسٹ کر دیتے ہوں گے —"

"ایسا ہونے کا امکان صرف ایک فیصد ہے —"

"ہونہہ —"

عمران نے سر ہلایا — وہ پروفیسر کے اس خیال سے متفق نہیں تھا کہ محافظوں کے علاوہ وہاں اور کوئی حفاظتی انتظام نہیں ہے —
چند لمحے کے لئے وہ خاموش ہو گئے — دونوں ہی کچھ نہ کچھ سوچ رہے تھے

پھر عمران نے ہی سکوت توڑتے ہوئے پروفیسر سے پوچھا تھا:
"آتشی پستول کتنے افراد کو دھوئیں میں تبدیل کر سکتا ہے ۔؟"
"اوہ میرے خدا ۔" پروفیسر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں ۔"تم اسکے بارے میں بھی جانتے ہو ۔؟"
"اس کی پرواہ مت کرو کہ میں کیا جانتا ہوں ۔ اور کیا نہیں ۔" عمران نے سر ہلایا:
"تم مجھے صرف اتنا بتادو کہ آتشی پستول سے کتنے آدمیوں کو ٹھکانے لگایا جا سکتا ہے ۔"
"اگر بیٹری پوری طرح سے چارج ہو تو اس سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو بھی ٹھکانے لگایا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس کا حاصل کر لینا اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو ان پستولوں کو بڑی حفاظت سے رکھا جاتا ہے ۔"
"اس کی پرواہ مت کرو پروفیسر ۔ میرے لئے کوئی کام ناممکن نہیں ہے ۔"
"میں جانتا ہوں ۔"
"تم مجھے اس جگہ کا نقشہ سمجھا سکتے ہو جہاں آتشی اسلحہ اور اٹیمک بولٹس وغیرہ رکھے جاتے ہیں ۔ اور اُن راستوں کے بارے میں بھی جن سے باہر نکلا جا سکتا ہے ۔"
"ہاں ۔ میں تم کو نقشہ سمجھا سکتا ہوں ۔ مگر اس سے بہتر یہ ہے کہ تم نقشہ اپنے پاس ہی رکھ لو ۔"
"کیا مطلب ۔؟"

"میں تم کو اس زمین دوز دنیا کا ایک نقشہ فراہم کر سکتا ہوں ۔"

"اوہ ۔"

عمران کے منہ سے نکلا تھا ۔ لیکن پروفیسر اُس کی نظروں سے غائب ہو چکا تھا شاید وہ اسٹول سے اتر گیا تھا ۔ اس کی واپسی میں ایک منٹ سے زیادہ نہیں لگا تھا اس بار اسکے ہاتھ میں کوئی چیز تھی ۔

"یہ لو ۔"

اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا جس میں پلاسٹک کا ایک تہہ کیا ہوا ٹکڑا تھا ۔ "اس میں تم کو سب چیزیں مل جائیں گی ۔"

"شکریہ پروفیسر ۔" عمران نے اس ٹکڑے کو کھول کر دیکھے بغیر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا ۔ "ایک ضروری سوال اور باقی رہ جاتا ہے ۔"

"وہ کیا ۔" پروفیسر نے پوچھا ۔

"کمروں کے دروازے آٹومیٹک سسٹم کے تحت کھلتے اور بند ہوتے ہیں ۔ ان کا کیا سسٹم ہے ۔ وہ کسطرح کھولے جا سکتے ہیں ۔"

"بہت آسان طریقہ ہے ۔" پروفیسر ڈگلس نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ "کمروں کے سامنے پڑے ہوئے نمبروں کے نیچے تیسرے ٹائل پر کھڑے ہو جاؤ ، دروازہ ایک لمحے بعد خود بخود کھل جائے گا ۔ اندر سے ان کمروں کو کھولنے کا طریقہ دوسرا ہے ۔"

"وہ کیا ۔"

"مشرقی کونے کی دیواروں پر جہاں عقاب کی تصویر بنی ہوئی ہے اس پر زور

ڈالنے سے دروازہ کھل جاتا ہے ۔"

" لیکن ۔" عمران نے کہا ۔" میں نے سیاہ پوشوں کو اندر سے بھی بغیر کسی چیز کو ہاتھ لگائے دروازہ کھولتے دیکھا ہے ۔"

" وہ طریقہ دوسرا ہے ۔ ان لوگوں کے پاس ایک مخصوص قسم کا آلہ ہے جسکو وہ دور سے ہی عقاب کی تصویر کے سامنے کر دیتے ہیں ؛ اس آلے میں سے نکلنے والی مخصوص لہروں کو عقاب کی تصویر جذب کر لیتی ہے اور اسکے ساتھ ہی آٹومیٹک کنٹرول ان لہروں کو قبول کر کے دروازہ کھول دیتا ہے ۔"

" اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ دروازے بھی ایٹمک سسٹم پر بنے ہوئے ہیں ۔"

" ہاں ۔ انہیں ایٹمک سسٹم بھی کہا جا سکتا ہے ۔"

" کیا یہاں پر موجود تمام کمروں کے دروازوں کا یہی سسٹم ہے ۔"

" ہاں ۔"

" تھریسیا اور والٹن کے کمروں کا بھی ۔"

" نہیں ۔ ان کا سسٹم دوسرا ہے ؛ اور اس کے بارے میں ان دونوں کے علاوہ کسی تیسری ہستی کو علم نہیں ہے ۔"

" ہونہہ ۔" عمران نے ہنکارا بھرا ۔" پروفیسر تم زیرولینڈ کے شہری ہو ، کیا تم کو علم ہے کہ یہ کس جگہ واقع ہے ۔"

" نہیں ۔ مجھے اس کا علم نہیں ۔ حالانکہ میں کئی مرتبہ وہاں جا چکا ہوں ۔"

" کیا بات ہوئی ۔"

" مجھے جب بھی وہاں لے جایا گیا اس کے لئے اڑن طشتریاں استعمال کی گئی تھیں ۔

اور وہ اڑن طشتریاں ایسی ہی ہیں کہ ان میں بیٹھنے کے بعد باہر کا منظر نہیں دیکھا جا سکتا ___ یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ہم محوِ پرواز ہیں ___"

"اوہ ___"

عمران نے دیدے پھلائے۔ پھر بولا۔

"کم از کم یہ تو تم بتا ہی سکتے ہو کہ جس جگہ سے تمہیں لے جایا گیا تھا اس جگہ سے زیرو لینڈ تک پہنچنے میں کتنا وقت لگا ___"

"یہ بھی نہیں بتا سکتا ___"

"کیوں ___ کیا روانگی کے وقت گھڑیاں واپس لے جاتی ہیں ___"

"نہیں ___" پروفیسر نے سوچتے ہوئے کہا۔ "مجھے کئی جگہ سے لے جایا گیا ہے اور تم کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ کسی بھی جگہ سے پرواز کے بعد چار سے پانچواں منٹ وہاں پہنچنے میں نہیں لگا تھا ___"

عمران کو پروفیسر کے بیان پر یقین نہیں آیا تھا مگر وہ دانستہ اس بات کو گول کر گیا ___ سرِ دست وہ اس مسئلے میں الجھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

"زیرو لینڈ کے بارے میں صرف دو ہستیاں ایسی ہیں جو تم کو معلومات بہم پہنچا سکتی ہیں اور وہ چاہیں تو زیرو لینڈ تک لے بھی جا سکتی ہیں ___"

"وہ کون کون ___"

"پروفیسر والٹن اور تھریسیا ___"

"اوہ ___"

عمران ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا؛

" زیرو لینڈ کے بارے میں اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس کا وجود دنیا کے لئے ایک بڑے خطرے سے کم نہیں ہے۔ جلد یا بدیر اس فتنے کا مقابلہ دنیا کو کرنا ہی پڑے گا۔ اور شاید اس مقابلے میں نصف دنیا تباہ ہو جائے گی "۔

" تمہارا خیال ٹھیک ہے پروفیسر "۔ عمران نے کہا۔" اسی لئے میں اس فتنے کو ختم کر دینے کی کوشش عرصے سے کر رہا ہوں "۔

" زیرو لینڈ کو تباہ کرنے میں میں بھی تمہارا ساتھ دوں گا۔ لیکن سرِدست ہم کو یہاں سے نکلنے کی جدوجہد کرنی چاہیئے "۔

" پروفیسر فکر مت کرو "۔ عمران نے کہا۔" میں یہاں اپنے ساتھیوں سمیت دو تین دن سے زیادہ نہیں رہوں گا "۔

" گڈ "۔

پروفیسر ڈگلس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ پھر بولا:

" مجھے یقین تھا کہ تمہاری آمد ہم سب کی رہائی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی "۔

" یقیناً "۔ عمران نے کہا۔" لیکن جب تک ہم اس جزیرے سے نکل نہیں جاتے ہمیں اپنی کامیابی پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے "۔

" ہاں "۔ پروفیسر نے کہا۔" جزیرے پر پہنچنے کے بعد بھی ہمارے لئے خطرات بدستور موجود رہیں گے۔ اور ......"

اس سے پہلے کہ پروفیسر کچھ اور کہتا کمرے میں مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ گونجی تھی۔ پھر ہلکا سا شور بھی ابھرا تھا عمران چونک پڑا۔

" یہ کیسا شور ہے پروفیسر "؟ اس نے پوچھا۔ لیکن پروفیسر کے

چہرے پر خوف کے تاثرات اُبھرتے دیکھ کر اس کے ماتھے پر شکنیں پھیل گئیں۔
" جلدی کرو عمران "۔ وہ سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا تھا۔" کوئی اس طرف آرہا ہے۔ ان کی آمد سے پہلے ہی ہمیں کمرے کو پہلے جیسی حالت میں کر دینا چاہیئے ورنہ اگر ان کو ذرہ بھر بھی شبہ ہو گیا تو خیر نہیں "۔
پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا۔ پروفیسر روشندان سے ہٹ چکا تھا، عمران بھی تیزی سے اسٹول سے اُترا۔ پھر اس نے پھرتی سے اسٹول کو اس کی جگہ رکھا اور بندر کے مجسمے کے تار درست کرنے لگا۔
مجسمے میں نصب ڈکٹا فون کے تار ٹھیک کر کے اُسے اُسکی جگہ رکھ کر وہ تیزی سے مسہری پر دراز ہو گیا؛ اسکے ساتھ ہی صفدر بھی آرام کرسی پر نیم دراز ہو چکا تھا۔ عمران نے اُسے اسٹول سے اترتے ہی اشارہ کر دیا تھا کہ خطرہ قریب ہے۔
اب ان دونوں ہی کے ہلکے ہلکے خراٹے کمرے میں گونج رہے تھے دفعتاً ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ کمرے کا دروازہ کھل گیا۔ پیدا ہونے والی خلاء میں دو سیاہ پوش کھڑے ان کو گھور رہے تھے ان کے ہاتھوں میں آتشی پستول تھے اور ان کی زد میں کئی افراد کھڑے عمران کو گھور رہے تھے۔ ان لوگوں کے پیچھے دو سیاہ پوش ریوالور لئے اور موجود تھے۔
" اندر چلو "۔
سیاہ پوشوں میں سے ایک نے تحکمانہ انداز میں کہا اور ان کے گھیرے میں یہاں تک آنے والے افراد کمرے میں داخل ہونے لگے، جولیا، صدیقی

خاور اور شاہدہ کمرے میں داخل ہونے کے بعد بھی ان کی نظروں کا مرکز عمران ہی رہا تھا ؛ صفدر پر انہوں نے صرف سرسری نظریں ڈالی تھیں ؛

" اب تم لوگ اسی جگہ رہو گے ۔" سیاہ پوشوں میں سے ایک نے کہا یہ دراز قد اور گٹھیلے جسم والا تھا ۔

وہ صرف سر ہلا کر رہ گئے ۔ جولیا آہستہ آہستہ عمران کی طرف بڑھ رہی تھی ۔ پھر اس نے مسہری کے قریب پہنچکر عمران کو جھنجھوڑ ڈالا تھا ؛

" کک .... کون ... کون ہے .... کیا بات ہے ۔" عمران ہڑبڑا کر اٹھتے ہوئے بولا ۔ اور ان لوگوں پر نظر پڑتے ہی اچھل کر مسہری سے نیچے اتر آیا پھر بڑی تیزی سے اپنی آنکھیں مسلنے لگا ۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے گہری نیند سے جگایا گیا ہو اور ابھی تک موجودہ حالت کو خواب سمجھ رہا ہو ؛

" یہ .... تت ۔ تم ہی ہو نا مس سوڈ اواٹر ۔" عمران نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا اور جولیا برا سا منہ بنا کر رہ گئی ؛

" یہ لوگ اب یہاں پر ہی رہیں گے سمجھے ۔" سیاہ پوش نے عمران کو مخاطب کیا ۔" کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیئے ۔"

" لیکن کیوں ۔ " عمران کے لہجے میں جھلاہٹ تھی ؛

" مادام کا حکم ۔" دراز قامت سیاہ پوش نے کہا ۔" اور کان کھول کر سن لو کہ کل سے تم کو بھی انہی لوگوں کے ساتھ پتھر توڑنے کے لئے جانا پڑے گا ۔"

" مجھے اس کی پرواہ نہیں ۔ لیلیٰ کو مجنوں کا کتا بھی پیارا تھا ۔ لہذا ..

"لیلیٰ کا کتا ــــ؟" ایک سیاہ پوش کے منہ سے بے ساختہ نکلا:

"اوہ ہاں ــــ لیلیٰ کا کتا ــــ" عمران نے کہا؛

"بکواس مت کرو ــــ" سیاہ پوش غرایا؛

"نہیں کرتا بڑے بھائی ــــ" عمران نے سعادتمندی سے کہا ــــ "لیکن یہ اتنے سارے لوگ کیا میرے سر پر سوئیں گے ــــ؟"

"اس کا انتظام بھی کر دیا جائے گا ــــ"

"شکریہ بڑے بھائی ــــ" عمران نے کہا "لیکن میرے ایک آدمی کو کیا تم تل کر کھا گئے ہو ــــ؟"

عمران کا اشارہ تنویر کی طرف تھا ــــ

"مادام تھریسیا کے حکم سے انحراف کرنے والے اسی طرح غائب کر دیئے جاتے ہیں ــــ"

"کیا مطلب ــــ؟"

"تم اپنے جس ساتھی کی بات کر رہے ہو وہ اب کرنل پونگا کہلاتا ہے اور مادام کے حکم کی تعمیل نہ کرنے والے کرنل پونگا ہی نہیں بندر اور کتے بھی بن جایا کرتے ہیں ــــ"

"کرنل پونگا ــــ" عمران نے سر ہلا کر حیرت سے پوچھا ــــ "کیا تم قصہ چہار درویش یا طلسم ہوشربا کا کوئی باب سنا رہے ہو ــــ؟"

"شٹ اپ ــــ"

سیاہ پوش غرایا ــــ "اگر تم لوگوں نے مادام کا حکم نہ مانا اور ان کے

احکامات کی تعمیل نہ کی تو تمہارا ابھی وہی حشر ہو سکتا ہے "۔۔۔

" یعنی ۔۔ مجھے بھی کرنل پونگا بنا دیا جائے گا ۔۔۔" عمران نے الوؤں کی طرح آنکھوں کو گردش دیتے ہوئے پوچھا۔

" ضروری نہیں ہے کہ تم کو بھی کرنل پونگا ہی بنا دیا جائے ۔ کچھ اور بھی بنایا جاسکتا ہے مثلاً کتا ، بلی ، گیدڑ وغیرہ "۔۔۔

" لاحول ولا قوۃ "۔ عمران نے سر ہلایا۔" میں ان میں سے کوئی بھی چیز بننے کے لئے تیار نہیں ہوں "۔۔۔

" یہ تمہاری مرضی پر منحصر نہیں ہے "۔۔۔

" قطعی ہے "۔ عمران نے زور دیکر کہا۔" تھریسیا پیاری میری مرضی پر ہی چلے گی اور ۔۔۔"

" شٹ اپ "۔۔۔

عمران کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا ۔ سیاہ پوش کی دہاڑ اتنی ہی تیز تھی وہ تیزی سے جولیا کے پیچھے دبکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

" مم ۔۔۔۔ معاف کک ۔۔۔۔ کردو بڑے بھائی "۔۔۔

" اب اگر تم میں سے کسی نے مادام کی شان میں گستاخی کی تو زندگی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے ۔ سمجھے "۔ پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی کچھ کہتا وہ غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے نکل گئے اور دروازہ بند ہو گیا اب وہ حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے ۔!
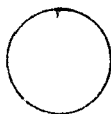
رات کے بارہ بجنے والے تھے!

تھریسیا بمل بی آف بوہیما ابھی تک اپنے روم میں جاگ رہی تھی، جسم پر نائٹ گون موجود تھا جس میں سے اُس کا میدے کی طرح سفید اور سڈول بدن جھلک رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ کمر سے باندھ رکھے تھے اور آہستہ آہستہ بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہی تھی!

کبھی اس کے ماتھے پر پھیلی ہوئی شکنوں میں اضافہ ہوجاتا اور کبھی وہ بڑبڑانے لگتی، چہرے پر پھیلے ہوئے تاثرات اس بات پر دال تھے کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہے، ایک دو مرتبہ اس نے بڑے جھلائے ہوئے انداز میں سر کو جھٹکا بھی تھا؛ ایسا ہی انداز تھا جیسے وہ کسی ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو ——او

کوئی فیصلہ نہ کر پا رہی ہو۔

دفعتاً وہ چونک پڑی ___

کمرے میں ہلکی سی کلک ٹک .... کلک ٹک کی آواز اُبھری تھی؛ اس نے ایک نظر کمرے کے دروازے پر ڈالی جو اندر سے لاک تھا اور جسے کھولنے کا سسٹم اسکے علاوہ صرف پروفیسر والٹن کو ہی معلوم تھا؛ پھر وہ بائیں طرف رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی میز کی طرف بڑھتی چلی گئی ___ میز کی سائڈ کا کیس کھول کر اس نے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا سوئچ آن کر دیا؛

"ہیلو ۔ بی ۔ کیو ___ ہیلو، بی، کیو ___ سکسٹی سیون ایف اسپیکنگ اوور"۔

تھریسیا چند لمحے ٹرانسمیٹر سے نشر ہونے والی کال کو سنتی رہی؛ پھر اس نے ایک دوسرا سوئچ آن کیا اور بولنے لگی۔

"یس اٹ از بی کیو اسپیکنگ ہیئر ___ اوور" ___

"یس مادام ___ سکسٹی سیون ایف رپورٹنگ ___ اوور" ___

"کہتی رہو ___ رکنے کی ضرورت نہیں ہے ___ اوور" ___

"اس ہفتے کے مال کی تیسری کھیپ بھی آج روانہ کر دی گئی ہے، اسبار گل چھ ڈے گراز ٹینکر روانہ کئے گئے ہیں ___ اوور" ___

"گڈ" تھریسیا کی آنکھیں چمکنے لگیں ___ ماتھے پر پھیلی ہوئی شکنیں یک بیک غائب ہو گئی تھیں ___ وہ پھر بولی:

"کام کی رفتار تسلی بخش ہے ___ اوور" ___

"یس مادام ___ ہم بھی ایک حد تک اس سے مطمئن ہیں ۔ اگر اسی طرح

کام ہوتا رہا تو دو ماہ کے اندر اندر ہم سارا اسٹاک لیجا کر یہاں کا کام ختم کر دیں گے اسکے بعد صرف ایک ہفتہ اور لگے گا تاکہ یہاں موجود تنصیبات کو ہٹایا جاسکے ـــــ اوور"۔
دوسری جانب سے وہی آواز سنائی دی تھی ؛
"ٹھیک ہے ـــ میں سمجھ گئی ـــ" تھریسیا نے سر ہلایا "مگر تنصیبات کو ہٹانا ضروری تو نہیں ـــ ہم انہیں تباہ بھی کر سکتے ہیں ـــ اوور ـــ"
"ایسا ممکن ہے مادام ـــ مگر اسکے بعد جب دھماکے کی وجہ معلوم کرنے کیلئے ماہرین کی پارٹی یہاں آئے گی تو وہ بآسانی جان لیں گے کہ یہاں کیا چیز تھی ـــ کتنی مقدار میں تھی اور اُسے لیجاتے ہوئے کتنا عرصہ گذرا ہے ـــ جبکہ یہ چیز ہمارے لئے نقصان دہ ہے ـــ ہم یہ بھی نہ چاہیں گے کہ شہری حکام کو اس کے بارے میں کوئی اطلاع مل سکے ـــ اوور"ـــ
"سمجھ گئی ـــ" تھریسیا نے سر ہلا کر کہا "مگر تباہی کے بعد وہ کس طرح اس بارے میں کچھ جان سکیں گے ـــ ظاہر ہے وہاں اُن لوگوں کو سوائے کھنڈر ٹوٹے ہوئے پہاڑ اور ریت کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا ـــ اوور "ـــ
"یہی بات آپ کے علم میں نہیں ہے مادام ـــ" دوسری جانب سے کہا گیا "ہمارے فنی عملے سے متعلق انجینئروں کی رائے کے مطابق یہاں تنصیبات میں کچھ ایسی مشینری اور تعمیرات ہیں جنکو کسی طرح سے تباہ کر دیا جائے پھر بھی ان کی سالم یا ٹکڑوں کی صورت میں وہاں موجود گی ہمارا بھید کھولدیگی ـــ اسی لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہاں سے ساری تنصیبات ہٹالی جائیں اور جس خاموشی سے یہ کام آپ نے ہماری نگرانی میں شروع کرایا تھا اسی طرح ختم ہو جائے۔ اوور"۔

"ٹھیک ہے نمبر سکسٹی سیون ایف ۔ تمہارے کام اور پروگرام کی رفتار سے مطمئن ہوں ۔ اسی تیزی سے کام جاری رہنا چاہیئے ۔۔۔ اوور "۔۔۔

"شکریہ مادام ۔" دوسری جانب سے کہا گیا ۔ "مگر میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ اگر ہمیں بڑے فے گراز ٹینکر مل جاتے تو یہ کام ہم زیادہ آسانی اور زیادہ سیکورٹی کے ساتھ موجودہ پلان کے وقت سے نصف وقت میں ختم کر سکتے تھے ۔۔۔ اوور "۔۔۔

"کیوں ۔ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی ۔ اوور ۔"

"اس لئے مادام ۔۔۔ کہ یہ چیز اتنی قیمتی ہے کہ اس کے لئے ہم ہر طرح کی قربانی دے سکتے ہیں اور اس کی خاطر کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا ۔۔۔ اوور "۔۔۔

"ٹھیک ہے ۔ مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو ۔ میں اب تک نہیں سمجھ سکی !۔۔۔ اوور "۔۔۔

"آج آخری مرتبہ کھیپ لے جانے والے فیگرازوں میں ایک کریش ہوتے ہوتے بچا ہے ۔ پائلٹ اگر ہوشیار نہ ہوتا تو وہ گر ہی گیا تھا ۔ اوور "۔۔۔

"اوہ ہو ۔۔۔ اوہ ہو ۔" تھریسیا نے بے چینی سے کہا ۔۔۔ "مگر یہ سب ہوا کیسے ۔ کیا پرواز سے پہلے اس کی چیکنگ نہیں کی گئی تھی ۔" اوور

"کی گئی تھی ۔۔۔ مادام ۔۔۔ مگر یہ امر حیرت انگیز ہی ہے کہ اس میں پرواز کے بعد اچانک خرابی پیدا ہوئی اور اس کی وجہ سے کھیپ دو گھنٹے لیٹ روانہ ہوئی اور ہمارا نقصان ہوا ۔ اوور "

"تم اسی لئے بڑے فے گراز ٹینکر چاہتے ہو ۔۔۔ اوور "۔۔۔

تھریسیا نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔۔ ماتھے پر اب پھر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔!

"یس مادام۔ آپ خود سوچ سکتی ہیں کہ اگر وہ فے گراز گر کر تباہ ہو جاتا تو ہمیں کتنا زبردست جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑتا۔۔ اوور"۔۔۔

"ہاں۔ میں جانتی ہوں۔ فے گراز کے گرتے ہی وہ جگہ آگ کا جہنم بن جاتی اور وہاں موجود ہر فرد جل مرتا۔۔۔ اور پھر ذخیرے میں سے ایک کیوبک فٹ بھی ہاتھ نہ آتا۔۔ اوور"۔۔۔

"یس مادام۔۔۔ اسی لئے میرا خیال ہے کہ آپ ہیڈ کوارٹر سے اس سلسلے میں رجوع کریں۔۔ تاکہ یہ خطرہ بھی ختم ہو جائے اور کام بھی جلد ختم ہو جائے اوور"۔۔۔

"مجبوری ہے نمبر سکسٹی سیون الیف۔ سردست ہمارے پاس بڑے فے گراز خالی نہیں ہیں۔ وہ مختلف جگہوں پر مصروف ہیں۔۔۔ اوور"۔۔۔

"تب پھر مجبوری ہے مادام۔۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔" ہم اسی طرح کام کرتے رہیں گے۔ اس کام کو بہر حال ختم کرنا ہے۔۔۔ اوور"۔۔۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ ویسے اب مزید احتیاط کی ضرورت ہے، فیگراز کو پرواز کے آخری لمحے تک چیک کیا جانا چاہیئے تاکہ پھر ایسی خطرناک سچویشن کا سامنا نہ ہو سکے اور پلان خطرے سے دوچار نہ ہو۔۔۔ اوور"۔۔۔

"یس مادام"۔ دوسری جانب سے کہا گیا:۔

"ایک بات اور کہنی تھی آپ سے۔۔۔ اوور"۔۔۔

"کہو کہتے ہوئے رُکامت کرو۔ میرا وقت بیحد قیمتی ہے ۔ اوور"۔

"سوری مادام" — دوسری جانب سے کہا گیا۔ "میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ آج پھر رمیا کا سردار آیا تھا ۔ اوور"۔

"وہ کیا چاہتا ہے ۔ معلوم کیا تھا ۔ اوور"۔

"یس مادام ۔ اس کے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ دیوی نے بہت دن سے درشن نہیں دیئے ۔ وہ آپ کو طلب کر رہے ہیں ۔ اوور"۔

"ان سے کہہ دو دیوی آئے گی ۔ ضرور آئے گی ۔ اوور"۔

"رمیا سردار کا کہنا ہے کہ جشن تک وہ رُک سکیں گے ۔ اس کے بعد نہیں ۔ اوور"۔

"ٹھیک ہے ۔ اُنہیں یقین دلا دو کہ ان کی حسب مرضی درشن ہونگے ۔ اور تم لوگ ان کی طرف سے ہوشیار رہو ۔ وہ لوگ کسی بھی وقت سب کچھ بھول کر حملہ کر سکتے ہیں ۔ اوور"۔

"ہم پوری طرح ہوشیار ہیں ۔ اوور"۔

"گڈ ۔ اور کچھ پوچھنا ہے ۔ اوور"۔

"جی نہیں شکریہ ۔ اوور"۔

تھریسیا نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اُسے دوبارہ میز کے سائڈ بکس میں رکھ کر لاک کر دیا۔

چہرے پر پیدا ہونے والی سلوٹیں اب بڑھ گئی تھیں اور وہ مسلسل سوچ رہی تھی ......

اُس کے ذہن میں عمران کا نام گردش کر رہا تھا اور وہ سوچ رہی تھی کہ ۔
عمران یہاں کیوں آیا ۔ کیا اس کو کسی قسم کی سُن گن مل گئی تھی ۔ تھرڈ سکس
نکسن اسٹریٹ کی تباہی کے بعد سے کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا تھا جس کی وجہ سے
عمران کو یہاں تک پہنچنے میں آسانی ہوتی اور نہ ہی اس سے پہلے کوئی ایسی غلطی
یا چوک ہوئی تھی جس کی وجہ سے عمران کو تاریک جزیرے کے بارے میں علم
ہوتا ۔

پھر وہ یہاں تک کیسے پہنچ گیا ۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کا یہاں
تک آنے کا مقصد اس کے موجودہ پلان کی تباہی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا
تھا ۔ مگر سوال یہ تھا کہ عمران کو اس جگہ کے بارے میں علم کیسے ہوا ۔
کس کی غلطی تھی ؛
وہ سوچتی رہی اور ذہن پر ہتھوڑے سے برستے محسوس ہوتے رہے پھر
اس نے جھلّاتے ہوئے انداز میں ٹرانسمیٹر آن کیا تھا ۔

"یس مادام ۔"
اُسے اسپیکر پر آواز سُنائی دی تھی ۔
"اس کے کمرے سے کوئی رپورٹ ریکارڈ کی ۔"
"یس مادام ۔ دو ریلیں تیار ہیں ۔"
"میرے پاس روانہ کر دو ۔"
اس نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا ۔ اب وہ پھر کمرے میں ٹہلنے لگی تھی
تقریباً دو منٹ بعد کمرے کے دروازے پر لگا ہوا ایک بلب اسپارک

ملاحظہ کیجیے حصہ اوّل آئرن اسک ۔

کرنے لگا۔

تھریسیا نے گون کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک آلہ سا نکال کر اس کا رُخ دروازے کی طرف کر دیا چند سیکنڈ وہ اُسے اُسی طرح اٹھائے رہی پھر اُسے واپس جیب میں ڈال لیا

دوسرے ہی لمحے دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر آگیا ــ اس کے جسم پر مخصوص انداز کی خاکی وردی تھی ــ اُس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سلام کیا تھا اور پھر آگے بڑھکر سیاہ رنگ کا ایک ڈبہ میز پر رکھا اور تھریسیا کے سر کا اشارہ پاکر واپس لوٹ گیا۔

اس کے جاتے ہی تھریسیا نے لپک کر اس سیاہ ڈبے کو کھول دیا ــ اسکے اندر ٹیپ ریکارڈ کی طرح دو چرخیاں لگی ہوئی تھیں اور ان میں ایک باریک سا فیتہ لپٹا ہوا تھا۔

اس نے ایک سوئچ دبا دیا۔

دوسرے ہی لمحے چرخیاں گھومنے لگیں ، کمرے میں مختلف قسم کی آوازیں نکلنے لگیں ــ یہ عمران اور صفدر کی آوازیں تھیں۔

چند لمحے تھریسیا اس کمرے میں ہونے والی اوٹ پٹانگ گفتگو سنتی رہی پھر ٹیپ کی دونوں ریلیں ختم ہوتے ہی اُس نے ریکارڈ بند کیا تھا اور ــ غصے میں اُسے اٹھا کر بائیں سمت کی دیوار پر دے مارا تھا ــ یہ اس کے غصے کا ادنیٰ سا ثبوت تھا! ــ
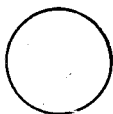
دوسری صبح عمران اور صفدر کو بھی جولیا وغیرہ کے ساتھ ہانک کر کمرے سے نکال دیا گیا تھا۔ اور پھر پتھروں کے ڈھیر تک لا کر اُن لوگوں کو بھی کام پر لگا دیا گیا۔

صفدر، صدیقی، خاور اور عمران ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے ۔۔۔ البتہ شاہدہ اور جولیا اُن سے کافی فاصلے پر پتھر ڈھونے کے کام پر لگی ہوئی تھیں تنویر بھی پتھروں کے ایک ڈھیر پر بیٹھا خموشی سے پتھر توڑنے میں مصروف تھا ۔۔۔ اس کے ہاتھ مشینی انداز میں چل رہے تھے۔

پروفیسر ڈگلس ان میں موجود نہیں تھا اور نہ ہی وہ قریب کہیں نظر آیا تھا؛ عمران کے ایما پر ہی اس وقت وہ اُن سے کافی فاصلے پر

مقرر کردہ کام میں مصروف تھا۔

عمران نے پروفیسر ڈگلس کو صرف اس لئے اپنے سے دور رہنے کی تاکید کی تھی کہ ان لوگوں کو کسی قسم کا شبہ نہ ہونے پائے ورنہ اُن کے فرار کا پلان ادھورا ہی رہ جاتا اور ان کو جانوں سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے

فرار کے منصوبے کی ناکامی کے بعد تھریسیا ان کا کوئی عذر سنے بغیر ہی اُن کو کچل ڈالتی اور وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتا تھا۔

عمران نے سر اوپر کر کے آسمان دیکھنے کی کوشش کی تھی، مگر آسمان کے پیش منظر میں پھیلی ہوئی سفید کہر یا دھند نے اُس کو اس کے پار نہ دیکھنے دیا تھا ــ وہ چند لمحے اس پر نظریں جمائے رہا پھر کام میں مصروف ہو گیا اس کہر یا دھند کے بارے میں اُس کا خیال تھا کہ وہ محض اس لئے فضا میں پھیلائی گئی ہے تاکہ اوپر سے گزرنے والے مسافر یا فوجی جہاز اس زمین دوز دنیا کو دیکھ ہی نہ سکیں۔

چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد اس نے صفدر کو دیکھا۔ وہ بدستور پتھر توڑتے میں مصروف تھا۔

"یار صفدر ــ یہ جگہ ہنی مون کے لئے بہت زیادہ اچھی ہے، میرے خیال سے تم بھی شادی کر کے ہنی مون یہاں پر ہی منانا ــ"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا ــ" صفدر جھلائے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

"سوچ رہے تھے نا ــــ" عمران خوش ہو کر چہکا ــــ "مجھے قوی اُمید

تھی کہ تم سوچ رہے ہو گے"۔۔۔

"کیوں ۔۔۔" صفدر نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اس لئے کہ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تم بالغ ہوتے جا رہے ہو۔ اور ایک بالغ فوری طور پر شادی کے متعلق سوچتا ہے"۔۔۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ سنجیدہ نہیں ہو سکتے ۔۔۔" اس مرتبہ خاور بڑبڑانے کے سے انداز میں عمران سے مخاطب ہوا تھا۔

"کیوں ۔۔۔ کیا یہاں کسی بزرگ کا مزار ہے ۔۔۔"

"اوہ"۔۔۔

خاور ہونٹ چبا کر بولا۔

"پتہ نہیں ایکسٹو آپ کو ہمارے سروں پر کیوں مسلط کر دیتا ہے"۔۔۔

"اس لئے کہ میرے بغیر اس کی گاڑی نہیں چلتی"۔۔۔

"ہونہہ"۔۔۔

خاور نے تنفر آمیز انداز میں کہا اور دوبارہ پتھر توڑنے میں مصروف ہو گیا۔ عمران چند لمحے اُسے شرارت آمیز نظروں سے دیکھتا رہا ۔۔۔ پھر سر ہلاتے ہوئے اس نے کہا تھا:

"تم اتنی سنجیدگی سے یہ پتھر توڑ رہے ہو جیسے ازل ہی سے یہ کام کرتے چلے آئے ہو۔"؟

"جی ہاں ۔۔۔ یہی سمجھ لیجئے ۔۔۔" خاور نے کہا ۔۔۔ "قسمت ہے یہ تو اپنی"۔۔۔

"قسمت !"

عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ پھر بولا۔

"کیوں بے چاری قسمت کو کوستے ہو ۔۔۔ فرہاد کو بھی پتھر توڑنے پڑے تھے ۔۔۔ لیکن ....."

وہ رک گیا اور پیشانی پر اس طرح ہاتھ مارنے لگا جیسے کچھ سوچ رہا ہو ۔۔۔ پھر صفدر سے پوچھ بیٹھا۔

"یار دفتر۔۔۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ فرہاد نے پتھر توڑنے کے بجائے پہاڑ کیوں نہ جھونکا ۔۔۔؟"

"اس زمانے میں پہاڑ کا رواج نہ رہا ہوگا ۔۔۔" صفدر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میرا بھی یہی اندازہ تھا ۔۔۔" عمران نے دیدے نچاتے ہوئے کہا ۔۔۔" ورنہ فرہاد کو پتھر کبھی نہ توڑنے پڑتے ۔۔۔ اور وہ تیشہ مار کر نہ مرتا"۔۔۔

"جی ....."

لیکن اس سے پہلے کہ صفدر کچھ اور کہتا۔ تنویر اپنی جگہ سے اٹھ کر تیر کی طرح سے اسکے قریب آیا تھا۔

"سامالیکم بڑے بھائی ۔۔۔" عمران نے تنویر کو دیکھتے ہی کہا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا ۔۔۔؟"

"خاکسارِ اعظم کو علی عمران کہتے ہیں" عمران نے چہرے پر ازلی حماقت طاری کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے کرنل پونگا کہتے ہیں ـــ" تنویر نے جواباً کہا۔
"تب تو آپ کو محاذِ جنگ پر ہونا چاہیے تھا" ـــ
"اس وقت ایمرجنسی ورک کر رہا ہوں ـــ" تنویر نے کہا ـــ" تم بھی تو ایمرجنسی
ورک پر ہی کام کر رہے ہو ـــ"
"جی ہاں ..... جی ہاں ـــ" عمران نے خاکسارانہ انداز میں کہا تھا۔
"میں نے تم کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے ـــ" تنویر نے رازداری کے
ساتھ کہا تھا۔
"ممکن ہے دیکھا ہو" ـــ
"تم ایک پنجرے میں تھے ـــ اور چلا رہے تھے ـــ" تنویر کی سنجیدگی
بدستور تھی۔
"بالکل ـ بالکل" ـــ عمران نے سر ہلا کر تائید کی ـــ" اور تم نے مجھے کسی
سالخوردہ بیوی کی طرح گود میں اٹھا کر دودھ پلانا شروع کر دیا تھا" ـــ
"نہیں ـــ یہ بات نہیں تھی" ـــ
"تو پھر وہ بات ہو گی" ـــ
"کیا مطلب ـــ" تنویر چونکا تھا۔
"مطلب میں خود بھی نہیں جان سکتا" ـــ
"گویا تم کرنل پونگا کا مذاق اڑا رہے تھے ـــ" تنویر غراتے ہوئے بولا
"میں نے پتنگ کے علاوہ کبھی کچھ نہیں اڑایا بڑے بھائی ـــ" عمران
معصومیت سے بولا ـــ" قسم لے سکتے ہو" ـــ

"شٹ اپ!"

تنویر غرایا۔

"میں تم کو ایک مشورہ دینے آیا تھا۔ اور تم میری شان میں گستاخیاں کر رہے ہو۔"

"اچھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا بڑے بھائی۔ کہ تم مشورہ دینے آئے ہو۔"
عمران نے تنویر کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔" دو۔ مشورہ ضرور دو۔ مجھے مشورے وصول کر کے بے حد خوشی ہوتی ہے۔"

"تم ان دونوں سے دور دور رہو تو اچھا ہے۔"

"کن دونوں سے۔" عمران نے ہونقوں کی طرح چاروں سمت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہاں تو درجنوں ہیں بڑے بھائی۔"

"میرا مطلب ان دونوں سے ہے۔" اس نے خاور اور صدیقی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔" یہ فلمی ٹھگ ہیں۔"

"اوہ۔" عمران ایک دم سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔" مجھے علم نہیں تھا۔"

"یہ بڑے خطرناک لوگ ہیں۔" تنویر پھر بولا۔" مجھے بھی سبز باغ دکھا رہے تھے۔ مگر میں ان لوگوں کے سبز باغوں کے چکر میں نہیں آیا۔"

"اچھا۔" عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔" اگر انہوں نے آپ کو سبز باغ دکھائے ہیں تو میں سرخ باغ دکھاؤں گا۔ ان سے

کم ہو گیا ہے؟"

"تو گویا تم...."

"ایک منٹ" عمران ہاتھ اٹھا کر بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ اس جگہ شانِ نزول کیسے ہوا تھا؟"

"پتہ نہیں" تنویر ذہن پر زور دینے والے انداز میں بولا۔ "میں بستر پر سو رہا تھا ؛ آنکھ کھلی تو یہاں پر موجود تھا۔ اس سے آگے کچھ یاد نہیں ہے"

"جی ہاں۔ جی ہاں" عمران جلدی سے بولا۔ "مجھے بھی کچھ یاد نہیں رہتا بس کیا عرض کروں مسٹر کرنل ٹھینگا۔ میرے نوکر...."

"ٹھینگا نہیں۔ پونگا، کرنل پونگا" تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تھا۔

"سوری مسٹر کرنل پونگا۔ دراصل مجھے بھول جانے کی عادت ہے۔ ہاں۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ میرے نوکر سلیمان نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر میری یادداشت کو بالکل ہی چوپٹ کر دیا ہے"

"تم کوئی اور چیز کھایا کرو"

"جی ہاں ضرور" عمران نے کہا۔ "میں نے اب بھنگ کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ لیکن اس سے بھی یادداشت ٹھیک نہیں ہوئی"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں بھی بھنگ پیتا ہوں؟"

"ارے نہیں کرنل صاحب۔ ایسا کیسے کہہ سکتا ہوں۔ آپ تو بڑے آدمی ہیں۔ اسلئے لال پری کے رسیا ہوں گے"

"ہونہہ"۔۔۔

تنویر نے بگڑے ہوئے تیور سے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔"معلوم ہوتا ہے تم بھی فلمی ٹھگوں کے ساتھی ہو۔۔؟"

"تم نے کیسے اندازہ لگایا کہ میں ان لوگوں کا ساتھی ہوں۔؟"

"تم مجھ سے فلمی مکالموں میں بات کر رہے تھے۔"

"آیندہ نہیں کروں گا۔۔۔"

عمران نے کہا۔ چہرے پر برسنے والی حماقتوں میں مزید اضافہ ہو گیا تھا اور اب وہ پتھر بھی نہیں توڑ رہا تھا۔

"بکواست۔۔۔ مسٹر علی عمران"۔۔۔

"علی عمران۔۔ کرنل"۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔" تنویر حلق پھاڑ کر بولا۔۔"تم کرنل پونگا کی شان میں اتنی دیر سے گستاخیاں کر رہے ہو۔۔اس کی سزا ملے گی"۔۔۔

"کک.... کرنل صاحب" عمران گھگیایا۔"آیندہ محتاط رہوں گا۔"

"ہونہہ، اچھا۔۔۔" تنویر نے سر ہلایا۔"کیا نام بتایا تھا تم نے اپنا۔۔؟"

"علی عمران۔۔۔ ایم، ایس، سی، پی، ایچ، ڈی (آکسن)۔"

"یہ آکسن کیا بلا ہے"۔۔۔

"یہ لومڑی کے منہ کو کہتے ہیں"۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔" تنویر پھر غرایا۔

"تم انتہائی بدتمیز آدمی ہو"۔۔۔

"جی نہیں۔ میں بدتمیز ہرگز نہیں ہو سکتا۔" عمران نے جھلا کر ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔ "آپ ایک شاعر کی توہین کر رہے ہیں۔"

"پھر تو میرا خیال بالکل درست نکلا۔" تنویر غرایا۔ "تم شاعر ہو، فلمی شاعر، ان دونوں ٹھگوں کے لئے فلمی گیت لکھتے ہو گے، کیوں۔؟"

"ہاں لکھتا ہوں جاؤ۔ تمہارا کیا خیال ہے بھوکا مر جاؤں۔؟"

"شٹ اپ۔"

"تم خود شٹ اپ۔" عمران غرایا۔ "ایک ہزار مرتبہ شٹ اپ۔"

"میں تمہارا کورٹ مارشل کرادوں گا۔"

"میں تمہارا مارشل لاء کرادوں گا۔" عمران بھی اسی کے سے لہجے میں دہاڑا

"اوہ۔ میں ابھی سمجھ لیتا ہوں تم سے۔"

تنویر عمران پر چڑھ دوڑا۔

"بب.... بچاؤ.... بب.... بچاؤ.... او.... ہوق۔"

عمران تنویر کے نیچے دبے ہوئے اس طرح چلایا جیسے کوئی ذبح ہوتا ہوا بکرا چلاتا ہے۔ آخری لفظ منہ سے نکالتے ہوئے اس طرح منہ بند کر لیا جیسے اس کا گلا گھونٹا جا رہا ہو۔

خاور، صفدر، اور صدیقی اس کی طرف جھپٹے تھے۔ پھر وہ تنویر کو اس سے الگ کرنے کی کوشش کرنے لگے؛

"تم۔ فلمی ٹھگ ہٹ جاؤ۔ مجھے ہاتھ نہیں لگاؤ۔" تنویر گرج رہا تھا۔ "کرنل پونگا آج فلمی ٹھگوں کو اچھی طرح سنسر بورڈ بنا کر رہے گا۔"

لیکن اس سے پہلے کہ بات بڑھتی ۔۔۔ دو سیاہ پوش ان کے قریب پہنچ گئے ۔ پھر انہوں نے صفدر وغیرہ کو ہٹ جانے کا اشارہ کیا تھا ۔۔۔ ان کے ہٹتے ہی ایک سیاہ پوش نے تنویر سے کہا تھا ؛

" جناب عالی ۔ کمانڈر صاحب کا حکم ہے کہ آپ تیزی سے کام کریں " ۔

" میں ..... اسے ختم کر کے کام کروں گا ۔" تنویر ہانپتے ہوئے بولا تھا ؛

" بب ..... بچاؤ ۔۔۔ اس کرنل پونگا سے مجھے بچاؤ ۔۔۔" عمران خوفزدہ لہجے میں بولا ۔

" شٹ اپ ۔۔۔" وہ عمران کا گلا پکڑتے ہوئے بولا ۔" میں تمہیں مار ڈالوں گا ۔"

" اوہ کرنل صاحب ۔ آپ انہیں چھوڑ دیں ۔" سیاہ پوش نے کہا ۔

" اسے پھانسی کا حکم ہو چکا ہے ۔ اگر آپ نے اسے مار دیا تو پھر اس کی بجائے آپ کو پھانسی ہو جائے گی ۔"

" اوہ ۔۔۔ مائی گاڈ ۔"

تنویر اچھل کر اس سے الگ ہٹ گیا ۔ چند لمحے ان دونوں سیاہ پوشوں کو دیکھتا رہا ۔۔۔ پھر تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں وہ پتھر توڑتا رہا تھا ۔

سیاہ پوش اس جگہ سے چلے گئے ۔ مگر عمران اب تک کسی سوچ میں غرق لیٹا ہوا تھا ۔

"میرے خیال سے یہ صرف اداکاری کر رہا ہے۔" صدیقی نے خیال ظاہر کیا۔

"اس سے فائدہ۔؟"

"جھینپ مٹانا۔ جولیا کے لاکٹ ٹرانسمیٹر کے بارے میں بھی اسی نے بتایا ہوگا۔ اسی لئے اب ہم سے نظریں نہیں ملانا چاہتا تھا۔"

"نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔" عمران نے اُٹھکر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے اس کی موجودہ حالت میں تھریسیا کو دخل ہے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"دوائی۔ کسی قسم کا زہریلا سیال اُسکے جسم میں انجیکٹ کیا گیا ہے۔ اسی نے اس کا ذہن ماؤف کر کے رکھدیا ہے۔"

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اداکاری نہیں حقیقت ہے۔"

"ہاں۔ میرا مطلب یہی ہے۔"

"میرا خیال بھی یہی تھا۔" صفدر نے کہا۔ "ورنہ تنویر میں اتنی اچھی اداکاری کرنے کی صلاحیتیں ہرگز نہیں ہے۔"

"تب پھر مجھے اس کے ساتھ ہمدردی ہے۔" نادر نے ترحم انداز میں کہا۔

"میرے بارے میں کیا خیال ہے۔؟"

عمران اُس کی جانب پلٹ پڑا۔

"کیا میری حالت قابلِ رحم نہیں ہے۔؟"

"عمران صاحب۔ ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں لگتا۔۔۔ آپ کو چاہیئے کہ اس قسم کی حماقتوں کے بجائے یہاں سے فرار ہونے کی کوئی تدبیر سوچیں"۔۔۔
"توسوچو نا۔۔۔ کیا میں نے تمہاری سوچوں پر پابندی لگا رکھی ہے"۔۔۔ "عمران جھلا کر بولا۔

"پروفیسر ڈگلس نے آپ کو کیا کچھ بتایا ہے۔۔۔" صفدر نے پوچھا۔
"تھریسیا کی تعریف کر رہا تھا۔" عمران نے کہا۔ "میرا اپنا خیال بھی یہی کہ اب مجھے تھریسیا سے وہ کر لینا چاہیئے .... وہ ... یانی ...... میرا مطلب ہے وہی جو کہ بہت سے آدمیوں کے سامنے پھولوں کے ہار پہن کر کیا جاتا ہے"۔

"نکاح"۔۔۔

صدیقی کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔
"ہاں نکاح .... خدا تمہیں سلامت رکھے؛ تمہارے بچوں کو جیتا رکھے میں تھریسیا سے نکاح کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں۔"
"تھریسیا اب آپ کے قریب میں نہیں آئے گی"۔
"میں قریب نہیں کر رہا مسٹر دفتر۔۔۔" عمران نے چہرے پر گمبھیر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے کہا۔

"میں اب اس مسئلے پر سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں۔۔۔ اگر اب تک شادی کر چکا ہوتا تو میرے بچوں کی زندگی خراب نہ ہوتی"۔۔۔
"بچے۔۔۔ اور آپ کے۔۔۔" صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔۔۔ اس نے

عمران کے صفدر کی جگہ دفتر کہنے کا بھی بُرا نہیں ماناتھا؛

ہاں — اگر شادی کر چکا ہوتا تو اب تک بچے بڑے ہوکر زیور تعلیم سے آراستہ ہوچکے ہوتے۔ اب بتاؤ کیا اب تک ان کی زندگی برباد نہیں ہوئی ہے — ارے ان کے دس تعلیمی سال ضائع ہو گئے —" عمران منہ پیٹتے ہوئے بولا؛

پھر اس سے پہلے کہ صفدر یا خاور وغیرہ میں سے کوئی کچھ بولتا۔ وہ چونک پڑے — تھریسیا ان کی ہی طرف آرہی تھی اسکے ساتھ اس کے پانچوں باڈی گارڈز بھی تھے۔

"عمران نے بھی اُسے دیکھ لیا تھا۔ لیکن اُس نے کوئی توجہ نہیں دی پتھروں پر اب اس کا ہاتھ مشینی انداز میں چل رہا تھا۔

"کیا تم اس کام میں خوشی محسوس کر رہے ہو عمران" —

دفعتاً تھریسیا کی آواز اُسے اپنے کانوں کے قریب سے سنائی دی' اور وہ چونک کر نہ صرف اُچھلا بلکہ اٹھ کر کھڑا بھی ہوگیا۔ ساتھ ہی اس کا ساتھ ماتھے سے جالگا تھا؛

"سامالیکم —"

لہجے میں دنیا بھر کی معصومیت اور حماقت سمٹ آئی تھی؛

"دیکھو عمران —" تھریسیا نے کہا — "میں نہیں چاہتی کہ تم کو پروفیسر والٹن اپنے تجربات کی بھینٹ چڑھا دے — تم اس سے اچھی طرح واقف نہیں ہو — وہ انتہائی سنگدل اور اذیت کوش انسان ہے۔"

"یہ اطلاع میرے لئے پرانی ہے ___" عمران نے لاپرواہی سے کہا؛

"کیا مطلب ___؟"

"مطلب یہ کہ زیرو لینڈ کے شہری اور اسکی تنظیم کے وفادار سنگدل اور اذیت کوش ہی ہوتے ہیں ۔ اور یہ اطلاع میرے لئے بہت پرانی ہو چکی ہے ۔"

"شٹ اپ ___"

تھریسیا کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں ؛

"میں زیرو لینڈ کے بارے میں کوئی بیہودگی برداشت نہیں کروں گی ۔ سمجھے ___؟"

"آہا .... تھریسا تم نہیں جانتیں ___" عمران پیار بھرے انداز میں بولا "ڈیڈی بھی بچوں کے شور کرنے پر غرایا کرتے تھے ۔ مگر اس کا آخری علاج یہی ہوتا تھا کہ وہ کانوں میں روئی دے لیں ___ تمہارے لئے بھی میرا یہی مشورہ ہے ___"

"تو گویا تم اپنی ضد پر قائم رہو گے ___؟" تھریسیا نے عمران کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تھا ۔

"مجبوری ہے مادام تھریسیا ___" عمران پھر سنجیدہ ہو گیا ___ "نہ تم میری مان سکتی ہو اور نہ میں تمہاری تنظیم کے خونی معاہدے پر دستخط کر سکتا ہوں ۔ بتاؤ پھر کیسے کام چلے ___ یہ احمق انسان کس طرح آنکھ بند کرکے مکھی نگلے ___"

"عمران ۔۔۔ میں نے تم کو ہر بات سے آگاہ کر دیا ہے ! تم کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ تم لوگوں کا کیا حشر ہو سکتا ہے اور پھر بھی تم اپنی ہٹ پر قائم ہو۔"

"مادام تھریسیا"۔۔۔

دفعتاً جولیا جو کہ قریب آ گئی تھی بولی :

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ ہم لوگوں کے کس حشر کی آپ بات کر رہی ہیں"

"ہاں ۔۔۔" تھریسیا نے کہا ۔۔۔ "اگر تم لوگوں نے میری بات نہیں مانی تو جس طرح تنویر کرنل یونگا بن گیا ہے اسی طرح تم میں سے کوئی بندر کی طرح خوخیانے لگے گا اور کوئی بلّی کی طرح میاؤں میاؤں بھی کر سکتا ہے ۔ سمجھیں "۔۔۔

"سمجھ گئی"۔۔۔

جولیا نے سر ہلایا۔ اس کی آنکھوں میں بظاہر تشویش کے سائے لہرا رہے تھے اور وہ کچھ خوفزدہ سی بھی نظر آنے لگی تھی۔

"اگر سمجھ گئی ہو تو پھر اس احمق انسان کو سمجھاؤ ۔۔۔" وہ عمران کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"میں نہیں چاہتی کہ تم لوگ ضائع ہو ۔۔۔ اور پروفیسر والٹن تم لوگوں پر تجربات کر کے تمہاری حیثیت ہی بدل ڈالے "۔۔۔

"مادام تھریسیا ۔۔۔ کیا یہ لڑکی مجھے سمجھا سکے گی ۔۔۔" عمران نے پوچھا۔

"نہ سمجھا سکے ۔۔۔ میرا اس میں کیا ہے ۔۔۔" تھریسیا لاپرواہی سے

شاتے اچکا کر بولی۔

"تم ہی لوگوں کی زندگی عذاب بنے گی"۔

"تو گویا ہمیں اس اذیت سے بچنے کے لئے خونی معاہدے پر دستخط کر دینے چاہئیں"۔

"ہاں — اسی میں تمہاری بہتری ہے"۔

"مادام تھریسیا"— عمران نے اپنے چہرے پر حماقتوں کی تہیں چڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم عمران کو اچھی طرح سے جانتی ہو اور اس کے باوجود ایسی باتیں کر رہی ہو لایعنی اور فضول ہیں — جن کی توقع مجھ سے نہیں کی جا سکتی"۔

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے —؟"

تھریسیا کے چہرے پر شکنیں پھیل گئیں اور غصّے کی شدّت سے سرخ ہو گیا۔

"ہاں — یہ میرا آخری فیصلہ ہے کہ میں [illegible] معاہدے پر دستخط کرونگا نہ ہی تمہارے سوال کا جواب دوں گا — اس کی صرف وہی ایک صورت جو میں تمہیں پہلے ہی دن بتا چکا ہوں"۔

"یعنی"—

"تنظیم کے بارے میں ساری معلومات"۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم کو پروفیسر والٹن کے حوالے کر دیا جائے۔"

"یہ بھی کر دیکھو — شاید تم میری زبان کھلواتے میں کامیاب

ہو جاؤ "

"ہونہہ"۔۔۔

تھریسیا چند لمحے عمران کو گھورتی رہی ۔۔۔ پھر باڈی گارڈز کی طرف مڑتے ہوئے بولی۔

"اسے پکڑ کر لے چلو"

دوسرے ہی لمحے پانچ میں سے دو باڈی گارڈز عمران کے دونوں طرف آکھڑے ہوئے۔ آتشی پستول اس کی پسلیوں سے لگے ہوئے تھے ؛ عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر آنکھ جھپکائی ۔۔۔ اور سیاہ پوش باڈی گارڈز کے ساتھ چلنے لگا۔

"سمجھ میں نہیں آتا" صدیقی بڑبڑانے والے انداز میں بولا "ایکسٹو نے نجانے کیا دیکھ کر اسے ہمارا پارٹی لیڈر بنا دیا تھا"

"کیوں ۔۔۔ کیا تمہیں عمران کے سابقہ کارنامے یاد نہیں رہے" صفدر نے پوچھا۔

" کیا اُس نے متعدد کیسوں میں ایکسٹو کی مدد نہیں کی ۔۔۔ کیا تم اس سے انکار کر سکتے ہو کہ عمران کی پکی پکائی ہنڈیا ایکسٹو کھاتا ہے ۔۔۔"

"یہ بات نہیں صفدر ۔۔۔" صدیقی نے کہا۔ "دراصل اس کی ہر وقت کی حماقتیں گراں گزرتی ہیں ۔۔۔ اب یہی دیکھو ۔۔۔ موت کے منہ میں جا رہا تھا مگر پھر بھی حماقتیں کرنے سے باز نہیں آیا ۔۔۔ تم نے اُسے جولیا کو آنکھ مارتے دیکھا

ہوگا

"ہاں ___ لیکن تم نے اس کا غلط مطلب سمجھا ہے ___؟"

"کیا مطلب ___؟"

"عمران نے جولیا کو کسی بری نیت سے آنکھ نہیں ماری تھی۔ اس سے اسکا
ف یہی ایک مطلب تھا کہ ہم لوگ نروس نہ ہوں ___ حالات عمران کے قابو
ں ہیں۔"

"اوہ ___ ہو۔"

صدیقی کے ہونٹ سیٹی بجاتے والے انداز میں سکڑ گئے۔

"میں تمہارے خیال سے متفق ہوں۔" جولیا نے کہا۔ "یہ بات قرینِ قیاس
کہ عمران کی حماقتوں کے پیچھے کوئی اسکیم کام کر رہی ہو۔ بہتیری دفعہ ایسا
ہوا ہے کہ جن باتوں کو اس کی حماقتوں سے تشبیہ دی گئی تھی وہ انتہائی اہم
ر آمد ثابت ہوئی ہیں۔"

"تم کہنا کیا چاہتی ہو ___؟"

"یہی کہ ہمیں ہر قیمت پر اس پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اس کے
ت کی تعمیل بھی ___ اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمیں اپنے طور پر بھی فرار
ے راہیں تلاش کرنی چاہئیں۔"

"ہونہہ ___"

صدیقی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔"

"بس تو ...." جولیا جملہ پورا نہ کرسکی۔

دو تین سیاہ پوش ان کے قریب آ کھڑے ہوئے تھے۔ اور ان کے ہاتھوں میں دبے ہوئے آتشی پستولوں کا رُخ ان چاروں کی جانب ہی تھا ۔۔۔ جولیا شاہدہ کی طرف بڑھ گئی اور صفدر ، خاور ، صدیقی چپ چاپ اپنے اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئے ؛

عمران کو تھریسیا نے سمجھانے کی حتی المقدور کوشش کی تھی مگر اس نے نہ تو اس کے کسی سوال کا جواب دیا تھا اور نہ ہی حماقت آمیز باتوں کے علاوہ کوئی اور صحیح بات منہ سے نکالی تھی ؛ تنگ آکر اُسے پروفیسر والٹن کے حوالے کر دیا گیا تھا۔

حالانکہ آخر وقت تک تھریسیا کی یہی کوشش رہی تھی کہ عمران وہ سب کچھ بتا دے جو وہ پوچھنا چاہتی ہے ــــ مگر تھریسیا کے فرشتے بھی عمران سے اس کے تاریک جزیرے تک آنے کا سبب معلوم نہیں کر سکے تھے۔ اور نہ ہی وہ یہ بات جان سکی تھی کہ عمران کو جزیرے کی طرف متوجہ کرنے میں کس چیز کا دخل رہا ہے۔

عمران کو پروفیسر والٹن کے مخصوص کمرے میں چھوڑنے کے بعد سیاہ پوش جا چکے تھے؛ کمرے میں پروفیسر موجود تھا اور اس کی خونخوار نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں مگر اس کی لاپرواہی میں اب بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ چہرے پر برسنے والی ازلی حماقت اور بڑھ گئی تھی اور وہ بڑی لاپرواہی سے کمرے کی سجاوٹ اور بناوٹ کو دیکھ رہا تھا۔

انداز ایسا ہی تھا جیسے کمرے میں کسی اور کی موجودگی سے بے خبر ہی ہو۔

دفعتاً پروفیسر والٹن نے اُسے مخاطب کیا؛ اور وہ اسی انداز میں چونک پڑا جیسے بے خبری میں کوئی جلتا ہوا کوئلہ پیر کے نیچے آگیا ہو۔ اب وہ پروفیسر والٹن کی طرف حیرت سے دیکھ رہا تھا؛ دونوں آنکھیں حلقوں میں بڑی تیزی سے گردش کر رہی تھیں اور چہرے پر حماقت کا نُور ہی نُور پھیلا ہُوا تھا۔

پروفیسر والٹن کے چہرے پر سفّاک سی مسکراہٹ اُبھری۔ پھر وہ عمران کے سراپے کا جائزہ لیتے ہوئے بولا:۔

"تم سنگ آرٹ کے بہت ماہر معلوم ہوتے ہو — کیوں —؟"

"مم .... میں تو ابھی صرف مشق کر رہا ہوں — پپ — پپ پروفیسر ملٹن —"

"شٹ اپ —" پروفیسر والٹن غرایا تھا — "تمیز سے گفتگو کرو، میں تھریسیا نہیں ہوں — جو تمہارے ساتھ کسی قسم کی رعایت برتوں گا —"

"یب ..... بہت اچھا"

"عمران اب بھی ہکلا رہا تھا۔

"تمہیں بتانا پڑے گا کہ تم نے تاریک جزیرے کا سفر کیوں کیا تھا"

پروفیسر والٹن سرد لہجے میں بولا۔

" اور تاریک جزیرے تک آنے کے لئے تمہاری رہنمائی کا سبب کیا چیز بنی تھی"

"وہ ..... مم ..... مجھے خواب آیا تھا"

"کیا مطلب ؟"

پروفیسر نے قہر آلود نگاہوں سے اُسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

"کیا تم مجھے بے وقوف سمجھتے ہو ؟"

"نن نہیں ....." عمران کسی خوفزدہ آدمی کی طرح بہت اچھی اداکاری کرتے ہوئے بولا:۔

"مم ..... میرا مطلب یہ تھا کہ بس سوجھی اور میں چل پڑا۔"

"میں نہیں مان سکتا" پروفیسر نے سر ہلایا "تم ضرور کوئی بات چھپا رہے ہو۔ مجھے صرف یہ بتا دو کہ جزیرے تک رہنمائی کس چیز نے کی تھی ؟"

عمران چند لمحے پروفیسر والٹن کی جانب دیکھتا رہا۔ پھر مسکراتے ہوئے بولا۔

"پروفیسر کیا تم نہیں سمجھ سکے کہ میری رہنمائی یہاں تک کس چیز نے کی تھی ۔۔؟"

"نہیں ۔"

"آئرن مین ۔۔۔" عمران اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا "یاد ہے نا کہ ایک دفعہ ایک آئرن مین جزیرے پر بحری جہاز سے سفر کرتے والوں کو نظر آیا تھا جسے لوگوں نے کوئی دیو سمجھ لیا تھا اور اس کی تلاش میں کئی کھوجی پارٹیاں اس طرف آئی تھیں اور ان میں سے ایک بھی واپس نہیں جا سکی تھی ؛ جس کے بعد طرح طرح کی افواہیں اس جزیرے کے بارے میں مشہور ہو گئی تھیں ۔۔۔"

"میں نہیں مان سکتا ۔" پروفیسر نے کہا ۔" محض اتنی سی بات کی وجہ سے تم یہاں کا سفر کرنے پر آمادہ ہو گئے ہو گے ۔۔۔"

"اتنی سی بات ۔۔؟" عمران مسکرایا ۔" میں نے بھی اس پر کوئی توجہ نہیں دی تھی لیکن جب دارالحکومت میں تم نے آئرن مین کا چکر چلایا تو مجھے اس کے بارے میں بجیدگی سے سوچنا پڑا اور نتیجہ تم دیکھ رہے ہو ۔۔"

"بس یا اور کچھ ۔۔؟" پروفیسر نے سرد لہجے میں پوچھا ۔

"ہاں ۔۔ میرے یہاں آنے کی ایک وجہ اور بھی ہے ۔۔۔ آئرن مین کا اسٹینٹ کھڑا کر کے دارالحکومت سے آدمیوں کا اغوا کر کے تم لوگوں نے حماقت ہی کا ثبوت دیا تھا ۔۔ تم کو چاہیئے تھا کہ آدمیوں کو اغوا کرنے کے لئے آئرن مین کو درمیان میں نہ لاتے ۔۔ اور پھر مزید حماقت یہ کہ جو آئرن ماسک پروفیسر ڈگلس پہن کر آدمیوں کے اغوا میں حصہ لیا کرتا تھا وہ اسی کی شکل سے

مناسبت رکھتا تھا۔۔۔ آدمیوں کے اغوا کے بعد ہی میرا ذہن زیرو لینڈ کی طرف گیا تھا۔ پہلے بھی زیرو لینڈ کی تنظیم متعدد بار آدمیوں کو اغوا کر چکی ہے "۔۔۔

"اور تم اس تنظیم کو تباہ کرنے کی خاطر یہاں آئے تھے ۔۔۔ کیوں ۔۔۔؟" پروفیسر والٹن نے سرد لہجہ میں پوچھا :

عمران کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی ؛ پھر وہ بولا :۔

"ہاں کچھ ایسا ہی ارادہ ہے "۔۔۔

"عمران تم جانتے ہو ۔۔۔ اور اگر نہ جانتے ہو گے تو تم کو دوسروں نے بتا دیا ہو گا کہ میں کس قدر سخت آدمی ہوں "۔

"ہاں پروفیسر۔۔۔ میں جانتا ہوں ۔۔۔" عمران نے سر ہلا کر جواب دیا۔

"میں تم کو ایک آخری موقع دیتا ہوں ۔۔۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے اوپر تشدّد نہ کیا جائے تو تم خونی معاہدے پر دستخط کر کے تنظیم کے وفاداروں میں شامل ہو جاؤ ۔۔۔ دوسری صورت میں کیا ہو گا ۔۔۔ اس سے تو تم اچھّی طرح واقف ہو گے "۔

"پروفیسر" عمران نے کہا ۔۔ "میں صرف ایک شرط پر ایسا کر سکتا ہوں "۔

"وہ کون سی شرط ہے ۔۔۔؟" پروفیسر والٹن نے چونک کر پوچھا۔

"صرف یہ کہ کیا معاہدے پر دستخط کرنے والے غدّار نہیں بن سکتے ۔۔۔؟"

"بن سکتے ہیں ۔۔۔ لیکن ایسے لوگوں کے لئے بڑی عبرت ناک سزائیں ہیں ۔ اور مجھے اُمید ہے کہ تم ایسا ہرگز نہیں کرو گے "۔۔۔

"اس یقین کی وجہ پوچھ سکتا ہوں پروفیسر ۔۔۔؟"

"ہاں — یہ یقین مجھے اس لئے ہے کہ تم اپنے خون سے دستخط کرنے کے بعد اُس کی لاج ضرور رکھو گے — کیونکہ تم ایک اصول پرست شخص ہو" —

"پروفیسر" — عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا — "خود اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے"؟

"میں اگر خود بااُصول نہیں ہوتا تو تم کو بھی ایسا نہیں سمجھتا" —

"غلط کہہ رہے ہو پروفیسر" —

عمران کے لہجے میں طنز کی تلخی تھی ؛

"اگر تم اتنے ہی بااصول ہوتے تو اسکاٹ لینڈ یارڈ اور انٹرپول والے کبھی تمہاری تلاش میں سرگرداں نہیں ہوتے"۔

"کیا مطلب —"؟

پروفیسر نے کینہ توز نگاہوں سے اُسے گھورا تھا۔

"اب بھی مطلب پوچھنے کی ضرورت ہے" — عمران نے اُسی لہجے میں کہا "بااصول افراد اپنے اصولوں پر قربان ہوجاتے ہیں اور تم .... تم اسکاٹ لینڈ یارڈ سے کئے ہوئے اپنے معاہدے سے غداری کر کے ہی زیرو لینڈ کی تنظیم میں شامل ہوئے ہو — کیا اب بھی یہ بتانے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ تمہارا نام کیا ہے —"؟

"اوہ —!"

پروفیسر کی غراہٹ میں قہر و غضب پوشیدہ تھا۔

"تم یہ سب کچھ جانتے ہو —"؟

"ہاں پروفیسر والٹن — میرے حلقہ احباب میں شامل افراد مجھے معلومات کی انسائیکلوپیڈیا بھی کہتے ہیں — اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ میجر رابرٹ گراہم کی شخصیت کس طرح مجھ سے پوشیدہ رہ سکتی ہے —"

"تم ...... تم —" پروفیسر والٹن انتہائی غضبناک انداز میں بولا "تم — انتہائی خطرناک آدمی ہو — تمہارا زندہ رہنا میرے لئے خطرناک ہے؛ اس لئے اب تم کو ہر حالت میں مرنا پڑے گا۔"

کہتے کہتے اس کا لہجہ سانپ کی پھنکار کی طرح خوفناک ہوتا چلا گیا تھا۔

لیکن عمران کے چہرے پر اب بھی وہی مسکراہٹ کھیل رہی تھی؛ طنز سے بھرپور مسکراہٹ — جس نے جلتی پر تیل ہی کا کام کیا تھا۔

پروفیسر کا غصہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا — وہ بڑے خونخوار انداز میں آگے بڑھا تھا۔

"کیوں — ؟ کیا کشتی لڑنے کا ارادہ ہے —؟"

عمران نے پوچھا لہجہ طنز سے بھرپور تھا — پروفیسر والٹن کے منہ سے غصے کی شدت کی بنا پر جھاگ نکلنے لگے۔

"میں تم کو اس طرح قتل کروں گا کہ تمہارا نشان تک کسی کو نہیں ملے گا"

"لیکن پروفیسر خدا کے لئے مجھے دھواں مت بنانا — ورنہ میری قبر پر رونے کی حسرت دشمنوں کے دل ہی میں رہ جائے گی"—

"شٹ اپ —"

پروفیسر اتنے زور سے دھاڑا کہ اُسے کھانسی آگئی — لیکن عمران اس کی

غفلت سے فائدہ نہیں اٹھا سکا تھا۔ کھانسی آتے ہی پروفیسر نے آتشی پستول جیب سے نکال لیا تھا۔ جس کی نال کا رخ اسی کی طرف تھا۔ چند لمحے بعد وہ کھانسی سے نجات پاکر اس سے مخاطب ہو،

"میں نہیں جانتا تھا عمران ۔۔ کہ تم اتنے خطرناک آدمی ہو گے۔ اگر اس کا ذرہ بھر بھی شبہ ہوتا تو تم اب تک کبھی کے ختم کئے جا چکے ہوتے"۔۔۔

"تب پھر اسکاٹ لینڈ یارڈ میں رہ کر تم نے بھاڑ ہی جھونکا ہے"

"بکواس سے پرہیز کرو ۔۔۔ ورنہ اتنی دیر کی زندگی بھی تم کو نہیں مل سکے گی۔"

"یوہ ۔۔۔۔۔"

عمران نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا تھا۔۔ پروفیسر کے لئے عمران کا لہجہ اب برداشت سے باہر ہو گیا تھا؛ اس نے آتشی پستول کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا تھا:

"لو اب تم اپنے لمبے سفر پر روانہ ہو جاؤ"۔۔۔

"ضرور پروفیسر" عمران نے کہا۔ "لیکن میرے ساتھ آپ کو بھی چلنا پڑے گا میں تنہا تو نہیں جاؤں گا"۔۔۔

"شٹ ۔۔۔۔"

پروفیسر اس سے زیادہ نہ کہہ سکا؛ کیونکہ اسی لمحے عمران اس طرح فرش پر گرا تھا جیسے بے خبری میں توازن برقرار نہ رکھ سکا ہو ۔۔۔ پروفیسر ایک لمحے کیلئے چونکا تھا ۔۔ لیکن پھر اس نے تیزی سے آتشی پستول گھمایا ہی تھا کہ عمران نے

تیزی سے پھسلتا ہوا اس کے پیروں سے ٹکرایا اور دوسرے ہی لمحے پروفیسر اُلٹ گیا، لیکن گرتے گرتے بھی اُس نے فائر جھونک دیا ـــ مگر عمران ہوشیار تھا وہ داہنی جانب ہٹ گیا۔

اسی لمحے اس نے محسوس کیا جیسے گرم گرم بھاپ اسی کے قریب سے گزری ہو ـــ وہ پروفیسر پر چھاتا چلا گیا ـــ ایک ہاتھ سے اُس نے پروفیسر کا منہ دبا رکھا تھا اور دوسرے سے پے در پے اس پر گھونسے برسا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ اُٹھ کھڑا ہوا ـــ پروفیسر کا آتشی پستول اب اس کے ہاتھ میں تھا۔

"اگر چیخنے یا کسی کو بلانے کی کوشش کی تو دھواں ہی بنا دوں گا۔" عمران نے سانپ کی طرح پھپھکارتے ہوئے کہا تھا۔ لیکن پروفیسر نے اس بار کچھ نہیں کہا؛ اس کے چہرے پر بننے والی خراشوں سے خون رس رہا تھا۔ ہونٹوں سے بھی خون کی پتلی سی لکیر نکل کر گردن کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اس نے عمران کو گھور کر دیکھا۔ اور عمران .... اُسے یہی محسوس ہوا تھا جیسے وہ پروفیسر کی بجائے کسی ایسے درندے کی آنکھیں رہی ہوں جو مرتے وقت کی بے بسی اور درندگی سے بھرپور انداز میں شکاری کو دیکھ رہا ہو ـــ لیکن اس پر کیا اثر ہوتا ـــ وہ تو ایسے مواقعوں پر بالکل ہی پتھر بن جایا کرتا تھا اور پتھروں پر ایسی چیزوں کا اثر نہیں ہوا کرتا۔

"اُٹھ جاؤ پروفیسر ـــ" عمران نے سرد لہجے میں کہا ـــ "اور مجھے اپنی درندگی پر مجبور کرو کہ میں زیرولینڈ کی تنظیم کے معاہدے پر اپنے خون سے دستخط

کروں "۔۔۔

"تمہیں پچھتانا پڑے گا۔۔۔" پروفیسر والٹن خون تھوکتا ہوا بولا "مجھے مارنے کے بعد بھی تم یہاں سے نہیں نکل سکو گے"۔۔۔

"شاید تم کو یاد نہیں رہا پروفیسر۔۔۔ میں نے کہا تھا کہ میرے حلقۂ احباب کے افراد مجھے معلومات کی انسائیکلوپیڈیا کہتے ہیں"۔۔۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔؟"

"میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ تمہاری اڑن طشتریاں کس دن کام آئیں گی۔۔؟"

"اڑن طشتریاں"۔۔۔

جانے کیوں پروفیسر والٹن کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔"

"ہاں تم ان کے ذریعے فرار ہو سکتے ہو۔۔ لیکن کیا تم وہاں تک پہنچ سکو گے۔؟"

"ہاں پروفیسر۔۔ میں وہاں تک پہنچ جاؤں گا۔"

"کوشش کر دیکھو۔۔ لیکن ....."

"لیکن یہ کہ میں وہاں تک نہیں پہنچ سکوں گا۔۔ تم یہی کہنا چاہتے تھے نا۔"

"ہاں"۔۔۔

پروفیسر نے ہونٹوں پر بہتے ہوئے خون کو صاف کرتے ہوئے کہا۔ عمران نے اچھی خاصی مرمت کی تھی اور پروفیسر کا پورا چہرہ سوزش محسوس کر رہا تھا مگر اس نے کسی قسم کی تکلیف کا اظہار اپنے چہرے یا تاثرات سے نہیں ہونے دیا تھا۔ وہ اب بھی اسی طرح تنا ہوا کھڑا خونخوار انداز میں عمران کو گھور رہا

تھا — اور یہ حقیقت تھی کہ اگر اس کا بس چلتا تو وہ عمران کی بوٹیاں دانتوں سے نوچ لیتا۔

"اڑن طشتریاں میں حاصل کروں گا — مگر ان تک پہنچنے کے لئے جن ٹمک بوٹس کو استعمال کیا جاتا ہے — تم مجھے ان کے پورٹ کا پتہ بتاؤ گے" —

"اوہ — مائی گاڈ —" اس بار حقیقتاً پروفیسر والٹن کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

"تم لیٹمک بوٹس کے بارے میں بھی جانتے ہو —"؟

"ہاں پروفیسر — اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جو شخص اپنی زندگی بچانے کے لئے ایکبار اپنی قوم اور ملک سے غدّاری کر سکتا ہے — وہ دوسری مرتبہ بھی اپنی زندگی کی خاطر ایسا ضرور کرے گا"۔

"نہیں — نہیں ....." پروفیسر نے کہا — "میں تھریسا اور زیرو لینڈ سے غدّاری نہیں کر سکتا" —

"تب پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ —" عمران سرد لہجے میں بولا — "ان مقتولوں میں یہ بڑی اچھی بات ہے کہ مقتول کا کفن دفن نہیں کرنا پڑتا"۔

"تم ایسا نہیں کرو گے" —

"کیوں — مجھے کون روک سکتا ہے پروفیسر" —

"عمران —" پروفیسر نے کہا — "میں ایکبار پھر تم کو سمجھا رہا ہوں کہ یہاں سے فرار کا خیال دل سے نکال دو — تم زندگی بھر یہاں سے فرار نہیں ہو سکتے" —

"کم از کم تمہارا خاتمہ تو کر سکتا ہوں" —

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھے مار کر تم فرار ہونے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔"
"نہ ہو سکا تب بھی کوئی بات نہیں ـــ مگر تم کو زندہ چھوڑنا ایسا ہی ہو گا جیسے کسی خطرناک سانپ کو زخمی کر کے انتقام کے لئے چھوڑ دیا جائے"ـــ
"ہونہہ"ـــ

پروفیسر چند لمحے سوچتا رہا، پھر بولا۔
"عمران ـــ کیا تم اس بات کا وعدہ کرتے ہو کہ اگر میں تم کو تمہاری مطلوبہ معلومات فراہم کر دوں تو تم مجھ پر آتشی پستول استعمال نہیں کرو گے۔"
"چلو وعدہ رہا ـــ" عمران نے کہا۔" یہ پستول تمہاری زندگی نہیں چھینے گا۔"
اس نے کچھ سوچتے ہوئے آتشی پستول کی طرف اشارہ کیا۔
"تو پھر سنو ـــ" پروفیسر نے کہا۔" ایٹمک پولٹس ایک زیرِ زمین پورٹے پر کھڑے کئے جاتے ہیں ـــ اور وہاں پر ...."
"ایک منٹ ـــ" عمران اس کی بات کاٹتا ہوا بولا۔" کیا اس زیرِ زمین دنیا کے نیچے بھی زیرِ زمین تعمیرات ہیں۔"
"ہاں ـــ لیکن جس جگہ ہم اس وقت ہیں یہ جگہ زیرِ زمین نہیں ہے بلکہ پہاڑوں کے اندر انھیں تراش کر بنائی گئی ہے۔ اس کا اندازہ تم اس سے بھی کر سکتے ہو کہ جس جگہ پتھر توڑنے کا کام ہو رہا ہے وہاں پہاڑوں کی چوٹیاں دیکھی جا سکتی ہیں"ـــ

"ہاں یاد آگیا ـــ پہلے یہ بتاؤ کہ پتھر توڑنے کا کام کیوں لیا جا رہا ہے۔؟"
"یہ ایک نفسیاتی طریقہ ہے" پروفیسر نے کہا۔" خود ہی سوچو اگر ایک

ذہین سائنسدان یا ایک قابل انجینئر کو معمولی مزدوروں کی طرح پتھر توڑتے پڑجائیں تو اس کی ذہنی حالت کیا ہو گی ۔"

"پاگل نہیں تو نیم پاگل ضرور ہو جائے گا ۔" عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ۔ اسی طرح سے ان لوگوں کو جو تنظیم کے لئے کام کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے انہیں وفاداری کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور یہ نفسیاتی طریقہ بیحد کارآمد ہے ۔"

"ٹھیک ہے ۔ آگے چلو" ۔

"ہاں تو میں ایٹمک بوٹس کے بارے میں بتا رہا تھا ۔" پروفیسر نے کہا، اور بڑی تیزی سے عمران کو مطلوبہ معلومات مہیا کرنے لگا ۔ عمران اُس کی ایک ایک بات بڑے غور سے سُن رہا تھا ۔ اور انھیں ذہن نشین بھی کرتا جا رہا تھا۔ پھر وہ پروفیسر کے خاموش ہوتے پر بولا تھا۔

"دوسرے جزیرے پر تھریسیا کن اوقات میں جاتی ہے ۔"

"کسی خاص کام کے بغیر وہاں نہیں جاتی ۔"

"کیا اس جزیرے کو اڑن طشتریاں کے اڈے کے علاوہ بھی کسی مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔"

"نہیں ۔ جہاں تک مجھے علم ہے اس جزیرے کو صرف اڑن طشتریاں رکھنے کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے ۔ کبھی نے گراز بھی آجاتے ہیں۔"

"تم زیرو ولینڈ کے معزز شہریوں میں سے ہو یا عام ۔"

"میرے خدا ۔" پروفیسر والٹن ایک بار پھر حیرت زدہ ہوتے ہوئے

بولا تھا۔

"تم واقعی معلومات کی انسائیکلو پیڈیا ہو"——

"میرے سوال کا جواب نہیں ملا"——

"ہاں——میرا شمار وہاں کے معززز اور اہم افراد میں ہوتا ہے"——

"اور تم زیرو لینڈ جا چکے ہو——؟"

"کئی مرتبہ——مگر اب یہ مت پوچھ بیٹھنا کہ زیرو لینڈ کس جگہ واقع ہے!

میں اس کا جواب نہیں دے سکوں گا"——

"ہاں——آں .... اچھا ٹھیک ہے——" عمران نے کسی مصلحت کے تحت کہا تھا "ٹمک بوٹس کی چیکنگ کتنے عرصے بعد کی جاتی ہے——؟"

"ہر دوسرے دن——روزانہ صبح آٹھ بجے سے دس بجے تک چیکنگ کی جاتی ہے اور اس کے بعد وہ واپس لوٹ جاتے ہیں"——

"اڑن طشتریوں کی رینج کتنی ہے——؟"

"وہ دوبارہ فیول لئے بغیر چھ دن تک مسلسل پرواز کر سکتی ہیں"——

"گڈ——تم کتنی مرتبہ زیرو لینڈ جا چکے ہو——؟"

"گنتی ہی نہیں ہے——" پروفیسر والٹن نے کہا "جب مجھے کال کیا جاتا ہے اُسی وقت میں روانہ ہو جاتا ہوں"——

"روانگی کے لئے اڑن طشتریاں استعمال کی جاتی ہیں"——

"ہاں——اڑن طشتریوں کے ہی ذریعے وہاں تک پہنچا جاتا ہے"——

"اگر یہاں سے زیرو لینڈ تک جایا جائے تو کتنا وقت لگے گا——؟"

"وقت ___" پروفیسر والٹن نے عمران کے چہرے کو گھورتے ہوئے کہا" ایک گھنٹے کے اندر ہم زیرو لینڈ پہنچ سکتے ہیں" ___

"ہونہہ ___" عمران نے سر ہلایا ___" کیا تم یہ بات وثوق سے کہہ رہے ہو"

"ہاں ___ بالکل وثوق سے ___ لیکن اگر تم یہ سمجھے ہو کہ اس طرح تم زیرو لینڈ کا پتہ لگا سکو گے تو یہ ناممکن ہے" ___

"پروفیسر ___" عمران نے اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا" میں نے تم سے نہ تو سمت معلوم کی ہے اور نہ ہی جگہ ___ پھر تم کو ایسا خیال کیوں آیا ___؟"

"اس لئے کہ تم وقت کے فاصلے سے بھی زیرو لینڈ کا پتہ لگانے کی کوشش کر سکتے ہو" ___

"ہاں ___ یہ ممکن ہے ___ مگر اس طرح ہمیں یہاں سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر چاروں طرف اُسے تلاش کرنا ہوگا" ___

"یہی میں بتانا چاہتا تھا کہ یہ ناممکن ہے ___" پروفیسر والٹن نے کہا" ہماری خلائی طشتریاں تمہارے تیز سے تیز رفتار طیارے سے بھی کئی گنا تیز رفتاری سے پرواز کرتی ہیں ___ اس طرح تم وقت سے فاصلے کا تعین نہیں کر سکتے" ___

"خیر چھوڑو اسے" ___ عمران نے کہا" یہ بعد کی باتیں ہیں اور سر دست نہ ان سے تعلق ہے اور نہ ضرورت ___ اب تم دوسری طرف آؤ" ___

"کیا مطلب ___؟"

"تم مجھے اپنی یہاں موجودگی کا مطلب بتاؤ گے" عمران اس کا جملہ نظرانداز کرتے ہوئے بولا۔

"میں تمہارا مطلب واقعی نہیں سمجھ سکا"

"تو یوں سمجھ لو کہ میں تم سے تنظیم کی یہاں موجودگی کا مقصد پوچھ رہا ہوں؛" زیرو لینڈ والے کہیں بھی بغیر کسی اہم مقصد کے پڑاؤ نہیں ڈالتے "

"یہ ہمارا سفری ہیڈ کوارٹر ہے" پروفیسر نے عمران سے نظریں چراتے ہوئے کہا "یہاں ہم اپنے دور دراز سفر کرنے والے آدمیوں کو خوراک اور فیول مہیا کرتے ہیں"

"ہونہہ"

عمران نے پروفیسر کے چہرے کے تاثرات پڑھتے ہوئے کہا۔

"میں انتہائی احمق ہوں پروفیسر — اس لئے تمہاری اس بات کو نہیں مانوں گا"

"میں سچ کہہ رہا ہوں — ہماری یہاں موجودگی کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے"

"تم مجھے صرف یہ بتادو کہ یہاں سے کیا چیز لے جائی جا رہی ہے"

"مم .... میرے خدا"

پروفیسر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"ہاں پروفیسر جلدی بتاؤ — کہ تم لوگ یہاں سے کیا چیز نکال کر زیرو لینڈ لے جا رہے ہو — عمران ریوالور کی نال کو اپنے گال سے لگاتے ہوئے بولا۔

"کک ..... کچھ ..... کچھ بھی تو نہیں" ـــــــ

"بتاؤ" ـــــ

عمران غرایا ـــ اور اسی لمحے پروفیسر نے اس پر چھلانگ لگادی، عمران اگر ہوشیار نہ ہوتا تو پہلے ہی ہلّے میں ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل جاتا اور وہ خود بھی پروفیسر کی گرفت میں ہوتا ....."

مگر اس وقت تو پروفیسر فرش پر پڑا اپنا سر جھٹک رہا تھا ـــ لیکن ـــ دوسری چھلانگ لگانے میں بھی اُس نے دیر نہیں لگائی تھی ؛ عمران نے ذرا سا ہٹ کر اس کی پسلیوں پر ٹھوکر لگائی اور وہ کراہتا ہوا دوسری جانب الٹ گیا ـ

"یوں تو یونہی سہی پروفیسر ـــ" عمران سرد لہجے میں بولا ـــ "میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا ـــ اسی طرح خاطر کرتا رہوں گا" ـــ

"میں ..... میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا ـــ" پروفیسر نے ہانپتے ہوئے کہا تھا ـ

"آؤ ـــ آؤ ـــ" عمران اُسے چمکارتے ہوئے بولا ـــ "مجھے قتل کردو پیارے بھائی ـــ بڑے دن سے یہی آرزو دل میں لئے پھر رہا ہوں" ـــــ

جواباً پروفیسر نے اس پر پھر چھلانگ لگائی تھی لیکن اس بار اس نے بڑی ہوشیاری دکھائی تھی اور عمران کوشش کے باوجود اس کی زد میں آئے بغیر نہیں رہا ـــ لیکن ایک ہی جھٹکے میں وہ اچھل کر دور جا گرا ـ

عمران نے اُسے ٹھوکروں پہ رکھ لیا تھا ـ

پے در پے ٹھوکریں ـــ پروفیسر کے منہ سے مغلظات کا طوفان اُبل پڑا ـ

"بکتے رہو"___

عمران اُس کی مرمت کرتے ہوئے بولا:۔

"اس طرح بکنے سے گلا صاف ہوجاتا ہے___ اور گانے میں روکاوٹ نہیں ہوتی!

چند ہی منٹ میں پروفیسر نے ہاتھ پیر ڈال دیئے___ وہ نیم مردہ نظر آرہا تھا۔ آنکھیں اس طرح بند نظر آرہی تھیں جیسے بہت زیادہ چڑھا گیا ہو___ منہ اور ناک سے بہنے والا خون اس کے کپڑوں کو رنگین بنارہا تھا___

"ہاں پروفیسر بتاؤ___ تم لوگ یہاں سے کیا لے جارہے ہو___؟"

"یورنیم..." پروفیسر نے مردہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"بس___ یا اور کچھ"___

"یورنیم اور ایک قسم کی گیس___ یہ دونوں چیزیں ہمیں یہاں ملی ہیں اور اسی کی خاطر ہم لوگ یہاں پر رہ رہے ہیں"___

"یہ کام تم لوگ کتنے عرصے سے کر رہے ہو___؟"

"چھ ماہ سے"___

"کتنا یورنیم لے جاچکے ہو___؟"

"دونوں چیزوں کی مقدار کا مجھے علم نہیں ہے___ یہ کام تقریباً کا ہے۔"

"یورنیم اور گیس___ دونوں اسی جزیرے پر ہیں___؟"

"نہیں دوسرے جزیرے پر"___

"پھر___ مزدوروں اور اغوا شدہ افراد کو یہاں کیوں رکھا جاتا ہے___؟"

"جنگلی___" پروفیسر ٹھنڈی سانس بھر کر بولا "دوسرے جزیرے پر جنگلیوں

کا خطرہ ہے"۔۔۔

"میں سمجھا نہیں"۔۔۔ عمران نے الجھ کر کہا۔

"دوسرا جزیرہ آدم خور جنگلیوں سے بھرا پڑا ہے۔ دن میں تو ہم ان لوگوں سے حفاظت کر لیتے ہیں۔۔۔ مگر رات میں نہیں کر سکتے اس لئے مزدوروں اور اغوا شدہ افراد کو یہاں رکھا جاتا ہے"۔۔۔

"دن میں کس طرح حفاظت کی جاتی ہے۔۔۔"

"درختوں اور پہاڑیوں پر ہمارے آدمیوں کی مورچہ بندی ہوتی ہے اس طرح میلوں دور تک کی نگرانی ہو جاتی ہے"۔۔۔

"کیا رات کو اس جگہ کوئی نہیں ہوتا۔ جہاں سے دونوں چیزیں حاصل کی جاتی ہیں۔۔۔"

"وہاں رات کو صرف محافظ عملے کے افراد رہ جاتے ہیں"۔۔۔

"کیا ان کو جنگلیوں سے خطرہ نہیں ہوتا۔۔۔"

"ہوتا ہے۔۔۔ مگر وہاں چھ پکی عمارتیں بنی ہوئی ہیں اور پورے پلانٹ کے گرد ایک فرلانگ کا فاصلہ دے کر تاروں کی باڑھ بنائی گئی ہے رات کو ان میں کرنٹ چھوڑ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے نہ تو وہ اندر والوں کو کوئی نقصان پہنچا پاتے ہیں اور نہ ہی وہاں پر موجود تنصیبات کو تباہ کر سکتے ہیں"۔۔۔

"جنگلیوں کے تیر آگ بھی لگا دیا کرتے ہیں پروفیسر"۔۔۔

"ہاں۔۔۔ لیکن وہاں اس چیز کا خیال رکھا گیا ہے۔۔۔ تنصیبات اور عمارتوں کو اس ڈھنگ سے بنایا گیا ہے کہ آگ ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔۔۔ اور نہ ہی

معمولی دھماکے ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں "——

" ہوں ہہ "——

عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

" تم ان جنگلیوں کو بڑی آسانی سے ختم کر سکتے تھے — ایسا کیوں نہیں کیا — "

" پتہ نہیں —" پروفیسر نے کہا —" یہ تھریسیا ہی جان سکتی ہے "——

" مجھے اس جگہ کا نقشہ مہیا کر سکو گے "——

" نہیں — اس قسم کے تمام نقشے تھریسیا کی تحویل میں رہتے ہیں "——

" تم لوگ آپس میں رابطہ کس طرح قائم کرتے ہو "——

" ٹرانسمیٹروں پر "——

" فریکوئینسی "——

" اس کی کوئی فریکوئینسی نہیں ہے — کیونکہ وہ تم لوگوں کے ٹرانسمیٹروں سے قطعی مختلف انداز میں بنائے گئے ہیں "——

" سنہرا اسفنج "——

عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

" میرے خدا —" پروفیسر ایک بار پھر حیرت زدہ لہجے میں بولا —" تم آدمی نہیں شیطان ہو عمران — میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم کو اور کسقدر معلومات حاصل ہیں اور اُن کے ذرائع معلومات کیا ہیں "——

" میں بہت کچھ جانتا ہوں پروفیسر "——

"یقیناً ــــ تمہاری گفتگو سے یہی پتہ چلتا ہے" پروفیسر کراہ کر بولا "جب تھریسیا نے مجھ سے کہا تھا کہ تم خطرناک آدمی ہو تو میں نے یقین نہیں کیا تھا تمہارے حالات اور تمہاری صورت بتا رہی تھی کہ تم بیوقوف اور پرلے سرے کے گدھے ہو کسی عقلمندی کی تم سے توقع فضول ہے"ــــ

"تم اب بھی مجھے پرلے سرے کا گدھا سمجھ سکتے ہو" ــــ عمران مسکرا کر بولا:
ــــ"چاہو تو ورلے سرے کا بھی سمجھ سکتے ہو"ــــ

"تھریسیا ٹھیک کہہ رہی تھی" ــــ پروفیسر نے اسطرح کہا جیسے خود سے مخاطب رہا ہو؛

"تم کو احمق سمجھنے والے خود احمق ہیں"ــــ

"چلو ایک عقل مندی کی بات تو تم نے کی"ــــ

"نہیں میں بھی احمق ہوں ــــ احمق نہ ہوتا تو تھریسیا کی ہدایت کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرتا"ــــ

"وہ کیا ــــ"؟

"تھریسیا نے کہا تھا کہ جب تمہارا سامنا ہو تو آنکھیں اور کان کھلے اور اعصاب کو قابو میں رکھ کر بات کروں ــــ ورنہ ذرا سی غفلت کی سزا موت ہی کی صورت میں بھگتنی پڑے گی"ــــ

"خیر چھوڑو اسے" ــــ عمران نے کہا ــــ "آؤ اٹھو ــــ وقت کم ہے اور کام زیادہ"ــــ

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا"ــــ

"سمجھ لوگے ۔۔۔" عمران نے اُسے اُٹھا کر ایک کرسی پر ڈالتے ہوئے کہا :
"ہاں ۔۔۔ تم کیا پینا پسند کروگے ۔۔۔ برانڈی ۔۔۔ وہسکی یا کچھ اور" ۔۔۔
"برانڈی ۔۔۔ بائیں جانب والی الماری میں ہے" ۔۔۔
عمران نے الماری سے بوتل نکال کر پروفیسر کو تھما دی اور خود دوسری کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا :۔
"اب ہم یہاں سے اس جگہ چلیں گے پروفیسر جہاں میرے ساتھی قید ہیں اور وہاں سے پھر اس جگہ جہاں پتّھر توڑے جا رہے تھے ۔۔۔ میں ان پتّھروں کو دیکھنا چاہتا ہوں" ۔
پروفیسر نے جواباً کچھ نہیں کہا تھا ۔۔۔ بس خاموشی سے بوتل منہ سے لگا کر برانڈی کے گھونٹ بھرتا رہا ؛
بیس پچیس منٹ بعد وہ اس قابل ہو سکا تھا کہ اُٹھ کر چل سکے ؛

○

کچھ دیر بعد وہ اس راہداری میں نظر آئے جہاں اُس کا کمرہ تھا
کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچکر عمران اس مخصوص ٹائل کے اوپر
کھڑا ہوگیا - جس کے دبنے سے دروازہ کُھل جاتا تھا۔
پروفیسر نے عمران کی اس حرکت پر بھی حیرت کا اظہار کیا تھا دروازہ
کھول کر وہ اندر داخل ہو گئے

صفدر، صدیقی، خاور، جولیا اور شاہدہ، عمران پروفیسر والٹن کو اس
طرح دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی تھیں لیکن عمران نے ان کو تفصیلات
نہیں بتائیں، صفدر کو والٹن کی نگرانی کا اشارہ کرتا ہوا وہ آتشدان کی طرف
چلا گیا پھر اسٹول رکھ کر وہ کھڑا ہوا اور پروفیسر کو پکارنے لگا پروفیسر

شاید اس کے کمرے کی آوازیں سنکر اس طرف جھانکنے کا ارادہ کر رہا تھا اس لئے کہ جیسے ہی عمران نے آواز دی وہ سامنے آگیا تھا، عمران نے بڑی تیزی سے اُسے تفصیلات سے باخبر کیا تھا۔

"میں تمہاری طرف آرہا ہوں"——

پروفیسر ڈگلس نے کہا اور ہٹ گیا۔ چند لمحے بعد ہی وہ والٹن کے سامنے کھڑا ہوا اُسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اب میں تم سے سمجھ لوں گا پروفیسر والٹن"——

جواباً والٹن خون کے سے گھونٹ پی کر رہ گیا تھا اس کا بس چلتا تو وہ اس بجلے پر ڈگلس کے ٹکڑے کر دیتا۔

"میں چل رہا ہوں پروفیسر——" عمران نے پروفیسر ڈگلس سے کہا—"تم اگر چاہو تو میرے ساتھ چل سکتے ہو"——

"کیا تم تنہا جاؤ گے——؟"

"نہیں—— میں یہاں سے صفدر اور صدیقی کو ساتھ لے جاؤں گا"——

"ٹھیک ہے—— میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا"——

پروفیسر ڈگلس نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا اور عمران سر ہلا کر رہ گیا——

"پروفیسر والٹن کو یہاں پر ہی چھوڑنا ہے——؟" صفدر نے پوچھا۔

"نہیں تم لوگ چند منٹ یہاں رکو—— میں پروفیسر والٹن کو چھوڑ کر آتا ہوں"—— عمران نے پستول سے پروفیسر والٹن کو اشارہ کرتے ہوئے کہا اور

عقاب کی تصویر کو دبا کر دروازہ کھول کر وہ باہر آگئے؛

"اب تم مجھے اس طرف لے کر چلو گے جس طرف پتھر توڑنے جانے کا کام اغوا شدہ افراد سے لیا جاتا ہے۔" عمران نے آتشی ریوالور سے پروفیسر والٹن کو ٹھوکا دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں ـــ؟"

"میں ٹھنڈی ہوا اور کھلی فضا میں بیٹھ کر تھریسیا سے پیار کرنے کے طریقے سوچوں گا" ـــ

"اوہ" ـــ

پروفیسر کچھ اور نہ کہہ سکا ـــ البتہ اسکے قدم اب بھی بڑی تیزی سے اٹھ رہے تھے اور آنکھوں میں الجھنیں تیر رہی تھیں۔

ٹیڑھے میڑھے راستوں اور ایک سرنگ سے گذر کر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں اغوا شدہ افراد سے بیگار لی جاتی تھی؛ عمران نے سر اٹھا کر دیکھا اوپر گہری تاریکی مسلط تھی ـــ وہ پروفیسر والٹن کی طرف مڑا۔

"پروفیسر اس دھند کے بارے میں کیا خیال ہے جو اوپر پھیلائی گئی ہے؟"

"کیا مطلب ـــ؟"

"مطلب یہ کہ اگر اس دھند میں مزید اضافہ ہو جائے تو کیسا رہے گا"

"یعنی ..... یعنی ..... تم مجھے قتل کر دو گے ......" پروفیسر والٹن عمران کا مطلب سمجھ کر خوفزدہ لہجے میں بولا تھا۔

"ہاں ـــ ہم تمہارا بوجھ ساتھ لئے نہیں پھر سکتے" ـــ

"تم .... تم ایسا نہیں کر سکتے"۔۔۔۔

پروفیسر ہکلایا تھا۔

"نہیں کروں گا"۔۔ عمران نے کہا۔"بشرطیکہ تم مجھے زیرو لینڈ کا پتہ بتا دو"۔۔۔۔

"نہیں ۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں زیرو لینڈ سے واقف نہیں ہوں"۔ پروفیسر گڑگڑاتا ہوا بولا ۔"اڑن طشتری میں بیٹھ کر پائلٹ کے علاوہ دوسرا کوئی فرد اس کے باہر نہیں دیکھ سکتا"۔۔۔۔

"تو پھر تم ہمارے لئے بیکار ہو"۔۔۔۔

عمران نے کہا اور پروفیسر کے گڑگڑانے کے باوجود اس نے ٹریگر دبا دیا دوسرے ہی لمحے دھوئیں کا ایک بادل فضا میں بلند ہوا اور اوپر اٹھتا چلا گیا تھا۔

عمران پلٹ پڑا۔

اب وہ بڑی تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔ پروفیسر والٹن کو ختم کرنے میں اس کی ایک مصلحت تھی۔ اگر وہ پروفیسر کو ختم نہ کرتا تو وہ کسی بھی لمحے اس کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا تھا۔ ظاہر ہے جو فرد دو مرتبہ غداری کر سکتا ہے وہ تیسری مرتبہ بھی غداری کر سکتا ہے۔۔۔ اور عمران اس قسم کا کوئی رسک لینے کے لئے تیار نہیں تھا۔۔۔ وہ تیزی سے سرنگ میں آگے بڑھ رہا تھا۔

دفعتاً وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔۔۔۔ سرنگ کے دہانے کی طرف سے کسی قسم

کی آوازیں اُبھری تھیں؛

عمران دیوار سے چپک کر ان آوازوں کو سننے کی کوشش کرنے لگا۔ یہ قدموں کی آہٹیں تھیں جو دم بہ دم قریب آتی جا رہی تھیں؛

پھر وہ سامنے آ گئے ـــــ

یہ دو افراد تھے ـ دو سیاہ پوش ـ جو باتیں کرتے اسی طرف چلے آ رہے تھے ـ عمران نے سانس تک روک لیا ـ وہ دونوں سرنگ میں داخل ہو چکے تھے پھر وہ اسکے قریب سے گذر گئے ـ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اطمینان کا سانس لیتا دونوں سیاہ پوش چلتے چلتے ٹھٹک کر رک گئے ـ اسکے ساتھ ہی ان دونوں کے ہاتھ جیبوں کی طرف بڑھے تھے؛

پھر جس تیزی سے ان کے ہاتھ ریوالوروں سمیت جیبوں سے باہر آئے تھے اُسی تیزی سے وہ پلٹے بھی تھے ــــ اور دونوں ریوالوروں کا رُخ عمران کی جانب تھا؛ ــــ

جولیا بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔

بقیہ افراد یا تو مسہریوں پر بیٹھے تھے یا کھڑے ہوئے تھے۔ کمرے میں اب ایک کی بجائے دو مسہریاں تھیں ان میں ایک کا اضافہ جولیا وغیرہ کی آمد کے بعد ہی ہوا تھا۔

"پتہ نہیں عمران والٹن کے ساتھ کہاں گیا ہے ـــ" پروفیسر ڈگلس نے بڑبڑا کر کہا ـــ

"والٹن کو قید کرنے گئے ہوں گے"۔ تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اس نے کہا تھا کہ میں پروفیسر کو چھوڑ کر آ رہا ہوں ـــ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ پروفیسر والٹن پر اعتماد کرنے لگا ہے ـــ"

"اگر اعتماد کر رہا ہے تو اس سے کیا فرق پڑے گا پروفیسر ——؟"

"بہت بڑا فرق پڑے گا ——" پروفیسر ڈگلس نے بے چینی سے کہا تھا —— "پروفیسر والٹن پر اعتماد کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی زخمی سانپ پر رحم کھا کر اپنی آستین میں بٹھا لینا ——"

"اوہ ——"

جولیا کی بے چینی اور بڑھ گئی تھی جسے شاہدہ نے معنی خیز انداز میں دیکھا تھا ——

"کیا پروفیسر والٹن زیرو لینڈ کے بارے میں کچھ جانتا ہے پروفیسر ——"

"ہاں ——" پروفیسر ڈگلس نے صفدر کی طرف مڑتے ہوئے کہا "وہ بھی زیرو لینڈ کے بارے میں اتنی ہی معلومات رکھتا ہے جتنی تھریسیا رکھتی ہے —— اُس کا شمار معززین اور حکام میں کیا جاتا ہے ——"

"تب پھر عمران پروفیسر والٹن کو لے کر کسی مقصد ہی کے تحت گیا ہے؟"

صفدر نے کہا —— "وہ اتنا بے وقوف نہیں ہے کہ اس پر اعتماد کر لے ——"

"پروفیسر والٹن بہت بڑا چرب زبان بھی ہے ——"

"پروفیسر ——" صفدر نے کہا "تم عمران کو نہیں جانتے —— وہ دنیا کا سب سے بڑا احمق بھی کہلاتا ہے اور سب سے بڑا عقلمند بھی —— کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اسکی کس حماقت میں کیا راز پنہاں ہے ——"

"تم لوگ اس کے ساتھ کافی عرصے سے کام کر رہے ہو ——" ڈگلس نے کہا "مجھے بتاؤ —— کیا وہ ہمیشہ اسی طرح احمق بنا رہتا ہے ——"

"اسے وہ اپنا پیدائشی حق کہتا ہے پروفیسر"۔

"یعنی وہ ہمیشہ ہی سے ایسا ہے ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔ یہ بات نہ ہوتی تو اُس کا باپ اُسے گھر سے کیوں نکالتا"۔

"تم ڈی، جی رحمان کی بات کر رہے ہو ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔ انہوں نے اس کی حماقتوں سے تنگ آکر اُسے گھر سے نکالا تھا

"افسوس ۔۔۔" ڈگلس نے تاسف سے کہا "ڈی جی رحمان جیسا شخص بھی اس کی صلاحیتوں کا اندازہ نہیں لگا سکا ۔۔۔"

"پتہ نہیں" صفدر نے شانے اچکا کر کہا ۔۔۔ "ڈی جی رحمان حقیقتاً اس کی صلاحیتوں سے ناواقف ہیں یا جان بوجھ کر ناواقف بنے ہوئے ہیں" ۔۔۔

"نہ جانے وہ اب کتنی دیر میں لوٹے ۔۔۔؟"

"اگر آپ اس کی طرف سے فکر مند ہیں تو پرسکون ہو جایئے۔ اس احمق آدمی پر کوئی بھی قابو نہیں پا سکتا" صفدر نے کہا ۔۔۔ "اب یہی دیکھ لو کہ تھریسیا ہی کی طرح کا اہم آدمی اس کے قبضے میں آگیا؛ حالانکہ وہ خود قیدی تھا اور بے بس بھی" ۔۔۔

"اس نے والٹن کی بجائے اگر تھریسیا پر قبضہ کیا ہوتا تو یہ بات ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند ثابت ہو سکتی تھی" ۔۔۔

"تھریسیا" ۔۔۔

صفدر کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"پروفیسر اس بات کو ہمیشہ کے لئے نوٹ کر لو کہ جہاں عمران یا تھریسیا

کا مقابلہ ہوگا وہ ان دونوں کا ایک دوسرے پر کبھی ہاتھ نہیں اُٹھے گا" ۔

"میں نے بھی یہی بات محسوس کی ہے" ۔

"بس تو پھر عمران نے پروفیسر والٹن پر ہاتھ ڈال کر صحیح قدم اٹھایا ہے اور اب ہمیں اس کی آمد کا انتظار کرنا چاہیئے" ۔

"اس کے سوا چارہ بھی کیا ہے" ۔

لیکن اس سے پہلے کہ ان دونوں کے ریوالوروں کے ٹریگر دبتے عمران کی انگلی ریوالور کے ٹریگر پر دو مرتبہ دبی اور سُرنگ کا یہ حصہ دھوئیں سے بھر گیا۔ عمران اب بھی اسی طرح دیوار سے چپکا ہُوا تھا اور ماتھے پر پسینے کی اَن گنت بوندیں تھیں!

کچھ دیر بعد دھواں صاف ہو گیا۔

اب عمران وہاں کا جائزہ لے سکتا تھا۔ وہ چند لمحے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کرتا رہا پھر زمین پر جُھک گیا۔

چند لمحے بعد جب وہ اٹھا تو اس کے ہاتھ میں دو آتشی ریوالور تھے، وہی دونوں ریوالور جو ان دو سیاہ پوشوں نے اپنی جیبوں سے نکالے تھے۔ اب وہ

تیزی سے سرنگ کے دہانے کی جانب دوڑ رہا تھا۔

دہانے پر پہنچ کر وہ رُک گیا۔

اب وہ دوسری طرف کا جائزہ لے رہا تھا۔ راہ داری ویران پڑی تھی؛ دور تک کوئی متنفس نظر نہیں آ رہا تھا۔ بس ہلکی ہلکی روشنی وہاں پھیلی ہوئی تھی؛

وہ دونوں ہاتھوں میں ریوالور لیئے آگے بڑھنے لگا۔ ویسے اب وہ ہر قسم کے خطرات سے نمٹنے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ ہر آہٹ پر وہ ٹھٹھک جاتا۔ ان آتشی ریوالوروں کی کارکردگی وہ دیکھ ہی چکا تھا اور اُسے اپنا یہ انجام ہرگز پسند نہیں تھا۔۔۔ وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کا رُخ اس گیلری کی طرف تھا جس میں بنے ہوئے کمروں میں اسکے ساتھی بند تھے۔۔۔

چند منٹ بعد وہ اس کمرے کے اندر تھا۔۔۔ پروفیسر ڈگلس اُسے دیکھتے ہی اس کے قریب آیا تھا۔

"والٹن کو کہاں چھوڑ آئے ہو۔۔۔؟"

"اس نے میرا وفادار رہنے کا وعدہ کر لیا تھا اس لئے اُسے منزل تک پہنچا کر اس طرف آیا ہوں"۔۔۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا تم نے اُسے چھوڑ دیا۔۔۔؟"

"ہاں اور کیا کرتا۔۔۔" عمران نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "ہم اُسے کہاں ساتھ ساتھ لیئے پھرتے۔۔۔؟"

"میں نہیں مان سکتا کہ تم نے اُسے چھوڑ دیا ہوگا۔۔۔؟"

"نہ مانو — میری صحت پر اس کا کیا اثر پڑے گا —"

"عمران مذاق نہیں — میں سچ کہہ رہا ہوں — اگر تم نے والٹن کو چھوڑ دیا تو اب ہم کبھی یہاں سے فرار کے منصوبے پر عمل نہیں کر سکیں گے" —

"اسے جاؤ — اب کیا وہ آسمان سے واپس آکر ہمارے منصوبے میں وہ اٹکائے گا — کیا کہتے ہیں اُسے ...." سر کو ایک انگلی سے ٹھوکا دیتے ہوئے عمران بولا — "اسے وہی جوڑ ..... گھوڑا ..... تن نہیں ... کچھ اور ہی کہتے ہیں ..... سکڑا ...."

"روڑا —" صفدر نے کہا۔

"ہاں؛ خدا تمہارا بھلا کرے روڑا .... روڑا — اس سلیمان کے بچے نے میری یادداشت کو دال کھلا کھلا کر چوپٹ کر دیا ہے ؛ ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا .... لاحول ولاقوۃ .... پھر بھول گیا" وہ پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوتے بولا

"والٹن کے بارے میں کچھ کہہ رہے تھے" جولیا نے تیزی سے کہا۔

"ہاں آگیا یاد — پروفیسر ڈگلس وہ اب اس وقت تک ہمارے منصوبے میں روڑے اٹکانے نہیں آسکتا جب تک میں ایک ایسا پستول نہ ایجاد کرلوں جس کو دھوئیں پر فائر کرنے سے دھواں واپس انسانی شکل میں ڈھل سکے" —

"میرے خدا — کیا تم نے اُسے ختم کر دیا —" پروفیسر نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں — اور کیا کرتا —"

" وہ ہمارے کام آسکتا تھا۔ بہتیری معلومات اس سے حاصل کی جا سکتی تھیں "۔

" اب مجھے کیا معلوم پروفیسر" عمران نے احمقوں کی طرح منہ کھولتے ہوئے کہا۔

" میں نے تو ان کو ڈرانے کے لئے فائر کرنا چاہا تھا مگر کیا کیا جائے، جیسے ہی میں نے ٹریگر دبایا۔۔۔ وہ نیلے شعلے کے ساتھ ہی خود بھی دھواں بن کر فضا میں منتشر ہوگیا۔۔۔۔ گگ۔۔۔۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم جادو نگری میں آپھنسے ہوں "۔

" میں نہیں سمجھ سکتا۔۔۔۔" پروفیسر ڈگلس نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا " تم نے کس مصلحت کے تحت والٹن کو ختم کیا ہے "۔

" نہیں سمجھ سکے نہ" عمران خوش ہو کر بولا " میرا بھی یہی خیال تھا "۔

" عمران۔۔۔ میں اس کی طرف سے فکر مند ہوں "۔

" تو آؤ میرے ساتھ۔۔۔ میں تمہاری فکر دور کئے دیتا ہوں "۔

عمران نے کہا، پھر صفدر جولیا اور شاہدہ کی طرف مڑتے ہوئے بولا:

" صفدر میرے ساتھ جا رہا ہے۔۔۔ میرے بعد خاور اور جولیا پارٹی کے لیڈر ہوں گے۔ جو جولیا کہے وہی کرنا۔۔۔ یہ پستول لو" عمران نے دو لوتوں سیاہ پوشوں والے پستول جولیا اور خاور کو دیتے ہوئے کہا۔

" یہ تمہارے کام آئیں گے۔۔۔ مگر ہاتھ پیر اور اپنے آدمیوں کو بچا کر فائر کرنا۔ کہیں اپنے ہی کسی ساتھی کو دھواں بنا کر اڑا دو "۔

"اوہ" ان کے ہونٹ سکڑ گئے۔

"بقیہ تفصیل شاہدہ بتا دے گی" عمران نے کہا اور پھر صفدر اور ڈگلس کو لیکر کمرے سے باہر نکل گیا۔ لیکن دروازہ بند ہونے سے قبل وہ پلٹتے ہوئے بولا تھا۔

"تم سے ہمارے بارے میں پوچھ گچھ ہو تو کہدینا کہ دو سیاہ پوش ڈگلس کے ہمراہ آئے تھے وہی ہم کو لے گئے ہیں۔ ٹھیک ہے۔"

"ہاں"

جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ عمران باہر نکل گیا اور دروازہ بند ہو گیا اب وہ کمروں والی گیلری سے نکل کر ایک طویل راہداری میں چل رہے تھے۔ اس راہداری میں دور تک نہ ہی کوئی کمرہ تھا اور نہ ہی کسی کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا، دیواروں پر نمبر بھی نہیں تھے۔ جس کی وجہ سے وہ یہاں کمروں کی موجودگی محسوس کر سکتے۔

وہ محتاط قدموں سے چلتے رہے۔ اب ایک آتشی پستول عمران کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا وہ پستول جو سب سے پہلے سرنگ میں گرفتاری کے وقت عمران نے بڑی حفاظت سے پنڈلی میں باندھ لیا تھا صفدر کو تھما دیا اب وہ .... پروفیسر ڈگلس کی ہمراہی میں بڑی تیزی سے چل رہے تھے!

"عمران تمہارا رُخ کس طرف ہے" پروفیسر ڈگلس نے سرگوشی میں پوچھا

"ایٹمک بوٹس"۔ عمران نے اسی لہجے میں جواب دیا۔" ہم ایٹمک بوٹس حاصل کرنے جا رہے ہیں ۔ اور وہاں سے پھر دوسرے جزیرے تک چلیں گے۔"

"ٹھیک ۔" پروفیسر نے سر ہلا دیا۔" ایٹمک بوٹس کے ذریعے ہم جزیرے تک آسانی سے پہنچکر اڑن طشتریوں کو حاصل کر سکتے ہیں"

" وہاں پر صرف دس آدمی اور ایک دو بوٹس ہی رہتے ہیں نا ۔"

" ہاں ۔ کیوں ۔"

" کیا تم کو علم نہیں ہے پروفیسر کہ اس دوسرے جزیرے پر تمہاری تنظیم کے افراد کام کر رہے ہیں ۔"

" نہیں ۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا ۔"

" یا تو تم بن رہے ہو ۔ پروفیسر ۔ اور یا ......"

عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا ۔ راہداری کے دوسری طرف سے قدموں چاپ سنائی دی تھی ۔ آنے والے دو سے بھی زیادہ معلوم ہوتے تھے ۔ وہ لوگ بے ساختہ بائیں جانب کی دیوار سے جا لگے ۔

دو گز کے فاصلے پر آنے والا موڑ بھی بائیں جانب ہی مڑا تھا ۔ عمران ریوالور لیئے آنے والوں کا انتظار کرنے لگا ۔

ملاحظہ فرمایئے ۔ اس ناول کے پہلے حصے " آئرن ماسک " ڈارک آئی لینڈ "
مصنف :۔ ایس قریشی ۔

قدموں کی چاپ لمحہ بہ لمحہ قریب آتی جا رہی تھی ؛ قریب .....
اور قریب .... اور قریب .....

ان تینوں نے اپنا سانس تک روک لیا اب وہ ان کے باتیں کرنے کی آوازیں بھی سن سکتے تھے ۔ دفعتاً وہ موڑ عبور کر کے ان کے سامنے آ گئے اور ٹھٹھک کر اسی جگہ رک گئے ۔ ان کے منہ حیرت سے کھلے کے کھلے رہ گئے تھے اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں ؛

"بس اگر آواز نکالی تو رسوا بنا دوں گا ۔"

"عمران ریوالور کی نال ان کے چہروں کی جانب اٹھاتا ہوا سرد لہجے میں بولا ..... ان تینوں میں سے کسی ایک کے منہ سے بھی کچھ نہیں نکل سکا تھا ۔

"پیچھے مڑو اور چپ چاپ چلتے رہو ۔" عمران پھر بولا ۔ "اس وقت تک چلتے رہو جب تک تم لوگوں کو رکنے کا اشارہ نہ ملے ۔"

"تت .... تم پچھتاؤ گے ۔" ان میں سے ایک تھوک نگلتے ہوئے بولا

"ایک لفظ بھی زبان سے نکالا تو ......" جملہ پورا کئے بغیر ہی اس نے ریوالور کی نال ان کی طرف کر کے ٹریگر پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا ۔

"نن .... نہیں ۔" وہ دہشت سے بول پڑے ۔ "ہم .... ہم وہی کریں گے جو تم کہو گے .... جو تم کہو گے .... ہاں ۔"

"بس تو خاموشی سے چلتے رہو ۔" وہ ایک جھٹکے سے مڑے اور آہستہ آہستہ اسی جانب بڑھنے لگے جس طرف سے آئے تھے ۔"

"آؤ" عمران نے پروفیسر اور صفدر سے کہا اور ان تینوں کے عقب میں چلنے لگا۔

"انہیں ختم کردو عمران" ڈگلس نے عمران کے کان میں سرگوشی کی "انہوں نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ تمہارے ہاتھ سے بچتے ہی تھریسیا کے پاس دوڑیں گے"

"تم بھی خاموش رہو پروفیسر"

عمران کے منہ سے نکلا اور پروفیسر اچھل کر دو قدم پیچھے ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت کا اظہار کر رہی تھیں۔ عمران کا لہجہ۔ درندے بھی اس طرح نہیں غرا سکتے۔ ان کے لہجے میں بھی ایسی خونخواری نہیں ہوتی جو عمران کے لہجے میں تھی۔

"بس خاموشی سے چلتے رہو پروفیسر ڈگلس" صفدر نے کہا۔

"مم...... مگر یہ...... عمران......" وہ حیرت سے لڑکھڑاتے لہجے میں بولا

"ہاں وہ عمران ہی ہے کوئی درندہ نہیں" صفدر نے کہا۔ "لیکن اس وقت اگر درندہ بھی اس کے سامنے آجائے تو دم دبا کر وہی کرے گا جو عمران چاہے گا"

"اس کا یہ روپ بیحد نرالا اور خطرناک ہے۔ وہ لہجہ..." پروفیسر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے بولا۔ "اُف میرے خدا۔ بس یہی معلوم ہوا جیسے وہ عمران کی نہیں کسی درندے کی غراہٹ ہو۔ خون کے پیاسے درندے کی"

"اس کا یہی روپ نہیں۔ ہر روپ نرالا اور خطرناک ہوتا ہے پروفیسر کوئی نہیں جانتا کہ کب اس کا موڈ کتنا خطرناک ہے" صفدر نے عمران کے پیچھے اور

پروفیسر ڈگلس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا " میں نے عمران کو ہنس ہنس کر مجرموں کی گردنیں توڑتے دیکھا ہے "

" یقیناً ایسا ہوگا " پروفیسر ڈگلس نے کہا " جو شخص تھریسیا سے ٹکرانے کی ہمت رکھتا ہو اور پروفیسر والٹن جیسے آدمی کو معمولی انسانوں کی طرح ہانک سکتا ہو وہ دنیا کا ہر کام کر سکتا ہے "

" اچھا خیر۔ اب ہمیں خاموش رہنا چاہیئے " صفدر نے کہا اور خاموش ہوگیا ؛ انکے قدم اب تیزی سے اٹھ رہے تھے۔ لیکن چلنے کا انداز اب بھی بے آواز ہی تھا ؛ عمران کی ہی ہدایت پر وہ تینوں سیاہ پوش بھی دبے قدموں چل رہے تھے۔ کئی موڑ اور راہداریاں عبور کرکے عمران ان کو اس جگہ لے آیا جہاں اس سرنگ نما دراڑ کا دہانہ تھا جس میں سے گذر کر وہ پتھر توڑنے والے حصے میں نکلے تھے ؛ وہ تینوں سیاہ پوش دہانے کے پاس پہنچ کر رک گئے۔

" کیوں ۔ آگے کیوں نہیں بڑھتے " عمران غرایا۔

" جج .... جناب اس سے آگے جانا ہمارے لئے حکم کی خلاف ورزی کے مترادف ہے "

" کیا مطلب ۔ ؟ "

" مادام کا حکم ۔ ہماری حدود یہاں ختم ہو جاتی ہیں اس سے آگے جانے کی ہمیں قطعاً اجازت نہیں ہے "

" ہم .... اچھا .... " عمران نے سر ہلایا " تم لوگ اپنے جسموں سے یہ سیاہ لباس اور جوتے اتار دو ۔ جلدی کرو " عمران غرایا .... ان تینوں کو وہی کرنا

پڑا جو عمران چاہتا تھا ؛ اب وہ ننگے پیر تھے اور جسموں پر صرف ان کے کپڑے رہ گئے تھے۔ سیاہ لباس اور ان کے جوتے فرش پر پڑے تھے۔

"اب سرنگ کے داہنے کی طرف منہ کر کے اس کے قریب کھڑے ہو جاؤ۔"

وہ چند لمحے تذبذب کے عالم میں کھڑے رہے تھے ؛ پھر عمران کی دوسری غراہٹ نے ان کو حکم کی تعمیل پر مجبور کر دیا تھا۔

"یہ لباس تم دونوں پہن لو" عمران نے صفدر اور پروفیسر کو اشارہ کیا۔ وہ دونوں عمران کا مقصد چونکہ پہلے ہی سمجھ گئے تھے اس لئے بڑی تیزی سے انہوں نے وہ جوتے اور لباس پہن لیا۔

"گڈ" عمران نے کہا۔ پھر صفدر کے ہاتھ سے اس کا ریوالور لیتا ہوا بولا۔ "ان کی تلاشی لو ۔۔۔ اور آتشی ریوالور نکال لو"

"بہتر ۔۔۔" صفدر نے آگے بڑھ کر ان تینوں کے لباسوں سے تین آتشی ریوالور اور ایک ٹرانسمیٹر برآمد کر لیا۔ دوسری چیزیں انکی جیبوں ہی میں رہنے دیں۔

"ادھر آجاؤ" عمران نے اُسے اشارہ کیا پھر جیسے ہی وہ عمران کے قریب پہنچا۔ عمران کے ہاتھوں میں دبے ہوئے دونوں ریوالوروں کے ٹریگر دب گئے نیلگوں روشنی کا جھماکا ہوا اور وہ تینوں ہی یکے بعد دیگرے سفید رنگ کے دھوئیں میں تبدیل ہو کر فضا میں منتشر ہو گئے۔

"میرے خدا" صفدر کے منہ سے نکلا۔

"بس آگے کچھ نہیں" عمران نے جلد جلد سیاہ لباس اور جوتے پہنتے ہوئے کہا۔ اور وہ ایک بار پھر راہداری میں دوڑنے لگے۔ تیز تیز قدموں سے بیس منٹ

بعد وہ ایک کمرے کے دروازے پر کھڑے اس کے شیشوں والے دروازے سے اندر جھانک رہے تھے۔ کمرے میں کل پانچ افراد تھے اور ان پانچ میں سے چار کے پاس آتشی پستول تھے جبکہ پانچویں کے پاس ایک مشین گن سے ملتی جلتی گن تھی۔

"عمران۔ یہ گن ہمیں حاصل کرنی ہے۔" پروفیسر ڈگلس نے کپکپاتے لہجے میں کہا "اس گن کے ملنے پر ہمارے ہاتھ بے حد مضبوط ہو جائیں گے۔"

"ہونہہ"۔ عمران نے کہا۔ اور اندر جھانکنے لگا۔ اس کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ان پانچوں کو ٹھکانے لگانا آسان کام ہرگز نہیں ہو گا۔ اسلئے کہ کمرے میں وہ جس انداز میں بیٹھے تھے اس انداز میں ان پر حملہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اگر وہ حملہ کر بھی دیتے تب بھی جوابی حملے میں ان میں سے ایک دو ختم ہو جاتے۔

ایک سیاہ پوش کمرے کے سامنے والے شیشوں میں سرخ رنگ کے ایک پہیے کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرا سیاہ پوش اس سے چھ فٹ کے فاصلے پر ایک کمپیوٹر سے ملتی جلتی مشین پر بیٹھا اُسے آپریٹ کر رہا تھا۔ بقیہ دو ایک چوڑے سے اسکرین کے پاس بیٹھے تیزی سے اسکرین سے منسلک مشین پر کچھ ٹائپ کر رہے تھے جبکہ پانچواں سیاہ پوش مشین گن سے ملتی جلتی گن کو کندھے سے لٹکائے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اُن چاروں کے ریوالور بھی کمر سے بندھے ہوئے ہولسٹر میں سے صاف نظر آ رہے تھے۔

"عمران ان سب کو ختم کر دو۔" ڈگلس نے پھر سرگوشی کی۔

"کبھی نہیں۔" عمران نے ڈگلس کے کان میں اسی انداز میں جواباً کہا۔ "ہم ان پر اس وقت تک حملہ نہیں کر سکتے جب تک وہ پانچوں ایک جگہ نہ ہوں۔"

"اوہ"۔ پروفیسر سوچ میں پڑ گیا۔ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا "کیا میں اندر جاکر انہیں متوجہ کردوں"۔
"نہیں، تم چونکہ قیدی کی زندگی گذار رہے ہو اس لئے وہ تم کو دیکھتے ہی چونک پڑیں گے اور کچھ عجب نہیں کہ وہ تم کو گرفتار ہی کرلیں"۔
"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو"۔ پروفیسر نے سر ہلایا۔ "یہ میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ مگر اس انتظار میں کہ وہ پانچوں ایک جگہ جمع ہوں ہمیں دیر بھی ہوسکتی ہے۔ اور جتنی دیر ہوگی وہ ہمارے لئے خطرناک ہے"۔
"مجھے اس کا احساس ہے پروفیسر، مگر میں کسی قسم کا رسک لینے کے لئے تیار نہیں ہوں"۔

"اوہ" پروفیسر خاموش ہوگیا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا اس کی آنکھیں ان پانچوں پر ہی لگی ہوئی تھیں اور ذہن ان کو ٹھکانے لگانے کی تدبیر سوچ رہا تھا۔ اس بات کا اسے بھی احساس تھا کہ جتنی دیر وہ اٹیک بولٹس حاصل کرنے میں لگائیں خطرات اسی قدر انکے قریب ہوجائیں گے، وہ اسوقت تک محفوظ تھے جب تک تھریسیا کو ان کے فرار کا علم نہیں ہوجاتا اس کو جیسے ہی ان کے فرار کا علم ہوتا وہ ان کی ناکہ بندی کردیتی اور پھر ان کے فرار کا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ جاتا... لیکن یہ بات بھی سامنے ہی کی تھی کہ ان پانچوں کے یکجا ہونے کی کوئی صورت مستقبل قریب میں نظر نہیں آرہی تھی۔ پھر... عمران تیزی سے سوچ رہا تھا۔ حلقوں میں الوؤں کی طرح گردش کرتی رہنے والی آنکھیں جن سے ہر وقت حماقتوں کا اظہار ہوتا تھا اس وقت چالاکی اور ذہانت کا اظہار کررہی تھیں۔ دفعتاً وہ چونکا۔ ایک

ترکیب اس کی سمجھ میں آئی تھی وہ چند سیکنڈ اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا پھر۔ اس طرح سر ہلایا جیسے اس کی بات صحیح ہو کمرے میں موجود سیاہ پوشوں کی پوزیشنوں کو اس نے ذہن نشین کیا پھر ڈگلس کی طرف مڑتے ہوئے بولا :۔

"تم سیاہ لباس اتار کر مجھے دیدو پروفیسر"

"کیوں ۔" پروفیسر نے تعجب سے پوچھا۔

"اب تم ہمارے قیدی ہو ۔ اور ہم تم کو تھریسیا کے سامنے پیش کرینگے"

"کک ۔ کیا مطلب ۔" پروفیسر کے لہجے میں حیرت تھی ۔

"ہم تم کو قیدی بنا کر اندر لے جلیں گے" عمران نے اس پر اپنا مطلب واضح کیا اور پروفیسر طویل سانس لیکر رہ گیا ۔ پھر لباس اتارتے ہوئے بولا ۔

"تم نے تو میری جان ہی نکال دی تھی عمران"

"جلدی ، پروفیسر" عمران نے صرف دو لفظ کہے تھے پھر دوبارہ شیشے میں سے اندر جھانکنے لگا تھا۔ پروفیسر کے جسم سے اترے ہوئے سیاہ لباس کو اس نے تہہ کر کے اپنے لباس کے اندر پوشیدہ کیا ۔ پھر بولا ۔

"اب تم دونوں ہاتھ اٹھا کر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو جاؤ ۔ اور تم" عمران نے صفدر سے کہا " دونوں ریوالور تیار رکھنا اشارہ ملتے ہی اسکرین کے پاس بیٹھے ہوئے دونوں سیاہ پوش تمہارا نشانہ ہونگے"

"ٹھیک" صفدر نے سر ہلا دیا اور پروفیسر اشارہ پاکر دروازہ پیر کی ٹھوکر سے کھولتا ہوا اندر داخل ہو گیا ۔ وہ پانچوں ہی اچھل کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے بے ساختہ انکے ہاتھ آتشی ریوالوروں پر گئے تھے مگر پھر پروفیسر کو ہاتھ سر سے

بُلند کیئے اور ان کے پیچھے دو سیاہ پوشوں کو دیکھ کر ہٹ گئے ۔ پھر وہ بیٹھ بھی گئے
تھے ۔ مگر اب بھی دلچسپ نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے ۔
"پروفیسر ڈگلس تم ۔" ان میں سے گن والا سیاہ پوش ڈگلس کو دیکھکر
بولا :- "یہ تم کو کہاں سے ملا ہے ۔" دوسرا جملہ عمران اور صفدر کو مخاطب کر کے
کہا گیا تھا ۔ وہ ان دونوں کو اپنا ہی ساتھی سمجھا تھا ۔
"یہ اگلی راہداری میں چھپ چھپ کر مادام کے کمرے کی طرف جا رہا تھا"
عمران نے بدلی ہوئی آواز میں کہا اور وہ چونک پڑا ۔
"تو گویا تم فرار ہونے کا منصوبہ بنا رہے تھے ۔ کیوں "
"ہاں ۔ میں اب مزید قید میں نہیں رہنا چاہتا ۔" ڈگلس نے کہا ۔
"ہونہہ ۔ شاید اس جرم میں مادام تم کو قید سے آزاد کر دیں ۔" وہ
ہلکا سا قہقہہ لگا کر بولا ۔ "پھر تم کو قیدی ہونے کی شکایت ہرگز . . .
جملہ ادھورا ہی رہ گیا ۔ عمران کا اشارہ پاتے ہی صفدر کا دو [illegible] ن میں
بھی جیب سے باہر نکل آیا تھا اور دونوں آتشی ریوالوروں کے بٹنوں کو
ساتھ دبے تھے اسی لمحے عمران کے دونوں ہاتھوں میں د [illegible] اور نہ ہی روشنی
ریوالوروں کی نالوں سے بھی نیلگوں روشنی کی دھاریں نکلیں
لمحے چار سیاہ پوشوں کی جگہ سے دھوئیں کا سفید بادل [illegible] رہے تھے ۔ سرنگ کا
پھیل گیا ۔ پانچویں سیاہ پوش نے بڑی تیزی سے [illegible] تیز روشنی پھیلی ہوئی
تھی مگر . . . . . عمران جیسے گاوڈی اور احمق [illegible]
معنی رکھتی تھی دوسرے ہی لمحے وہ بھی دھوا
بند ملاحظہ فرمائیے "بلیک وومن"

پھیل گیا۔

"بہت خوب عمران ؛ بہت خوب۔" پروفیسر نے کہا تھا اس کے لہجے میں ہلکی سی مسرت کی کپکپاہٹ تھی۔

"اب راستہ کھولو پروفیسر ۔" عمران اُس کی مسرت کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔ اور پروفیسر مشین کی جانب متوجہ ہوگیا ؛ پھر اس نے دو تین سوئچ دبائے اور اس سُرخ رنگ کے پہیئے کی طرف بڑھ گیا جس پر کچھ دیر پہلے ایک سیاہ پوش بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے پہیئے کو آہستہ آہستہ حرکت دینی شروع کی تھی۔ چند لمحے بعد کمرے کے بائیں جانب کا فرش تیزی سے نیچے دبنے لگا۔ پھر وہ غائب ہوگیا اور اس کے ہٹنے سے بننے والی خلا میں سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔

"آؤ ۔" پروفیسر نے کہا تھا۔

ٹھہرو۔" عمران نے کہا۔" ان چاروں کے آتشی ریوالور اپنے ساتھ

میں سے اند

گے۔"

اس نے تہہ کر

)۔" پروفیسر نے کہا اور مشین گن سے ملتی ہوئی گن اٹھالی تھی۔

"اب

گن اور تو آتشی ریوالور تھے۔

عمران نے صفدر سے

اور نیچے طے کرتے لگے ؛ پچیس تیس سیڑھیاں طے کرنے

پاس بیٹھے ہوئے دونو

سے کمرے میں پہنچکر رک گئے۔ جس میں کوئی دروازہ

"ٹھیک ۔" صفدر

ٹھوکر سے کھولتا ہوا اندر دا

لمنے والی دیوار کے پاس جاکر اس میں لگے ہوئے

تھے بے ساختہ انکے ہاتھ آتشی

دوسرے ہی لمحے دیوار کا ایک حصّہ دوسرے

حصے میں سماگیا۔ اب ایک دروازہ ان کے سامنے تھا۔ لفٹ کی قسم کا ایک دروازہ جس کے اندر لفٹ بھی موجود تھی۔

"آؤ۔ اب اس میں بیٹھ کر چلنا ہے" ڈگلس نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا وہ لفٹ میں سوار ہو گئے۔

پروفیسر نے اندر لگے ہوئے بٹنوں میں سے ایک دبایا اور لفٹ نیچے جانے لگی۔ چند سکنڈ کے تیز رفتار سفر کے بعد لفٹ رک گئی۔ اور وہ باہر نکل آئے اب وہ ایک چھوٹے سے ہال کمرے میں تھے جس میں تین اطراف میں دروازے بنے ہوئے تھے اور ہر دروازے پر انگریزی کا ایک حرف نمایاں طور پر لکھا ہوا تھا۔ ڈگلس درمیانی دروازے کی طرف بڑھا تھا عمران اور صفدر نے اُس کی تقلید کی تھی۔

وہ دروازہ کھول کر باہر جھانکنے لگا۔ وہ ایک طویل سرنگ تھی جس میں ہلکی ہلکی روشنی دیواروں سے پھوٹ کر پھیلی ہوئی نظر آرہی تھی۔ بلبوں کو دیواروں میں اس انداز سے فٹ کیا گیا تھا کہ نہ ہی وہ نظر آسکیں اور نہ ہی روشنی تیز ہو۔ وہ سرنگ میں داخل ہو گئے۔

اب انکے قدم بڑی تیزی سے دہانے کی طرف اُٹھ رہے تھے۔ سرنگ کا دوسرا دہانہ کافی فاصلے پر نظر آرہا تھا اور اسکے باہر بہت تیز روشنی پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"ختم شد"

اسکے بعد ملاحظہ فرمایئے "بلیک ومن"

پھیل گیا۔

"بہت خوب عمران، بہت خوب" پروفیسر نے کہا تھا اس کے لہجے میں ہلکی سی مسرت کی کپکپاہٹ تھی۔

"اب راستہ کھولو پروفیسر" عمران اس کی مسرت کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔ اور پروفیسر مشین کی جانب متوجہ ہوگیا، پھر اس نے دو تین سوئچ دبائے اور اس سرخ رنگ کے پہیئے کی طرف بڑھ گیا جس پر کچھ دیر پہلے ایک سیاہ پوش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پہیئے کو آہستہ آہستہ حرکت دینی شروع کی تھی۔ چند لمحے بعد کمرے کے بائیں جانب کا فرش تیزی سے نیچے دبنے لگا۔ پھر وہ غائب ہوگیا اور اس کے ہٹنے سے بننے والی خلا میں سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔

"آؤ" پروفیسر نے کہا تھا۔

"ٹھہرو" عمران نے کہا "ان چاروں کے آتشی ریوالور اپنے ساتھ
میں سے اندر
لے گے۔"

اس نے تہہ کر
"پروفیسر نے کہا اور مشین گن سے ملتی ہوئی گن اٹھالی تھی۔
"اب
گن اور تو آتشی ریوالور تھے۔

عمران نے صفدر سے
اور نیچے طے کرتے لگے، پچیس تیس سیڑھیاں طے کرنے
پاس بیٹھے ہوئے دو لو
سے کمرے میں پہنچکر رک گئے۔ جس میں کوئی دروازہ
"ٹھیک" صفدر

ٹھوکر سے کھولتا ہوا اندر دا
لمنے والی دیوار کے پاس جاکر اس میں لگے ہوئے
تھے بے ساختہ انکے ہاتھ آتشی
دوسرے ہی لمحے دیوار کا ایک حصہ دوسرے

حصے میں سما گیا۔ اب ایک دروازہ ان کے سامنے تھا۔ لفٹ کی قسم کا ایک دروازہ جس کے اندر لفٹ بھی موجود تھی۔

"آؤ۔ اب اس میں بیٹھ کر چلنا ہے" ڈگلس نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا وہ لفٹ میں سوار ہو گئے۔

پروفیسر نے اندر لگے ہوئے بٹنوں میں سے ایک دبایا اور لفٹ نیچے جانے لگی۔ چند سکنڈ کے تیز رفتار سفر کے بعد لفٹ رک گئی۔ اور وہ باہر نکل آئے اب وہ ایک چھوٹے سے ہال کمرے میں تھے جس میں تین اطراف میں دروازے بنے ہوئے تھے اور ہر دروازے پر انگریزی کا ایک حروف نمایاں طور پر لکھا ہوا تھا۔ ڈگلس درمیانی دروازے کی طرف بڑھا تھا عمران اور صفدر نے اُس کی تقلید کی تھی۔

وہ دروازہ کھول کر باہر جھانکنے لگا۔ وہ ایک طویل سرنگ تھی جس میں ہلکی ہلکی روشنی دیواروں سے پھوٹ کر پھیلی ہوئی نظر آرہی تھی۔ بلبوں کو دیواروں میں اس انداز سے فٹ کیا گیا تھا کہ نہ ہی وہ نظر آسکیں اور نہ ہی روشنی تیز ہو۔ وہ سرنگ میں داخل ہو گئے۔

اب انکے قدم بڑی تیزی سے دہانے کی طرف اُٹھ رہے تھے۔ سرنگ کا دوسرا دہانہ کافی فاصلے پر نظر آرہا تھا اور اسکے باہر بہت تیز روشنی پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔"

"ختم شد

کوالیہ

۵۵/

۵

عمران چند لمحے اُسے دیکھتا رہا۔ پھر پروفیسر سے مخاطب ہوا۔

روشنی دیکھی پروفیسر۔؟

ہاں۔ کیوں۔؟ ڈگلس نے چونک کر پوچھا۔

اتنی تیز روشنی کا مطلب یہی ہے کہ وہ لوگ ہوشیار ہیں۔"

نہیں۔ یہ روشنی چوبیس گھنٹے رہتی ہے۔ اس کے روشن ہونے

اور ان کے ہوشیار رہنے میں کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہونہہ"

عمران خاموش ہوگیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ یہاں ایٹمک بوٹس کی حفاظت

کرنے والے محافظ عملے کو آسانی سے ٹھکانے لگا سکتے ہیں۔ اس خیال کی

سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ عمران کے اندازے کے مطابق وہ لوگ اس وقت غافل ہی ہونگے کیونکہ ان کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں ہوگی کہ کوئی دشمن فرد وہاں تک پہونچکر پوزیشن حاصل کرنے کی کوشش کرسکیگا۔ اتنا عرصہ گذارنے کے بعد ان کو یقین ہوگا کہ یہاں کوئی نہیں آسکتا اور اُن کی وہاں موجودگی محض خانہ پُری کے لئے ہے۔ اسی لئے وہ اطمینان سے اپنے اپنے کمروں میں پڑے سستا رہے ہوں گے۔ ویسے عمران کا یہ خیال کسی حد تک ٹھیک بھی تھا۔

اگر کسی بات کا خطرہ ہو اور اس خطرے کے پیشِ نظر احتیاطی تدابیر اختیار کرلی جائیں اور پھر ایک لمبے عرصے تک وہ خطرہ پیش نہ آئے تو احتیاطی تدابیر اختیار کرنے والے افراد غافل ھی ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں کہ خطرہ ابھی بہت دور ہے۔

وہ چلتے رہے ۔ چلتے رہے ۔

دہانے کی روشنی قریب آتی جا رہی تھی....

وہ اس طرح چل رہے تھے کہ قدموں کی آہٹ تھوڑی دُور پر بھی سُنائی نہ دے سکے ۔ دفعتاً وہ تینوں ھی ٹھٹھک کر رک گئے ۔ پھر اس سائرن کی آواز کو سن کر تو پروفیسر کا چہرہ ھی اُتر گیا تھا جسکی آواز آہستہ آہستہ بلند ہوتی جا رھی تھی۔ ماتھے پر پسینے کی انگنت بوندیں ابھر آئی تھیں ۔ اور ہونٹ کپکپانے لگے تھے!

"کیا بات ہے پروفیسر ۔ اور یہ سائرن کیسا ہے ۔ ؟"

عمران نے پوچھا۔ ویسے اس کا ذہن بڑی تیزی سے خطرے کی گردان کر رہا تھا۔ یہ سائرن اس کی دانست میں خطرے کی گھنٹی ھی ہو سکتا تھا۔

"ہمارے فرار کا راز کھل گیا عمران ۔" پروفیسر نے کپکپاتے لہجے میں کہا۔ "یہ سائرن یہاں موجود تمام افراد کو ہوشیار رہنے کے لئے بجایا گیا ہے ۔ اب ہم بوٹ بھی حاصل کر سکتے نہیں کر سکتے ۔"

"مایوسی میرے نزدیک بدترین گناہ ہے پروفیسر۔ آؤ ۔ چلتے رہو ۔ ہمیں رکنے کی ضرورت نہیں ۔ اور ہاں تم بھی سیاہ لباس پہن لو ۔" عمران نے سیاہ لباس اُسے نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "اس طرح وہ ہمیں فوری طور پر کوئی نقصان نہیں پہونچا سکیں گے ۔"

"ہاں ....."

پروفیسر نے سر ہلا دیا اور لباس پہننے لگا ۔ کچھ دیر بعد وہ تیز تیز چل رہے تھے ۔

دہانے پر پہونچ کر انہوں نے دیکھا ۔ وہ بیس فٹ کی بلندی پر تھے اور نیچے جانے کے لئے بائیں طرف سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں ۔ نیچے کافی بڑا ہال نما کمرہ تھا جس کے کنارے پر چار ایٹمی بوٹس کھڑی ہوئی تھیں ۔

وہ جگہ کسی چھوٹی سی بندرگاہ سے ملتی جلتی تھی ۔ پانی ایک بڑی سرنگ سے اندر داخل ہوا تھا جس کے تاریک دہانے کے قریب ہی پہلی بوٹ کھڑی تھی غالباً ان بوٹوں کی آمد ورفت کھلے سمندر تک اسی سرنگ سے ہوتی تھی ۔ نیچے تقریباً نصف درجن افراد کھڑے تھے اور مختلف سمتوں سے سیاہ پوش آ آ کر وہاں کھڑے ہوتے جا رہے تھے ۔

دفعتاً ان میں سے ایک نے جو ان کی قطار سے الگ کھڑا تھا ۔ بڑی تیزی سے

سے مڑا اور سرنگ کے دہانے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کچھ کہنے لگا۔ صفدر، اور پروفیسر کا دل بڑے زور سے دھڑکنے لگا ۔۔۔۔

"کیا ان لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے ۔۔؟"

یہی ایک سوال ان تینوں کے ذہن میں گونج رہا تھا۔ اور صرف عمران ہی ان میں مطمئن نظر آرہا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ لوگ منتشر ہوئے اور ان کا ایک گروہ زینے طے کرنے لگا۔ وہ دہانے سے پیچھے ہٹ گئے ۔ کچھ دم میں وہ لوگ وہاں پہونچنے والے تھے اور ان کے وہاں پہونچتے ہی ان کی وہاں موجودگی کا راز افشاں ہوجانا یقینی تھا۔ اسکے بعد۔۔۔۔

اسکے بعد کا تصور کم از کم پروفیسر ڈگلس کے لئے تو لرزہ دینے والا ہی تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ دوبارہ پکڑے جانے کا کیا مطلب ہوگا اور خاص طور پر اسکے لئے جو کہ زیرو لینڈ کا شہری ہے ۔۔ غدّاری کی سزا کس قدر عبرتناک ہوتی ہے ۔۔ وہ اس سے بخوبی واقف تھا ۔

آنے والے قدموں کی آوازیں اب بالکل قریب تھیں اور وہ چند سکنڈ بعد ان تک پہونچنے والے تھے ۔ عمران نے پلٹ کر دیکھا۔ سرنگ کا وہ حصّہ جہاں سے وہ اس میں داخل ہوئے تھے ۔ بہت دور تھا۔ اتنی دور کہ وہ دوڑ کر بھی وہاں تک نہیں پہونچ سکتے تھے ۔ ان تینوں کے ماتھے پر پسینہ کے قطرے ابھر آئے ۔۔۔ اب کیا ہوگا۔۔۔؟ یہی ایک سوال ذہن میں گردش کررہا تھا ۔ دفعتاً ان کے دل اچھل کر حلق میں آاٹکے ۔ آنے والوں میں سے ایک سرنگ میں داخل ہوچکا تھا۔۔

○

تھریسیا کمرے کی ایک ایک چیز کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔

یہ پروفیسر والٹن کا کمرہ تھا جس میں تھریسیا دروازے کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔ اور اس کے پیچھے پانچ سیاہ پوش الرٹ کھڑے حکم کے منتظر تھے!

تھریسیا کی نظریں ایک کرسی پر مرکوز ہو گئیں ۔ وہ اپنی جگہ نہیں تھی۔ اور جس جگہ وہ پڑی ہوئی تھی اسی جگہ فرش پر خون کی بوندیں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ نپے تلے قدموں سے آگے بڑھی اور خون پر جھک گئی۔ اب وہ اُسے بغور دیکھ رہی تھی۔

پھر وہ اُٹھی۔ دوسری جانب رکھی ہوئی میز اور دیگر چیزوں کا

جائزہ لینے لگی .... سیاہ پوش اب بھی دروازے کے باہر گیلری میں کھڑے تھے۔ پانچ منٹ تک تھریسیا کمرے کا جائزہ لیتی رہی۔ پھر کمرے سے باہر نکل آئی۔

"تم میں سے دو یہاں رک کر کمرے کی نگرانی کریں گے۔" تھریسیا نے پانچوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔ "میری اجازت کے بغیر کوئی اندر نہ جانے پائے۔ خواہ وہ پروفیسر والٹن ہی کیوں نہ ہو۔"

"بہت بہتر مادام۔" انہوں نے سر ہلایا۔

"بقیہ میرے ساتھ آئیں۔" وہ تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

چند منٹ بعد وہ اپنے کمرے میں تھی۔

"تم لوگ سیدھے پروفیسر ڈگلس کی طرف جاؤ اور اسے یہاں لے آؤ ہوشیاری سے میں کوئی بھی غفلت برداشت نہیں کروں گی۔ سمجھے۔"

"یس مادام۔"

ان لوگوں نے کہا اور واپس لوٹ گئے۔ تھریسیا کے چہرے پر فکر اور پریشانی کی ملی جلی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں۔ چند لمحے وہ کھڑی کچھ سوچتی رہی پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے پیتل کے عجیب و غریب نظر آنے والے گولے کو حرکت دی اور ایک مائک نما شئے کو پیتل کے گولے سے منسلک اسٹینڈ سے اٹھا کر منہ کے قریب کرتے ہوئے بولی۔

"ہیلو سوبراج .... ہیلو سوبراج ...."

"یس مادام۔ سوبراج اسپیکنگ ہیر۔" پیتل کے گولے سے ایک

مردانہ اور کرخت آواز ابھری تھی۔

"پروفیسر والٹن اپنے کمرے سے غائب ہے۔ اُس کے کمرے میں خون کے دھبے بھی ملے ہیں۔ اُسے تلاش کیا جائے۔؟"

"مادام۔" گولے سے آواز ابھری۔ "کیا پروفیسر کو اغوا کیا گیا ہے۔؟"

"پتہ نہیں۔ اُس وقت اس کے پاس ایک قیدی بھی تھا۔ وہی جس کی وجہ سے تم لوگوں کو ہوشیار رہنے کی تاکید کی گئی تھی۔"

"عمران۔؟"

"ہاں۔ وہی اس وقت وہ دونوں ہی غائب ہیں۔ قیدخانے میں جاکر دیکھو کہ عمران وہاں موجود ہے یا نہیں۔؟"

"بہت بہتر مادام۔"

"مجھے فوری طور پر جواب چاہیئے ہے۔"

"بہتر۔"

دوسری طرف کا جواب سنکر اس نے مائک نما شے واپس اسٹینڈ پر رکھ دی اور ایک کرسی پر گر سی پڑی۔ اُس کا ذہن بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا۔ پروفیسر والٹن کہاں غائب ہوگیا۔ اس کے کمرے میں وہ خون کیسا تھا۔ کیا اس کا اور عمران کا جھگڑا ہوا تھا۔ لیکن اس کا امکان ایک فیصد سے زیادہ اسے نظر نہیں آیا۔ اگر پروفیسر کے علاوہ اور کوئی ہوتا تو وہ اس بارے میں سوچ بھی سکتی تھی .... وہ اپنے خیالات میں ڈوبی رہی .... وقت گذرتا رہا۔

دو منٹ... پانچ منٹ... دس منٹ.... اور....

بیل کی آواز سن کر وہ چونکی تھی۔ وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ایک بٹن پُش کیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے دروازہ کھلا اور وہ دونوں سیاہ پوش اندر داخل ہوئے جنکو اس نے پروفیسر ڈگلس کے بارے میں معلوما کرنے کے لیئے اس کے کمرے تک جہاں وہ قید کیا گیا تھا بھیجا تھا۔

"کیوں۔ کیا رہا۔" وہ ان کو دیکھتے ہی بولی تھی۔

"پروفیسر اپنے کمرے میں نہیں ہے مادام۔"

"ہونہہ۔"

تھریسیا کی آنکھوں میں نظر آنے والی فکر کی پرچھائیوں میں اضافہ ہوگیا

"جاؤ۔ اور ہر جگہ اُسے تلاش کرو۔ زندہ یا مردہ حالت میں اُسے میرے سامنے پیش کیا جائے۔ سمجھ گئے۔؟"

"یس مادام۔"

دونوں نے کہا اور الٹے قدموں واپس لوٹ گئے۔ تھریسیا ایک بار پھر میز کی طرف بڑھی تھی جس پر پیتل کا گولہ رکھا ہوا تھا۔

"یس مادام۔" دوسری جانب سے بولنے والے کی آواز گولے سے ابھری

"پروفیسر ڈگلس اپنے کمرے سے غائب ہے اس کے ساتھ ہی عمران اور پروفیسر واٹسن بھی غائب ہیں۔ اُن کو تلاش کیا جائے۔"

"بہت بہتر مادام۔"

"ان میں سے کوئی ایک فرد زخمی بھی ہو سکتا ہے۔ ہر طرف کی ناکہ بندی

کرکے چیکنگ شروع کردو۔ باہر جانے والی سرنگوں کی خاص طور پر ناکہ بندی ہونی چاہیئے۔ اگر وہ نکل جانے میں کامیاب ہوگئے تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گی"

"یس مادام۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ "آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا اور نہ ہی وہ بچ کر نکل سکیں گے۔"

"رائٹ" کہہ کر اس نے مائک نما آلے کو واپس رکھا اور اس طرف بڑھی جس طرف دیوار کے قریب رکھی ہوئی میز پر درجنوں بٹن لگے نظر آرہے تھے۔

اس نے آگے بڑھ کر ایک بٹن دبا دیا۔ چند ہی لمحے بعد اس کے کمرے کا ایک دروازہ کھلا اور اس کے محافظ سیاہ پوشوں میں سے تین اندر آگئے بقیہ دو کو وہ خود ہی بھیج چکی تھی۔

"ہمیں قیدیوں کے کمرے تک چلنا ہے۔"

تھریسیا نے کہا اور انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دو سیاہ پوش اس کے دائیں بائیں ہوگئے اور ایک اس کے پیچھے۔ راہداری طے کر کے وہ اس گیلری میں آگئے جہاں قیدیوں کو رکھا گیا تھا۔

دو منٹ بعد تھریسیا۔ جولیا، شاہدہ۔ خاور اور صدیقی کو گھور رہی تھی۔ اور وہ اس سے نظریں نہ ملا پا رہے تھے۔

"صفدر کہاں ہے مس فٹنر واٹر۔"

تھریسیا نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔ جولیا ایک لمحے کے لئے بوکھلائی تھی۔ مگر فوراً ہی خود پر قابو پاتے ہوئے بولی۔ "وہ عمران کے ساتھ گیا ہے۔"

"اور عمران کہاں گیا ہے ۔ ؟"

" ان دونوں ہی کو دو سیاہ پوش اپنے ساتھ لیکر گئے ہیں۔ انہوں نے یہی کہا تھا کہ مادام نے یاد کیا ہے ۔"

" مس فنٹز واٹر ۔۔" تھریسیا نے غضب آلود نگاہوں سے جولیا کو گھورتے ہوئے کہا ۔" میں بہت بری طرح سے پیش آؤں گی ۔"

" میرا قصور ۔۔ مادام تھریسیا ۔" جولیا نے انتہائی مہذبانہ لہجے میں پوچھا۔

" سچ سچ بتاؤ عمران کہاں ہے اور وہ صفدر کو کیوں اور کہاں لیکر گیا ہے ۔ ؟"

" میں ٹھیک عرض کر رہی ہوں مادام کہ ان دونوں ہی کو آپ کے محافظ عملے کے سیاہ پوش اپنے ساتھ لے گئے ہیں ۔

" کتنی دیر کی بات کر رہی ہو ۔ ؟"

" تقریباً ایک گھنٹہ گذر گیا ۔۔ وہ آتشی ریوالوروں سے ان کو کور کر کے اپنے ساتھ لے گئے تھے ۔۔ جب ہی سے وہ واپس نہیں آئے ہیں ۔"

"کیا ان کے ساتھ پروفیسر ڈگلس بھی تھا ۔ ؟"

" ڈگلس ۔۔ ۔ نہیں ۔ وہ ان کے ساتھ نہیں تھا ۔" جولیا نے کہا۔ پھر کچھ اور کہنے کے لئے منہ کھولا ۔ تھا مگر خاموش ہو گئی ۔

" کہو ۔ کیا کہنا چاہتی ہو ۔" تھریسیا نے اُسے خاموش ہوتے دیکھکر پوچھا تھا۔

"میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی مادام — کہ کیا پروفیسر ڈگلس بھی اپنی جگہ سے غائب ہے —"

"ہاں وہ بھی غائب ہے —"

"لیکن وہ تو آپ کا وفادار تھا — پھر آپ نے اُسے سزا کیوں دی —"

"جولی — یہ پوچھنے کا تمہیں کوئی اختیار نہیں ہے —" تھریسیا نے غضیلے لہجے میں کہا۔

"عمران کے بارے میں بتاؤ کہ — وہ کہاں گیا ہے —؟"

"میں پہلے ہی عرض کر چکی ہوں کہ عمران کو — — —"

"سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کی صلاحیت مجھ میں ہے —"

جولیا خاموش رہی تھی — اس نے کچھ نہ کہنے ہی میں عافیت سمجھی تھی

"عمران اگر یہ سمجھتا ہے کہ وہ ڈگلس کی مدد سے فرار ہو جائے گا تو یہ اس کی بھول ہے — ڈگلس کے فرشتے بھی ان کو یہاں سے نکال کر نہیں لیجا سکتے ہیں —"

"میں کیا عرض کر سکتی ہوں مادام —

"میں نے تم لوگوں کو جو رعایتیں دی ہوئی تھیں وہ آج سے ختم ہی سمجھو۔"

پھر وہ جواب کا انتظار کئے بغیر ہی کمرے سے باہر نکل گئی تھی — سیاہ پوش اب بھی اسکے ساتھ چل رہے تھے۔

اپنے کمرے میں پہونچکر وہ سیدھی پیتیل کے گولے کی طرف بڑھی تھی — کیونکہ گولہ تیزی سے چکر کاٹ رہا تھا اور اس کا مطلب یہی تھا کہ دوسری

طرف سے کوئی اس سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔!
"ہیلو۔ تھریسیا اسپیکنگ۔" اس نے مائک نما آلہ اٹھا کر منہ کے قریب کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تھا۔
"یس مادام۔" پتیل کے گولے سے آواز ابھری۔ "میں نے ہر طرف کی ناکہ بندی کرا دی تھی۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ وہ لوگ زیرزمین ایٹمی پولس میں بیٹھ کر فرار ہوئے ہیں۔"

"اوہ۔!"
تھریسیا کی پیشانی پر پھیلی ہوئی شکنوں میں اضافہ ہو گیا۔ "وہاں کا عملہ کیا سو گیا تھا۔؟"
"جی نہیں مادام۔ ان میں سے بیشتر افراد ختم ہو چکے ہیں اور بقیہ بری طرح سسک رہے ہیں۔"
"ان کا تعاقب کرو۔ اگر وہ بچ کر نکل گئے تو میں تم سب ہی کو گولی مار دوں گی۔" کہتے کہتے اس کا لہجہ خونخوار ہو گیا۔
"یس مادام۔"
"اوکے۔"
اس نے اسٹینڈ کو ٹریس کیا پھر اس کو تین مرتبہ گھما کر گولے کو تیزی سے گردش دی۔ اور انتظار کرنے لگی۔ صرف دو سکنڈ بعد پتیل کے گولے سے آواز ابھری تھی۔
"یس مادام۔!"

"کیا خبر ہے۔؟"

"سرنگ سے ابھی ابھی ایک بوٹ نکل کر جزیرے کی جانب گئی ہے۔"

"تم نے اُسے روکا کیوں نہیں۔؟"

"مادام۔ اس بوٹ کو اسٹیر کرنے والے اپنے ہی آدمی تھے۔ تین سیاہ پوش۔ نمبر ٹو۔ ہنڈریڈ سیون ٹین۔ تھرٹین۔"

"وہ دشمن تھے۔ ڈگلس۔ عمران اور صفدر۔ لوکیشن بتاؤ۔"

"اندھیرا ہے مادام۔ اس وجہ سے ان کو نہیں دیکھا جا سکتا۔"

"جہنم میں جاؤ۔"

تھریسیا نے کہا اور مائک بڑی جھلاہٹ میں اسٹینڈ پر رکھ دیا اب وہ بائیں جانب والی دوسری میز کی طرف بڑھی تھی۔ سائیڈ بکس سے اس نے ٹرانسمیٹر نکالا۔ فریکوئنسی سیٹ کی اور کال کرنے لگی۔

"ہیلو سکسٹی سیون ایف۔۔۔ ہیلو سکسٹی سیون ایف۔۔۔"

"یس مادام۔" دوسری جانب سے آواز آئی تھی۔ "سکسٹی سیون ایف اسپیکنگ اوور۔"

"پروفیسر ڈگلس۔ عمران اور صفدر تین آدمی ایک اسٹیم بوٹ میں جزیرے کی جانب آ رہے ہیں۔ ان کو ہر حالت میں گرفتار کرنا ہے۔"

"رائٹ مادام۔ جزیرے پر پہنچتے ہی وہ پکڑ لیے جائیں گے۔"

"نہیں۔" تھریسیا نے کہا۔ "اگر وہ جزیرے تک پہنچ گئے تو پھر شاید وہ تم لوگوں کے ہاتھ نہ لگ سکیں۔ ان کو سمندر میں ہی پکڑنا ہے۔"

"بڑی دشواری ہو گی مادام ۔"

"کوئی فکر مت کرو ۔ ان کو ہر حالت میں جزیرے سے دور گرفتار کرنا ہے خواہ تم لوگوں کو بوٹ ہی کیوں نہ تباہ کرنی پڑے ۔"

"بہت بہتر ۔ اب ہم ان لوگوں کو پکڑ لیں گے ۔"

"ٹھیک ۔ اتنا یاد رکھنا اگر ان لوگوں نے جزیرے پر ایک مرتبہ قدم رکھ لیا تو دوبارہ آسانی سے ہاتھ نہیں آئیں گے ۔"

"ان کو سمندر ہی میں پکڑ لیا جائے گا مادام ۔"

"فوری طور پر حالات کی اطلاع دینا ۔"

پھر اس نے جواب سنے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا ۔ اس کا ذہن بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا ۔

عمران ۔ ڈگلس ۔ اور والٹن ۔

تین نام اس کے ذہن میں چکرا رہے تھے ۔ اور وہ انہی میں الجھی ہوئی تھی ۔ اسے اب اس بات پر کبھی حیرت نہیں تھی کہ عمران ایٹمک بوٹ کے پورٹ تک کیسے پہونچ گیا ۔

پروفیسر ڈگلس سب کچھ جانتا تھا ۔ یقیناً اسی نے رہنمائی کی ہو گی مگر ۔ سوال یہ تھا کہ والٹن پھر کہاں گیا ۔ ؟ کیا ان لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا ۔ ؟ یا دھواں بنا کر اڑا دیا ۔ ؟

عمران اس کی اصلیت سے واقف تھا ۔

ممکن ہے اس نے اسے کسی جگہ قید کر دیا ہو ۔۔۔ مگر

"کہاں ......" چند لمحے وہ سوچتی رہی۔ پھر اسے جولیا وغیرہ کو جس کمرے میں قید کیا گیا تھا اس میں بچھی ہوئی مسہریوں کا خیال آگیا۔ ان کی چادریں کافی نیچی تھیں ــــ اس لئے اس بات کا امکان موجود تھا کہ پروفیسر دالٹن کو باندھنے اور منہ میں کپڑا ٹھونسنے کے بعد اُسے مسہریوں میں سے کسی ایک کے نیچے چھپا دیا گیا ہو ــــ وہ بڑی تیزی سے اٹھی اور پھر میز کے بٹنوں میں سے وہ بٹن دبا دیا جس کے دبا دینے سے اس کے محافظ وہاں آجاتے تھے۔

O

۲

O

پروفیسر کا ریوالور والا ہاتھ اٹھا ہی تھا کہ عمران نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور اس کا ہاتھ جھک گیا۔ وہ سرنگ کے دہانے کی دیوار سے چپکے ہوئے کھڑے تھے۔ یہاں دہانہ اس طرح پر بنا ہوا تھا کہ بائیں جانب کافی گہرائی پیدا ہو گئی تھی اور وہ اسی میں کھڑے ہوئے تھے۔ سیاہ لباسوں کی وجہ سے ان کے دیکھ لئے جانے کا امکان بہت کم تھا۔

وہ ایک ایک کر کے سرنگ میں داخل ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے — وہ سانس تک روکے بیٹھے ہوئے تھے۔ سرنگ میں داخل ہونے والوں کی تعداد بیس سے کم نہیں تھی۔

"پروفیسر۔" عمران نے ڈگلس کے کان میں سرگوشی کی۔ "یہ گن کس طرح

چلتی ہے ۔ !"

"مشین گن ہی کی طرح اسے چلایا جاتا ہے ۔ ڈگلس نے اس کے کان میں سرگوشی کی ۔" اس میں سے بھی پستولوں کی طرح کا نیلا شعلہ نکل کر ہر چیز کو دھوئیں میں تبدیل کر دیتا ہے ۔"

"گڈ ۔۔۔۔ !" عمران کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں ۔ اس نے گن کی نال جانے والوں کی جانب کی، پھر ٹریگر دبایا ۔ چند سیکنڈ کے لئے پوری سرنگ نیلے رنگ کے شعلوں سے بھر گئی ۔۔۔۔ شعلوں سے پیدا ہونے والی چکا چوند نے ان کو آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا تھا ۔ پھر دھوئیں کا ایک مرغولہ ان پر چھپٹا ۔ شعلوں کی بوچھاڑ کے بعد اب سرنگ سفید رنگ کے کثیف دھوئیں سے بھر گئی تھی ۔۔۔۔ اور وہ دھواں بادلوں کی شکل میں دہانے سے نکل رہا تھا!

"یہ ہمارے لئے نقصان دہ ہے ۔۔۔۔" ڈگلس نے دھوئیں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

"کیوں ۔۔۔۔ ؟"

"اس کے باہر نکلنے پر وہ لوگ جو نیچے ہیں ۔۔۔۔ ہوشیار ہو جائیں گے اور ہمارے لئے نیچے جانا دشوار ہو جائے گا ۔"

"اوہ ۔۔۔۔ !" عمران نے کہا اور تیزی سے دہانے کی جانب بڑھ گیا

پروفیسر کا خیال ٹھیک ہی تھا ۔ نیچے دہانے کی طرف رخ کئے دس بارہ آدمی کھڑے حیرت سے دھوئیں کو دیکھ رہے تھے ۔

پھر شاید انہوں نے اسی جانب بڑھنے کے لئے قدم اٹھائے ہی تھے

کہ عمران نے آتشی گن کا رُخ ان کی جانب کر کے ٹریگر کھینچ دیا۔

نیلگوں شعلوں کی دھار نکل کر ان لوگوں کی طرف لپکی اور وہ دھوئیں میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔ چند لمحے بعد وہاں میدان صاف تھا۔ کوئی ذی روح نظر نہیں آرہا تھا اور نہ وہاں بظاہر اس کی موجودگی کا امکان تھا ــــ!

"ٹھیک ہے ــــ اب نکل چلو ــــ!" پروفیسر نے کہا اور وہ تیزی سے زینے طے کرنے لگے۔

ریوالور ان کے ہاتھوں میں تھے اور وہ وہاں ہر خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ دفعتہً عمران نے صفدر اور ڈگلس کو دھکا دیا اور خود بھی نیچے چھلانگ لگا دی ــــ!

ایک لمحے کی غفلت ان تینوں ہی کو دھوئیں کے بادلوں میں تبدیل کر دیتی بائیں طرف سے ان پر کسی نے شعلوں کی بارش کی تھی۔ نیچے گرتے ہی عمران نے گن کا رخ اسی جانب کر کے ٹریگر کھینچ دیا ــــ

پھر وہ اس گن سے چاروں سمت فائر کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

ان کا رُخ سرنگ کے دہانے کے پاس کھڑے ہوئے ایٹمی بوٹ کی طرف تھا ــــ یہ بوٹ عام بوٹس سے مختلف تھے۔ وہ تینوں بیٹھ گئے پروفیسر ڈگلس اسے اسٹیر کر رہا تھا۔

چند سیکنڈ بعد ہی بوٹ سرنگ میں داخل ہو چکی تھیں ــــ

"عمران ــــ ہوشیار رہنا ــــ وہ لوگ تعاقب ضرور کریں گے۔" پروفیسر نے

بوٹ اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلا کر بوٹ کے عقبی حصے کی طرف چلا گیا سرنگ میں تاریکی نہیں تھی۔ مدھم مدھم سی روشنی دیواروں سے پھوٹتی محسوس ہو رہی تھی اور اس روشنی نے وہاں اتنا اجالا کر رکھا تھا کہ وہاں کافی دور تک سرنگ میں دیکھ سکتے تھے۔ سرنگ بالکل سیدھی چلی گئی تھی اور بظاہر کوئی موڑ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"یہ سرنگ کہاں نکلے گی پروفیسر ــ؟" عمران نے ڈگلس سے پوچھا۔

"سمندر میں ـــ اس طرف جہاں بکثرت پہاڑ ہیں ــ انہی کے درمیان ایک کھاڑی میں اس بہت بڑی سرنگ کا سرا ہے جو میکنیزم کے تحت کھولا اور بند کیا جاسکتا ہے ــ"

"اوہ ــ" عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔ "اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ سرنگ کا نکاسی کا راستہ بند بھی کر سکتے ہیں ــ؟"

"ہاں ــ اسی لئے میں نے بوٹ کی رفتار اتنی تیز کر رکھی ہے تاکہ جس قدر جلد ہو سکے سمندر میں نکلا جاسکے ــ"

"بیکار ہے پروفیسر ــ" عمران نے کہا۔ "اگر میکنیزم کو پورٹ سے حرکت دی جاتی ہے تو وہ اب تک بند ہو چکا ہوگا ــ"

"تھوڑا سا امکان اس بات کا ہے عمران کہ اگر وہاں ان لوگوں کی تعداد دو تین رہ گئی ہے جیسا کہ مجھے یقین ہے تو وہ صرف تعاقب کریں گے ــ راستہ بند کرنے کا خیال ان کو نہیں آیا ہوگا ــ"

"ہونہہ ــ" عمران سر ہلا کر رہ گیا ــ پروفیسر نے جو کچھ کہا تھا۔ اس کا

"اس سے پوچھو یہ ہنس کیوں رہی تھی — " دوسرا سیاہ پوش غرایا۔

"ہنسی —!"

جولیا کے لبوں پر مسکراہٹ اُبھر آئی۔

"مجھے تم لوگوں کی حماقت پر ہنسی آ رہی ہے —"

"کیا مطلب —؟" دوسرا سیاہ پوش غرایا تھا۔

"مطلب یہ کہ تم لوگوں کو اس بات کا شبہ تھا کہ عمران یا پروفیسر ڈگلس مسہری کے نیچے چھپے ہوئے ہیں —"

"اوہ —!"

وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔ پھر ایک ایک کر کے وہ سب کمرے سے باہر نکل گئے — جولیا کے قہقہے نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔ ان لوگوں کا بس چلتا تو شاید وہ اس کے ٹکڑے ہی کر دیتے۔

"یہ واقعی ایک حماقت ہی رہی —" شاہدہ نے کہا۔ "اگر وہ عمران کو جانتے ہیں تو کیا یہ سوچنا حماقت نہیں کہ وہ مسہری کے نیچے چھپے ہونگے —؟"

"ہاں — یہ حماقت ہی تھی — مگر اب ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے اُسکے لئے دس پندرہ منٹ انتظار کرنا ہوگا —"

"وہ کیوں —؟"

"اس لئے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ دوبارہ ہماری جیبوں کی تلاشی لینے آ پہنچیں اور ہمیں یہاں نہ پا کر چوکنے ہو جائیں —"

"ہاں — " انہوں نے سر ہلایا۔ " اس بات کا امکان موجود ہے —"

"لیکن یہاں سے نکلنے کے بعد ہم کریں گے کیا۔؟"

"باہر نکلنے کی جد وجہد۔ اگر باہر نہ نکل سکے تب بھی کوئی نقصان نہ ہوگا۔"

"دوبارہ گرفتار ہونے پر تھریسیا سختی سے پیش آئے گی۔"

"تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ اب نرمی برتے گی۔" جولیا نے خاور کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "عمران کا پتہ معلوم کرنے کے لئے وہ ہم لوگوں پر تشدد کی انتہا کرنے سے بھی نہیں چوکیں گے۔"

"جولیا ٹھیک کہہ رہی خاور۔" صدیقی نے کہا۔ "ہمیں یہاں سے باہر نکلنے کی جدوجہد بہر حال کرنی چاہیئے۔"

"ٹھیک ہے۔" خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر وہ لوگ دس منٹ بعد عقاب کی تصویر دبا کر دروازہ کھولکر باہر نکلے تھے۔

گیلری سنسان پڑی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ سب سے آگے خاور تھا اور سب سے پیچھے صدیقی۔ ان دونوں کے پاس آتشی پستول تھے اور ان پستولوں کی کارکردگی سے وہ اچھی طرح واقف تھے۔

گیلری دوسری جانب کی راہداری میں مڑ گئی۔ اس طرف انھیں دیواروں پر کمروں کے نمبر بھی نظر نہیں آئے تھے۔ وہ خاموشی سے چلتے رہے۔ روزانہ جس راستے سے ان کو پتھر توڑنے لے جایا جاتا تھا۔ وہ اسی راستے پر آگے بڑھ رہے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ سرنگ نما دراڑ میں داخل ہو گئے ـــ یہی دراڑ پتھر توڑنے والے حصے میں نکلتی تھی۔ سُرنگ نما دراڑ سے باہر نکل کر انہوں نے طویل سانس لی تھی۔

"اب کیا کرنا ہے ـــ ؟"

خاور نے پوچھا تھا۔

"یہاں کہیں باہر نکلنے کا راستہ ضرور ہو گا ـــ جولیا نے کہا۔ "ہمیں وہی راستہ تلاش کرنا ہے تاکہ باہر نکل سکیں ـــ"

"لیکن اس نیم تاریکی میں ہم کس طرح راستہ تلاش کر سکیں گے ـــ؟"

"جس طرح بھی ہو ـــ یہ کام کرنا ہی ہے ـــ"

"بہت اچھا ـــ"

خاور نے کہا اور وہ سب وہاں پھیل گئے۔ اب وہ ایک ایک پہاڑی کو ٹٹول کر دیکھ رہے تھے تاکہ اگر یہاں سے باہر جانے کا کوئی خفیہ راستہ موجود ہے تو اُسے تلاش کیا جا سکے ـ"

"تم کس طرح کہہ سکتی ہو جولیا ـــ کہ یہاں کوئی خفیہ راستہ بھی موجود ہے ـــ؟" خاور نے ایک چٹان کے پیچھے جھانکتے ہوئے جولیا سے پوچھا۔

"بس میرا دل کہہ رہا ہے ـــ چھٹی حس کا کارنامہ سمجھ لو ـــ"

جولیا نے زمین پر پڑے ہوئے پتھروں کے ایک ڈھیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال سے اگر راستہ ہوا بھی تو وہ اندر کے حصے سے ہو گا یہاں راستہ ہونے کی کوئی تک نہیں ہے۔"

"دیکھتے رہو۔ نہیں ملا تو واپس چل پڑیں گے۔"

"کیوں نہ پہاڑوں پر چڑھا جائے۔؟"

"یہ ناممکن ہے۔!"

جولیا نے کہا۔

"دیکھتے نہیں کہ پہاڑ بالکل سیدھے اور دیواروں کی طرح سپاٹ ہیں۔"

ان کے رخنوں میں پیر رکھکر چڑھا جا سکتا ہے۔"

"پہلے راستہ تلاش کرو ۔۔۔ نہیں ملا تو پھر کچھ سوچیں گے۔ جولیا نے کہا۔

"بہت بہتر۔۔۔"

وہ چاروں بڑی تیزی اور تندھی سے خفیہ راستے کو تلاش کرنے لگے۔!

پتھروں کے ڈھیر الٹ پلٹ ڈالے گئے۔ چٹانوں کو دیکھا گیا۔ اب وہ اسکے دوسرے سرے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اس حصے کی طرف جہاں ابھی تک ان کو نہیں لے جایا گیا تھا اور جہاں دن میں بھی کوئی قیدی نظر نہیں آتا تھا۔

اس طرف جانے کی اجازت سیدہ پوشوں تک کو نہیں تھی کیونکہ

انہوں نے ابھی تک سرے کی طرف کسی کو جاتے نہیں دیکھا تھا۔

دفعتاً وہ چونک پڑے۔

سرنگ کی طرف روشنی نظر آئی تھی۔کسی طاقتور ٹارچ کی روشنی کا دائرہ پتھروں کے ڈھیر پر پڑ رہا تھا۔

"لیٹ جاؤ — لیٹ جاؤ —"

جولیا نے سرگوشی کی — اور جو جہاں تھا وہیں پر کسی نہ کسی چیز کی آڑ لیکر لیٹ گیا۔

طاقتور ٹارچ کی روشنی کا دائرہ اب آہستہ آہستہ اسی طرف بڑھ رہا تھا۔!

پھر ان کی تعداد دو ہوئی۔ دو سے تین — اور پھر وہ سات آٹھ میں بدل گئی۔

سات آٹھ بڑی اور طاقتور ٹارچوں کی روشنیاں اندھیرے کا سینہ چیر رہی تھیں۔

لیکن وہ تعداد میں سات آٹھ نہیں تھے۔جولیا کا اندازہ تھا کہ وہ بیس پچیس کے قریب ہیں۔

وہ لوگ ٹارچوں کی روشنی میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

لمحہ بہ لمحہ ان کا فاصلہ گھٹ رہا تھا۔ جولیا نے شاہدہ وصدیقی کو اشارہ کیا اور وہ رینگتے ہوئے ان کے قریب آگئے۔

"اب ہم لوگوں کا ان کی نظروں سے بچ کر نکلنا مشکل ہے۔" صدیقی نے کہا۔

"ناممکن کوئی چیز نہیں۔" جولیا نے کہا۔ "بس منتظر رہو۔ ہو سکتا ہے ہمیں کوئی موقعہ مل جائے۔"

"ہونہہ۔"

صدیقی سر ہلا کر رہ گیا۔ سیاہ پوش اب اُن سے صرف تین فرلانگ کے فاصلے پر تھے۔ اور یہ فاصلہ تیزی سے گھٹ رہا تھا۔!

○

"لیٹ جاؤ ——!"

عمران کی آواز سنائی دیتے ہی صفدر لیٹ گیا تھا اور اسی لمحے اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر سے کوئی بہت بڑا پرندہ "شوں" سے گذر گیا ہو۔

دوسرے ہی لمحے وہ کھلے سمندر میں تھے۔

صفدر نے اُٹھ کر دیکھا۔ دہانے کو بند کرنے والی سِل اب اتنے نیچے آچکی تھی کہ دوسری بوٹ اسکے نیچے سے نہیں گذر سکتی تھی۔

"میرے خدا —— کتنے جان لیوا تھے یہ لمحات ——!" پروفیسر نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ "یہ تاریک رات زندگی بھر یاد رہے گی ——"

"ہاں — ! عمران نے کہا اور اسٹیئرنگ پروفیسر کو تھما دیا۔ چند لمحے بعد پھر بولا۔

"کیا اب آگے بھی کوئی خطرہ پیش آسکتا ہے —؟"

"ہاں — اب قدم قدم پر خطرات پیش آئیں گے۔ تھریسیا ہوشیار ہو چکی ہے اور ہمارے فرار کے راز سے آگاہ ہونے کے بعد اس نے جزیرے والوں کو اس بات سے باخبر کر دیا ہوگا۔"

"ہم بوٹ کو ایسی جگہ روکیں گے جہاں خطرات کم ہوں۔"

"یہی کرنا پڑے گا —"

پروفیسر نے کہا اور دور تاریکی میں نظریں جما دیں۔ ان میں سے کوئی بھی کچھ نہیں بول رہا تھا۔ عمران البتہ خاموشی سے بوٹ کی ایک ایک چیز کو گھور رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں اس ایٹمی بوٹ کی بناوٹ پر غور کر رہی تھیں۔ پھر اس کی نظر بوٹ کے انجن سے آگے ایک چیز پر جم گئیں۔ یہ شئے بظاہر ایک موٹے سے پائپ کی شکل رکھتی تھی جو ایک بہت چوڑے ریوالونگ چیمبر سے منسلک تھا۔ وہ چند لمحے اُسے دیکھتا رہا پھر پروفیسر کی طرف مڑا۔

"یہ کیا چیز ہے پروفیسر؟"

"یہ ایٹمی گن ہے —" پروفیسر نے کہا۔ "اس سے جہازوں کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے — اس کی زد میں آنے والی ہر چیز ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔"

"پہلے سے نہیں بتایا پروفیسر —؟"

"کیوں ـــ؟" پروفیسر نے چونک کر پوچھا۔

"اس کی مدد سے ہم تعاقب میں آنے والی بوٹ اور دہانہ بند کرنے والی سل دونوں ہی سے نپٹ سکتے تھے ـ"

"یہ اچھا ہی ہوا کہ تم کو اس کے بارے میں علم نہیں تھا۔" پروفیسر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں ـ؟" عمران نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے پوچھا

"اس لئے کہ جیسے ہی تم اس سے بوٹ یا دہانہ کو بند کرنے والی سل پر فائر کرتے ہم سب وہیں دفن ہو جاتے ـ"

"آہا ... ـ ہا ..." عمران مسکرایا۔ "یہ بڑی اچھی بات ہوتی پروفیسر اس طرح مرثیہ خواہوں سے تو نجات مل جاتی ـ"

"تم مذاق سمجھتے ہو ـ" پروفیسر نے کہا۔ "جیسے ہی اس سے نیلگوں شعلوں کی دھار نکلتی ـ وہ سرنگ ایک دھماکے سے بیٹھ جاتی ـ"

"اچھا ـ"

عمران کے لہجے میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

"اس بات سے بھی اندازہ لگا لو کہ تعاقب کرنے والی بوٹ سے ہم پر بھی فائر نہیں کیا گیا تھا ـ حالانکہ اس گن کی رینج میں ہم آخر وقت تک رہے ہیں ـ"

"ٹھیک ہے ـ"

عمران نے کہا۔ اور بوٹ کے اگلے حصے کی طرف چلا گیا اب وہ تاریکی

میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا لیکن تاریکی کے سوا اُسے کوئی اور چیز نظر نہ آسکی۔ اس نے دہیں لیٹے لیٹے انگوٹھی ٹرانسمیٹر آن کیا اور فریکوئینسی ملانے لگا۔

اس کا ارادہ تھا کہ وہ نعمانی۔ چوہان اور جوزف کو حالات سے باخبر کر دے تاکہ بے خبری میں وہ تھریسیا کے آدمیوں کے ہاتھ نہ لگ سکیں۔ یہ یقینی بات تھی کہ ان کے فرار کا راز آؤٹ ہونے کے بعد تھریسیا کے آدمی چپے چپے پر پھیل گئے ہوں گے۔

سلسلہ جلد ہی مل گیا تھا۔

"ہیلو — " عمران نے ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "نعمانی۔"

"یس سر — !"

دوسری طرف سے نعمانی کی آواز ابھری تھی۔

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو — ؟"

"یس سر — ہم آپ کی آواز صاف طور پر سن رہے ہیں۔"

"جوزف اور چوہان کہاں ہیں — ؟"

"وہ میرے قریب ہی موجود ہیں —"

"گڈ — اب تم لوگوں کو پہلے سے بھی زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ عمران اور صفدر پروفیسر ڈگلس کے ساتھ تھریسیا کی قید سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں — اب اس بات کا امکان ہے کہ تھریسیا کے آدمی ان تینوں کی تلاش میں جنگل اور پہاڑی حصے کو کھنگال ڈالیں گے

اس لئے بے حد محتاط رہو ۔ کسی اشد ضروری کام کے بغیر غار سے قطعی باہر مت نکلو ۔"

یس سر ۔ دوسری جانب سے آواز سنائی دی ۔ "کیا جولیا خاور، صدیقی اور شاہدہ بھی فرار ہونے میں کامیاب ہوگئی ہیں ۔؟"

"نہیں ۔ وہ لوگ ابھی نصر بیبا کی قید ہی میں ہیں ۔ لیکن جلد ہی آزاد کرائی جائیں گی ۔"

"سر ۔ اگر عمران اور صفدر وغیرہ نظر آئیں تو کیا ان کی مدد کی جائے ۔؟"

"نہیں ۔ وہ تینوں اب اس جزیرے پر نہیں ہیں جہاں تم لوگ موجود ہو ۔"

"پھر ۔ کیا وہ جزیرے ہی سے چلے گئے ہیں ۔؟"

"ابھی اس کا جواب نہیں دیا جاسکتا ۔ تم لوگ ہوشیار رہو اور کسی بھی حکم پر ایکشن لینے کی پوزیشن قائم رہے ۔"

یس سر ۔ ہم پوری طرح الرٹ ہیں ۔"

تم لوگوں کو وہ جگہ معلوم ہے جہاں عمران نے چیانگ پر قابو پایا تھا ۔"

جی ہاں ۔ عمران نے ہمیں اس جگہ کے بارے میں تفصیل سے بھی بتا دیا تھا ۔ کیا وہاں جانا ہے ۔؟"

"ہاں صبح ہونے سے پہلے تم لوگ اس جگہ جا کر جائزہ لوگے اور واپس لوٹ آؤ گے ۔ خفیہ راستے سے اندر داخل ہونے کی ضرورت نہیں ۔"

"کیا وہاں کوئی خفیہ راستہ موجود ہے۔؟"

"عمران نے تم لوگوں کو کیا خاک سمجھایا ہے۔" عمران غرایا۔" اب وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔"

"یس.... بہت بہتر۔"

"جوزف سے کہو کہ وہ عمران کے لئے کیا کر سکتا ہے۔؟"

تھوڑی دیر خاموشی رہی تھی۔ شاید نعمانی جوزف سے اس کا کہا ہوا جملہ دوہرا کر پوچھ رہا تھا۔ چند لمحے بعد پھر نعمانی کی آواز سنائی دی تھی۔!

"وہ اسکے لئے جان تک دینے پر تیار ہے۔"

"گڈ۔ اس سے پوچھو کہ کیا وہ اس علاقے میں پائے جانے والے آدم خور جنگلیوں کی زبان بول سکتا ہے۔؟"

"جی نہیں۔" کچھ دیر بعد آواز آئی۔" اس کا کہنا ہے کہ جب تک ان میں سے کوئی اس کے سامنے بات نہ کرے وہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ممکن ہے وہ ان کی بات سمجھ لے۔"

"ہونہہ۔"

عمران نے سر ہلا دیا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اگلے حکم تک تم میں سے کوئی غار سے باہر نہیں نکلے گا۔"

"آل رائٹ سر۔"

"اپنی حفاظت سے بھی غافل مت ہونا۔ تھریسیا کے آدمی خونخوار درندوں ہی کی طرح تمہاری بو سونگھتے پھر رہے ہونگے۔"

"بہت بہتر ہے سر۔"

"ناؤ اسٹاپڈ۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کیا اور دوبارہ انگوٹھی کے نگینے کو دبا کر کسی اور کو کال کرنے لگا۔

اس بار بھی سلسلہ ملنے میں دشواری نہیں ہوئی تھی۔ صرف ایک ہی لمحہ بعد بلیک زیرو کی آواز آئی تھی۔

"یس سر۔"

"میں نے چوہان اور نعمانی کو ہدایت کر دی ہے کہ ان تینوں میں سے کوئی بھی غار کے باہر نہ نکلے۔"

"میں سمجھا نہیں جناب۔"

"صفدر اور عمران پروفیسر ڈگلس کی مدد سے تھریسیا کی قید سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔"

"اوہ۔ اچھا۔ سمجھ گیا جناب۔ بلیک زیرو کی آواز آئی۔ "آپ اس وقت جنگل میں ہیں۔؟"

"جنگل نہ سہی سمندر سہی۔ کہیں نہ کہیں تو ڈیرہ لگانا ہی تھا۔"

"آپ واپس جا رہے ہیں۔؟"

"لاحول ولا قوۃ — کالے انڈے —" عمران نے اپنے پرانے انداز میں کہا
"میں تمہارے جیسی شہد کی مکھی کو کیسے چھوڑ کر جا سکتا ہوں — اور وہ
بھی ایسے وقت جبکہ وہ مجھ سے شادی کرنے پر تیار ہو —"
دوسری طرف سے ہنسنے کی آواز سنائی دی تھی — پھر کہا گیا۔
"جولیا وغیرہ کا کیا بنا —؟"
"آملیٹ کے علاوہ اور کیا بن سکتا ہے —؟ آہم کھٹر.... عمران
نے منہ چلاتے ہوئے کہا — "چٹنی بھی بن سکتی ہے اور جیلی بھی — تم کو
کیا چیز پسند ہے —؟"
"تینوں ہی پسند ہیں جناب —" بلیک زیرو کی آواز ابھری — "کیا
میں ان لوگوں کی رہائی کے لئے کچھ کروں —؟"
"خدا کے غضب سے ڈرو بلیک زیرو — تم یا ہم کیا کر سکتے ہیں —؟
کرنے والا وہ خدا ہے جو ہم سب کے اوپر بیٹھا ہے —"
"غالباً آپ کچھ بتانا نہیں چاہتے —"
"خدا تمہارے ہونے والے بچوں کو جیتا رکھے —" عمران نے دعائیہ
انداز میں کہا۔ "تم ٹھیک سمجھے ہو — بس اتنی دیر سے سوچ رہا تھا کہ یہ میرے
ذہن میں کیا چیز اٹک گئی ہے جو نکلنے ہی میں نہیں آتی —"
"میرے لئے کیا حکم ہے —؟"
"بلیک تائٹ مناؤ ڈیر —"
"کیا مطلب —؟"

"مطلب یہ کہ تاریک جزیرے کی تاریک رات کو اتنا تاریک کردو کہ ... کہ .... پتہ نہیں میں کیا کہنا چاہتا تھا ۔" عمران الجھے ہوئے انداز میں بولا ۔ "کیا تم بتا سکتے ہو کہ میں کیا کہنا چاہتا تھا ۔؟"

"جی ہاں ۔ آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے چوہان کو ہدایت کردی ہے ۔"

"آہا ۔ یاد آگیا ۔ پتہ نہیں میں اتنی جلد بھول کیوں جاتا ہوں ۔ بیڑہ غرق ہو اس سلیمان کا جس نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر یادداشت کو چوپٹ کرکے رکھ دیا ہے ۔ لاحول ولاقوۃ ۔ پھر بھول گیا ۔"

عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا ۔ جیسے شاید دوسری طرف بلیک زیرو نے بھی ٹرانسمیٹر پر سن لیا تھا ۔ کیونکہ اس کے ہنسنے کی آواز عمران کو بھی سنائی دی تھی ۔

"ہنس رہے ہو ۔؟" عمران رو دینے والے لہجے میں بولا ۔ "ہنس لو ۔ ایک دن تم کو بھی میری طرح ہاتھ پر سر کو رکھ کر رونا پڑے گا ۔"

"سر پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہیں جناب ۔"

"بلیک زیرو ۔" عمران نے غرا کر کہا ۔

"جی ... جناب عالی ۔"

"کیا تم میری اصلاح کر رہے ہو ۔؟"

"نن ... نہیں جناب ۔ میں نے تو محاورہ صحیح کرنا چاہا تھا ۔"

"پھر ٹھیک ہے ۔" عمران کی آواز معمول پر آگئی ۔ "ورنہ میں تو یہی سمجھا تھا کہ تم نے اصلاح خانہ کھول لیا ہے ۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے جناب ۔۔؟"

"ان تینوں کے ساتھ ساتھ پورے علاقہ پر نظر رکھو۔ بہتر یہی ہے کہ تم غار کے آس پاس ہی رہو تاکہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرسکو تھریسیا پاگل کتیا ہی کی طرح بلبلا رہی ہو گی ۔"

"مجھے آپ کی بات سے اتفاق ہے جناب ۔۔ اور میرا خیال ہے کہ جنگل میں آپ کی تلاش بھی شروع کر دی گئی ہو گی ۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو ۔۔؟"

"میں نے ابھی ابھی چند متحرک سائے دیکھے تھے ۔ انکے باتیں کرنے کی آوازوں سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ تھریسیا کے آدمی ہیں ۔"

"ہوشیار رہنا بلیک زیرو ۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ تم کو تل کر کھا جائیں اور تھریسیا ناچتی رہ جائے ۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا جناب ۔۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "کیا یہاں کسی تیسری پارٹی کی موجودگی کا امکان بھی ہے ۔"

"ہاں ۔۔"

"وہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جناب ۔۔"

"آدم خور ۔۔ جس جزیرے پر آدم خور رہتے ہیں وہ اس جگہ سے شاید آٹھ میل دور ہے ۔۔ ہوسکتا ہے وہ لوگ شب خون مار کر اپنی ضیافت کا انتظام کرنے وہاں پہونچ جائیں ۔"

"سمجھ گیا جناب ۔۔ مگر وہ لوگ مہذب ہی تھے ۔"

"مہذب نہ ہوتے بلیک زیرو تو تم ان کی باتیں اورچاپ کیسے سن لیتے۔ غیر مہذب ہوا سے بھی دبے قدموں آتے ہیں۔"

"ہونہہ — کیا میں غار میں موجود افراد پر اپنی موجودگی ظاہر کردوں جناب — ؟"

"نہیں — ان کے قریب رہ کر نگرانی کرتے رہو — اور اس بات کے لئے بھی تیار رہو کہ میرا حکم ملتے ہی ایکشن لے سکو —"

"ایسا ہی ہوگا جناب — ؟"

"اور کچھ — ؟"

"جی نہیں — !"

"آملیٹ اور جیلی — کسی کے بارے میں بھی تم نے نہیں بتایا — کیا جولیا کو ایسے ہی رہنے دیا جائے — ؟"

"پہلے انہیں رہائی ملنے دیجئے — پھر سوچیں گے —"

"اچھا — !"

عمران نے سر ہلایا اور رابطہ منقطع کردیا — انگوٹھی کے نگینے کو برابر کرکے وہ مڑا — پروفیسر اب بھی بوٹ اسٹیر کررہا تھا اور صفدر بدستور عقبی حصے کی نگرانی کررہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے عمران کی توجہ دور سے آتی ہوئی روشنی کی طرف مبذول کرائی تھی — عمران نے بوٹ میں رکھی بڑی دوربین اٹھا کر دیکھا۔ وہ کوئی بوٹ ہی معلوم ہوتی تھی — جو بڑی تیزی سے قریب آتی جارہی تھی

"وہ تعاقب میں آرہے ہیں پروفیسر —!"

"ان کو فوری طور پر ختم کردو عمران — ورنہ ان کی گن ہمیں ختم کردے گی —"

"ہونہہ —!"

عمران نے کہا اور تیزی سے پلٹ کر گن کی طرف آگیا۔ پروفیسر نے پہلے ہی ابتدائی اُسے گن آپریٹ کرنے کا طریقہ بتایا تھا۔ پھر بولا۔

"میں روشنی بند کررہا ہوں — پھر بوٹ بائیں جانب گھما دوں گا اس عرصے میں تم نشانہ لیکر فائر کرسکتے ہو —"

"رائٹ —"

"مگر ایک بات کا خیال رکھنا — اگر اندھیرا کرنے کے بعد دس سکنڈ میں نشانہ لیکر تم فائر نہ کرسکے تو پھر دوسری بوٹ میں نصب سرچ لائیٹیں روشن ہوجائیں گی — اور ہم ان کا نشانہ نہیں لے سکیں گے —!"

"فکر مت کرو —"

عمران نے گن کا رخ اس زاویئے پر کرتے ہوئے کہا جس طرف بوٹ کے گھومنے کے بعد اُسے نشانہ لے کر فائر کرنا تھا۔

پروفیسر نے اشارہ پاکر لائیٹیں آف کردیں اور بوٹ تیزی سے بائیں جانب گھما دی — اور اس کے صرف چار سکنڈ بعد بوٹ سے نیلی روشنیوں کا جھماکا ہوا اور دوسری بوٹ تک پھیلتا — چلا گیا ہی

محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے نیلگوں رنگ کی موٹی سی لکیر اس بوٹ سے دوسری بوٹ تک کھینچ دی ہو۔ دوسرے ہی لمحے کان پھاڑ دینے والے دھماکے کے ساتھ ہی فضا چند سکنڈ کے لئے روشن ہوئی۔ تیز روشنی کا جھماکا۔ اور پھر تاریکی چھا گئی۔

اب صرف بوٹ کے ٹکڑے پانی پر تیر رہے تھے۔!

○

○

وہ لوگ جزیرے سے صرف ایک میل کے فاصلے پر تھے۔ دوسری بوٹ جو تعاقب میں آئی تھی کی تباہی کے بعد پھر کوئی ناخوشگوار حادثہ انہیں پیش نہیں آیا تھا۔ اور وہ آسانی سے اتنا فاصلہ طے کر لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

"میرے خیال سے" پروفیسر نے کہا۔ "ہمیں جزیرے کے اس حصے میں اتر جانا چاہیئے جس طرف درختوں کی بہتات ہو۔"

"نہیں۔ اس طرف اترنا خطرناک ہوگا۔" عمران نے کہا۔

"وہ کیوں۔؟"

"جنگلی۔ آدم خور جنگلیوں کا خطرہ۔ کیا تم کو علم نہیں کہ یہاں آدم خور

بیوں کی بہنات ہے۔ اور تھریسیا کے آدمیوں سے ان کی ٹھنی رہتی ہے۔ اس خطرے کے پیشِ نظر مزدوروں کو یہاں نہیں رکھا جاتا۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو عمران۔"

"وہی جو تم نہیں جانتے۔" عمران نے کہا۔ "تھریسیا نے کبھی کسی پر اعتماد نہیں کیا۔ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود اس نے تم کو اس بات سے لاعلم رکھا تھا کہ یہاں سے وہ یورونیم اور فیول کے لیے کام آنے والی قیمتی گیس نکال کر زیرولینڈ لے جا رہی ہے۔"

"نہیں مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ لیکن اس سے بے اعتمادی کب ظاہر ہوتی ہے۔"

"غالباً یہ اعتماد کرنے کا سرٹیفکیٹ ہے۔"

"غلط سمجھے ہو۔" پروفیسر نے کہا۔ "اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی پارٹی کے ساتھ کام کرنے والے یہ نہیں جانتے کہ دوسرا کس کام پر مامور ہے یا اسکے سپرد کونسی خدمات کی گئی ہیں۔"

"خیر۔۔۔!"

عمران نے کہا۔ پھر کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا مگر رک گیا۔ پھر جھپٹ کر اس نے دوربین اٹھائی تھی۔ اب وہ جزیرے کی سمت دیکھ رہا تھا پھر اس نے دوربین پروفیسر کو دیتے ہوئے کہا تھا۔

"میرے خیال سے وہ کوئی بڑی لانچ ہی ہو سکتی ہے۔"

"ہاں۔" پروفیسر نے کہا۔ "میں پہلی مرتبہ اس لانچ کو یہاں دیکھ رہا

ہوں ۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس لانچ کو تم پہلے بھی کہیں دیکھ چکے ہو۔؟"

"ہاں ۔ صرف ایک مرتبہ ۔ کئی ماہ پہلے یہ لانچ مجھے اسی جزیرے پر نظر آئی تھی ۔ اس میں چیانگ بیٹھ کر جزیرے کا چکر لگا رہا تھا ۔"

"ہونہہ ۔"

عمران نے سر ہلا دیا ۔

"ہمیں اس سے بچنا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ بھی ایٹمی اسلحہ سے لیس ہے۔"

"اوہ ۔"

عمران کے منہ سے نکلا تھا ۔ پھر اس نے اسٹیرنگ خود سنبھال لیا۔ اب وہ اُسے بڑی تیزی سے اس حصے کی طرف لیجا رہا تھا جس طرف پہاڑ سمندر سے ملے ہوئے نظر آ رہے تھے ۔ اس کا خیال تھا کہ ان پہاڑوں میں سے کسی جگہ وہ بوٹ کو چھپا سکے گا ۔

لیکن شاید لانچ والوں نے بھی بوٹ کو دیکھ لیا تھا اسلئے کہ اس لمحے جب عمران نے بوٹ کا رُخ تبدیل کیا ۔ میگا فون سے نشر ہونے والی ایک آواز سنائی دی تھی :

"بوٹ کو سیدھے کنارے کی طرف لے چلو ورنہ اُسے تباہ کر دیا جائیگا۔ ہیلو ۔ میں عمران سے مخاطب ہوں ۔ بوٹ کو کنارے کی طرف لے چلو ورنہ اسے تباہ کر دیا جائے گا ۔"

میگا فون سے بار بار کہا جا رہا تھا ۔ مگر عمران ۔ ۔ ۔ وہ بوٹ کا رُخ

تبدیل کرنے کے بعد اسے بڑی تیزی سے کنارے سے دور پہاڑوں کی جانب لیئے جا رہا تھا۔

پہلے اس کا خیال تھا کہ لانچ والوں نے اسے دیکھ لیا ہے مگر پھر اُسے اپنا خیال بدلنا پڑا تھا۔

اگر وہ لوگ انہیں دیکھ چکے ہوتے تو راستہ بدلنے پر ضرور ٹوکتے جبکہ ایسا نہیں تھا اور وہ ایک ہی جملہ بار بار دوہرا رہے تھے۔ بوٹ اب لانچ سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ ان کی بوٹ کیوں نہیں دیکھی جا سکی۔؟

یا تو وہ بھی لانچ کو نہ دیکھ پاتا اور اگر اس نے لانچ دیکھ لی تھی تو پھر لانچ والوں کو بھی انہیں دیکھ لینا چاہیئے تھا۔ مگر وہ انہیں نہ دیکھ پائے تھے۔ آخر کیوں۔؟

کیا وہ ان کو گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔؟"

عمران یہی سوچتا ہوا بوٹ اسٹیئر کر رہا تھا۔ نگاہیں اب بھی لانچ پر جمی ہوئی تھیں۔

دفعتاً وہ چونک پڑا۔

پھر اسے اپنی حماقت پر ہنسی آگئی۔ سامنے کی بات تھی اس کی بوٹ اس لیئے نہیں دیکھی جا سکی تھی کہ اس پر گہرا نیلا اور سرخ رنگ کیا ہوا تھا جبکہ لانچ کا رنگ بالکل سفید تھا اور تاریکی میں سفید رنگ دور ہی سے چمکتا نظر آتا ہے۔ کچھ دیر بعد وہ چٹانوں تک پہونچ گیا۔ مگر۔

عمران نے بوٹ روک دی۔

جب تک روشنی نہ ہوتی وہ آگے نہیں جا سکتے تھے۔ بغیر روشنی کے آگے بڑھنا موت ہی کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ کوئی بھی ابھری ہوئی چٹان بوٹ سے ٹکرا کر اسے تباہ کر سکتی تھی۔

پھر۔؟

عمران سوچ میں ڈوب گیا۔ یک بیک وہ چونک پڑا۔ کہیں قریب ہی سے لانچ کے انجن کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ مڑا۔ چار یا پانچ فرلانگ کے فاصلے پر لانچ موجود تھی اور آہستہ آہستہ اسی طرف بڑھ رہی تھی۔

دفعتاً ان کی آنکھیں چوندھیا گئیں۔ تیز روشنی کا جھماکا ہوا اور سرچ لائیٹ کی روشنی نے ان کے گرد حصار قائم کر دیا۔ وہ دیکھ لئے گئے تھے۔!

O

O

"جولیا۔ ہم لوگوں کا اب بچ کر نکل جانا ناممکن ہے۔" صدیقی نے سرگوشی کی۔

"کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔"

"ہم ان پر حملہ کر کے بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔" خاور نے کہا۔ "کیونکہ ان لوگوں کی تعداد ہم سے کئی گنا زیادہ ہے۔"

"ایسی حماقت بھی مت کرنا۔" جولیا نے درشت لہجے میں کہا۔ "اگر تم نے ان پر حملہ کیا تو ہم میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا۔"

"یہی سوچ کر تو خاموش ہوں۔" خاور نے دھیرے سے کہا۔ "ورنہ اس وقت تک ان میں سے چار چھ کو ٹھکانے لگایا جا سکتا تھا۔"

خیر ۔ جولیا نے تاریکی میں نظر آنے والے سیاہ پوشوں کو دیکھتے ہوئے کہا :- تم لوگ چٹانوں اور پتھروں کے ڈھیر کی آڑ لیتے ہوتے دہانے کی طرف بڑھنے لگو ۔ اس کے علاوہ بچنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے ۔"

" تمہارا خیال ٹھیک ہے ۔" شاہدہ نے تائید کی ۔ "میں بھی یہی سوچ رہی تھی ۔ سیاہ پوشوں کی ٹارچوں کی روشنیاں ہر جگہ بیک وقت روشنی نہیں ڈال رہیں ہیں ۔ اس لئے ہم نکل سکتے ہیں ۔"

" تو پھر آؤ ۔"

خاور نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا ۔ اسکے عقب میں جولیا شاہدہ اور سب سے آخر میں صدیقی تھا ۔ اُن چاروں ہی کی نظریں سیاہ پوشوں کے ہاتھوں میں دبی ہوئی ٹارچوں کی روشنی پر جمی ہوئی تھیں ۔ جب تک اس طرف اندھیرا رہتا وہ بڑھتے رہے لیکن جیسے ہی روشنی ان کی طرف آتی وہ زمین پر لیٹ جاتے یا قریب ترین پتھروں کے ڈھیر کے پیچھے چھپ جاتے اس طرح ان کے دیکھ لئے جانے کا امکان نہ ہونے کے برابر تھا ۔

وہ آہستہ آہستہ رینگتے رہے ۔!

اب ترتیب اس طرح تھی کہ سب سے پہلے خاور پتھروں کے کسی ڈھیر کے پیچھے چھپ کر پہنچ جاتا اسکے بعد جولیا پھر شاہدہ اور پھر صدیقی جگہ چھوڑتے تھے ۔!

اس حصے میں پتھروں کے بے شمار ڈھیر تھے اور وہ ان کی آڑ لیکر آسانی سے آگے بڑھ رہے تھے ۔ بعض دفعہ ٹھیک انکے سروں پر ٹارچ کی روشنی پڑی تھی مگر

اڑیں ہونے کی وجہ سے وہ محفوظ تھے۔

سیاہ پوش اب آگے نکل چکے تھے اور وہ چٹانوں سے کمر لگائے ہانپ رہے تھے۔

"یہاں تک تو پہنچ گئے۔" شاہدہ نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "اب ہمیں فوری طور پر سرنگ بھی طے کر لینی چاہیئے۔"

"نہیں۔" جولیا نے کہا۔ "سرنگ طے کرنا خطرناک ثابت ہوگا۔"

"وہ کیوں۔؟"

"ہماری تلاش شدومد سے کی جارہی ہے۔ اگر ہم لوگ سرنگ سے باہر نکلے تو راہداریوں میں تلاش کرنے والے سیاہ پوش پکڑ لیں گے۔"

"پھر۔؟ کیا ہم اسی جگہ بیٹھے رہیں۔؟"

"سرِ دست یہی مناسب ہے۔ لیکن ہمیں اسطرح بیٹھنا چاہیئے کہ واپسی میں اگر سیاہ پوشوں میں سے کوئی روشنی کرے تو ہم نظر نہ آسکیں۔"

"اسکے بعد۔" شاہدہ نے کہا۔ "ہم ساری عمر یہاں مقید ہو کر رہ جائیں گیوں۔؟"

"نہیں۔ سیاہ پوشوں کے جانے کے بعد ہم سرنگ سے باہر نکلنے کی کوشش کریں تاکہ فرار ہونے کے لئے کوئی اور راستہ تلاش کیا جاسکے۔"

"اگر سرنگ سے باہر ہی نکلنا ہے تو پھر ابھی کوشش کیوں نہیں کرلی جائے؟"

"تم نہیں سمجھیں۔"

جولیا نے کہا اور شاہدہ کا منہ بگڑ گیا۔

"نہیں سمجھی تو سمجھا دو مس فٹنر واٹر۔"

"سیاہ پوشوں کی واپسی کے بعد ہمیں تلاش کرنے والے اس طرف سے بے فکر ہو جائیں گے مس شاہدہ۔ اور اس وقت ہم باہر نکلنے کے لئے آسانی سے راستہ تلاش کر سکیں گے۔"

جولیا نے نرمی سے کہا ورنہ شاہدہ کا منہ بگڑنے کے بعد اس کا جی چاہا تھا کہ وہ اُسے نوچ کھسوٹ کر رکھ دے۔

"جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے مس شاہدہ۔" خاور نے کہا۔ "سیاہ پوشوں کی واپسی کے بعد صبح تک یہ جگہ ہمارے لئے محفوظ پناہ گاہ ثابت ہو گی اور ہم آسانی سے اگر یہاں کوئی خفیہ راستہ ہے تو اُسے تلاش کر سکیں گے۔"

"ہونہہ۔"

شاہدہ نے سر ہلا دیا۔ بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔

دس منٹ بعد انہوں نے سیاہ پوشوں کو پلٹتے دیکھا اور وہ پتھروں کے ڈھیر سے چپک گئے۔ آگے والے قریب آ گئے تھے۔ پھر وہ ان کے سامنے سے گزر کر سرنگ میں داخل ہو گئے۔

"چلو جان چھٹی۔"

خاور نے ان کے جانے کے بعد طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی دیکھا دیکھی وہ تینوں بھی کھڑے ہو گئے تھے۔

"اب ایکبار پھر ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔" جولیا نے کہا تھا۔

"ہاں۔ لیکن اگر اس مرتبہ اس کے دوسرے ممنوعہ سرے پر جا کر تلاش

کریں تو کیا حرج ہے ۔"

یہ خاور کی آواز تھی ۔

" ضرور ۔ اب اسی طرف چلنا چاہیئے ۔" جولیا نے کہا ۔" میرا خیال ہے کہ اس طرف کوئی نہ کوئی خاص چیز ضرور ہے ۔ ورنہ اس طرف جانے پر پابندی نہ ہوتی ۔"

" ٹھیک خیال ہے ۔ !"

" پتہ نہیں عمران اور صفدر وغیرہ کس حال میں ہونگے ۔" شاہدہ نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا اور جولیا اُسے گھور کر رہ گئی ۔

" ایسے مت دیکھو مس فنٹر واٹر ۔" شاہدہ نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا ۔" میں عمران سے عشق ہرگز نہیں لڑاؤں گی ۔"

" شٹ اپ ۔" جولیا تلملا کر بولی تھی ۔" اپنے آپ کو قابو میں رکھو مس شاہدہ ۔ ایسا نہ ہو کہ میں کوئی گستاخی کر بیٹھوں ۔"

" آہا ... گستاخی ....." شاہدہ ہنسی ۔" میرے ہاتھ پیر تم سے کمزور نہیں ہیں مس فنٹر واٹر ۔ آزما سکتی ہو ۔"

پھر ممکن تھا کہ ان دونوں میں لڑائی بڑھ جاتی مگر خاور اور صدیقی نے دونوں کو اپنے دائیں بائیں کر لیا اور خود درمیان میں ہو کر چلنے لگے ۔

پچیس منٹ بعد وہ ممنوعہ علاقے میں تھے ۔ یہاں بھی اندھیرا تھا مگر کافی فاصلے پر ہلکی سی روشنی نظر آرہی تھی ۔ وہ اسی طرف بڑھتے چلے گئے دفعتاً شاہدہ کے منہ سے سسکی نکلی تھی ۔

"کیا بات ہے۔۔؟" خاور نے پوچھا تھا۔

"تار.... خاردار تاروں کی باڑھ ہے یہاں پر۔"

"اوہ۔۔!"

صدیقی نے تیزی سے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے تھے۔ پھر وہ اسی طرح ہاتھ آگے کیئے آگے بڑھا تھا۔ اس کے ہاتھ جس جگہ شاہدہ کھڑی تھی وہاں تاروں کی باڑھ سے ٹکرائے تھے۔

"ہمیں انہی کے سہارے چلنا ہے۔"

جولیا نے کہا اور تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ آگے بڑھنے لگے۔ روشنی قریب ہوتی جا رہی تھی۔

پھر وہ رک گئے۔!

جس جگہ سے روشنی پھوٹ رہی تھی وہ دو بلند پہاڑوں کا درمیانی حصہ تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے انھیں تراش کر راستہ نکالا گیا ہو۔ روشنی اسی کے دوسری طرف سے پھوٹ رہی تھی۔ تاروں کی باڑھ اس روشنی والے راستے سے دس دس فٹ دور تک کھنچی ہوئی تھی۔

"ہمیں باڑھ کو پھلانگنا پڑے گا۔" جولیا نے خاور سے کہا۔

"باڑھ بہت اونچی ہے مس جولیا۔" خاور نے کہا۔ "کیوں نہ ہم تاروں کو ہٹا کر خلا پیدا کر کے نکلنے کی کوشش کریں۔"

"ہوں... آں... ٹھیک ہے۔"

جولیا نے کہا اور خاور نے ریوالور جولیا کو پکڑا کر تاروں کی باڑھ کو چیرنا

کریں تو کیا حرج ہے ۔"

یہ خاور کی آواز تھی ۔

"ضرور ۔ اب اسی طرف چلنا چاہیئے ۔" جولیا نے کہا ۔" میرا خیال ہے کہ اس طرف کوئی نہ کوئی خاص چیز ضرور ہے ۔ ورنہ اس طرف جانے پر پابندی نہ ہوتی ۔"

"ٹھیک خیال ہے ۔ !"

"پتہ نہیں عمران اور صفدر وغیرہ کس حال میں ہونگے ۔" شاہدہ نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا اور جولیا اُسے گھور کر رہ گئی ۔

"ایسے مت دیکھو مس فنٹر واٹر ۔" شاہدہ نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا ۔" میں عمران سے عشق ہرگز نہیں لڑاؤں گی ۔"

"شٹ اپ ۔" جولیا تلملا کر بولی تھی ۔" اپنے آپ کو قابو میں رکھو مس شاہدہ ۔ ایسا نہ ہو کہ میں کوئی گستاخی کر بیٹھوں ۔"

"آہا ۔۔ گستاخی ۔۔۔۔" شاہدہ ہنسی ۔" میرے ہاتھ پیر تم سے کمزور نہیں ہیں مس فنٹر واٹر ۔ آزما سکتی ہو ۔"

پھر ممکن تھا کہ ان دونوں میں لڑائی بڑھ جاتی مگر خاور اور صدیقی نے دونوں کو اپنے دائیں بائیں کر لیا اور خود درمیان میں ہو کر چلنے لگے ۔

پچیس منٹ بعد وہ ممنوعہ علاقے میں تھے ۔ یہاں بھی اندھیرا تھا مگر کافی فاصلے پر ہلکی سی روشنی نظر آ رہی تھی ۔ وہ اسی طرف بڑھتے چلے گئے دفعتاً شاہدہ کے منہ سے سسکی نکلی تھی ۔

"کیا بات ہے ۔" خاور نے پوچھا تھا۔

"تار ..... خار دار تاروں کی باڑھ ہے یہاں پر ۔"

"اوہ ۔!"

صدیقی نے تیزی سے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے تھے ۔ پھر وہ اسی طرح ہاتھ آگے کئے آگے بڑھا تھا ۔ اس کے ہاتھ جس جگہ شاہدہ کھڑی تھی وہاں تاروں کی باڑھ سے ٹکرائے تھے ۔

"ہمیں انہی کے سہارے چلنا ہے ۔"

جولیا نے کہا اور تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ وہ آگے بڑھنے لگے ۔ روشنی قریب ہوتی جا رہی تھی ۔

پھر وہ رک گئے ۔!

جس جگہ سے روشنی پھوٹ رہی تھی وہ دو بلند پہاڑوں کا درمیانی حصہ تھا ۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے انھیں تراش کر راستہ نکالا گیا ہو ۔ روشنی اسی کے دوسری طرف سے پھوٹ رہی تھی ۔ تاروں کی باڑھ اس روشنی والے راستے سے دس دس فٹ دور تک کھنچی ہوئی تھی ۔

"ہمیں باڑھ کو پھلانگنا پڑے گا ۔" جولیا نے خاور سے کہا ۔

"باڑھ بہت اونچی ہے مس جولیا ۔" خاور نے کہا ۔ "کیوں نہ ہم تاروں کو ہٹا کر خلا پیدا کر کے نکلنے کی کوشش کریں ۔"

"ہوں ... آں ... ٹھیک ہے ۔"

جولیا نے کہا اور خاور نے ریوالور جولیا کو پکڑا کر تاروں کی باڑھ کو چیرنا

شروع کر دیا۔

چند لمحے بعد اس میں اتنی جگہ پیدا ہو گئی تھی کہ وہ ایک ایک کرکے اس میں سے دوسری طرف نکل جائیں۔۔ دوسری طرف پہونچکر صدیقی نے پاڑہ چیری تھی اور خاور بھی اسی جانب پہونچ گیا تھا۔ اب وہ راستے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کنارے پر پہونچکر ان دونوں نے دوسری طرف جھانکا اور۔۔۔ حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

راستے کے اختتام پر کئی بڑی بڑی مشینیں نظر آئی تھیں اور وہ مشینیں خاور کو یقین تھا کہ وہ کھدائی کرنے والی مشینیں ہیں۔ یقیناً وہاں کھدائی ہو رہی تھی۔ مشین چلنے کی ہلکی ہلکی آوازوہ سن رہے تھے۔

"کیا ہم لوگ آگے بڑھیں۔۔؟"

"بڑھنا تو پڑے ہی گا۔" جولیا نے کہا۔ "مگر پہلے خاور کو آگے بڑھنا ہے۔۔ صدیقی اسے کور دیں گے۔۔ اسکے بعد خاور ہی کی رپورٹ پر آگے بڑھنے نہ بڑھنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔"

تجویز معقول تھی اس لئے کسی نے بھی اختلاف رائے نہیں کیا اور خاور آگے بڑھنے لگا۔ روشنی تیز تھی۔ مگر بلب چونکہ پہاڑی پر لگے ہوئے تھے اس لئے اس کے نیچے والے حصے میں اندھیرا تھا۔ خاور اسی اندھیرے میں آگے بڑھ رہا تھا!

O

O

"عمران ——" پروفیسر چیخا تھا۔ "بوٹ کو کھلے سمندر میں لے چلو اِس طرح ہم اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں۔"

"نہیں ——" عمران نے کہا۔ "وہ ہم لوگوں کو کھلے سمندر میں بھی مار سکتے ہیں۔"

"نہیں.... وہ...."

لیکن اتنی ہی دیر میں عمران بوٹ کو لانچ سے آنے والی سرچ لائیٹ کی روشنی میں دو چٹانوں کے درمیانی راستے پر آگے بڑھا چکا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ لانچ والوں کی نظر سے بچ کر وہ کھاڑی میں پہونچ جائیں اس طرح وہ محفوظ ہو سکتے تھے لانچ اتنی بڑی تھی کہ اس کا کھاڑی تک پہونچ جانا ناممکن تھا۔

لیکن لانچ والے بھی غافل تو نہیں تھے۔

ان کی بوٹ کے آگے بڑھتے ہی بائیں سمت پانی میں ایک دھماکہ ہوا تھا اسکے ساتھ ہی میگافون پر پھر آواز سنائی دی تھی۔

"عمران خود کو ہمارے حوالے کر دو ۔۔ ورنہ تباہ کر دیئے جاؤ گے۔ اس وقت تم لوگ پوری طرح سے ہماری ایٹمی توپوں کی زد میں ہو۔"

لیکن عمران نے رفتار تیز کر دی ۔۔ تیز اور تیز....

دوسرا دھماکہ ہوا اور پانی میں ڈوبی ہوئی ایک چٹان ٹکڑے ہوکر بکھر گئی۔

"عمران روک دو بوٹ ۔۔ ورنہ اس بار بوٹ کے ساتھ ہم بھی تباہ ہو جائیں گے ۔۔"

"نہیں" عمران نے سر ہلایا۔ اور بوٹ کا اسٹیرنگ تھام کر عقب میں دیکھنے لگا۔ پھر جیسے ہی چکا چوند ہوئی اس نے بوٹ کو بائیں جانب گھما دیا۔ اور اسی لمحے ٹھیک اس جگہ پانی میں دھماکہ ہوا جہاں چند سکنڈ پہلے بوٹ تھی۔ لیکن اب وہ محفوظ تھے۔ ان کے اور لانچ کے درمیان ایک بڑی سی چٹان حائل تھی۔ عمران بوٹ کو کھاڑی کے اندرونی حصے میں لیتا چلا گیا۔ آگے جا کر راستہ اتنا تنگ ہو گیا تھا کہ چٹانیں بوٹ کے کناروں سے مس کر رہی تھی ۔ بعض جگہ بوٹ کو رگڑ بھی کھانی پڑی تھی۔

کچھ دیر بعد کھاڑی چوڑی ہو گئی۔

"اب یہاں رک جاؤ عمران ۔" پروفیسر ڈگلس نے کہا تھا۔ لیکن عمران رکے

بغیر ہی بوٹ کو آگے لیتا چلا گیا۔

وہ جوں جوں آگے بڑھتے جا رہے تھے کھاڑی چوڑی ہوتی جا رہی تھی عمران کا ارادہ یہی تھا کہ وہ اس طرف سے کھاڑی سے باہر نکل کر اپنا سفر جاری رکھے جبکہ پروفیسر یہاں رک جانا چاہتا تھا۔

عمران کو اگر پروفیسر والٹن نے تفصیلات سے آگاہ نہ کیا ہوتا تو ممکن تھا وہ اس جگہ رک جاتا مگر جان بوجھ کر خطرات کو دعوت دینا اس کی دانست میں حماقت ہی تھی۔

پروفیسر والٹن کی دی ہوئی اطلاع کے مطابق یہ جگہ تھریسیا کے ان محافظوں کا ہیڈ کوارٹر تھی جو یورینیم اور گیس کے ذخیرے اور نکاسی کی جگہ اور وہاں نصب مشینری کی حفاظت کرتے تھے۔ اب اگر وہ یہاں بوٹ روک لیتا اور وہ اتر جاتے تو آسانی سے سیاہ پوش محافظ انہیں گھیر کر مار سکتے تھے۔

لیکن پروفیسر ڈگلس چونکہ یہ بات نہیں جانتا تھا اس لئے وہ عمران سے بار بار بوٹ روکنے کے لئے کہتا رہا۔

بوٹ کھاڑی سے باہر نکل آئی اور ٹھیک اسی لمحے دور سے انہوں نے لانچ کے آنے کی آواز سنی تھی۔ وہ چونکہ کھاڑی میں داخل نہیں ہو سکتی تھی اس لئے چکر کاٹ کر اس طرف آئی تھی۔

"پروفیسر ڈگلس" ۔ عمران نے کہا ۔ "اب تم اسٹیرنگ سنبھالو۔"

"کیوں ۔۔۔؟"

"میں اپنے براتیوں کو سمجھاؤں گا کہ یہ وقت برات کا نہیں ہے اور یہ کہ میں نے تھریسیا جیسی اہلِ جفا سے شادی کا ارادہ ختم کر دیا ہے"
پروفیسر کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی — پھر وہ بولا۔
"میں نہیں سمجھ سکتا کہ کھاڑی میں نہ رک کر تم نے کون سی غلطی کی ہے —؟"
"وہی جو تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکی —"
عمران نے کہا اور بوٹ کے اس حصے میں آ گیا جہاں گن لگی ہوئی تھی اب وہ اس کا رُخ لانچ کی طرف کر رہا تھا۔ لانچ کے نزدیک آتے ہی اس نے فائر کھول دیا۔
تاریکی میں شیلگوں شعلوں کی لکیر سی بوٹ سے لانچ تک کھنچتی چلی گئی۔ دوسرے ہی لمحے دھماکہ ہوا اور لانچ کا ایک بڑا حصہ ٹکڑوں میں بٹ گیا — عمران نے دوسرا فائر کیا اور اس مرتبہ لانچ کے ٹکڑے فضا میں بکھر گئے۔
بوٹ کا رخ اب اس طرف ہو گیا تھا جس طرف پروفیسر داؤد کی مہیا کردہ معلومات کی روشنی میں عمران نے جزیرے پر اترنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پروفیسر ڈگلس بوٹ اسٹیئر کر رہا تھا اور عمران دوربین سے جزیرے کا جائزہ لے رہا تھا —
کچھ دیر بعد عمران نے ایک جگہ پروفیسر کو بوٹ روکنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ دور جزیرے کے ساحل کی طرف دیکھ رہا تھا — کچھ دیر بعد عمران

نے پروفیسر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"بس اب سیدھے بڑھ چلو۔ یہی جگہ ہماری منزل ہے۔"

"او کے۔"

پروفیسر نے کہا اور بوٹ کا رخ اسی جانب کر دیا جس طرف عمران نے اشارہ کیا تھا۔

چند منٹ بعد بوٹ کنارے پر کھڑی تھی۔

وہ لوگ اچھلے پانی میں ہی اتر پڑے تھے پھر بوٹ کو کھینچ کر ساحل تک لیجانے کی کوشش کی تھی۔ بوٹ کو کھینچ کر انہوں نے ساحل کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے درختوں میں چھپا دیا۔ پھر اس کے کھینچے جانے سے بننے والے نشانات مٹائے اور تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

"اب کس طرف چلو گے عمران۔؟" پروفیسر نے پوچھا۔ "اور یہ بھی بتاؤ کہ تمہارا پروگرام کیا ہے۔؟ تم کیا کرنا چاہتے ہو۔؟"

"وہی جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں۔!"

"اڑن طشتریاں۔؟"

"ہاں۔!" عمران نے سر ہلا دیا۔ "ہم اڑن طشتریاں ہی حاصل کرینگے"

"لیکن۔ہم اس جگہ سے کافی فاصلے پر اترے ہیں جہاں اڑن طشتریوں کا اڈہ ہے اب ہمیں کافی دور پیدل چلنا پڑے گا۔"

"ہونہہ۔"

عمران نے سر ہلا کر کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ وہ سب چونک پڑے۔ کہیں

قریب ھی اس قسم کی آواز ابھری تھی جیسے بہت سی زنجیریں آپس میں ٹکرائی ہوں۔

عمران نے سوالیہ انداز میں پروفیسر کی جانب دیکھا۔ پروفیسر کا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثرات سے خالی تھا۔

"روبوٹ ــ؟" پروفیسر نے آہستگی سے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب آئرن مین سے ہے ــ؟"

"ہاں ــ وھی ــ آؤ ہمیں اب درختوں کے جھنڈ میں خود کو پوشیدہ کر لینا چاہیئے تاکہ اس کی آنکھیں ہمیں نہ دیکھ سکیں ــ"

"ہونہہ ــ"

عمران سوچنے لگا۔

"کیا سوچ رہے ہو عمران ــ جلدی کرو ــ وہ قریب آتا جا رہا ہے ــ؟" پروفیسر نے جھنکار سے ملتی جلتی آواز کو قریب آتا محسوس کر کے کہا تھا۔

"ہاں... آں... ٹھیک ہے ــ" عمران نے کہا۔ "تم دونوں درختوں کی اوٹ میں چلے جاؤ ــ میں اسی جگہ رہوں گا۔"

"عمران ــ" پروفیسر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "کیا تم مرنا چاہتے ہو ــ؟"

"نہیں کیوں ــ؟"

"جیسے ھی روبوٹ کے ذریعے تم دیکھے گئے۔ تمہارا جسم کوئلہ بن جائیگا۔"

"میں جانتا ہوں ۔۔" عمران نے کہا۔ "آئرن مین کے سربن تم نے الیکٹرونک مشین بھی فٹ کی ہوئی ہے جس کی لہریں چشم زدن میں انسانوں کو کوئلے کے ڈھیر میں تبدیل کر دیتی ہیں ۔ میں نے ایسے ڈھیر اپنی آنکھوں سے بھی دیکھے ہیں ۔"

"پھر بھی تم رکنا چاہتے ہو ۔۔" پروفیسر قریب آتی ہوئی آواز کو سنکر وحشت زدہ لہجے میں بولا۔

"ہاں ۔۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ مرنے کے بعد کیا حالت ہوتی ہے"

عمران ۔۔ بیوقوف مت بنو ۔۔ مرکر کوئی واپس نہیں آتا ۔"

"میں آجاؤں گا ۔"

عمران نے مسکرا کر پروفیسر کو آنکھ ماری۔

"فرشتے میری باتوں میں آسانی سے آجائیں گے ۔"

"اوہ ۔۔!"

پروفیسر نے کہا اور صفدر کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ صفدر کو چونکہ عمران پہلے ہی اشارہ کر چکا تھا اس لئے وہ بلاچوں وچراں پروفیسر کے ساتھ چلا گیا۔

زنجیروں کی جھنکار اب بہت قریب سے سنائی دینے لگی تھی اور اسکے ساتھ ہی گھمر گھمر کی آوازیں بھی ابھر رہی تھیں ۔ عمران نے

لہ ملاحظہ فرمایئے اس ناول کے پہلے حصے "آئرن مین، ڈارک آئی لینڈ" مصنف الیاس قریشی

آوازوں کی سمت دیکھا۔

دور سے ایک دیوپیکر ہیولہ اسی طرف بڑھتا نظر آرہا تھا۔ اس کی ساخت انسانی جسم ہی جیسی تھی۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ پھر بڑی تیزی سے ریت پر جھک گیا۔ اب وہ ایک گڑھا کھود رہا تھا۔

بڑی تیزی سے ریت میں گڑھا بنا کر وہ اس میں سینے کے بل لیٹ گیا اور اپنے اوپر مٹی ڈالنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس کا جسم گردن اور کندھوں کے سوا ریت میں چھپ چکا تھا۔

جسم چھپانے کے بعد اس نے ریت کا ایک چھوٹا سا ٹیلا اپنے سر اور کندھے کے تین سمت بنا لیا اور اس طرف دیکھنے لگا جس طرف سے آئرن مین آرہا تھا۔

اچانک ۔۔!

وہاں دن کی سی روشنی پھیل گئی۔۔ آئرن مین کے سر سے نکلنے والی تیز روشنی نے ایک ایک چپہ روشن کر دیا تھا۔

اب وہ عمران سے صرف دس گز کے فاصلے پر تھا اور ایک ہی جگہ کھڑا سر گھما رہا تھا۔ جس کے ساتھ ساتھ روشنی کی لہر آگے بڑھ رہی تھی۔ جیسے ہی وہ اس کے قریب پہونچی۔۔ عمران نے اپنا سر تین طرف بنائے ہوئے ٹیلے کی آڑ میں کر لیا۔

روشنی اسکے سر پر سے گذر گئی۔ لیکن اسے یقین تھا کہ وہ دیکھا نہیں جا سکا۔۔ کیونکہ اس روشنی نے اسکے جسم کے کسی بھی حصے کو نہیں چھوا تھا۔

اور وہ اس وقت تک نہیں دیکھا جا سکتا تھا جب تک روشنی اس کے جسم سے چھو کر اُسے ہٹلی کاسٹ نہ کر دے۔

روبوٹ کا سر ایک چکر لگا کر پھر اسی سمت میں ہو گیا جس طرف پہلے روشنی پھینکی تھی پھر اچانک اس کے منہ سے شعلوں کی دھار نکلی اور قریب کے درختوں میں آگ لگ گئی۔

اب اُس کے منہ سے بار بار شعلے نکل رہے تھے اور درختوں میں آگ لگتی جا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد شعلوں کی دھار ریت پر گرتی چلی گئی اور وہ حصہ سیاہ ہو گیا۔

پہلے تو عمران نے سوچا تھا کہ وہ آئرن مین کو ٹھکانے لگا دے گا۔ لیکن اب اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔ وہ ان لوگوں پر اپنی یہاں موجودگی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ جس انداز میں آئرن مین نے چاروں طرف آگ لگائی تھی۔ وہ اس بات پر دال تھی کہ آئرن مین کی آنکھوں کے پیچھے بیٹھے ہوئے افراد کو ان کی یہاں موجودگی کا صرف شک ہے۔ یقین نہیں اور وہ اس شک کو آئرن مین کو تباہ کر کے یقین میں نہیں بدلنا چاہتا تھا۔

کچھ دیر بعد آئرن مین کے منہ سے ہلکا ہلکا دھواں نکلنا شروع ہوا۔ پھر وہ دھواں بھی دھار کی شکل میں جلتے ہوئے درختوں پر پڑا اور آگ حیرت انگیز طور پر سرد ہوتی چلی گئی۔

عمران اسی طرح لیٹا ہوا تھا اور آئرن مین کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا اس طرف چونکہ آئرن مین کی آنکھوں سے نکلنے والی سرچ

لائیٹ کی روشنی نہیں تھی اس لئے وہ اطمینان سے سر اٹھا کر اسے دیکھ رہا تھا
چند لمحے بعد روبوٹ پلٹا اور اسی جانب لوٹ گیا جس طرف سے آیا تھا۔
درختوں سے اب صرف دھواں بلند ہو رہا تھا۔ اور عمران سوچ رہا تھا کہ
پتہ نہیں صفدر اور ڈگلس کا کیا حشر ہوا ہوگا۔؟!

○

○

خاور آسانی سے راستے کے دوسرے سرے پر پہونچ گیا۔ پھر اس کے ہاتھ کا اشارہ پاکر وہ تینوں بھی اسی طرح تاریکی میں چلتے ہوئے اس تک پہونچ گئے تھے۔!

یہاں بڑی تیزی سے کھدائی کا کام ہو رہا تھا۔ کئی مشینیں لگی ہوئی تھیں جن میں سے کچھ زمین کی کھدائی کر رہی تھیں اور کچھ کھدی ہوئی مٹی اور پتھروں کو اس جگہ سے دور لیجا کر پھینک رہی تھیں۔

"میرے خدا۔" شاہدہ نے حیرت سے کہا۔ "یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں۔؟"

"غالباً تیل نکالنے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔" خاور نے مشینوں کو

گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔ تھریسیا کی تنظیم سے اتنے معمولی کام کی توقع نہیں کی جا سکتی۔"

"پھر ۔۔؟"

"کوئی اور ہی چکر معلوم ہوتا ہے ۔۔" جولیا نے سوچتے ہوئے کہا۔ "وہ لوگ یہاں یا تو کسی قیمتی دھات کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں یا پھر کسی قسم کی گیس کا ذخیرہ دستیاب ہوا ہے۔"

"ممکن ہے ۔۔" خاور نے سر ہلا دیا۔ "لیکن اب کیا کرنا چاہیئے۔"

"ہمیں ان مشینوں پر قبضہ کرنا ہو گا۔۔"

"لیکن جب تک ان لوگوں کی تعداد کا علم نہ ہو۔ ہم ان سے کیسے کھڑ سکتے ہیں ۔۔؟ اگر وہ مختلف جگہ پھیلے ہوئے نکلے تو ۔۔؟"

"تمہارا خیال ٹھیک ہے ۔۔"

جولیا نے کہا۔ چند لمحے سوچتی رہی پھر بولی۔

اس کا ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ تم دونوں میں سے کوئی ایک کسی طرح سے پہاڑی پر چڑھ جائے اور یہاں سے کافی دور جا کر مشینوں پر آتشی ریوالور سے کئی فائر کر کے واپس اسی جگہ آ جائے ۔۔ اس طرح ہنگامہ ہونے پر ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کی تعداد کتنی ہے ۔۔؟ اور وہ کہاں کہاں ہیں۔؟"

"ٹھیک ہے ۔۔" خاور نے کہا۔ "لیکن پہاڑ پر چڑھنا آسان تو نہیں ہے۔ ہر طرف روشنی ہے اور روشنی میں پہونچ کر زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔۔"

"ہمیں یہ رسک لینا ہی پڑے گا۔" جولیا نے سوچتے ہوئے کہا۔ "ورنہ یہ ساری محنت اکارت جائے گی۔ اور ہم لوگوں کو واپس وہیں جانا پڑے گا جہاں سے آئے ہیں۔"

"میں جاتا ہوں۔" صدیقی نے کہا۔ "تم نیچے سے میری حفاظت کرنا۔" آخری جملہ اس نے خاور سے کہا۔ اور تاریکی میں آگے بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ روشنی میں تھا۔ وہ تینوں اُسے دیکھ رہے تھے۔ انہیں ڈر تھا کہ مشینوں پر کام کرنے والوں میں سے کوئی ان کو نہ دیکھ لے۔ مگر وہ زمین پر رینگتا ہوا اس حصے میں جا پہنچا جہاں سے اوپر چڑھا جا سکتا تھا مگر صدیقی اوپر چڑھنے کی بجائے آگے ہی بڑھتا چلا گیا۔ پتہ نہیں اس کے ذہن میں کیا تھا۔

"صدیقی سے اگر کوئی حماقت سرزد ہوئی تو ہم سب بھی مصیبت میں پڑ جائیں گے۔" خاور نے جولیا کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں۔" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "صدیقی کیا سوچ کر آگے بڑھا ہے۔"

"ممکن ہے آگے اس نے کوئی ایسی ہی بات دیکھی ہو کہ آگے بڑھنے پر مجبور ہو گیا ہو۔"

"یہ بھی تو ممکن ہے کہ اس سے آگے بڑھ کر حماقت ہی سرزد ہوئی ہو۔"

"ہاں۔" جولیا کے جواب میں سنا بدہ نے کہا۔ "ایسا ہونا ممکن ہے بہر حال اب جو کچھ بھی ہے۔ ہمیں نتیجے کا انتظار کرنا ہو گا۔"

"ہونہہ ـــ"

جولیا نے سر ہلا دیا ۔ ان تینوں کی آنکھیں اسی سمت لگی ہوئی تھیں جسطرف صدیقی گیا تھا۔

دفعتاً انہوں نے ہلکی سی چکا چوند ہوتے دیکھی اور اسکے ساتھ ہی کئی چیخیں سنائی دی تھیں ـــ اسکے فوراً ہی بعد انہوں نے نیلگوں شعلوں کی دھار بڑی مشینوں پر گرتے دیکھی تھی۔

"صدیقی نے حملہ شروع کر دیا جولیا ـــ" خاور نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ لیکن ہم کو اس سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوا جو ہم چاہتے تھے ـــ"

"دیکھتی رہو ـــ"

جولیا نے خاور کے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ خاموشی سے کھڑی مشینوں کو دیکھتی رہی ۔ جہاں نیلگوں رنگ کے شعلے رقص کر رہے تھے ۔ پھر شعلے غائب ہو گئے اور مشینوں کی طرف سے کئی آدمیوں کو انہوں نے بھاگ کر اسی طرف آتے دیکھا۔ وہ تعداد میں دس تھے اور بری طرح سے بھاگے ہے تھے جیسے موت ان کا تعاقب کر رہی ہو۔

"ہمیں ان کو زندہ پکڑنا ہے خاور ـــ" جولیا نے کہا۔ "یہ لوگ خوفزدہ ہیں اور ہم ان کی اس بات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ـ"

"تمہارا خیال ٹھیک ہے ـ"

خاور نے کہا ، اور ریوالور سنبھال کر تیار ہو گیا۔ پھر جیسے ہی وہ لوگ

قریب پہونچے وہ تاریکی سے روشنی میں نکل آیا۔

"خبردار۔۔ اگر ایکقدم بھی آگے بڑھایا تو ختم کر دوں گا۔۔" وہ سرد لہجے میں غرا کر بولا تھا۔

دوڑ کر آنے والے اسی جگہ رک گئے۔ وہ بڑے خوفزدہ انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔ دفعتاً ان میں سے ایک نے خاور پر چھلانگ لگا دی۔

لیکن اس کا انجام۔۔؟

وہ سب کانپ کر رہ گئے۔ خاور کے ریوالور سے نکلے ہوئے نیلگوں شعلوں کی دھار نے اس کو دھواں بنا کر اڑا دیا تھا۔

"تم لوگوں کا بھی یہی حشر ہو سکتا ہے۔۔"

خاور ریوالور کو جنبش دیکر بولا اور وہ سہم گئے۔ مگر اب بھی ان میں سے دو اُسے شرارت پر آمادہ نظر آ رہے تھے۔ لیکن اس سے قبل کہ ان دونوں میں سے کوئی کچھ کرتا۔ عقب سے جولیا کی سرد آواز ابھری تھی۔

"خاور۔۔ ان سے کہدو۔ اگر ان میں سے کسی نے بھی شرارت کرنے کی کوشش کی تو اُسے بھی دھواں بنا دیا جائے گا۔ یہ سب اس وقت کئی آتشی ریوالوروں کی زد پر ہیں۔۔"

"اوہ۔۔!"

ان میں سے ایک کے منہ سے نکلا اور وہ سب خاور کے عقب میں تاریکی میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگے۔!

"تم لوگ شاید یہ سمجھتے ہو کہ میں تنہا ہوں۔۔" خاور غرایا۔ "یہاں کے

چپے چپے پر ہمارے آدمی پھیلے ہوئے ہیں ۔"

اس نے یہ جملہ بلاوجہ نہیں کہا تھا ۔ ان لوگوں کے عقب سے اس نے صدیقی کو آتے دیکھ لیا تھا اور یہ جملہ اسی لئے کہا تھا تاکہ اگر ان کے دل میں مزید کچھ ہو تو وہ کچھ نہ کر سکیں ۔

"تم کو اگر یقین نہیں ہے تو دیکھو ۔" خاور پھر غرایا ۔ "دو سو دس تم کہاں ہو ۔؟"

خاور نے بلند آواز میں پکارا تھا ۔ عقب سے اسی طرف بڑھتا ہوا صدیقی چونک پڑا ۔ پھر معاملے کی نوعیت کو سمجھتے ہوئے اس نے کہا تھا ۔

"میں ان لوگوں کے داہنے ہاتھ پر ہوں ۔ مادام کہاں ہیں ۔"

"مادام موجود ہیں ۔ الحیوسترہ کہاں ہے ۔؟"

"میں اس طرف ہوں ۔"

صدیقی نے تیزی سے بائیں سمت پہونچکر بدلی ہوئی آواز میں کہا تھا ۔ جسکے بعد ان نو آدمیوں کے چہروں پر مردنی چھا گئی ۔

"نمبر دو سو دس آگے آؤ ۔"

خاور نے کہا اور صدیقی ان کے عقب سے بڑھکر سامنے آگیا ۔ اسکے ہاتھ میں بھی سیاہ رنگ کا خوفناک آتشی ریوالور دیکھکر وہ چونکے تھے ۔ پھر خاور کا حکم پاکر صدیقی نے ان لوگوں کے ہاتھ باندھنے شروع کر دیئے ۔ ہاتھ باندھنے کے لئے مشینوں کے پاس سے ریشمی رسی حاصل کی گئی تھی ۔ صدیقی کا ریوالور بھی خاور نے لے لیا تھا تاکہ ان میں سے کوئی اس پر قابو پاکر کوئی

حرکت نہ کر سکے۔

"گڈ ۔۔۔" خاور نے انکے ہاتھ بندھ جانے کے بعد کہا تھا۔ "اب بتاؤ تم لوگوں کی یہاں کتنی تعداد ہے ۔۔۔ اور بقیہ کہاں ہیں ۔۔۔؟"

"ہمیں نہیں معلوم ۔۔۔"

اُن میں سے ایک غرایا۔ جواباً صدیقی کا تھپڑ پوری قوت سے اس کے منہ پر پڑا تھا۔ پھر ایک اور پڑا اور اس کا ہونٹ پھٹ کر رہ گیا۔ خاور اب بھی خونخوار انداز میں اُسے گھور رہا تھا۔ پھر غراتا ہوا بولا۔

"ایک ایک ہڈی جسم سے جدا کر لی جائے گی۔ ورنہ جو پوچھا جائے اس کا جواب صحیح صحیح اور بغیر کسی توقف کے دیتے رہو۔"

"تم لوگ پچھتاؤ گے" مار کھانے والا سرد لہجے میں بولا۔ "مادام تھریسیا کے ہاتھوں سے تم لوگ بچ کر نہیں نکل سکتے ۔۔۔"

"مادام تھریسیا ۔۔۔"

اچانک جولیا نے عقب کے اندھیرے سے روشنی میں آتے ہوئے کہا۔

"تھریسیا ہم ہی سے ڈر کر دارالحکومت سے یہاں آئی تھی۔ اگر اس میں کچھ ہمت ہوتی تو وہ فرار کیوں ہوتی ۔۔۔؟"

"تو وہ لوگ تم ہو جن کی وجہ سے مادام کو شہر کا اڈہ چھوڑنا پڑا تھا۔"

"ہاں ۔۔۔ اچھی طرح دیکھ لو ۔۔۔" خاور غرایا۔

"صدیقی ۔۔۔ خاور ۔۔۔" جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔ "وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ ان لوگوں سے پتہ کرو کہ یہاں اور کتنے لوگ ہیں ۔۔۔؟"

"بتاؤ ۔۔۔" خاور غرایا تھا۔

"ہم کچھ نہیں بتا سکیں گے ۔" ان میں سے دو تین نے کہا۔

"خاور ان میں سے ایک کو اس طرف کھڑا کر کے سوالات پوچھو۔ اگر دو منٹ میں یہ جواب نہ دے تو ختم کر دو ۔۔۔"

"یس مادام ۔۔۔" خاور نے کہا۔ اور قطار کے سرے پر کھڑے ہوئے فرد کو دوسروں سے الگ ہٹا کر کھڑا کر دیا۔

"بتاؤ! یہاں اور کتنے لوگ ہیں ۔۔؟" صدیقی غرایا تھا۔

"نہیں معلوم ۔۔۔" اس نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"صرف ایک منٹ اس سوال کے جواب کے لئے دیا جاتا ہے ۔" صدیقی نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا ایک منٹ بعد تمہیں تمہارے ساتھی کے پاس پہنچا دیا جائے گا ۔"

"نہیں ۔۔" وہ سہمے ہوتے لہجے میں بولا تھا۔ "میں کچھ نہیں جانتا ۔"

"نہ جانتے ہو گے ۔" صدیقی نے کہا اور گھڑی کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ بے چینی سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ ٹھیک ایک منٹ بعد خاور کے ریوالور کا ٹریگر دبا۔ نیلگوں شعلوں کی دھار نکلی اور اس کا وجود دھوئیں میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے ساتھی اپنے دو ساتھیوں کے انجام سے سہم گئے تھے۔ اور ان کی آنکھوں سے خوف کا اظہار ہو رہا تھا۔ خاور نے تیسرے فرد کو دھکیل کر سامنے کر دیا اور صدیقی نے اس سے بھی سوال کیا۔

"ب..... بتاتا ہوں ۔۔۔" وہ خوفزدہ لہجے میں بولا تھا۔ "یہاں ہم

سترہ آدمی ہیں۔ دس ہم تھے اور سات پہلے مارے جا چکے ہیں۔"

"جھوٹ مت بولو —"

"نن ...... نہیں — سچ کہہ رہا ہوں۔" وہ سہمے ہوئے لہجے میں بولا۔ "یہاں صرف سترہ آدمی تھے جن میں سے اب صرف آٹھ آدمی زندہ ہیں —!"

"تم لوگ یہاں کس لئے کھدائی کر رہے ہو۔؟"

"گیس ...... یہاں پر قیمتی گیس کا ذخیرہ ہے جس کے لئے یہ کھدائی کی جارہی ہے۔"

"تم لوگ رہتے کہاں ہو۔"

"اسی جگہ داہنی سمت ہم لوگوں کے لئے کوارٹر بنے ہوئے ہیں۔ اسی میں ہم لوگ رہتے ہیں۔"

"چوبیس گھنٹے —؟"

"جس دن سے ہم یہاں آئے ہیں آج تک واپس نہیں گئے۔"

"تمہارا تعلق زیرولینڈ سے ہے؟" صدیقی کے اس سوال پر اس نے بڑی بے بسی سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تھا۔ پھر تھوک نگلتا ہوا سہمے ہوئے لہجے میں بولا —

"ہم ...... مجھے نہیں معلوم۔"

"دیکھو خونی معاہدے پر دستخط کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ تھریسیا کے علاوہ دوسرا کوئی تمہیں موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتا۔"

"تھریسیا مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی —؟"

"بکومنت: جواب دو —— کیا تم لوگوں کا تعلق زیرولینڈ سے ہے؟"
"ہاں —— !" اس نے سر ہلایا۔
"زیرولینڈ گئے بھی ہو کبھی —— ؟"
"ہم میں سے کوئی بھی زیرولینڈ نہیں گیا ۔"
"پھر —— تم لوگوں کا تعلق زیرولینڈ سے کیسے ہوا ۔ ؟"
"ہمیں ممبر بنے صرف ایک سال ہوا ہے اور اتنے جلد کسی کو زیرولینڈ نہیں لے جایا جاتا ۔"
"سقراطیا —— پروفیسر والٹن —— اور پروفیسر ڈگلس ان میں سے کون کون زیرولینڈ جا چکا ہے ۔"
"تینوں ہی جاتے رہتے ہیں —— لیکن چونکہ ان کا شمار معززین میں ہوتا ہے اس لئے وہ واپس بھی آ جاتے ہیں —— !"
"کیا مطلب ۔ ؟" خاور نے پوچھا۔
اسی لمحے جولیا نے کچھ کہنا چاہا تھا ۔ مگر پھر وہ خاموش ہو گئی ۔ ویسے اسے پروفیسر بتلا ہی چکا تھا کہ زیرولینڈ والے کبھی واپس نہیں آتے ۔ مگر..... وہ سوچنے لگی ۔ پروفیسر وہاں جا کر واپس آ چکا تھا ۔ والٹن کا بھی یہی حال تھا تو پھر پروفیسر نے جھوٹ کیوں کہا تھا ۔ کہ وہ زیرولینڈ نہیں گیا ۔ کیا وہ یہ بات چھپانا چاہتا تھا —— ؟
"زیرولینڈ جانے والے ممبران کو وہیں روکا جاتا ہے ۔ صرف معززین اور اصلی حکام ہی وہاں سے واپس آتے ہیں —"

"تمہارا مطلب ہے کہ معززین اور ذمے دار افراد ہی کو زیر ولینڈ آنے جانے کی اجازت ہے۔ کسی اور کو نہیں ۔ ؟"

"ہاں ! ــــ میں یہی کہنا چاہتا تھا ۔"

"تنظیم کے افراد کی یہاں موجودگی اور دارالحکومت سے آدمیوں کے اغواء کا کیا مقصد تھا ۔ ؟"

"ان لوگوں کو بیگار کے لئے یہاں لایا جاتا ہے ۔ ؟"

"کیا مطلب ۔ ؟"

"دوسرے جزیرے پر بھی کچھ کام ہو رہا ہے ۔ وہاں مزدوروں کی کمی پوری کرنے کے لئے دارالحکومت سے آدمی اغواء کئے جاتے تھے ۔"

"ہونہہ ــــ !" صدیقی کچھ سوچنے لگا۔

"یہاں سے باہر جانے کا راستہ کہاں سے ہے ۔ ؟"

"پتہ نہیں ۔ !"

"پھر تم لوگوں کے جانے آنے کا کیا طریقہ ہے ۔ ؟"

"ہم اول تو چوبیس گھنٹے یہاں رہتے ہیں ۔ اگر کبھی باہر جانے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو اڑن طشتریاں آجاتی ہیں ۔"

"انھیں کس طرح بلایا جاتا ہے ۔ ؟"

"ٹرانسمیٹر پر ۔"

"ٹرانسمیٹر کس جگہ ہے ۔ ؟"

"ہمارے کواٹروں میں ایک کواٹر ٹرانسمیشن روم کا کام بھی دیتا ہے"

قسم کی سب چیزیں وہیں پر ہیں ۔"

"کیا یہاں سے نکلنے کا واقعی کوئی راستہ نہیں ہے ۔ ؟"

"نہیں ۔۔۔ اگر ہو بھی تو ہمارے علم میں نہیں ہے ۔"

"ہونہہ ۔۔" جولیا نے سر ہلا دیا ۔" انھیں کوارٹروں میں لے چلو ۔"

وہ لوگ ایک فرلانگ کے فاصلے پر بنے ہوئے کوارٹروں تک پہنچے ۔ پھر جولیا کے اشارے پر ان لوگوں کو ایک ایک کر کے اس میں قید کر دیا گیا ۔ قید کرنے سے پہلے کوارٹروں کی تلاشی بھی لے لی گئی تھی ۔ اور ان کے ہاتھ بھی کھول دیئے گئے تھے ۔ دروازے مضبوط تھے اور وہ کسی کی مدد کے بغیر نہیں کھولے جا سکتے تھے ۔

وہ لوگ اس کوارٹر میں پہنچے جہاں ٹرانسمیٹر وغیرہ تھے ۔ ایک بڑی میز دیوار سے لگی رکھی تھی اور اسی پر ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا ۔ وہ لوگ چند لمحے ٹرانسمیٹر کی ساخت سمجھنے کی کوشش کرتے رہے ۔ پھر جولیا نے اس کے دو سوئچ دبائے اور فریکوئنسی ملانے لگی ۔

○

اپنے بنائے ہوئے گڑھے سے نکل کر عمران اب جلے ہوئے درختوں کی جانب بڑھ رہا تھا۔ گن اب بھی ہاتھ میں تھی اور وہ گرد و پیش سے بھی ہوشیار تھا!

یہی تو ممکن تھا کہ آئرن مین کے ساتھ والے محافظ نہ اس پر ٹوٹ پڑیں پروفیسر ڈگلس اور والٹن دونوں ہی نے کہا تھا کہ ساحل پر پہونچنے والوں کا استقبال سیاہ پوش محافظ اور آئرن مین دونوں ہی کرتے ہیں۔

وہ جلے ہوئے درختوں کے جھنڈ کے پاس پہونچکر ایک لمحے کے لئے رکا پھر اندر داخل ہو گیا۔ جگہ جگہ اب بھی درختوں سے آگ نکل رہی تھی۔ اور بعض جگہ سوکھی لکڑیاں، ٹہنیاں اور پتے جلنے کے بعد

انگاروں کی شکل میں بکھرے پڑے تھے۔

وہ چلتا رہا۔

گرمی کا احساس تو جلے ہوئے حصے میں داخل ہوتے ہی ہو گیا تھا۔ اور اب شدید قسم کی گرمی محسوس ہو رہی تھی۔ جسم پر لپٹے ہوئے ریت نے گرم ہو کر مزید الجھن پیدا کر دی تھی۔ کچھ اور آگے بڑھنے کے بعد وہ رک گیا۔

پھر اس نے منہ سے کوئل کی سی آوازیں نکالیں۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے تین آوازیں ۔۔ جنکا جواب فوری اور کافی دور سے ملا تھا۔ عمران نے پھر اسی سگنل میں صفدر کو واپس لوٹ آنے کی ہدایت کی تھی اور اب ان کی آمد کا منتظر تھا۔

تقریباً چھ یا سات منٹ بعد صفدر اور پروفیسر نظر آئے تھے ۔ وہ جلے ہوئے حصے سے نکل کر ساحل کی طرف چلنے لگے۔ صفدر اور پروفیسر خاموش ہی تھے۔ سمندر کے پانی میں دو چار غوطے لگا کر عمران نے اپنے بدن پر لپٹا ہوا ریت صاف کیا اور پھر وہ وہیں پر بیٹھ کر سستانے لگے۔

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی پروفیسر ۔؟"

عمران نے کہا۔

"وہ کیا ۔؟"

"تم نے کہا تھا کہ آئرن مین چھ سات فٹ سے زیادہ نہیں چل سکتا

لیکن یہ تو کوئی فسرلانگ چلکر یہاں تک پہونچا تھا ۔"

"ممکن ہے دوسرے انجینئر اور سائنسدانوں نے مل کر اس خسرابی کو دور کرلیا ہو جس کی وجہ سے وہ چل نہیں سکتا تھا ۔"

"ہونہہ ۔۔ اور یہ آگ اور پھر دھواں ۔۔؟"

"آگ کے بارے میں بتا ہی چکا ہوں ۔۔ رہا دھواں تو یہ اسی اصول پر تیار کیا گیا ہے جس پر آگ بجھانے والے سیلنڈروں میں بھری ہوئی گیس تیار کی جاتی ہے ۔"

"آؤ ۔۔ اب ہمیں چلنا چاہیئے ۔" عمران نے اُٹھتے ہوئے کہا ۔" صبح سے پہلے پہلے ہمیں اپنے لئے پناہ گاہ بھی تلاش کرنی ہے ۔"

وہ چلتے رہے ۔

عمران نے اس دوران پروفیسر ڈگلس کے دیئے ہوئے پلاسٹک کے ٹکڑے والے نقشے اور والٹن کی بتائی ہوئی معلومات سے فائدہ اُٹھایا تھا ۔ اور وہ سیدھے راستے پر چلتے رہے تھے ۔

آدھے گھنٹے کے بعد انہیں رکنا پڑا تھا ۔۔ کافی فاصلے پر روشنیاں نظر آرہی تھیں ۔

"یہ کیا ہے ۔۔؟" صفدر نے پوچھا تھا ۔

"گیس اور یورونیم نکالنے والے انجینیروں اور تنصیبات کی حفاظت کرنے والوں کی رہائشی عمارتیں ۔ وہ چوبیس گھنٹے یہاں رہتے ہیں ۔"

"ہونہہ ۔۔!" صفدر نے سر ہلا دیا اور وہ خاموشی سے

چلتے رہے۔

روشنیوں سے تین فرلانگ دور پہونچکر وہ پھر رک گئے۔

"ہمیں عمارتوں کے گرد پھیلے ہوئے خاردار تاروں کی باڑھ سے دور ہی دور رہنا ہے۔" عمران نے کہا۔ "کیونکہ تاروں میں کرنٹ دوڑ رہا ہے۔"

"لیکن تمہارا پروگرام کیا ہے عمران۔؟" پروفیسر نے پوچھا۔

"اڑن طشتریوں کا اڈہ یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے۔؟"

"کم از کم چھ فرلانگ ضرور ہوگا۔ میرا خیال یہی ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اڑن طشتریوں پر قبضہ کرنا چاہیئے۔"

"آہا... ہا۔" عمران ہنسا۔

"اڑن طشتریاں قبضے میں کرنے سے پہلے میں اس جن کو ضرور اپنے قبضے میں کروں گا۔ جس نے تھریسیا کو قابو کیا ہوا ہے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"مطلب میں خود بھی نہیں سمجھ سکتا۔" عمران نے کہا۔ "ایک خیال ذہن میں آیا تھا کہہ دیا۔ ویسے اسے نکھ لو پروفیسر کہ میں بارات دلہن کے بغیر واپس لیکر نہیں جاؤں گا۔"

"عمران۔ حماقتیں ختم کرو۔"

"یہ حماقت نہیں پروفیسر۔ میرے دل کی آواز ہے۔ کہو تو گا کر سنا دوں

ع کیا کیجئے تمام عمر ہم وفا کی آرزو

آئی سمجھ میں۔؟"

"میں کچھ نہیں سمجھا۔" پروفیسر جھلا گیا۔

"نہیں سمجھے — تم ہی نہیں — وہ محبوبہ دل کمار بھی نہیں سمجھتی۔ اگر سمجھتی تو ابتک کئی عدد بھوتوں کی سربراہ بن چکی ہوتی۔"

"ہمیں ان عمارتوں سے بچکر چلنا چاہیئے —" پروفیسر نے اُس کا جملہ نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "ہمارے فرار کے بعد تھریسیا کے آدمی یہاں بھی ہماری....

جملہ ادھورا ہی رہ گیا۔ عمران کی انگوٹھی کے نگینے سے ہلکی ہلکی کلک کلک کی آواز ابھری تھی۔ اس نے نگینے کو مخصوص انداز میں کئی مرتبہ دبایا اور کان کے قریب کر لیا۔

"ہیلو .... ہیلو .... ایکسٹو۔ جولیانا اسپیکنگ ہیر۔!"

"ہیلو جوجی — "عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔" تم کیسی ہو۔ کالے دیو کے پنجے سے کب نجات ملی۔؟"

"اوہ — عمران تم — کہاں ہو —" جولیا کی کپکپاتی ہوئی آواز ابھری۔

"جہاں بھی ہوں مزے میں ہوں اور تمہاری یاد میں ٹھنڈی آہیں بھر رہا ہوں — کبھی کبھی گرم آہیں بھی نکلنے لگتی ہیں — جس کی وجہ سے فضا گرم ہو جاتی ہے۔!"

"عمران — بیہودگی نہیں — کام کی بات کرو —"

"کام کی بات —؟"

عمران صفدر کو آنکھ مار کر مسکرایا۔

"کیا شاہدہ بھی تمہارے ساتھ ہے —؟"

"ہاں — خاور اور صدیقی بھی ہیں —"

"گڈ — تو کام کی بات یہ ہے کہ میں شاہدہ سے بات پکی کر سکتا ہوں کسی اور سے نہیں — ویسے تھریسیا بھی چل سکتی ہے اور تم تو امیدوار ہو ہی —!"

"شٹ اپ —" جولیا کی غراہٹ ابھری تھی۔

"ڈانٹتی کیوں ہو —" عمران کراہا۔ "میں نے غلط بات تو نہیں کہی —"

"عمران — میں رپورٹ دینا چاہتی ہوں — بات سنجیدگی سے سن لو ورنہ میں رابطہ منقطع کر دوں گی — اور تمام تر ذمہ داری تم پر ہو گی —"

"تمہارے چہرے ایکسٹو ہو گی — ہاں ۔۔۔ اور کیا — میں کوئی وہ ہوں ۔۔۔ وہ ۔۔۔۔ تم ۔۔۔۔ میرا مطلب ہے تمہارا ٹھیکیدار —"

"شٹ اپ —"

جولیا کی غراہٹ ابھری تھی۔ لہجے سے ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے وہ شدید ترین جھلاہٹ میں مبتلا رہی ہو —"

"پھر وہی شٹ اپ —" عمران کراہا۔

"تم بالکل جانور ہو — ایکدم جانور —"

"ہا ۔۔۔" عمران نے صفدر کو دیکھ کر داہنی آنکھ دبائی — پھر بولا۔ "جانور بھی کام کی چیز ہے — اس کی غیر موجودگی میں قربانی نہیں ہو سکتی۔ ویسے بائی دے وے فٹز واٹر — کیا تم بتا سکتی ہو کہ چوری کے جانور پر قربانی جائز ہے یا نہیں —؟"

"میں ایکسٹو سے تمہاری شکایت کروں گی۔" جولیا زچ ہو کر بولی۔ "پتہ نہیں اس نے تمہیں ہمارا پارٹی لیڈر کیوں بنا دیا ہے۔؟"

"نہیں بنانا چاہیئے تھا نا۔" عمران چہکا۔ "میں نے اس سے پہلے ہی کہا تھا مگر وہ کہنے لگا۔ سب نالائق ہیں اس لئے تمہیں بنا رہا ہوں۔"

"میں نہیں مان سکتی کہ ایسا ہوا ہوگا۔؟"

"ارے واہ مت مانو۔ میں نے کیا تمہارے ماننے نہ ماننے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔" عمران لڑاکا عورتوں کی طرح ہاتھ نچاتے ہوئے بولا۔

"میں لائن کٹ کر رہی ہوں۔"

جولیا کی آواز ابھری اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ وہ اُسے پکارتا ہی رہ گیا تھا۔

"آپ نے بہت بُرا کیا عمران صاحب۔"

صفدر کہہ رہا تھا۔

"آپ کو جولیا سے رپورٹ لینی چاہیئے تھی۔ پتہ نہیں وہ کیا کہنا چاہتی تھی۔"

"کچھ بھی چاہتی ہو۔ میں اس کے سُننے کا پابند نہیں ہوں۔ سمجھے۔" عمران نے جھلا کر کہا۔ "کیا تمہارا چوہا مجھے تنخواہ دیتا ہے۔"

"عمران۔!" ڈگلس نے کہا۔ "اس وقت جھگڑا کرنے سے کام نہیں چلیگا صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تمکو اپنے ساتھی کی بات سُن لینی چاہیئے تھی۔"

"اسے تو پھر پہلے سے کیوں نہیں بتنا یا تھا۔" عمران پروفیسر پر ہی الٹ گیا۔

"اب بتانے بیٹھے ہو جبکہ وہ ناراض ہو گئی۔"

پروفیسر بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

"اب کیا کرنا ہے۔۔؟"

صفدر نے پوچھا۔

"تم کئی گھنٹے سے اسی ایک جملے کو دوہرا رہے ہو۔" عمران نے کہا۔ "کرنا کیا ہے شادی ہوگی۔ دلہن آئے گی اور کیا ہوگا۔۔؟"

"لاحول ولا قوۃ۔" صفدر بھی جھلا گیا۔

"یہاں کوئی شیطان نہیں ہے۔!"

"عمران صاحب۔۔" صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "آپ کو وقت کی نزاکت کا ذرہ بھر بھی احساس نہیں ہے۔"

"شاید نہ ہو۔۔لیکن صفدر پیارے۔۔۔ یہ تو سُنا تھا کہ خدا جسے حسن دیتا ہے نزاکت آ ہی جاتی ہے۔ مگر یہ وقت کی نزاکت کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آیا۔۔"

"ہم یہاں آسانی سے مار لیئے جائیں گے۔۔"

"نن۔۔۔ نہیں۔۔خدا کے لئے ایسی خوفزدہ باتیں مت کرو۔" عمران لنگھیاتے ہوتے بولا۔ "مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

"شاید۔۔۔۔"

صفدر کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا۔۔ سائرن کی آواز سُنائی دی تھی۔ پھر کوئی سیاہ سی چیز روشنیوں کے پیش منظر میں حرکت کرتی نظر آئی تھی۔ وہ تینوں

بھی چونک پڑے۔

"یہ کیا چیز ہو سکتی ہے ۔۔؟"

صفدر نے کہا تھا ۔ مگر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا ۔ انکو خود ہی جواب مل گیا ۔ وہ کوئی گاڑی ہی ہو سکتی تھی جو تیزی سے اسی جانب بڑھتی چلی آ رہی تھی ۔ !

"آؤ ۔۔ اس طرف ہم اپنا بچاؤ کر سکیں گے ۔۔"

عمران نے کہا اور وہ ایک طرف دوڑنے لگے ۔ عمران کا رخ جھاڑیوں کے ایک طویل سلسلے کی طرف تھا جس کی اونچائی کم از کم دو سوا دو فٹ ضرور رہی ہوگی وہ اس سلسلے کے عقب میں پہونچکر بیٹھ گئے ۔

گاڑی اب خاردار تاروں کی باڑھ کے قریب آ کر رک گئی تھی ۔ پھر اُس کا دروازہ کھلا اور کئی تاریک سائے باہر نکل آئے ۔ جھاڑیوں سے ان کا فاصلہ بیس فٹ سے زیادہ نہیں تھا ۔ اور وہ ان کی نقل و حرکت دیکھ سکتے تھے ۔ کچھ دیر بعد گاڑی کے انجن کی آواز ابھری اور وہ پیچھے ہٹنے لگی ۔ اس کے ساتھ ہی اچانک اسکی چھت پر لگی ہوئی سرچ لائیٹ روشن ہو گئی اب روشنی کا دائرہ تیزی سے چیزوں کو گرفت میں لیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا ۔ وہ ان کے اوپر سے جھاڑیوں کو روشن کرتا ہوا گذر گیا ۔

اب انھوں نے دیکھا ۔ گاڑی سے اُترنے والے پوری طرح سے مسلح تھے ۔ اُن میں سے دو کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور بقیہ کے پاس آتشی ریوالور ۔۔ وہ تعداد میں چھ سات کے قریب تھے اور سرچ لائیٹ کی

روشنی میں چاروں اطراف کا جائزہ لے رہے تھے۔

گاڑی بھی عام گاڑیوں سے مختلف تھی نہ اُسے جیپ کہا جا سکتا تھا اور نہ ہی کار۔ دونوں ہی کی مشترک شکل تھی۔

وہ اُسی جگہ چھپے اُن کی نقل و حرکت دیکھ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد سرچ لائیٹ تاریک ہو گئی اور پھر گاڑی اپنے ساتھ اُن ساتوں افراد کو بھی لے گئی۔

"کیا یہ لوگ ہمیں تلاش کر رہے تھے۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"تو اور کسے تلاش کریں گے پیارے۔" عمران نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔ "دیکھا نہیں وہ سب رقیب ریش دراز کے آدمی تھے۔ میری شادی کے رنگ میں بھنگ ملانا چاہتے تھے۔"

"ہوں ـــــ تمہارا خیال ٹھیک ہے۔" پروفیسر ڈگلس نے کہا۔ "وہ لوگ یقیناً ہماری ہی تلاش میں اسطرف آئے ہوں گے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔ ہمارے فرار کے بعد اب چونکہ تمہارے دوسرے ساتھی بھی فرار ہو گئے ہیں۔ اس لیے تھریسیا نے تلاش کا کام اور تیز کرا دیا ہوگا۔!"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں پروفیسر۔" عمران نے کہا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ میری ممنوعہ ـــ ممبوسہ۔۔۔۔ کیا کہتے ہیں اُسے۔۔۔"

وہ اس انداز میں پیشانی پر ہاتھ مارتا ہوا بولا جیسے کوئی چیز یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔!

"تم محبوبہ کہنا چاہتے ہو شاید ۔؟" پروفیسر نے ٹوک دیا۔

"ہاں ۔۔ محبوبہ ۔۔ خدا بھلا کرے ۔۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ میری محبوبہ دل کشا رقیب روسیاہ سے کیوں ملی ہوئی ہے ۔؟"

"عمران ۔۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ تم ہم سب کو اپنی حماقتوں سے پھنسوا دو گے ۔۔ اور اتنی محنت اکارت جائے گی ۔"

"ہرگز نہیں ۔۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔" عمران غرایا ۔ "میں دلہن لیئے بغیر کیسے پھنس سکتا ہوں ۔؟"

"عمران کچھ کرو ۔" پروفیسر جھلا کر بولا ۔ اور پیشانی پر ہاتھ مار کر رہ گیا ۔

"غضب خدا کا ۔" عمران نے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا ۔ "میں سب کے سامنے کچھ کیسے کر سکتا ہوں پروفیسر ۔؟"

"جہنم میں جاؤ ۔" پروفیسر نے کہا اور جھاڑیوں سے باہر نکل آیا ۔ مجبوراً عمران کو بھی اُٹھنا پڑا ۔ پھر ظاہر ہے صفدر کیسے وہاں بیٹھا رہ سکتا تھا ۔ عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا ۔ پھر وہ ان دونوں کو اسی جگہ رکنے کی ہدایت کرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا ۔

اس نے ان دونوں سے یہی کہا تھا کہ وہ آگے جا کر جائزہ لے گا تاکہ اندر داخل ہونے کی کوئی راہ نکل سکے ۔

کافی دور نکل آنے کے بعد اس نے انگوٹھی ٹرانسمیٹر کا نگینہ پُش کرنا شروع کیا تھا ۔ پھر اسے کان کے قریب لے گیا ۔ وہ دراصل جولیا سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا اُسے امید تھی کہ جولیا نے دوبارہ اس سے ضرور رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی

ہو گی چونکہ وہ اس وقت چھپے ہوئے تھے اس لئے وہ کال وصول نہیں کر سکا تھا اور نہ ہی اس نے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر اس وقت جبکہ جولیا نے رابطہ قائم کیا تھا پروفیسر اور صفدر قریب نہ ہوتے تو وہ ایکسٹو کی حیثیت سے رپورٹ حاصل کر لیتا۔

اس کا خیال غلط نہیں نکلا۔ چند لمحے بعد دوسری جانب سے ٹرانسمیٹر پر کال کی آمد کا سگنل ملا تھا۔ اس نے انگوٹھی کے نگینے کو دبایا۔ اور کان کے قریب کر لیا۔

"ہیلو ... ایکسٹو .... ہیلو ایکسٹو ... جولیانا ہیر۔"

"یس جولی — کیا بات ہے —؟" عمران نے بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھا

"ہم لوگ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں جناب —"

جولیا نے بڑی تیزی سے رپورٹ سناتے ہوئے کہا۔ عمران ایک ایک لفظ خاموشی اور سنجیدگی سے سن رہا تھا۔ جولیا جب رپورٹ ختم کر چکی تو اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم لوگ وہاں راستہ تلاش کرنے کی کوشش جاری رکھو میرا بھی یہی خیال ہے کہ وہاں راستہ ضرور ہو گا —"

"ہم چاروں ہی اُسے تلاش کر رہے ہیں جناب —" جولیا نے کہا۔ "اگر راستہ نہیں ملا تو پھر ہم لوگ پہاڑوں پر چڑھنے کی کوشش کریں گے —"

"ٹھیک ہے — مگر اولیت راستے کو دینا۔ ان لوگوں سے معلوم کرو جو تمہارے ہاتھ لگے ہیں — ان میں سے کوئی یقیناً جانتا ہو گا —"

"جی نہیں۔ ان میں سے کوئی بھی راستے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا دوبارہ پوچھنے پر انہوں نے یہی بتایا تھا کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تیس اچانک تمرلیبا اور پروفیسر والش ان کے سامنے اچانک آموجود ہوتے تھے۔ اس بات سے میرا یہ خیال پختہ ہوگیا ہے کہ یہاں کوئی خفیہ راستہ ضرور ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا۔" خفیہ راستے کی تلاش تم صبح تک کرسکتی ہو۔ صبح سے پہلے اس طرف کوئی نہیں آئے گا۔ مگر اجالا ہوتے ہی بچاؤ کی فکر کرنا۔"

"بہت بہتر جناب۔!"

"اور کچھ۔؟"

"جی۔۔۔ وہ عمران۔" جولیا ہکلا کر رہ گئی۔

"ہاں۔ کیا ہوا عمران کو۔ کیا وہ بھی تمہارے ساتھ ہے۔"

"جی نہیں جناب۔ وہ بعض اوقات بے حد تکلیف دہ ثابت

"وہ کیسے۔؟"

جواباً جولیا نے کچھ دیر پہلے کی جانے والی کال اور عمران کی بکواس کے بارے میں ایک ایک لفظ بتا دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں اس کو اس بارے میں ہدایت کردوں گا اور کچھ۔؟"

"جی نہیں۔ شکریہ۔"

"ٹھہرو۔ یہ بتاؤ تمہارا فریکوئنسی نمبر کیا ہے۔ تاکہ میں تم سے ضرورت

پڑنے پر رابطہ قائم کر سکوں۔"

"ٹھہریئے دیکھ کر بتاتی ہوں۔"

جولیا نے کہا۔ چند لمحے خاموشی رہی پھر اس کی آواز ابھری تھی۔

"تھری۔ تھری۔ فائیو۔ ایس۔ ٹی۔"

"گڈ۔۔ "عمران نے کہا اور تاریکی میں گھورنے لگا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا چند لمحے بعد پھر بولا۔

"اگر تم لوگ راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو فوری طور پر مجھے مطلع کرنا۔"

"یس سر۔" جولیا نے کہا۔ "راستہ تلاش کرنے کے بعد آپ کو بتانا ویسے بھی ضروری ہو جاتا ہے۔۔ اس لئے کہ یہاں سے ہٹنے کے بعد ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں رہ جائے گا کہ آپ سے رابطہ قائم کر سکیں۔"

"ٹھیک ہے۔"

عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا اب وہ محافظوں کی عمارتوں اور خاردار تاروں کی باڑھ کا جائزہ لے رہا تھا۔ اگر اسکے پاس وائر کٹر ہوتا تب دشواری نہیں تھی۔ مگر ایسی صورت میں جبکہ تاروں میں کرنٹ بھی دوڑ رہا ہو ان کا اس میں سے گذرنا ناممکن تھا۔ اس نے کافی آگے تک جا کر وہاں کا جائزہ لیا اور پھر پلٹ پڑا۔

اب وہ اس سمت بڑھ رہا تھا جس طرف ڈگلس اور صفدر کو چھوڑا تھا۔ جلد ہی وہ ان کے قریب پہونچ گیا۔

"کیا رہا۔۔؟"

"شادی کا مسئلہ طے ہوگیا ہے۔ میں برات کو لے جانے کے راستے کا بھی تعین کر چکا ہوں۔۔اگر دیکھنا چاہو تو میرے ساتھ چلو۔"

"چلو۔" ان دونوں نے کہا اور عمران مڑ گیا۔ اب وہ خاردار تاروں کی باڑھ سے لگ کر چل رہے تھے۔

عمران کا ارادہ یہی تھا کہ وہ جس طرح سے بھی ہو دروازے کی راہ سے اندر گھسنے کی کوشش کریں گے۔ کافی دیر چلنے کے بعد وہ عمارتوں کے اگلے حصّے کی طرف پہونچ گئے۔ یہاں انہوں نے گیٹ پر دو تین آدمیوں کو دیکھا جو کسی بات پر بحث میں الجھے ہوئے تھے۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا۔

عمارت کا گیٹ لکڑی ہی کا تھا اور اس پر خاردار تاروں کی باڑھ لگی ہوئی تھی۔ یہ بھی یقینی امر تھا کہ اس میں کرنٹ دوڑ رہا ہوگا۔ وہ تاریکی میں دبکے ان کی نقل و حرکت بغور دیکھ رہے تھے۔

"عمران ۔۔۔ صبح ہونے والی ہے ۔۔۔" ڈگلس نے مشرقی افق کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جہاں ہلکا ہلکا اجالا پھیلنے لگا تھا!۔

"آؤ ۔۔۔!" عمران نے کہا۔ " اب ہم کچھ نہیں کرسکیں گے ۔۔۔ یہ کام کل تک کے لئے چھوڑنا پڑے گا ۔۔"

"مگر .... کیوں نہ اڑن طشتریاں حاصل کرلی جائیں۔"

"کیا وہ جگہ یہاں سے قریب ہے ۔۔؟"

"ہاں — صرف دو یا ڈھائی فرلانگ کے فاصلے پر —"

"تو پھر آؤ — اسے بھی دیکھ لیتے ہیں —"

عمران نے کہا اور صفدر اور ڈگلس کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھنے لگا — کچھ دیر بعد وہ ایسے حصے میں داخل ہو گئے جو پتھریلا تھا اور جگہ جگہ پتھروں کے ڈھیر تھے — وہ چلتے رہے — چلتے رہے —

راستہ اب پتھریلی چٹانوں کے درمیان سے گذر رہا تھا اور وہ موجوں کے سر پٹخنے کی آوازیں صاف سن رہے تھے —

"ہم ساحل کے قریب ہیں پروفیسر —"

"ہاں — اسی جانب سے راستہ ہے —"

ڈگلس نے کہا — ٹھیک اسی لمحے انھیں کہیں قریب ہی سے زنجیروں کی جھنکار سی سنائی دی تھی — وہ چونک پڑے

"ہوشیار ہو جاؤ عمران —" پروفیسر نے سرگوشی کی — "وہ پھر آ رہا ہے —"

"آنے دو — اس بار میں اس رقیب روسیاہ کو نہیں چھوڑوں گا —"

"اگر تم اس سے ٹکرانے کا ارادہ رکھتے ہو تو سب سے پہلے اس کی سرچ لائیٹ کو تباہ کر دو جو اس کے سر میں لگی ہوئی ہے —"

"میں اس کو مکمل طور پر ختم کر دوں گا —"

عمران نے کہا — گفتگو کے دوران بھی ان کے قدم اسی تیزی سے اٹھتے رہے تھے — زنجیروں کی جھنکار اب قریب سے سنائی دینے لگی تھی — پھر

اچانک ایک بڑی سی چٹان کے عقب سے وہ سامنے آگیا۔

یہ وہی آئرن مین تھا جسے کئی گھنٹے قبل ساحل پر مٹرگشت کرتے دیکھا گیا تھا۔ اس کے سر سے نکلنے والی تیز روشنی نے ہر چیز کو جگمگا کر رکھا تھا۔ وہ بڑی پھرتی سے ایک چٹان کی آڑ میں ہو گئے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی آئرن مین کا رخ بھی اسی چٹان کی طرف ہوگیا تھا۔

"عمران — اسی چٹان کی آڑ لیکر دوسری جانب بڑھ چلو۔" پروفیسر ڈگلس نے عمران سے سرگوشی کی۔

"ٹھیک ہے —" عمران نے کہا۔ "کسی بھی حالت میں روشنی ہمارے جسموں پر نہ پڑنے پائے —"

"ہونہہ —" پروفیسر نے سر ہلا دیا۔

وہ چٹانوں کی آڑ میں خود کو چھپاتے ہوئے اس طرح آگے بڑھ رہے تھے کہ آئرن مین کے عقب میں پہنچ سکیں۔ دفعتہ وہاں اس طرح کی سرسراہٹ ابھری جیسے لاؤڈ اسپیکر میں بولنے سے قبل پیدا ہوتی ہے۔

پھر ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی تھی۔ تخاطب انہی سے تھا۔ "عمران میں تمہیں اور پروفیسر ڈگلس کو دو منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ دو منٹ کے اندر اندر خود کو ہمارے حوالے کردو۔ ورنہ ختم کر دیئے جاؤ گے"

"یہ تو بولنے لگا —" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "یا خدا اس رقیب کو بھگا دے ورنہ میری برات واپس چلی جائے گی —"

اس کے اس جملے پر کسی نے کچھ نہیں کہا تھا۔

وہ اسی طرح بڑھتے ہوئے اس چٹان کی آڑ سے نکل گئے۔ جہاں آئرن مین کے سر سے نکلنے والی روشنی قائم تھی۔ پھر انہوں نے اس کے عقب میں پہنچ کر ایک محفوظ جگہ خود کو چھپا لیا۔

وہ چٹان کا درمیانی حصہ تھا۔

"عمران ۔ صرف آدھا منٹ رہ گیا ہے ۔ اب بھی خود کو میرے حوالے کرکے جان بچا سکتے ہو۔" آئرن مین کے منہ سے آواز نکلی تھی۔

پھر دو منٹ گذرتے ہی سرچ لائیٹ کی روشنی رنگت بدلنے لگی پہلے وہ نارنجی رنگ کی ہوئی پھر اس میں بجلیاں سی کوندیں ۔ ایک کڑاکا ہوا اور اس چٹان کے ٹکڑے ہوگئے جس کے عقب میں وہ روشنی سے بچنے کے لئے سب سے پہلے چھپے تھے۔

نارنجی رنگ کی روشنی بار بار چٹانوں پر پڑ رہی تھی اور وہ دھماکوں سے ٹکڑوں میں بٹتی جارہی تھیں۔

آئرن مین کے قدم آگے بڑھ رہے تھے ۔ لیکن عمران نے ایک خاص بات نوٹ کی۔ آئرن مین چند قدم بڑھنے کے بعد رک جاتا تھا۔ پھر اس کے جسم سے اس طرح کی آوازیں ابھرتیں جیسے کوئی بھاری سی چرخی گھمائی جارہی ہو اور اسکے بعد وہ آگے بڑھتا تھا۔

عمران اُسے تباہ کر دینا چاہتا تھا اس لیئے کہ وہ ان کے لیئے ایک مستقل خطرہ تھا ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اسے تباہ کرنے کیلیئے مشین گن سے ملتی جلتی آتشی گن کام دے بھی سکے گی یا نہیں۔؟

اپنے اس خیال کا اظہار اس نے پروفیسر سے بھی کیا تھا۔

"نہیں — اس کو بنانے میں جس قسم کے لوہے کو استعمال کیا گیا ہے اُسے پہلے ہی ان لہروں سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اب یہ لہریں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔"

"پھر — کیا میرا رقیب اسی طرح سینے پر مونگ دلتا رہے گا۔"

"اسکے سر میں جو وائرنگ اور شیشے نصب ہیں ان کو اس گن سے نقصان پہونچایا جا سکتا ہے اور بس —"

"وہ مارا —"

عمران خوشی سے بڑبڑایا۔ "اب میں رقیب روسیاہ کو ختم کر کے ہی چھوڑوں گا۔"

پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی اسے روکتا عمران آگے بڑھ گیا تھا۔ اس کا رخ اسی طرف تھا جس چٹان سے آئرن مین نظر آ سکتا تھا۔ عمران اس چٹان پر جا کھڑا ہوا۔ یہاں سے آئرن مین کا فاصلہ بیس فٹ سے بھی کم تھا۔

اس نے گن سیدھی کی۔ آئرن مین کے سر کا نشانہ لیا اور ٹریگر کھینچ دیا۔ دوسرے ہی لمحے آسمانی بجلی کا سا کڑاکا سنائی دیا اور چکا چوند ہوئی اور پھر تاریکی چھا گئی۔ آئرن مین کے سر سے نکلنے والی سرچ لائیٹ کی روشنی جو کہ نارنجی روشنی میں بدل گئی تھی غائب ہو چکی تھی — اور اب وہ اپنی جگہ کھڑا کا کھڑا رہ گیا تھا۔

"اب ہم کسی حد تک اس خطرے سے محفوظ ہیں —" عمران نے ان کے قریب

پہنچتے ہوئے کہا۔

"ہاں پروفیسر۔ تھریسیا کو اسکے بارے میں کتنی دیر میں اطلاع ملے گی۔؟"

"آئرن مین کی تباہی کے بارے میں۔؟"

"ہاں۔!"

"دس سکنڈ کے اندر اندر۔"

"تب تو ہمیں بچاؤ کی فکر کرنی چاہیئے۔"

عمران نے کہا۔ ٹھیک اسی لمحے چٹانیں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازوں سے گونجنے لگیں۔

"مارے گئے۔" عمران نے کراہ کر کہا اور صفدر کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف دوڑنے لگا۔ پروفیسر ڈگلس کا ہاتھ صفدر کے ہاتھ میں تھا۔ اور وہ تینوں تیزی سے دوڑ رہے تھے۔ بغیر اس چیز کا خیال کیئے کہ تاریکی میں بڑھایا ہوا اگلا قدم انہیں تحت الثریٰ کی سیر کرائے گا یا وہ اسی طرح دوڑتے رہیں گے۔!

O

ایس قریشی کی ماسٹر پیس تکنیک
سیون گولڈن مین
موت چیختی ہے
وارنٹ آف تھیبر

○

خفیہ راستے کو تلاش کرتے ہوئے ساری رات گذر گئی تھی لیکن اب تک انہیں کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔

قیدیوں سے بھی کوئی اور بات نہ معلوم ہو سکی تھی .. اور اب جولیا سوچ رہی تھی کہ ان لوگوں نے تھریسیا اور پروفیسر والٹن کی آمد کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ فراڈ تھا .... ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ وہاں کوئی خفیہ راستہ ہوتا اور انہیں نظر نہ آتا۔؟

ایکسٹو کے ماتحت اب اتنے کند ذہن اور ناکارہ بھی نہیں تھے کہ ایک راستہ تلاش نہ کر سکتے۔ پھر.... اب کیا کیا جائے۔؟

وہ سوچتی رہی۔ صدیقی۔ صفدر اور شاہدہ اب بھی راستے کی

تلاش میں سرگرداں تھے۔

قیدیوں ہی سے انہیں الیکٹرونک ٹارچیں بھی مل گئیں تھیں جن کی وجہ سے تلاش میں آسانی ہو گئی تھی۔ ورنہ تاریکی میں وہ کیا کرپاتے۔؟

جولیا کے ذہن میں قیدیوں کے الفاظ گونج رہے تھے.... انہوں نے کہا تھا کہ تھریسیا اور والٹن اچانک ہی انکے سامنے آموجود ہوتے تھے اور انہیں پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ وہ کب اور کس راستے سے یہاں پہونچے ہیں۔ جن راستے سے وہ آئے تھے اس راستے سے وہ دونوں کبھی اس طرف نہیں آئے تھے۔ اور اسکے علاوہ بظاہر کوئی راستہ اس طرف آنے کا نہیں تھا۔

پھر۔؟

جولیا نے سوچا۔

اگر اس مرتبہ وہ تھریسیا کے ہاتھ لگ گئے تو وہ کوئی رعایت نہیں برتے گی ممکن ہے خفیہ معاہدے والی شرط ماننے سے انکار پر انہیں فوری طور پر پروفیسر والٹن کی بجائے کسی اور کے حوالے کر دیا جاتا اور پھر ان میں سے کوئی خود کو تنویر کی طرح کرنل پونگا کہتا نظر آتا اور کوئی بلی کی طرح میاؤں میاؤں کرتا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ جوش غضب میں تھریسیا ان سب کو ختم ہی کرا دیتی۔ عمران کے ہاتھوں اس کے اچھے اچھے آدمی ہلاک ہوئے تھے۔

صرف ایک والٹن ہی کی موت اس کے قہر و غضب کو جگانے کے لیے کافی تھی۔ لیکن کیا کیا جائے۔؟

جولیا نے سوچا۔ پھر اس کی نظر مشرقی افق کی طرف اٹھ گئی۔

صبح ہونے والی تھی۔ روشنی پھیل رہی تھی اور وہ ابھی تک وہیں تھے جہاں سے چلے تھے۔

"کیا ہم دوبارہ پکڑ لیے جائیں گے۔؟"

جولیا کے ذہن میں ایک سوال ابھرا تھا۔

"نہیں۔" اس نے خود ھی اس کا جواب دیا۔" ایسا نہیں ہوگا۔ ہم ہر حالت میں فرار ہوں گے۔ ہمیں یہاں سے نکلنے میں کامیابی ہونی ھی چاہیئے۔"

وہ جوشِ غضب میں اُٹھ کھڑی ہوئی اور چاروں طرف دیکھنے لگی۔!

اجالا اب اتنا پھیل گیا تھا کہ وہ ٹارچوں کی مدد کے بغیر سب کچھ دیکھ سکتے تھے۔ جولیا کی نگاہیں پہاڑ پر ایک جگہ جم کر رہ گئیں۔ تقریباً چالیس گز کی اونچائی پر پہاڑ کا ایسا حصہ تھا کہ اگر وہاں تک پہونچا جاسکتا تو اسکے بعد آسانی سے وہ مزید اوپر چڑھ کر چوٹی تک پہونچ سکتے تھے۔ اور چوٹی پر پہونچکر دوسری جانب اُتر جانا زیادہ مشکل کام نہ ہوتا۔

مگر۔۔!

اِس چالیس گز کی اونچائی تک جانا بھی جوئے شیر لانے کے برابر تھا ان کے پاس اتنی اونچائی تک پہونچنے کا کوئی ذریعہ ھی نہیں تھا۔ بس اسکے علاوہ بظاھر ان کے پاس فرار ہونے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔

جولیا کی متلاشی نظریں چاروں طرف کا جائزہ لینے لگیں۔ پھر اس کی نظریں کھدائی کرنے والی مشینوں میں سے ایک پر جم کر رہ گئیں۔

یہ مشین کھدائی کرنے والی مشین کے اس حصے کے قریب تھی جہاں سے کھدی ہوئی مٹی مشین باہر نکالتی تھی۔ باہر نکلی ہوئی مشین نیچے کھڑی ہوئی مشین میں لگے ہوئے پٹے پر گرتی تھی اور وہ متحرک پٹہ اس مٹی اور پتھروں کو ڈیڑھ سو فٹ دور دوسری مشین کے متحرک پٹے تک پہونچا کر واپس لوٹ آتا تھا۔ دوسرا پٹہ مشین سے نکلنے والی مٹی اور پتھروں کو کھدائی کرنے والی مشین سے ڈھائی سو فٹ دور گرا دیتا تھا۔ جہاں کھڑے ہوئے ٹرک اُسے لاد کر دور لے جاتے تھے۔

جولیا بڑی تیزی سے سوچ رہی تھی۔ پھر اُس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ یہاں سے نکلنے کا ایک منصوبہ اس کے ذہن میں آگیا تھا۔ اُس نے تیزی سے خاور۔ صدیقی اور شاہدہ کو آواز دی تھی ۔۔۔ وہ تیر کی سی طرح اس طرف آئے تھے۔

"کیا بات ہے جولیا ۔ ؟"

خاور نے تیزی سے پوچھا تھا۔ سب سے پہلے وہی دوڑتا ہوا اُس تک پہونچا تھا۔

"دیکھو ۔ میں نے کوارٹروں میں سے ایک میں بڑے بڑے رسّے پڑے دیکھے ہیں دو تین بڑے رسّے اکٹھا لاؤ ۔"

"مگر کیوں ۔ ؟"

"ان کی مدد سے ہم صرف دو گھنٹے کے اندر اندر یہاں سے نکل چکے ہونگے۔"

جولیا نے ذہن میں ابھرنے والے پلان کے تحت کہا۔

"کوئی اسکیم ۔۔؟" صدیقی قریب آتے ہوئے بولا۔

"ہاں ۔۔ جلدی کرو ۔"

جملے کا دوسرا ٹکڑا اس نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔ وہ کوارٹروں کی جانب بڑھ گیا۔ اتنے جولیا شاہدہ اور صدیقی کو ذہن میں ابھرنے والی اسکیم سے مطلع کرتی رہی تھی۔

"بالکل ٹھیک ہے ۔۔" دونوں نے پرجوش انداز میں تائید کی تھی۔

"اس راستے سے یہیں باہر نکلنے میں دشواری نہیں ہوگی ۔"

"کس بات پر اتنا جوش آ رہا ہے ۔۔"

خاور نے قریب پہنچکر پوچھا۔ اس کے ہاتھ میں اس وقت دو موٹے موٹے رسّے تھے جنکو وہ کواٹر میں سے اٹھا کر لایا تھا۔

جولیا نے اُسے بھی اپنی اسکیم سمجھائی۔ خاور جولیا کی بات سنکر پہاڑ کو دیکھنے لگا۔ پھر سر ہلا کر بولا۔

"اس سے بہتر تدبیر نہیں ہو سکتی ۔"

"تو پھر جلدی کرو ۔"

جولیا نے کہا اور ان لوگوں نے رسّے کو اسی جگہ ڈال دیا۔ پھر وہ اس مشین کی طرف بڑھ گئے جو کھدائی کرنے والی مشین سے نکلنے والی مٹی کو دور لے جا کر دوسرے پیپے پر گرا دیتی تھی۔

چند لمحے بعد اس کا انجن جاگ اٹھا ۔۔ پیپے والا حصہ آہستہ آہستہ اپنے اسٹینڈ سے اٹھنے لگا ۔۔ پھر وہ آہستہ آہستہ ہی گھومنے لگی ۔ اُس کا

رخ اس پہاڑ کی طرف تھا جہاں چالیس گز کی اونچائی سے جولیا کے خیال کے مطابق اوپر چڑھ کر باہر نکلا جا سکتا تھا۔

مشین کا متحرک پٹے والا حصہ چونکہ کرین کی طرح نہیں تھا اسلئے اُسے پہلے کوارٹر سے مزید موٹے رسّے لاکر اس طرح باندھا گیا تھا کہ وہ مشین کے چلنے پر اس کے ساتھ ہی رہے اور الگ نہ ہوسکے۔ پہاڑ کے قریب پہونچکر انہوں نے مشین روکدی۔

اتنے میں صدیقی ایک بلڈوزر وہاں لے آیا تھا۔ پٹے کے اگلے سرے پر بندھے ہوئے رسوں کو مشین سے کھولکر بلڈوزر سے باندھ دیا گیا جسکے بعد خاور بلڈوزر کو مشین کے مخالف چلانے لگا اور مشین کو صدیقی پہاڑ کی طرف بڑھانے لگا۔ اس طرح پٹے والا حصہ آہستہ آہستہ اوپر ہونے لگا تھا۔ ہر لمحہ اس کی اونچائی بڑھ رہی تھی پھر وہ چالیس گز کی اونچائی کے اس حصے سے بھی اونچا ہو گیا جہاں ان لوگوں کو پہونچنا تھا۔

خاور نے بریک لگائے پھر اُتر کر بلڈوزر کے پہیوں کی چین میں پتھر پھنسانے لگا۔ تاکہ وہ پیچھے کی طرف نہ کھنچ سکے ۔۔ اتنے ہی میں صدیقی نے بھی مشین کے آگے پیچھے پتھر لگا کر اُسے جام کردیا تھا اور اب وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی پتھر ہٹائے بغیر نہیں کھسک سکتی تھی۔

"صدیقی ۔۔ جولیا نے کہا۔ سب سے پہلے تم پٹے پر بیٹھ کر اوپر جاؤ گے پھر ہم دونوں آئیں گے ۔ تم رسے ساتھ لے جاؤ گے تاکہ بعد میں خاور بھی اوپر پہونچ سکے۔

"یس جولی ۔"

صدیقی نے کہا اور تیزی سے مشین پر چڑھ کر پٹے پر بیٹھ گیا۔ پٹے کی چوڑائی چار یا پانچ فٹ سے کم نہیں تھی۔

اس کے بیٹھتے ہی خاور نے اس مشین کو چلانا شروع کر دیا جس سے پٹہ متحرک ہو جاتا تھا۔ جولیا اور شاہدہ مسرت سے صدیقی کو دیکھ رہی تھیں۔ جو آہستہ آہستہ بلندی کی جانب بڑھ رہا تھا۔ پھر وہ چالیس گز سے کچھ اوپر پہونچا ہی تھا کہ چھلانگ لگا کر پٹے سے اتر کر اس چٹان پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں سے انہیں اوپر چڑھنا تھا۔

کچھ دیر بعد جولیا اور شاہدہ بھی وہاں پہونچ گئیں۔ صدیقی نے ان کو چٹان پر اترنے میں مدد دی تھی۔ نیچے سے خاور نے بھی ان دونوں کو صدیقی کے پاس پہونچتے ہی پٹہ روک دیا۔ پھر پٹہ متحرک کیا اور خود بھی آپریٹر کے کیبن سے نکل کر پٹے کے ذریعہ اوپر چڑھنے لگا۔

چند لمحے بعد وہ بھی ان تینوں کے پاس چالیس گز کی اونچائی پر کھڑا تھا جولیا نے نیچے جھانک کر دیکھا اور پھریری لیکر پیچھے ہٹ گئی۔

اتنی بلندی سے گرنے کے بعد ان کی ہڈیوں کا بھی شمار نہیں کیا جا سکتا تھا وہ چٹان کے اس حصے سے لگ گئے جو اوپر جانے والے پہاڑ سے منسلک تھا چند لمحے وہ اوپر دیکھتے رہے۔ پھر خاور نے کہا۔

"اب اوپر چڑھنا چاہیئے ۔ سورج نکل آیا ہے اور ہمارا زیادہ دیر یہاں ٹھہرنا خطرناک ثابت ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔" جولیا نے کہا۔" لیکن سب سے پہلے ہمیں اس سے نجات پانی ہے۔"

اس نے پیڑ کی طرف اشارہ کیا۔ جس کی مدد سے وہ اوپر پہونچے تھے!

"کیا مطلب ۔؟"

"اگر یہ اسی طرح سے رہا تو پھر تھریسیا کے آدمی بھی آسانی سے اس جگہ پہونچ سکتے ہیں ۔"

"اوہ .... ہاں ۔" خاور نے کہا۔ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔" اس سے نجات کا صرف ایک ہی طریقہ ہے ۔"

"وہ کیا ۔؟"

"میں واپس نیچے جاؤں اور ان تمام چیزوں کو دوسری جگہ چھوڑ کر رسّے کی مدد سے اوپر آجاؤں ۔"

"ٹھیک ہے ۔ جولیا نے کہا ۔" اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے ۔"

"رائٹ ۔"

خاور نے کہا اور وہ پیڑ پر چڑھ کر نیچے اترنے لگا ۔ اس مرتبہ اسے بہت زیادہ سنبھل سنبھل کر اترنا پڑ رہا تھا اس لئے کہ پیڑ نیچے سے اوپر چل رہا تھا اور بعض دفعہ وہ پیڑ پر پیر پڑنے کی وجہ سے دو تین فٹ اوپر کھسک جاتا تھا۔ آخر جھلا کر وہ رک گیا۔ پھر اس نے جھک کر ایک ہاتھ سے

پیٹے کی ریلنگ پکڑی اور لٹک گیا۔

اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ پٹہ پکڑ کر لٹک جائے اور اس طرح آسانی سے اور جلد نیچے پہونچ جائے۔ چند لمحے وہ لٹکا رہا پھر اس نے پٹہ کو پکڑا اور ریلنگ چھوڑ کر بڑی پھرتی سے دوسرے ہاتھ سے بھی پٹہ پکڑ کر گرفت مضبوط کر لی۔

اب وہ اسی طرح پٹے سے لٹکا ہوا نیچے جا رہا تھا۔ مشین کے سرے تک پہونچکر اس نے چھلانگ لگائی اور نیچے کود گیا۔ گرنے سے چوٹیں نہیں آئی تھیں۔ وہ اٹھا اور آپریٹر کے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس نے مشین کو گھمانا شروع کیا تھا۔ پٹہ کا اوپر والا حصہ اب اس جگہ سے دور ہونے لگا جہاں اس کے ساتھی کھڑے تھے۔

○

زیرولینڈ سے فرار
PAKISTANIPOINT
WWW.PAKISTANIPOINT.COM
ایس قریشی

O

جو لیا کا سانس اٹک کر رہ گیا۔

پتہ نہیں خاور کیا کرنا چاہتا تھا۔ اب وہ پٹے کی ریلنگ سے لٹکا ہوا تھا۔ پھر اس نے پٹہ پکڑا اور لٹک گیا۔ ان تینوں نے اطمینان کی سانس لی تھی چند لمحے بعد خاور زمین پر نظر آیا۔ اور اس کے کچھ دیر بعد پٹہ کا اوپر والا حصہ ان کے سامنے سے ہٹنے لگا وہ دور ہوتا جا رہا تھا۔

دفعتاً پٹہ کا درمیانی حصہ چر چرایا اور پھر وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر جا گرا۔ اپنی جگہ سے ترچھا ہونے پر جو بیلنس بلڈوزر میں بندھے ہوئے رسے کی مدد سے قائم تھا وہ چونکہ قائم نہیں رہ سکا تھا اس لئے وہ ٹوٹ کر گر گیا تھا۔

"چلو یہ خطرہ بھی نہیں رہا کہ وہ لوگ تعاقب کریں گے ۔" صدیقی نے کہا۔

"ہاں ۔ لیکن ہمیں ہر حالت میں ان کی یہاں آمد سے قبل اوپر پہنچنا ہے ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں اطلاع مل جائے اور وہ آتشی ریوالوروں کی مدد سے ہمیں ختم کردیں ۔"

"پتہ نہیں ان ریوالوروں کی رینج کتنی ہے ۔ ؟"

صدیقی نے ریوالور کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اب انکے پاس کئی ریوالوروں کے علاوہ ایک ٹامی گن بھی تھی جس میں کارتوس استعمال ہوتے تھے ۔ یہ اسلحہ انہیں قیدیوں سے ملا تھا۔

"اوہ ۔ ۔ !"

دفعتاً جولیا کے منہ سے نکلا اور وہ چونک پڑے ۔

"کیا بات ہے ۔ ؟"

صدیقی اور شاہدہ کے منہ سے بیک وقت نکلا تھا۔

"وہ سامنے دیکھو ۔ ۔"

دونوں کی نظریں اسی جانب اُٹھ گئیں ۔ جس طرف جولیا نے اشارہ کیا تھا ۔

کافی فاصلے پر سیاہ لباس میں ملبوس چھ سات آدمی کھڑے نظر آئے تھے وہ اسی طرف اشارے کرکے آپس میں باتیں کررہے تھے پھر ان میں سے ایک تیزی سے کسی جانب چلدیا تھا اور بقیہ ان ہی کی طرف دیکھنے لگے تھے ۔

"صدیقی — جلدی کرو رسہ نیچے پھینکو — ہم دیکھ لیئے گئے ہیں۔ جولیا نے کہا۔" ان میں سے ایک شاید تھریسیا کو مطلع کرنے گیا ہے۔"

"ہاں — ایسا ھی محسوس ہوتا ہے۔"

صدیقی نے کہا اور رسہ ایک بڑی چٹان سے باندھنے لگا۔ گرہیں مضبوطی سے باندھکر اس نے رسہ نیچے پھینک دیا۔

کچھ دیر وہ خاور کے منتظر رہے جو مشین کو آپریٹ کر رہا تھا پھر انہوں نے اُسے نکل کر کوارٹروں کی طرف بڑھتے دیکھا تھا۔

"اسے بلاؤ — " جولیا نے کہا۔ " اُسے نہیں پتہ کہ وہ خطرے میں ہے"

صدیقی چیخ چیخ کر خاور کو صورتِ حال سے باخبر کرنے لگا تھا۔

خاور نے صرف ایک منٹ رک کر اس کی بات سنی تھی پھر دوڑتا ہوا کوارٹروں کی جانب چلا گیا تھا۔ پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا.....

ان کے دلوں کے دھڑکنے کی رفتار تیز ہو گئی — وہ سوچ رہے تھے کہ خاور اب کوارٹروں میں کیوں گیا ہے — ؟

"احمق ہے وہ — " شاہدہ بڑبڑائی — "اپنے ساتھ — کو [illegible] میں ڈال دیا — اب وہاں جانے کی کیا تک تھی — "

"پتہ نہیں — " جولیا نے تشویش آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"سب ھی لاپرواہ ہیں — " شاہدہ نے کہا۔" پتہ نہیں ایکسٹو نے کس طرح ان لوگوں کو بھرتی کیا ہے اور کیسے کام چلا رہا ہے — "

"کیا — ؟" جولیا نے خونخوار انداز میں شاہدہ کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ سیکریٹ سروس کے سب ممبر ناکارہ ہیں؟"

"نہیں ہیں۔ تو کبھی کبھی ہو جاتے ہیں۔"

"تم ابھی نئی نئی ہو اس لئے تم کو علم نہیں ہے۔" جولیا نے تنفر آمیز انداز میں ہونٹوں کو سکوڑتے ہوئے کہا۔ "وہ ہم سے زیادہ خطرے کو سمجھتا ہے۔"

"پھر کوارٹروں کی طرف کیوں گیا ہے۔؟"

"کوئی اہم ہی کام ہو گا اسی لئے وہ اس طرف گیا ہے ایکسٹو کے ماتحتوں سے کسی فضول کام کی توقع عبث ہے۔"

"ہونہہ۔"

شاہدہ نے شانے اچکا کر کہا اور نیچے دیکھنے لگی۔ جولیا کی نظریں ان سیاہ پوشوں پر جمی ہوئی تھیں جو ایک جگہ جمع ہو کر کھڑے اسی جانب اشارے کرتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

"لو۔ وہ آ گیا۔"

صدیقی کی آواز سنکر وہ چونکی تھی۔ خاور دوڑتا ہوا اسی سمت میں آ رہا تھا۔ پھر اس نے رسہ پکڑا اور تیزی سے اوپر چڑھنے لگا تھا۔

رسّے پر چڑھنے سے قبل اس نے پیچھے مڑ کر بھی دیکھا تھا اور اب وہ بار بار کوارٹروں کی جانب مڑ مڑ کر دیکھ رہا تھا۔

"معلوم ہوتا ہے کوارٹروں کی طرف سے کوئی اس طرف آ رہا ہے۔"

صدیقی نے کہا۔

"ورنہ اس بُری طرح نہ بھاگتا۔"

"بار بار اُس طرف دیکھنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے۔" جولیا نے تائید کی تھی۔ خاور اب بہت قریب آگیا تھا۔ وہ رسّے کو پکڑ کر سپاٹ پہاڑی دیوار پر پیر لگاتا ہوا چڑھ رہا تھا۔

قریب پہونچنے پر صدیقی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اوپر کھینچ لیا۔ اب وہ تیزی سے رسّہ کھینچ رہا تھا۔

"وہ آگئے۔!"

شاہدہ نے کہا۔ وہ پلٹے۔ سیاہ پوشوں کا ایک گروہ اسی سمت میں آرہا تھا اور ان سب کے آگے آگے تھریسیا اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ چل رہی تھی۔

"جلدی کرو۔" جولیا چلائی۔ ان کی آمد سے قبل ہمیں اوپر پہونچنا ہے"

وہ جواب دیئے بغیر اوپر چڑھنے لگے۔

صدیقی اور خاور پتھروں کو پکڑ کر تیزی سے اوپر چڑھ رہے تھے رسّے ان دونوں نے اپنی کمر سے باندھ رکھے تھے اور ان کے سرے جولیا اور شاہدہ کے پاس تھے۔

وہ دونوں مضطربانہ انداز میں اس سمت میں دیکھ رہی تھیں جس طرف سے تھریسیا اور اسکے محافظ سیاہ پوش اس طرف آرہے تھے۔ خاور اور صدیقی ابھی آدھا ہی راستہ طے کر سکے تھے۔

"صدیقی — " خاور نے کہا۔ " وہ لوگ قریب آتے جا رہے ہیں۔"
" پھر — ؟ " صدیقی نے گردن گھما کر بقیہ لیسیا وغیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ " کیا کرنا چاہیئے — ؟"
" ہم ان کی آمد سے قبل شاید ہی چوٹی پر پہونچ سکیں گے —"
" ٹھیک ہے —"
اس نے سر ہلا دیا۔
" کیوں نہ یہاں ایک رسہ باندھ دیا جائے تاکہ وہ دونوں یہاں ان کی آمد سے قبل پہونچکر محفوظ ہو سکیں —"
" تمہارا خیال ٹھیک ہے — " صدیقی نے کہا۔ " میرا خیال ہے ان آسی پیاوروں کی رینج اتنی زیادہ نہیں ہوگی —"
" شاید — لیکن اگر ہے بھی تو یہاں وہ محفوظ رہ سکیں گی اس لئے کہ یہاں ان ابھری ہوئی چٹانوں کے پیچھے بیٹھکر وہ ان کی نظروں سے اوجھل رہیں گی جبکہ نیچے وہ کھلے میں ہیں اور چھپنے یا آڑ لینے کی کوئی جگہ ان کے پاس نہیں ہے —"
" ٹھیک ہے — دونوں رسّے باندھ دیتے ہیں — " صدیقی نے کہا۔ اس طرح دونوں یہاں پہونچ جائیں گی اور ہم اوپر چڑھیں گے —"
خاور نے سر ہلایا اور رسے چٹانوں سے باندھ کر نیچے ڈال دیئے جولیا اور شاہدہ انہیں پکڑ کر اوپر چڑھنے لگیں — یہ شاید ان کے لئے پہلا موقعہ تھا اسی لئے اوپر چڑھتے ہوئے وہ دشواری محسوس کر رہی تھیں۔

لیکن کسی نہ کسی طرح تین چار منٹ میں وہ ان کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ تھریسیا اور اس کے سیاہ پوش اب بھی ان سے اتنی دور تھے کہ پانچ سات منٹ سے قبل وہاں نہیں پہونچ سکتے تھے۔

"اف خدایا۔" جولیا نے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہتھیلیاں چھل کر رہ گئی ہیں۔ اگر اور چڑھتی تو رسہ ہی ہاتھوں سے چھوڑنا پڑتا۔"

"ہاں۔" شاہدہ نے سانسیں ٹھیک کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا ایک ایک جوڑ الگ ہو گیا ہو۔"

"باتیں پھر کر لینا۔" خاور نے رسہ کھول کر اپنی کمر سے باندھتے ہوئے کہا۔ "ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اگر وہ لوگ یہاں پہونچ کر فائرنگ کریں تو اس چٹان کے عقب میں پناہ لے لینا۔"

"ٹھیک ہے۔"

جولیا نے سر ہلا دیا اور وہ دونوں پھر اوپر چڑھنے لگے۔ پتھروں کو پکڑ کر ان پر پیر جماتے ہوئے وہ اوپر چڑھ رہے تھے۔ بعض دفعہ ان کا پیر پھسل جاتا اور سنبھلنے کی کوشش میں ہاتھ اور پیروں میں خراشیں آجاتیں۔ لیکن زندگی کے مقابلے میں یہ خراشیں کیا حیثیت رکھتی تھیں۔؟

وہ چڑھتے رہے!

فاصلہ اب مشکل سے آٹھ دس گز کا رہ گیا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ تھریسیا اب کواٹروں کے قریب والے راستے پر پہونچ چکی تھی اور ان کو نظر نہیں آرہی تھی۔ وہ اور تیزی سے اوپر چڑھنے لگے۔

"اوہ — !"

خاور نے ہانپتے ہوئے کہا۔ وہ اوپر پہونچ چکے تھے — پھر ایک لمحہ ضائع کئے بغیر انہوں نے رسے قریب ہی کی ایک چٹان سے باندھ کر نیچے لٹکا دیئے۔ اور وہ دونوں اوپر چڑھنے لگیں۔

نیچے تھریسیا اور اس کے سیاہ پوش ٹوٹی ہوئی مشینوں تک آ پہونچے تھے — خاور نے صدیقی کو اشارہ کیا پھر چیخ کر جولیا اور شاہدہ کو رسے مضبوطی سے پکڑے رہنے کی تاکید کی تھی اور انہیں جلد اوپر لانے کی خاطر رسے پکڑ کر وہ آہستہ آہستہ پیچھے کھسکنے لگے تھے۔ اس طرح وہ دونوں کم وقت میں اوپر پہونچ سکتی تھیں۔ نیچے تھریسیا اور ان کے ساتھی کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔

جولیا نے ایک لمحے کے لئے گردن گھما کر نیچے دیکھا اور پھر اوپر چڑھنے لگی۔ اس کے اندازے کے مطابق تھریسیا بڑی بے بسی سے دانت پیس رہی تھی۔ ان دونوں کو اس بات پر حیرت تھی کہ اُن لوگوں نے ابتک ان پر فائر کیوں نہیں کئے۔ جبکہ آتشی ریوالوران میں سے ہر ایک لڑاکے کے ہاتھ میں موجود تھا۔

"کیا ان ریوالوروں کی رینج اتنی نہیں ہے —؟"

وہ سوچتی رہی اور اوپر چڑھتی رہی۔ رسہ کھنچنے کی وجہ سے وہ تیزی سے اوپر چڑھ رہی تھیں — پھر وہ اوپر پہونچکر زمین پر گر کر ہانپنے لگیں۔ خاور اور صدیقی نے رسے چھوڑ دیئے اور خود بھی انہی کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔

"تھریسیا کی حالت دیکھنے کے قابل ہے —" جولیا نے کہا تھا۔

"اچھا — !" خاور نے کہا اور آگے بڑھ کر نیچے جھانکنے لگا۔ پھر

انہوں نے بڑی تیزی سے اسے پیچھے ہٹ کر لڑھکتے دیکھا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتے آسمانی بجلی کا سا کڑاکا ہوا تھا۔ نیلگوں شعلے لپکے تھے اور جس جگہ سے خاور نے نیچے جھانکا تھا اسی جگہ سے پہاڑ کا ایک بڑا ٹکڑا ٹوٹ کر نیچے لڑھکتا چلا گیا تھا۔

"کیا ہوا تھا ۔۔؟"

جولیا نے پوچھا۔ وہ اپنے اعصاب پر قابو پا چکی تھی اور خاور کے ہاتھ کی خراش سے بہنے والے خون کو دیکھ رہی تھی۔

"میں نے جس وقت نیچے جھانکا اسی وقت سیاہ پوشوں میں سے ایک نے ٹامی گن سے مشابہ گن کا رخ اوپر کیا تھا۔ میں فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ مجھے خیال گذرا تھا کہ کہیں وہ کوئی خطرناک ہتھیار نہ ہو اور میری یہ احتیاط کام آگئی۔ ورنہ پتھر کے ٹکڑے کے ساتھ میں بھی نیچے چلا جاتا ۔۔"

"اب کیا کیا جائے ۔۔؟"

"خاور۔ تم دوبارہ کوارٹروں کی طرف کیوں گئے تھے ۔۔؟"

جولیا نے صدیقی کی بات کا جواب دینے کے بجائے خاور سے پوچھ لیا۔

"میں ایک تو ایکسٹو کو اپنے اس طرح اوپر چڑھنے کی اطلاع دینا چاہتا تھا تاکہ وہ کچھ کر سکے تو کرے۔ دوسرے میں ٹرانسمیٹر سسٹم کو بیکار بھی کرنا چاہتا تھا اس طرح تھریسیا کسی کو ہمارے بارے میں فوری طور پر مطلع نہیں کر سکتی۔"

"کسی کو سے تمہاری کیا مراد ہے ۔۔؟"

"میرا مطلب جنگل اور پہاڑوں میں موجود ان افراد سے ہے جو یہاں اجنبیوں

کی آمد کے خطرے کے پیش نظر نگرانی کے لئے پھیلے ہوئے ہیں۔ جیسے چیانگ اور تنی کائی ساحلی حصے کی حفاظت اور نگرانی پر متعین تھے۔

"دیکھا۔؟"

جولیا نے شاہدہ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"میں نہ کہتی تھی کہ وہ بلا مقصد اس طرف نہیں گیا ہوگا۔"

"ہونہہ۔" شاہدہ نے سر ہلا کر کہا اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"یہ دھند۔" خاور نے اپنے سے چند فٹ کی اونچائی پر پھیلی ہوئی دھند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہم اسے پہلے نہ دیکھ سکے۔؟"

"ہاں۔ صدیقی نے کہا۔ یہ بالکل بادلوں کے سے انداز میں پھیلی ہوئی ہے۔"

"مگر کیوں۔" اس نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے یہ دھند نیچے ہونے والی کارروائیوں کو اوپر سے گذرنے والے جہازوں کے مسافروں اور رپارٹیوں سے چھپانے کے لئے پھیلائی گئی ہے۔؟"

"ہاں۔" خاور نے سر ہلایا۔

"یہی بات معلوم ہوتی ہے۔"

"اب ہمیں نیچے اترنے کی تیاری کرنی چاہیئے۔" صدیقی نے کہا۔

لہ ملاحظہ فرمائیے اس ناول کا پہلا حصہ آئرن ماسک دوسرا حصہ ڈارک آئی لینڈ تیسرا حصہ بلیک نائٹ۔ مصنف ایس قریشی

تحریبا پخلی نہیں بیٹھی ہو گی — جلد ہی یہ علاقہ اس کے سیاہ پوشوں سے بھرا ہوا ہوگا۔ اور وہ شکاری کتوں کی طرح سے ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہوں گے۔"

"تمہارا خیال ٹھیک ہے — آؤ چلیں —"

جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور وہ پہاڑ سے نیچے اترنے کی تیاری کرنے لگے!

O

○

دفعتاً عمران کو ٹھوکر لگی اور وہ منہ کے بل زمین پر چلا آیا۔ پتہ نہیں صفدر اور پروفیسر ڈگلس کا کیا حشر ہوا تھا۔!

پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ تین چار آدمی اس پر ٹوٹ پڑے۔۔۔۔ تین چار۔۔۔ وہ تین چار کے بس کا تو نہیں تھا۔؟

ایک کے منہ پر اس کی دونوں لاتیں پڑی تھیں دوسرے کے پیٹ میں گھونسہ لگا۔ تیسرا جبڑا دبائے الٹ گیا۔ چوتھا اس کی گرفت میں تھا اسی کا سہارا لیکر وہ اٹھا اور دوسرے ہی لمحے ایک جھٹکے سے وہ تاریکی میں کہیں جا گرا۔ عمران نے اسکی کراہ سنی تھی۔ وہ پھر اس پر جھپٹے تھے۔ اسی لمحے اس نے پروفیسر ڈگلس اور صفدر کی چیخیں سُنی تھیں۔ پروفیسر ڈگلس حقیقتاً چلایا تھا مگر صفدر۔۔ اس کی

چیخ کسی درندے کی غراہٹ سے مشابہ تھی۔

وہ حملہ آوروں سے لپٹ پڑا۔

زندگی اور موت کی کشمکش تھی۔ حملہ آوروں کی کوشش یہی تھی کہ وہ عمران کو یا تو قابو کر کے باندھ لیں یا پھر ختم ہی کر دیں مگر ابھی تک انہیں موقعہ نہیں ملا تھا۔ چند لمحے بعد عمران نے محسوس کیا کہ اگر وہ اسی طرح سے لپٹا رہا تو گرفتار ہونے میں کسی شک و شبہے کی گنجائش نہیں رہ جائے گی۔ وہ نو سہی دوسرا ان کے ساتھی آ کر انہیں قابو کر سکتے تھے۔ لہٰذا ان سے گلو خلاصی ہی بہتر تھی۔

اس نے تلے ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ جس کے پڑتا وہ لہراتا ہوا کٹے ہوئے درخت کی طرح چٹانوں پر لڑھک جاتا۔ تاریکی نہ ہوتی تو جانے کب کا وہ انہیں ٹھکانے لگا چکا ہوتا۔ تاروں کی چھاؤں کی روشنی میں وہ بس ان کی دھندلے سے خاکے ہی دیکھ سکتا تھا۔

جلد ہی اس کو حملہ آوروں سے نجات مل گئی۔ اس نے اپنی جیبیں ٹٹولیں۔ سات آٹھ ریوالوروں کی جگہ اب صرف تین ریوالور اس کے پاس تھے بقیہ جدوجہد کے دوران گر گئے تھے۔ گن بھی وہیں کہیں گر گئی تھی۔ وہ جھکا۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ تاریکی میں وہ زمین ٹٹول کر ہی انہیں تلاش کر سکتا تھا۔

اس کے ہاتھ کسی چیز سے ٹکرائے اور اس کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ ایک بڑی ٹارچ پر اس کی گرفت تھی۔ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اب وہ آسانی سے گن بھی تلاش کر سکتا تھا اور حملہ آوروں سے نپٹا بھی جا سکتا تھا۔ مگر۔

فوری طور پر ابھرنے والے خیال نے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی۔
اگر بلب فیوز ہو گیا یا اس میں گرنے سے کوئی اور خرابی پیدا ہو گئی ہو تو؟
اس نے آہستگی سے بٹن پش کیا۔ اور دوسرے ہی لمحے وہاں ایک جھٹکے میں دن کی سی روشنی پھیل گئی۔
الیکٹرونک ٹارچ کی سفید روشنی میں ڈگلس اور صفدر چار سیاہ پوشوں سے گتھے ہوئے تھے۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال کر انہیں کور کرتے ہوئے للکارا تھا۔!
"بس ہاتھ اوپر کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ ورنہ تلاش کرنے والوں کو قبروں کا بھی سراغ نہیں ملے گا۔؟"
لہجہ سرد اور سفاک تھا۔ اُن کے چلتے ہوئے ہاتھ رُک گئے پھر وہ اس کی طرف مڑے اور ریوالور پر نظر پڑتے ہی ہاتھ اُٹھا دیئے۔
"تم پچھتاؤ گے عمران۔" سیاہ پوشوں میں سے ایک نے کہا۔ "مادام کو ہر بات کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ کچھ ہی دیر میں اس طرف آنے والی ہیں۔"
"آنے والی ہیں نا۔۔۔" وہ خوش ہوتے ہوئے بولا۔ "مگر کیوں آ رہی ہیں جی نے تو کہا تھا بارات اسی جزیرے سے جائے گی۔"
"شٹ اپ۔!" وہ دہاڑا۔ "یہ مت سمجھ لینا کہ تمہارے ہاتھ میں ریوالور ہے تو ہم کچھ کر ہی نہیں سکیں گے۔"
"ارے نہیں۔ خوامخواہ۔۔۔۔" عمران سر ہلا کر طنزیہ لہجے میں بولا۔ "تم سب کچھ کر سکتے ہو پیارے۔ یہاں تک کہ میرا نکاح بھی تم ہی پڑھاؤ گے۔"

"شٹ اپ — بلاڈی —" وہ پھر دہاڑا۔

"بہت خوب۔ قطعی غصہ نہیں آیا۔...." عمران مضحکہ اڑانے والے لہجے میں بولا۔ "چنگیز خان کا خون کافی ٹھنڈا ہو کر مجھ تک پہونچا ہے — اس لئے غصہ بھی دیر ہی میں آئے گا۔"

"تم بے غیرت ہو —"

"میں کہہ چکا ہوں غصہ دیر میں آتا ہے — ہاں پیار جلد آجاتا ہے۔ کہو تو پیار کرنا شروع کر دوں۔"

"شٹ اپ — تم کو اس بیہودگی کی سزا ملے گی — مار ڈالے جاؤ گے اتنی اذیت ناک موت مرو گے کہ سننے والے عبرت حاصل کریں۔"

"ارے نہیں — ہاں...." عمران مضحکہ خیز انداز میں بولا۔ "مجھے مارنا ہے، تو تیر تلوار کی کیا ضرورت ہے اس محبوبہ دل گُسار... میرا مطلب ہے محبوبہ دل رفتار.... کج رفتار... لاحول ولاقوۃ بھول گیا۔ پتہ نہیں کیا کہتے ہیں اُسے" عمران سوچنے والے لہجے میں بولا۔

وہ سب اُسے خونخوار انداز میں گھور رہے تھے اور اس کے انداز سے ایسا ظاہر ہوتا تھا جیسے وہ کوئی کلاس ٹیچر ہو اور اس وقت لیکچر دینے کی تیاری کر رہا ہو اور سوچ رہا ہو کہ کس موضوع پر بولے۔

"آہا — ہا... ہا... یاد آگیا —" عمران چہک کر بولا۔ "محبوبہ دلنواز ... ہاں تو اس محبوبہ دلنواز سے کہو جسے تم مادام کہتے ہو کہ وہ بس ترچھی نظروں کا ایک ہی بان چلا دے میں غریق رحمت — لاحول ولاقوۃ ... غریق عشق ہو کر

رہ جاؤں گا۔"

"مذاق سمجھتے ہو۔" وہ غرایا۔ "اسے لکھ کر رکھ لو کہ تم لوگوں کا انجام بڑا بھیانک ہوگا۔"

"کیسے لکھ کر رکھ سکتا ہوں بڑے بھائی۔" عمران رو دینے والے انداز میں بولا۔ "نہ پینسل ہے اور نہ کاغذ۔"

"شٹ اپ۔"

وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا اور اُسے کھانسی آگئی۔

"چہ چہ چہ۔۔۔" عمران نے اُسے چمکارتے ہوئے کہا۔ "زیادہ اوور ہونے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔"

"میں تمکو مار ڈالوں گا۔"

وہ ریوالور کی پرواہ کیے بغیر ہی اس پر جھپٹا تھا۔ عمران خوفزدہ سی آوازیں منہ سے نکالتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا اور جیسے ہی وہ دوسروں سے آگے آیا اُس نے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ نیلگوں روشنی کا جال سا اسکے گرد لہرایا اور دوسرے ہی لمحے وہ سفید دھوئیں میں تبدیل ہوگیا۔

"بھبھ۔۔۔۔ بھو۔۔۔۔ بھوت۔۔۔۔ بھوت۔"

عمران چلاتا ہوا تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے حقیقتاً کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔ دوسرے سیاہ پوش اپنی جگہ کھڑے کانپ رہے تھے۔

"عمران صاحب۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔" صفدر نے چلا کر کہا تھا۔

"بھبھ ۔۔ بھوت ۔۔۔ پیارے بھائی ۔ آؤ مجھے سنبھالو ورنہ میں گر جاؤں گا ۔"

عمران نے لرزیدہ لہجے میں کہا۔ وہ دونوں تیر کی طرح اس کی طرف آئے تھے مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے عمران کے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور سے نیلگوں شعلوں کی دھار نکلی اور وہ سب یکے بعد دیگرے دھواں بنکر فضا میں پھیل گئے ۔

"عمران ۔!" ڈگلس چیخا تھا ۔ "یہ کیا کیا تم نے ۔؟"

"کیوں ۔؟"

"انہیں قتل نہیں کرنا تھا ۔"

"پھر کیا دعوت کرتا ان کی ۔؟ تو یہ کرو پروفیسر اس مہنگائی کے زمانے میں جبکہ آٹا روپے کا سوا سیر ہے تم دعوت کروا کر میرا دیوالیہ نکلوا دینا چاہتے ہو ایسا نہیں ہوگا ۔"

"میں کہہ رہا تھا انہیں قتل نہیں کرنا تھا ۔ بطور یرغمال بھی ہم ان کو ساتھ رکھ سکتے تھے ۔"

"تو پہلے کیوں نہیں بتایا تھا ۔" عمران جھلا کر بولا ۔ "اب بتاؤ میں کیا کروں ابھی تو میری وہ ایجاد بھی مکمل نہیں ہوئی جس کا فائر دھوئیں کو واپس انسانی قلب میں ڈھال سکتا ہے ۔"

"ہمیں جلد از جلد آگے بڑھنا چاہیئے ۔" وہ عمارتوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا اور عمران نے سر ہلا دیا ۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو پروفیسر ۔"

وہ ایکبار پھر چلنے لگے۔
پروفیسر راہ نمائی کر رہا تھا۔ کبھی کبھی انھیں ٹارچ بھی روشن کرنی پڑتی تھی۔ بیس منٹ بعد پروفیسر نے ان کو محتاط رہنے کی ہدایت کی تھی۔
"اب ہمیں کسی غار میں پناہ لینی پڑیگی۔" پروفیسر نے مشرقی افق پر پھوٹنے والی سفیدی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جواب پڑھ گئی تھی۔
"یہاں غار ہیں۔؟" عمران نے سوال کیا تھا۔
"ہاں۔ آؤ میرے ساتھ۔"
وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ عمران منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ اس کی نظریں دائیں طرف کی چٹانوں پر جمی ہوئی تھیں۔
دفعتاً وہ رک گیا۔
انداز ایسا ہی تھا جیسے اُسے احساس ہی نہ ہو کہ وہ کیوں رکا ہے۔
"کیا بات ہے؟" پروفیسر نے پوچھا۔
"وہ مجھے بلا رہی ہے پروفیسر..." عمران کھوئے کھوئے سے لہجے میں بولا۔ "سنو اس کی آواز سنو... وہ مجھے پکار رہی ہے۔"
"کون۔ عمران کون تمہیں پکار رہی ہے۔؟" پروفیسر نے اُسے جھنجھوڑ ڈالا۔
"وہی محبوبۂ دل نفگار۔ جس کے عشق میں، میں یہاں تک دوڑا چلا آیا ہوں"
"کیا مطلب۔؟" پروفیسر کے چہرے پر شکنیں پھیل گئیں۔
"ہاں میں آ رہا ہوں... " عمران چلایا۔ "میری محبوبہ۔ میں آ رہا ہوں۔"
اس کی آواز کافی بلند تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ صفدر یا پروفیسر ڈکلس کچھ سمجھ سکتے

عمران سرپٹ دائیں جانب کی چٹانوں کی طرف دوڑتا چلا گیا اور پلک جھپکنے کے وقفہ میں چٹانیں اُسے نگل گئیں۔

"کیا مصیبت ہے۔۔؟" پروفیسر پیشانی پہ ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"میں خود بھی کچھ نہیں سمجھ سکا۔" صفدر نے شانے اچکائے۔

"یہ آدمی ہے یا حماقتوں کا پلندہ۔" پروفیسر کا لہجہ بدستور جھلاہٹ لیئے ہوئے تھا۔ "اسے وقت اور سچویشن کا بھی خیال نہیں رہا۔"

"انھیں اپنی زندگی سے بھی دلچسپی نہیں رہی پروفیسر۔۔ یہ تو سچویشن اور وقت ہے۔"

"ایسے آدمی ...."

پروفیسر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ صفدر چند لمحے اس کے بولنے کا منتظر رہا۔ پھر خود ہی بولا۔

"آپ کچھ کہہ رہے تھے پروفیسر۔۔؟"

"ہاں۔۔ میں یہی کہہ رہا تھا کہ کیا یہ وہی آدمی ہے۔ جس کی شہرت میں نے سنی تھی اور جسکی وجہ سے تھریسیا پریشان رہتی ہے۔"

"ہاں۔" صفدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔ "یہ وہی احمق ہے۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس احمق نے وہ کارنامے انجام دیئے ہونگے۔ جو اس کی شہرت کا باعث ہیں۔"

"تھریسیا سے کبھی پوچھ دیکھنا پروفیسر۔۔ اس کے داہنے بازو کو اس نے کس انداز میں موت کے گھاٹ اتارا تھا۔"

"وا واقعہ میں نے سنا ہے۔" پروفیسر نے کہا۔ "حالانکہ الفانسے بہت زیادہ چالاک اور خونخوار انسان تھا۔"

"پھر آپ خود ہی اندازہ لگا لیجئے۔!" عمران نے کہا ہے "صرف اس کی ہی ذہانت تھی کہ شکرال بذیرولینڈ کا پاکٹ نہ بن سکا۔"

"میں سمجھتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں۔" پروفیسر نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔ "لیکن وہ اس وقت جس طرح یہاں سے بھاگا ہے۔ وہ عقل سے بعید ہے۔"

"اس کی اس حماقت میں بھی کوئی مصلحت ہوگی پروفیسر۔ ایسے موقعوں پر اس سے کسی لایعنی حرکت کی توقع فضول ہے۔"

"اوہ۔!"

پروفیسر نے چونک کر کہا۔

"ہم کب تک یہاں کھڑے رہیں گے۔؟"

"چلیئے۔ ہوسکتا ہے وہ کہیں آس پاس ہی نظر آجائے۔"

"ہونہہ۔!"

پروفیسر نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ کچھ اور کہنا ہی چاہتا تھا کہ بُری طرح چونک پڑا۔ صفدر کی حالت بھی اس سے مختلف نہیں تھی۔

انہوں نے آہٹیں سُنی تھیں اور پھر خود کو دس بارہ سیاہ پوشوں کے نرغے میں پایا۔ آتشی ریوالور زمین پر پھینک کر انہوں نے ہاتھ اوپر اُٹھا دیئے۔

چار آتشی گنوں کی موجودگی میں دو ریوالور کیا کرسکتے تھے؟!

"مر گیا کمبخت۔"

پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ صفدر کا بھی یہی حال تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر عمران نے اس خطرے کو بھانپ لیا تھا اور وہ اسی وجہ سے بھاگا تھا تو کم از کم ان کو بھی آگاہ کر دیتا تاکہ وہ اپنا بچاؤ تو کر سکتے۔ سیاہ پوشوں کا گھیرا ان کے گرد تنگ ہوتا جا رہا تھا۔!

O

ابن قریشی کی ماسٹر پیس پیشکش
سیلون کو ایڈن میں
موت جھپٹتی ہے
وارنٹ آفیسر

○

چٹانوں کے عقب میں پہونچکر وہ رک گیا۔
اب وہ بڑے چونکنے انداز میں چاروں سمتوں میں نظریں دوڑا رہا تھا پھر دو چٹانوں کے درمیان ایک پتلی سی دراڑ میں اترتا چلا گیا۔ یہ دراڑ بلندی کی جانب بڑھ رہی تھی اور اسکے دونوں طرف ابھری ہوئی چٹانیں تھیں۔
وہ بلاوجہ پروفیسر اور صفدر کو چھوڑکر نہیں بھاگا تھا۔ کافی دیر سے وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ کچھ انجانی آنکھیں انکی نگرانی کر رہی ہیں۔ اور جوں جوں وہ آگے بڑھ رہے تھے اس کا یہ شبہ قوی تر ہوتا جا رہا تھا۔
اور اس وقت اُسے یقین ہو گیا کہ ان کی نگرانی کی جا رہی ہے جب اس نے

ایک چٹان کے عقب میں کسی سیاہ سی شے کی جھلک دیکھی تھی۔ وہ شے پل بھر کے لیے نظر آئی تھی اور پھر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ عمران کے ذہن میں فوراً ہی سیاہ پوش کا لفظ آیا تھا۔ وہ کوئی سیاہ پوش ہی ہو سکتا تھا۔ پھر اسکی سمجھ میں یہی آیا تھا کہ کم از کم وہ خود ان کی گرفت سے تو نکل ہی جائے تاکہ بعد میں وہ ان دونوں کو بچا سکے۔

اس نے ترکیب یہ کی تھی کہ اچانک ہی تھریسیا کا عاشق بن کر اپنے پیر دورہ قائم کر بیٹھا تھا اور پھر نتیجہ ظاہر ہے... نگرانی کرنے والے بھی شاید بوکھلا کر رہ گئے ہونگے۔

دراڑ اب گھوم رہی تھی۔ پھر وہ ٹھیک اس جگہ پہنچ کر ختم ہو گئی۔ جہاں نیچے اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس دراڑ میں اترتے وقت اسے خیال بھی نہیں تھا کہ وہ اس طرح اس کی معاون ثابت ہو گی۔ اور وہ ان کے سروں پر جا پہنچے گا۔ اس دراڑ میں داخل ہوتے وقت وہ یہی چاہتا تھا کہ ذرا بلندی سے ان لوگوں کو دیکھ سکے جنہوں نے ان کو گھیرا تھا۔ دو تین ابھری ہوئی چٹانوں کی آڑ میں سے اس نے نیچے جھانکا۔

صفدر اور پروفیسر ہاتھ اوپر کئے آگے آگے چل رہے تھے انکے پیچھے تھریسیا کے دس بارہ سیاہ پوش تھے ان میں سے ایک نے گن سے ان کو کور کیا ہوا تھا۔ تین گنیں اور بھی اس نے ان سیاہ پوشوں کے پاس دیکھی تھیں جنہیں شانے سے لٹکایا ہوا تھا۔ یہ ویسی ہی گنیں تھیں جیسی ایک اسکے پاس تھی۔ وہاں سے چلتے وقت وہ گن اٹھانا بھولا نہیں تھا۔ عمران

ان پر نظریں جمائے چند لمحے سوچتا رہا۔ وہ ان پر فائر بھی نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے کہ اس طرح وہ اسکے دونوں ساتھیوں کو نقصان بھی پہونچا سکتے تھے۔ مگر۔ وہ اس طرح اپنے ساتھیوں کو انکے قبضے میں بھی نہیں دے سکتا تھا۔

وہ سوچتا رہا....

سیاہ پوش اب اسی چٹان کے نیچے سے گذر رہے تھے جس پر وہ بیٹھا ہوا ان کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے گن کو ہاتھ میں پکڑا اور نشانہ لینے لگا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ چیخ کر سیاہ پوش نگرانوں کو ہاتھ اٹھانے کے لئے کہتا انگوٹھی کر ٹرانسمیٹر پہ ہلکی ہلکی کلک کلک کی آوازوں میں سگنل موصول ہونے لگے۔ اس نے گن جھکائی اور انگوٹھی کے نگینے کو دبانے لگا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اس وقت کسی کال کی آمد اہم ہی ہو سکتی ہے۔ کال یا تو جولیا کی ہو سکتی ہے یا پھر بلیک زیرو کی۔ اس نے نگینہ دبا کر کان کے قریب کر لیا۔

" ہیلو ... ہیلو ایکسٹو ... خاور رپورٹنگ .... ہیلو ایکسٹو۔ "

دوسری طرف سے خاور کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

" یس ۔ ایکسٹو دس سائیڈ۔ " عمران نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیا رپورٹ ہے اور اب تم لوگ کہاں ہو۔؟"

" ہم نے باہر نکلنے کے لئے ایک پلان بنایا ہے جناب۔ " خاور کہہ رہا تھا پھر وہ تفصیلات دوہراتا چلا گیا۔

" ٹھیک ہے کوشش کر دیکھو ۔ مگر ایسی کوئی بات نہ ہو جس کی وجہ سے

تم میں سے کوئی کم ہو جائے یا ہاتھ پیروں سے معذور ہو کر بیٹھ رہے۔"

"جی نہیں۔۔اس کا امکان بہت کم ہے۔"

"ٹھیک ہے۔اوپر پہونچکر تم نیچے اتر کر ساحل کی طرف بڑھنے کی کوشش کرنا۔تم لوگ چونکہ بلندی پر ہو گے اس لئے راہ کا تعین آسانی سے کر سکو گے۔"

"میں سمجھ گیا۔" خاور کی آواز آئی۔"میں نے آپ کو اسی لئے کال کی تھی کہ اسکے بعد ہم آپ کو کال نہیں کر سکیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔"

عمران نے سر ہلا دیا۔خاور چونکہ ٹھیک کہہ رہا تھا اس لئے اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں تھی۔ عمران پھر بولا۔

"ساحل تک پہونچنے سے قبل ہی تمکو مدد مل جائے گی۔"

"بہت بہتر۔"

"اور کچھ۔۔؟" عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔"

"جولیا وغیرہ کہاں ہیں۔؟"

"وہ لوگ اوپر پہونچ چکے ہیں اس کے بعد میں بھی اوپر چلا جاؤں گا اور پھر بقیہ چڑھائی طے کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔۔بہت ہوشیاری کی ضرورت ہے۔۔ویسے تم لوگ گھبرانا نہیں۔میں تمہارے قریب ہی موجود ہوں گا۔" پھر اس نے خاور کا جواب

سن کر سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

اب وہ بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ اسے جولیا وغیرہ کے بارے میں بتانا چاہتا تھا تاکہ اگر وہ فرار کی کوشش میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ان کی مدد کر سکے۔

اس کے اندازے کے مطابق اس وقت تھریسیا کے آدمیوں کو جنگل اور ساحل کے چپے چپے پر موجود ہونا چاہیئے تھا۔ یہ بات اُسے چراغ پا کرنے کے لئے کافی تھی کہ عمران، ڈگلس اور صفدر کے بعد جولیا۔ خاور اور صدیقی کے ساتھ شاہدہ بھی فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

اب صرف تنویر رہ جاتا تھا ۔۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ تنویر کی وجہ سے ان کو اور بھی دشواریاں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تھریسیا نے تنویر کو اب یقیناً ایسی جگہ قید کیا ہو گا جہاں اس کا یا اُس کے ساتھیوں کا پہونچنا ناممکن ہو گا۔!

بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنے کے بعد اس نے تفصیلات بتا کر اُسے جولیا وغیرہ کی مدد کرنے کی ہدایت کی تھی۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے بھی اُسے چند اہم باتیں بتائی تھیں۔ سلسلہ منقطع کر کے وہ آگے بڑھنے لگا۔ ڈگلس اور صفدر کو گھیرنے والے اب آگے جا چکے تھے۔

اب اتنا اجالا تو پھیل ہی چکا تھا کہ وہ آسانی سے ان لوگوں پر نظر رکھ سکتا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ انہیں کہاں لے جاتے ہیں۔ اس کا یہاں آنے کا مقصد یہ تو نہیں تھا کہ وہ یہاں آئے اور تھریسیا کی قید میں چلا جائے۔ پھر قید سے

چھٹکارا حاصل کرلے اور اڑن طشتریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس لوٹ جائے۔ ایسا تو صرف جاسوسی ناولوں ہی میں ممکن تھا۔

وہ سوچتا رہا۔ چلتا رہا.... چلتا رہا اور سوچتا رہا....

دور تک چٹانیں اور بڑے بڑے پتھر بکھرے پڑے تھے اور اس کو ان کے تعاقب میں ذرا بھی دشواری نہیں ہو رہی تھی۔ وہ چٹانوں اور پتھروں کی آڑ لیتا ہوا اسی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ جس تیزی سے وہ صفدر وغیرہ کو گھیرے میں لیئے چل رہے تھے۔ ویسے وہ اپنے اطراف سے بھی غافل نہیں تھا۔ کان اور آنکھیں دونوں ہی کھلی ہوئی تھیں۔ ویسے بھی ایسے موقعوں پر اس کی اونگھتی رہنے والی کھوپڑی چاق و چوبند ہو جاتی تھی۔

وہ چلتا رہا۔

سورج مشرقی افق سے سر ابھار چکا تھا اور سرخی بڑی تیزی سے سفیدی میں بدلتی جارہی تھی۔!

○

○

دفعتاً جوزف پیال کے بستر پر اچھل کر اٹھ بیٹھا۔!

نعمانی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ چند لمحے منتظر رہا کہ وہ کچھ بولے۔ غار میں چھوٹے سے کاربائیڈ لیمپ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ جسے اٹھتے ہی جوزف نے بجھا دیا تھا اور اب وہ اس انداز میں ناک سکوڑ رہا تھا جیسے کسی چیز کو سونگھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیا بات ہے جوزف۔" نعمانی نے پوچھا۔

"خطرہ مسٹر نعمانی ـــ" جوزف بدستور نتھنے سکوڑتے ہوئے بولا۔ "میں ہوا میں خطرے کی بو سونگھ رہا ہوں۔"

"خطرہ کس قسم کا ہو سکتا ہے۔؟" نعمانی نے اسی انداز میں سرگوشی کی۔

"یہ جنگل ہے مسٹر نعمانی ۔۔" جوزف نے کہا۔ "یہاں جنگلی بھی ہو سکتے ہیں اور پدروحیں بھی ۔۔ ہولی فادر ۔۔"

اس نے سینے پر کراس بناتے ہوئے نعمانی کے کان میں سرگوشی کی۔ چند لمحے ہوا کو سونگھنے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر دھیرے سے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے بولا۔

"ہمیں غار سے باھر نکل جانا چاہیئے مسٹر نعمانی ۔۔"

"کیوں ۔۔ ؟"

نعمانی نے پوچھا ۔۔

باوجود کوشش کے وہ کچھ بھی محسوس نہیں کر سکا تھا۔ جوزف کی بات بھی اُسے مضحکہ خیز لگ رہی تھی ۔

"خطرہ ۔۔ مسٹر نعمانی خطرہ ۔۔ میں ہوا میں خون کی بو سونگھ رہا ہوں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے ۔۔ جیسے ہم گھیرے میں لیئے جا رہے ہوں ۔۔"

"اوہ ۔ کیا تم ٹھیک کہہ رہے ہو ۔۔ ؟"

"ہاں ۔۔ !"

جوزف نے کہا۔

"جلدی کرو مسٹر ۔۔ وہ لوگ شاید قریب آگئے ہیں اگر گھیر لیا گیا تو نکلنا مشکل ہو جائے گا ۔۔"

"ہونہہ ۔۔ !"

نعمانی نے سر ہلا یا تھا۔ اس دوران چوہان ان کے قریب ھی خاموشی سے بیٹھا رہا تھا۔ پھر جوزف کی اطلاع پر بڑی تیزی سے ان لوگوں نے اپنا

سامان سمیٹا تھا اور غار سے باہر نکل آتے تھے۔
اب وہ غار کے سامنے ہی چار۔ پانچ فٹ کے فاصلے پر ایک ابھری ہوئی چٹان کے عقب میں بیٹھے تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں سمتوں میں دیکھ رہے تھے۔
دفعتاً کچھ فاصلے پر انہیں کوئی ہیولا حرکت کرتا نظر آیا اور جوزف چونک پڑا
"میں اسے ختم کر دیتا ہوں۔" وہ اسے ریوالور سے نشانہ بناتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔
"نہیں ۔۔ ایسی حماقت کبھی مت کرنا۔"
کہیں قریب ہی سے سرگوشی سنائی دی اور وہ تینوں ہی اچھل پڑے بے ساختہ ریوالور اور ٹامی گن کی نالیں آواز کی سمت اٹھ گئی تھیں۔
"خبردار۔ آگے بڑھے تو گولی مار دوں گا۔"
"احمق ہو۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور وہ ایک بار پھر چونک پڑے اب ان کو اپنی حماقت پر ہنسی بھی آنے لگی تھی۔ بوکھلاہٹ میں وہ اپنے چیف آفیسر کی آواز بھی نہیں پہچان سکے تھے۔
"سر.... آپ....؟"
نعمانی اتنا ہی کہہ سکا تھا۔
"میرا ہاتھ پکڑ کر احتیاط سے چلے آؤ۔۔" ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز ابھری تھی۔
"وہ لوگ تعداد میں ڈیڑھ سو سے کم نہیں ہیں۔"

"اوہ—!"

وہ اور کچھ نہیں کہہ سکے۔ صرف ایکسٹو کے سہارے آگے بڑھتے رہے۔ نعمانی کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ میں انسانی ہاتھ نہ ہو بلکہ پتھر کا کوئی ٹکڑا ہو اتنا ہی سرد اور سخت تھا ایکسٹو کا ہاتھ۔ اگر دستانے نہ ہوتے تو شاید اس سرد اور سختی میں اضافہ ہی محسوس ہوتا۔

وہ مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے بغیر آواز کے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد نعمانی نے اپنے سے کچھ فاصلے پر روشنی کا ننھا سا دائرہ دیکھا جو آگے ہی آگے حرکت کر رہا تھا۔ یہ بات دیر ہی سے اس کی سمجھ میں آئی تھی کہ روشنی کا وہ دائرہ دراصل اس ٹارچ کی روشنی تھی جو ایکسٹو کے ہاتھ میں دبی ہوئی تھی۔ ننھی سی پن ٹارچ کی روشنی جس سے وہ غالباً راستہ ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ لوگ اب ڈھلوان اُتر رہے تھے۔

پیروں کے نیچے چھوٹے چھوٹے پتھر آکر لڑھک رہے تھے۔ بعض دفعہ وہ لڑکھڑا بھی گئے تھے۔

آدھے گھنٹے کے بعد ایکسٹو رکا تھا۔ پھر وہ کیوں نہ رک جاتے۔؟

"اب ہم خطرے سے باہر ہیں—"

ایکسٹو نے کہا اور وہ اطمینان کی سانس لے کر رہ گئے۔

"کیا ان لوگوں کو ہماری موجودگی کا علم ہو گیا تھا۔؟"

"ہاں— علم نہ ہوا ہوتا تو اس طرف پہنچ کر غار کو گھیرنے کی کوشش کیوں کرتے؟ یہ تمہاری خوش قسمتی ہی تھی کہ میری نظر ان پر پڑ گئی اور ہم لوگ

نکل آئے۔"

"سر ۔۔ ہم بھی خطرے سے آگاہ ہو چکے تھے۔" نعمانی نے کہا۔

"مجھے علم ہے نعمانی ۔۔" ایکسٹو نے کہا۔ "اگر تم لوگ خطرے سے باخبر نہ ہوتے تو غار سے باہر کیسے ملتے ۔۔؟"

"اب کیا وہ لوگ ہمیں غار میں نہ پاکر چاروں طرف نہ پھیل گئے ہونگے؟"

"پھیلنے دو ۔۔ ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔"

"باس ۔۔!" دفعتاً جوزف جو اتنی دیر سے خاموش تھا بول پڑا۔ "میرا باپ کہاں ہے ۔۔؟ اب میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"تمہارا باپ ۔۔؟"

ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھ سے گفتگو کرتے وقت ہوش میں رہا کرو سمجھے ۔۔!"

"میں ہوش ہی میں ہوں بڑے باس ۔۔ لیکن میرے سوال کا جواب نہیں ملا ۔۔؟"

"وہ ایک مہم پر ہے ۔۔"

"کہاں ۔۔ اور پھر میں یہاں کیا کر رہا ہوں ۔۔؟"

"جس طرح کہا جائے کرو ۔۔" ایکسٹو نے خشک لہجے میں کہا۔ "عمران کا تمہارے لئے یہی حکم ہے کہ تم لوگ یہاں رہو۔ تاکہ اگر مدد کی ضرورت ہو تو تم لوگوں سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔"

"پتہ نہیں ۔۔ وہ اکیلے کیسے چلے گئے ۔۔" وہ بڑبڑایا۔

"کیوں ۔ کیا تم اُسے بزدل سمجھتے ہو ۔؟"

"نہیں ۔ وہ شیروں پر بھاری ہے مگر ۔ یہ جنگل ہے جناب ۔ اور اس جنگل پر خصوصیت سے چھپکلی کا سایہ معلوم ہوتا ہے ۔"

"کیا بکواس ہے ۔"

ایکسٹو کی جھلاہٹ ابھری۔

"نہیں ۔ یہ بکواس نہیں ہے ۔" جوزف نے کہا۔ "میں دیکھ رہا ہوں اس جنگل پر چھپکلی کا قبضہ ہے ۔ بدروحیں چیختی چنگھاڑتی پھر رہی ہیں ۔ جانتے ہو باس وہ کیا چاہتی ہیں ۔"

"بکتے رہو ۔"

ایکسٹو کے روپ میں کھڑے بلیک زیرو نے کہا اس کی نظریں دور مشرقی افق سے پھیلنے والے ملگجے اجالے کی جانب لگی ہوئی ہوئی تھیں اور وہ سوچ رہا تھا کہ اجالا پھیلنے کے بعد آسانی سے ان کو دیکھا جا سکے گا۔ اسلئے ان کو گھنے درختوں کا رخ کرنا چاہیئے تاکہ آسانی سے نظریں آسکیں اور اپنا بچاؤ بھی کر سکیں ۔

" وہ خون ہی مانگ رہی ہیں باس ۔ ان کی چیخیں خون کی پیاسی ہیں ۔ وہ گاڑھا گاڑھا انسانی خون مانگ رہی ہیں ۔ یہاں کشت و خون ضرور ہوگا باس ہولی فادر مجھ پر رحم کرے ۔"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ اسطرح ہمیں خوفزدہ کر دو گے ۔؟" بلیک زیرو نے جوزف کو سیاہ نقاب کے پیچھے سے چمکتی ہوئی آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب — میری یہ مجال کہاں کہ میں باس کے باس کو خوفزدہ کرسکوں"
وہ انتہائی انکساری سے بولا۔

اس وقت اس کی ایکٹنگ لاجواب اور برجستہ انداز لیئے ہوئے تھی بلیک زیرو بھی دل ہی دل میں داد دیئے بغیر نہیں رہا تھا۔ جوزف نے محسوس ہی نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ حقیقت سے باخبر ہے۔

"پھر اس قسم کی باتوں سے تمہارا مطلب کیا ہے۔؟"

"میں آپ کو آنے والے خطرات سے آگاہ کر رہا تھا جناب۔ یہ جنگل چھپکلی کے سائے میں ہے اور جہاں چھپکلی کا سایہ ہو وہاں کشت و خون کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا — آپ یقین کیجئے۔ میں جنگل کا کیڑا ہوں۔"

"ہونہہ۔!"
بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"اوہ ... ہو ... اوہ ... ہو ... میں کیسے آپ کو یقین دلاؤں جناب —" جوزف ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "میں بس سمجھ سکتا ہوں محسوس کر سکتا ہوں۔ سمجھا نہیں سکتا — ... آپ بس یہ سمجھ لیں کہ خطرہ قریب ہی ہے۔"

"ہم پوری طرح سے تیار ہیں جوزف محمد مت۔ کرو۔" بلیک زیرو نے اس کے شانے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"دوسرا باپ۔"
جوزف بڑبڑایا۔ اس کے ہاتھ مارنے کا انداز عمران ہی جیسا تھا اور اسی کی

طرح بھاری بھی۔

دفعتاً بلیک زیرو کو ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔ وہ ان لوگوں کو وہیں ٹھہرنے کی ہدایت کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ پھر دس منٹ بعد لوٹا تھا۔

"آؤ چلیں۔" اس نے نعمانی اور چوہان سے کہا۔ "ہمیں پہاڑ کے دامن تک چلنا ہوگا۔"

"باس۔" جوزف نے کہا۔ "عمران وہاں ہوگا۔"

"نہیں۔!"

بلیک زیرو نے سر ہلایا۔ "ہمیں وہاں اپنے دوسرے ساتھیوں کی مدد کرنی ہوگی۔"

"دوسرے ساتھی۔؟" چوہان نے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔ جولیا، شاہرہ، خاور اور صدیقی تھریسیا کی قید سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ وہ اس طرف پہاڑوں پر موجود ہیں۔ تم لوگ پہاڑی کے دامن میں رک کر ان کا انتظار کرو گے تاکہ اگر انہیں کسی مدد کی ضرورت ہو تو فوری طور پر دی جاسکے۔"

"بہت خوب جناب۔"

نعمانی کے منہ سے نکلا۔

"کسی کی مدد کے بغیر ان کا تھریسیا کی قید سے نکل آنا کارنامہ ہے۔"

"ہاں۔ اب تم لوگ سیدھے چلتے رہو۔ کسی قسم کی فکر کی ضرورت نہیں۔ میں تم لوگوں کے قریب ہی رہوں گا۔"

"بہتر ۔"

نعمانی کا جواب سنکر بلیک زیرو آگے بڑھا اور ان سے کٹ کر درختوں کے ایک جھنڈ میں غائب ہوگیا۔

وہ لوگ چلتے رہے۔ سپیدہ سحر نمودار ہوچکا تھا اور شرقی افق پر سرخی کی جگہ سفیدی پھیلتی جارہی تھی۔

"ان لوگوں کا فرار ہوجانا میری سمجھ سے باہر ہے۔" چوہان نے کہا۔

"کیوں ۔؟"

"اس لئے کہ تھریسیا نے انہیں اتنی آزادی تو دی نہیں ہوگی کہ وہ اسطرح سے فرار ہوجائیں ۔"

"لیکن ہم ایکسٹو کی بات کو جھوٹ بھی نہیں کہہ سکتے ۔"

"تب پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ تھریسیا نے ان سب کو محض مذاقاً گرفتار کیا تھا۔ یہ بات نہ ہوتی تو وہ فرار کیسے ہوجاتے ۔ خود ہی سوچو جب عمران اور صفدر فرار ہوگئے تھے تو کیا تھریسیا نے بقیہ افراد پر نگرانی اور پہرہ سخت نہ کردیا ہوگا ۔؟"

وہ سوالیہ انداز میں نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہاں آگے کہو ۔"

"اب ان کا فرار ہوجانا اس بات پر دال ہے کہ تھریسیا نے ان سب کو گرفتار کر کے مذاق کیا تھا ۔"

"ایک بات اور بھی ہوسکتی ہے ۔" نعمانی نے سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا ۔۔؟"

"کیا یہ ممکن نہیں کہ ۔۔ اِس طرح تفریحاً ہم سب کو ایک ہی جگہ اکٹھا کرنا چاہتی ہو تاکہ سب پر ایک ساتھ ہاتھ ڈالا جا سکے ۔"

"ہاں یہ بھی ممکن ہے ۔۔!"

چوہان نے سر ہلا دیا۔

"ظاہر ہے ہم ان کے ہاتھ لگ نہیں سکے ۔۔ عمران۔ صفدر اور ڈگلس فرار ہو گئے۔ باقی کیا رہ جاتا ہے ۔۔؟"

"پھر اب ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے ۔۔ ہو سکتا ہے اب بھی ہماری دور سے نگرانی کی جا رہی ہو۔ ظاہر ہے درختوں کے جھنڈ میں چھپ کر نظروں میں آئے بغیر کوئی بھی نگرانی کر سکتا ہے ۔"

"ہاں ۔۔!"

اس نے سر ہلا دیا ۔ جوزف خاموش ہی تھا۔ شاید وہ پھر جنگل کو سونگھنے لگا تھا۔

تیس چالیس منٹ کے بعد وہ پہاڑ کے دامن میں پہونچ گئے ۔

"اب ہمیں یہیں رک کر اُن کا انتظار کرنا چاہیئے ۔" چوہان نے کہا تھا۔

نعمانی نے سر ہلا دیا۔

وہ جس جگہ کھڑے تھے وہاں سے پہاڑ اور وادی کے ہر حصّے کی دیکھ بھال کی جا سکتی تھی ۔ کیونکہ وہ جگہ کچھ بلندی پر تھی ۔

○

عمران نے دوربین آنکھوں سے ہٹالی اور چٹان سے پشت لگاکر بیٹھ گیا ماتھے پر سوچ کی گہری پرچھائیاں تھیں۔

وہ صبح ہی سے ان چٹانوں پر سے ان عمارتوں اور دروازے کی نگرانی کر رہا تھا۔ جس میں صفدر اور پروفیسر ڈگلس کو لے جایا گیا تھا۔ وہ ان لوگوں کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہونچا تھا۔

سارے راستے اُسے اتنا موقع نہیں ملا تھا کہ وہ ان لوگوں کو ختم کر کے صفدر اور پروفیسر ڈگلس کو رہائی دلوا سکتا۔ یہ وہی عمارتیں تھیں جنکے بارے میں پروفیسر والٹن نے بتایا تھا کہ اس جگہ محافظ عملے کے آدمی اور انجینیر رہتے ہیں اور ان عمارتوں، کانوں اور کنوؤں کے گرد موجود تنصیبات سے کافی فاصلے پر

خاردار تاروں کی باڑھ لگا کر اُن میں کرنٹ دوڑایا جاتا ہے تاکہ علاقے میں اور جنگلوں میں رہنے والے آدم خور قبائل حملہ آور نہ ہوسکیں۔ وہ اُن کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے۔

سامنے آتے ہوئے دشمن سے آسانی سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے ۔۔ مگر جو دشمن سامنے آنے کی بجائے آڑ سے حملہ کرے وہ اس کا کیا بگاڑ سکتے تھے؟

اب وہ اس بات کا منتظر تھا کہ صفدر اور ڈگلس کو ڈارک آئی لینڈ کی طرف کب لیجایا جاتا ہے ۔۔ اس کے اندازے کے مطابق وہی وقت ایسا ہوسکتا تھا جب وہ ان لوگوں کو رہائی دلواسکتا ۔ مگر ابھی تک تو اُن میں سے کوئی نظر نہیں آیا تھا۔

اس کا اندازہ تھا کہ اس وقت صبح کے دس بج چکے ہونگے مگر وقت کا احساس اسلئے نہیں ہوسکا تھا کہ جزیرے پر پھیلی ہوئی سفید کہر نما دھند نے سورج کی روشنی کو بھی دھندلا کر دیا تھا اور اس کی کرنیں وہ گرمی لیئے ہوئے زمین تک نہ پہونچ رہی تھیں جو ان کا تقاضہ تھا۔

دفعتاً عمران چونک پڑا۔

اس کے کانوں میں سائیں سائیں کی آوازیں ابھری تھیں ۔ بے ساختہ اس کا سر اوپر اُٹھ گیا۔

دور فاصلے پر اُسے کئی اڑن طشتریاں نظر آئی تھیں ان کا رُخ اسی جانب تھا اور وہ بڑی تیزی سے بڑھی چلی آرہی تھیں ۔ وہ دو ایسی چٹانوں کے درمیان چھپ گیا جہاں سے اُسے فضا سے بھی نہ دیکھا جاسکے ۔ اڑن طشتریاں

چشم زدن میں قریب پہونچیں اور پھر عمارتوں کے سامنے میدانی حصے میں اترنے لگیں — ان کی تعداد تین تھی — کافی بڑی تھیں اور زوں — زوں کی آواز ان کے پرواز کرنے سے اس وقت پیدا ہوتی تھی جب وہ بڑی تیزی سے گردش کرتی تھیں —

سب سے پہلے آگے آنے والی اڑن طشتری نے لینڈ کیا تھا — زمین کے قریب پہونچتے ہی اُس کے نچلے حصے میں سے تین ٹانگیں بھی نمودار ہوئی تھیں اور ان کے زمین پر جمنے ہی اڑن طشتری کی گردش کم ہونے لگی اور پھر بالکل ہی رُک گئی —

بقیہ دو نے بھی اسی طرح سے لینڈ کیا تھا۔ سب سے پہلے رکنے والی اڑن طشتری کا ایک حصہ دروازے کی طرح کھلا تھا — پھر اس میں سے سیڑھیاں باہر نکلیں اور اندر سے سیاہ پوش باہر آنے لگے — ان سیاہ پوشوں کی تعداد چالیس سے کم نہیں تھی — وہ ایک جگہ قطاروں کی شکل میں کھڑے ہو گئے — دس آدمیوں کی چار قطاریں تھیں —

پھر ان کے بعد اڑن طشتریوں میں سے مزدور نکلنے لگے ... وہ اغوا شدہ افراد جنہیں دارالحکومت سے لاکر یہاں مزدور بنا دیا گیا تھا — اور جن سے زبردستی بیگار لی جا رہی تھی —

عمران دوربین آنکھوں سے لگائے ان لوگوں کی نقل و حرکت دیکھ رہا تھا — وہ مزدور تعداد میں دو ڈھائی سو کے لگ بھگ نظر آ رہے تھے — پھر وہ ایک قطار میں کھڑے ہو گئے — کچھ دیر بعد ایک سیاہ پوش موٹا سا رجسٹر

ہاتھ میں لیئے عمارت سے برآمد ہوا تھا۔

وہ مزدوروں کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ پھر اس نے رجسٹر کھولا اور شاید نام پکارنے لگا تھا۔ کیونکہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد قطاروں سے ایک آدمی نکلتا اور مشینوں کی طرف بڑھتا چلا جاتا .... غالباً وہ ان کی حاضری لے رہا تھا۔ چیک کر رہا تھا کہ ان کی تعداد پوری ہے یا نہیں۔

دس منٹ بعد وہاں نہ سیاہ پوش تھے اور نہ مزدور۔ وہ سب مشینوں اور تنصیبات کی طرف چلے گئے تھے اور اب وہ بڑی تیزی سے مشینیں چلنے کی آواز سن رہا تھا۔

اس کی آنکھیں بڑی تیزی سے حلقوں میں گردش کرنے لگیں۔ وہ اس وقت سوچ رہا تھا کہ یہاں ان لوگوں نے بڑے منظم انداز میں کام شروع کیا ہوا ہے۔ حفاظت کا بھی معقول انتظام ہے۔ اگر والٹن یا ڈگلس ساتھ نہ دیتے اور معلومات مہیا نہ کرتے تو شاید وہ زندگی بھر تھریسیا کے چکر سے نہ نکل پاتے۔ اس کی قید سے فرار کے بعد سے اب یہ خیال بھی اس کے ذہن میں گردش کر رہا تھا کہ وہ اس تنظیم کو کس طرح ختم کر سکے گا۔ ان کے پاس نہ اسلحہ بارود تھا اور نہ ہی سردست کوئی ایسا طریقہ سمجھ میں آ رہا تھا جس پر عمل کر کے وہ اس تنظیم کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکتا۔

اس کے ساتھی ڈارک آئی لینڈ پر تھے۔ یہ ٹھیک تھا کہ جولیا خاور صدیقی۔ شاہدہ۔ نعمانی چوہان اور جوزف آزاد تھے بلیک زیرو بھی موجود تھا۔ مگر یہ اس وقت تک کے لئے بیکار تھے جب تک اس کے پاس نہ پہنچ جاتا اور

ان کے پاس اسلحہ نہ ہوتا۔ ان سیاہ پوشوں سے وہ کب تک جنگ کر سکتے تھے جنکے پاس خطرناک ہتھیاروں کی کھیپ موجود تھی...

وہ سوچتا رہا۔

وقت تیزی سے گذر رہا تھا اسکے ساتھ ھی اُس کا ذہن نت نئے پلان بنا رہا تھا۔ نئی نئی چیزیں سوچ رہا تھا۔ لیکن اس بات پر وہ پوری طرح متفق تھا کہ اسلحہ بارود کے بغیر وہ اس تنظیم کو تباہ نہیں کرسکیں گے۔ اس کا ایک نظریہ یہ بھی تھا کہ کسی طرح سے وہ ان لوگوں کو ختم کر کے یہاں پر قابض ہو جائے۔ اس طرح اس کی حکومت یہاں موجود یورینیم اور گیس کے ذخیروں سے فائدہ اٹھا سکتی تھی۔

لیکن یہ جب ھی ممکن تھا کہ وہ یہاں پر موجود تنصیبات کو تباہ کئے بغیر ھی اس پورے پلانٹ پر قبضہ کر لیتے۔ وہ سوچتا رہا۔ نظریں عمارت پر جمی ہوئی تھیں۔ اور ذہن الجھا ہوا تھا۔

پھر۔۔۔؟

شاید ساڑھے گیارہ یا بارہ بجے ہونگے جب اُسے ایک مرتبہ پھر زوں۔ زوں کی آوازیں سُنائی دی تھیں۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ ایک اڑن طشتری اسی طرف بڑھتی چلی آرہی تھی۔

"اس میں کون ہو سکتا ہے۔۔۔؟"

اس نے سوچا تھا۔ پہلے آنے والی تینوں اڑن طشتریاں اب بھی اسی جگہ موجود تھیں جہاں انہوں نے لینڈ کیا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ بھی اسکے

قریب ہی اتر گئی اور.... اس میں سے اترنے والے چہرے کو دیکھ کر عمران چونکا تھا۔

بے ساختہ دوربین آنکھوں سے جا لگی۔

وہ یقیناً تھریسیا ہی تھی۔ سفید رنگ کے لبادے میں ملبوس۔ اس کی تیز چمکتی ہوئی آنکھیں چاروں سمتوں میں گھومیں اور وہ تھریسیا کو دیکھنے لگا۔ جس کے پیچھے چار افراد اور اترے تھے یہ اس کے سیاہ پوش محافظوں میں ہی سے تھے۔

وہ عمارت کی طرف جا رہی تھی۔ عمران نے اُسے عمارت کے اگلے حصے میں غائب ہوتے دیکھا تھا۔

یہ یہاں کیوں آئی ہے۔؟

اس کے ذہن میں ایک اور سوال ابھرا۔ پھر اس کا جواب بھی اس کے ذہن میں آ گیا تھا۔

"وہ یقیناً صفدر اور پروفیسر کی گرفتاری کی خبر سنکر اس طرف آئی ہوگی۔"

دس منٹ بعد وہ دوبارہ دکھائی دی۔ اس مرتبہ اسکے ساتھ آٹھ سیاہ پوش تھے اور ان میں سے ایک کے جسم پر اس نے سیاہ کی بجائے سرخ رنگ کا لبادہ اور نقاب دیکھی تھی۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ وہ ان سب کا ہیڈ ہے وہ تیز تیز چلتے ہوئے اس طرف بڑھ رہے تھے جہاں عمارتوں کے عقب میں بے انتہا گھنی جھاڑیاں تھیں۔ ان جھاڑیوں کے پتے کراٹا ہی کی طرح سے تھے۔

وہ ان جھاڑیوں کے پاس پہونچکر رک گئی۔

عمران نے سرخ لبادے والے کو آگے بڑھتے دیکھا تھا۔ وہ جھاڑیوں میں کچھ کر رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے جھاڑیوں کا ایک حصہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔ عمران کی آنکھوں میں حیرت کی پرچھائیاں ابھری تھیں۔ جھاڑیوں کا جو حصہ اُٹھ گیا تھا اس کے اندر والی خلا میں وہ نشست اُسے صاف نظر آ رہی تھی جو کسی کار کی نشست ہی کی طرح گدے دار تھی۔

وہ ایک ایک کر کے اس میں داخل ہو گئے۔ آٹھ سیاہ پوش اور تھریسیا۔ عمران بڑی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ اب وہ چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا اس طرف دوڑ رہا تھا۔ جس طرف راستہ تھا۔

یہ بات اب اچھی طرح اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ تھریسیا کہیں جا رہی ہے اور وہ جس جگہ جا رہی ہے وہاں کوئی خطرہ موجود ہے۔ ورنہ اس طرح چھپ کر سفر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ وہ بڑی تیزی سے چٹانوں کو عبور کرتا ہوا اس نچلی چٹان کے پاس پہونچکر رک گیا جو راستے کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوئی پہاڑیوں پر ابھری ہوئی تھی۔

اب وہ ان کی آمد کا منتظر تھا۔ اس کے خیال کے مطابق وہ کوئی گاڑی ہی تھی جسے پتوں اور جھاڑیوں سے ڈھانپا گیا تھا۔ اس کا خیال ٹھیک ہی نکلا۔ چند لمحے بعد اُسے وہ نظر آ گئی۔

سبز پتوں کا ایک جھنڈ تیزی سے اس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ وہ تیار ہو گیا۔ پھر جیسے ہی وہ جھنڈ اس چٹان کے نیچے سے گذرا جس پر وہ بیٹھا

قریب ہی اتر گئی اور.... اس میں سے اترنے والے چہرے کو دیکھ کر عمران چونکا تھا۔

بے ساختہ دوربین آنکھوں سے جا لگی۔

وہ یقیناً تھریسیا ہی تھی۔ سفید رنگ کے لبادے میں ملبوس۔ اس کی تیز چمکتی ہوئی آنکھیں چاروں سمتوں میں گھومیں اور وہ تھریسیا کو دیکھنے لگا۔ جس کے پیچھے چار افراد اور اترے تھے یہ اس کے سیاہ پوش محافظوں میں ہی سے تھے۔

وہ عمارت کی طرف جا رہی تھی۔ عمران نے اُسے عمارت کے اگلے حصے میں غائب ہوتے دیکھا تھا۔

یہ یہاں کیوں آئی ہے ؟

اس کے ذہن میں ایک اور سوال ابھرا۔ پھر اس کا جواب بھی اس کے ذہن میں آ گیا تھا۔

وہ یقیناً صفدر اور پروفیسر کی گرفتاری کی خبر سن کر اس طرف آئی ہوگی۔

دس منٹ بعد وہ دوبارہ دکھائی دی۔ اس مرتبہ اسکے ساتھ آٹھ سیاہ پوش تھے اور ان میں سے ایک کے جسم پر اس نے سیاہ کی بجائے سرخ رنگ کا لبادہ اور نقاب دیکھی تھی۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ وہ ان سب کا ہیڈ ہے وہ تیز تیز چلتے ہوئے اس طرف بڑھ رہے تھے جہاں عمارتوں کے عقب میں بے انتہا گھنی جھاڑیاں تھیں۔ ان جھاڑیوں کے پتے کراٹا ہی کی طرح سے تھے۔

وہ ان جھاڑیوں کے پاس پہونچکر رک گئی۔

عمران نے سرخ لبادے والے کو آگے بڑھتے دیکھا تھا۔ وہ جھاڑیوں میں کچھ کر رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے جھاڑیوں کا ایک حصہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔ عمران کی آنکھوں میں حیرت کی پرچھائیاں ابھری تھیں۔ جھاڑیوں کا جو حصہ اُٹھ گیا تھا اس کے اندر والی خلا میں وہ نشست اُسے صاف نظر آ رہی تھی جو کسی کار کی نشست ہی کی طرح گدّے دار تھی۔

وہ ایک ایک کر کے اس میں داخل ہو گئے۔ آٹھ سیاہ پوش اور تھریسیا۔ عمران بڑی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ اب وہ چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا اس طرف دوڑ رہا تھا۔ جس طرف راستہ تھا۔

یہ بات اب اچھی طرح اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ تھریسیا کہیں جا رہی ہے اور وہ جس جگہ جا رہی ہے وہاں کوئی خطرہ موجود ہے۔ ورنہ اس طرح چھپ کر سفر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ وہ بڑی تیزی سے چٹانوں کو عبور کرتا ہوا اس نچلی چٹان کے پاس پہونچکر رک گیا جو راستے کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوئی پہاڑیوں پر ابھری ہوئی تھی۔

اب وہ ان کی آمد کا منتظر تھا۔ اس کے خیال کے مطابق وہ کوئی گاڑی ہی تھی جسے پتوں اور جھاڑیوں سے ڈھانپا گیا تھا۔ اس کا خیال ٹھیک ہی نکلا۔ چند لمحے بعد اُسے وہ نظر آ گئی۔

سبز پتوں کا ایک جھنڈ تیزی سے اس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ وہ تیار ہو گیا۔ پھر جیسے ہی وہ جھنڈ اس چٹان کے نیچے سے گذرا جس پر وہ بیٹھا

ہاتھ میں لئے عمارت سے برآمد ہوا تھا۔

وہ مزدوروں کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ پھر اس نے رجسٹر کھولا اور شاید نام پکارنے لگا تھا۔ کیونکہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد قطاروں سے ایک آدمی نکلتا اور مشینوں کی طرف بڑھتا چلا جاتا.... غالباً وہ ان کی حاضری لے رہا تھا۔ چیک کر رہا تھا کہ ان کی تعداد پوری ہے یا نہیں۔

دس منٹ بعد وہاں نہ سیاہ پوش تھے اور نہ مزدور۔ وہ سب مشینوں اور تنصیبات کی طرف چلے گئے تھے اور اب وہ بڑی تیزی سے مشینیں چلنے کی آواز سن رہا تھا۔

اس کی آنکھیں بڑی تیزی سے حلقوں میں گردش کرنے لگیں۔ وہ اس وقت سوچ رہا تھا کہ یہاں ان لوگوں نے بڑے منظم انداز میں کام شروع کیا ہوا ہے۔ حفاظت کا بھی معقول انتظام ہے۔ اگر والٹن یا ڈگلس ساتھ نہ دیتے اور معلومات فراہم نہ کرتے تو شاید وہ زندگی بھر تھریسیا کے چکر سے نہ نکل پاتے۔ اس کی قید سے فرار کے بعد سے اب یہ خیال بھی اس کے ذہن میں گردش کر رہا تھا کہ وہ اس تنظیم کو کس طرح ختم کر سکے گا۔ ان کے پاس نہ اسلحہ بارود تھا اور نہ ہی سرِ دست کوئی ایسا طریقہ سمجھ میں آ رہا تھا جس پر عمل کر کے وہ اس تنظیم کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکتا۔

اس کے ساتھی ڈارک آئی لینڈ پر تھے۔ یہ ٹھیک تھا کہ جولیا، خاور، صدیقی، شاہدہ، نعمانی، چوہان اور جوزف آزاد تھے بلیک زیرو بھی موجود تھا۔ مگر یہ اس وقت تک کے لئے بیکار تھے جب تک اس کے پاس نہ پہنچ جاتے اور

ان کے پاس اسلحہ نہ ہوتا - ان سیاہ پوشوں سے وہ کب تک جنگ کر سکتے تھے جنکے پاس خطرناک ہتھیاروں کی کھیپ موجود تھی . . .

وہ سوچتا رہا -

وقت تیزی سے گذر رہا تھا اسکے ساتھ ھی اُس کا ذہن نت نئے پلان بنا رہا تھا - نئی نئی چیزیں سوچ رہا تھا - لیکن اس بات پر وہ پوری طرح متفق تھا کہ اسلحہ بارود کے بغیر وہ اس تنظیم کو تباہ نہیں کر سکیں گے - اس کا ایک نظریہ یہ بھی تھا کہ کسی طرح سے وہ ان لوگوں کو ختم کر کے یہاں پر قابض ہو جائے - اس طرح اس کی حکومت یہاں موجود یورینیم اور گیس کے ذخیروں سے فائدہ اٹھا سکتی تھی -

لیکن یہ جب ھی ممکن تھا کہ وہ یہاں پر موجود تنصیبات کو تباہ کئے بغیر ھی اس پورے پلانٹ پر قبضہ کر لیتے - وہ سوچتا رہا - نظریں عمارت پر جمی ہوئی تھیں - اور ذہن الجھا ہوا تھا -

پھر ---؟

شاید ساڑھے گیارہ یا بارہ بجے ہونگے جب اُسے ایک مرتبہ پھر زوں - زوں کی آوازیں سُنائی دی تھیں - اس نے سر اٹھا کر دیکھا - ایک اڑن طشتری اسی طرف بڑھتی چلی آرھی تھی -

"اس میں کون ہو سکتا ہے ---؟"

اس نے سوچا تھا - پہلے آنے والی تینوں اڑن طشتریاں اب بھی اسی جگہ موجود تھیں جہاں انہوں نے لینڈ کیا تھا - کچھ دیر بعد وہ بھی ایکے

قریب ہی اُتر گئی اور .... اس میں سے اُترنے والے چہرے کو دیکھ کر عمران چونکا تھا۔

بے ساختہ دوربین آنکھوں سے جا لگی —

وہ یقیناً تھریسیا ہی تھی — سفید رنگ کے لبادے میں ملبوس —
اس کی تیز چمکتی ہوئی آنکھیں چاروں سمتوں میں گھومیں اور وہ تھریسیا کو دیکھنے لگا۔ جس کے پیچھے چار افراد اور اترے تھے یہ اس کے سیاہ پوش محافظوں میں ہی سے تھے۔

وہ عمارت کی طرف جا رہی تھی — عمران نے اُسے عمارت کے اگلے حصے میں غائب ہوتے دیکھا تھا۔

یہ یہاں کیوں آتی ہے —؟
اس کے ذہن میں ایک اور سوال ابھرا۔ پھر اس کا جواب بھی اس کے ذہن میں آ گیا تھا۔
"وہ یقیناً صفدر اور پروفیسر کی گرفتاری کی خبر سنکر اس طرف آئی ہوگی۔

دس منٹ بعد وہ دوبارہ دکھائی دی۔ اس مرتبہ اسکے ساتھ آٹھ سیاہ پوش تھے اور ان میں سے ایک کے جسم پر اس نے سیاہ کی بجائے سرخ رنگ کا لبادہ اور نقاب دیکھی تھی۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ وہ ان سب کا ہیڈ ہے وہ تیز تیز چلتے ہوئے اس طرف بڑھ رہے تھے جہاں عمارتوں کے عقب میں بے انتہا گھنی جھاڑیاں تھیں۔ ان جھاڑیوں کے پتے کراٹا ہی کی طرح سے تھے۔

وہ ان جھاڑیوں کے پاس پہونچکر رک گئی۔

عمران نے سرخ لبادے والے کو آگے بڑھتے دیکھا تھا۔ وہ جھاڑیوں میں کچھ کر رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے جھاڑیوں کا ایک حصہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔ عمران کی آنکھوں میں حیرت کی پرچھائیاں ابھری تھیں۔ جھاڑیوں کا جو حصہ اُٹھ گیا اس کے اندر والی خلا میں وہ نشست اُسے صاف نظر آ رہی تھی جو کسی کار کی نشست ہی کی طرح گدے دار تھی۔

وہ ایک ایک کر کے اس میں داخل ہو گئے۔ آٹھ سیاہ پوش اور ٹوپی تھریسیا۔ عمران بڑی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ اب وہ چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا اس طرف دوڑ رہا تھا۔ جس طرف راستہ تھا۔

یہ بات اب اچھی طرح اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ تھریسیا کہیں جا رہی ہے اور وہ جس جگہ جا رہی ہے وہاں کوئی خطرہ موجود ہے۔ ورنہ اس طرح چھپ کر سفر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ وہ بڑی تیزی سے چٹانوں کو عبور کرتا ہوا ان نچلی چٹان کے پاس پہونچکر رک گیا جو راستے کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوئی پہاڑیوں پر ابھری ہوئی تھی۔

اب وہ ان کی آمد کا منتظر تھا۔ اس کے خیال کے مطابق وہ کوئی گاڑی ہی تھی جسے پتوں اور جھاڑیوں سے ڈھانپا گیا تھا۔ اس کا خیال ٹھیک ہی نکلا۔ چند لمحے بعد اُسے وہ نظر آ گئی۔

سبز پتوں کا ایک جھنڈ تیزی سے اس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ وہ تیار ہو گیا۔ پھر جیسے ہی وہ جھنڈ اس چٹان کے نیچے سے گذرا جس پر وہ بیٹھا

ہوا تھا۔ اس نے چھلانگ لگادی اور دوسرے ہی لمحے وہ پتوں کے ڈھیر پر تھا وہ یقیناً کوئی گاڑی ہی تھی جسے سبز پتوں کے ذریعے چھپایا گیا تھا۔ مگر... کیا وہ گاڑی تھی ؟

عمران نے پتوں کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے سوچا۔

وہ نہ تو کار ہی کی طرح تھی اور نہ جیپ ـــ اور وہ سبز پتے جنہیں اس نے پکڑ رکھا تھا مصنوعی تھے۔ پلاسٹک سے بڑی خوبصورتی سے جھاڑیاں بنا کر اس میں اس گاڑی کو چھپا دیا گیا تھا۔

سرِدست وہ اسے گاڑی کے سوا کوئی اور نام نہیں دے سکا تھا۔ وہ بڑی تیزی سے دوڑ رہی تھی۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ جب گاڑی چاروں طرف سے بند ہے تو اندر والے باہر کا منظر کس طرح دیکھتے ہونگے اسٹیرنگ پر بیٹھنے والا راہ کا تعین کس طرح کرتا ہوگا ـ ؟

ٹیلی اسکوپ ـ ؟

اس کے ذہن میں ابھرا۔ یقیناً وہ ٹیلی اسکوپ ہی کے ذریعے گاڑی اسٹیر کرتے ہونگے ـ !

وہ پلاسٹک کی مصنوعی جھاڑیوں سے لپٹا سوچتا رہا۔ کہ اگر اس کا خیال صحیح ہے تو یہ بات بھی یقینی ہے کہ ٹیلی کاسٹ کرنے کے لئے راڈر اور ٹیلی آئی گاڑی کے اوپری حصے پر ضرور ہوگی۔

اس نے جھاڑیوں کو پکڑ کر اوپر اٹھنا شروع کیا تھا۔ اسے اپنے مقصد میں ناکامی نہیں ہوئی تھی۔ وہاں دونوں ہی چیزیں موجود تھیں۔

مگر اسے ان سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اسلئے کہ اس کے ذریعے صرف سامنے ہی کے مناظر اندر بیٹھے ہوئے افراد کو ٹیلی سکوپ پر نظر آتے ہوں گے۔ ممکن ہے اس میں آبدوزوں کے پیری اسکوپ کا سا سسٹم رہا ہو جسے وقت ضرورت گھما کر ہر طرف کا جائزہ لیا جا سکتا تھا۔

گاڑی کی رفتار کافی تیز تھی۔

پندرہ منٹ کے سفر کے بعد گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی اور عمران نے بھی سمجھ لیا کہ منزل آگئی ہے۔

وہ دو فرلانگ کے فاصلے پر ایک محل نما عمارت کو دیکھ رہا تھا جس کی سیڑھیوں کے قریب چار آدمی پہرے داروں کا سا روایتی لباس پہنے سنگین لگی رائفلیں ہاتھوں میں لئے کھڑے ہوئے تھے۔

عمران گاڑی کی رفتار کم ہوتے ہی اترا تھا اور پھر بڑی تیزی سے جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا۔ اب وہ تیزی سے عمارت کی طرف دوڑ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ گاڑی کے ساتھ ہی ساتھ وہاں پہنچے تاکہ دیکھ سکے کہ تھریسیا وہاں کیوں آئی ہے۔؟

وہ محل سے دور ہی تھا کہ گاڑی محل نما عمارت کے عقبی حصے کی طرف مڑ گئی۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا اس طرف پہنچا تھا۔ یہاں کراٹا کی جھاڑیاں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور اندازہ لگانا دشوار تھا کہ وہ مصنوعی جھاڑیاں کہاں ہیں۔؟

وہ کافی دیر اسی جگہ چھپا کھڑا رہا۔ اس لئے کہ اس طرف رائفلیں

لیئے ہوئے چار پانچ جنگلی پہرہ دینے والے انداز میں ٹہل رہے تھے اور انکی نظروں سے بچکر آگے بڑھنا ممکن نہیں تھا۔

اُسے سب سے زیادہ تشویش تھریسیا کے بارے میں تھی۔ پتہ نہیں اس کا یہاں آنے کا مقصد کیا تھا اور یہ محل کس کی ملکیت تھا۔ اُس نے دُور بین آنکھوں سے لگائی اور جائزہ لینے لگا۔

لیکن کافی دیر کی جستجو کے بعد بھی وہ پتہ نہیں لگا سکا کہ تھریسیا جس گاڑی میں آئی تھی وہ کس طرف کھڑی کی گئی ہے۔ اس گاڑی پر جو مصنوعی جھاڑیاں تھیں ان کے رنگ اور دور تک پھیلی ہوئی جھاڑیوں کے رنگ میں سر مو فرق نہیں تھا۔

وہ پلٹ پڑا۔

اب وہ محل کے صدر دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جہاں چار پہریدار موجود تھے۔ جھاڑیوں میں چھپ کر وہ محل کے صدر دروازے کا جائزہ لینے لگا۔

وہ براؤن رنگ کا لبادہ پہنے ہوئے تھے۔ اسی رنگ کی سر پر منڈھ جانے والی ٹوپیاں بھی تھیں۔ ان میں سے دو محل کی سیڑھیوں سے نیچے کچی زمین پر دائیں بائیں کھڑے تھے اور دو سیڑھیوں کے اختتام پر اس بڑے دروازے کے دونوں طرف کھڑے تھے جس سے اندر داخل ہوا جاتا تھا۔

عمران کو ان پہرے داروں کی یہاں موجودگی پر حیرت نہیں ہوئی تھی۔ حیرت تو اُسے اس بات پر تھی کہ ان کے ہاتھوں میں جدید وضع کی سنگین لگی ہوئی

رالقف لیں تھیں۔ حالانکہ چہرے مہرے سے وہ جنگلی ہی نظر آ رہے تھے۔
وہ آگے بڑھنے لگا۔

اب وہ جھاڑیوں میں چھپتا ہوا اس طرف بڑھ رہا تھا جہاں سے محل کے کھلے ہوئے دروازے سے اندر کا منظر نظر آ سکے۔ اور اندر کے منظر پر نظر ڈالتے ہی وہ چونک پڑا۔!

دروازے سے اس نے جو کچھ بھی دیکھا۔ وہ متحیر کر دینے کے کافی تھا۔!

وہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں سینکڑوں جنگلی سجدے میں پڑے ہوئے تھے۔ اور ان کے آگے دیوار سے فاصلے پر ایک بڑے سے چبوترے پر پتھر کی کرسی بنی ہوئی تھی اور اس کرسی پر پتھر کی ایک عورت بیٹھی نظر آ رہی تھی۔

اس عورت کا چہرہ کالا تھا۔ سیاہ۔ الٹے توے کی طرح سے۔ البتہ اس کے بال بھورے اور تراشے ہوئے تھے۔ سینے پر تراشتے وقت جو لباس بنایا گیا تھا وہ بلاؤز کی طرح کا تھا اور اسے شاید سرخ رنگ سے رنگ دیا گیا تھا۔ سینے سے نیچے کا حصہ بالکل سیاہ تھا۔ پیروں کی بنی ہوئی موٹی موٹی انگلیاں وہ واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ سُنی تھی۔ پھر یہ آوازیں واضح ہوتی چلی گئیں۔

وہ لوگ سجدے میں پڑے کوئی گیت یا بھجن گا رہے تھے۔ عمران اس کا

ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکا تھا۔

وہ زبان اسکے لئے ناقابل فہم ھی ثابت ہوئی تھی۔ اگر جوزف اس وقت ہوتا تو شاید وہ اسے سمجھ سکتا۔؟

وہ لوگ بھجن گا رہے تھے اور رفتہ رفتہ ان کی آواز بلند سے بلند تر ہوتی جا رھی۔ عمران حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھتے ھی دیکھتے ہال میں سفید رنگ کا دھواں پھیلنا شروع ہوگیا۔ اس دھوئیں کا مخروج سیاہ چہرے والی عورت کا بت تھا۔

پھر وہ دھواں اتنا بڑھا کہ دروازے کے قریب موجود دو چار جنگلیوں کے سوا باقی سب کچھ دھوئیں میں ڈوب گیا۔ لیکن دھواں چھٹنے میں دیر نہیں لگی تھی۔

یہ کیفیت دو منٹ سے زیادہ نہیں رھی!

اب پھر وہ ہال کی ہر چیز کو دیکھ سکتا تھا۔ لیکن اس مرتبہ عمران کو سیاہ چہرے والی عورت میں خفیف سا فرق نظر آیا تھا۔ ہو سکتا تھا وہ اسے اپنا واہمہ تصور کرتا۔ مگر اتنا واضح فرق تھا کہ وہ نظر انداز نہ کر سکا۔ اس نے دوربین آنکھوں سے لگالی۔

اس کا خیال صحیح تھا۔

کچھ دیر پہلے اس کرسی پر بیٹھی ہوئی عورت کا بلاؤز پتھر کا محسوس ہوتا تھا لیکن اب ....

اب وہ کپڑے کا تھا۔ سرخ رنگ کے کپڑے کا۔ ہوا سے اس نے

بلاؤز کا ایک حصہ اڑتے ہوئے بھی دیکھا تھا جبکہ کچھ دیر پہلے یہ بات نہیں تھی ـــ!

توکیا ـــ؟

اس نے سوچا۔

سیاہ چہرے والی عورت بدل گئی ہے ـــ؟

مگر یہ کیسے ممکن تھا۔ سوائے بلاؤز کے کسی بھی چیز میں کوئی فرق نہیں تھا۔ وہ چونکا ـــ!

بھجن شاید ختم ہو گیا تھا کیونکہ وہ لوگ اسے ختم کر کے اب سیدھے کھڑے ہو گئے تھے لیکن ان کے سر اب بھی جھکے ہوئے تھے۔

دفعتاً عمران حقیقتاً اچھل پڑا۔

سیاہ چہرے والی عورت کے مجسمے میں حرکت پیدا ہوئی تھی۔ پھر اسکا ایک ہاتھ اٹھا اور وہاں ایک دلکش نسوانی آواز گونجنے لگی ... عمران اس کا ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکا ـــ وہ بھی انہی جنگلیوں کی زبان تھی ـــ لیکن آواز ـــ

اس نے اپنی کھوپڑی سہلائی۔

اس آواز کو وہ لاکھوں آوازوں میں شناخت کر سکتا تھا۔ اس آواز کا ایک ایک اتار چڑھاؤ اور نغمگی اس کے ذہن میں تھی۔

"تھریسیا ـــ"

اس کے منہ سے نکلا۔

بلاشبہ وہ آواز تھریسیا ہی کی تھی اور عمران نہیں سمجھ سکا تھا کہ

ان لوگوں کے لئے تھریسیا نے کیا چکر چلایا ہے۔؟

دس منٹ تک تھریسیا کی آواز سنائی دیتی رہی اور جنگلی کھڑے سنتے رہے۔ پھر وہ دوبارہ سجدے میں گر پڑے اور وہاں دھواں بھرنا شروع ہو گیا۔

اس دھوئیں میں لوبان کی سی خوشبو تھی۔ تین چار منٹ بعد جب دھواں دوبارہ صاف ہوا تو جنگلی اٹھنے لگے۔ اب وہ ایک ایک کر کے باہر نکل رہے تھے۔

ان میں سے کسی نے بھی سیڑھیاں اترنے سے قبل محل کی طرف کمر نہیں کی تھی۔ ان کے جسم ننگے تھے۔ ایک لنگوٹی کے سوا کوئی اور کپڑا جزوِ بدن نہیں تھا۔

عمران اس وقت تک وہاں رکا تھا جب تک ایک بھی جنگلی وہاں موجود تھا پھر وہ چاروں پہرے دار بھی چلے گئے۔ وہ لوگ محل کے اندر داخل ہوئے تھے اور دروازے کو اندر سے بند کر دیا گیا۔

کچھ دیر انتظار کر کے وہ آگے بڑھا۔ سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر اس نے دروازے کے پٹوں پر ہاتھ رکھا۔

ہلکا سا دباؤ دینے پر وہ کھلتے سے محسوس ہوئے۔ اس نے ریوالور جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر وہ دروازے میں تھوڑی سی دراز کر کے اندر داخل ہوا اور دروازہ بند کر دیا۔

اب اس کی متجسس نگاہیں ہال کے ایک ایک گوشے کا جائزہ

سے رہی تھیں۔ وہ اس کے سوا بظاہر کوئی اور جاندار نہیں تھا۔

وہ آگے بڑھا۔

اب وہ سیاہ چہرے والی عورت کو دیکھ رہا تھا۔ بلاشبہ وہ کاریگری کا نادر نمونہ تھی۔ پتھر سے تراشی ہوئی عورت جس کے خد و خال کافی جاذب نظر تھے۔ اگر چہرہ سیاہ نہ کر دیا جاتا تو وہ یقیناً کافی خوبصورت اور دلکش نظر آتی۔

عمران کے لئے اس میں کئی باتیں حیرت انگیز تھیں مثلاً اس کے کٹے ہوئے بال۔ بلاؤز سے نیچے کا اور گردن و سینہ کا کچھ حصہ جو کہ کسی سفید فام عورت کی طرح سفید تھا۔ اسکے ہاتھ جو بلاؤز کی آستینوں سے باہر نکلے ہوئے تھے کسی بہت ہی خوبصورت عورت کے محسوس ہوتے تھے۔ اس نے مجسمے کو چھوا اور پھر اسے جگہ جگہ سے دبانے لگا۔

ہر لحظہ اس کی حیرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

وہ عورت پتھر کی نہیں تھی۔ بلکہ ٹھوس قسم کے ربر کی بنی ہوئی تھی عمران نے اچھی طرح اپنا اطمینان کیا تھا۔ پھر اس نے اس عورت کو اس کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اٹھانا چاہا۔ مگر وہ کرسی سے پیوست معلوم ہوتی تھی۔ اسی لئے اُسے ناکامی ہوئی تھی۔

"میرے خدا۔"

وہ بڑبڑایا۔

"تھریسیا نے بڑا لمبا چکر پھیلا رکھا ہے۔"

وہ وہاں کی ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگا۔ ہال سے ملحقہ تین دروازے تھے۔ وہ ان میں سے ایک میں داخل ہو گیا۔

O

O

وہ لوگ آہستہ آہستہ نیچے اُتر رہے تھے!

راستہ اُس سے بھی زیادہ دشوار تھا جو وہ لوگ چڑھ کر آئے تھے۔ اگر انکے پاس رسّے نہ ہوتے تو شاید وہ ہرگز ہرگز نیچے نہ اُتر سکتے۔ بعض جگہ پہاڑی کٹاؤ اس طرح آگے کی طرف جھکے ہوئے تھے کہ دور سے دیکھنے پر سائبان کی طرح معلوم ہوں۔

ایسی جگہوں پر ہی رسے کام آئے تھے — وہ رسّے کسی بھی چٹان کے گرد گذار کر نیچے لٹکا دیتے۔ اور پھر اُترنے لگتے۔ بعد میں رسّے کھینچ لیئے جاتے۔

"میرے خدا —" جولیا نے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ ہاتھ چھل کر رہ گئے ہیں۔

"خدا غارت کرے اس عمران کے بچے کو ۔۔۔" شاہدہ غصیلے لہجے میں بولی ۔ "یہ ساری مصیبت اسی کی لائی ہوئی ہے ۔"

"ہوسکتا ہے ۔" خاور نے کہا ۔ "تم یہ کیوں بھول رہی ہو کہ اگر عمران نہ آتا تو بھی پارٹی اس طرف ضرور آتی ۔ تھریسیا بمل بی آف بوہیما کا سراغ لگنے کے بعد یہ ناممکن تھا کہ ایکسٹو اس کی طرف سے غافل رہتا ۔"

"غالباً ۔۔۔ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ایکسٹو عمران کی بجائے کسی اور کو بھی سربراہ بنا کر یہاں ضرور بھیجتا ۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔ میرا مطلب یہی ہے ۔۔۔ ایکسٹو کسی پارٹی کو تھریسیا کی سرکوبی کے لیے ضرور بھیجتا ۔ اس لئے کہ دارالحکومت ہی میں اسکے بارے میں سراغ لگ گیا تھا ۔"

"ہونہہ ایکسٹو ۔۔۔"
شاہدہ نے حقارت سے کہا
"پتہ نہیں ایکسٹو کا ہوا تم لوگوں پر کیوں سوار ہے ۔"
"کیا مطلب ۔۔؟" جولیا نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا ۔
"مطلب یہی کہ وہ خود تو مزے میں ہے اور مصیبت ہم لوگ اٹھا رہے ہیں ۔۔!"

"تمہارا خیال غلط ہے شاہدہ ۔" خاور نے کہا ۔ "اوپر چڑھنے سے قبل دوسری مرتبہ جب میں کواٹر میں گیا تھا تو میں نے ایکسٹو سے رابطہ قائم کر کے اُسے اپنے بارے میں اطلاع دی تھی ۔ اس نے یہی کہا کہ وہ ہماری مدد کے لئے وہاں

موجود رہے گا۔

"وہاں سے تمہاری مراد کیا ہے۔؟"

"ایکسٹو کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ وادی تک پہونچنے کے بعد ہماری مدد کرے گا۔"

"اور وادی تک پہونچتے پہونچتے چاہے ہم میں سے کوئی پہاڑ سے گر کر زخمی ہو جائے۔ مر جائے اس کی بلا سے۔ کیوں۔؟"

"تم ایکسٹو سے بہت زیادہ متنفر معلوم ہوتی ہو۔"

"نفسیاتی اعتبار سے ہونا ہی چاہیئے۔ جن ماتحتوں کو یہ احساس ہو جائے کہ ان کا باس آرام کر رہا ہے اور وہ خطرے میں ہیں تو وہ متنفر ہو ہی جاتے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے تمہارا خیال ٹھیک ہو۔ مگر ایکسٹو کے ماتحت اس سے نہ متنفر ہوتے ہیں اور نہ باغی۔"

خاور نے نیچے وادی میں جھانکتے ہوئے کہا

"کیونکہ جب بھی ایکسٹو کے ماتحت خطرے میں پڑے ہیں ایکسٹو ہی نے ان کی جانیں بچائی ہیں۔"

"ہونہہ۔"

شاہدہ نے سر ہلا دیا۔

اور ان کا نیچے اترنے کا سفر ایک مرتبہ پھر شروع ہو گیا۔ وہ آدھا راستہ طے کر چکے تھے اور اس وقت ان کے سامنے جو مرحلہ تھا وہ ایک ایسے

ہی حصے سے نیچے اُترنا تھا جو سائبان کی طرح سے کم از کم چھ فٹ آگے نکلا ہوا تھا۔
اور اس کے نیچے پہاڑ کا وہ حصہ جہاں انہیں قدم جمانے تھے دس بارہ فٹ نیچے
تھا۔ اس حصے کو عبور کرنے سے پہلے انہوں نے آرام کرنا ضروری سمجھا تھا پھر
اچانک ہی خاور کے ذہن میں ایک ترکیب آئی تھی۔ جس پر عمل کر کے شاہدہ او
جولیا آسانی سے نیچے پہونچ سکتی تھیں۔

شاہدہ اور جولیا نے اس تدبیر پر عمل کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی کیونکہ ہاتھوں
میں ہلکی ہلکی سوزش ہونے لگی تھی اور کھال کئی جگہ سے پھٹ گئی تھی۔ اب اگر وہ پھر رسے
کو پکڑ کر نیچے اترتیں تو ممکن تھا ہتھیلیوں کی کھال بالکل ہی پھٹ جاتی اور گوشت ابھر
آتا۔ ایسی صورت میں ان کے لئے پھر کچھ کر لینا مشکل ہو جاتا۔

خاور نے سب سے پہلے جولیا کی کمر میں رسہ باندھا تھا۔ پھر رسے کا دوسرا سرا
ایک چٹان کے عقب سے گذار کر وہ اور صدیقی دونوں رسے کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے
اب جولیا آہستہ آہستہ نیچے اُتر رہی تھی۔ پھر وہ چٹان سے ٹک گئی۔
پانچ منٹ کے اندر اندر وہ چاروں اس جگہ پہونچ چکے تھے۔ یہاں سے
نیچے اترنے کا سفر آسان تھا۔

اوّل تو راستہ ہی ایسا تھا کہ وہ کسی سہارے کے بغیر اُتر سکتے تھے دوسرے
جگہ جگہ درخت اور جھاڑیاں بھی تھیں اور چٹانیں بھی اس طرح اُبھری ہوئی تھیں کہ
ان کو زینوں کے سے انداز میں استعمال کیا جا سکتا تھا۔
وہ نیچے اُترنے لگے ....

آدھے گھنٹے کی مسلسل جد وجہد کے بعد وہ نیچے وادی میں تھے۔ اب ا

ان کے سامنے دور تک پھیلا ہوا گھنا جنگل تھا جو کچھ دور جا کر چڑھائی پر پھیلا ہوا تھا۔!

جس جگہ وہ کھڑے تھے وہاں قدِ آدم گھاس اُگی ہوئی تھی اور کچھ ہی فاصلے پر خاردار جھاڑیوں کا سلسلہ دور تک پھیلا گیا تھا۔

وہ دونوں ایک چٹان سے ٹک کر ہانپنے لگیں۔ خاور آس پاس کا جائزہ لینے لگا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ مڑا۔

"اب ہمیں اس جنگل میں سیدھے چلنا ہوگا۔"

"کیوں ـــ؟"

"اسی سمت میں ساحل ہے اور میرا خیال ہے ساحل تک پہونچنے کے قبل ہی ہمیں امداد مل جائے گی ـــ"

جولیا اور شاہدہ نے بھی جنگل میں دور تک دیکھا پھر سر ہلا دیا۔

ساحل اسی طرف ہو سکتا تھا جسطرف خاور نے اشارہ کیا تھا اس لیے کہ باقی سمتوں میں انہیں پہاڑ پھیلے نظر آئے تھے ـــ وہ ایک مرتبہ پھر چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔

لیکن ـــ!

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتے جولیا کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور ٹھیک اسی لمحے "کھٹاک" سے کوئی چیز چٹان سے ٹکرائی تھی یہ ایک لمبے پھل کا بڑا سا نیزہ تھا۔

"لیٹ جاؤ — لیٹ جاؤ۔"

خاور چلایا تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ گھاس پر گر چکے تھے۔ ایک لمحے کی بھی دیر ان کی موت ہی کی شکل میں ظاہر ہو سکتی تھی۔ ان کے گرتے ہی چھ سات تیز چٹان سے ٹکرائے تھے۔

"یہ سب جنگلی ہیں خاور —" جولیا کپکپاتے لہجے میں بولی۔ "یہ آدم خور بھی ہو سکتے ہیں — ورنہ ہم پر حملہ نہ کرتے۔"

"آدم خور نہ ہونگے تو بھی اُن سے بچنا ضروری ہے —" خاور نے کہا۔ "کیونکہ ان کے ہاتھ میں پڑنا موت ہی کو دعوت دینا ہے —"

"وہ آگے آ رہے ہیں —"

جولیا نے سرگوشی کی — خاور نے سر اٹھا کر دیکھا۔ جنگلی نصف دائرے کی شکل میں ان کی طرف بڑھ رہے تھے اور ان کے ہاتھوں میں موجود نیزوں کا رخ انہی کی جانب تھا۔

"تم لوگ چٹان کے عقب میں رینگ جاؤ —" خاور نے کہا۔ "ان کے نیزوں سے ہر حالت میں بچنا ضروری ہے — وہ زہر میں بجھے ہوئے ہیں۔"

"اور تم —؟"

"میری فکر مت کرو — جاؤ —"

خاور نے کہا اور وہ چٹان کے عقب میں رینگنے لگے — خاور ان جنگلیوں پہ نظریں جمائے رہا جو آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے — صدیقی اس کے قریب ہی لیٹا ہوا تھا — جب وہ اُن سے تین چار گز کے فاصلے پر رہ گئے تو اس نے صدیقی

کو اشارہ کیا۔ اور ان کی جانب اپنا ریوالور اٹھا دیا۔
ٹریگر دبتے ہی نیلگوں شعلوں کی لہر باہر نکلی اور دوسرے ہی لمحے کئی جنگلی۔
چیخے اور ان کے جسم دھواں بنکر پھیلنے لگے۔
نصف دائرے کی شکل میں بڑھتے والے جنگلی چشم زدن میں دھواں بنکر
غائب ہو گئے۔

"چلو چھٹی ہوئی ۔۔۔"

صدیقی نے طویل سانس لی۔ مگر خاور جھاڑیوں پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔
کچھ دیر بعد صدیقی نے کہا۔

"کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔ وہ سب ختم ہو چکے ہیں۔۔"

"مجھے اس بات پر شبہ ہے۔" خاور نے کہا۔

"کیوں۔۔؟"

"اوہ۔۔۔!"

اس کیوں کے جواب میں اسکے منہ سے نکلا تھا۔ اس نے ایک جنگلی کو دوڑ کر
ایک چٹان کی آڑ میں ہوتے دیکھا۔ صدیقی بھی اُسے اچھی طرح دیکھ چکا تھا۔
وہ طویل سانس لیکر رہ گیا۔

"وہ ہمیں گھیر کر لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔!" خاور نے
کہا تھا۔

"اب تو میں بھی یہی کہوں گا۔" صدیقی نے کہا۔

"پتہ نہیں ان لوگوں کی تعداد کتنی ہے۔۔۔ اور وہ کتنے فاصلے پر

پھیلے ہوئے ہیں ۔ ؟"

"پتہ نہیں ۔۔۔!"

خاور نے سر ہلا دیا ۔ پھر جولیا کی طرف مڑتے ہوئے بولا ۔

"تم لوگ ہوشیار رہو ۔۔۔ وہ ہمیں گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں ۔۔۔"

O

○

دفعتاً وہ لوگ چونک پڑے۔!

ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوئے تھے۔ نعمانی نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا
دوسری طرف ایکسٹو تھا۔

"ہیلو نعمانی — تم لوگ تیار رہو۔"

"جی ہاں جناب — کوئی حکم —"

"تم اپنے سیدھے ہاتھ کی طرف بڑھو — جس جگہ تم اس وقت کھڑے ہو
وہاں سے نصف میل کے فاصلے پر وادی میں جنگلیوں نے جولیا - خاور - صدیقی
اور شاہدہ کو گھیر رکھا ہے — ان لوگوں کی مدد کرو۔"

"بہت بہتر —"

"ہوشیاری کی ضرورت ہے ۔۔۔ ان لوگوں کے تیروں اور نیزوں میں لگا ہوا زہر بے حد سریع الاثر ہے ۔"

"ہم ہوشیار رہیں گے ۔۔۔ ویسے کیا ان کی تعداد کا اندازہ کیا جا سکتا ہے"

"ہاں ۔۔۔ وہ دو سو کے قریب تھے ۔ تقریباً تیس چالیس خاور اور صدیقی کے آتشی ریوالوروں کا نشانہ بنگئے ۔ بقیہ انہیں گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔۔۔"

"وہ اتنے آدمی ہو کر انہیں نہیں گھیر سکتے ۔۔۔" نعمانی کے لہجے میں حیرت تھی

"وہ چاروں پہاڑ کے دامن میں ایک جگہ پوشیدہ ہیں اس طرح ان کا عقب محفوظ ہے اور وہ ان کو گھیرنے کے باوجود قریب جا کر ان پر حملہ نہیں کر سکتے ۔۔۔"

"ٹھیک ہے جناب ۔۔۔ میں فوری طور پر جوزف اور چوہان کو لیکر جا رہا ہوں ۔۔۔ ہم کسی ناخوشگوار حادثے سے قبل ہی ان تک پہونچ جائیں گے ۔"

"ٹھیک ہے ۔" دوسری جانب سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی ۔ "ان سے نپٹ کر مجھے اطلاع دینا ۔ ویسے میں تم لوگوں سے قریب ہی موجود رہوں گا ۔"

"بہت بہتر ۔۔۔"

"او ۔ کے ۔۔۔ ناؤ اسٹاپڈ ۔۔۔"

دوسری جانب سے سلسلہ منقطع ہو گیا ۔

وہ لوگ تقریباً دوڑنے والے انداز میں چلتے ہوئے اس جگہ پہونچے

تھے جہاں دو فرلانگ کے فاصلے پر انہیں جنگلیوں کی موجودگی کا احساس ہوا تھا

"اب ہمیں محتاط ہو جانا چاہیے ۔" نعمانی نے چوہان سے کہا۔

"تم نے ٹھیک کہا۔" چوہان نے کہا۔

"اگر ان کو ہم لوگوں کی موجودگی کا احساس ہو گیا تو وہ ہمیں بھی گھیرنے کی کوشش کریں گے ۔"

"مسٹر چوہان ۔" جوزف نے کہا۔ "میں نے ان جنگلیوں کی موجودگی محسوس کر لی ہے ۔ اگر ان سے مقابلہ کرنا ہے تو سب سے پہلے ہمیں اپنی حفاظت کا انتظام کرنا چاہیے ۔ ورنہ ان کے زہریلے نیزوں اور پھونکے جانے والے تیروں کا شکار بن جائیں گے ۔"

"آؤ ۔ اس درخت سے ہم ان کو دیکھ سکیں گے ۔"

"نہیں ۔"

جوزف نے چوہان کو پکڑتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بلی کی طرح دبے پاؤں چلنا چاہیے ۔"

"درخت پر چڑھ کر ہی ہم ان کی پوزیشن دیکھ سکیں گے ۔"

"نہیں مسٹر چوہان ۔ میں آپ کو اس کا مشورہ نہیں دوں گا ۔"

جوزف نے سر ہلایا۔

"اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو باس مجھ کو جان سے مار ڈالے گا ۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو ۔ ؟"

چوہان جھلا گیا۔

"ہمیں زمین پر رینگ کر آگے بڑھنا چاہیئے ۔۔۔ وہ لوگ یقینی طور پر اس طرف کی جھاڑیوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تین اطراف سے ٹامی گنوں کی بوچھاڑ ان کے لئے کافی ہوگی۔"

"اوہ ۔۔۔ تو یوں کہو نا۔" چوہان اس کی بات سمجھتے ہوئے بولا۔ "تمہارا خیال ٹھیک ہے تین اطراف سے گھیر کر ان کو بھونا جا سکتا ہے۔"

"تو پھر جلد کیجئے۔"

"آؤ ۔۔۔!"

اس نے کہا اور وہ زمین پر لیٹ کر آگے بڑھنے لگے۔ چند لمحے بعد وہ اپنے سے کچھ فاصلے پر جنگلیوں کی موجودگی کا احساس کر سکتے تھے۔

"اب ہمیں تھوڑے تھوڑے فاصلے پہ ہو جانا چاہیئے تاکہ ان پر حملہ بھی کیا جا سکے اور محفوظ بھی رہا جا سکے۔"

"ٹھیک ہے ۔"

ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کچھ فاصلہ دیکر پوزیشن سنبھال لی۔ اور پھر بیک وقت تین ٹامی گنیں گرجنے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی سینکڑوں جنگلیوں کا شور بھی انہیں سنائی دیا تھا۔

وہ چیخ رہے تھے۔

اپنی زبان میں چلا رہے تھے۔

اور مر مر کر گر رہے تھے۔

درجنوں کی تعداد میں تیز رہے ان کے عقب کے درختوں کے تنوں میں

گڑے ہوئے تھے۔

اگر وہ تین اطراف میں نہ ہوتے تو یا تو اُن کے نیزے انھیں چھید ڈالتے یا پھر تیروں سے چھلنی ہو چکے ہوتے۔ دس منٹ میں ہی میدان صاف ہو گیا انکے سامنے لاتعداد جنگلی مرے پڑے تھے۔

"میرے خدا — ہم لوگ کتنے ظالم ہیں —"

نعمانی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اٹھنا ہی چاہتا تھا کہ جوزف نے اس کا سر جھکا دیا۔

پھر سرگوشی کرنے والے لہجے میں بولا۔

"ابھی نہیں — ابھی نہیں — بچے ہوئے جنگلی ہماری تاک میں لگے ہوئے ہونگے — جیسے ہی ہم اٹھیں گے چاروں طرف سے زہریلے تیر آئیں گے اور ہمارے جسم پانی بنکر بہنے لگیں گے۔"

"ہونہہ — بات تو پتے کی کہی ہے —"

نعمانی نے کہا — چند لمحے سوچتا رہا — پھر اس نے اُن دونوں سے کچھ کہا اور ایک سوکھی ٹہنی اٹھا کر اس کے پتے جھاڑے۔ پھر سامان کا تھیلا اس میں اسطرح اٹکایا کہ دور سے دیکھنے والے کو وہ کسی کا ابھرتا ہوا شانہ یا کمر ہی نظر آئے پھر اسے آہستہ آہستہ اوپر کرنے لگا۔

ڈیڑھ فٹ کی اونچائی پر پہونچتے ہی اس کے ہاتھ کو جھٹکا سا لگا اور تھیلا دور جا گرا۔

کم از کم نصف درجن تیر اس میں پیوست تھے۔ اس کی آنکھیں خوف سے

پھیل گئیں۔"

"دیکھا مسٹر نعمانی — میں نے جھوٹ تو نہیں کہا تھا —" جوزف نے سر ہلا کر کہا۔

"اب ان لوگوں کو مارنا آسان نہیں ہے —"

"پھر — ؟ اب کیا کیا جائے —" چوہان نے کہا۔ "ان لوگوں سے نپٹنے کی ترکیب تم ہی سوچ سکتے ہو کیونکہ تم بھی جنگل کے رہنے والے ہو۔"

"ہاں —" اس نے سر ہلایا — "میں بتا سکتا ہوں — میرے ساتھ آؤ —"

وہ مڑا — اور داہنی سمت رینگنے لگا۔ آہستہ آہستہ اور بالکل بے آواز دس گیارہ منٹ کے بعد وہ رکا — پھر ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"اب اس درخت کی آڑ لیکر اٹھو اور دیکھو کہ وہ کتنے ہیں —"

نعمانی نے تنے کی آڑ لیکر کھڑے ہو کر جھانکا — وہ آٹھ یا نو جنگلی تھے جو ایک گنجان جھاڑی کے عقب میں چھپے ہوئے اسی جگہ کو گھور رہے تھے جس جگہ وہ چند لمحے قبل لیٹے ہوئے فائر کر رہے تھے۔

وہ سب کے سب اس کی گن کی زد میں تھے — اس نے نشانہ لیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے ان میں سے چار گر پڑے اور دو نے بڑی تیزی سے بائیں سمت کی جھاڑیوں میں چھلانگ لگا دی۔

مگر اتنی دیر میں تو گن بیس افراد کو چاٹ سکتی تھی — وہ تو چار ہی تھے!

"آؤ — اب راستہ صاف ہے"

نعمانی نے کہا اور وہ گیس ہاتھوں میں لیئے جھاڑیاں روندتے آگے بڑھنے لگے۔ جگہ جگہ مردہ جنگلیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ کئی ایک سسک رہے تھے۔

"وہ آگے بڑھتے رہے —!

"لاشیں ہی لاشیں — جوزف نے سر پر ہاتھ پھیر کر تنکے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "چھپکلی کا سایہ خون لیئے بغیر نہیں ٹلا کرتا۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا مسٹر نعمانی کہ اس جنگل پر چھپکلی کا سایہ ہے اور ہوا میں خون کی بو رچی بسی ہے — ہولی فادر مجھے معاف کرے۔"

آخری جملہ کہتے ہوئے اس نے سینے پر انگلی سے کراس بنایا تھا۔

"کیا تم لاشوں سے ڈرتے ہو جوزف —؟" نعمانی نے اس سے پوچھا تھا

"ڈر.... مسٹر نعمانی — یہ ڈر کیا چیز ہوتا ہے — میں نہیں جانتا۔ میری زندگی لاشوں اور خون کے درمیان جوان ہوئی ہے اور اب بھی آپ دیکھ رہے ہیں — وہ جو میرا باپ ہے — وہ بھی میری ہی طرح لاشوں اور خون سے گذرتے ہوئے بھی قہقہے لگاتا ہے — پھر میں کیوں ڈروں —؟"

"آہا ہا —" نعمانی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "تمہارا اشارہ عمران کی طرف ہے —؟"

"ہاں — وہ میرا باپ ہے —"

"تم جیسے ہٹے کٹے کا۔"

چوہان کو بھی ہنسی آ گئی۔ حالانکہ وہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ جوزف عمران کو اپنا باپ ہی کہتا ہے۔ مگر کیا کیا جاتا۔ اس بوریت کو بھی تو کسی طرح سے دور کرنا تھا جو کئی دن سے اُن پر مسلط تھی۔

غار میں آزاد رہتے ہوئے بھی وہ قیدیوں کی سی زندگی گذار رہے تھے۔ باہر نکلنے پر بھی پابندی تھی۔

"ہاں۔ ماسٹر عمران میرا باپ ہی ہے۔ تم دیکھتے ہو میں کتنا طاقتور ہوں۔ ایک گھونسے میں کھوپڑی پلپلی کر سکتا ہوں۔ مگر وہ میرا باپ.... صرف ایک گھونسہ مار کر مجھے کئی دن کے لئے بیکار کر دیتا ہے مسٹر نعمانی۔ صرف میں جانتا ہوں کہ ان کے بازوؤں میں کتنی طاقت ہے اور اس طاقت کا راز کیا ہے۔"

"اس طاقت کا راز بھی ہے۔" چوہان نے پوچھ لیا۔

"ہاں۔ راز ہے۔ عورت...." جوزف ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے بولا۔ "جب تک ماسٹر عمران عورت سے دور رہیں گے۔ یہ طاقت برقرار رہے گی۔"

"ہونہہ۔" جوزف کی بات پر چوہان اور نعمانی مسکرا دیئے تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے ٹھٹھک کر رک گئے۔ ایک جنگلی بائیں سمت کی جھاڑیوں سے برآمد ہوا تھا اور اب نیزہ تانے ان پر حملہ کرنے کے لئے پینترا بدل رہا تھا۔ دفعتاً جوزف کود کر انکے درمیان آ گیا۔ اسکے ساتھ ہی اس نے چیخ کر اس جنگلی سے کچھ کہا تھا

کیا کہا تھا؟ نعمانی یا چوہان دونوں میں سے کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آسکا مگر جنگلی میں نمایاں تبدیلی ہوئی تھی۔ اُس کا حملہ کرنے والا انداز ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ وہ تناؤ جسم میں باقی نہیں رہا تھا جو نیزا بدلتے وقت اس میں پیدا ہو گیا تھا جوزف چلا چلا کر اس سے کچھ کہہ رہا تھا اس کے ساتھ ہی ٹامی گن کی طرف بھی اشارہ کرتا جا رہا تھا۔

پھر شاید جنگلی کو سمجھانے ہی کے لئے اس نے ایک درخت کے تنے پر گولیاں چلائی تھیں۔

دوسرے ہی لمحے جنگلی نے نیزہ پھینک دیا اور جوزف کے قدموں میں جھک گیا۔ جوزف نے اُسے اٹھایا۔

چوہان اور نعمانی متحیر تھے ان کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا کہ جوزف نے کیا کہا تھا جس کی وجہ سے جنگلی اس کے قدموں میں جھک گیا۔

"آؤ مسٹر چوہان ۔۔"

وہ اُن دونوں کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر۔ خاور۔ صدیقی اور شاہدہ کو تلاش کریں۔"

"چلو ۔۔"

وہ آگے بڑھنے لگے۔

نعمانی سوچ رہا تھا کہ ان چاروں کو قریب ہی ہونا چاہیئے کیونکہ جنگلی اسی جگہ انہیں ملے تھے اور ایکسٹو کی اطلاع کے مطابق انہوں نے ان چاروں کو گھیر رکھا تھا۔ خیال غلط نہیں نکلا ۔۔ وہ چاروں ابھی آگے بڑھ کر پہاڑ کے دامن میں

پہونچتے ہی ایک چٹان کے عقب سے نکل آئے تھے۔

"ہیلو جولیا۔ شاہد۔ خاور۔ صدیقی ۔۔"

چوہان نے خوشی کا نعرہ لگایا۔

وہ سب ایکدوسرے سے اس انداز میں ملے تھے جیسے برسوں کے بچھڑے دوست ملتے ہیں جولیا کی آنکھیں تو بھر آئی تھیں۔

"آؤ چلیں ۔۔ یہاں رکنا خطرناک ہے ۔۔" نعمانی نے کہا۔

"لیکن کس طرف چلیں ۔۔؟ ہمیں راستوں کا علم نہیں ہے۔"

"کم از کم اس غار تک تو پہونچ ہی سکتے ہیں جہاں ہم لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں ۔۔"

"کیا تم کو اس جگہ کا راستہ اب بھی یاد ہے ۔۔؟" چوہان نے نعمانی سے پوچھا۔

میں تو بھول چکا ہوں ۔۔ اب یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ کس سمت سے آئے تھے ۔۔!"

"ہونہہ ۔۔" اس نے دور تک بکھرے ہوئے جنگل کو دیکھتے ہوئے کہا "شاید ۔ ہم دائیں سمت سے آئے تھے ۔۔؟"

"نہیں ۔۔" جوزف نے کہا۔ "ہم لوگ بائیں سمت چلیں گے۔ آؤ۔"

"جوزف ۔۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ ہم اس طرف چلکر ساحل تک پہونچ جائیں گے ۔۔" جولیا نے جوزف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اگر نہیں تو ایک مرتبہ پھر دیکھو اور غور کرو کہ کس طرف چلنا چاہیئے ۔۔"

"میرے ساتھ آئیے مسٹی — اگر ہم بھاگ جائیں تو گولی مار دیجئے گا۔"
"نہیں — بدروحوں کے حوالے کردیں گے —" چوہان ہنس کر بولا۔
"نہیں۔ !" جوزف کا چہرہ پھیلا پڑ گیا۔ "ایسا نہ کہو مسٹر چوہان —"
"اچھا چلو !"
جولیا نے کہا اور وہ آگے بڑھنے لگے۔ جنگلی جوزف کے ساتھ چل رہا تھا۔
اور وہ دونوں آپس میں باتیں کرتے جا رہے تھے۔
ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ اس غار کے قریب پہونچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں
انکا قیام تھا اور جہاں سے وہ رات کو چلے تھے۔ درختوں کے جھنڈ سے باہر نکلنے
سے پہلے وہ لوگ رک گئے تھے۔
ٹرانسیٹر پر سگنل موصول ہوئے تھے۔ نعمانی نے ایک جگہ رک کر ٹرانسیٹر
آن کر دیا۔
"ایکسٹو ... تم لوگ اب غار کی سمت اور آگے نہیں بڑھو گے — کم از کم
بیس آدمی آتشی گنوں سے مسلح تمہارے منتظر ہیں —"
دوسری جانب سے ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز ابھری اور جولیا کا
چہرہ کھل اٹھا۔ شاہدہ کے چہرے پر بھی تازگی آگئی تھی مگر اس نے اس کا اظہار
نہیں ہونے دیا۔
"پھر — کیا ہم لوگ اسی جگہ رک جائیں —"
نعمانی نے پوچھا تھا۔
"نہیں — تم لوگ ساحل کی طرف بڑھتے رہو — وہاں عمران تم لوگوں کا

منتظر رہے ساحل پر جس جگہ درختوں کے جھنڈ ہیں اور چٹانیں پانی میں آگے تک پھیلی گئی ہیں — وہیں وہ ایٹمی بوٹ میں تمکو مل جائے گا۔"

"کیا عمران کے ساتھ ہمیں واپس جانا ہے جناب —؟"

"نہیں — جسطرح عمران کہے اسی طرح کرنا ہے —"

"لیکن جناب — ہمیں راستہ کس طرح ملے گا —؟"

"جوزف —۔۔ جوزف تم لوگوں کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ اب ٹرانسمیٹر جولیا کو دیدو —"

ایکسٹو کی بات سنکر نعمانی نے ٹرانسمیٹر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے جولیا نے بڑے فاتحانہ انداز میں شاہدہ کو دیکھا تھا۔ پھر ماؤتھ پیس والے حصے کو منہ سے قریب کرتے ہوئے بولی۔

"یس سر —"

"جوزف سے کہو اس — خشکی کو عمران کے حوالے کر دے — اس کی ضرورت نہیں ہے — دوسرے تم لوگ ساحل پر پہونچکر بھی محتاط رہو گے جیسے چپے پر تھریسیا کے آدمی پھیلے ہوئے ہیں اور اڑن طشتریاں بھی دیکھ بھال کرتی پھر رہی ہیں۔ اُن لوگوں کی نظروں سے بچکر ہی تم کو عمران تک پہونچنا ہوگا۔"

"کیا جوزف ہمیں اس جگہ تک لے جائے گا جس کی آپ نے نشاندہی کی ہے —"

"ہاں — جوزف سے کہو کہ وہ تم لوگوں کو ناریل کے جھنڈوں تک پہونچادے

بس وہیں وہ چٹانیں بھی ہیں جہاں عمران تم لوگوں کو ملے گا۔"

"بہت بہتر جناب ۔ ایک بات معلوم کرسکتی ہوں ۔؟"

"کہو مگر جلدی ۔"

"عمران کے ساتھ ہمیں جس جگہ جانا ہے کیا وہاں بھی تھریسیا ہی ۔۔۔۔"

"ہاں ۔" ایکسٹو نے بات کاٹتے ہوئے کہا ۔ "یہاں سے آٹھ میل دور ایک جزیرہ ہے ۔ وہاں عمران کے ساتھ جانا ہے ۔"

"وہاں ہم لوگوں کو کیا کرنا ہوگا ۔؟"

"صفدر اور ڈگلس دوبارہ پکڑ لیئے گئے ہیں ۔ ان کی رہائی اور اس تنظیم کا قلع قمع کرنا جسکی وجہ سے تم لوگوں کو یہاں آنا پڑا تھا اور دارالحکومت میں تھرڈ تھری لکھ[1] اسٹریٹ کی عمارت تباہ ہوئی تھی اور درجنوں لڑکیوں[2] کا قتلِ عام ہوا تھا ۔"

"کیا عمران کو ہمارے وہاں پہونچنے کے بارے میں علم ہے ۔؟"

"ہاں ۔ اس کو مطلع کر دیا گیا ہے ۔ بس یا اور کچھ ۔؟"

"ایک سوال اور جناب ۔"

جولیا نے کہا ۔

"ہم لوگ جو گفتگو کر رہے ہیں کیا وہ تھریسیا یا اس کے آدمی نہیں

---

[1] [2] ملاحظہ فرمایئے ۔ اس ناول کے پہلے حصے ۔ آئرن ماسک ۔ ڈارک آئی لینڈ
بلیک نائٹ ۔ مصنف ایس قریشی

سن لیں گے ۔؟"

"اسے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔"

دوسری جانب سے ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز ابھری ۔

"نقصان پہنچایا کو خود اپنی جان بچانا دشوار ہو جائے گا ۔"

"کوئی خاص بات ۔؟"

"بس اب تم لوگ روانہ ہو جاؤ ۔" دوسری جانب سے آواز آئی

اور سلسلہ منقطع ہو گیا ۔

کمرے میں کل آٹھ آدمی تھے ۔!
تھریسیا۔ صفدر۔ پروفیسر ڈگلس اور بقیہ پانچ تھریسیا کے گارڈز
تھے ۔ وہ کمرے کے مختلف کونوں میں کھڑے ہوئے تھے۔ انکے ہاتھوں میں
دبی ہوئی آتشی گنوں کا رخ انہی دونوں کی جانب تھا۔ اور تھریسیا بڑے ہی
غضبناک انداز میں ٹہل رہی تھی۔ آنکھوں سے گویا چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ چند
لمحے بعد وہ پروفیسر ڈگلس کی طرف مڑتے ہوئے بولی۔
"تم کو عبرتناک شکست دی جائیگی پروفیسر ۔ تم نے زیرو لینڈ
کا شہری ہوتے ہوئے غداری کی ہے ۔ اور اس کی سزا موت ہے ۔ صرف
موت ۔!"

"میں نے کوئی غداری نہیں کی مادام —" پروفیسر ڈگلس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "جو کچھ بھی کیا ہے حفاظت خود اختیاری کے تحت کیا ہے اور اس کا مجھے حق پہنچتا ہے —"

"شٹ اپ —!"

ننھی سیاں کی آنکھوں سے گویا شرارے پھوٹ نکلے تھے۔

"غداری کو حق کا نام دے کر تم اپنی سزا میں کمی نہیں کرا سکتے۔"

"میں نے کیا غداری کی ہے مادام — کیا مجھے بتایا جائیگا —"

"ہاں — تم کو تمہاری غداری کے بارے میں ضرور بتاؤں گی — عمران سے مل کر فرار کا منصوبہ بنانا — اُسے آتشی پستول مہیا کرنا — ایٹمک بوائلس کا راز بتانا — کمروں کو کھولنے کا طریقہ اور اس جزیرے کے بارے میں معلومات مہیا کرنا — کیا اور بھی کچھ سننا چاہتے ہو — ؟"

"اور بھی سنونگا مادام — مگر پہلے ان سوالوں کے جواب دے لوں —" ڈگلس نے کہا۔

"اگر میں عمران سے نہ بھی ملتا تب بھی وہ فرار ہو جاتا — اس کو کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ صرف اتنا فرق پڑتا کہ دو ایک دن اور لگ جاتے۔ رہا آتشی پستول تو وہ اسکے پاس پہلے سے تھا اسی کی مدد سے اس نے مزید پستول تمہارے آدمیوں سے حاصل کیے تھے۔ ایٹمک بوائلس کے بارے میں میں نے اُسے صرف اس لیے بتایا تھا کہ میں خود بھی وہاں سے فرار ہو کر اس جگہ آنا چاہتا تھا۔ کمروں کو کھولنے بند کرنے کا طریقہ بھی وہ تمہارے آدمیوں کی لاپرواہی کی وجہ سے

جان چکا تھا لہٰذا اسے اعتماد میں لینے کی خاطر میں نے خود بھی طریقہ بتا دیا تھا۔

"ہونہہ ۔۔"

تھریسیا غرائی۔

"صفائی میں کچھ اور کہنا چاہتے ہو۔ یا تمہارے پاس کہنے کے لیے کچھ باقی نہیں رہا ۔۔؟"

"بہت کچھ ہے ۔۔ آپ پروفیسر والٹن کو کیوں بھول جاتی ہیں مادام۔ میرے سے کہیں زیادہ پروفیسر والٹن نے اُسے بتایا ہے ۔۔ اس جزیرے اور اس میں نکلنے والے یورینیم اور گیس کے ذخائر کے بارے میں بھی اسی نے بتایا تھا۔ میں اس سلسلے میں بے قصور ہوں ۔۔"

"اس لیے کہ والٹن تمہارے الزامات کی تردید کرنے کے لیے اس وقت یہاں موجود نہیں ہے ۔۔؟"

"یہ بات نہیں ہے ۔۔ آپ صفدر سے اسکی تصدیق کر لیں ۔۔ رہا پروفیسر والٹن ۔۔ تو وہ اب کبھی یہاں نہیں آسکتا ۔۔"

"کیوں ۔۔؟"

تھریسیا چونکی تھی۔

"اس لیے کہ ابھی تک ہم نے کوئی ایسا پستول ایجاد نہیں کیا جو دھواں بنجانے والے آدمیوں کو واپس ان کی اصل حالت میں لے آتے ۔۔"

"اوہ ۔۔ تو تم نے اُسے مار ڈالا ۔۔؟" تھریسیا دانت پیس کر بولی

"میرا بس چلتا ۔۔ تو میں اسکے ٹکڑے کر دیتا ۔۔"

"اس کا مطلب ہے کہ اسے عمران نے ہلاک کیا ہے ۔؟"

"ہاں ۔۔ اسی نے جسے تم نے احمق سمجھ رکھا ہے ۔"

"میں اسے عبرت ناک سزا دوں گی ۔۔ اتنی عبرت ناک کہ سننے والے بھی کانپ جائیں ۔"

"کیا تم اسے سزا دے سکو گی ۔؟" ڈگلس نے طنزیہ لہجے میں کہا ۔

"اسے جو تمہاری رگ رگ میں بسا ہوا ہے ۔"

"بکومت ۔"

وہ خونخوار لہجے میں بولی ۔

"مجھے عمران سے صرف اس حد تک لگاؤ ہے جس حد میں رہ کر وہ زیبد لینڈ کو نقصان نہ پہنچا سکے ۔"

"تو کیا موجودہ حالات میں زیبد لینڈ کو نقصان نہیں پہنچا ۔؟" پروفیسر ڈگلس نے سخت لہجے میں کہا ۔

"جتنے آدمی اس کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں ۔ کیا وہ ایک عظیم نقصان نہیں ہے ؟"

"ہے ۔۔ مگر اس سے زیادہ عظیم نقصان وہ ہے جو تمہاری وجہ سے تنظیم کو پہنچا ہے ۔۔ اگر تم اس کے ساتھ نہ ہوتے تو آپریشن میں کبھی ناکارہ نہ ہوتا ۔۔ یہ تمہاری غداری کا سبب ہے ۔"

"مادام ۔۔ آپ عمران کو بدھو ۔۔ ۔ ۔"

"بکومت ۔۔ میں عمران کو تم سے زیادہ جانتی ہوں ۔" تھریسیا غرائی

"تم اس کی چالاکی کا سہارا لیکر اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے ڈگلس۔
تم نے جرم کیا ہے اور اس کی تم کو بہر حال سزا ضرور دی جائے گی۔"

"مادام۔؟"

ڈگلس نے کہا۔

"میں نے عمران کو جو کچھ بتایا۔ جتنا اس کا ساتھ دیا ہے اس میں صرف
حفاظت خود اختیاری کا۔۔۔۔"

"مت بکواس کرو۔"

تھریسیا گرجی۔ اس کی شرارے اگلتی ہوئی آنکھیں پروفیسر ڈگلس
پر لگی ہوئی تھیں۔

"حفاظت خود اختیاری کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تنظیم میں شامل
ہونے کے بعد سب کچھ تنظیم کا ہو جاتا ہے سمجھے۔"

"یہ بات ہے تب بھی میں نے غداری نہیں کی۔ اگر غداری کرتا تو عمران
کو یہ ضرور بتا دیتا کہ زیرو لینڈ کہاں ہے۔ کس سمت میں ہے اور وہاں کس طرح
جایا جا سکتا ہے۔"

"تم مجھے بہکانا چاہتے ہو۔؟"

"نہیں۔ بلکہ بتانا چاہتا ہوں کہ اپنے مفاد اور حفاظت کی حد تک
عمران کو وہی کچھ بتایا تھا جس سے زیرو لینڈ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہونچے۔"

"اسے ایٹمک پولٹس کے بارے میں کیوں بتایا تھا۔؟"

"میں بتا چکا ہوں مادام۔ کہ میں خود بھی فرار ہونا چاہتا تھا۔"

"مگر کیوں۔ کیا تمہارے ساتھ عام قیدیوں کا سا برتاؤ کیا جاتا تھا۔؟"

"میں یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ والٹن کے اشارے پر مجھے سزا دی جاتی۔ جبکہ میں عہدے میں والٹن کے ہی برابر تھا۔"

"وہ سزا والٹن کی وجہ سے نہیں ـــــ تمہاری حماقت کی بنا پر تم کو ملی تھی۔"

"وہ سزا غلط تھی۔ مجھے اس پر اعتراض تھا۔"

"تو تم نے اعتراض کیا کیوں نہیں۔؟"

"صرف اس لیے کہ مجھے والٹن کی موجودگی میں اپنے اعتراض کی قیمت معلوم تھی۔ اس بات کے کرنے سے کیا فائدہ جو ضائع جائے۔؟"

"تم براہِ راست "بڑوں" سے بھی اس سلسلے میں شکایت کر سکتے تھے؟"

"مجھے ٹرانسمیشن روم تک کون جانے دیتا۔"

"زیرولینڈ کے معزز شہری ہونے کی بنا پر یہ حق ہر حالت میں تم کو حاصل تھا۔ اور تم اسے حاصل کر سکتے تھے۔"

"والٹن سے میں نے سزا کے دنوں میں سرسری طور پر کہا تھا۔ آپ جانتی ہیں ماوام اس نے کیا جواب دیا تھا۔؟"

پروفیسر ڈگلس نے تھریسیا کو گھورتے ہوئے کہا۔ جواباً تھریسیا سوالیہ انداز میں اُسے دیکھتی رہی تھی۔ پروفیسر ڈگلس پھر بولا۔

"اُس نے میری درخواست کو ٹھکرا دیا تھا۔ کہا تھا تم قیدی ہو سزا کی مدت پوری ہونے کے بعد ہی ٹرانسمیشن روم میں داخلے کی اجازت مل

سکے گی ۔۔۔!"

"ہونہہ ۔۔۔"

تھریسیا چند لمحے سوچتی رہی ۔ ماتھے پر بے شمار شکنیں پھیلی ہوئی تھیں ۔ پھر وہ ڈگلس سے بولی۔

"کچھ بھی ہے پروفیسر ۔۔۔ تم نے تنظیم کے اصولوں سے غداری کی ہے اسلئے تمکو اس کی سزا ضرور دی جائے گی ۔۔۔ اور اس کا فیصلہ ابھی ہوگا ۔۔۔"

پھر اس نے تالی بجائی تھی ۔

فوراً ہی دروازہ کھلا اور دو سیاہ فام آدمی اندر داخل ہوئے۔ انھیں دیکھکر صفدر کو جوزف یاد آگیا تھا ۔ قدو قامت اور حلیئے کے اعتبار سے وہ جوزف کی ہی طرح سے تھے ۔

"انہیں لے چلو ۔۔۔"

تھریسیا نے ڈگلس اور صفدر کی طرف اشارہ کیا تھا ۔ وہ آگے بڑھے اور ان دونوں کو اس طرح اٹھالیا جیسے وہ کوئی وزن ہی نہ رکھتے ہوں ۔ مختلف کمروں سے گذرتے ہوئے وہ ایک ایسے کمرے میں پہونچکر رک گئے جو کنوئیں نما تھا اور نیچے جانے کے لئے زینے بنے ہوئے تھے ۔

تھریسیا نے ان حبشیوں سے کسی عجیب سی زبان میں کچھ کہا تھا ۔ دوسرے ہی لمحے ان کے منہ سے اس طرح کی آوازیں نکلیں جیسے وہ بہت خوش ہوں ۔ لیکن صفدر کی نظر جیسے ہی پروفیسر ڈگلس پر پڑی وہ چونک پڑا اس کا چہرہ ستت گیا تھا اور آنکھوں میں خوف کی علامتیں تھیں ۔

"تم... تم ایسا نہیں کر سکتیں تھریسیا۔"

لیکن جواباً تھریسیا کا قہقہہ ابھرا تھا۔

دونوں سیاہ فاموں نے صفدر کو چھوڑ کر ڈگلس کو اٹھایا اور زینے طے کرنے لگے۔ انکے کنوئیں کی تہہ میں پہنچتے ہی تھریسیا نے دیوار پہ لگے ہوئے مختلف بٹنوں میں سے ایک کو دبا دیا۔

ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری تھی۔ دوسرے ہی لمحے کنوئیں کی تہہ میں ایک دروازہ سا کھلا اور بے شمار ننگ دھڑنگ جنگلی مرد اور عورتیں وہاں آموجود ہوئے۔ پھر وہ ڈگلس پر ٹوٹ پڑے تھے۔

صفدر نے منہ پھیر لیا۔

وہ منظر اتنا ہی بھیانک تھا۔ وہ ننگ دھڑنگ جنگلی پروفیسر ڈگلس کی بوٹیاں نوچ رہے تھے۔ زندہ انسان کو نوچ کر کھا رہے تھے۔

پروفیسر کی چیخیں بڑی بھیانک اور اذیت ناک تھیں۔ وہ تھریسیا کو مغلظات سنا رہا تھا اسکے ساتھ ہی وہ جنگلیوں سے بچکر سیڑھیوں تک آنے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔ اس کے جسم سے خون کی دھاریں بہہ رہی تھیں دفعتاً اس کی ایک دلدوز چیخ ابھری۔

بے ساختہ صفدر نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔

دو جنگلیوں نے پروفیسر کو پکڑ رکھا تھا اور اُسے بھنبھوڑ رہے تھے۔ جبکہ ایک اور جنگلی نے اس کا ایک ہاتھ اس کے جسم سے الگ کر دیا تھا اور اب چھرے سے اٹکی رہ جانے والی کھال کاٹ رہا تھا پھر وہ نعرہ لگاتا ہوا

اسی دروازے میں گھس گیا جس سے وہ برآمد ہوئے تھے۔ ہاتھ وہ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

صفدر نے پھر کچکچا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اُس کا رواں رواں شدت سے تھریسیا کے خلاف نفرت کی آگ میں جلنے لگا تھا۔

اتنی درندگی ... اف خدایا ... یہ عورت ہے یا درندہ

پروفیسر اب خاموش تھا اس کی کوئی آواز نہ اُبھر رہی تھی نہ سسکی نہ سسکاری۔

"آنکھیں کھول کر دیکھو صفدر۔ غداروں کا یہی حشر ہوتا ہے۔"

"مجھے لے چلو ... لے چلو یہاں سے۔" وہ ہذیانی انداز میں بولا تھا۔

"ہونہہ۔"

تھریسیا کا قہقہہ گونجا۔

"گھبرا گئے۔ عمران کا ساتھی ہو کر اتنی سی بات سے گھبرا گئے۔ جانتے ہو وہ ہوتا تو اس وقت کیا کہتا۔" وہ رکی چند لمحے منتظر رہی کہ وہ کچھ بولے پھر خود ہی بول پڑی۔

"وہ اس وقت کہتا۔ آؤ تھریسیا پیاری۔ رمبا کا ایک راؤنڈ ناچ لیں۔"

"ہو گا۔ میں اس کی طرح پتھر نہیں ہوں۔"

"پتھر ہونا چاہیئے۔ میں اسی خصوصیت کی بنا پر اُسے پسند کرتی ہوں وہ ہر وقت۔ ہر لمحہ ہر قسم کے حالات سے نپٹنا جانتا ہے۔ وہ حالات سے نروس نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کو سمجھ کر ان کا مذاق اُڑاتا ہے۔"

"مجھے یہاں سے لے چلو۔" صفدر نے پھر کہا۔

تھریسیا ہنسی تھی۔ پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اب وہ ایک لمبی سی راہداری سے گذر رہے تھے اور صفدر سوچ رہا تھا کہ اوپر سے صرف چند یک منزلہ نظر آنے والی کواٹر نما عمارتوں کے نیچے کتنی بڑی دنیا آباد ہے۔؟

یقیناً" پروفیسر نے عمران کو دھوکے میں رکھا تھا اور سب کچھ نہیں بتایا تھا۔ یہی غنیمت تھا کہ اس نے فرار حاصل کرتے ہیں اُن کی مدد کی تھی ورنہ وہ دھوکے میں رکھ کر انکو پکڑوا بھی سکتا تھا۔

لیکن ایک اور سوال اسکے ذہن میں ابھرا

پروفیسر جب اتنا کچھ جانتا تھا تو خود ہی کیوں نہ فرار ہو گیا۔ عمران کا سہارا لینے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔؟

وہ سوچتا ہوا تھریسیا کے ساتھ چلتا رہا۔۔۔۔!

پھر اس کی سمجھ میں اس کی صرف ایک ہی وجہ آئی تھی۔ اس کے اندازے کے مطابق ڈگلس خود محض اس لئے فرار نہ ہوا ہوگا کہ وہ غداری کے جرم سے بچنا چاہتا تھا۔

ظاہر ہے اگر وہ خود فرار ہوتا تو بہت سے وہ سیاہ پوش جنہیں عمران کے ہاتھوں دوسری دنیا کا سفر کرنا پڑا تھا۔ ڈگلس کے ہاتھوں مارے جاتے اور وہ یہ نہیں چاہتا تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق پروفیسر نے شاید یہی سوچا تھا کہ تمام کام عمران کرے گا اور وہ صرف بتاتا رہے گا اس طرح وہ تھریسیا کے

عتاب سے اس وقت بھی بچیا رہے گا جبکہ وہ ناکام ہوکر بکڑ بیٹے جائیں گے مگر اسے کیا پتہ کہ ثمفر سیا اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گی ہے اگر پروفیسر کو اس سلوک کا ذرا سا بھی شبہ ہوتا تو شاید وہ تنہا ہی فرار ہونے کی کوشش کرتا۔ ایٹمک پولس کا راز اسے معلوم تھا اور اسکے ذریعے یقینی طور پر وہ دارالحکومت تک پہونچ سکتا تھا۔

"بے چارہ ۔"

اسکے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔ اور ثمفر سیا چونک کر اُسے دیکھنے لگی۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

○

○

وہ لوگ ناریل کے درختوں تک پہونچ گئے !

سارے راستے جوزف ان کو گائیڈ کرتا آیا تھا۔ بالکل اسطرح جیسے وہ اس جگہ کے ہر پیچ وخم سے واقف ہو۔ جولیانے اس پر حیرت کا اظہار بھی کیا تھا۔ دوسروں کو بھی تعجب تھا مگر جوزف نے ان کو یہ نہیں بتایا کہ وہ کس طرح ان کی رہبری کر رہا ہے۔

وہ جنگلی اب بھی اسکے ساتھ تھا جس کو اس نے زندہ پکڑا تھا اور وہ جوزف سے باتیں کرتا ہوا چل رہا تھا۔

ناریل کے درختوں تک پہونچکر وہ رک گئے۔ یہاں انہیں تھریسیا کے آدمی نظر آئے تھے۔ سیاہ پوش راستے میں بھی ان کو نظر آئے تھے

مگر وہاں جنگل اتنا گھنا تھا کہ وہ ان کی نظروں سے بچتے بچاتے آسانی سے نکلے چلے آئے تھے۔

لیکن اب آگے بڑھنا دشوار نظر آرہا تھا۔ تھریسیا کے آدمیوں کی یہاں اکثریت تھی اور وہ چار چار کی ٹولیوں میں بٹے ہوئے جنگل کے اس حصّے میں پھر رہے تھے۔

غالباً انہی کی تلاش جاری تھی۔

"اب کیا کیا جائے۔۔؟" شاہدہ نے پوچھا۔

"ہمیں ان سے بچ کر نکلنا چاہیئے۔ جولیا نے کہا۔ ورنہ ممکن ہے کہ عمران کسی مصیبت میں پڑ جائے۔۔ ہنگامے کی آواز یہاں موجود دوسرے سیاہ پوشوں کو اپنی جانب ضرور متوجہ کرے گی۔"

نعمانی۔ جوزف۔ خاور۔ چوہان اور صدیقی نے چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ چند لمحے ایک دوسرے سے مشورہ کرتے رہے۔ پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔

خاردار جھاڑیوں اور درختوں کی آڑ لیکر وہ اس طرح آگے بڑھ رہے تھے کہ سیاہ پوش محافظوں کی نظروں میں نہ آسکیں۔

دفعتاً خاور ٹھٹھک کر رک گیا۔ پھر اس نے بڑی تیزی سے چھلانگ لگائی تھی۔ دوسرے ہی لمحے وہ ایک سیاہ پوش کو دبوچے بڑی بیدردی سے اس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ چند لمحے بعد وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ سب ایک جھاڑی کی آڑ میں ہوشیار بیٹھے چاروں

طرف دیکھ رہے تھے ۔ ذرا سی آواز پر ان کی انگلیاں گنوں کے ٹریگر پر حرکت کرنے کے لئے تیار تھیں۔

"آؤ چلیں ۔"

خاور نے کہا اور وہ تیزی سے ناریل کے درختوں کے جھنڈ میں آگے بڑھنے لگے ۔ ان کا رُخ چٹانوں کی جانب تھا۔

"عمران ہمکو یہاں پر ہی ملے گا ۔" جولیا کہہ رہی تھی۔

"ہاں ... ہاں .... کیوں نہیں ۔ وہ تمہارا تذکرہ ہے نا ....." قریب ہی کی جھاڑیوں سے آواز آئی اور وہ چونک پڑے ۔

"کون ہے ۔؟"

خاور جھاڑیوں کی جانب دیکھتے ہوئے غرّا کر بولا۔ اس کے ساتھ ہی اسکے ہاتھ میں دبی ہوئی گن .... کا رخ بھی اسی طرف ہو گیا۔

"میں اس جبشی کو لینے آئی ہوں۔"

اِس بار آواز اُن کے عقب سے اُبھری تھی اور لہجہ نسوانی تھا۔ "سالہاسال انتظار کے بعد اب یہ یہاں آیا ہے ۔"

"نہیں ۔" جوزف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "تم کون ہو ۔؟"

"وہی جس کا انڈا تیرے پیر کے نیچے آکر ٹوٹا تھا۔"

"بدروحیں ۔" جوزف خوفزدہ انداز میں کراہ کر بولا۔ "ہولی فادر میری مدد کر ۔ اور اس بدروح سے بچا ۔"

"یہ نہیں ہو سکتا ۔" سامنے کی طرف سے آواز آئی ۔ "تم نے میرا انڈہ

توڑا ہے ۔ میں تم کو ساتھ لیکر جاؤں گی ۔ پھر ہم دونوں ہنگوڑے میں لیٹ کر جھولا جھولیں گے ۔"

"ہولی فادر رحم ۔"

"تم جو بھی کوئی ہو سامنے آجاؤ ۔ خاور غرایا تھا ۔ "ورنہ ہم فائرنگ شروع کرتے ہیں ۔"

"ضرور کرو ۔" دوسری جانب سے کہا گیا ۔ "میرا کچھ نہیں بگڑے گا ۔ چاروں طرف پھیلے ہوئے اس خبیث عورت کے آدمی تمکو چوہوں کی طرح گھیر کر دبوچ لیں گے ۔ اور تم پھر قیدی بنالئے جاؤ گے ۔"

"تم کون ہو ۔ ؟"

اس مرتبہ جولیا نے پوچھا تھا ۔

"اس سیاہ فام آدمی کو میرے حوالے کردو ۔" آواز نے کہا ۔ جولیا کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا گیا تھا ۔

"ایسا ناممکن ہے ۔"

"تو پھر تم سب کی موت یقینی ہے ۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ موت کا بھیانک سایہ تم لوگوں کی طرف بڑھ رہا ہے ۔"

"نہیں ۔" جوزف کراہ کر بولا ۔ "مسٹر خاور یہ روح سچ کہہ رہی ہے روحیں جھوٹ نہیں بولتیں ۔"

"یہ سب بکواس ہے ۔" جولیا نے کہا ۔ "اس صدی میں بھی تم بھوتوں پر یقین رکھتے ہو ۔ ہا"

"آہا۔۔۔ یہ جولیا فنٹز واٹر بول رہی ہے۔"

وہی نسوانی آواز ابھری اور وہ چونک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"تم میرا نام کیسے جانتی ہو۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"میں تم سبھوں کے نام اور ہسٹری جانتی ہوں" شامی روح کی آواز ابھری

"تم خاور ہو۔۔ تمہارے برابر صدیقی ہے، اس کے برابر چوہان اور اس کے عقب میں نعمانی ۔۔ یہ جولیا کے پیچھے بیری کے پتے کی طرح کانپتی ہوئی جو کھڑی ہے وہ شاہدہ ہے۔۔"

"میرے خدا۔۔۔"

جولیا بڑبڑا کر رہ گئی۔ شاہدہ اس کارک پر دانت پیسنے لگی تھی۔ پھر وہ بڑے غصے میں آگے بڑھی تھی۔

"ٹھہر تو سہی روح کی بچی ۔۔۔ میں تجھے بتاتی ہوں۔"

وہ غصیلے لہجے میں بولی اور تیزی سے جھاڑیاں ہٹانے لگی۔

"کیا کرتی ہو مس۔۔۔" جوزف اُسے بازو سے پکڑتے ہوئے بولا۔ روحوں سے کوئی نہیں جیت سکتا۔ ان سے اُلجھنا غلط ہے۔"

"بکومت۔"

شاہدہ دہاڑی۔

"چھوڑ دو مجھے۔"

"رہنے دو شاہدہ۔۔" خاور اور جولیا کے منہ سے بیک وقت نکلا تھا۔ پتہ نہیں یہ کیا چکر ہے۔"

"اسے چھوڑ ہی دو جوزف — اور تم میرے پاس آجاؤ۔"

نسوانی آواز نے کہا اور وہ اچھل پڑے — آواز اس مرتبہ بائیں جانب سے آئی تھی۔ شاہدہ بھی جھجک کر پیچھے ہٹ گئی۔

وہ لوگ حقیقتاً چکرا کر رہ گئے تھے — آواز کبھی دائیں جانب سے آرہی تھی اور کبھی بائیں سے۔ جس جگہ وہ کھڑے ہوئے تھے وہاں دور تک چاروں سمتوں میں گھنی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں اور راستہ گھومتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کریں —؟ آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹ جائیں۔ اس روح کے چکر نے انہیں الجھا دیا تھا۔

"تم کو ابتک میری روحانیت پر یقین نہیں آیا۔" وہی نسوانی آواز ابھری۔

"اب تم ایسا کرو — اسی راہ پر آگے بڑھتے رہو — عمران کے پاس پہونچنے تک میں تمہاری حفاظت کرتی رہوں گی —"

"اوہ —!"

خاور کے منہ سے نکلا تھا۔ وہ لوگ چند لمحے آپس میں مشورے کرتے رہے پھر آگے بڑھنے لگے۔

اب وہ سنبھل سنبھل کر اور بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ جھاڑیاں گھنی اور قدِ آدم تھیں اس لئے اس بات کا امکان نہیں تھا کہ وہ دور سے دیکھ لیے جائیں گے۔ وہ آگے بڑھتے رہے۔

جوزف کی حالت ابتر ہوتی جارہی تھی۔ وہ بار بار ہولی فادر کہہ کر

سینے پر کراس بناتا اور پھر لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھنے لگتا۔ کچھ دیر بعد وہ رُک گیا۔

"کیا بات ہے۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"ایسا تو نہیں ہے مسٹی کہ وہ بد روحیں ہمیں اپنے ٹھکانے پر لے جا رہی ہوں کیونکہ وہ مجھے مانگ رہی تھی۔"

"نہیں ۔۔ یہ وہی راستہ ہے جس کے بارے میں الکیٹو نے کہا تھا۔"

"میں نہیں جاؤں گا۔" جوزف نے کہا۔ "اگر عمران مل جائے تو اُسے یہاں بھیجدینا۔ وہ میرا باپ مجھے آ کر لے جائے گا۔"

"تم آگے نہیں بڑھو گے تو میں تم کو کچا ہی کھا جاؤں گی۔"

"ہولی فادر۔"

وہ بڑبڑایا۔ اور تیز تیز چلنے لگا۔ وہ جنگلی ان میں سب سے زیادہ خوفزدہ تھا۔ چہرے پر ایسی ہی مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ جیسے بس اب دم نکل جائے گا۔

اب وہ چٹانیں انہیں نظر آنے لگی تھیں جہاں عمران کی موجودگی کا امکان تھا۔ وہ چاروں طرف سے ہوشیار رہ کر آگے بڑھ رہے تھے۔ دفعتاً انکے بائیں طرف والی چٹان کے عقب سے کسی قسم کی آہٹ سنائی دی تھی۔ وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔

لیکن اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے دھوئیں کا ایک بادل سا چٹان کے پیچھے سے اُبھرا اور ہوا میں تحلیل ہونے لگا۔

"یہ کیا تھا۔؟"
شاہدہ کے منہ سے نکلا تھا۔
"چلتے رہو۔ یہ دشمن تھے جنہیں میں نے ٹھکانے لگا دیا۔"
انہیں عقب سے وہی پُراسرار نسوانی آواز سنائی دی۔ وہ پھر آگے بڑھنے لگے۔
وہ پُراسرار آواز انہیں گائیڈ کر رہی تھی۔ بالآخر وہ ایک ایسی جگہ پہونچ گئے جہاں دو بڑی چٹانوں کے درمیان ایک بوٹ موجود تھی۔ یہ بوٹ عام بوٹوں کی نسبت بڑی بھی تھی اور اس کی بناوٹ بھی عجیب قسم کی تھی۔ اس سے پہلے ان کی نظر سے اس قسم کی کوئی بوٹ نہیں گذری تھی۔
"تم لوگ بوٹ میں سوار ہو جاؤ۔ صرف جوزف کنارے پر رہے گا۔"
پُراسرار نسوانی آواز نے کہا اور جوزف کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔
"آگے بڑھو۔"
اُسی آواز نے کہا۔ اور سب سے پہلے جوزف نے چھلانگ لگا دی۔ وہ بوٹ میں بیٹھ چکا تھا۔
"ارے ..... ارے ..... او شبدیکور کے بچے ٹھہر جا۔ میں تجھے کھاؤں گی۔"
انہیں عقب سے وہی پُراسرار نسوانی آواز سنائی دی اور وہ بیساختہ پلٹے تھے۔
اور پھر۔ ان کا دل چاہا وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑیں۔..... وہ عمران

ہی تھا جو ایک چٹان کی آڑ سے نکل کر نسوانی لہجے میں چیختا ہوا جوزف کی جانب دوڑ رہا تھا۔

اور جوزف ....

وہ تو عمران کی شکل دیکھتے ہی اس انداز میں چونکا تھا جیسے بم کا دھماکہ اس کے پیروں ہی کے پاس ہوا ہو۔ پھر وہ بڑی تیزی سے بوٹ سے ساحل پر آیا اور عمران سے لپٹ گیا۔

"او.... الگ ہٹ.... ابے او.... شب بجو.... لاحول.... ہٹ دیکھو کبیجے الگ ہٹ۔"

عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا لہجہ اب بھی نسوانی ہی تھا۔ وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"میں سمجھتا تھا باس.... اچھی طرح سمجھتا تھا۔

جوزف غرانے والے انداز میں ہنس ہنس کر کہہ رہا تھا۔ یہ تمہارے علاوہ دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔"

"ابے سمجھتا تھا تو پھر خوفزدہ کیوں تھا۔"

عمران آنکھیں نکال کر دہاڑا۔

"شکل سے یہی ظاہر ہو رہا تھا جیسے دو چار عورتیں سر پر سوار ہوں"

"باس ۔۔ " جوزف برا مانے بغیر بولا۔

"میں بھی انہیں دیکھ چکا تھا ۔۔ پھر آپ کی چال کیسے نہ سمجھتا ۔۔

"اچھا ۔۔ " عمران نے الوؤں کی طرح دیدے پھرائے تھے۔ "تو تو اب عقلمند

ہوتا جا رہا ہے ۔ بول کیا مانگتا ہے ۔؟"

"دس بوتلیں ۔ نہیں صرف ایک بوتل شراب ۔!

"اچھا ۔" عمران نے کہا۔ پھر جیب سے عجیب قسم کا ریوالور نکال کر جوزف کے سر کا نشانہ لیتے ہوئے بولا۔ "تو پھر جا ۔"

"نہیں ... نہیں باس ۔ میں مرنا نہیں چاہتا ۔" جوزف خوفزدہ ہوتے ہوتے بولا ۔

"ریوالور ہٹاؤ ۔"

"نہیں ۔ تجھے شراب چاہیئے نا ۔ تو پھر لے اور ڈوب جا نشے میں" کہتے ہوئے عمران نے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور کی نال سے سفید رنگ کا دھواں نکل کر جوزف کے چہرے سے ٹکرایا اور وہ لڑکھڑا گیا

"ہپ ... باس ۔"

جوزف کے منہ سے اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا تھا ۔ وہ اپنی جگہ کھڑا جھوم رہا تھا ، لڑکھڑا رہا تھا بالکل اسی انداز میں جیسے اس نے دس پندرہ بوتلیں چڑھا لی ہوں ۔!

"ہپ ... باس ... ایک ... فٹ ... فائر اور کر دو ۔ ہائے اس سے تو پئے بغیر ہی نشہ ہو جاتا ہے ۔"

"نشے کے بچے ۔ جلدی سے سوار ہو جا ۔ ورنہ وہ تیرے رشتہ دار آ جائیں گے اور پھر جانتا ہے تو ۔ کیا ہوگا ۔؟"

"کک ... کیا ... ہوگا باس ۔؟" جوزف لڑکھڑاتے لہجے میں بولا

اس کی حالت سچ مچ ایسی ہی تھی جیسے وہ زیادہ پی گیا ہو۔ قدم رکھتا کہیں تھا اور پڑ کہیں رہے تھے۔

"وہی۔ جو جلتی دوپہر میں پیسر کے نیچے آکر انڈا توڑ دینے والوں کا حشر ہوتا ہے۔"

عمران سر ہلا کر بولا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اشارہ کیا تھا کہ وہ سب بوٹ میں سوار ہو جائیں۔!

"نن... نہیں باس... ایسی بد دعا مت مانگو۔" جوزف کا نشہ ہرن ہو گیا تھا۔ "دشمنوں کو بھی ایسی بد دعا نہیں دی جاتی۔"

"بس تو سوار ہو جا جلدی سے۔"

"جبھی... ابھی لو... بب... باس۔"

جوزف نے کہا اور بڑی تیزی سے بوٹ میں چھلانگ لگا دی... مگر کہاں وہ تو بوٹ اور ساحل کے درمیان ہی چٹان کے ابھرے ہوئے کونے سے الجھ کر گر پڑا تھا۔

اگر عمران نے سہارا نہ دیا ہوتا تو وہ گر ہی پڑتا۔ وہ دونوں بھی بوٹ میں آئے اور عمران انجن کی طرف چلا گیا۔

"میرے خدا۔" بوٹ کے حرکت میں آنے کے بعد شاہدہ نے کہا۔ "یہ عمران تھا۔؟ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔"

"ابھی کیا ہے۔"

چوہان نے شاہدہ کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ "ساتھ رہو گی تو

ہر لمحہ اس کی نت نئی صلاحیتوں سے واقف ہوتی رہو گی۔"

"مگر اس نے یہ بہروپ کیوں بھرا تھا۔؟"

"خدا جانے۔"

چوہان نے شانے اچکا دیئے۔

"کیا اس میں بھی کوئی مصلحت تھی۔؟"

"ہاں۔" عمران نے وہیں سے جواب دیا تھا۔ "میں جس وقت چٹانوں کے پاس پہونچا تو وہ تم لوگوں کے گرد گھیرا ڈال رہے تھے۔"

"اسی لئے آپ نے روح کا بہروپ بھر لیا تھا۔؟"

"نہیں۔ اسے بہروپ نہیں کہیں گے۔ خدا کے غضب سے ڈرو شاہد وہ بہروپ تھا۔؟"

"پھر اور کیا تھا۔؟"

"پتہ نہیں۔! میں جیسے ہی چٹانوں کے پاس پہونچا۔ بس ایسا ہی محسوس ہوا جیسے کوئی بدروح میرے جسم میں حلول کر گئی ہو۔"

"اور پھر آپ مرد سے عورت بن گئے۔"

"ہا.... آہ.... عمران نے ٹھنڈی سانس لی تھی۔ پھر بولا۔ "اس وقت میں سچ مچ خود کو عورت سمجھنے لگا تھا۔ لیکن پھر فوراً ہی یہ خیال آگیا کہ اگر میں عورت بن گیا تو مس فٹنر واٹر کا کیا ہوگا۔"

"شٹ اپ۔"

جولیا غرائی تھی۔

"ہائے — پھروہی شٹ اپ — ابے او شب دیجور —" عمران جوزف کی طرف دیکھ کر دہاڑا۔

"یہ شٹ اپ کیوں کہتی ہے —؟"

"یس ... باس —" جوزف نے کہا۔ اس پر ابھی تک نشے کی سی کیفیت طاری تھی۔

"آپ سی کو مت چھیڑا کریں۔ ورنہ کسی دن پچھتایا کیجئیے گا۔"

"خاموش —!"

عمران دہاڑا۔

"مجھے وہ کہتا ہے یعنی ... کیا کہتے ہیں اُسے نصیحت ... ابے چمگادڑ کی اولاد — وہ میری بھبھوکا ہے —"

"عمران صاحب —" خاور نے قریب آتے ہوئے کہا "آپ کو معلوم ہے ایکسٹو نے ہمیں کیا حکم دیا تھا —؟"

"نہیں — کہو کیا حکم ہے —؟"

"اس علاقے میں تھریسیا اور اس کے آدمی بکھرے پڑے ہیں — ہمیں ان لوگوں سے بچ کر نکلنا ہے —"

"اے مسٹر —" عمران نے سمندر میں چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو دور دور تک کوئی آدمی نظر نہیں آرہا ہے —؟"

"میرا مطلب جنگل سے تھا —"

"تو کیا تمہارا ارادہ وہیں قیام کرنے کا تھا۔؟"

"لاحول ولا قوۃ۔ ..." خاور نے جھلا کر کہا۔ "پھر اب آپ خود ہی اس سے نپٹ لیں۔"

دفعتاً خاور نے دور سے فضا میں نظر آنے والی ایک گول سی شئے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ گول شئے حقیقتاً ایک اڑن طشتری تھی جو کہ بڑی تیزی سے ان کی جانب بڑھتی چلی آرہی تھی۔

"خاور اسے سنبھالو۔"

عمران نے اسٹیئرنگ خاور کو تھماتے ہوئے کہا اور خود جھپٹ کر اس پائپ نما ایٹمی گن پر جا بیٹھا جس سے وہ اڑن طشتری کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ اب وہ اس کی نال کا رُخ گھما رہا تھا۔

پھر جیسے ہی اڑن طشتری زد پر آئی اُس نے فائر کر دیا۔ بجلی کا سا کڑاکا ہوا نیلگوں روشنی کا جھماکہ۔ لیکن اڑن طشتری اچانک ٹیڑھی ہو کر سمندر کی طرف گری اور عمران کا وار خالی چلا گیا۔ وہ زوں سے ان کے اوپر سے نکل گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے گن کا رخ پھر اس کی طرف کر دیا۔ چند لمحے وہ اس پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔

پھر جیسے ہی اس نے غوطہ لگایا عمران نے فائر کر دیا۔

کئی دھماکے بیک وقت انکے چاروں طرف ہوئے تھے اور پانی کی رفتار اچھل کر ان پر آ گرا تھا۔ یقیناً اڑن طشتری سے بم گرائے گئے تھے۔ مگر وہ خود بھی دور نہ جا سکی تھی۔ اس کی گن اڑن طشتری کا تعاقب کرتی رہی۔ اور

پھر جیسے ہی اس نے بلند ہونے کے لئے رُخ موڑا نیلگوں روشنی کی لہر کی زد میں آگئی دوسرے ہی لمحے وہاں اتنے زور کا کڑاکا ہوا۔ اتنا زبردست دھماکہ۔ جیسے بیک وقت کئی آسمانی بجلیاں گری ہوں۔ بیک وقت کئی آتش فشاں پھٹ پڑے ہوں۔

اڑن طشتری کئی ٹکڑوں میں بٹ کر سمندر میں گر پڑی تھی۔ پھر ایک اور سماعت شکن دھماکہ ہوا اور پانی سے آگ کے شعلوں کی دھار، دھوئیں اور شعلوں کا ایک غبار سا بلند ہوتا چلا گیا۔

"میرے خدا۔"

جولیا نے اپنے کانوں کو سہلاتے ہوئے کہا۔

"کتنا زبردست دھماکہ ہوا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اب کبھی نہ سُن سکوں گی۔"

"خدا کرے کبھی نہ سُن سکو۔" عمران نے کہا۔ "اگر۔۔۔"

جملہ اس مرتبہ بھی ادھورا ہی رہ گیا۔ ایک اور اڑن طشتری انہیں نظر آئی تھی۔ اس کا رُخ بھی انہی کی طرف تھا۔

عمران پھر الرٹ ہو گیا۔

مگر اس مرتبہ اڑن طشتری نے اوپر ہی سے ان پر دو تین چکر لگائے تھے اور پھر اسی جانب واپس چلی گئی تھی جس طرف سے آئی تھی۔

عمران گن چھوڑ کر واپس اسٹیئرنگ پر آگیا۔ اب وہ طوفانی انداز میں اُسے ڈرائیو کر رہا تھا۔ بعض دفعہ رفتار اتنی تیز ہو جاتی کہ بوٹ پانی سے فضا میں

اُٹھ جاتا اور کئی فٹ آگے بڑھ کر پھر پانی سے ٹکراتا۔

"عمران۔" خاور نے اس کے قریب پہونچ کر کہا۔ "اس طرح بوٹ اُلٹ بھی سکتی ہے اور ہم کسی حادثے کا شکار بھی بن سکتے ہیں۔"

"خاموش۔" عمران نے کہا۔ "میں آج تم سب لوگوں کو جہنم کا دہانہ دکھانے لے جا رہا ہوں۔ اس لئے دخل مت دو۔"

"عمران۔!"

خاور نے پھر کہا مگر عمران نے اتنی تیزی سے اسٹیئرنگ گھمایا تھا کہ بوٹ گھومتے ہی اسکے علاوہ بقیہ تمام افراد لڑھک گئے۔ ایک لمحے کی بھی غفلت بوٹ کے ٹکڑے کر سکتی تھی۔

کچھ دیر بعد عمران نے بوٹ کنارے پر لگا کر روک دی۔ جس جگہ اس نے بوٹ روکی تھی۔ یہ گھنے جنگل کا ایک حصہ تھا۔ اور سمندر کا پانی یہاں ایک چھوٹی سی ندی کی شکل میں اندر تک چلا آیا تھا۔ بمشکل ھی بوٹ اس سے گذر کر یہاں تک پہونچی تھی۔ بعض جگہ درختوں کی شاخیں پانی کو چھو رھی تھیں اور ان کو بوٹ میں لیٹ کر گذرنا پڑا تھا۔

"آؤ۔ جلدی کرو۔" عمران نے کہا۔ "اس شب دیجور کے سگے والے یہاں بس پہونچتے ھی والے ہونگے۔"

"باس۔"

جوزف نے اچنبھا کہنا چاہا مگر عمران نے ہاتھ ھلا کر روک دیا۔ اب وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اسلحہ ان سب نے آپس میں تقسیم کر لیا

تھا۔ عمران کے ہاتھ میں بدستور ایٹمی آتشی گن تھی۔ آتشی ریوالور اس کی جیب میں تھا۔ بقیہ ریوالور انہوں نے تقسیم کر لیئے تھے۔ گنیں بھی بانٹ لی گئی تھیں اور اب وہ عمران کی سرکردگی میں بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔

"باس ——" جوزف نے عمران کے قریب چلتے ہوئے کہا۔ "میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔"

"اماوس کی رات کو کہیو۔" عمران نے بائیں طرف مڑتے ہوئے کہا۔ "تاکہ میں چیل کے انڈے سے ماس نکال کر تیری کھوپڑی پر مل سکوں ۔"

"باس ——" جوزف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "اس قسم کی باتیں کر کے آپ مجھے خوفزدہ کر رہے ہیں —— آپ نہیں جانتے یہاں پر آپ کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ اٹل ہو جائے گا ۔"

"کیوں —— ؟ کیا یہاں فرشتوں کی فوج ظفر موج رہتی ہے۔"

"نہیں باس ۔ اس جنگل پر چھپکلی کا سایہ ہے —— وہ خون مانگ رہی ہے ۔"

"ہشت ——"

عمران نے کہا۔

ابابیل کا سایہ ہوگا۔ تیری آنکھیں کمزور ہیں دھوپ کا چشمہ لگا یا کر۔"

"سچ کہہ رہا ہوں باس ۔ اس جنگلی کو دیکھ رہے ہو۔" اس نے اپنے ساتھ چلنے والے جنگلی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں —— کیا اسکے سر خاب کے پر لگ گئے ہیں ۔ ؟"

"نہیں باس — " وہ تیز لہجے میں بولا۔ " تم کو نہیں معلوم یہ آدم خور جنگلیوں میں سے ایک ہے — میں نے اس سے معلوم کر لیا ہے۔ یہ ایک پتھر کی دیوی کی پوجا کرتے ہیں۔ اس علاقے میں رہنے والے تمام جنگلی اس سیاہ فام عورت کے بت کی پوجا کرتے ہیں۔ جو دونوں میں سے کسی جزیرے پر ایک محل میں رکھا ہے۔"

"ابے وہ نفرتیبیا ہوگی۔"

"نہیں باس — اس نے خود کہا تھا کہ وہ سیاہ عورت کے پجاری ہیں یعنی بلیک وومن کے — اس کا کہنا ہے کہ وہ دیوی کبھی کبھی زندہ بھی ہو جاتی ہے اور ان سے باتیں کرنے لگتی ہے۔ جب سے اس دیوی نے زندہ ہونا شروع کیا ہے ہم لوگوں کی قسمتیں کھل گئی ہیں۔"

"پھوٹ گئی ہونگی —" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"نہیں باس — اس کا کہنا ہے کہ دیوی ان کے لئے کھانے پینے کی چیزیں مہیا کرتی ہے مثلاً پیلول جوان لوگوں کا من بھاتا کھاجا ہے —"

"ہونہہ — اور آگے بک —" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اس نے یہ بھی کہا تھا کہ دیوی نے ان لوگوں کو حکم دیا ہوا ہے کہ اگر اس علاقے میں کوئی اجنبی نظر آئے تو اسے پکڑ و اور کھا جاؤ۔"

"اس سے پوچھو۔" عمران نے کہا۔

"اس جزیرے پر رہنے والے جنگلی ان لوگوں پر حملے کیوں نہیں کرتے ہیں جو پکی عمارتوں میں رہتے ہیں۔"

"اچھا —"

جوزف نے وہی سب کچھ دوہرا دیا جو عمران نے کہا تھا۔ پھر جنگلی کی بات کو بغور سنکر عمران سے بولا۔

"پتہ نہیں — اس کا کہنا ہے کہ یہاں کچھ جنگلی ایسے بھی ہیں جو اس دیوی کے محل میں نہیں جاتے اور ان لوگوں کے اوپر حملہ کرتے رہتے ہیں۔"

"کیا اُن کا تعلق انکے قبیلے سے نہیں ہے —؟"

جوزف نے عمران کی بات جنگلی کی زبان میں اس سے کہی۔ پھر چند لمحے اسکی بات سنتا رہا۔ جنگلی بڑے جوش و خروش سے بول رہا تھا۔ عمران کو بس ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے روڑی کوٹنے کا انجن چل پڑا ہو۔

چند لمحے بعد جوزف عمران کی طرف مڑا اور بولا۔

"باس یہ کہتا ہے کہ وہ ہمارا مخالف قبیلہ ہے — لیکن چونکہ ان کی تعداد ہم سے کم ہے اس لئے کبھی کبھار چھپ چھپا کر وہ ان پر حملہ کر دیتے ہیں۔"

"کیا وہ تیسری نسل والی شب دیجور کی بچی کو نہیں پوجتے —؟"

"نہیں —!"

جوزف نے کچھ دیر بعد کہا۔

"اس کا کہنا ہے کہ مانتے تو وہ بھی اُسے ہیں — مگر آپس کی لڑائی کی وجہ سے انہوں نے دیوی کے محل میں آنا جانا بند کیا ہوا ہے۔"

"اِس سے پوچھو کہ جھگڑا کس بات پر ہوا تھا۔؟"

"عورت —" جوزف نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔۔!"

عمران خاموش ہو گیا ۔ وہ لوگ چلتے رہے ۔۔۔ چلتے رہے ۔ ہر آہٹ پر فائر کرنے کے لئے انگلیاں ٹریگروں پر جمی ہوئی تھیں اور نظریں چاروں طرف کھٹک رہی تھیں ۔!

جوزف عمران کے برابر ہی چل رہا تھا ۔

"او قادر جوشوا ۔۔" عمران نے جوزف کو مخاطب کیا اور وہ چونک پڑا ۔

"کیا بات ہے باس ۔"

اس نے شاید عمران کا جملہ نہیں سنا تھا ۔

"تم نے یہ سب جو لیا وغیرہ کو تو نہیں بتا دیا ۔؟"

"نہیں باس نہیں ۔۔" جوزف نے سر ہلایا ۔ میں اب اتنا بیوقوف بھی نہیں ہوں کہ کسی کو کچھ بتا دینا ۔"

"گڈ ۔۔"

عمران نے سر ہلایا ۔

"اسی خوشی میں اس سیاہ دیوی سے تیری شادی خانہ بربادی کرا دونگا فکر مت کرو ۔"

"کس سے ۔۔؟" جوزف نہ سمجھنے والے انداز میں بولا ۔

"اسی سیاہ عورت یعنی بلیک وومن سے جسکی خبر تو نے دی ہے ۔"

"نہیں باس ۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے ۔"

"کیوں نہیں کر سکتا ۔ کروں گا ۔ ضرور کروں گا ۔۔" عمران بڑبڑانے والے

والے انداز میں بولا۔

"اپنے آرام سے محل میں رہے گا۔۔۔ اور تجھے کیا چاہیئے۔۔

"نہیں باس۔۔۔ رحم کرو۔۔"

جوزف ساتھ چلتے ہوئے گڑگڑایا۔ اب وہ لوگ ایسے حصے میں تھے جہاں جنگل چھدرا تھا اور اس سے لگ کر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں دور تک چلی گئی تھیں۔ اور آگے جا کر وہ بلند پہاڑوں سے مل گئی تھیں۔

چند لمحے بعد وہ پہاڑی حصے کے ایک کٹاؤ میں داخل ہو رہے تھے۔ یہ کسی پگڈنڈی کی طرح مڑتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

وہ چلتے رہے .....

بیس منٹ کے بعد عمران نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ چند لمحے چاروں طرف دیکھتا رہا پھر انہیں اپنے عقب میں آنے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

کچھ دیر بعد وہ ایک غار کے دہانے پر تھے۔!

"چلے آؤ۔۔" عمران اندر داخل ہو کر بولا۔" یہ میری اور جولیا کی سسرال ہے۔ لہذا ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔۔"

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔" جولیا غرا کر بولی۔

"ہائیں۔۔۔"

عمران نے دیدے نچائے۔

"منہ توڑ دو گی تو پھر پیار کیسے کرو گی۔۔؟"

"شٹ اپ۔"

"میں زن بزیرہ نہیں ہوں۔"

"زن مرید۔" خاور نے تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"ہوگا کچھ۔ بس اب رک جاؤ۔"

وہ رک گئے۔ غار باہر سے جتنا چھوٹا نظر آرہا تھا اندر سے اتنا ہی بڑا اور کشادہ تھا۔ اس کا دوسرا سرا آگے بڑھ کر تاریکی میں غائب ہوگیا تھا۔ پتہ نہیں وہ کتنا گہرا اور لمبا چوڑا غار تھا۔

"عمران۔" جولیا نے کہا۔ "جانتے ہو ایکسٹو نے کیا کہا تھا۔؟"

"یہی کہا ہوگا کہ تمہاری شادی جوزف سے کرادی جائے۔"

"بکواس مت کرو۔"

جولیا نے بگڑ کر کہا۔

"ایکسٹو نے اطلاع دی تھی کہ ڈگلس اور صفدر دونوں پکڑے جاچکے ہیں ان کو چھڑانا اور..."

"اور ان کی شادی کرانی ہے۔ کیوں۔ ٹھیک ہے نا۔؟"

"نہیں سنتے تو نہ سہی۔"

جولیا نے کہا۔ ٹھیک اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور جولیا نے ٹرانسمیٹر نکال کر آن کردیا۔

"ہیلو جولیا۔" دوسری جانب سے ایکسٹو کی آواز ابھری۔

"یس باس۔" جولیا نے تیزی سے کہا۔

"تم لوگ جس غار میں اس وقت موجود ہو اس کا دوسرا سرا اس محل کی طرف نکلتا ہے جہاں برسہا برس سے ایک عورت کا مجسمہ نصب ہے، اس جگہ کے تمام جنگلی قبائل اُسے پوجتے ہیں۔ تم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ لینی ہے۔"

"میں سمجھی نہیں باس۔" جولیا ہکلا کر بولی۔

"عمران تم کو سب کچھ سمجھا دے گا۔ ویسے میرا خیال ہے شاہدہ مناسب رہے گی۔"

"بہت بہتر جناب۔" جولیا نے کہا۔ "لیکن کیا اس دیوی کی جگہ لینے کے بعد جنگلیوں کو اس تبدیلی کا احساس نہیں ہوگا۔؟"

"نہیں۔ عمران جانتا ہے کہ اُسے کیا کرنا ہے۔ بس تم لوگوں کو اسکے حکم پر عمل کرتے رہنا ہے۔"

"سر۔ آپ بھی ہمارے ساتھ رہیں گے۔"

"جولی۔" ایکسٹو کی سرد آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔ "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں ہر ہر قدم پر تم لوگوں کے ساتھ ہوں۔ اگر تمہاری طرف سے غافل ہوتا تو تم کو جنگلیوں سے بچانے کے لئے نعمانی اور جوزف کیسے پہونچ جاتے۔؟"

"م.... میں معافی چاہتی ہوں باس۔"

"سوچ سمجھکر بات کیا کرو۔" دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔!

O

O

عمران۔ نعمانی اور چوہان اس وقت ان چٹانوں میں چھپے ہوئے تھے جن کے دامن میں تھریسیا کے آدمیوں نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔

بڑی بڑی دیو پیکر مشینیں بڑی تیزی سے مصروف کار تھیں سیکڑوں آدمیوں کو انہوں نے مٹی کو گاڑیوں میں بھرتے دیکھا تھا جسے وہ دور لیجا کر پھینک آتی تھیں۔

جتنی دور تک ان لوگوں کی آمد و رفت تھی اس سے بھی دو دو فرلانگ دور سے خار دار تاروں کی باڑھ اس تمام ایریئے کو احاطے میں لیئے ہوئے تھی جس میں کام ہو رہا تھا۔ جس طرح تیل کے کنوؤں کے گرد بڑی بڑی ٹنکیاں بنی ہوئی ہوتی ہیں جن میں کنوؤں سے نکالا ہوا تیل اسٹاک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کی ٹنکیاں

یہاں بھی دور تک بنی ہوئی تھیں۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اُن پر براؤن رنگ کیا ہوا تھا اور وہ تکونی تھیں۔ ان ٹنکیوں کی تعداد پچیس سے کسی طرح کم نہیں تھی۔

جس جگہ مشینیں لگی ہوئی تھیں وہاں سے ٹنکیوں تک بڑے بڑے پائپ گئے ہوئے تھے۔ لیکن ٹنکیوں کے آس پاس انہیں کوئی مزدور نظر نہیں آیا تھا وہاں صرف سیاہ لباس والے ٹامی گنیں لیئے ٹہل رہے تھے۔

خاردار تاروں کی باڑھ کے ساتھ ساتھ چار چار کی ٹولیوں میں بٹے ہوئے سیاہ پوش وہاں کام کرنے والے اغوا شدہ افراد اور مزدوروں کی نگرانی کر رہے تھے۔ خود اسی پہاڑ پر جہاں وہ دو چٹانوں کے درمیان چھپے ہوئے تھے دو پہرے دار موجود تھے۔ ان میں سے ایک کے پاس بھاری مشین گن بھی تھی جس میں کارتوسوں کا پٹہ چڑھا ہوا تھا۔ دوسرا اس سے چند قدم کے فاصلے پر ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد اُٹھ کر چاروں سمتوں کا جائزہ لے لیا کرتا تھا۔ جس وقت عمران چوہان اور نعمانی کے ساتھ چھپتا چھپاتا وہاں پہونچا ہے اس وقت وہ لوگ چائے پی رہے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں فلاسک کپ تھا اور دوسرا اسکے ڈھکنے میں چائے پی رہا تھا۔

پھر وہ لوگ چائے ختم کر کے پہرہ دینے لگے تھے۔ دوربین والا کبھی کبھی سمندر کی جانب بھی دیکھ لیتا تھا۔ گویا اُسے کسی کی آمد کا انتظار تھا۔ دفعتاً نہ صرف وہ دونوں پہرے دار بلکہ عمران، چوہان اور نعمانی بھی چونک پڑے۔

عمارتوں سے سیاہ پوشوں کا ایک دستہ برآمد ہوا تھا۔ ان میں سے آگے چلنے والوں کے ہاتھوں میں بلڈ ہاؤنڈ کتوں کی زنجیریں تھیں۔ سیاہ پوش ہیں کے قریب تھے

اور ان کے ساتھ چھ کتے تھے۔ پھر وہ خاردار تاروں کے گیٹ سے باہر نکل آئے
اب ان کا رخ جنگل کی طرف تھا۔
"یہ بُرا ہوا۔" عمران بڑبڑایا۔ "یہ لوگ جلد ہی ان لوگوں کا پتہ لگالیں گے
اور پکڑ لیں گے۔"
"پھر۔؟" چوہان نے کہا۔ "ہمیں کسی طرح بھی ہو ان لوگوں کو بچانا ہے"
"ہاں۔!"
عمران نے سر ہلایا۔ پھر ان دونوں کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔
"تم لوگ یہاں رکو۔ پہرے داروں پر نظر رکھنا۔ میں ابھی آتا ہوں"
پھر وہ جواب کا انتظار کیے بغیر ہی رینگتا ہوا چٹان کی آڑ سے نکل
آیا تھا۔

اب وہ اسی طرح رینگتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اُس کا ارادہ یہی تھا
کہ وہ جولیا کو ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی حیثیت سے ان لوگوں کی آمد سے باخبر
کر دے گا تاکہ وہ اپنا بچاؤ کر سکیں۔

وہ رینگتا رہا۔

اب وہ اس پوزیشن میں تھا کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی پلٹ کر
اس طرف دیکھتا تو اس کا نظروں میں آجانا ناممکن نہیں تھا۔ وہ اُسے
آسانی سے مار لیتے۔ وہ بڑھتا رہا۔ اُسے بائیں جانب والی چٹان تک پہونچنا
تھا...!

دفعتاً اُس کا سانس حلق میں آ اٹکا۔ پہرے دار سیاہ پوشوں میں سے

ایک مڑا تھا۔

عمران اسی جگہ ساکت ہو کر رہ گیا۔ اس کا ذہن بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا۔

"ہالٹ ۔۔۔!"

دفعتاً پہرے دار کی آواز ابھری۔ وہ دیکھ لیا گیا تھا۔ پھر وہ دونوں ہی آتشی ریوالور نکالتے ہوئے اس کی طرف جھپٹے تھے۔!

O

○

بلیس سیاہ پوشوں کا قافلہ بڑی تیزی سے جنگل کی سمت بڑھ رہا تھا
وہ لوگ نصف دائرے کی شکل میں پھیل کر چل رہے تھے
ان سب ہی کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں اور وہ اس پوزیشن میں تھے
کہ ہر آہٹ پر فائر کرسکیں۔ جن سیاہ پوشوں کے ہاتھ میں بلڈ ہاؤنڈز کی زنجیریں
تھیں وہ بھی انہی کی طرح بٹ گئے تھے۔ نصف دائرے کے دونوں سروں
پر ایک ایک بلڈ ہاؤنڈ تھا۔ اور بقیہ درمیان میں چل رہے تھے۔
کتے بار بار زمین سونگھ کر فضا میں منہ اٹھا دیتے تھے۔ ان کے چلنے کا
انداز اس بات پر دال تھا کہ وہ کسی راہ پر نہیں لگ سکے ہیں۔ بس اپنے مالکوں کے
اشارے پر چل رہے ہیں۔

"بہت ہوشیاری کی ضرورت ہے۔" ان میں سے ایک نے جو ان سب کا لیڈر نظر آرہا تھا کہا۔
"وہ بڑے چالاک اور خطرناک لوگ ہیں۔"
"ان کی تعداد کتنی ہے باس۔؟" ان میں سے ایک نے پوچھا۔
"آٹھ۔ جن میں سے دو لڑکیاں ہیں۔"
"لڑکیاں۔"
ان میں سے ایک نے پہلے ٹھنڈی سانس لی پھر ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی بچے نے چاکلیٹ کا نام سن لیا ہو۔
"ہاں۔ کیوں۔؟"
لیڈر نظر آنے والے سیاہ پوش نے پوچھا۔
"اپنے دل میں کسی قسم کا غلط خیال مت لانا۔ دوسری صورت میں تمہاری موت کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہوگی۔"
"وہ لڑکیاں خونخوار تو نہیں ہیں۔؟"
"تم مردوں سے زیادہ چالاک ہیں۔"
"باس۔ یہ ہماری توہین ہے۔"
"مادام کے نزدیک ہم لوگ ان عورتوں سے بھی بدتر ہیں۔" لیڈر نے کہا تھا۔ "آج جو کچھ ہوا اس کا تم لوگوں کو اچھی طرح سے علم ہے۔"
"ہاں۔ مادام کو اتنا غضبناک آج سے پہلے شاید ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔"

"اسی سے اندازہ کر لو۔ جانتے ہو اس نے مجھے چلتے وقت کیا حکم دیا تھا۔؟"

لیڈر نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ان لوگوں نے انکار میں سر ہلا دیئے
لیڈر کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ پھر وہ بولا۔
"مادام نے کہا تھا اگر ان کو گرفتار نہ کیا جا سکے تو واپس مت آنا۔
سمندر میں تم جیسے ناکارہ افراد کے لئے کافی جگہ ہے۔"

"اوہ۔!"

وہ کچھ سوچنے لگا۔ چند لمحے خموشی رہی پھر وہ بولا تھا۔
"کیا آپ کو یقین ہے کہ ہم لوگ ان کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔؟"

"مادام نے ہم سے یہی کہا ہے کہ وہ اسی جنگل میں موجود ہیں۔"
"جنگل تو کافی وسیع ہے۔ ہم ان لوگوں کو کہاں کہاں ڈھونڈتے پھریں گے۔"

"ساحل پر پہونچکر ہمیں سب سے پہلے ایٹمی بوٹ تلاش کرنی ہے۔
اسکے بعد ہی ہم کو ان کا سراغ مل سکے گا۔"

"ایٹمی بوٹ۔"

وہ تحیر آمیز انداز میں بولا۔
"ایٹمی بوٹ ان لوگوں کے ہاتھ کیسے لگ گئی۔ وہ تو بڑی حفاظت سے رکھی جاتی ہیں۔؟"

"پتہ نہیں ۔۔۔" وہ سر ہلا کر بولا۔ "دوسرے جزیرے پر کچھ گڑبڑ ضرور ہوئی ہے ورنہ تو مادام اتنی غضبناک ہوتیں اور نہ ہی ایٹمی بوٹ ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ لگ سکتی ۔"

"کسی کی غداری کے بغیر بوٹ کا حاصل کرنا دشوار ہے ۔"

"ہاں ... کہتے تو تم ٹھیک ہی ہو ۔"

لیڈر نے کہا۔ چند لمحے سوچتا رہا۔ نظریں سامنے کی طرف لگی ہوئی تھیں اور قدم تیز تیز اٹھ رہے تھے ۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد وہ پھر بولا۔

"مادام کو انہی لوگوں کے ہاتھوں کئی مرتبہ شکست ہو چکی ہے ۔"

"اوہ ۔۔۔؟" وہ چونک کر بولا ۔ "کہیں یہ لوگ عمران اور اس کے ملک کی سیکرٹ سروس کے آدمی تو نہیں ہیں ۔۔۔؟"

"وہی ہیں ۔۔۔!"

لیڈر نے سر ہلایا۔

"تب پھر یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے مادام کی قید سے نہ صرف یہ کہ خود رہائی حاصل کی بلکہ پروفیسر ڈگلس کو بھی فرار کرایا تھا ۔"

"خیر وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے ۔۔۔ لیکن ۔۔۔"

اس کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا ۔ "شائیں" کی آواز کے ساتھ ایک تیر ان بیس سیاہ پوشوں میں سے ایک کے سینے پر آ کر لگا تھا ۔ پھر دو تین اور آئے تھے مگر اس وقت تک وہ پوزیشن سنبھال چکے تھے ۔ تیر ان کے عقب میں

درختوں اور جھاڑیوں سے ٹکرائے تھے۔

پھر تیسری مرتبہ انہوں نے جنگلیوں کو تیر چلانے کا موقعہ نہیں دیا تھا۔ بیک وقت چار پانچ ٹامی گنیں گرجی تھیں۔

دھپ۔ دھپ... چھ سات انسانی جسم درختوں سے نیچے آگرے وہ سب کے سب جنگلی تھے۔ آدم خور جنگلی۔ ان کے گلے میں انسانی ہڈیوں سے بنائی ہوئی مالائیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور چہروں پر مختلف رنگوں سے لکیریں کھنچی ہوئی تھیں!!

○

وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے۔!

"یہ آواز ۔۔" خاور نے چونک کر کہا۔ "میرے خیال سے ٹامی گن کی بھی ہوسکتی ہے۔"

"ہاں ۔۔" صدیقی نے سر ہلا دیا۔

"کہیں عمران وغیرہ کی مڈھ بھیڑ تھریسیا کے آدمیوں سے نہ ہو گئی ہو۔؟"

"ایسا ناممکن تو نہیں ہے ۔۔" خاور نے کہا۔ "ہمیں ہر امکانی خطرے کے پیش نظر ہوشیار رہنا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے ۔" جولیا نے کہا۔ "صدیقی تم اس طرف کے دہانے پر چلے

چلو۔ میں اور خاور دوسری طرف جاتے ہیں۔ بہت ہوشیاری کی ضرورت ہے
"ٹھیک ہے۔"
صدیقی نے کہا اور مشین گن سنبھالتا ہوا دہانے کی جانب بڑھ گیا۔ خاور اور
جولیا دوسری طرف بڑھے تھے۔
"اگر وہ تھریسیا کے آدمی ہوئے تو بالکل ہی بے آواز آئیں گے۔" جولیا اسکے
ساتھ چلتے ہوئے کہہ رہی تھی۔
"مجھے اس کا احساس ہے۔" خاور نے کہا۔ اسی لئے میں یہ سوچ رہا
ہوں کہ کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ تم دہانے پر رہو اور میں دہانے سے ہٹ کر اس
کے سامنے والی کسی چٹان پر مورچہ بند ہو جاتا ہوں اس طرح اگر وہ تعداد میں
زیادہ بھی ہوئے تب بھی ہمیں نہ گھیر سکیں گے۔"
"تجویز اچھی ہے۔ مگر اس میں ایک خطرہ ہے۔"
"وہ کیا۔؟"
"جنگلی۔ اس علاقے میں جنگلیوں کی کثرت ہے اگر وہ تھریسیا ہی کے
آدمی ہوئے اور ان کا ٹکراؤ جنگلیوں سے ہوا ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ وہاں
سے بھاگ کر اس طرف آ جائیں اور ہم سے اُلجھ پڑیں۔"
"بہرحال۔" خاور نے کہا۔" ہمیں ان کا منتظر رہنا ہے۔"
"بس تو تم اس سامنے والی چٹان کے عقب میں چلے جاؤ۔ اس طرح
میں تمہارا بھی خیال رکھ سکوں گی۔"
"ٹھیک ہے۔" خاور نے کہا اور چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا جولیا کی بتائی

چٹان کی طرف بڑھنے لگا

جولیا نے جس چٹان کی طرف اشارہ کیا تھا اسکے عقب میں پہاڑ کا حصہ کافی اونچائی تک چلا گیا تھا۔ اس طرح اگر کوئی خاور پر حملہ کرتا تو وہ اسے یہاں سے بیٹھے بیٹھے ختم کر سکتی تھی جبکہ دائیں طرف سے آنے والوں کو خاور سنبھال سکتا تھا اسکے بائیں جانب کا حصہ گہرائی میں تھا اور اس طرف سے کسی کے آنے کا امکان نہیں تھا۔

وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ سنبھل کر بیٹھ گئے۔ ہر آہٹ پر اُن کے کان لگے ہوئے تھے۔

یک بیک جولیا چونک پڑی۔ پھر اس نے ایک ہاتھ سے گن سنبھالی اور دوسرے سے ٹرانسمیٹر سنبھال لیا۔

"ہیلو۔ اٹ از جولیا۔"

"یس جولی۔"

دوسری طرف سے ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز اُبھری۔

"خاور اور صدیقی سے کہو وہ ہوشیار رہو جائیں۔ تقریباً بیس عدد سیاہ پوش چھ بلڈ ہاؤنڈز کے ہمراہ تم لوگوں کی تلاش میں جنگل میں پہونچ چکے ہیں۔"

"بہت بہتر جناب۔!" جولیا نے ایکسٹو کے خاموش ہونے پر کہا۔ ابھی کچھ دیر قبل ہم نے شامی کتوں کے گرجنے کی آوازیں سنی تھیں۔ میرا خیال ہے ان لوگوں کا ٹکراؤ عمران والی پارٹی سے ہو گیا ہے۔"

"کیوں ۔۔؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔ "کیا عمران تم لوگوں کے ساتھ نہیں ہے۔؟"

"جی نہیں ۔۔"

"وہ کہاں گیا۔۔؟"

"وہ اپنے ساتھ شاہدہ اور جوزف کو لیکر گیا تھا پھر دو گھنٹے بعد اس کی واپسی ہوئی تھی۔ لیکن واپس آنے کے بعد وہ فوراً ہی چوہان اور نعمانی کو لے کر چلا گیا تھا۔۔"

"مگر کہاں ۔۔؟"

"اس کا کہنا یہ تھا کہ وہ صفدر اور پروفیسر کو چھڑانے کے لیے اس جگہ کا جائزہ لینے جا رہا ہے جہاں لغتر سیبا کے آدمیوں نے پڑاؤ ڈال رکھا ہے ۔ اس کے بعد سے وہ اب تک نہیں پلٹے ۔"

"یہ کتنی دیر کا واقعہ ہے ۔؟"

"آپ کی کال آنے کے چند منٹ بعد وہ چلا گیا تھا۔ پھر...."

"اچھا جولی ٹھیک ہے ۔۔ میں اسے دیکھ لوں گا ۔ اب تم لوگ بہت ہوشیار رہو۔۔ وہ بید چالاک ہیں ہوا کی طرح دبے پاؤں وہ تم تک پہنچیں گے ۔۔ اس لئے ہلکی سی سرسراہٹ کو بھی، تم نظر انداز نہیں کرو گی۔ ورنہ گردن ہی کٹا بیٹھو گی ۔۔ سمجھیں ۔"

"سمجھ گئی باس ۔۔" جولیا نے کہا۔ "ویسے ٹامی گنوں کی آوازیں سنتے ہی ہم لوگ ہوشیار ہو گئے تھے ۔۔ اور اب تک مورچہ بند ہوتے بیٹھے ہیں ۔"

"گڈ — میں اسی لئے تمکو دوسروں پر فوقیت دیتا ہوں کہ تم اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ جاگتا ہوا ذہن رکھتی ہو۔"

"یہ سب کچھ آپ ہی سے سیکھا ہے جناب۔"

"اچھا خیر ... ٹھیک۔ سنو۔ تم لوگ اس وقت تک فائر نہیں کرو گے جب تک فائر کرنا ناگزیر نہ بن جائے — گھبرانے کی ضرورت نہیں — میں تم لوگوں کے قریب ہی رہوں گا — سمجھ گئیں۔"

"جی ہاں جناب اچھی طرح سمجھ گئی — ویسے میں خوفزدہ نہیں ہوں۔"

"مجھے یہی امید تھی۔" دوسری جانب سے آواز آئی۔ "صدیقی اور خاور کے کیا حال چال ہیں۔؟"

"وہ بھی اب اس ایڈونچر سے محظوظ ہو رہے ہیں جناب — خاور صدیقی سے زیادہ پھرتیلا اور چست و چالاک ہے۔"

"ٹھیک ہے — اور کچھ۔"

"جی ہاں — کیا میں شاہدہ کے بارے میں کچھ پوچھ سکتی ہوں۔" جولیا نے کہا۔ "اسے بلیک ووٹن کی جگہ دلانے میں ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔؟"

"نہیں سمجھیں —" ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔ "ذرا سا ذہن پر زور دو تو سب کچھ سمجھ میں آجائے گا۔"

"کیا آپ اس کے ذریعے جنگلیوں کو کنٹرول کریں گے۔؟"

"ہاں۔!"

"لیکن سر —" جولیا نے کہا۔ "شاہدہ ان کی زبان سے ناواقف ہے

ایسی صورت میں وہ ان لوگوں کو کس طرح کنٹرول کر سکے گی ۔"
"شاہدہ ہی نہیں ۔۔۔ جوزف کے علاوہ کوئی بھی ان کی زبان نہیں جانتا۔
مگر جولیا ۔۔۔ تم نے دیکھا ہی ہے کہ ایسے نازک موقعوں پر میں نے کس طرح سے
کام لیا ہے ۔"
"جی ہاں ۔۔۔" جولیا نے تیزی سے کہا تھا۔
"بس تو اس بار بھی تقریباً کتوں کی طرح بھنبھنی اور بلبلاتی پھرے گی
میرے علم میں آنے کے بعد یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ہمارے ملک کو نقصان پہونچا
سکے ۔"
"سمجھ گئی جناب۔ آپ نے شاہدہ کے ساتھ جوزف کو رکھا ہے ۔"
"ہاں ۔۔۔ اچھا بس ۔۔۔"
دوسری جانب سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ جولیا نے ٹرانسمیٹر
رکھ کر پھر گن سنبھال لی۔ اب وہ وادی میں جھانک رہی تھی۔ منگلیوں کی سیاہ
دیوی کا محل اُسے یہاں سے صاف نظر آ رہا تھا۔
دفعتاً غار میں کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز ابھری اور
وہ چونک پڑی۔ پھر بڑی پھرتی سے گن اٹھا کر غار کی دیوار سے چپک گئی۔
اب اسکے اور آنے والے کے درمیان ایک چٹان حائل تھی۔
آنے والا تنہا ہی تھا۔ اس لئے کہ وہ صرف ایک فرد کے قدموں
کی آوازیں تھیں۔
پھر وہ سامنے آ گیا۔ یہ صدیقی تھا۔ وہ تیزی سے غار کے

دہانے پر پہونچکر رک گیا۔

"کیا بات ہے صدیقی۔؟"

جولیا نے آڑ سے باہر نکلتے ہوئے پوچھا۔

"جولیا۔" صدیقی نے سانس درست کرتے ہوئے کہا۔ "وہ لوگ کافی تعداد میں ہیں اور ان کے ساتھ کتے بھی ہیں۔"

"مجھے کتوں اور ان سیاہ پوشوں کی تعداد کا علم ہے۔"

"تمہیں کیسے علم ہے۔ صدیقی نے جلدی سے کہا۔" کیا تم نے انہیں دیکھا ہے۔؟"

"نہیں۔!"

"پھر۔؟ تم کو کیسے پتہ کہ ان کے ساتھ کتے بھی ہیں۔"

"ایکسٹو۔ چند لمحے قبل ایکسٹو نے اس کے بارے میں اطلاع دی تھی اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ کتے ہیں۔ لیکن تم دہانہ چھوڑ کر کیسے آگئے اور ان کا رخ کس طرف ہے۔؟"

"وہ اسی طرف بڑھ رہے ہیں۔" صدیقی نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ وہ ہماری یہاں موجودگی سے تو آگاہ ہو چکے ہیں مگر اس بات سے لاعلم ہیں کہ ہم کہاں چھپے ہوئے ہیں۔"

"خیر۔ تم دہانے پر جاؤ اور خیال رکھو۔ ایکسٹو بھی قریب ہی کہیں موجود ہوگا۔"

"اوہ۔ ایکسٹو۔" صدیقی نے زیر لب کہا۔ چند لمحے سوچتا رہا پھر

تیسر تیز قدموں سے واپس لوٹ گیا ۔ جولیا دہانے کی طرف بڑھی تھی پھر وہ بڑی تیزی سے چٹان کی آڑ میں ہو گئی ۔

سامنے والی چٹان پر اُسے کسی کا سر نظر آیا تھا ۔ پھر پورا جسم سامنے آ گیا ۔ وہ ایک گٹھیلے جسم کا مالک تھا ۔ جولیا اس کا نشانہ لینے لگی ۔ لیکن فائر نہیں کیا ۔ وہ اس وقت کی منتظر تھی جبکہ وہ چٹان کے سرے تک آ جاتا اور اس بات کا احتمال ہوتا کہ وہ اوپر آ کر نقصان پہونچائے گا ۔

دفعتاً اُسے کسی کتّے کا سر دکھائی دیا ۔ وہ بڑی تیزی سے چٹان کے سرے تک پہونچا تھا ۔ مگر قبل اس کے کہ وہ خاور پر چھلانگ لگاتا ۔ جولیا کی گن کا ٹریگر دب گیا ۔ ریٹ ٹیٹ ۔ ریٹ ٹیٹ کی آواز کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ بھی ابھری تھی ۔

پھر ایک انسانی جسم چٹانوں پر لڑھکتا نظر آیا ۔ سلسلہ سب ! ساتھ ہی بلڈ ہاؤنڈز کا مردہ جسم بھی تھا ۔ اُس نے گن کا ٹریگر کھینچ دیا !!

سے زیادہ
ان لوگوں پر قابو

O

" مادام کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ تم لوگ بچ نہیں سکو گے۔"

" مجھے علم ہے کہ مادام کے ہاتھ لمبے ہیں۔" عمران مضحکہ خیز انداز میں گردن ہلاتے ہوئے بولا۔

" اتنے لمبے کہ وہ ایک جزیرے میں بیٹھ کر دوسرے جزیرے والوں کی گردن ناپ لیتی ہے۔"

" شٹ اپ۔ یو بلاڈ۔۔۔۔"

وہ مزید کچھ نہ کہہ سکا۔ عمران کے ہاتھ میں دبی گن کی نال اوپر اٹھ گئی تھی۔

" کہو۔ رک کیوں گئے پیارے۔" عمران چہکا۔۔۔ "نہیں کہتے تو چلو مڑ کر اسی سمت چلو جہاں سے آئے تھے۔"

پھر جیسے ہی وہ مڑے۔ عمران نے بڑی تیزی سے آتشی ریوالور نکالا اور فائر کر دیا۔ چشم زدن میں وہ دونوں دھواں بن کر فضا میں تحلیل ہو گئے۔

" یہ آپ نے کیا کیا۔؟" چوہان نے پوچھا۔

" پتہ نہیں۔" عمران نے احمقانہ انداز میں گردن ہلائی۔ "ان لوگوں پر قابو پانا ہے زیادہ لبادے پہن کر تم گن پر چلے جاؤ۔ میں آتا ہوں۔"

" ہونہہ۔"

انہوں نے سر ہلایا اور پلٹ پڑے۔ عمران کچھ دور آ کر رکا اور نگوٹی ٹرانسمیٹر پر جولیا سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ پھر اسے سیاہ پوشوں کی موجودگی سے باخبر کر کے اس نے بلیک زیرو سے رابطہ قائم کیا اور ٹرانسمیٹر

آف کر دیا۔

بلیک زیرو نے اُسے بس یہی رپورٹ دی تھی کہ یہاں سیاہ پوشوں کا جنگلیوں سے ٹکراؤ ہوا تھا اور اب وہ اس طرف بڑھ رہے ہیں جس طرف پہاڑی غار ہیں ۔ اور اُن میں جولیا خاور اور صدیقی موجود ہیں ۔

عمران اب مطمئن تھا کہ وہ ان سے نپٹ لیں گے ۔ اس کے ماتحتوں میں اتنی صلاحیت تو تھی ہی کہ وہ بیس افراد سے نپٹ سکیں ۔ بس ذرا سی حاضر دماغی کا کھیل تھا ۔

اب وہ اُسی طرف بڑھ رہا تھا جس طرف چوہان اور نعمانی تھے ۔ وہ دونوں اُسے گن کے پاس اُسی پوزیشن میں ملے تھے جس میں تقسیم سیا کے کچھ دیر قبل وہاں کھڑے ہوئے تھے ۔

" اے " عمران نے ایک چٹان کی آڑ میں ہو کر انہیں مخاطب کیا تھا ۔ چٹان کی آڑ تھی اور یہ بھی نہ لیئے لی تھی کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کام کرنے والے افراد یا محافظوں ان کا رخ کس طرح اُسے دیکھ لے ۔

" وہ اجی فرمائیے ۔ " چوہان نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا ۔

کہ وہ ہوا ۔ " ہمیں اندھیرا پھیلنے تک اسی طرح سے وقت گذارنا ہے ۔ اسکے کہ ہم کہ بندھی ہم کچھ کر سکیں گے ۔ "

" ٹھیک ہے ۔ "

کہہ چوہان نے سر ہلا دیا ۔ اور عمران اسی چٹان سے ٹک کر بیٹھ گیا ۔ اس کا ذہن خاور ، صدیقی اور جولیا میں اُلجھ کر رہ گیا تھا ۔ پتہ نہیں ان لوگوں کا کیا

حشر ہوا ہوگا جوان کو تلاش کرنے کے لئے گئے تھے۔

بلیک زیرو کی اطلاع کے مطابق ان بیس نقاب پوشوں کی جنگل کے اندر داخل ہوتے ہی جنگلیوں سے جھڑپ ہوئی تھی اس کے بعد وہ اس پہاڑی علاقے کی طرف بڑھنے لگے تھے جس کے ایک غار میں اسکے ماتحت چھپے ہوئے تھے

دفعتاً اُسے اشارہ موصول ہوا اور اس نے انگوٹھی ٹرانسمیٹر کے نگینے کو پُش کرتے ہوئے کان کے قریب کر لیا۔

"ہیلو۔ ایکسٹو۔ ایکسٹو۔ اٹ از بلیک زیرو سر۔"

دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تھی۔

"ہاں بلیک زیرو۔ کیا بات ہے۔؟" عمران نے اُس سے پوچھا تھا۔

"جولیا۔ صدیقی اور خاور کی سیاہ پوشوں سے جھڑپ جاری ہے جناب! ان میں سے کئی ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔"

"بس۔؟"

"بتا رہا ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "ہمیں کتوں کی وجہ سے زیادہ دشواری پیش آرہی ہے۔ انکے ساتھ کتے نہ ہوتے تو اب تک اُن پر قابو پا لیا جاتا اور وہ فرار پر مجبور ہو جاتے۔"

"گرینیڈ استعمال کرو۔" عمران نے کہا۔ "جولیا اور خاور وغیرہ کے پاس کافی تعداد میں گرینیڈ موجود ہیں۔"

"لیکن جناب۔ اُن کے دھماکے دور دور تک سُنے جائیں گے۔"

"بلیک زیرو۔" عمران غرایا۔ "کیا آج کل تم نے بھنگ پینی شروع کر دی

ہے ۔؟"

"ن ن... نہیں جناب ۔ یہ خیال آپ کو کیسے آیا ۔؟"

"بہکی بہکی باتیں جو کرنے لگے ہو ۔" عمران نے اسی لہجے میں کہا: کیا تم سمجھتے ہو کہ گنوں کی آوازیں دور دور تک نہیں سُنی گئی ہونگی ۔؟"

"جی ۔۔" بلیک زیرو صرف اتنا ہی کہہ سکا ۔

"اُن سے کہو کہ وہ گرینڈ استعمال کریں ۔ اور تم بھی ان کے عقب سے اُن پر حملہ کرو ۔ دو طرفہ حملہ ۔"

"میں سمجھ گیا جناب ۔" بلیک زیرو نے کہا ۔ ایک اطلاع اور ہے ۔"

"کہتے رہو ۔"

"محل میں اس وقت ڈیڑھ سو کے قریب جنگلی جمع ہیں ۔"

"کیوں ۔؟"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ ان کی آمد کا کیا مقصد ہے ۔" بلیک زیرو نے کہا ۔ اتنا بھی موقع نہیں ہے کہ میں جوزف سے مل سکوں ۔"

"تہخانے کے راستے داخل ہونے کی کوشش کرو ۔"

"بہت بہتر ۔"

"اس کے بعد ہی مجھے اطلاع دینا ۔ سمجھ گئے ۔"

"جی ہاں... اچھی طرح سمجھ گیا جناب ۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کیا اور اُٹھ کھڑا ہوا ۔ ٹھیک اسی لمحے اسے چوہان کی "ہش ہش" کی آوازیں سنائی دی تھیں ۔ وہ مڑا ۔ چوہان نیچے

اس راستے کی طرف دیکھ رہا تھا جس پر سے چڑھ کر یہاں تک پہنچا جاسکتا تھا۔!

عمران چٹان کے عقب سے گھوم کر سامنے کی جانب آگیا۔ اب وہ اس راستے پر بڑھنے والے ان چھ سیاہ پوشوں کو دیکھ سکتا تھا جو تیزی سے اوپر چڑھتے چلے آرہے تھے۔

اس نے آٹو میٹک ریوالور نکال لیا۔

ان چھ سیاہ پوشوں کا اس وقت اوپر آنکلنا بلا علت نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن پھر وہ ہوا جس کی اسے توقع بھی نہیں تھی۔ خاردار تاروں کے احاطے کے اندر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز ابھری تھی۔ جس کو سن کر بھی وہ واپس پلٹ گئے تھے۔!

O

ایسے قریشی کے سیکرٹ سروس کے

سابقہ شمارے

سیون گولڈن مین

موت جھپٹتی ہے

وارنٹ آفیسر

○

اِس مرتبہ خاور کی گن بھی گرجی تھی۔!

اور پھر بیشمار دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازوں نے جولیا کو یقین دلا دیا کہ وہ پوری طرح گھیرے میں آچکے ہیں۔ غار کے دوسرے سرے سے بھی سنائی دینے والی آوازیں بھی یہی ثابت کر رہی تھیں کہ اس طرف بھی حملہ آور موجود ہیں۔ اسکی گن اب خاموش تھی۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں بھی یکلخت رک گئی تھیں البتہ کبھی کبھی کسی کتے کے بھونکنے کی آواز ضرور سنائی دے جاتی تھی۔

جولیا سامنے کے رخ نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ انہوں نے جس انداز میں مورچہ بندی کی تھی وہ ایسی ہی تھی کہ تینوں طرف سے آنے والوں کی خبر لی جا سکتی تھی چوتھی طرف ڈھلوان تھی اور اس طرف سے کسی حملے کا خطرہ نہیں تھا۔ دفعتاً جولیا

ہو گئی۔ پھر وہ آڑ میں ہو گئی۔

اب وہ بائیں سمت نظر آنے والے فرد کا اچھی طرح سے جائزہ لے سکتی تھی۔

وہ دو تھے ان کے ساتھ ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا کتا بھی تھا جو انہی کی طرح چٹان سے چپکا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ نہ تہیں خاور کی نظر ان پر پڑی تھی یا نہیں۔ وہ منتظر رہی کہ کب وہ زد پر آتے ہیں۔ اس وقت وہ جس جگہ تھے وہاں سے وہ ان پر صحیح نشانہ نہیں لے سکتی تھی۔ ایک ابھری ہوئی چٹان حائل تھی۔ اب اگر وہ فائر کرتی تو وہ دونوں لیٹ کر چٹان کی آڑ میں ہو جاتے اس طرح یہ بھی ممکن تھا کہ دوسرے نہ صرف ہوشیار ہو جاتے بلکہ وہ اس کی پوزیشن سے بھی واقف ہو جاتے۔! اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔

اگر حملہ آوروں کو یہ احساس ہو جاتا کہ ان کی تعداد تین ہے تو یقیناً وہ شیر ہو جاتے۔ وہ قریب آتے جا رہے تھے.....

جولیا کا دل دھڑکنے لگا۔ رفتار تیز ہو گئی۔

اب ان دونوں کے داہنے ہاتھ پر کچھ فاصلے پر اُسے تین سیاہ پوش اور نظر آئے تھے ان کے ساتھ دو کتے تھے اور وہ آہستہ آہستہ اس طرف بڑھ رہے تھے۔ پھر اس چٹان پر بھی ایک سر نظر آیا جہاں سے کچھ دیر قبل ایک سیاہ پوش اور ایک کتے کو وہ شکار کر چکی تھی۔

"گویا گھیرے میں لیئے جانے کے بعد اب وہ اپنا دائرہ تنگ کر رہے ہیں۔" جولیا نے سوچا۔ پھر اُس کی انگلی گن کے ٹریگر پر دب گئی۔ ٹھیک

اسی لمحے اس نے خاور کی گن کا قہقہہ بھی سنا تھا۔

"دھپ... دھپ..."

دو انسانی جسم اُس کے سامنے ایک چٹان پر گرے اور پھر لڑھکتے چلے گئے پھر ایک اور گرا۔ پھر ایک اور۔

خاور کی گن برابر قہقہے لگا رہی تھی اور اس کے غار کے دہانے کے اوپر سے پتھروں کے ٹکڑے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ خود اس کی گن کے دہانے سے بھی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔

وہ سامنے والی چٹانوں کو کور کئے ہوتے تھے۔ پہلے جس جگہ اس نے ایک سیاہ پوش اور کتے کو شکار کیا تھا وہاں نظر آنے والا سیاہ پوش اب نظر نہیں آ رہا تھا۔ پتہ نہیں وہ ختم ہو گیا تھا یا گولیوں کی بوچھاڑ نے اُسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

بہرحال جو کچھ بھی تھا اب وہ صرف سامنے کی طرف نظر آنے والے سیاہ پوشوں اور تین کتوں سے الجھی ہوئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ دو سیاہ پوش اور ایک کتے کو اس نے پہلے ہی مرحلے میں ختم کر دیا ہے۔ بقیہ کے لئے وہ یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتی تھی کہ آیا ان میں سے کوئی ختم ہو گیا یا محض زخمی ہوا ہے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ صحیح سلامت ہوتے۔ اس نے گن کے ٹریگر سے دباؤ ہٹا دیا۔ دہانے سے پھوٹتی ہوئی چنگاریاں ختم ہو گئیں۔ خاور کی گن اب بھی قہقہے لگا رہی تھی۔ دوسری جانب حملہ آوروں کی طرف سے بھی فائرنگ ہو رہی تھی۔ لیکن ابھی تک کوئی گولی غار کے اس حصے میں نہیں آئی تھی۔ پتہ نہیں نشانہ غلط لگ رہا تھا یا وہ

اس طرف فائر بھی نہیں کر رہے تھے۔

یک بیک وہ چونک پڑی۔

سارے جسم کے مساموں نے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ اگل دیا۔ وہ سکتے کی سی حالت میں تھی لیکن یہ پوزیشن ایک سیکنڈ سے زیادہ نہیں رہی۔

دوسرے ہی سیکنڈ میں وہ بیٹھی تھی۔ پھر اس نے غار میں آ کر گرنے والی سیاہ سی چیز کو اٹھایا اور اس طرف اچھال دیا جس طرف وہ تین سیاہ پوش نظر آئے تھے۔

صرف دو سیکنڈ کے وقفے کے بعد دھماکہ ہوا تھا۔ پتھروں کے کئی ٹکڑے اس طرف بھی آئے تھے مگر وہ ان کی زد سے محفوظ تھی۔ گنیں پھر قہقہے لگانے لگی تھیں۔ پے در پے دھماکے بھی ہو رہے تھے۔

جولیا کا زور اب صرف سامنے والی چٹان کے اوپری حصے کی طرف تھا اسی طرف سے کسی نے دستی بم اس طرف پھینکا تھا۔

اگر وہ بم پھٹ جاتا تو۔۔۔؟

انجام سوچتے ہی جولیا کانپ کر رہ جاتی۔ اب وہ خود حیران تھی کہ اتنی تیزی اور ہمت اس میں کہاں سے آ گئی تھی کہ اس نے بم اٹھا کر پھینک دیا تھا۔ صرف دو سیکنڈ کی اور دیر ہو جاتی تو وہ بم پھٹ جاتا اور اسکے ساتھ ہی اس کے بھی چیتھڑے اڑ کر رہ جاتے۔

دفعتاً کوئی سیاہ سی چیز اُسے چٹان پر سے اچھلتی نظر آئی اور اس نے گن کی نال اٹھا دی۔ دوسرے ہی لمحے فضا میں دھماکہ ہوا اور گویا

وہاں آگ سی برس گئی۔
وہ کوئی دستی بم بھی تھا جو اس پر پھینکا گیا تھا اور جسے گولیوں نے آدھے راستے میں فضا ہی میں پھاڑ دیا تھا۔ اِس مرتبہ اُس نے گن کا ٹریگر دبایا تو دبا ہی رہنے دیا۔
میگزین تیزی سے ختم ہو رہا تھا۔ ٹریگر پر اس کی انگلی کا دباؤ کم ہوا اور پھر اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔ ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔ وہ سنگلاخ دیوار سے لگ گئی۔
"ایکسٹو ـــ" دوسری جانب سے ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔
"جولیا ـــ تم خوفزدہ تو نہیں ہو ـــ؟"
"نہیں جناب ـــ میں خوفزدہ نہیں ہوں۔
"ان لوگوں کی تعداد تیزی سے کم ہوتی جارہی ہے ـ خاور اور صدیقی بھی اچھے جا رہے ہیں ـ"
"یس سر ـــ لیکن ہمیں ان کے بموں سے خطرہ ہے ابھی ایک بم اندر آگرا تھا ـ"
جولیا نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔
"اگر ایک لمحہ کی بھی دیر ہو جاتی تو میرا خاتمہ بھی ہو جاتا ـ"
"بہت خوب ـــ" ایکسٹو کی آواز ابھری ـ "میں اپنے ماتحتوں کو اسی طرح چست چالاک اور پھرتیلا دیکھنا چاہتا ہوں ـ اچھا سنو ـ اب تم لوگ بھی ہینڈ گرنیڈ استعمال کر سکتے ہو ـ ان لوگوں کو جلد پسپا ہو جانا چاہیئے۔

"کوئی خاص بات جناب ۔۔؟"

"ہاں۔ اس بات کا خطرہ ہے کہ تھریسیا کے دوسرے آدمی نہ اس طرف آجائیں۔ اگر انہیں کمک مل گئی تو پھر کچھ نہیں ہو سکے گا ۔۔"

"گرینیڈ استعمال کر کے کیا ہم ان کو پسپا کر سکیں گے ۔۔؟"

"ہاں ۔۔ وہ لوگ اب تک یہی سمجھ رہے ہیں کہ تمہارے پاس گرینیڈ نہیں ہیں ۔ انہیں اس کا احساس ہو جانا چاہیئے ۔"

"بہت بہتر جناب ۔۔ لیکن خاور مجھ سے فاصلے پر ہے ہیں اس کو اس کے بارے میں کس طرح بتا سکتی ہوں ۔"

"کسی بھی طرح بتاؤ ۔۔ یہ بیحد ضروری ہے ۔ بلکہ ایسا کرو کہ تم گرینیڈ استعمال کرو وہ خود ہی سمجھ جائیں گے ۔۔"

"ہاں ۔۔ یہ ممکن ہے سر ۔۔۔ میں ایسا ہی کروں گی ۔"

"گڈ ۔۔ میں بھی قریب ہی موجود ہوں اور کچھ دیر بعد عمران وغیرہ بھی تم سے آملیں گے ۔۔"

"ہمارے لئے اتنا ہی احساس کافی ہے جناب کہ آپ خود ہمارے قریب موجود ہیں ۔۔ اور بس ۔۔"

دوسری طرف سے ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ جولیا نے ٹرانسمیٹر رکھ دیا۔ اس دوران بھی جبکہ وہ ایکسٹو سے گفت و شنید کر رہی تھی اس کی توجہ سامنے کی چٹانوں سے نہیں ہٹی تھی۔ ٹرانسمیٹر رکھنے کے بعد اس نے تھیلے میں سے گرینیڈ نکالے اور ان میں سے ایک کو منہ سے

پکڑ لیا۔ پھر ایک ھی جھٹکے سے اس کی پن نکالی اور گرینیڈ سامنے کی طرف اچھال دیا پھر دوسرا بھی پھینکا۔

یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے۔ دو دفعہ پہاڑیاں لرزیں اور سناٹا چھا گیا۔ ٹھیک اسی لمحے جولیا نے صدیقی کے قدموں کی آہٹیں سنی تھیں۔

"کیا بات ہے ۔۔۔؟" جولیا نے اسکے نظر آتے ھی پوچھا تھا۔

"اس طرف ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہے۔ میں اکیلا انہیں نہیں روک سکوں گا۔ خاور کہاں ہے۔؟"

"وہ دوسری طرف ہے" جولیا غرائی۔ "تم نے وہاں سے ہٹ کر حماقت کی ہے۔ اب تک وہ دہانے پر قابض ہو چکے ہونگے۔"

"ایسا ممکن نہیں ہے۔"

صدیقی نے کہا۔

"میں گن کو پتھروں کے درمیان اس طرح چھوڑ آیا ہوں کہ دیکھنے والے دھوکہ کھا جائیں۔"

"ہونہہ۔" جولیا نے سر ہلایا۔ "تم گرینیڈ لے جاؤ۔ چند لمحے کے اندر اندر ان لوگوں کو پسپا ہو جانا چاہیئے۔ ایکسٹو کا حکم ہے۔"

"کوشش کی جائے گی۔ مگر امید کم ہے اسلئے کہ اب تک انکے دوسرے ساتھیوں کو اطلاع مل چکی ہوگی۔"

"اسی لئے ایکسٹو کا حکم ہے کہ انکے یہاں پہونچنے سے قبل ھی ان لوگوں کو

ختم کر دیا جائے۔"

"اس کی ایک صورت ہو سکتی ہے۔"

"وہ کیا ۔۔؟"

"میں غار کے باہر نکل جاؤں اور ان کی پوزیشنوں پر حملہ کر دوں ۔۔؟"

"یہ خطرناک ہے ۔۔ اس طرح تم ان کا نشانہ بن سکتے ہو۔"

"دوسرا طریقہ ممکن نہیں ۔۔"

"کوشش کرو ۔۔"

چڑیا نے کہا۔ صدیقی چند سیکنڈ کچھ سوچتا رہا۔ پھر تیزی سے تیم ڈوٹنے والے انداز میں دہانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اپنے ساتھ گرینڈ بھی لیگیا تھا۔ وہ اب پھر دہانے کے باہر پھیلی ہوئی ویرانی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اب اس طرف فائرنگ کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

پتہ نہیں وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے تھے یا کوئی پلان بنا رہے تھے۔ وہ سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے ہوشیار سی بیٹھی تھی۔ دفعتاً اُسے غفاور نظر آیا۔ جو بڑی تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ پھر اس نے اُسے منہ کے بل گرتے دیکھا۔ اس کے بعد کیا ہوا ۔۔ وہ خود بھی نہ دیکھ سکی۔

وہ دھماکہ ہی اتنا شدید تھا۔

آس پاس کی تمام پہاڑیاں لرز کر رہ گئی تھیں۔ اعصاب ابھی تک قابو میں نہیں آئے تھے۔ اس نے غفاور کو دیکھا۔ جو اُٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یک بیک چاروں طرف کی پہاڑیاں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازوں سے

گونجنے لگیں۔
پھر اُس نے کسی کو خاور پر چھلانگ لگاتے دیکھا اسی لمحے اس کی انگلی ٹریگر پر دب گئی۔ نہ صرف دب گئی بلکہ اس نے گن کو دونوں سمت گھما بھی دیا۔ سامنے نظر آنے والے اور خاور پر چھلانگ لگانے والا اپنے ہی خون میں نہائے سنگلاخ زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے
خاور اتنی دیر میں سنبھل چکا تھا۔ اس نے اُٹھنے سے قبل دو گرینیڈ نکال کر پن ہٹا کر اس غار کے اوپر اچھالے تھے جس کے دہانے کے اندر وہ بیٹھی ہوئی تھی۔
غار ایک مرتبہ پھر لرزتا محسوس ہوا تھا۔ اور اسکے بعد سناٹا چھا گیا
خاور اب اس تک پہونچ چکا تھا۔
"آؤ ۔۔ ہمیں اب یہاں سے نکل چلنا چاہیئے۔۔" خاور کہہ رہا تھا۔ اب اس طرف ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔۔"
"لیکن صدیقی ۔۔"
خاور چند لمحے دوسری طرف سے آنے والی آوازیں سنتا رہا پھر پُرخیال انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولا تھا۔
"ہم اوپر سے چلتے ہیں اس صورت میں صدیقی کی مدد کی جا سکتی ہے کیونکہ نائرنگ کا ذور ٹیاں رہا ہے کہ وہ کتنے ہیں اور صدیقی پر بھاری پڑتے جا رہے ہیں۔"
"ٹھیک ہے ۔۔" جولیا نے کہا اور خاور کے ساتھ چل پڑی۔

گرینیڈوں سے بھرا ہوا تھیلا اب بھی اس نے کاندھے سے لٹکایا ہوا تھا۔
خاور نے اس سے ٹھیک ہی کہا تھا۔ وہ غار میں رہ کر صدیقی پاس جا کر اس کی مدد کرنا چاہتے تو وہ خود بھی گھر سکتے تھے جبکہ غار سے نکل کر وہ چٹانوں کا چکر کاٹ کر حملہ آوروں کے سروں پر پہونچ سکتے تھے۔!

چڑھائی دشوار گذار ضرور تھی مگر ناممکن نہیں تھی۔ وہ آسانی سے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ اُبھرے ہوئے پتھر چڑھنے میں معاون ثابت ہو رہے تھے۔ اندازے سے اس جگہ پہونچکر وہ زمین پر لیٹ گئے جہاں آگے بڑھکر وہ غار کے دوسرے دہانے کے اوپر پہونچ سکتے تھے۔ سب سے پہلے خاور نے سر نکال کر دوسری طرف دیکھا تھا۔

نشیب میں آٹھ دس سیاہ پوش تین کتوں کے ساتھ مختلف پتھروں کی آڑ لیئے دہانے کی طرف فائر کر رہے تھے۔

سب سے نیچے ڈھلوان پر ایک سیاہ پوش بڑی سی چٹان کی آڑ لیکر گرینیڈ تھیلے سے نکال نکال کر رکھ رہا ہے۔ خاور نے اشارہ کیا اور جولیا رینگتی ہوئی اسکے قریب چلی آئی۔

اب وہ دونوں ان کو دیکھ رہے تھے!

"ہم انہیں آسانی سے نشانہ لے سکتے ہیں۔"

جولیا نے سرگوشی کی۔

"ہاں۔۔۔ تم اس طرف والوں کو ٹارگٹ بنانا اور میں

اس طرف والوں کو۔"

"ٹھیک ہے۔" جولیا نے کہا۔ "شروع ہو جاؤ۔ ان میں سے کئی میری گن کی زد پر ہیں اور غفلت میں ان کو مار لینا زیادہ مشکل نہیں۔"

"ٹھہرو۔" خاور نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ابھی نہیں۔ جب میں فائر کروں تب تم بھی کرنا۔"

"کیوں۔؟"

جولیا نے سرگوشی میں پوچھا تھا۔

"بس دیکھتی رہو۔"

خاور نے کہا اور اس سیاہ پوش پر نظریں جما دیں جو گرینڈ نکال کر جمع کر رہا تھا۔ اب وہ اس وقت کا منتظر تھا جبکہ وہ گرینڈوں کے پھینکنے کے لئے تیار ہوتا۔ خاور کے لئے وہ موقع کارآمد ہو سکتا تھا جبکہ وہ گرینڈ سے پن نکال کر اسے اس طرف پھینکنا چاہتا۔

اس نے اپنی گن کی نال کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔ جولیا شاید اس کا مطلب سمجھ گئی تھی۔ اسی لئے اس کی نگاہ بھی اب اسی سیاہ پوش پر جمی ہوئی تھی۔ پھر جیسے ہی اس نے گرینڈ کی پن دانتوں سے پکڑ کر کھینچی خاور کی انگلی نے ٹریگر دبا دیا۔

ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ایک چیخ فضا میں ابھری تھی۔ پھر ایک دھماکہ ہوا۔ پہاڑیاں لرزنے لگیں۔ پھر بیک وقت تین چار دھماکے ہوئے تھے خاور اور جولیا کی گنیں برابر آگ اگل رہی تھیں۔ اور نیچے دھماکوں سے ٹوٹنے والی

چٹانوں کے ساتھ ہی کئی انسانی جسم بھی ڈھلوان پر لڑھک رہے تھے۔

چند ہی لمحے میں وہاں نظر آنے والے سیاہ پوشوں میں سے بیشتر خاک و خون میں لوٹ گئے۔ دو ایک جو باقی تھے ان کی پوزیشن ایسی ہی تھی کہ اُن کو گزند نہ پہونچ سکتا تھا۔ وہ اس جگہ سے بھی دور تھے جہاں خاور کی گن سے نکلی ہوئی گولیوں سے مرنے والے سیاہ پوش کے ہاتھ سے گرنے والے بم کے دھماکے نے دوسرے بموں کو بھی دھماکے سے اڑا دیا تھا۔ اور جن کے پھٹنے سے پیدا ہونے والی آگ اور لرزش نے کئی سیاہ پوشوں کو جھلس دیا تھا اور کئی چٹانیں توڑ ڈالی تھیں۔

"جولیا — میں ان کو سنبھالتا ہوں — تم گرینیڈ پھینکو —"

خاور نے تیزی سے کہا — اور جولیا سر ہلا کر کچھ نیچے کھسک گئی۔ پھر اس نے دو تین گرینیڈ نکال کر ان بچ رہنے والے سیاہ پوشوں کی پوزیشنوں پر پھینکے تھے۔

ایک کے جسم کے فضا میں پرخچے اڑتے انہوں نے دیکھے بقیہ میں سے ایک دھماکے سے لڑھکنے والی چٹان کے نیچے پس کر رہ گیا۔ تیسرے نے خود ہی ڈھلوان پر سے چھلانگ لگا دی تھی۔

"آؤ — !"

خاور نے کہا اور وہ نیچے اترنے کے لئے راستہ تلاش کرنے لگے۔ خاور اور جولیا کے نیچے پہونچنے سے قبل ہی صدیقی غار سے باہر نکل آیا تھا۔ اس کے ایک بازو سے خون بہہ رہا تھا۔ لیکن چہرے پر تھکن یا تکلیف کے آثار نہیں تھے۔ بس تینوں کے چہرے دیکھ کر یہ محسوس ہوتا تھا جیسے وہ انسان نہ ہوں پتھر کے

مجسمے ہوں جن کے لئے خوشی یا غم مہمل سی چیز ہیں۔ زمانے کا سرد و گرم بھی ان کے نقوش میں فرق نہ ڈال پاتا ہو۔ سُتے ہوئے چہرے لئے وہ ان لاشوں کو گھور رہے تھے جو ان کے آس پاس پڑی تھیں۔ اور جن میں سے بہت سی صحیح سلامت نہیں تھیں۔ ان کے اعضاء یہاں سے ڈھلوان تک بکھرے پڑے تھے۔

جولیا نے ایک طویل سانس لی اور چٹان سے کمر ٹکا دی۔ چہرے پر اب بھی تاثرات نہیں تھے اور وہ ویران ویران نگاہوں سے دور تک بکھرے ہوئے انسانی اعضاء کو گھور رہی تھی۔

○

○

تینوں اڑن طشتریاں جا چکی تھیں اور اب آخری اڑن طشتری پرواز کے لیے تیار تھی۔ خاردار تاروں کا احاطہ تیز قسم کی روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ خس و خاشاک میں ڈوبی ہوئی ایک سوئی بھی تلاش کی جا سکتی تھی۔ کئی سرچ لائیٹوں کی روشنیاں چٹانوں پر چکرا رہی تھیں۔ چپے چپے پر سیاہ پوش پھیلے ہوئے تھے۔ انہیں اپنے ان دو گمشدہ ساتھیوں کی تلاش تھی جو گن کے پاس سے غائب ہو گئے تھے۔۔!

اندھیرا پھیلنے سے قبل تیز قسم کی سیٹی کی آواز ابھری تھی جسے سُن کر عمران نے پہلے تو یہی سمجھا تھا کہ شاید ان کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے۔ مگر پھر جب اس نے مشینوں پر کام کرنے والے مزدوروں اور عمارتوں میں مصروف کار

رہنے والے افراد کو نکل نکل کر قطاروں میں کھڑے ہوتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ اب وہ لوگ واپس جانے والے ہیں اسی لئے قطاروں میں کھڑے ہو رہے ہیں تاکہ چیکنگ کے بعد روانگی عمل میں آسکے۔

اس کا خیال درست ہی نکلا تھا۔

چیکنگ کے بعد وہ ایک ایک کر کے اڑن طشتریوں میں سوار ہوئے اور اڑن طشتریاں واپس تاریک جزیرے کی طرف لوٹ گئیں۔ پھر اس نے سیاہ پوش محافظوں کو قطاروں میں کھڑے ہوتے دیکھا اور فوراً ہی خطرے کا احساس ذہن میں ابھر آیا۔

اس نے چوہان اور نعمانی کو اشارہ کیا کہ وہ گن کے پاس سے ہٹ آئیں۔

اس کا خیال یہی تھا کہ جیسے ہی اُن کو اس بات کا علم ہوگا کہ دو سیاہ پوش کم ہیں وہ ان کی تلاش شروع کر دیں گے۔

اس کے کہنے پر گن بھی اسی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ ویسے بھی وہ اس بھاری مشین گن کو کہاں کہاں لیئے پھرتے۔

وہ سیاہ پوشوں پر نظریں جمائے کھڑے رہے۔ پھر اس نے ان میں کھلبلی سی پڑتے دیکھی وہ تیزی سے عمارت کی طرف دوڑ رہے تھے!

پھر چند ہی لمحے بعد خاردار تاروں سے گھری ہوئی جگہ سرچ لائیٹوں کی روشنیوں سے جگمگا رہی تھی۔ کچھ دیر وہ احاطے میں دوڑتے

بھاگتے رہتے تھے۔ پھر ان کا رخ گیٹ کی جانب ہو گیا تھا۔

ان کو یہ سمجھنے میں ذرّہ بھر بھی دشواری نہ ہوئی کہ وہ لوگ اب پہاڑ اور اسکے گرد و نواح میں ان دونوں کو تلاش کریں گے۔ بڑی جلدی میں انہیں چھپنے کے لئے جگہ تلاش کرنی پڑی تھی۔

یہ دو چٹانوں کا درمیانی حصّہ تھا۔ یہاں ان کی کمر کی جانب گہری ڈھلوان تھی۔ دائیں بائیں چٹانیں، اور سامنے کی جانب ٹیڑھا سا راستہ جس میں سے بمشکل ایک آدمی آڑا ہو کر گذر سکتا تھا۔

یہ اتفاق ہی تھا کہ عمران دن میں اس جگہ کو دیکھ چکا تھا۔

سارا دن اُس نے اِن پہاڑیوں میں گذرا تھا۔ اور اس وقت یہ معلومات کام آگئی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد انہوں نے چاروں طرف بھاری بھاری قدموں کی آواز سنی تھی۔ اور پھر پہاڑیاں اُن کے بوٹوں کی آوازوں سے گونجنے لگیں۔

اندھیرا گہرا ہو چکا تھا۔ اور تاریکی نے ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔!

عمران سوچ رہا تھا کہ اگر وہ اس جانب آگئے تو پھر اُن کا پکڑ لیا جانا یقینی تھا۔ اس لئے کہ یہاں سے بھاگنے کا کوئی بھی راستہ نہیں تھا۔ گہری ڈھلوان تھی جس پر لڑھکنے کے بعد نہ ہاتھ پیر ہی سلامت رہ سکتے تھے اور نہ ہی جسم کا کوئی دوسرا عضو۔ اور وہ کبھی اس موت کو پسند نہ کرتے۔!

"ہم کب تک یہاں چھپے رہیں گے ۔ ؟"

چوہان نے سرگوشی کی۔

"جب تک میرے سسرالی واپس نہیں لوٹ جاتے ۔" عمران نے جوابی سرگوشی کی۔

"ویسے اگر تم اکتا گئے ہو تو برات کا دولہا تمہیں کو بنا دوں گا ۔"

"نہیں ۔!"

بیساختہ اُسکے منہ سے نکلا تھا ۔ پھر وہ جھینپی ہوئی ہنسی ہنسنے لگا۔ بعض اوقات عمران کی باتیں اتنی ہی برجستہ ہوتی تھیں کہ مخاطب نروس ہوکر رہ جاتا۔

"بس تو خاموش رہو ۔ اور انتظار کرو ۔"

"انتظار تو کر ہی رہے ہیں ۔" چوہان نے کہا۔ "مگر عمران ہمکو بہت بری جگہ پھنسایا ہے ۔"

"کیوں ۔ ؟"

"یہاں سے تو بھاگنے کا بھی راستہ نہیں ہے ۔"

"اگر مجھے علم ہوتا کہ تم بھاگنے والوں میں سے ہو تو ضرور ایسا ہی راستہ تلاش کرتا جہاں تم پتلون چھوڑ کر بھاگ سکتے ۔"

"لاحول ولا قوۃ ۔"

چوہان نے سر جھٹکا۔

"آپ سے تو بات کرنا بھی مصیبت ہے اِدھر کچھ کہا اُدھر ٹانگ پکڑ لی گئی ۔"

"اب نہیں پکڑوں گا۔" عمران نے سعاد تمندی سے کہا۔ "چلیے آزما لو۔"

"ہونہہ ۔۔"

جوہان نے کہا۔ اور خاموش ہو گیا۔ وہ اب بھی اپنے گرد و نواح میں دوڑتے بھاگتے قدموں کی دھمک سن رہے تھے۔

دفعتاً اُن کے دل اچھل کر حلق میں آ اٹکے۔ بیٹر ھے بیٹر ھے راستے کے دوسری جانب سے کسی کی آواز اُبھری تھی۔ قدموں کی دھمک سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کئی ہیں۔ کم از کم چار کی تعداد ضرور رہی ہو گی۔

"ہوشیار ۔۔ !"

عمران نے سرگوشی کی تھی۔ اُن کے ہاتھ ریوالوروں کے دستوں پر جم گئے آوازیں قریب آتی جارہی تھیں۔

قریب۔ اور قریب۔۔۔ اور قریب۔۔۔۔۔

وہ سمٹ کر بیٹھ گئے۔

"واپس چلو۔ یہاں کوئی نہیں ہو سکتا۔"

اُس نے کسی مرد کی آواز سُنی تھی۔ لہجہ نخوت اور غرور سے بھرپور تھا۔

"آگے تک دیکھ لینے میں کیا ہرج ہے۔ ؟"

کسی کی آواز اُبھری تھی ۔۔ یہ بھی پہلی آواز سے مختلف نہیں تھی۔

"وقت مت برباد کرو۔۔ بادام سخت غصّے میں ہیں۔"

پہلی آواز نے کہا۔ پھر ایسا محسوس ہوا جیسے وہ واپس جا رہے ہوں

چند لمحے بعد انہوں نے وہاں سناٹا سا محسوس کیا تھا۔
"میرے خیال سے وہ لوگ واپس جا چکے ہیں۔" چوہان نے سرگوشی کی تھی۔
"شش۔" عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ "آہستہ بولو۔ ممکن ہے ابھی وہ لوگ نہ گئے ہوں۔"
"ہونہہ۔"
وہ سر ہلا کر رہ گیا۔ پھر وہ اسی وقت وہاں سے نکلے تھے جب آخری اڑن طشتری بھی روانہ ہو گئی۔ اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہ نیچے جانے والے راستے پر چل پڑے تھے۔
سرچ لائٹیں بجھ چکی تھیں اور اب وہاں عمارتوں کے علاوہ ہر طرف گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ لکڑی کے گیٹ کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ یہاں تک گیٹ پر جلنے والے بلب کی روشنی نہیں پھیل رہی تھی۔ ویسے بھی ان میں سے دو کے جسموں پر سیاہ لبادے تھے اور عمران کا لباس گرد میں لپٹ کر اپنی رنگت ختم کر چکا تھا۔
وہ چند لمحے گیٹ کا جائزہ لیتے رہے۔
خاردار تاروں کے عقب میں ان کو تین پہرے دار نظر آئے تھے۔ جو ہاتھوں میں گنیں لیئے پہرہ دے رہے تھے اور یہ گنیں وہ تھیں جن میں کارتوس استعمال کیئے جاتے تھے۔
"ہمیں گیٹ ہی کے ذریعے اندر پہنچنا ہے۔" عمران نے سرگوشی کی۔

"مگر۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ گیٹ اور چاروں طرف لگائے ہوئے تاروں میں کرنٹ دوڑ رہا ہے۔؟"

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔"

عمران نے زمین پر رینگتے ہوئے کہا۔ چوہان اور نعمانی نے اس کی تقلید کی تھی۔

"آخر ہم اندر کس طرح داخل ہو سکتے ہیں۔" چوہان نے پوچھا۔ "کیا آپ کے پاس کٹر ہے جس سے تاروں کو کاٹا جا سکے۔؟"

"نہیں۔" عمران نے سر ہلا دیا۔

"تو پھر۔؟" چوہان جھلا کر بولا۔

"بس دیکھتے رہو۔ میرے پاس الہ دین کا چراغ موجود ہے۔"

"عمران صاحب۔" نعمانی نے کہا۔ "کہیں ہم دھوکہ نہ کھا جائیں۔"

"میرا پیٹ بھرا ہوا ہے۔ اس لئے دھوکہ کھانے کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا خاموش رہو۔"

"ہونہہ۔"

اس نے سر ہلایا اور خاموش ہو گیا۔

اب وہ تینوں ہی تیزی سے رینگ رہے تھے۔ ہر گزرنے والا لمحہ انہیں گیٹ سے قریب کر رہا تھا۔ کسی بھی لمحہ وہ روشنی میں آ سکتے تھے۔ اور روشنی میں آنے کا مقصد خودکشی کرنے کے برابر ہی تھا۔

ظاہر ہے اگر ان پر کسی پہرے دار کی نظر پڑ جاتی تو ان کا نہ کا نہ ڈھوا

بلکہ فضا میں پھیلنے کے سوا اور کہاں ہوتا ۔ ؟

گیٹ کے قریب پہونچکر عمران رک گیا ۔

اب وہ پہرے داروں کو دیکھ رہا تھا جو ایک جگہ کھڑے باتیں کر رہے تھے !

"تم اسی طرح لیٹے رہو گے ۔"

عمران نے سرگوشی کی ۔ پھر اُٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ ٹھیک اسی لمحے ان تینوں میں سے ایک کی نظر اس پر پڑی اور وہ چونک پڑے ۔ آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں ۔

"تم ... تم کہاں تھے ۔ ؟"

وہ تیزی سے قریب آتے ہوئے بولا ۔ مگر قریب سے اس کا لباس اور شکل دیکھکر وہ چونک پڑا تھا ۔

"مگ ... کون ہو تم ۔" وہ خود پر قابو پاتے ہوئے سخت لہجے میں بولا ۔

"تمہاری موت ۔ !"

عمران سرد لہجے میں بولا ۔

"اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو خاموشی سے کھڑے رہو ۔ ورنہ میرے ہاتھوں میں جادو کا پستول ہے ۔ تینوں کو دھواں بنا کر اڑا دوں گا ۔"

"تت ... تم ...."

وہ ہکلایا ۔ لیکن ہاتھ تو ان تینوں ہی کو اٹھانے پڑے تھے ۔ نظریں ریوالو پر جمی ہوئی تھیں اور چہرے دھواں ہو رہے تھے ۔ غالباً آتشی ریوالور سے بخوبی

واقف تھے۔

"دروازہ کھولو۔"

عمران اسی سرد اور سفاک لہجے میں غرّایا تھا۔

"دروازہ ...." وہ جھجکا۔

"ہاں — ایک منٹ کے اندر اندر دروازہ نہیں کھولا تو موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ جلدی کرو۔"

پہلے تو وہ جھجکا تھا — مگر پھر اسے وہی سب کچھ کرنا پڑا تھا جو عمران چاہتا تھا — دو کو اس نے زد پر رکھا تھا جبکہ تیسرے کو دروازہ کھولنے کی اجازت دے دی تھی

"ٹھہرو —"

وہ آگے بڑھنے والے سے بولا تھا۔

"اگر کسی قسم کی شرارت کی تو ان دونوں کو ختم کر دوں گا — اور انکے ساتھ ہی تم بھی مارے جاؤ گے —"

"نن .... نہیں ...." وہ جلدی سے بولا۔ "میں ایسا نہیں کروں گا۔"

"بس تو جلدی کرو —"

عمران غرّایا — چند لمحے بعد وہ گیٹ کے اندر تھے۔ عمران کے اشارے پر گیٹ پھر بند کر دیا گیا تھا۔

ایک نظر چاروں طرف کا جائزہ لے کر عمران بولا تھا۔ "یہاں اور کتنے محافظ ہیں —؟"

"چالیس کے قریب۔"

"تھریسیا ہے یا واپس چلی گئی۔؟"

"مادام اس وقت موجود نہیں ہیں۔"

"یہاں ایک قیدی لایا گیا تھا۔ اُسے کہاں رکھا گیا ہے۔؟"

"قیدی۔؟"

سیاہ پوش کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں۔ میرا مطلب اس گرفتار شدہ فرد سے ہے جسے پروفیسر ڈگلس کے ساتھ ہی پہاڑیوں پر سے پکڑا گیا تھا۔"

"پتہ نہیں کہاں رکھا گیا ہے۔"

"کیا تم کو اپنی جان پیاری نہیں ہے۔؟" عمران غرایا۔

"ہے۔!" وہ جلدی سے بولا۔ مگر یقین کرو مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ ہم لوگوں کو اس طرف جانے کی اجازت ہی نہیں ہے۔"

"اُس طرف سے تمہاری مراد۔؟"

"وہ عمارت۔ جہاں تھریسیا یا اعلٰے افسر ہوتے ہیں۔" اس نے بتایا۔!

"وہ عمارت کون سی ہے۔؟"

"اس قطار سے چوتھی عمارت وہی ہے۔"

"ہونہہ۔!" عمران نے سر ہلایا۔ "کیا تم کو یقین ہے کہ وہ اسی عمارت

میں لے جائے گئے تھے۔؟"

"جی ہاں — اگر آپ اس قیدی کی بات کر رہے ہیں جسے ڈگلس کے ساتھ پکڑا گیا تھا تو وہ اسی عمارت میں لے جایا گیا تھا۔"

"کیا تھریسیا اُسے جزیرے پر نہیں لے گئی ہے؟"

"نہیں — ملوام اُسے ساتھ لے کر نہیں گئیں۔"

"ہونہہ۔"

عمران چند لمحے سوچتا رہا — پھر بولا۔

"تم لوگ یہاں سے کیا چیز نکال رہے ہو۔؟"

"چیز —؟"

وہ تھوک نگل کر رہ گیا!

"چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں —" عمران سرد لہجے میں غرایا۔ "مجھے علم ہے کہ تم لوگ یہاں سے گیس اور یورینیم نکال رہے ہو۔"

"آپ نے ٹھیک کہا۔" اس نے سر ہلا دیا۔

"لیکن ان دونوں چیزوں کو کس طرح لے جایا جاتا ہے۔؟"

"فے گراز ٹینکروں کے ذریعے — ہر ہفتے ان کی کھیپ روانہ کی جاتی ہے — اور ہر کھیپ میں ہفتہ بھر میں اسٹاک کیا ہوا یورینیم اور گیس کا ذخیرہ بھیج دیا جاتا ہے۔"

"ہونہہ۔"

عمران نے سر ہلایا۔ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اُن سے بولا۔ "اب تم آگے

آگے چلو اور ہماری اس عمارت تک راہ نمائی کرو جس میں تھریسیا اور اس کے اعلیٰ آفیسروں کے سوا اور کوئی نہیں جاتا ۔"

"نہیں ۔۔!" وہ خوفزدہ لہجے میں بولا ۔" ہمیں دیکھتے ہی وہ دھواں بنا کر اڑا دیں گے ۔"

"اگر نہیں چلو گے تو پھر تمہاری مرضی ۔"

عمران نے کہا اور ٹریگر دبا دیا ۔ نیلگوں شعلوں کا جھماکہ ہوا اور وہ تینوں سفید دھوئیں میں تبدیل ہو گئے ۔ دھواں چند سکنڈ پھیلتا رہا ۔ پھر وہ فضا میں اوپر ہی اوپر اٹھتا چلا گیا ۔

"آؤ چلیں ۔"

عمران نے کہا اور وہ دبے قدموں آگے بڑھنے لگے ۔ یہ چھ عمارتوں کا سلسلہ تھا ۔ ہر عمارت ایک جیسی تھی ۔ ان کی بناوٹ عجیب قسم کی تھی ۔ چھتیں گول اور ڈھلوان تھیں جیسی جنگ کے زمانے میں پناہ گاہوں کی بنائی جاتی ہے ۔ ہر عمارت کے سامنے اونچی سی دیوار کھنچی ہوئی تھی ۔ یہ غالباً جنگلیوں کے حملوں سے بچنے کے لئے بنائی گئی تھی

وہ انہی دیواروں کے عقب میں چلتے رہے ۔۔۔۔

یہاں روشنی تھی ۔ لیکن اتنی تیز نہیں تھی کہ عمارتوں کے قریب کے ہر گوشے کو روشن کر سکے ۔

وہ تاریکی میں چلتے رہے ۔۔

تین عمارتوں کے بعد چوتھی عمارت تک پہونچنے سے قبل وہ رک گئے ۔ پہلی تین عمارتوں میں انہیں کوئی پہرے دار نظر نہیں آیا تھا لیکن یہاں دروازے پر دو سیاہ پوش

پہرے دار موجود تھے۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔ اور وہ بہت چوکنے انداز میں وہاں ٹہل رہے تھے۔

"چوہان —!"

عمران نے چوہان کو مخاطب کیا۔

"ان میں سے ایک تمہارا شکار ہے اور — دوسرا میرا۔ کیا خیال ہے۔"

"ٹھیک ہے —"

چوہان نے سر ہلا دیا۔

"بس تو ٹھیک ہے۔ نعمانی —" عمران اس کی طرف مڑا۔ "تم ہمیں کور دو گے اگر خطرے کی کوئی بات ہو تو بلا دریغ فائرنگ شروع کر دینا۔"

"بہت بہتر —"

"آؤ —!"

عمران نے کہا — پھر وہ چند قدم آگے چلکر رکا اور بولا۔

"میں دیوار کے دوسرے سرے پر جاتا ہوں — تم یہاں ٹھہرو جیسے ہی وہ ٹہلتا ہوا تمہارے قریب آئے تم اُسے چھاپ بیٹھنا — ذرا بھی کوتاہی نہیں ہونا چاہیئے —"

"میں پوری طرح سمجھ گیا عمران صاحب —" چوہان نے کہا۔ "میرا شکار نکل نہیں سکے گا۔ آپ اطمینان رکھیں —"

"خدا تمہارے بچوں کو جیتا سلامت رکھے۔"

عمران نے دعائیہ انداز میں کہا اور پہرے داروں کو دیکھنے لگا۔ پھر جیسے ہی

وہ دروازے کے قریب پہونچے وہ بڑی سرعت سے درمیانی جگہ کو عبور کر کے اس عمارت کے سامنے والی دیوار کے عقب میں پہونچ گیا۔ اب وہ پہرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

پھر وہ پہرے پر پہونچ کر رُک گیا۔

چوہان بھی پوری طرح سے ہوشیار تھا۔ جیسے ہی پہرے دار پلٹ کر اس کی طرف آیا وہ حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اُسے اس وقت حملہ کرنا تھا جب پہرے دار واپس پلٹتا۔ وہ قریب آتا جا رہا تھا۔

قریب اور قریب ... اور ... اور ...

چوہان نے دیوار سے چپک کر سانس تک روک لی۔

اس نے ایکدفعہ پہرے دار سے نظر ہٹا کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر بڑی تیزی سے چھلانگ لگا دی۔

اس کا ایک ہاتھ پہرے دار کی گردن کے گرد گھوم گیا تھا اور دوسرے سے وہ اس کا منہ دبائے ہوئے تھا۔ اسی حالت میں گتھے ہوئے وہ نیچے گرے تھے۔ چوہان کی گرفت گردن کے گرد تنگ ہوتی چلی گئی۔

"اسے اب بس بھی کرو یار۔"

چوہان کو اپنے قریب عمران کی دھیمی سی آواز سنائی دی ...

"کیا لونڈیا سمجھ کر دبوچے بیٹھے ہو۔"

لیکن اس سے پہلے کہ چوہان کچھ کہتا۔ اُسے کسی قسم کی آہٹ سنائی دی تھی پھر عمران کی آواز بھی ابھری۔ وہ کہہ رہا تھا۔

" اے یار.... پیچھے سے حملہ کرتے ہو۔ بے شرم نہیں آتی.... ہاں...
اے ہو.... یہ کیا.... بس ایک ہی ہاتھ میں لمبے لیٹ گئے.... ایسے کچھ تو سنبھلو
کرو یار.... ایسی بھی کیا بے مروّتی — پردہ نشین ہو کر بھی لیٹ گئے..."

چوہان نے اپنے شکار کو آخری جھٹکا دیا اور اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اپنے شکار کو چھوڑنے سے قبل ہی اُس نے عمران پر حملہ کرنے والے کی کراہ سُنی تھی اور اب وہاں سناٹا تھا۔

نعمانی عمران کے برابر ہی کھڑا ہوا تھا اور شاید یہ اُسی کا کارنامہ تھا کہ عمران کا حملہ آور ختم ہو گیا۔

عمران کی آواز سُنکر نعمانی جھپٹا تھا اور بھرپور کے ایک ہی بھرپور ہاتھ نے اُسے زمین بوس کر دیا تھا۔

" آؤ میری جان — لیکن پردہ نشینوں سے ہوشیار رہنا۔" عمران نے کہا۔!

" یہ بڑے بے مروّت ہوتے ہیں دھوکہ دے کر مار ڈالتے ہیں — حالانکہ یہ اگر ترچھی نظروں کے بان ہی چلا دیں تو کافی ہو...."

" عمران صاحب — آپ کی آواز سُنی بھی جا سکتی ہے۔"

" پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔"

عمران بگڑے ہوئے لہجے میں بولا — وہ عمارت کے اندر داخل ہو چکے تھے۔ یہاں انھیں کوئی فرد نظر نہیں آیا۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ وہ ایک کمرے کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ دو منٹ کے اندر اندر انھوں نے

اس عمارت کے ساتوں کمرے دیکھ ڈالے۔
سوائے بڑے ہال کے انھیں کسی دوسرے کمرے میں کوئی نظر نہیں آیا تھا۔
ہال کمرے میں بھی صرف چار افراد تھے۔ چاروں کے جسموں پر لبادے تھے۔ فرق اتنا ہی تھا کہ ایک کے جسم پر سرخ اور تین کے جسموں پر سیاہ لبادے تھے۔ وہ کوئی کاغذ کھولے اس پر جھکے ہوئے تھے۔
عمران چند لمحے انہیں گھورتا رہا۔
پھر وہ بڑی تیزی سے دروازے کے سامنے سے ہٹا تھا۔ اسکے بعد وہ اسی تیزی سے چوہان اور نعمانی کو اشارہ کرتا ہوا دروازے کے بائیں سمت جس طرف راہداری ختم ہو جاتی تھی دیوار سے چپک کر کھڑے ہو گئے۔
اندر سے قدموں کی آہٹ ابھری تھی۔
پھر ایک سیاہ پوش نکلا اور کسی طرف دیکھے بغیر ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔
"آؤ۔۔!"
عمران نے اشارہ کیا اور وہ دبے قدموں اس کے تعاقب میں بڑھنے لگے آخری کمرے کے پاس پہونچکر وہ سیاہ پوش جھکا تھا۔ پھر اس نے دروازے کے ہفضی قفل میں چابی لگا کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ وہ بھی بڑی تیزی سے دروازے تک پہونچے تھے۔
پھر عمران نے اندر جھانکا ۔۔ اور اُس کی کھوپڑی چکرا کر ہی رہ گئی تھی۔!

کمرہ خالی پڑا تھا!

بظاہر وہاں کسی کی موجودگی کا کوئی امکان نہیں تھا۔ ان تینوں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

پھر سب سے پہلے عمران اندر داخل ہوا تھا! پھر جوہان اور نعمانی اندر داخل ہوئے۔ کمرہ درحقیقت خالی پڑا تھا۔ حالانکہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہی ابھی ایک آدمی اندر داخل ہوا تھا۔

پھر ۔۔۔؟

کمرے میں بظاہر کوئی دوسرا دروازہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایسی صورت میں وہ کہاں جا سکتا تھا۔؟

تینوں ہی کی نگاہیں کمرے کے ایک ایک گوشے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پھر وہ دیواروں کو ٹھوک بجا کر دیکھنے لگے۔

دفعتاً عمران چونک پڑا۔!

اُسے ایک جگہ سے دیوار کھوکھلی محسوس ہوئی تھی۔ وہ اس کے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ جس جگہ دیوار کا حصہ کھوکھلا محسوس ہوا تھا اس کے قریب ہی ایک ابھرا ہوا دو انچ قطر کا بٹن سا تھا۔ جو پہلی نظر میں نظر نہیں آ سکتا تھا۔

عمران نے بٹن پش کر دیا۔

دوسرے ہی لمحے کھوکھلا محسوس ہونے والا دیوار کا حصہ دوسری دیوار میں سماتا چلا گیا۔

اب ان کے سامنے زینے تھے جو پانچ فٹ چوڑی خلا کے دوسری طرف

نیچے جانے کے لئے بنے ہوئے تھے۔

وہ ایک ایک کر کے خلا میں داخل ہو گئے۔ بڑی احتیاط سے وہ زینے طے کر رہے تھے! وہ زینے گھوم کر ایک چھوٹے سے دروازے پر جا کر ختم ہو گئے۔!

سب سے پہلے عمران نے ہی اس دروازے کو کھول کر دیکھا تھا۔ یہ ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا۔ جس میں اس وقت صرف دو آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ ایک صفدر اور دوسرا وہی سیاہ پوش جو تھوڑی دیر قبل کمرے سے غائب ہو گیا تھا۔!

صفدر کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے! اور سیاہ پوش اس سے کہہ رہا تھا۔

"مادام نے تمہارے ساتھ رعایت برتی ہے۔ ورنہ تم بھی ان آدم خوروں کا شکار بن سکتے تھے، سمجھے۔؟"

"سمجھا۔!"

صفدر نے سر ہلا کر کہا۔

"لیکن تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔؟"

"عمران کا پتہ۔!" وہ سیاہ پوش صفدر کے گرد ایک چکر لگاتا ہوا بولا۔

"ہمیں عمران کی ضرورت ہے۔ زندہ یا مردہ۔"

"عمران میری جیب میں ہے۔" صفدر نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"بکواس ــ"

وہ غرایا تھا۔

"ہمیں عمران کا پتہ درکار ہے ــ"

"تم جانتے ہو ــ کئی دن سے میں یہاں قید ہوں ــ" صفدر نے کہا۔ "ایسی صورت میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ عمران میری قید میں ہے ــ"

"ہونہہ ــ تو تم اس کا پتہ نہیں بتاؤ گے ــ"

"میں کہہ چکا ہوں کہ میں کئی دن سے یہاں قید میں ہوں ــ ایسی صورت میں مجھے کیا پتہ کہ وہ کہاں ہوگا اور کیا کر رہا ہوگا ــ؟"

"تم لوگوں نے جزیرے پر سب سے پہلے کہاں قدم رکھا تھا ــ؟"

"تمہاری مادام اچھی طرح جانتی ہے ــ!"

"تم بتانا نہیں چاہتے ــ؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے ــ"

صفدر نے سر ہلا کر کہا۔

"اگر تم لوگوں کو ہماری جزیرے میں آمد کا علم نہ ہوتا تو آرن مین کس طرح ہم پر حملہ آور ہوتا ــ؟"

"گویا وہ ٹھیک نشانے پر پہنچا تھا ــ؟"

"ہاں ــ اگر وہ جنگل میں تھوڑی دور اور آگے بڑھتا تو ممکن تھا ہم لوگ تمہارے لئے دردِ سر بننے کے واسطے زندہ نہ رہتے ــ"

"ہونہہ ــ!" وہ چند لمحے صفدر کو گھورتا رہا۔ پھر نرم لہجے میں

بولا تھا۔

"دیکھو تمہارا نام شاید صفدر ہے — ٹھیک کہہ رہا ہوں نا —؟"

"ہاں — !"

صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مادام عمران پر بے حد غضبناک ہے — اس کے بہترین آدمی اس کے ہاتھوں مارے گئے ہیں جیسے پروفیسر والٹن وغیرہ — اور کئی کو اسے اپنے ہاتھ سے بطور سزا کے ختم کرنا پڑا ہے — ڈگلس کی مثال تمہارے سامنے ہے۔ ایسی صورت میں تم خود ہی سوچو کہ اس کا سلوک تم لوگوں سے کیا ہونا چاہئیے —" وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گیا۔ پھر صفدر بولا۔

"اپنے دو تین آدمیوں کی موت پر تھریسیا کو اتنا صدمہ ہے —"

صفدر نے حقارت سے کہا۔

"اُسے ان لوگوں پر کوئی رحم نہیں آتا — انکے لئے کوئی صدمہ نہیں ہوتا جنہیں وہ اغوا کروا کر یہاں لائی ہے — اور معمولی مزدوروں کی طرح اُن سے کام لے رہی ہے —؟"

"یہ ایک تحریک ہے — ایک تنظیم اور اسکے لئے قربانیاں دینی ہی پڑتی ہیں میرے دوست — یہ نئی بات نہیں ہے —"

"قانون کے خلاف چلنے والی تحریکوں پر فخر نہیں کیا جا سکتا —"

"خیر — اس بحث کو چھوڑو — تم ہمیں صرف اتنا بتاؤ کہ عمران اب کہاں مل سکے گا اور اسکے ساتھ مزید کتنے افراد ہیں —؟"

مجھے نہیں معلوم ۔"

"دیکھو اپنی سزاؤں میں اضافہ مت کراؤ ۔" سیاہ پوش اُسے سمجھانے والے لہجے میں بولا۔

"عمران کا پتہ بتا دینے کی صورت میں تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے گا۔"

"اور دوسری صورت میں ۔ ؟"

"موت کے گھاٹ بھی اتارے جا سکتے ہو ۔"

"بہر حال میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے عمران کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ۔ جس وقت ہمیں پکڑا گیا ہے اس وقت وہ تمہارے آدمیوں کے سامنے ہی کسی روح کے بلانے پر دوڑتا چلا گیا تھا ۔"

"وہ ذہین ہے ۔"

سیاہ پوش نے کہا۔

"یقینی طور پر اس نے خطرے کی بو سونگھ لی ہوگی ۔ اسی لیۓ وہ نفسیاتی حربہ استعمال کر گیا تھا ۔ ہمارے آدمی بھی نہ سمجھ سکے اور بیوقوف بن گئے ۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔"

صفدر نے شانے اچکائے ۔

"بہر حال اگر تم پتہ بتا دیتے تو اچھا تھا ۔ میں تمہیں سکنڈ آفیسر کے پاس لیکر چل رہا ہوں ۔ اب تم اپنے انجام کے خود ذمہ دار ہو گے ۔"

"ارے نہیں بڑے بھائی ۔ ! ابھی نہیں ۔ میں بھی ذمہ دار ہونگا ۔"

دفعتاً عمران کہتا ہوا تیزی سے اندر داخل ہو گیا ۔ سیاہ پوش بڑی پھرتی

سے بلٹا تھا۔

پھر اس کے ریوالور نے شعلہ بھی اگلا تھا۔ مگر عمران بچ گیا۔ شعلہ دروازے پر پڑا تھا اور وہاں ہلکا سا دھواں اُٹھ کر رہ گیا تھا۔

اُسے دوسرا فائر کرنے کی مہلت نہیں ملی ۔۔۔ عمران کی پہلی ہی چھلانگ اُسے دور تک رگیدتی چلی گئی تھی۔ ریوالور بھی گر چکا تھا۔ اور اب وہ اس سے لپٹ پڑنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"اے ۔۔۔۔ اے برقعہ پوش ہو کر لڑتے ہو ۔۔۔۔ پٹاخے چلاتے ہو۔ خدا تم سے سمجھے گا ۔۔۔۔ ہائیں ۔۔۔ ہائیں ۔۔۔۔ یہ تم کیا کر رہے ہو ۔۔۔۔ اے گدگدیاں کرتے ہو ۔۔۔۔ تمہارے باپ بھائی نہیں ہیں ۔۔۔۔ جو مجھ سے عزت مآب کو چھیڑ رہے ہو ۔۔۔۔ ارے ۔۔۔ کوئی ہے ۔۔۔۔ ذرا پولیس کو تو بلانا ۔۔۔۔ بھیا ۔۔۔۔"

کہتے ہوئے وہ صفدر کی طرف مڑا تھا ۔۔۔ اس دوران اس نے سیاہ پوش کے ایسے ہی جچے تلے ہاتھ مارے تھے کہ وہ چکرا کر رہ گیا۔ پھر عمران نے آگے بڑھ کر اس کی نقاب کھینچ لی۔

نقاب کے پیچھے ایک سفید فام چہرہ تھا۔!

لیکن یہ آنت مہنگا پڑا تھا۔ سفید فام نے عمران کی ٹانگیں پکڑ کر کھینچ لی تھیں اور وہ دھڑام سے گرا تھا۔ لیکن گرتے ہوئے بھی اس نے حواس بحال ہی رکھے تھے۔ نہ رکھے ہوتے تو اس کا گھٹنا سیاہ پوش سفید فام کے سینے پر کیوں پڑتا ۔۔۔ دو عدد بھاری گھونسوں نے اس کے ہوش ٹھکانے لگا دیئے۔ اب

وہ ہاتھ پیر پھینک رہا تھا۔ آنکھیں اس طرح کھل بند ہو رہی تھیں جیسے تیز روشنی میں چوندھیا گیا ہو۔

"اے۔" عمران نے لچک کر کہا۔ "آنکھ مارتے ہو۔ کیوں۔"
اس نے صفدر کی طرف مڑتے ہوئے دونوں آنکھیں باری باری مارتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بھیا۔ اس کے باپ بھائی نہیں ہیں جو مجھ کو آنکھ مار رہا ہے۔"
لیکن وہ خاموش تھے۔ ان میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ اس طرح خوش طبعی کا اظہار کر سکتے۔

سیاہ پوش سفید فام ساکت ہو چکا تھا اور فرش خون سے لال ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے منہ سے خون اسی طرح نکل رہا تھا جیسے ذبح شدہ بکرے کے گلے سے نکلتا ہے۔!

وہ تینوں کبھی عمران کو دیکھتے تھے اور کبھی مرتے ہوئے سیاہ پوش کو۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ سکا کہ عمران کتنے پانی پا در کا ہے۔ وہ چند لمحے وہاں کھڑے رہے۔ عمران مردہ سفید فام کی تلاشی لے رہا تھا۔ اس کے پاس سے ایک ریوالور جو اس کے ہاتھ سے گرا تھا اور چابیوں کے سوا اور کچھ نہیں مل سکا تھا۔ عمران نے صفدر کے ہاتھ کھول دیئے تھے۔ اور وہ رسی کے نشانوں کو سہلا رہا تھا!

"یہاں اور کون کون ہے۔؟"
"پتہ نہیں۔" صفدر نے سر ہلا دیا۔ "مجھے یہ بھی علم نہیں کہ یہاں کتنے

کمرے ہیں اور ان میں کیا کیا ہے۔"

"ڈگلس کہاں ہے ۔؟"

"آدم خور اسے کھا گئے ۔"

"کیا ۔!"

عمران ،چوہان اور نعمانی کے منہ سے بیک وقت نکلا تھا ۔جواباً صفدر نے تمام واقعات اُسے سُنا دیئے تھے ۔

"بہت بُرا ہوا ۔"

عمران نے کہا۔

"ڈگلس کی موت اچھا شگون نہیں ہے ۔"

"کیوں ۔؟"

لیکن اس کیوں کا جواب انہیں نہیں ملا ۔ عمران تمام کمروں میں گھوم پھر کر ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگا تھا۔

یہاں کئی کمرے خوابگاہ کے بطور استعمال کیئے جاتے تھے ۔کئی کمروں میں سائنسی آلات فٹ تھے اور وہ کسی سائنسی لیبورٹری کی طرح نظر آتے تھے ۔ایک کمرے میں عمران کو اسلحہ کا ذخیرہ بھی ملا تھا ۔لیکن اُسے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر تھی کہ اتنی اہم جگہ کو اسطرح چھوڑ دیا گیا ۔ اُس کی حفاظت کا معقول انتظام نہیں ۔!

کیا وہ لوگ بیوقوف ہیں ۔؟

عمران نے وہاں ٹائم بم تلاش کرنے کی کوشش کی تھی ۔ جو اُسے نہیں

بن سکا تھا!

ایک کمرے کے دروازے پر اُسے خطرہ لکھا ہوا نظر آیا تھا۔ اس کی پیشانی پر سرخ رنگ کا بلب بھی جل رہا تھا۔ دروازہ پورا لوہے کا بنا ہوا تھا۔

"اس میں یقیناً کرنٹ دوڑ رہا ہے۔"

عمران نے سوچا۔

"کیوں نہ بم مار کر اُسے تباہ کر کے دیکھا جائے کہ اندر کیا ہے۔" لیکن پھر اس نے اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا۔

یہ خیال ہی احمقانہ تھا۔

"اگر اندر کوئی چیز نہ بھی ہوتی تب بھی بم کے دھماکے کے بعد یہ ناممکن تھا کہ وہ بچ کر نکل جاتے۔"

اور اس بات کا اُسے یقین تھا کہ اگر اس مرتبہ وہ تھریسیا کے ہاتھ لگ گئے تو پھر رہائی اُسی صورت میں ممکن ہوگی جسے موت کہا جاتا ہے۔

"آؤ چلیں۔"

اس نے صفدر، چوہان اور نعمانی سے کہا تھا۔

زینے طے کرتے ہوئے وہ ڈگلس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کا انجام بہت لرزہ خیز اور عبرت ناک ہوا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو یہ ممکن تھا کہ وہ اپنے ملک کے لئے اُسے کام کرنے پر آمادہ کر لیتا۔

وہ ایک ذہین سائنسداں تھا۔ اور اُس سے بہتیری اُمیدیں وابستہ کی جا سکتی تھیں۔ مگر اب... اب جبکہ وہ مر چکا تھا۔ کیا ہو سکتا تھا۔ اُسے

مگر سپیا پر بھی حیرت تھی جس نے اتنے اہم آدمی کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ کیا وہ اس کی اہمیت سے واقف نہیں تھی۔؟ یا جان بوجھ کر نظر انداز کر گئی۔ کمرے میں پہونچکر وہ راہداری میں نکل آئے۔

یہاں اب بھی سناٹا تھا!

مگر وہ اس سناٹے سے مطمئن نہیں تھا۔ وہ ایک دوسرے سے چار چار فٹ کا فاصلہ دیکر چلنے لگے۔ تاکہ اگر کسی طرح کا خطرہ ہو تو ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔!

جیسے ہی وہ راہداری کے درمیان پہونچے۔ دو طرفہ کمروں کے دروازے کھلے اور پانچ سیاہ پوش سامنے آگئے۔ جن میں وہ بھی تھا جس کے لبادے کا رنگ سرخ تھا۔ اور جو ان کے اندازے کے مطابق مقامی ہیڈ ہی ہو سکتا تھا۔!

عمران کے ہاتھوں مرنے والے سیاہ پوش نے اسے سکنڈ آفیسر ہی کہکر مخاطب کیا تھا!

"اپنے ہاتھ اوپر کر لو۔۔ ورنہ ختم کر دیئے جاؤ گے۔۔"

سرخ لبادے والے کی آواز ابھری تھی۔ مگر اتنی ہی دیر میں وہ زمین پر گر کر فائر کر چکے تھے۔

تین سیاہ پوش فرش پر گر پڑے۔ سرخ لبادے والا اور ایک سیاہ پوش بڑی تیزی سے کمرے میں گھس گئے تھے۔!

"اسی طرح فائر کرتے ہوئے نکل چلو۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

اور شانے سے گن اتار کر اس کا رُخ ان کمروں کی طرف کر کے ٹریگر کھینچ دیا جن میں سیاہ پوش اور سرخ لبادے والا کھڑے تھے۔ اس کے تینوں ماتحت تیزی سے باہر نکل گئے۔ ان کے ساتھ ہی وہ بھی فائر کرتا ہوا باہر آگیا تھا۔

اب وہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سُن رہے تھے!

"اِس طرف — ہم اپنا بچاؤ کر سکیں گے۔"

عمران نے کہا اور عمارت کی درمیانی گلی میں دوڑتا چلا گیا۔ چوہان نعمانی اور صفدر اس کے ساتھ تھے۔ خاردار تاروں کے احاطے میں تیزی سے سرخ لائیٹس روشن ہوتی جارہی تھیں اور سائرن ہلکی آواز سے بجنے لگا تھا۔

دفعتاً عمران کی گن نے قہقہہ لگایا۔ اور بائیں سمت سے آنے والے چار دو سیاہ پوش چیختے ہوئے ایک دوسرے پر گرتے چلے گئے۔ داہنی طرف نعمانی نے ایک ہینڈ گرینیڈ اچھال دیا تھا۔ دھماکے کے ساتھ ہی چکا چوند بھی ہوئی تھی اور پھر تاریکی چھا گئی۔

عمران اُن تینوں کے ساتھ دوڑتا ہوا جھاڑیوں کے اس جھنڈ کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں سے اُس کی نظروں نے تھریسیا کو ایک گاڑی میں بیٹھ کر محل تک جاتے دیکھا تھا۔

وقفے وقفے سے فائر کرنے کی آوازیں اُنھیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ اس پہلی عمارت تک پہونچ گئے جہاں اس کے خیال کے مطابق اس گاڑی کو موجود ہونا چاہیئے تھا جسے مصنوعی جھاڑیوں کے ذریعے چھپایا گیا تھا۔ اُس کا

خیال غلط نہیں نکلا۔

یہاں ایک گاڑی موجود تھی۔!

عمران چند لمحے اُسے چاروں طرف سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کا ہاتھ ایک اُبھرے ہوئے ہینڈل سے ٹکرایا۔ دوسرے ہی لمحے جھاڑیوں کا ایک حصہ دروازے کی طرح اٹھتا چلا گیا۔

"اندر۔ جلدی کرو۔"

عمران نے غرّاتے ہوئے کہا۔

تعاقب میں آنے والے اب چاروں طرف سے انہیں گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جہاں سرچ لائٹوں کی روشنی نہیں پہونچ رہی تھی اس جگہ ٹارچوں نے اُجالا کر رکھا تھا۔

عمران نے گاڑی میں بیٹھنے سے قبل دو گرینڈ دائیں اور بائیں سمت پھینکے اور ان کے پھٹنے سے پہلے ہی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ دروازہ بند ہونے سے پہلے اس نے دو دھماکے سُنے تھے۔ گاڑی ہلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

اس نے دروازہ بند کر دیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی اس کی ایک لائیٹ خود بخود روشن ہو گئی تھی۔ عمران نے دیکھا یہ اندر سے کافی آرام دہ تھی۔ کم از کم بیس آدمی اس میں بیٹھ سکتے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر باقاعدہ اسٹیرنگ بھی موجود تھا۔ مگر اسٹیرنگ کے ساتھ ہی ایک بڑا سا بورڈ بنا ہوا تھا۔ جس پر متعدد بٹن سوئچ اور لیور نظر آ رہے تھے۔ عمران چند لمحے اُسے دیکھتا رہا۔ اُن میں سے ہر ایک پر

اشارے دیئے ہوئے تھے۔

اس نے ایک ایسے بٹن کو پش کر دیا جس کے آگے بلب کا نشان دبا ہوا تھا!

گاڑی کے اندر یکا یک سورج نکل آیا۔ وہ روشنی اتنی ہی تیز تھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی اس نے پھر دو تین بٹن اور ایک لیور پش کیا تھا۔!

اس مرتبہ بورڈ کے اوپر سکرین روشن ہو گیا۔ اب وہ باہر کا منظر دیکھ رہے تھے۔ سیاہ پوش چاروں طرف چکراتے پھر رہے تھے۔ یہ عمارت کا وہ حصہ تھا جہاں چند لمحے قبل انہوں نے چار سیاہ پوشوں کو قتل کیا تھا۔ سرخ لبادے والا انہیں کچھ کہہ رہا تھا۔

عمران نے پھر ایک لیور دبا دیا۔ اس لیور کے آگے آوازوں کی لہروں کا نشان تھا۔ دوسرے ہی لمحے چھت میں لگے ہوئے اسپیکر سے آوازیں نکلنے لگیں۔

اب وہ سرخ لبادے والے کی آواز سن سکتے تھے۔ وہ چلا چلا کر انہیں تلاش کرنے کے لئے کہہ رہا تھا!

O

○

دفعتاً تھریسیا چونک پڑی!

اس کے چہرے سے کسی بات کا اندازہ کر لینا دشوار تھا۔ کمرے میں گونجنے والی ہلکی سی کلک۔۔۔ ٹک کلک۔۔ کلک۔۔ ٹک کی آواز سن کر اس کے چہرے پر چونکنے کے تاثرات اُبھرے تھے۔۔ اور پھر وہ سپاٹ ہو کر رہ گیا۔

وہ میز کی طرف بڑھی۔ میز کی سائیڈ کا بکس کھول کر اس نے وسیع حیطۂ عمل والا ٹرانسمیٹر نکالا اور پلٹ پڑی۔

"ہیلو۔۔ مادام۔۔ ہیلو مادام۔۔ سکسٹی سیون ایف۔۔ رپورٹنگ ہیئر۔۔!"

"یس۔ تھریسیا ہیر۔۔" اس نے ماؤتھ پیس والے خانے میں کہا تھا۔

"رپورٹ مادام۔۔ حالات بے انتہا خراب ہو چکے ہیں۔۔ ابھی ہیڈ کوارٹر والی عمارت میں کوئی گھسا تھا۔۔ ان کی تعداد تین سے زیادہ تھی۔۔ وہ صفدر کو چھڑا لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔۔"

"یو... ڈفر...."

تھریسیا کا چہرہ غصّے سے لال بھبھوکا ہو گیا۔

"تمہاری موجودگی میں کوئی اندر کیسے داخل ہو سکتا تھا۔ کیا سب سو رہے تھے۔۔؟"

وہ زخمی شیرنی کی طرح غرائی تھی!

"مم.... مادام۔۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔" مجھے تو بعد میں اس کا علم ہوا تھا۔ ہنگامے کی آواز سُن کر ہی میں اُس طرف گیا تھا۔ میں نے ان کو گولیاں برساتے ہوئے بھاگتے دیکھا تھا۔۔ پھر وہ تاریکی میں غائب ہو گئے اور اب تک ان کا پتہ نہیں چلا۔۔"

"ان کو تلاش کرو۔۔"

تھریسیا غرائی۔

چپے چپے پر پھیل جاؤ۔۔ ہر قیمت پر اُن کو پکڑنا ہے۔۔ یاد رکھو اگر وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تو تم لوگوں کو عبرت ناک سزائیں دی جائیں گی۔۔"

"یس مادام۔۔" دوسری جانب سے آواز آئی۔

"ان لوگوں کا کیا بنا۔ جو جنگل کی جانب گئے تھے۔"

"ان کے بارے میں ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔"

"آخری اطلاع کیا تھی۔؟"

"انہوں نے جنگلیوں سے جھڑپ اور ایک آدمی کے مرنے کی اطلاع دی تھی۔ اس کے بعد سے اب تک کوئی اِطلاع نہیں ملی۔"

"ان کا رخ کس طرف تھا۔؟"

"پہاڑی حصے کی جانب ۔۔۔ اسی طرف جہاں بلیک وومن پیلس ہے انہوں نے یہی کہا تھا کہ کتوں کا رخ پہاڑیوں کی طرف ہے ممکن ہے وہ لوگ اسی طرف موجود ہوں۔ اس کے بعد سے اب تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔"

"ہونہہ ۔۔ !"

تھریسیا غرائی ۔ چند لمحے سوچتی رہی پھر بولی۔

"پیلس کے محافظ عملے سے رابطہ قائم کرکے معلوم کرو ۔۔ وہاں کوئی غیر معمولی واقعہ تو ظہور پذیر نہیں ہوا۔"

"یس مادام ۔۔"

"میں جواب کی منتظر ہوں ۔۔"

تھریسیا نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اُس کے چہرے پر اب گہری فکر اور پریشانیوں کا سایہ تھا۔ آنکھیں سوچ میں ڈوبی سی لگ رہی تھیں ۔۔

اُس کا ذہن جنگل میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں جانے

والی پارٹی میں اُلجھا ہوا تھا۔

بلیک وڈمن پلیس پر اُس کے آدمیوں کا قبضہ تھا۔ اور اس کے ذریعے وہ جنگلیوں کے ایک قبیلے کو اپنے قبضے میں کیئے ہوئے تھی۔ اسی قبیلے کی وجہ سے دوسرے قبیلے کے افراد اس کے ان ساتھیوں اور مزدوروں پر حملہ آور ہوتے جھجکتے تھے جو دوسرے جزیرے پر یورونیم اور گیس پلانٹوں پر درک کر رہے تھے۔

اگر کبھی وہ حملہ کرتے بھی تھے تو وہ بلیک وڈمن کے رعب میں اُس قبیلے کو ان کے خلاف بھڑکا کر ان کی ناکہ بندی کرا دیتی تھی۔ اس طرح سے وہ ان آدم خور جنگلی قبائلیوں کو آپس ہی میں الجھا کر اپنا کام رہی تھی

اسی لئے اب وہ یہ سوچ رہی تھی کہ عمران اور اسکے ساتھیوں کا اس سمت میں جانا خطرناک بھی ہوسکتا تھا۔

وہ بے چینی سے ٹہلتی رہی....

پھر پانچ منٹ بعد سگنل ملا تھا۔ اس نے میز کے قریب رکھے ٹرانسمیٹر آن کر دیا!

"یس — کیا رپورٹ ہے؟"

"اس طرف سے کوئی جواب نہیں آرہا مادام — دوسری جانب سے آواز آئی۔

"میں نے کئی مرتبہ رابطہ قائم کرنا چاہا — مگر ناکام رہا۔"

"ہونہہ —!" کھدیسیا کے ماتھے پر شکنیں پھیل گئیں — پھر وہ

غرائی۔

"یہ سب تمہاری نا اہلی کا نتیجہ ہے ۔۔۔ اس کی تم کو سخت سزا ملے گی،"

"مم ..... مادام ۔۔۔"

دوسری طرف سے آنے والی آواز میں گڑبڑانے کا سا انداز تھا تھریسیا کے ہونٹ تنفر آمیز انداز میں سکڑ گئے۔

"نہیں ۔۔۔ کچھ مت کہو۔ تمہاری سزا کا فیصلہ بعد میں ہوگا ۔۔۔ فوری طور پر کچھ لوگوں کو محل کی طرف روانہ کر دو ۔۔۔ ان کو ھدایت کر دو کہ وہ محل اور اس کے خفیہ راستے کی ناکہ بندی کر دیں ۔۔۔"

"میں ابھی ایک دستہ روانہ کئے دیتا ہوں ۔۔۔"

"ٹھیک ۔۔۔ اور اب پہلے سے زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے ۔۔۔ میں بھی آ رہی ہوں ۔۔۔"

پھر جواب سنے بغیر ہی اُس نے رابطہ ختم کر دیا تھا ۔۔!

○

○

وہ لوگ خموشی سے گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے۔!
اور اُن کے سامنے اسکرین پر تھریسیا کے سیاہ پوش چاروں طرف انھیں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔
وہ سب ہی مسلح تھے اور ان کی تعداد کا اندازہ آسانی سے نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ وہاں اب دن کی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ایسی ہی کہ خس و خاشاک میں گری ہوئی سوئی تک تلاش کر لی جائے۔
"عمران۔" چوہان نے کہا۔ "ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیئے۔"
"کیوں۔؟" نعمانی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ گاڑی کے باہر کس تندہی سے ہماری تلاش جاری ہے۔"

"دیکھ رہا ہوں ۔۔" چوہان نے کہا۔ "لیکن یہ بھی سوچ رہا ہوں کہ اگر وہ لوگ گاڑی کی طرف متوجہ ہو گئے تو چوہوں کی طرح پکڑ لیتے جائیں گے۔"

"وہ اس طرف متوجہ نہیں ہو سکتے ۔۔"

"وہ کیوں ۔۔؟"

عمران کی آواز پر وہ چونکے تھے۔

"نہیں اس طرف کا دھیان ہی نہیں آ سکے گا ۔۔"

"میں کہتا ہوں ۔۔ کیا تم اس گاڑی کو ڈرائیو نہیں کر سکتے ۔۔؟"

"کر سکتا ہوں ۔۔ مگر اس سے تمہارا مطلب ۔۔؟"

"یہاں سے نکل چلو وہ لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے ۔۔"

"احمق ہو ۔۔"

عمران نے الوؤں کی طرح دیدے نچاتے ہوئے کہا۔

"وہ ایک فائر کریں گے اور میرے ہونے والے بچے زندگی بھر گاتے پھریں گے میرے ابا کے ٹکڑے ہزار ہوئے کوئی یہاں گرا ۔ کوئی وہاں گرا ۔۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو ۔۔" چوہان نے پوچھا۔

"وہ جو تم سمجھ نہیں رہے ۔۔"

"عمران وضاحت کرو ۔۔ کیا ہم اس گاڑی کے ذریعے نہیں بھاگ سکتے؟"

"آہا ۔۔!" عمران چہکا ۔ بھاگ سکتے ہیں اتنی تیزی سے بھاگ سکتے ہیں کہ کوئی ہمیں پکڑ بھی نہ سکے گا ۔۔"

"پھر کیوں دیر کر رہے ہو ۔۔ اگر ان لوگوں کو یہ شبہ ہو گیا کہ ہم اس گاڑی میں

چھپے ہوئے ہیں۔ تو جانتے ہو کیا ہوگا۔؟"

"کچھ ہو یا نہ ہو ۔۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ میرے بال بچے کم از کم یتیم و اسیر ہرگز نہیں ہونگے۔ ان کے سر پر سایہ سلامت رہے گا۔"

"کس جنگلی۔۔۔۔"

الفاظ اس کے منہ ہی میں رہ گئے تھے۔ اسپیکر سے زوں زوں کی آواز سنائی دی تھی۔

عمران ایک لمحے کے لئے چونکا تھا۔ پھر اس نے چھت کی طرف دیکھا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ سوئچ بورڈ پر نظریں دوڑانے لگا۔ ایک لیور پر اسے دو ننھے کانٹے نظر آیا۔ اس نے لیور کو آہستہ آہستہ گھمانا شروع کر دیا۔ فوراً ہی اسکرین پر نظر آنے والا منظر کھسکنے لگا۔

اب ایک اور منظر وہاں اُبھر رہا تھا!

"یہ حیرت انگیز مشین ہے عمران صاحب ۔۔"

صفدر نے اس کے قریب سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر لگی ہوئی تھیں اب وہ میدان میں اس جگہ کا منظر دیکھ رہے تھے جہاں اڑن طشتریاں آکر رکا کرتی تھیں۔

وہاں اس وقت ایک اڑن طشتری رکی ہوئی تھی۔ پھر اس میں سے دو سیاہ پوش برآمد ہوئے اور اس کے پیچھے۔۔۔۔ عمران نے طویل سانس لی۔ اور سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"میرے بچے اب پیدا ہونے سے پہلے ہی یتیم ہو جائیں گے۔"

"کیا مطلب ؟"

چوہان نے پوچھا اور سکرین کو دیکھنے لگا۔ پھر ان سب ہی کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔

اڑن طشتری سے دو سیاہ پوشوں کے بعد اترنے والی ہستی تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔

اس کے جسم پر سفید رنگ کا گون تھا۔ اور سر پر اسکارف بندھا ہوا تھا۔ سرخ لبادے والا اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔ عمران کو اس بات پر بھی حیرت تھی کہ اس اسکرین پر ہر چیز اپنے اصل رنگ میں نظر آتی تھی۔ جیسے کہ سیاہ پوشوں کے ہیڈ کے لبادے کا رنگ سرخ تھا اور وہ اسی سرخ رنگ میں نظر آرہا تھا۔

تھریسیا اب تیزی سے ایک جانب بڑھ رہی تھی۔ پھر وہ ایک عمارت کی آڑ میں غائب ہوگئی۔ اسی لمحے عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ اور وہ سب چونک کر اُسے دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا ہے آپ کو۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"نمونیہ۔ دفتر ڈیر۔ نمونیہ۔ دیکھا نہیں وہ محبوبہ دل گداز.... لاحول ولا قوۃ.... دل رفتار.... نہیں کیا.... کہتے ہیں اُسے.... محبوبہ.... دل دل.... رباب...."

"آپ شاید دلنواز کہنا چاہتے ہیں۔" صفدر نے جملہ پورا کر دیا۔

"او۔ ہاں۔ یاد آگیا۔ وہ محبوبہ دل نواز برف کا لباس پہنے

ہوتے تھی۔ اب اگر اس نے برف کا لباس پہن رکھا ہے تو کیا مجھے چھینک بھی نہیں آئیگی جبکہ مار مجنوں کو پڑتی تھی اور چوٹ لیلیٰ کے لگتی تھی۔"

"اب وہ زمانہ نہیں رہا۔"

"کیوں نہیں رہا۔ رہنا چاہیئے۔ جب محبت کرنے والے ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں تو وہ زمانہ کیسے بدل سکتا ہے۔"

"عمران صاحب پلیز۔"

صفدر نے عمران کی توجہ اسکرین کی طرف مبذول کرائی۔ تھریسیا جس اڑن طشتری میں آئی تھی وہ اب واپس فضا میں بلند ہو چکی تھی۔ عمران سوچ رہا تھا کہ تھریسیا کی آمد خطرے کی گھنٹی ھی ہو سکتی ہے۔ اگر وہ اس جانب آئی تو سب پہلے اس گاڑی کی تلاشی لے گی۔ وہ ان لوگوں کی طرح کُند ذہن تو نہیں تھی۔

پھر۔؟

وہ بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے پیور گھما کر گاڑی کے آس پاس کا جائزہ لیا۔ اس طرف اب ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔ تلاشی کا زور دوسری جانب تھا۔

وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر سیٹ سے اٹھا۔ اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

پھر دروازہ آہستگی سے بند کر کے وہ جھاڑیوں کی آڑ سے دیکھنے لگا۔ ان کی تعداد تین تھی۔ جو کافی فاصلے سے خاردار تاروں کی باڑھ کے باہر دیدبنوں

سے دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

اس نے جیب سے ایک ہینڈ گرینیڈ نکالا۔ پھر اس کی پن نکال کر پوری قوت سے تاروں کی باڑھ کی طرف اچھال دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ دھماکہ ہوتا وہ دوسرا گرینیڈ بھی نکال چکا تھا۔ پہلے گرینیڈ کا دھماکہ ہوا اور اس نے دوسرا گرینیڈ میدان کی سمت اچھال دیا۔

پھر دروازہ کھولا اور اندر گھس گیا۔

اسکے عقب میں دوسرا دھماکہ ہوا تھا۔ اور اسکے بعد ہی وہاں سائرن بجنے لگے تھے۔ اتنی دیر میں عمران بورڈ کے سامنے سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ اس نے اس لیور کو دبانا شروع کر دیا جس کے دبنے کے بعد سین بدل جاتا تھا۔ اب وہ خاردار تاروں کی باڑھ کو دیکھ رہا تھا۔ جو کئی جگہ سے ٹوٹ گئی تھی۔ اس نے ایک اور لیور دبایا اور اسٹیرنگ پر گرفت سخت کر دی۔

گاڑی ہلکے سے جھٹکے سے آگے بڑھی تھی۔ پھر اس کی رفتار بڑھتی ہی چلی گئی۔

عمران کی نگاہیں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس میں راستے کا عکس نظر آ رہا تھا۔ اُسے سب سے بڑی حیرت اس بات پر تھی کہ اندھیرا ہونے کے باوجود وہ راستے کو اُسی طرح دیکھ رہے تھے جیسے دن کی روشنی میں نظر آتا ہے۔ اس نے یہ تو سن رکھا تھا کہ کچھ سائنسداں اس قسم کی ایک دوربین ایجاد کرنے کی فکر میں ہیں جو اندھیرے میں بھی روشنی کی طرح دیکھ سکے۔

مگر۔ اس وقت تو وہ چیز عملی طور پر اس کے سامنے تھی۔ اس نے

رفتار ہلکی کرتے ہوئے سکرین پر نظر ڈالی۔ راستہ کافی دُور تک صاف تھا۔ مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے اس نے اس لیور کو حرکت دی جس سے اسکرین پر سین تبدیل ہوتے تھے۔

اب وہ اپنے عقب کا جائزہ لے رہا تھا۔

دور بہت دور سے کوئی چیز متحرک نظر آ رہی تھی۔ سیاہ سی کوئی چیز!

اس نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اس "چیز" کو سمجھ گیا ہو۔ اس نے لیور کو حرکت دی اور اسکرین پر پھر راستہ نظر آنے لگا۔

رفتار پھر تیز ہو گئی تھی وہ اس گاڑی کو ڈاج دینا چاہتا تھا جو تعاقب میں آ رہی تھی!

وہ بھی اسی طرح کی گاڑی تھی جس میں وہ سفر کر رہے تھے۔ ایک موڑ پر جیسے ہی گاڑی مڑی اس نے اسٹیرنگ گھما دیا اور گاڑی جھاڑیوں کے جھنڈ میں گھس کر انہیں روندتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

اب وہ بہت ہوشیاری سے اسٹیرنگ کر رہا تھا۔ کسی بھی لمحے گاڑی کسی درخت کے تنے سے ٹکرا کر جان لیوا حادثے کا سبب بن سکتی تھی۔ اس نے ایک مرتبہ پھر عقبی حصے کا جائزہ لیا۔

دور تک درختوں اور جھاڑیوں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آیا تھا۔ اس نے رفتار پھر تیز کر دی۔

اب وہ اندازے سے اس سمت بڑھ رہا تھا جس طرف بلیک وومن بلیں

تھا۔ کچھ دیر بعد آتے دور پیلس کی عمارت نظر آنے لگی تھی۔

اس نے گاڑی کا رُخ پیلس کے عقبی حصّے کی طرف کر دیا۔ اس طرف ہی وہ خفیہ راستہ تھا جہاں سے اندر داخل ہوا جاتا تھا۔

جیسے ہی گاڑی رُکی۔ چار سیاہ پوش مختلف سمتوں سے نکل کر گاڑی کے سامنے آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں لیکن انداز سے یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ وہ حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

پھر عمران نے ان کو سلوٹ کرتے دیکھا۔ اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ لوگ گاڑی کو دیکھ کر یہی سمجھے تھے کہ شاید تھریسیا آئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک اور خیال بھی ابھرا تھا۔

جوزف اور شاہدہ کا خیال۔

اس نے گردن کو جھٹکا اور سیٹ سے اُٹھ گیا۔

"وہ چار ہیں۔" عمران نے کہا۔ "جیسے ہی دروازہ کھلے ان کو کور کرنے کی کوشش کرنا۔ خبردار۔ ذرہ بھر آواز نہ ہو۔" عمران نے اُن لوگوں کو تنبیہہ کی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔"

ان لوگوں نے گنیں سنبھالتے ہوئے کہا۔ عمران نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ پھر اس سے پہلے کہ چاروں سیاہ پوش چونکتے اس نے بلند آواز میں کہا تھا۔

"تشریف لائیے مادام۔"

مادام کا نام سُن کر سیاہ پوش چونکے تھے۔ پھر وہ قریب آ گئے اور اسی لمحے چوہان، نعمانی اور صفدر نے تیزی سے باہر نکل کر انہیں کور کر لیا۔
"آواز نکلی ۔۔۔ اور جسم میں روشندان پیدا ہوئے ۔۔۔ ہاں ۔۔۔؟"
عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔
وہ لوگ خاموش ہی رہے تھے اس غیر متوقع حادثے نے ان کی سوچنے سمجھنے کی قوت منجمد کر دی تھی۔ انہیں یہ توقع ہی نہیں ہو سکتی تھی کہ اس گاڑی سے تھریسیا کی بجائے کوئی اور برآمد ہو گا۔
چند ہی لمحے کے اندر اندر ان لوگوں کو باندھ کر ڈال دیا گیا تھا۔ عمران کو اب سب سے بڑی فکر جوزف اور مشاہدہ کی تھی۔
ان دونوں کو وہ اس محل کے تہہ خانے میں چھوڑ گیا تھا اور اسکے ساتھ ہی جوزف کو یہ ہدایت بھی دی گئی تھی کہ وہ ہر حالت میں اس جگہ کی حفاظت کرے اور اسے تھریسیا کے قبضے میں نہ جانے دے۔
اب اس صورت میں جبکہ چار سیاہ پوش یہاں موجود تھے ۔۔۔ یہ ناممکن نہیں تھا کہ وہ دونوں تھریسیا کے آدمیوں کے قبضے میں چلے گئے ہوں ۔۔۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہوتا کہ یہ لوگ محل پر قبضہ کر لیتے ۔۔۔؟
ان چاروں کو اسی حالت میں گاڑی میں ڈال دیا گیا اور اُسے بند کر کے وہ احتیاط سے آگے بڑھنے لگے ۔۔۔ جھاڑیوں سے چند گز آگے بڑھ کر عمران ایک گھنے درخت کے قریب رک گیا۔
یہاں ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا تھا ۔۔۔ یہ پتھر کافی بڑا تھا۔ اتنا بڑا کہ

اگر کچھ اور بڑا ہوتا تو چٹان کہا جا سکتا ۔

عمران درخت کے قریب جھک گیا ۔ اب وہ اس کی جڑ ٹٹول رہا تھا پھر انہوں نے ہلکی سی سرسراہٹ سنی تھی ۔ دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑے ۔!

وہ تختہ آہستہ آہستہ سرک رہا تھا ۔ پھر وہ ایک طرف ہٹ گیا اور اندر جانے کے لئے زینے نظر آنے لگے ۔

عمران کے اشارے پر وہ ایک ایک کرکے اندر اتر گئے ۔ دس سیڑھیاں تھیں ۔ اگر ان کے پاس ٹارچیں نہ ہوتیں تو ان میں سے ایک آدھ ضرور گر کر ہاتھ پیر توڑ بیٹھتا ۔ وہ ایک سرنگ کا دہانہ تھا جہاں سیڑھیاں ختم ہوئی تھیں ۔ اوپر نظر آنے والی خلا بند ہو چکی تھی ۔

غالباً عمران نے نیچے پہونچکر اس میکینزم کو حرکت دی تھی جس کے ذریعے خلا کو بند کیا جاتا ہے ۔

وہ چلتے رہے ۔!

اب عمران سب سے آگے تھا ۔ اس کے عقب میں چوہان پھر نعمانی اور اس کے بعد صفدر تھا ۔

وہ ہر لمحہ کسی بھی امکانی خطرے سے نپٹنے کے لئے پوری طرح سے تیار تھے کچھ دیر بعد انہیں روشنی نظر آئی تھی ۔ یہ ایک موڑ تھا ۔ وہ دیوار سے چپک گئے ۔

پھر جیسے ہی عمران موڑ کے سرے پر پہونچا ۔ ایک ٹارچ روشن

ہوئی اور ساتھ ہی کسی کی کرخت آواز بھی ابھری۔

" ہالٹ — جس جگہ ہو اسی جگہ کھڑے رہو — میرے ہاتھ میں گن ہے اور تم صرف چار ہو۔"

لہجہ سرد اور سفاکی سے بھرپور تھا۔ ٹارچ کی روشنی کے ہالے میں انھیں گن بھی نظر آئی تھی۔ عمران کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ ابھری تھی اسی لمحے ٹارچ کی روشنی بجھ گئی اور انھیں جوزف کی آواز سُنائی دی۔

" اوہ — یہ تم ہو باس ..... میں سمجھا وہ خبیث ہیں —"

" وہ خبیث کون —؟"

عمران نے کہا۔

" تو کس کی بات کر رہا ہے پیارے — یہاں کوئی دوسرا خبیث نہیں ہے —"

" میں ان کی بات کر رہا ہوں باس — جنہوں نے اندر گھسنے کی کوشش کی تھی۔"

" اب وہ کہاں ہیں —؟"

" قید میں باس — میں نے انھیں بیہوش کر کے ایک جگہ بند کر دیا ہے۔"

" گڈ — بتا کس طرف ہیں وہ ..؟"

جوزف ان کی راہ نمائی کرنے لگا —

اب اس نے دیوار میں لگی ہوئی ایک مشعل بھی ہاتھ میں لے لی تھی اور

انکے آگے چل رہا تھا۔

"یہ مشعل کیوں جلا رکھی ہے۔؟"

"انھیں پھانسنے کے لئے باس۔"

جوزف نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"تم نے دیکھا۔ میں نے کس آسانی سے ان چاروں کو کور کرلیا تھا۔"

"ہاں۔!"

عمران نے سر ہلا دیا۔

"یہاں پہونچکر تو عقلمند کی دم بنگیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کوئی خبیث روح تیرے جسم میں حلول کرگئی ہے۔"

"باس۔ ایسی بد دعا مت دیا کرو۔" جوزف نے چلتے چلتے رک کر کہا تھا۔

"چلتا رہ۔ رُکا مت کر۔"

جوزف آگے بڑھنے لگا۔ اس نے منہ ہی منہ میں کچھ کہا تھا۔ جسے ان میں سے کوئی بھی نہ سن سکا تھا۔

بیس پچیس گز آگے بڑھنے کے بعد سرنگ ختم ہوگئی۔ اب وہ جس جگہ تھے۔ وہاں چار سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ وہ سیڑھیاں طے کر کے اوپر آگئے۔ یہ ایک چھوٹا سا چوکور کمرہ تھا۔ جس کی داہنی سمت ایک دروازہ نظر آرہا تھا۔ وہ اس دروازے سے باہر نکل آئے۔ اب وہ جس جگہ

کمرے تھے وہ راہداری بھی کہلا سکتی تھی۔ اس میں دونوں طرف دروازے بنے ہوئے تھے۔ چار دروازے جن میں سے ایک میں سے وہ باہر آئے تھے۔ راہداری کے اختتام پر ایک زینہ نظر آ رہا تھا۔

اُن تینوں نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔

مہذب دنیا سے اتنی دور۔ اتنے تاریک اور گھنے جنگل میں ایک ایسی عمارت کا وجود ان کے لئے یقیناً حیرت کا باعث تھا۔ جس میں جدید طرز کی عمارتوں کی طرح سے تہہ خانے بھی ہوں اور ان کے خفیہ راستے بھی۔

"وہ کہاں ہے۔؟"

عمران نے جوزف سے سوال کیا۔

"کون باس۔؟" جوزف جو کہ کسی خیال میں غرق تھا چونک کر بولا۔

"تیری اماں جان۔"

"اوہ باس۔ تم مسی کو پوچھ رہے ہو۔ وہ اوپر بڑے ہال میں ہے۔!"

"اور تو اُسے اکیلا چھوڑ کر یہاں آیا تھا۔؟" عمران نے غرا کر پوچھا۔ لیکن یہ غراہٹ بھی ایسی ہی تھی کہ دیکھنے والوں کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آتے۔

"باس۔ اوپر ہال میں جنگلی بھرے ہوئے ہیں اس لئے مسی کا وہاں ہونا ضروری تھا۔ اور یہاں میرا۔ ورنہ وہ لوگ یہاں قابض ہو جاتے۔"

"ہونہہ ۔۔ وہ تیرے سسرالی کتنے ہیں ۔ ؟"

"دو سو کے قریب ۔" جوزف منہ بنا کر بولا

"ابے اتنے بڑے بڑے منہ کیوں بنا رہا ہے ۔" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے کہا تھا ۔

"کیا وہ تجھے پھانسی دینے آئے ہیں ۔ ؟"

"باس ۔۔ میں عورت سے دور بھاگتا ہوں ۔۔ اور تم مجھے ...."

"اچھا بس ۔۔!"

عمران ہاتھ اٹھا کر بولا ۔

"زیادہ کڑکڑ کرے گا تو ذبح کر کے کھا جاؤں گا ۔ کئی وقت کا بھوکا ہوں ۔!"

"باس ۔ گوشت لاؤں ۔ ؟"

"ابے ۔ !"

عمران نے اُسے گھورا ۔

"کیا تو بھی آدم خور بن گیا ہے ۔۔ ؟"

"نہیں باس ۔۔"

"پھر ۔ گوشت اور اس جنگل میں ۔۔ ؟"

"باس ۔۔ میں نے مستی کے ذریعے ان جنگلیوں سے خرگوش منگوائے تھے ۔ !"

"اور ان کو اپنا ذل جلا کر بھونا ہے ۔"

"نہیں باس — محل ہی میں آتشدان ہے اور ایک لوہے کی سلاخ بھی، میں نے انھیں حلال کر کے بھون کر کھایا ہے —"

"اچھا — لیکن تیرے ہاتھ کا حلال کیا ہوا ہی کھا سکتا ہے جس کے پیر کے نیچے انڈا آکر ٹوٹ گیا ہو اور . . . ."

"بب .... باس — اب اور کچھ مت کہنا"

جوزف اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"میں نے کئی خرگوش زندہ رکھ چھوڑے ہیں — تم انہیں بھون کر کھا سکتے ہو — !"

"اچھا — اب اوپر چلے گا یا یہاں کھڑے رہ کر بک بک کئے جائیگا"

"چلو باس — میں ان جنگلیوں کو ہینڈل کر سکتا ہوں —"

"کیوں نہیں کرے گا —"

عمران نے سر ہلایا۔

"وہ تیرے سسرالی ہیں نا —"

لیکن جوزف نے اس مرتبہ رائے زنی نہیں کی — وہ مشعل لیئے آگے بڑھتا رہا —

زینے طے کر کے وہ ایک چھوٹی سی کوٹھری میں آئے۔ پھر وہاں سے وہ ایک ہال میں نکل آئے — یہاں پہونچتے ہی ان کو اس طرح کی آوازیں سُنائی دی تھیں جیسے سینکڑوں آدمی زور زور سے بول رہے ہوں لیکن ان کی زبان کا ایک لفظ بھی وہ نہیں سمجھ سکے تھے

"یہ کیا بک رہے ہیں ۔"

"اپنا بھجن گا رہے ہیں باس ۔"

"لیکن یہ یہاں جمع ہی کیوں ہوئے تھے ۔؟"

"میں نے معلوم کیا تھا باس ۔ ان کے سردار کا کہنا ہے کہ دوسرے قبیلے والوں نے ان کی ایک عورت اٹھالی ہے اور یہ ان پر حملہ کی اجازت مانگ رہے ہیں ۔"

"پھر ۔ تو نے کیا کہا ۔"

"میں کیا کہتا باس ۔؟ آپ کی اجازت لینی ضروری تھی ۔"

"او شب دیجور کی اولاد ۔"

عمران اس کو گھونسہ دکھا کر بولا ۔

"اگر کچھ نہیں کہا تو وہ اب تک یہاں کیا کر رہے ہیں ۔؟"

"اوہ ۔ وہ ۔ باس ! میں نے یہی کہا تھا کہ جب تک دوسرا حکم نہ ملے عبادت کئے جاؤ ۔ دیوی خوش ہو کر تمہیں فتح و نصرت بخشے گی ۔ اور تمہارے سروں پر عقاب کا سایہ ہوگا ۔"

"اور تیرے سر پر کیا ابابیل کا سایہ ہے ۔"

"باس ۔ ایسی باتیں مت کیا کرو ۔"

"کیوں ۔؟"

"ان باتوں سے سرکنڈوں کی جھاڑیوں میں چھپی ہوئی بلائیں آزاد ہو کر حملہ کر بیٹھتی ہیں ۔"

"اچھا — پھر تو میں ضرور کھوں گا —"

"باس —" جوزف نے کہنا چاہا۔

مگر —!

ٹھیک اسی لمحے اُسے انگوٹھی ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور وہ ہاتھ اٹھا کر پیچھے ہٹ گیا۔

پھر نگینے کو پش کر کے انگوٹھی کان سے لگالی۔

"اٹ از — بلیک زیرو سر —" دوسری جانب سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"آپ اس وقت کہاں ہیں —؟"

"کوئی خاص بات —؟"

عمران نے دبے لہجے میں پوچھا۔

"یس سر —!"

بلیک زیرو نے کہا۔

"بلیک وومن پیلس کے قرب و جوار میں پراسرار قسم کی نقل و حرکت جاری ہے — اور وہ لوگ محل کی جانب بڑھ رہے ہیں —"

"وہ کون ہو سکتے ہیں —؟"

"سیاہ پوش — ان کے ساتھ ایک عجیب و غریب گاڑی بھی ہے دور سے دیکھنے پر وہ جھاڑیوں کا جھنڈ معلوم ہوتی ہے اسی کے عقب میں تقریباً دس پندرہ سیاہ پوش پیشقدمی کر رہے ہیں —"

"اندازاً وہ محل سے کتنے فاصلے پر ہونگے۔"

"تقریباً دو فرلانگ جناب۔ ڈھائی فرلانگ پہلے وہ سیاہ پوش گاڑی میں سے نکلے تھے اور اب اسی کی آڑ میں آگے بڑھ رہے ہیں۔"

"تمہیں یقین ہے کہ ان کی تعداد پندرہ سے زائد نہیں ہو سکتی؟"

"گاڑی کے عقب میں جو لوگ ہیں انکی تعداد اتنی ہی ہے جناب اس کے اندر کتنے ہیں۔ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"ان کا رخ محل کے کس حصے کی جانب ہے۔؟"

"عقبی سمت میں جناب۔"

"اور تم کس طرف ہو۔؟"

"میں ان سے صرف بیس گز کے فاصلے پر ایک درخت پر موجود ہوں۔"

"گاڑی نظر آنے کے کتنی دیر بعد تم درخت پر چڑھے تھے؟"

"میں شروع ہی سے درخت پر تھا۔ گاڑی بعد میں نظر آئی تھی۔"

"گڈ۔ بہت ہوشیاری کی ضرورت ہے بلیک زیرو۔ اس گاڑی کو ڈرائیو کرنے والا ویژن اسکرین پر سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔"

"باس۔ میں درخت پر ہوں اور پھر تاریکی بھی ہے۔"

"تاریکی۔" عمران دھیرے سے ہنسا۔ "اس گاڑی کے لئے تاریکی اور روشنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسکے سکرین پر تاریکی میں ڈوبی ہوئی چیزیں

بھی دن کی روشنی کی طرح صاف نظر آتی ہیں۔ اس لئے بہت محتاط رہو۔ بلکہ جب تک وہ تمہارے سامنے سے گذر کر ایک فرلانگ دور نہ نکل جائے اپنی جگہ پر رہو۔"

"جو حکم جناب۔!"

"جولیا۔ صدیقی اور خاور کہاں ہیں۔؟"

"وہ تینوں ایک اور محفوظ جگہ پر پہونچا دیئے گئے ہیں۔ بلیک زیرو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ لوگ وہاں ٹھہرتے تو سیاہ پوشوں کی لاشوں کی موجودگی کی وجہ سے ان کا وہاں رہنا خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ تلاش کرنے والے آسانی سے ان کو پا لیتے۔ اسی لئے میں نے بہی مناسب سمجھا کہ ان لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا جائے۔"

"تم نے ٹھیک کیا۔" عمران نے کہا۔ "وہ لوگ محل سے کتنے فاصلے پر ہونگے۔"

"وہ محل کے سامنے پہاڑیوں پر پہلے والی جگہ سے دو فرلانگ کے فاصلے پر ہیں اور ہر لمحے محل پہنچ سکتے ہیں۔"

"گڈ۔ ان کو اشارہ دے دو۔ اور خود بھی گرد و پیش سے ہوشیار رہو اس موقعے پر ذرا سی بھی بے احتیاطی جان لیوا ثابت ہو گی۔"

"بہت بہتر جناب۔" عمران نے جواب سنکر سلسلہ منقطع کر دیا۔!

O

○

تھریسیا بڑی بیقراری سے کمرے میں ٹہل رہی تھی - ماتھے پر پڑی ہوئی شکنیں اس بات کی غماز تھیں کہ وہ کسی گہری سوچ اور اضطراب میں مبتلا ہے - بار بار وہ اپنے سر کو اس طرح جھٹکے دے رہی تھی جیسے کسی خیال کو ذہن سے جھٹک دینا چاہتی ہو -!

دفعتاً دروازہ کھلا اور سرخ لبادے میں ملبوس ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا -

"کیا رپورٹ ہے ---؟" تھریسیا نے اُسے دیکھتے ہی پوچھا تھا لیکن اب اسکے چہرے پر اضطراب تھا اور نہ ہی تھوڑی دیر قبل پائی جانے والی بے چینی - اس کے چہرے پر نظر آنے والے سکون کو دیکھ کر کہا جا سکتا تھا کہ وہ عرصہ دراز سے ایسی ہی مطمئن اور بشاش

چلی آرہی ہے۔

"محل کا گھیراؤ کر لیا گیا ہے مادام۔ ہمارے آدمیوں نے جنگل کے چھ فرلانگ کے ایریے کو اپنے انڈر میں لے لیا ہے اور اب پرندہ بھی اجازت کے بغیر پر نہیں مار سکتا۔"

"تم انتظامات سے مطمئن ہو۔؟"

"یس مادام۔ میں نے اپنے بہترین آدمی وہاں بھیجے ہیں۔"

"اور تمہارے بہترین آدمی اسکے ہاتھوں مارے جا رہے ہیں۔ تھریسیا سرخ لبادے والے کے چہرے کی جانب دیکھتی ہوئی طنزیہ لہجے میں بولی۔

"مادام۔ میں اس غلطی کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے عمران کو سمجھنے میں غلطی کی تھی۔ دراصل یہ اس کی صورت کا قصور ہے کہ چالاک سے چالاک آدمی بھی دھوکہ کھا جاتا ہے۔"

"بکومت۔ میں نے تمہیں بکواس کرنے کے لئے نہیں بلایا۔"

"یس مادام۔"

وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

"اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ خفیہ راستے کے ذریعے محل میں داخل ہو کر دیوی والے ہال تک پہونچ جائیں۔"

"یہ ممکن نہیں مادام۔" وہ جھجکتے ہوئے بولا۔

"کیوں۔؟"

تھریسیا کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔!

"اس لیے کہ خفیہ راستے پر ہمارا قبضہ نہیں ہے۔"

"کچھ دیر قبل تم نے کیا رپورٹ دی تھی۔؟" تھریسیا غصیلے لہجے میں بولی۔ اس کی آگ برساتی ہوئی آنکھیں اس کے چہرے پر گڑی جا رہی تھیں۔

"مجھے یہی رپورٹ ملی تھی مادام۔ اُن دُونوں نے یہی کہا تھا کہ وہ سرنگ میں داخل ہو کر زینے تک پہونچ گئے ہیں۔ اب دوسروں کو بھی اندر داخلے کا اشارہ دیدو۔"

"اس کے بعد۔؟"

تھریسیا کے لہجے میں سفاکی تھی۔

"میں نے سگنل کے ذریعے ان لوگوں کو اندر داخلے کے لئے حکم دیا تھا اس کے بعد سے ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔"

"اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ دروازہ کھولکر اندر داخل ہو جائیں۔"

"یہ بھی کر دیکھا گیا ہے مادام۔ دروازے کا میکنیزم شاید ناکارہ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ بار بار کی کوششوں کے باوجود خفیہ دروازے نمودار نہیں ہو سکا اور میرے ساتھیوں کو مایوسی ہوتی ہے۔"

"ہونہہ۔!"

تھریسیا نے سر ہلایا۔ اس کے ماتھے پر بیشمار شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور وہ بار بار سر جھٹک رہی تھی۔ چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر سرخ لبادے والے کو گھورتے ہوئے بولی۔

"دروازے کو ڈائینامائیٹ سے اڑا کر اندر داخل ہو جاؤ۔ میں ہر حالت میں محل پر قبضہ چاہتی ہوں۔"

"بہت بہتر مادام ۔۔۔ میں ابھی اطلاع کئے دیتا ہوں۔"

سرخ لبادے والے نے کہا اور ادب سے سر جھکا کر سلام کرتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھریسیا اب اُس میز کے پاس کھڑی کچھ سوچ رہی تھی جس پر سنہری اسفنج والا اور گول گھومنے والی گیند نما ٹرانسمیٹر رکھے ہوئے تھے۔ بار بار اس کا ہاتھ گیند کی طرف بڑھتا اور پھر وہ جھجک جاتی۔ اسکے ذہن میں عمران کی طرف سے لاوا پک رہا تھا!

وہ سوچ رہی تھی کہ اسے پہلے ہی دن عمران کو ختم کر دینا چاہیئے تھا۔ تاکہ یہ جھگڑے اور مشکلات نہ درپیش ہوتیں اور وہ سکون و آرام سے زیرو لینڈ پلان کی تکمیل کرتی رہتی۔

اب اس کے زندہ بچ رہنے اور پے درپے نقصانات کے بعد اس بات کا قوی امکان تھا کہ اس سے اس سلسلے میں باز پرس ضرور ہوگی۔ یہ ضرور تھا کہ وہ زیرو لینڈ کی سب سے عظیم اور اہم ہستیوں میں سے ایک تھی۔

مگر ۔۔۔!

یہ اُسی کے ملک کا قانون تھا کہ چھوٹے سے چھوٹا آدمی بڑے سے بڑے آفیسر سے کسی بھی کام کے سلسلے میں جواب طلب کر سکتا ہے۔

گذشتہ دنوں اُسے اطلاع مل گئی تھی کہ عمران کے سلسلے میں عنقریب اس سے

"اس لیے کہ خفیہ راستے پر ہمارا قبضہ نہیں ہے۔"

"کچھ دیر قبل تم نے کیا رپورٹ دی تھی۔؟" تھریسیا غصیلے لہجے میں بولی ۔۔ اس کی آگ برساتی ہوئی آنکھیں اس کے چہرے پر گڑی جا رہی تھیں۔

"مجھے یہی رپورٹ ملی تھی مادام۔۔۔ ان دونوں نے یہی کہا تھا کہ وہ سرنگ میں داخل ہو کر زینے تک پہونچ گئے ہیں ۔۔ اب دوسروں کو بھی اندر داخلے کا اشارہ دیدو۔"

"اس کے بعد۔۔؟"

تھریسیا کے لہجے میں سفاکی تھی۔

"میں نے سگنل کے ذریعے ان لوگوں کو اندر داخلے کے لئے حکم دیا تھا اس کے بعد سے ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔"

"اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ دروازہ کھولکر اندر داخل ہو جائیں۔"

"یہ بھی کر دیکھا گیا ہے مادام ۔۔۔ دروازے کا میکنزم شاید ناکارہ کر دیا گیا ہے ۔۔ اس لئے کہ بار بار کی کوششوں کے باوجود خفیہ دروازے نمودار نہیں ہو سکا اور میرے ساتھیوں کو مایوسی ہوتی ہے۔"

"ہونہہ۔۔!"

تھریسیا نے سر ہلایا۔ اس کے ماتھے پر بیشمار شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور وہ بار بار سر جھٹک رہی تھی۔ چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر سرخ لبادے والے کو گھورتے ہوئے بولی۔

"دروازے کو ڈائنامائیٹ سے اڑا کر اندر داخل ہو جاؤ — میں ہر حالت میں محل پر قبضہ چاہتی ہوں —"

"بہت بہتر مادام — میں ابھی اطلاع کیے دیتا ہوں —"

سرخ لبادے والے نے کہا اور ادب سے سر جھکا کر سلام کرتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھریسیا اب اُس میز کے پاس کھڑی کچھ سوچ رہی تھی جس پر سنہری اسفنج والا اور گول گھومنے والی گیند نما ٹرانسمیٹر رکھے ہوئے تھے۔ بار بار اس کا ہاتھ گیند کی طرف بڑھتا اور پھر وہ جھجک جاتی۔ اسکے ذہن میں عمران کی طرف سے لاوا پک رہا تھا!

وہ سوچ رہی تھی کہ اسے پہلے ہی دن عمران کو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ تاکہ یہ جھگڑے اور مشکلات نہ درپیش ہوتیں اور وہ سکون و آرام سے زیرو لینڈ پلان کی تکمیل کرتی رہتی۔

اب اس کے زندہ بچ رہنے اور پے در پے نقصانات کے بعد اس بات کا قوی امکان تھا کہ اس سے اس سلسلے میں بازپرس ضرور ہوگی۔ یہ ضرور تھا کہ وہ زیرو لینڈ کی سب سے عظیم اور اہم ہستیوں میں سے ایک تھی۔

مگر — !

یہ اُسی کے ملک کا قانون تھا کہ چھوٹے سے چھوٹا آدمی بڑے سے بڑے آفیسر سے کسی بھی کام کے سلسلے میں جواب طلب کر سکتا ہے۔

گذشتہ دنوں اُسے اطلاع مل گئی تھی کہ عمران کے سلسلے میں عنقریب اس سے

جواب طلب ہی ہو گی۔

پھر وہی ہوا بھی تھا!

اس سے عمران کے بارے میں جواب طلب کیا گیا تھا۔ اس کے تاریک جزیرے پر آنے کے مقصد کے بارے میں معلومات طلب کی گئی تھیں اور اس صورت میں جبکہ عمران اور اسکے ساتھی وہاں آنے کا مقصد نہ بتائیں انہیں پروفیسر والٹن کے سپرد کر دینے کے لئے کہا گیا تھا۔

لیکن اب نہ تو پروفیسر والٹن ہی تھا اور نہ ہی ڈگلس۔ ان کے بارے میں بھی اس سے یقیناً جواب طلب کیا جانے والا تھا۔ اور وہ سوچ رہی تھی کہ ان کو اس سلسلے میں کیا جواب دے گی۔ کس طرح مطمئن کر سکے گی۔ وہ دونوں ہی اہم تھے ایک ذہین سراغرساں تھا اور دوسرا اعلیٰ درجے کا مانا ہوا سائینسدان پروفیسر والٹن سراغرساں کے ساتھ ہی سائنسدان بھی تھا اور اس نے کئی حربے زیرولینڈ کو دیئے تھے۔ اس کو زیرولینڈ میں محض اس لئے شامل کیا گیا تھا کہ وہ ایک ذہین آدمی ہے۔!

تھریسیا سوچتی رہی۔

ماتھے پر ابھرنے والی شکنیں پھیل اور سکڑ رہی تھیں۔ اس کے ذہن میں بار بار یہ خیال بھی آ رہا تھا کہ اگر عمران نے جنگلیوں پر قابو پا کر ان عمارتوں پر حملہ کرا دیا تو پھر۔؟

ایسی صورت میں اس کے پاس اسکے سوا اور کوئی چارہ نہ رہتا کہ وہ جزیرے کو تباہ کر دے۔ بصورت دیگر اس کے آدمی ان جنگلیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔

اور ایسی صورت میں جبکہ عمران جیسا مکار انسان ان کو لیڈ کر رہا ہو۔۔۔ اس نے یقیناً محل پر قبضہ اسی نیت سے کیا ہوگا۔۔۔۔!

ہونہہ۔!

اس نے سر جھٹکا۔

"ہمیں ہر حالت میں محل پر قبضہ کرنا ہے۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔" ورنہ۔۔۔"

اس کی سوچ کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

وہی سرخ لبادے والا پھر اندر داخل ہوا تھا۔ ایک بار وہ تھریسیا کے سامنے جھکا اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"کیا رپورٹ ہے۔؟"

"اُدام۔" سرخ لبادے والا تیزی سے بولا۔

"ہمارے آدمیوں پر جنگلیوں نے حملہ کر دیا ہے۔ وہ ان کو گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"ان کا مقابلہ کرو۔ اور دیکھو ان لوگوں کو یہ ہدایت بھی پہنچا دو کہ وہ آرمڈ کار نمبر دو پر بھی قبضہ کر لیں۔ وہ محل کے آس پاس کہیں موجود ہوگی۔"

"بہت بہتر مادام۔"

"کار پر قبضہ کرنے سے پہلے اپنی کار کو ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔"

"ایسا ہی ہوگا۔"

"جاؤ۔ میں دس منٹ کے اندر اندر ان کا صفایا کیے جانے کی خبر سُننا چاہتی ہوں۔"

تھریسیا نے کہا اور وہ بڑی تیزی سے جھک کر مڑا اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

○

○

کرسی پر بیٹھی ہوئی اس سیاہ چہرے والی عورت کے مجسمے میں حرکت پیدا ہوئی اور جنگلی ایک مرتبہ پھر سجدے میں گرتے چلے گئے۔

ہال میں کچھ دیر قبل پھیلنے والا دھواں اب بھی چکرا رہا تھا۔ چند لمحے بعد اُس عورت کے منہ سے چند الفاظ نکلے اور جنگلی سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اُن کی نگاہیں اب بھی سیاہ چہرے والی عورت کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جس میں اب زندگی کروٹیں لے رہی تھیں۔ پھر اس کے لب ہلے اور کمرے میں ایکبار پھر ایک مترنم آواز گونج گئی۔

اسی لمحے اس کی کرسی کے چاروں طرف پھر دھویں کی چادر محیط ہونے لگی اور اس مرتبہ جیسے ہی اس سفید دھوئیں کی چادر پھٹی۔ جنگلیوں کے منہ سے مختلف

قسم کی آوازیں نکل گئیں۔

سیاہ چہرے والی عورت کی کرسی کے پیچھے ایک سیاہ فام آدمی ایک بڑا سا بھالا لیئے کھڑا ہوا تھا۔ اسکے سر پر پروں سے بنا ہوا تاج رکھا تھا اور ناک میں کسی جانور کی ہڈی آر پار ہوئی نظر آرہی تھی۔

"میرے پجاریوں ۔۔"

سیاہ چہرے والی عورت کی مترنم آواز وہاں گونجی ۔ وہ انہی کی زبان میں بول رہی تھی لیکن شاید کوئی بھی جنگلی یہ محسوس نہ کر سکا ہوگا کہ دیوی کے مجسمے کے عقب میں کھڑا ہوا جنگلی اس عورت کی رہنمائی کرتا ہے۔ عورت کے بولنے سے قبل وہ جو کچھ کہتا تھا سیاہ چہرے والی لڑکی وہی دوہرا دیا کرتی تھی ۔ وہ اپنی مترنم آواز میں کہہ رہی تھی۔

"میرے پجاریوں ۔ اب تمہاری مشکلات کے دن ختم ہو گئے ہیں ۔ اب تم خوبصورت اور اچھے مکانوں میں رہو گے ۔ تمہاری جھونپڑیاں میرے محل کی طرح پکی بنجائیں گی ۔ تمہیں کھانے کے لئے اچھی سے اچھی چیز ملے گی ۔ چاول اب تمہارے گھروں میں بھرا رہے گا ۔ برسات تمہارے لئے رحمت بنجائیگی ۔ لیکن میرے پجاریوں ۔ یہ جب ہی ممکن ہے جبکہ تم اپنے دشمنوں پر قابو پا لو ۔ اُن دشمنوں کو جو تم کو ختم کر دینا چاہتے ہیں ۔"

دیوی اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی اور جنگلی زور زور سے شور مچانے لگے۔ وہ اپنی زبان میں کچھ کہہ رہے تھے۔

وہ پھر بولی۔

"سمندر پار سے آئے ہوئے دشمن تم کو تباہ کرنے کی سازش بنا چکے ہیں وہ تم کو ختم کر کے تمہاری عورتوں کو اپنے تصرف میں لانا چاہتے ہیں۔ وہ تمہارے جھونپڑوں کی جگہ گھوڑوں کے اصطبل بنانا چاہتے ہیں۔ کیا تم یہ سب برداشت کرو گے۔؟"

"نہیں۔؟"

ایک شور سا بلند ہوا تھا۔

"تو جاؤ۔ محل کے باہر تمہارے دشمن سیاہ لباس میں موجود ہیں ان کو تباہ کر دو۔ ایک ایک کو چن چن کر مار ڈالو۔"

"ہو... ہاہاہا... تہہ تہ... تہہ... ہاہاہو... ہاہو... سیکڑوں قسم کی آوازیں وہاں گونجی تھیں۔

"لیکن ایک بات غور سے سنو۔"

وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی۔

"تم میں سے کوئی بھی جنگل کی حدود سے باہر نہیں جائے گا۔"

ان ہی سے ایک جنگلی نے آگے بڑھ کر کچھ کہا تھا۔ وہ ان سب میں ممتاز نظر آرہا تھا اور صرف اسی کے سر پر پروں سے بنایا ہوا تاج اور مختلف قسم کے کپڑوں کی پٹیاں جوڑ کر سلا ہوا لبادہ تھا۔ وہ جب کہہ چکا تو ہاتھ باندھ کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"جنگل کے باہر رہنے والے دشمن سے بعد میں نپٹا جائے گا۔"

وہ کہہ رہی تھی۔ "سب سے پہلے ان کا قلعہ قمع کرنا ضروری ہے جاؤ

"وہ ان کا سردار تمکو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔" "پھر؟ میں کیا کروں؟"
"ارے نہیں سمجھیں۔" عمران سر پر دو ہتڑ مارتے ہوئے بولا۔ اسکے تمکو گھورنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمکو پسند کرنے لگا ہے۔ شادی کر ڈالو۔ عیش کرو گی۔"

"شٹ اپ۔ وہ غرائی۔ میں اب کوئی بیہودگی برداشت نہیں کروں گی۔"

"ہاں اب کیوں کرو گی... میرا مطلب ہے بیہودگی... برداشت۔ عمران گڑبڑا جانے والے لہجے میں بولا۔ اب تمکو پسند کرنے والا جو مل گیا ہے نا۔" عمران کا جملہ مکمل ہوتے ہی شاہدہ کا ہاتھ گھوم گیا۔ ہال میں "چٹاخ" کی آواز ابھری تھی۔ مگر یہ آواز.. عمران کے بجائے جوزف کے گال پر پڑنے والے تھپڑ کا نتیجہ تھی!

"نیکی کر اور گناہ برباد... مگر نہیں۔ شاید میں غلط بول گیا...۔" عمران کا جملہ پورا نہیں ہو سکا تھا۔۔ باہر سے گولیاں چلنے کی آواز ابھری تھی۔ وہ جھپٹ کر دروازے تک جا پہنچے۔ لیکن تاریکی میں انہیں کچھ نظر نہیں آیا تھا۔ اسی لمحے عمران کو انگوٹھی ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور وہ تیزی سے ایک تاریک گوشے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

"اٹ از ایکسٹو۔" عمران نے ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

"میں بلیک زیرو بول رہا ہوں جناب۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ کیا ہو گیا۔"

"کیوں۔؟" عمران ایکسٹو کی بجائے اپنی اصلی آواز میں بولا۔ کیا ہوا؟"

"جنگ۔ یہاں پر جنگلیوں اور سیاہ پوشوں کے درمیان زبردست جنگ ہو رہی ہے۔ جنگلیوں نے ان لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اور زہریلے تیر اور نیزوں سے نقصان پہونچا رہے ہیں جبکہ سیاہ پوش مشین گنوں سے کام لیتے ہیں انہوں نے

چار مختلف سمتوں میں مشین گنیں لگا رکھی ہیں۔"

"ہونہہ۔" عمران سوچتے ہوئے بولا۔ "مشین گن والے تم سے کتنے فاصلے پر ہیں۔ اندازہ کر سکتے ہو۔؟"

"جی ہاں۔ وہ لوگ اس درخت سے صرف ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہیں جس پر میں چھپا ہوا ہوں۔" "گویا وہ تمہاری رینج میں ہیں۔؟"

"جی ہاں۔ کیا انہیں ختم کر دیا جائے۔؟"

"ہاں مشین گن والوں کو ختم کر دو۔ مگر اپنی حفاظت بھی ضروری ہے تمہاری دونوں ہی پارٹیاں دشمن ہیں۔" "میں ان میں سے کسی کو بھی نظر نہیں آسکوں گا جناب۔"

"گڈ۔ کچھ دیر بعد مجھے اطلاع دینا۔" "بہت بہتر۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کیا۔ پھر دوبارہ نگینے کو پش کر کے جولیا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"اٹ از جولیانا فنٹر واٹر۔" دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تھی لہجہ میں خوف کی لرزش تھی۔

"ہیلو جولی۔" عمران نے ایکسٹو کے بھرائے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔ "کیا بات ہے تم خوفزدہ معلوم دیتی ہو۔"

"جج... جی... جی نہیں.... جولیا کی آواز آئی۔ میں خوفزدہ نہیں ہوں مگر... وہ خاموش ہو گئی۔!" "مگر کیا۔ بات پوری کرو۔" عمران غرایا۔

"یس سر۔ میں جنگلیوں کو دیکھ رہی ہوں۔ میرے خیال سے ان کی تعداد دو سو سے زیادہ ہی ہے اور وہ کسی سے جنگ کر رہے ہیں۔ کہیں وہ جوزف، شاہد یا عمران تو نہیں ہیں۔؟"

"نہیں، وہ سب محفوظ ہیں۔" عمران نے کہا۔ "تم لوگ بھی ہر لمحے چوکس رہو، کسی بھی لمحے تمکو بھی جنگ میں حصہ لینے کی نوبت آسکتی ہے۔"

"ہم تینوں ہوشیار ہیں جناب۔ اور اب جس جگہ ہیں وہ پہلے سے محفوظ ہے۔ آپ نے اس جگہ کا انتخاب صحیح کیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے سر ہلادیا وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ بلیک زیرو کی منتخب کی ہوئی جگہ کے بارے میں کہہ رہی ہے۔ وہ پھر بولا۔ "بس یہی کہنا تھا۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے مطلع کرنا۔ میں محل ہی میں ہوں۔"

اس مرتبہ اس نے جواب سنے بغیر ہی سلسلہ منقطع کردیا تھا۔ وہ اس طرف آیا جہاں شاہدہ اور جوزف ہال کے بڑے دروازے سے باہر جھانک رہے تھے۔

"کیا ہوا؟" عمران نے قریب جاکر پوچھا۔ "تماشہ ہو رہا ہے یا دی اینڈ ہوگیا۔"

"عمران۔" شاہدہ نے اُسے عجیب سی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم آدمی ہو یا جانور۔ کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا۔"

"اندھیرا ہے ڈیر۔" عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "ورنہ ضرور اثر ہوتا۔"

"کیا مطلب؟"

"جوزف۔" عمران جوزف سے مخاطب ہوکر بولا۔ "مطلب بتا۔"

"ہی۔ ہی۔ ہی۔ ہی۔۔۔" جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا تھا۔ "مسی باس کے منہ مت لگو۔ اپنا بھی دماغ خراب کر بیٹھو گی۔"

"ہونہہ۔" وہ غرائی اور پیر پٹختے قدموں سے چلتی ہوئی کرسی پر جاکر بیٹھ گئی۔ چند لمحے ان دونوں کو دیکھتی رہی پھر بولی۔ "میں یہ ماسک اُتار رہی ہوں۔"

"اتار دو۔ فوراً اتار دو۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "تاکہ جب وہ واپس آکر تمہیں یہاں پر بیٹھا دیکھیں تو آملیٹ بنا کر کھا جائیں۔"

"کیا مصیبت ہے۔" وہ بڑبڑائی تھی۔

ایک بار پھر عمران کو ایک گوشے کی طرف جانا پڑا تھا۔ "بس۔" اس نے انگوٹھی ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے مشین گن برداروں کو ہلاک کر دیا تھا جناب۔ مگر اب ایک نئی دشواری پیدا ہوگئی ہے۔"

"کہتے رہو۔ عمران نے کہا۔" درمیان میں رکنے والوں کو میں پسند نہیں کرتا۔"

"وہ لوگ جس گاڑی میں آئے تھے۔ اب اس گاڑی میں سے شعلوں کی دھار نکل رہی ہے۔" "بلیک زیرو۔" عمران نے کہا۔ "میرے خیال سے یہاں اسلحہ خانہ موجود نہیں۔" "ہم... میرا مطلب یہ تھا جناب کہ اس گاڑی کے اگلے حصے سے شعلے فائر ہو رہے ہیں۔ ان کی رینج ڈیڑھ دو فرلانگ کے قریب ہے۔ شعلہ جس جگہ گرتا ہے۔ آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ اسی کے اگلے حصے سے گولیاں بھی نکل رہی ہیں۔"

"ہونہہ۔ اب ان کی پوزیشن کیا ہے۔" "وہ پوری طرح جمے ہوئے ہیں۔"

"اچھا بلیک زیرو۔ تم مجھے لوکیشن بتاؤ گے۔ میں دوسری گاڑی پر ان کے مقابلے کے لئے آرہا ہوں۔" "میرا خیال ہے جناب۔ ان لوگوں نے وہ گاڑی حاصل کر لی ہے جس پر آپ لوگ آئے تھے۔ کیونکہ اب میں اس جگہ دو گاڑیاں دیکھ رہا ہوں۔ دوسری محل کی جانب ہی سے آئی تھی۔" "یہ برا ہوا۔ عمران نے کہا۔ خیر۔ میں آ سے دیکھتا ہوں۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا تھا جس سے ہال میں آیا تھا۔

"باس ۔۔" جوزف نے کہا۔

"تم یہاں رک کر شاہدہ کی حفاظت کروگے ۔"

عمران نے کہا اور راہداری میں داخل ہوگیا۔ وہ اس کمرے میں پہونچا جہاں اسلحہ رکھا ہوا تھا۔ اس نے آتشی گن اٹھائی اور کمرے سے نکل آیا۔ اس کا رخ محل کے عقبی حصے کی جانب تھا۔

کچھ دیر بعد وہ جھاڑیوں میں چھپ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ بلیک زیرو کا یہ خیال بالکل ٹھیک نکلا تھا کہ وہ دوسری گاڑی حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ کچھ دیر بعد وہ اس جگہ نظر آیا جہاں سے ان گاڑیوں کو صاف طور پر دیکھا جا سکتا تھا۔ وہ دونوں تین اطراف آگ کے شعلے برسا رہی تھیں ۔ اس کا اندازہ تھا کہ وہ شعلے کسی قسم کے بم ھی ہو سکتے ہیں۔

اس نے ایک درخت کی آڑلی اور گن کا رخ ایک گاڑی کی جانب کر دیا پھر جیسے ھی اس نے رخ موڑا اور شعلے اس کی مخالف سمت میں برسنے لگے اس نے ٹریگر کھینچ دیا۔ بجلی کا سا کڑاکا ہوا اور ساتھ ہی نیلگوں روشنی کا جھماکا ہوا اور نیلے رنگ کی موٹی سی لکیر اس کی گن کی نال سے نکل کر گاڑی تک پھیلتی چلی گئی ۔!

ایک لمحہ ... دو لمحے ... تین ... چار ... لیکن پانچواں لمحہ ختم ہونے سے پہلے ہی ایک سماعت شکن دھماکہ ہوا اور گاڑی کے پرخچے اڑ گئے ۔ عمران نے بڑی تیزی سے اپنی جگہ چھوڑ دی ۔ اب وہ سانپ کی سی تیزی سے رینگتا ہوا اس جگہ سے دور ہوتا جا رہا تھا۔ جہاں سے اس نے فائر کیا تھا ۔ دوسری

گاڑی رخ بدل چکی تھی ۔ پھر اس سے شعلے نکلے اور وہ جگہ جل اٹھی جہاں سے عمران نے ایک گاڑی پر فائر کیا تھا ۔

اس نے پھر نشانہ لیکر ٹریگر دبا دیا ۔

آسمانی بجلی کا کڑاکا پھر ہوا ..... اور چند لمحے بعد دوسری گاڑی بھی فضا میں بکھر گئی ۔

اب جگہ جگہ آگ کے جلتے ہوئے شعلے تھے ۔ اور زخمیوں کے کراہنے کی آوازیں ۔ وہ محل کی جانب پلٹ پڑا ۔

○

ھال کمرہ جنگلیوں سے بھرا ہوا تھا!

اور شاہدہ دیوی کے روپ میں کرسی پر بیٹھی جوزف کے کہے ہوئے جملے بول رہی تھی ـــ اور جوزف کے عقب میں کرسی کے پیچھے عمران اکڑوں بیٹھا جوزف کو ہدایت دے رہا تھا۔

جنگلیوں میں بہت زیادہ جوش وخروش پایا جا رہا تھا اور وہ زور زور سے نعرے لگا رہے تھے۔ شاہدہ نے ان کو ہاتھ کے اشارے سے خاموش ہو جانے کے لئے کہا۔ پھر اس سے قبل کہ وہ کچھ بولتی۔ عمران کو انگوٹھی ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔ اس نے نگینے کو دبایا اور کان کے قریب لے گیا۔

"اٹ از جولیا ناسر ـــ" دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔ "آپ فوری

طور پر پوزیشن سنبھالنے کی کوشش کریں۔ پہاڑی کے دوسری طرف اس وقت دو سو سے زائد مشعل بردار جنگلی جمع ہیں۔ اور ان کی کمان ایک عورت کر رہی ہے"

"عورت" عمران کے ذہن میں چھناکا سا ہوا تھا۔

کیا وہ خضر سیا ہے۔" اس نے سوچا۔ پھر جولیا سے بولا۔

"اس کا حلیہ بتاؤ۔"

"اس کا چہرہ سیاہ ہے۔ سرخ بلاؤز اور براؤن یا کالے رنگ کی پتلون پہن رکھی ہے جس پر کارتوسوں کی پیٹی لپٹی ہوئی ہے۔ اس کے شانے پر مشین گن نما کوئی چیز ہے۔ وہ جنگلیوں کو اشتعال دلا رہی ہے۔ میں ان کی زبان نہیں سمجھتی اس لئے کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

"ہونہہ۔" عمران نے کہا۔ "تم وہاں کہاں پہونچ گئیں جولیا۔ تم اسی جگہ نہیں ہو جہاں چھوڑا گیا تھا۔"

"میں صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے وہاں سے نکلی تھی۔ آگے بڑھتے پر روشنی نظر آئی اور میں دریافت حال کی غرض سے یہاں تک چلی آئی۔"

"ان لوگوں سے ہوشیار رہنا۔"

"وہ مجھے نہیں دیکھ سکتے جناب۔ میں محفوظ ہوں۔"

"ان لوگوں میں سے کسی کے پاس بندوق یا گن بھی ہے۔؟"

"جی ہاں۔ جنگلیوں کے ہمراہ ایک درجن سے زائد سیاہ پوش ہیں۔ انکے پاس ہلکی اور بھاری دونوں قسم کی گنیں ہیں۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا۔ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

"اندازاً وہ کتنی دیر میں محل تک پہونچ سکیں گے ۔"

"انہیں بیس منٹ سے زائد وقت لگے گا جناب ۔ محل تک پہونچنے کے لئے پہاڑی کا چکر کاٹ کر ہی وہ جنگل میں داخل ہو سکتے ہیں ۔"

"ٹھیک ہے ۔ تم ایسا کرو جولی ۔ واپس اسی جگہ جاؤ ۔ جہاں صدیقی اور خاند ہیں ان کو لیکر پھر اسی جگہ آؤ اور ان پر حملہ کر دو ۔ کم از کم ایک گھنٹہ ان کو وہاں پر روک کر رکھنا ہے ۔ اگر زیادہ وقت لگ جائے تو اور بھی اچھا ہے ۔"

"بہت بہتر جناب ۔ میں کوشش کروں گی ۔"

جولیا نے کہا اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا ۔ اب وہ جوزف سے مخاطب تھا ۔ ان سے کہو کہ تمہارے دشمن سفید فام ۔ دیوی کے باغی قبیلے سے مل گئے ہیں اور اب ان لوگوں پر حملہ کرنے کے لئے پہاڑی کے پیچھے جمع ہو رہے ہیں ۔"

"ٹھیک ۔"

جوزف نے کہا اور جنگلیوں کی زبان میں شاہدہ سے آہستہ آہستہ وہی جملے کہنے لگا ۔ جو عمران نے کہے تھے اور ان کو شاہدہ بڑے جوش و خروش سے دوہراتی رہی ۔ کچھ دیر بعد ایسا محسوس ہونے لگا کہ ان جنگلیوں کو قابو میں رکھنا دشوار ہی ہو جائے گا ۔

"ان سے کہو کہ سفید فاموں کے جادوئی ہتھیاروں کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ چند سفید فاموں کو اپنی پراسرار قوتوں سے بلا رہی ہے ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ ان کو نقصان نہیں پہونچائیں ۔"

جوزف اور اس کی معرفت شاہدہ نے وہی سب کچھ دوہرا دیا ۔ جس کے

جواب میں ان میں سے وہ شخص آگے بڑھکر بولنے لگا۔ جس کے سروں پر پروں کا تاج اور مختلف کپڑوں کا بنا ہوا لبادہ تھا۔

"ماوشب دیجور کے بیٹھے ۔"عمران نے جوزف سے کہا۔"وہ کیا کہہ رہا ہے۔"

"ٹھہرو باس۔"جوزف نے کہا۔ چند لمحے تاج والے کی بات سنتا رہا پھر بولا۔

"وہ کہہ رہا ہے باس اس کا نام رمپا سردار ہے اور وہ تھوڑی بہت سفید فاموں کی زبان بھی بول سکتا ہے۔ کیونکہ دیوی کے حکم پر اس نے ان کے ایک آدمی سے دوستی کی تھی جو انکے لئے چاول مہیا کرتا تھا اسی نے اسے انگریزی سکھائی ہے۔ اور اب وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ بول سکتا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ دیوی کے سفید فاموں کی جان کی حفاظت کرے گا۔"

"گڈ۔ ان سے کہو کہ وہ اس وقت کتنے آدمی جمع کر سکتے ہیں۔"

"دو سو۔"جوزف نے شاہدہ کے ذریعے معلوم کر کے بتایا۔ رمپا سردار کا کہنا ہے کہ وہ ابھی دو سو آدمی اور جمع کر سکتا ہے"

"تو اس سے کہو کہ وہ اپنے آدمی جمع کر لے ہم ابھی ان پر حملہ کریں گے۔"

جوزف نے شاہدہ کے ذریعے وہی کہلوا دیا تھا۔

کچھ دیر بعد جوزف عمران سے کہہ رہا تھا۔

"باس اسنے کہا ہے کہ وہ ابھی دو سو آدمی جمع کرنے کے لئے ایک آدمی بھیج رہا ہے۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر آدمی اور گھوڑے یہاں جمع ہو جائیں گے۔"

"ٹھیک ۔"

عمران نے کہا۔ شاہدہ سے کہو کہ وہ جادوئی عمل کرے تاکہ ہم پیدا ہو سکیں!

جوزف کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

عمران کی بات سنکر شاہدہ نے ہاتھ کو کرسی کے ہتھے پر مارا تھا۔ ٹھیک اسی لمحے وہاں دھوئیں کی باریک سی لکیر زمین سے نکلی اور پھر وہ بڑی تیزی سے حجم بڑھانے لگی۔ چند لمحے بعد عمران انکے سامنے کھڑا عجیب عجیب سے منہ بنا رہا تھا۔

جنگلیوں نے اُسے دیکھا اور ہنس پڑے۔ اُس کی صورت ایسی ہی مضحکہ خیز تھی۔!

○

○

سیاہ چہرے والی عورت خاموش ہوگئی۔ اسکے سامنے دو سو سے زائد جنگلی گھوڑوں پر سوار کھڑے ہوتے تھے انکے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں جنکی لرزتی کانپتی روشنی تاریکی سے لڑ رہی تھی۔

سب سے اگلی قطار میں بیس کے قریب سیاہ پوش تھے انکے شانوں سے اسٹین گنیں اور رائفلیں لٹکی ہوئی تھیں۔ دو گھوڑوں پر بھاری مشین گنیں بھی نظر آتی تھیں سیاہ چہرے والی کے جسم پر سرخ بلاؤز اور براؤن رنگ کی پتلون تھی کمر میں کارتوسوں کی پیٹی لپٹی ہوئی تھی اور ہولسٹر میں ریوالور موجود تھا۔ اسکے ہاتھ میں بھی ایک ریوالور تھا اور کندھے پر ٹامی گن سے ملتی جلتی ایک گن لٹکی ہوئی تھی۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عقب سے ٹامی گن کی ریٹ ریٹ کی آواز ابھری تھی۔ کئی افراد گھوڑوں سے

گر رہے تھے ۔ ان میں کھلبلی پڑ گئی ۔

پوزیشن ۔۔۔ سیاہ چہرے والی نے چلا کر کہا اور خود بھی گھوڑے کو ایڑ لگا کر ایک چٹان کی طرف بڑھ گئی ۔ جب تک وہ پوزیشن لیتے کئی گھوڑے سواروں کے بوجھ سے چھٹکارہ پا چکے تھے ۔

گولیاں عقبی پہاڑی کے اوپر سے آئی تھیں اور جس تواتر سے وہ چلائی جا رہی تھیں اس سے ظاہر تھا کہ وہ مشین گن سے چلائی جا رہی ہیں اور ایک سے زیادہ ہیں ۔ جنگلی گن کی رینج سے دور جا کر کھڑے ہو گئے تھے اور سیاہ پوش پوزیشن لینے کے بعد فائرنگ شروع کر چکے تھے ۔ دونوں جانب سے تیزی سے فائر ہو رہے تھے مگر اسے گولیوں کا ضیاع ہی کہا جا سکتا تھا اب دونوں میں سے کسی جانب سے بھی چلائی جانے والی گولیاں کسی کو بھی نقصان نہ پہنچا رہی تھیں ۔ سیاہ چہرے والی اپنے ساتھیوں سے کچھ کہہ رہی تھی ۔ پھر ان میں سے دو سیاہ پوش اٹھے اور تاریکی میں بڑھتے چلے گئے ۔ وہ پہاڑی پر چڑھ رہے تھے تاکہ حملہ آوروں کا خاتمہ کیا جا سکے ۔

لیکن پندرہ منٹ بعد ہی وہ چونک پڑی ۔ دونوں سیاہ پوشوں کی لاشیں ان کے سامنے پڑی تھیں ۔ بڑی بیدردی سے انہیں اوپر سے گرا دیا گیا تھا ۔ لیکن اسکے بعد ہی اوپر سے گرجنے والی گنیں خاموش ہو گئی تھیں ۔ وہ لوگ دس منٹ تک فائرنگ کا انتظار کرتے رہے تھے ۔ اسکے بعد انہوں نے اپنی قطاریں درست کی تھیں سب سے آگے سیاہ چہرے والی تھی پھر سیاہ پوش اور اس کے بعد جنگلی ۔ جیسے ہی سیاہ چہرے والی نے گھوڑے کو ایڑ لگائی ۔ پہاڑیاں گھوڑوں کی

ٹاپوں سے گونجنے لگیں۔ دو سو سے زائد گھوڑے زمین کا سینہ کوٹ رہے تھے۔ زمین لرز رہی تھی اور سناٹا ان کی ٹاپوں کے شور سے ٹوٹ گیا تھا۔ تاروں کی چھاؤں کے پیش منظر میں وہ ہوا کی طرح گھوڑے دوڑاتے آگے بڑھ رہے تھے۔ پہاڑی کے ساتھ ساتھ گھومتے ہوئے وہ اس موڑ پر آگئے جس کو عبور کرنے کے بعد وہ جنگل میں داخل ہو سکتے تھے۔ یہاں پہونچکر سیاہ پوشوں نے اپنی رفتار کم کر لی اور جنگلی آگے بڑھتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ موڑ پر پہونچے گنوں کے قہقہے ابھر رہے تھے۔ گھوڑوں کی زینیں تیزی سے خالی ہونے لگیں۔ اپنے ہی زد میں آگے بڑھ کر وہ پچاس سے زیادہ مارے گئے تھے۔

"اوپر جاؤ۔" وہ غرائی اور جنگلیوں نے گھوڑوں کو پہاڑیوں کی طرف موڑ دیا۔ یہاں راستہ ایسا تھا کہ وہ اوپر چڑھ سکتے تھے۔ گھوڑے اوپر چڑھے اور پھر ایک کے بعد ایک گرتے چلے گئے۔ وہاں تین گنیں قہقہے لگا رہی تھیں۔ اور گھوڑ سواروں کے بوجھ سے آزاد ہوتے ہی جس طرف منہ اٹھتا دوڑتے چلے جاتے اب ان کی تعداد سو سوا سے زیادہ نہ رہی تھی۔

"ان پر قابو پانا ضروری ہے۔" سیاہ چہرے والی نے کہا تھا۔

"وہ بہت خطرناک جگہ پر ہیں مادام۔" ایک سیاہ پوش نے کہا تھا۔ "ہم اوپر چڑھے بغیر ان پر قابو نہیں پا سکتے۔ اوپر چڑھنا ناممکن ہے۔"

"ہونہہ۔"

اس کے منہ سے غراہٹ ابھری تھی۔ پھر اس نے گن کندھے سے اتار لی اور پہاڑی کے ایک حصے کا جائزہ لینے لگی۔ لیکن ٹریگر دبنے سے پہلے

ہی اس کا ہاتھ جھک گیا۔

اگر وہ فائر کرتی تو چٹانیں ٹوٹ کر گرتیں اور ان کی زد میں اسی کے آدمی آ کر مرتے۔!

فائر ہوتے رہے۔!

گھوڑے سواروں کے بوجھ سے آزاد ہوتے رہے... جنگلی تیزی سے مرنے کے باوجود آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔!

"ٹھہرو" وہ غرائی۔ "پیچھے ہٹو" وہ پیچھے ہٹے۔ اور پھر بڑی۔ تیزی سے واپسی کے راستے پر دوڑنے لگے۔ سب سے آخر میں سیاہ پہرے والی کا گھوڑا تھا۔!

○

o

محل کے باہر جنگلیوں کے غول کے غول گھوڑوں پر سوار مشعلیں لیئے جمع ہو رہے تھے۔ شاہدہ دیوی کے روپ میں محل کی چھت پر کھڑی تھی اور تین الیکٹرونک ٹارچوں کی روشنیوں نے اسکے جسم کے ہر حصے کو اجاگر کر رکھا تھا۔
وہ محل کے سامنے جمع ہو رہے تھے۔ رمپا سرداران کی صف بندی کر رہا تھا شاہدہ سے کچھ فاصلے پر عمران اور جوزف تھے جولیا نے اُسے اطلاع دی تھی کہ انہوں نے سیاہ چہرے والی عورت اور اسکے ساتھیوں اور جنگلیوں کا پتہ لگا لیا ہے اور وہ اس جانب لوٹ گئے ہیں جس طرف سمندر کے کنارے خارداروں تاروں کی احاطے میں گھرا ہوا ہے گہ آدمی کشتی جیٹی پر کام کر رہے ہیں۔ یہ اطلاع اسکے لیے بہت اہم ثابت ہوئی تھی اس لئے اس نے سپیڈر پر بلیک زیرو کو تھمپیا کے اڈے کی طرف بھیج دیا تھا تا کہ اگر وہ اس جانب سے حملہ کریں تو اُسے

اطلاع مل جائے۔ یہ تو وہ سمجھ ہی چکا تھا کہ تھریسیا نے حالات کی نزاکت کا احساس کر کے دوسرے دشمن قبیلے کو دیوی کے روپ میں بھڑکا کر ان پر چڑھا لانے کی کوشش کی تھی اگر بروقت جولیا اطلاع نہ دیتی تو انہیں کافی نقصان اٹھانا پڑتا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ تھریسیا کا اگلا قدم کیا ہوگا۔ وہ کیا کرے گی۔ اپنے اڈے کی جانب واپس لوٹ جانے کا مطلب یہ تھا کہ وہ دوبارہ حملہ آور ہوگی۔ جولیا نے اسے جو پوزیشن بتائی تھی وہ ایسی ہی تھی کہ تھریسیا کے آدمی اور جنگلیوں کی کتنی ہی بڑی تعداد کیوں نہ ہوتی وہ اس موڑ کو عبور نہیں کر سکتے تھے۔ وہ موڑ دو بلند پہاڑیوں کے درمیان سے تھا اور جولیا۔ صدیقی اور خاور نے اوپر سے ان کی اچھی تواضع کی تھی۔ جولیا نے مرنے والوں کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ اندازہ نہیں کر سکتی کہ کتنے مرے ہوں گے دفعتاً ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور اس نے کچھ پیچھے ہٹ کر نگینے کو دبانا شروع کر دیا۔ دوسری طرف بلیک زیرو ہی تھا۔

"آپ جتنی جلدی ہو سکے لڑنے والوں کو پوزیشن سنبھالنے کے لئے کہدیں۔ وہ لوگ تین سو کی تعداد میں ہیں اور بڑی تیزی سے اسی طرف بڑھ رہے ہیں انہیں ساٹھ ستر کے قریب تھریسیا کے سیاہ پوش بھی شامل ہیں۔"

"بہت خوب۔ عمران نے کہا۔ تم اس وقت کہاں ہو۔؟"

"میں سمندر کے کنارے والی پہاڑیوں پر ہوں جناب۔ راہ میں مجھے ایک گھوڑا مل گیا تھا اسی پر سوار ہو کر میں یہاں تک پہنچا تھا۔"

"گھوڑا۔ عمران نے کہا۔ وہ کیسے مل گیا۔؟"

"ایک جنگلی کو ختم کر کے حاصل کیا تھا۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا جناب کہ سیاہ چہرے

والی عورت یہاں سے تین سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئی ہے۔ ان میں سیاہ پوش بھی شامل ہیں
ان کے پاس گنیں بھی ہیں اور رائفلیں بھی۔"
"کوئی گاڑی۔"
"جی نہیں۔ گاڑی کوئی نہیں ہے۔"
"اور کچھ۔؟"
"جی نہیں۔"
"تم وہیں رہ کر حالات پر نظر رکھو گے۔" پھر جواب سنے بغیر ہی اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ وہ جوزف کے پاس آیا اور اس سے ترجمہ کروا کر شاہدہ کی زبانی رمپا سردار سے کہلوایا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو تیار رہنے کا حکم دیدے، پھر صدیقی جولیا اور خاور کی بابت کہا کہ دو جنگلی جا کر انہیں حفاظت سے یہاں لے آئیں۔ سردار نے سر ہلایا تھا اور بتائی ہوئی سمت دو جنگلی بھیج دیئے تھے۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا اسلئے قوی امید تھی کہ پانچ سات منٹ میں وہ آجائیں گے عمران نے جولیا کو ان جنگلیوں کی روانگی اور مقصد سے ٹرانسمیٹر پر آگاہ کر دیا تھا

بیس منٹ بعد چار سو مشعل بردار گھوڑ سوار تھریسیا کے اڈے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ پورا جنگل ان کے گھوڑے کی ٹاپوں سے گونج رہا تھا۔ جھاڑیاں اور پودے روندتے ہوئے وہ جنگل سے باہر نکل آئے۔ ابھی تک انہیں تھریسیا اور اسکے آدمی نظر نہیں آئے تھے۔ عمران نے اس خدشے کے پیش نظر کہ کہیں تھریسیا کو دیوی کے روپ میں دیکھ کر وہ نروس نہ ہو جائیں شاہدہ کی زبانی رمپا سردار اور اس کی معرفت اس کے آدمیوں تک یہ بات پہنچا دی تھی کہ دشمنوں کے ساتھ ایک

نقلی دیوی ہی ہو گی اُسے زندہ گرفتار کرنا ہے۔

گھوڑے دوڑتے رہے زمین اُن کی ٹاپوں سے لرز رہی تھی۔ عمران کا گھوڑا شاہدہ کے برابر تھا اور اسکے عقب میں جولیا۔ صدیقی۔ خاور۔ جوزف اور صفدر تھے انکے دائیں بائیں چوہان اور نعمانی تھے۔ عمران نے ترتیب اسطرح سے رکھی تھی کہ جیسے ہی آمنا سامنا ہو وہ جنگلیوں میں مل کر عقب میں چلے جائیں۔ ایسی صورت میں جبکہ اسے علم ہو چکا تھا کہ ساٹھ کے قریب سیاہ پوش بھی انکے ساتھ ہیں اور وہ جدید ترین ہتھیاروں سے مسلح ہیں تو احتیاط لازمی تھی۔ دوڑتے ہی میں اُسے بلیک زیرو کا پیغام ملا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہاں آٹھ اڑن طشتریاں اُتری ہیں ان میں پانچ تو اڑن طشتریاں ہی ہیں اور بقیہ تین ان سے ملتی جلتی ہیں لیکن انہیں اڑن طشتری نہیں کہا جا سکتا۔ وہ وہاں کیوں آئی ہیں وہ یہ بتا بھی نہیں پایا تھا کہ عمران کو گھوڑے کی طرف متوجہ ہونا پڑا سامنے سے درجنوں مشعلوں کی روشنیاں نظر آرہی تھیں۔ اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی گونج میں اضافہ ہو گیا تھا۔ جیسے ہی وہ قریب پہنچے فائرنگ شروع ہو گئی اور تیزی سے گھوڑوں کی زینیں خالی ہونے لگیں۔ جب تک ان میں تصادم ہوتا دو درجن سے زائد گھوڑے خالی ہو چکے تھے۔ پھر وہ بکھر گئے۔ عمران اور اسکے ماتحت اسکیم کے مطابق عقب میں چلے گئے تھے۔ پھر گھوم کر وہ لوگ اس طرح آگے بڑھے کہ تھریسیا کے ساتھ آنے والے سیاہ پوش اور جنگلی گھیرے میں آجائیں۔ پھر اشارہ ملتے ہی انہوں نے فائر کھولدیا تھا۔ جنگ میں شدت آتی جا رہی تھی۔ نیزوں کے ساتھ ہی اب بھالے اور کلہاڑیاں بھی چل رہی تھیں دھڑ کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ چیخ و پکار۔ آہ و بکا سے آسمان لرز رہا تھا۔۔۔

لمحہ بہ لمحہ جنگ خوفناک ہوتی جارہی تھی۔ دونوں جانب سے بڑی تیزی سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ اب کبھی کبھی تھریسیا والی سمت سے نیلگوں روشنی والی گن کا کڑاکا بھی سنائی دے جاتا تھا۔ عمران کھسکتا ہوا اپنے ساتھیوں سے دور ہٹنے لگا۔

آدھے فرلانگ دور آنے کے بعد اس نے اس جگہ کا نشانہ لیکر ٹریگر دبا دیا جہاں سے نیلگوں روشنی کی لہر بار بار لپک رہی تھی۔ کڑاکے کی آواز کے ساتھ ہی اس پہاڑی کے ٹکڑے ہوگئے اور نیلگوں لہر ہمیشہ کے لئے ڈوب گئی۔

کچھ دیر بعد عمران نے محسوس کیا کہ تھریسیا کے ساتھ آنے والے جنگلی بھاگ رہے ہیں۔ رمپا سردار اور اس کے ساتھی ان کے تعاقب میں تھے۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کے معدوم ہونے سے قبل ہی وہ بھی اپنے ماتحتوں کے ساتھ ان کے عقب میں چل پڑا تھا۔ لیکن اُس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کردی تھی وہ ہوشیار رہیں ۔۔ یہ دھوکہ بھی ہوسکتا ہے۔۔۔ ان کی رانوں کے نیچے دبے ہوئے گھوڑے زمین کا سینہ کوٹ رہے تھے۔۔۔ مشرقی افق پر سرخی پھوٹ رہی تھی۔

صبح ہونے والی تھی۔

عمران کا اندیشہ غلط ثابت نہیں ہوا۔ ایک جگہ ان تمام جنگلیوں کو گھیر لیا گیا تھا۔ یہ چٹانوں میں گھری ہوئی ایک جگہ تھی۔ رمپا سردار کے آدمی تیزی سے گر رہے تھے۔ عمران اور اسکے ساتھی دور تھے اس لئے وہ گھیرے میں نہ آسکے تھے۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ پھیل کر پہاڑیوں پر چڑھنے لگے۔ وہاں صرف دو جگہ سیاہ پوشوں نے مورچے لگا رکھے تھے۔ عمران اور اسکے

ساتھیوں نے عقب میں مورچے سنبھال لیے۔ اُن کی گنیں ایک ساتھ گرجیں اور پہلے ہی ہلے میں دونوں طرف کی گنیں خاموش ہوگئیں۔ اب وہ چاروں طرف فائر کر رہے تھے۔ چٹانوں کی آڑ میں ڈھلوان پر موجود سیاہ پوشوں کا صفایا کرنے میں انھیں زیادہ دشواری نہیں ہوئی تھی

ایک مرتبہ پھر شاہدہ کی کمان میں بچے کھچے جنگلی تھریسیا کے اڈے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ سنگلاخ زمین اُن کی ٹاپوں سے بج رہی تھی۔ اب بھی ان کی تعداد ڈھائی سو کے لگ بھگ تھی۔ اب اتنا اجالا پھیل چکا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں۔ عمران نے محسوس کیا کہ شاہدہ جنونی کیفیت میں جنگلیوں کی کمان کر رہی ہے اُس کے منہ سے بے تحاشہ الفاظ نکل رہے تھے وہ چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہی تھی مگر جو کچھ کہہ رہی تھی اس کا ایک لفظ بھی وہ نہیں سمجھ سکے تھے بس اسکے ہاتھ کے اشاروں سے یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ وہ انھیں آگے بڑھنے کا اشارہ کر رہی ہے۔ ایک میل بعد ہی ان کا ٹکراؤ پھر ہوگیا۔ یہ ٹکراؤ پہلے سے زیادہ شدید تھا اس مرتبہ کلہاڑیاں بھی کلہاڑیاں چمکتی نظر آرہی تھیں۔ تھریسیا کے سیاہ پوش ایسی جگہ تھے جہاں جنگلیوں کی پہنچ ممکن نہیں تھی۔ وہ تاک تاک کر فائر کر رہے تھے اور تیزی سے ان کے مخالفوں کے گھوڑے خالی ہو رہے تھے۔ عمران ایک جانب کھڑا پیچ و پیش دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ان لوگوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور گھوڑے کو ایڑ لگادی۔ وہ اسکے عقب میں آگے بڑھے تھے۔ عمران پہاڑی کے ساتھ ساتھ چکر کاٹ رہا تھا۔

"عمران وہاں شاہدہ اکیلی ہے۔" جولیا نے گھوڑا اسکے قریب کرتے ہوئے کہا تھا

لیکن جب عمران پلٹا تو وہ لرز کر رہ گئی۔ یہ چہرہ..... عمران کا تو نہیں ہو سکتا تھا۔ کتنی درندگی تھی اس چہرے پر۔ ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ پہاڑی پر چڑھنے لگے پھر گھوڑوں سے اتر کر انہوں نے پوزیشن لی اور شروع ہو گئے۔ سیاہ پوش پلٹ پڑے تھے اب وہ جنگلیوں کی بجائے عمران اور اسکے ساتھیوں سے بھڑ گئے تھے۔ فائرنگ میں شدت آتی جا رہی تھی۔

دفعتاً عمران چونکا۔ اس کی نگاہ تھریسیا کے اڈے کی جانب اٹھ گئی تھی جہاں سے کئی اڑن طشتریوں نے پرواز کی تھی۔ اسی لمحے اس نے کئی اڑن طشتریاں وہاں اترتے بھی دیکھی تھیں۔ اڑنے والی طشتریوں میں وہ بھی تھیں جنہیں بلیک زیرو نے اُن سے مختلف بتایا تھا۔ وہ بس سفید رنگ کی گیندیں سی نظر آتی تھیں۔

"فے گراز" اس کے ذہن میں بس یہی لفظ ابھرا تھا۔ پھر وہ گن کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس بار اس نے تھریسیا کو بھی دیکھ لیا تھا۔ وہ ایک اونچی چٹان پر کھڑی انہیں للکار رہی تھی۔

اس نے نشانہ لیا اور ٹریگر کھینچ دیا۔ گولیوں کی باڑھ اس پر پڑی تھی۔ وہ لڑکھڑا کر گری اور... جنگلیوں کے پیر اکھڑ گئے۔ وہ بھاگ رہے تھے۔ وہ دیوی ختم ہو چکی تھی جس کی قیادت میں وہ لڑنے آئے تھے۔ لیکن بھاگتے بھاگتے بھی وہ پلٹ پڑے اور ایک بار پھر گتھ گئے... لیکن یہ کیفیت چند لمحوں تک قائم رہی اور پھر بھاگنے والوں کی تعاقب میں رمپا سردار اور اسکے ساتھی بھی دوڑتے چلے گئے۔ عمران اور اسکے ساتھیوں نے بچے کھچے سیاہ پوش اور جنگلیوں کا خاتمہ کیا اور پہاڑی سے اترنے لگے۔ ایک مرتبہ پھر وہ واپسی کیلئے

لمبا چکر کاٹ رہے تھے۔ عمران اس جگہ پہونچتے ہی اس طرف جھپٹا تھا جہاں سیاہ چہرے والی دیوی کا روپ دھارنے والی تھریسیا کو گرتے دیکھا تھا۔ وہ مرچکی تھی۔ پورا جسم گولیوں سے چھلنی تھا۔ اس نے دھڑکتے دل سے نقاب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اُسے یقین نہیں تھا کہ اسقدر چالاک اور ذہین تھریسیا اس طرح ماری جائیگی نقاب ہٹتے ہی اسکے منہ سے ہلکی سی آواز نکلی۔ وہ کوئی اور ہی لڑکی تھی تھریسیا کے سے جسم اور قد و قامت رکھنے والی معصوم لڑکی۔

"عمران ـ عمران ـ" جعولیا کی ہذیانی چیخیں سنکر وہ پلٹا تھا۔ وہ ایک جگہ لاشوں کے درمیان بیٹھی چیلا رہی تھی۔

"کیا ہوا ـ" وہ جھپٹتا ہوا وہاں پہونچا تھا۔ پھر اس کی آنکھیں شاہدہ پر گڑ گئیں۔ وہ بُری طرح زخمی تھی ـ خون تیزی سے اسکے جسم سے بہہ رہا تھا۔ بمشکل تمام ان لوگوں نے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر شاہدہ کے زخموں کو باندھا تھا ایکبار پھر وہ تھریسیا کے اڈّے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عمران کا گھوڑا سب سے آگے تھا۔ بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنے پر اُسے علم ہو چکا تھا کہ اب وہاں کوئی ذی رُوح نہیں ہے ـ وہ خاردار تاروں کے احاطے میں پہونچ گئے ـ اب ان میں کرنٹ بھی نہیں تھا۔ وہاں پر موجود چند عمارتوں کی تلاشی لینے کے لیے اس کے آدمی پھیل گئے۔ لیکن جب وہ آفیسروں والی عمارت میں پہونچے تو چونک پڑے۔

ایک کمرے میں ایک بڑی مشین رکھی ہوئی تھی ـ اور اسکے اسکرین پر اُسے تھریسیا نظر آئی تھی ـ اُسے دیکھتے ہی اسکے لب ہلے تھے۔

"لوٹ جاؤ عمران ـ" وہ کہہ رہی تھی۔ واپس لوٹ جاؤ۔ اب یہاں کچھ بھی باقی

نہیں رہے گا۔ تمہاری وجہ سے مجھے اس جزیرے کو ختم کرنا پڑ رہا ہے۔ تم اتنے درندے ہو۔ آج تک میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ میں ان جنگلیوں کو اپنا مطیع بنا کر اپنا کام نکال رہی تھی مگر تم نے ... ان کو آپس میں لڑا دیا۔ کاش تم سمجھ سکتے کہ انکا خون بھی ہم مہذب لوگوں کی طرح قیمتی ہوتا ہے۔"

"آہا۔ تھریسیا۔۔۔" عمران پیار بھرے لہجے میں بولا۔ "ان کا خون میری نہیں تمہاری گردن پر ہوگا۔ اسلئے کہ تم نے ہی پہلے ان کو لڑنے کے لئے جمع کیا تھا۔"

"مجبوری تھی عمران۔" تھریسیا کہہ رہی تھی۔ "اگر میں یہ نہ کرتی تو تم ہم پر رمپا سردار کے آدمیوں کے ساتھ آ پڑتے۔ اور یہ تو تم جانتے بھی ہو کہ یہاں سے سب کچھ ہٹانے کے لئے وقت درکار تھا۔ تم جس وقت جنگلیوں کو جمع کر رہے تھے اسی وقت سے میرے آدمیوں نے یہاں سے منتقلی کا کام شروع کر دیا تھا اب یہاں کچھ نہیں رہ گیا۔"

"یہ تم غلط کہہ رہی ہو تھریسیا۔" عمران نے کہا۔ "یہاں سے یورونیم نکالنے میں ہمیں اب زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔"

"یورونیم۔۔۔" تھریسیا ہنسی۔ "بھول جاؤ اس کو۔۔۔ یہ جزیرہ تمہارے یہاں سے جاتے ہی تباہ کر دیا جائیگا۔"

"پھر تو میں نہیں جاؤں گا پیاری۔۔۔ ہم اور تم یہاں ہنی مون منائیں گے اور ہمارے بچے ہنالولو میں گلی ڈنڈا کھیلتے پھرینگے۔"

"مذاق مت سمجھو عمران ۔۔۔ آدھے گھنٹے کے اندر اندر جزیرہ چھوڑ کر اس سے دور چلے جاؤ۔ ورنہ اسکے ساتھ ہی تم بھی ختم ہو جاؤ گے۔ یہاں جو ڈائینامائیٹ

لگائے گئے ہیں وہ آدھے گھنٹے بعد پھٹ پڑیں گے۔

"بس۔ عمران چہکا۔ پھر تو میں وھیل مچھلی پر سواری کروں گا بچپن سے اس کا شوق ہے۔

"نہیں" تھریسیا کی آواز ابھری۔ ساحل پر دو موٹر بوٹس تمہارے منتظر ہیں۔ جسقدر جلد ہو یہاں سے نکل جاؤ۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا اور تھریسیا کو دیکھنے لگا جو اب بھی اسی کو دیکھتی محسوس ہو رہی تھی۔

"میں تمہیں بخوبی دیکھ رہی ہوں عمران۔ اسی طرح جسطرح تم مجھے دیکھ رہے ہو۔ تھریسیا نے کہا۔ غالباً تمہیں میری باتوں پر اعتبار نہیں آیا۔"

"تمہاری باتوں پر اعتبار نہ کرنے والا کافر ہی ہو سکتا ہے تھریسیس پیاری عمران نے کہا۔ کیا تم یہ نہیں بتاؤ گی کہ اس وقت کہاں سے بول رہی ہو۔"

"جہنم سے۔"

"واہ۔ بہت اچھی جگہ ہے۔" عمران نے کہا۔

"مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی۔ تھریسیا نے کہا۔ اب تم جانو اور تمہارا کام۔"

دوسرے ہی لمحے سکرین تاریک ہو گیا تھا۔ عمران چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر وہ باہر نکل آیا۔ تھریسیا اس وقت جھوٹ نہیں بول سکتی تھی۔ یقیناً اس جگہ لگے ہوئے ڈائنامائیٹ پھٹنے والے تھے۔

وہ ساحل پر آئے۔ یہاں دو موٹر بوٹس موجود تھے۔ ایک میں کافی سامان بھی نظر آیا تھا۔ یہ کھانے پینے کا سامان تھا۔ یہاں پر بھی ایک کونے میں تنویر بھی

بیہوش پڑا ملا تھا۔ عمران سوچنے لگا کہ بلیک زیرو کو کس طرح ساتھ لیا جائے۔؟
لیکن اسے زیادہ نہیں سوچنا پڑا۔
دور سے چند گھوڑے سوار آتے نظر آئے تھے۔ انہی میں بلیک زیرو بھی تھا
ان لوگوں نے ان کو نشانوں پر رکھ لیا۔ وہ تعداد میں پانچ تھے۔ بلیک زیرو
کے علاوہ ان میں ایک اور دیسی تھا بقیہ تین سفید فام تھے۔ وہ لوگ آتے ہی
ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہوگئے۔ پھر بلیک زیرو نے ہی اس سے کہا تھا۔
" جناب ۔ آپ ہمیں بھی یہاں سے لے چلیں۔ ہم ان کے قیدی تھے۔ کسی
طرح جان بچانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔"
عمران چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بظاہر ان سے لاتعلقی ظاہر کرتے ہوئے
اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور ان کو بوٹ میں بٹھا لیا۔
چند لمحے بعد دونوں موٹر بوٹ پانی کا سینہ چیرتے آگے بڑھ رہے تھے
سورج ایک نیزہ بلند ہو چکا تھا۔ ! جس بوٹ میں سامان تھا اس میں عمران
جولیا۔ شاہدہ۔ صفدر۔ صدیقی خاور اور نعمانی تھے دوسری میں تینوں سفید فام
بلیک زیرو اور دیسی آدمی کے ساتھ ہی چوہان بھی تھا۔ تنویر عمران والی بوٹ
میں تھا۔
ابھی وہ دو فرلانگ ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ بوٹ میں تھریسیا کی آواز
گونجنے لگی۔ وہ کہہ رہی تھی۔
" عمران ۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ آتشی ریوالور اور گن سمندر میں
پھینک دیں۔ تاکہ وہ اصل مالکوں تک پہونچ جائیں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے تھریسیا ڈارلنگ۔۔"
عمران کہہ رہا تھا۔
"تمہاری نشانی سمجھ کر اپنے پاس رکھوں گا۔۔"
"نہیں۔ تمکو ریوالور اور گن سمندر میں پھینکنے ہی پڑیں گے۔۔ ورنہ یاد رکھو یہ بوٹ دھماکوں سے تباہ بھی ہو سکتے ہیں۔۔"
"نہیں ۔۔ عمران نے کہا۔۔ میں انہیں اگر سمندر میں پھینک دوں گا تو تمہاری یاد کیسے قائم رہے گی ۔۔؟"
"عمران ۔۔ تم جھوٹ سمجھتے ہو۔۔ اپنے ان ساتھیوں سے کہو جو دوسری بوٹ پر ہیں کہ وہ تمہاری بوٹ پر آ جائیں ۔۔ میں اسے تباہ کرنے جارہی ہوں۔۔"
"ہونہہ۔۔"
عمران نے سر ہلا کر کہا۔ پھر بلیک زیرو، چوہان اور بقیہ چاروں افراد کو اپنی بوٹ پر آ جانے کا اشارہ کیا تھا۔
وہ اس کی بوٹ پر آ گئے۔۔
"ٹھیک ۔۔ اب اپنی بوٹ اس سے دور لے جاؤ۔ میں ایک منٹ بعد اسے تباہ کر دوں گی۔۔"
عمران نے اپنی بوٹ کی رفتار تیز کر دی۔ اس کی نظریں گھڑی پر لگی ہوئی تھیں۔
ٹھیک ایک منٹ بعد دھماکہ ہوا۔ اور بوٹ کے پرخچے اڑ گئے۔

اس کے بعد تو کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہیں رہی تھی۔

انہوں نے آتشی ریوالور اور گنیں سمندر میں پھینک دیں۔ صرف عمران نے ایک ریوالور جیب میں پڑا رہنے دیا تھا۔ لیکن تھریسیا کی آواز سنکر وہ چونک پڑا۔

"عمران — ابھی ایک یا ایک سے زیادہ آتشی ریوالور تمہاری بوٹ پر موجود ہیں۔ انہیں بھی پھینک دو — میری نظروں سے کوئی چیز بچی نہیں رہ سکتی۔"

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے آخری ریوالور بھی سمندر کی نظر کر دیا اس کی نظریں اسٹیرنگ کے برابر بنے ہوئے اس خانے پر لگی ہوئی تھیں جس میں سے آواز ابھر رہی تھی!

"شکریہ عمران —"

تھریسیا کی آواز ابھری —

"میں تم کو ہمیشہ یاد رکھوں گی — تم اب بھی میرے رحم و کرم پر ہو چاہوں تو ہمیشہ کے لئے سمندر کی گہرائیوں میں دفن کر سکتی ہوں — مگر کاش ... کاش میں تم پر ہاتھ اٹھا سکتی — اس دفعہ تمہاری وجہ سے زیرو لینڈ کو بے انتہا نقصان پہونچا ہے — مجھ سے اس کی جواب طلبی ہوگی — لیکن تم جاؤ — چلے جاؤ — میں تم کو بحفاظت ساحل پر اترتے دیکھنا چاہتی ہوں — کاش تم میرے بن سکتے —!"

"آہا — تھریسیا ڈارلنگ — میں تو اب بھی تمہارا ہوں — اور ہمیشہ تمہارا رہونگا تم سامنے تو آؤ —"

"نہیں ۔۔۔ تم سے زیادہ مکار آدمی میں نے اب تک نہیں دیکھا۔ تمہاری باتوں میں خلوص نہیں ہے ۔۔۔ ایک شمہ بھر بھی خلوص اگر تم میں ہوتا ۔۔۔ تو میں مان لیتی ۔۔۔"

"ارے خلوص ہی خلوص ہے تھریسیا ڈارلنگ ۔۔۔"

عمران نے کہا۔

"یقین نہیں آتا تو تول کر دیکھ لو ۔۔۔ پورا سوا سیر اترے گا۔"

"ہا ۔۔۔۔"

دوسری طرف سے اس قسم کی آواز ابھری۔ جیسے ٹھنڈی سانس لی گئی ہو۔

پھر تھریسیا بولی۔

"اسٹیرنگ کے بائیں جانب نیچے کی طرف ایک سیاہ رنگ کا تختہ ہے اسے ہٹا کر دیکھو وہاں تم کو ٹائم بم ملے گا۔ اسے سمندر میں پھینک دو۔ وہ دس منٹ بعد پھٹنے والا ہے۔"

"اوہ ۔۔۔!"

عمران کے منہ سے نکلا اور وہ بڑی پھرتی سے نیچے جھک گیا۔ یہاں واقعی ایک تختۂ سیاہ موجود تھا۔ اس کے نیچے ٹائم بم بھی ملا تھا۔

اس نے بم اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا ۔۔۔ اسکے ساتھی دم بخود تھے۔ ان کے چہروں پر تھکن اور اضمحلال طاری تھا ۔۔۔ آنکھیں ویران تھیں ۔۔۔ چہروں کو دیکھکر ایسا ہی لگتا ہے جیسے برسہا برس سے مسکراہٹ قریب بھی نہ پھٹکی ہو ۔۔۔!

اسکے بعد تھریسیا کی آواز نہیں ابھری تھی!

عمران نے خانے کی تلاشی لے کر وہاں نصب ٹرانسمیٹر کا پتہ لگا لیا تھا۔ اور اب اس کے بٹن تلاش کر رہا تھا۔

پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اب وہ مطمئن تھا کہ ان کی آواز تھریسیا تک نہ پہونچ سکے گی۔ اس دوران بلیک زیرو اس کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔ اور ٹھیک اسی لمحے اتنے زور کا دھماکہ ہوا کہ ان کے کان جھنجھنا اُٹھے۔

پے در پے دھماکے۔

بے ساختہ ان کی نگاہیں تاریک جزیرے کی طرف اُٹھ گئیں۔

دور بہت دور۔۔۔

آگ کا ایک گولہ سا بلند ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اس کے عقب میں کافی فاصلے پر ایک اور گولہ تھا۔ پھر کافی اونچائی پر پہونچ کر وہ آگ کا گولہ چھتری کی طرح پھیلنے لگا۔

دھماکے جاری تھے۔۔۔

ہر دھماکے پر آگ کا گولہ فضا میں بلند ہوتا اور پھر چھتری کی طرح محیط ہوتا چلا جاتا۔۔!

آگ اور دھوئیں کا طوفان آسمان پر چھاتا جا رہا تھا۔ پھر سمندر میں طغیانی شروع ہوئی۔ اور موجیں اتنی بلند اُٹھنے لگیں کہ ہر لمحے انھیں بوٹ کے ڈوبنے کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ ان کے دل دھڑک رہے تھے، اعصاب

اب تک قابو میں نہیں آ سکے تھے اور وہ اس طرح کانپ رہے تھے۔ جیسے لرزہ کے مریض ہوں۔

آگ اور دھوئیں کے اس طوفان میں آسمان ڈھک گیا۔ اور سمندر پر پھر رات کی سی تاریکی چھا گئی۔

ٹھیک اسی لمحے جولیا کے ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوئے تھے۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اور پھر ایکسٹو کی آواز سُن کر وہ سب ہی چونک پڑے تھے۔!

وہ کہہ رہا تھا!

"ایکسٹو کے ماتحتوں خوش ہو جاؤ ـــ کہ اس مرتبہ بھی تھریسیا اور زیرولینڈ والوں کے مقابلے میں تم کامیاب رہے ہو۔ یہ تنظیم کئی سال پُرانی تھی۔ میں اسکی طرف اس وقت متوجہ ہوا تھا جب دارالحکومت میں آدمیوں کے اغوا کے ساتھ ہی آئرن مین کا اسٹنٹ کھڑا ہوا تھا۔ اسی دوران میرے ذہن میں تاریک جنگل کے قریب دیو پیکر انسان کے دیکھے جانے کا واقعہ اُبھر آیا تھا۔"

ایکسٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

میں فوراً ہی سمجھ گیا کہ یہ تھریسیا ہی کی تنظیم ہو سکتی ہے۔ اس کا ثبوت بکس اسٹریٹ کی عمارت سے بھی مل گیا۔

ایکسٹو نے عمران کو وہاں پیش کرنے والے واقعے کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

اِسی لیئے میں نے عمران کی کمانڈ میں تم لوگوں کو تاریک جزیرے کے

سفر پر روانہ کیا تھا۔ بعد کے واقعات کا تم کو علم ہے۔ اگر عمران بلیک ڈومن کے روپ میں شاہدہ کو دیوی کے محل میں پہونچا کر جنگلیوں کو نہ لڑاتا تو وہ کبھی کامیاب نہ ہوتا اور تم لوگ یہاں سے کبھی واپس نہ جا سکتے۔ تھریسیا نے بھی اس موقعے پر چپ لا کی دکھائی تھی ۔۔ وہ یہ چاہتی تھی کہ یہاں کی کوئی چیز بھی ہمارے ہاتھ نہ لگے اور ضائع بھی نہ ہو۔ اس مقصد کے لئے وقت حاصل کرنے کی خاطر اُسنے دیوی کے ماننے والوں کے دشمن قبیلے کے پاس دیوی کے روپ میں جا کر ان کو جنگ پر اکسایا ۔۔ اور پھر انہیں آپس میں لڑا دیا۔ اس طرح عمران اور تم لوگوں کے وہاں پہونچنے سے قبل وہ اپنی تمام مشینری آلات اور گیس و یورونیم کا ذخیرہ نکال لے جانے میں کامیاب ہوگئی ۔۔"

ایکسٹو خاموش ہوگیا تھا۔ چند لمحے وہاں خاموشی رہی ۔۔ پھر جولیا نے پوچھا تھا۔

" اگر تھریسیا ہمیں بوٹ مہیا نہ کرتی تو پھر کیا ہوتا ۔۔؟"

" چٹانوں کے دوسری طرف چھ سات موٹر بوٹس موجود تھے ان کے ذریعے وہ جزیرے کے گرد گھوم کر نگرانی کرتے تھے ۔۔ تھریسیا نے احسان جتانے کی خاطر دو بوٹ ساحل پر ایسی جگہ چھوڑ دی تھیں جہاں وہ دور ہی سے نظر آجائیں ۔ وہ نہ چھوڑتی ۔۔ تو میں بوٹ تم لوگوں تک پہونچا دیتا ۔۔"

" ایک بات اور جناب ۔۔"

جولیا نے پوچھا ۔ " تھریسیا کو کس طرح علم ہوا کہ ہمارے پاس

آتشی ریوالور ہیں ۔

" اس کا علم اُسے اسی وقت سے رہا ہوگا جب سیاہ پوشوں کو مار کر انہیں حاصل کیا گیا تھا ۔ اب رہا یہ سوال کہ تھریسیا نے یہ کیسے جانا کہ عمران کے پاس ایک اور ریوالور باقی ہے تو ۔۔۔ وہ سیدھی سی بات ہے ۔ بوٹ میں ٹرانسمیٹر کے ساتھ ہی ایک بہت عجیب سی مشین بھی فٹ ہے اسی کے ذریعے اسے علم ہوا ہوگا ۔۔ بالکل اسی طرح جیسے آجکل چیکنگ کرنے کے لئے ہوائی اڈوں پر چیکنگ پلیٹ استعمال کی جاتی ہیں تاکہ پتہ چل سکے کہ کوئی مسافر آتشی مادہ یا ریوالور تو ساتھ نہیں لے جا رہا ۔۔ ہاں اس موقعہ پر عمران سے حماقت ضرور ہوئی ہے ۔۔ دونوں بوٹوں میں ٹائم بم لگے ہوئے تھے ۔ اگر وہ ذرہ سا بھی ذہن پہ زور دیتا تو اس راز کو پا سکتا تھا ۔ بہرحال جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا ۔۔ میں نے دارالحکومت اطلاع کر دی ہے ۔ ایک جہاز تمہارے لئے روانہ ہو جائے گا تاکہ تم لوگوں کو بحفاظت ساحل تک پہونچا دیا جائے ۔۔ ویسے مجھے شاہدہ اور تم لوگوں کے زخمی ہونے کا افسوس ہے ۔"

چند لمحے خاموشی رہی تھی ۔

پھر ایکسٹو کی آواز ابھری ۔

" ساحل پر پہونچکر عمران کے ساتھ ان پانچوں افراد کو دانش منزل پہونچا دینا ۔ بقیہ کام عمران خود کرلے گا ۔"

" بہت بہتر جناب ۔"

" کسی کو اور کچھ پوچھنا ہے ۔۔ ؟ "

" ایک سوال جناب — "

جولیا نے کہا۔

" آپ اس وقت کہاں ہیں —؟ "

" ابا.... جولیا — تم نے اچھا سوال پوچھا ہے — " ایکسٹو کی آواز ابھری — !

" میں بھی ایک موٹر بوٹ میں ہی سفر کر رہا ہوں — مگر اس کا رخ تمہارے مخالف سمت ہے —— میں تم لوگوں کے پہونچنے کے ایک ہفتے بعد دارالحکومت پہونچوں گا — بس یا کچھ اور —؟ "

" ایک سوال اور جناب — یہ بلیک وومن کا کیا قصہ تھا ؟ "

" بلیک وومن —" ایکسٹو کی آواز ابھری۔ " دراصل وہ ایک سالہا سال پرانا محل تھا۔ ہو سکتا ہے کسی زمانے میں وہاں کوئی سرپھرا رئیس رہتا ہو اسلیئے کہ وہاں اس قسم کا کوئی نشان نہیں ملا جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ وہ جگہ کسی عبادت گاہ کے طور استعمال کی جاتی رہی ہو۔ ہاں اس بات کا امکان موجود ہے کہ جس نے محل بنوایا تھا اس نے جنگلیوں کی دست برد سے محفوظ رہنے کے لیئے بلیک وومن کا اسٹنٹ کھڑا کر دیا ہو اور اسے دیوی بنا کر انہیں اسکی پوجا پر مجبور کر دیا ہو۔ بہر حال۔ وہاں عمران کو بڑے ہال میں کرسی پر سیاہ چہرے والی عورت کا ٹھوس پیتھر کا مجسمہ ملا تھا۔ وہ جس کرسی پر رکھا گیا تھا اس میں اس قسم کا میکنیزم تھا کہ بوقت ضرورت اُسے نیچے تہہ خانے میں اتارا جا سکے۔ اسی طریقے سے تھریسیا کرسی نیچے اتار کر مجسمے کی جگہ خود بیٹھ جاتی تھی اور کرسی واپس ہال میں آجاتی لیکن یہ سب کچھ کرنے سے پہلے وہ سلنڈر کے ذریعے سے کرسی کے چاروں طرف نصب کیئے ہوئے پائپوں کے ذریعے سفید رنگ کا دھواں ہال میں چھوڑ دیتے تھے تاکہ جنگلیوں کو اس تبدیلی کا احساس نہ ہو سکے

اور وہ یہی سمجھیں کہ دیوی زندہ ہو گئی ہے۔ عمران نے وہاں پہنچکر ان تمام چیزوں کا جائزہ لیا تھا اور تھریسیا کے ان آدمیوں کو ختم کر کے محل پر قبضہ کر لیا تھا جو وہاں اسکی حفاظت کے لئے مقرر تھے۔ انہی کی زبانی یہ طریقۂ کار اُسے معلوم ہوا تھا۔ اور پھر عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی چل پڑی تھی۔۔

ایکسٹو خاموش ہو گیا وہ لوگ دم بخود بیٹھے تھے۔ چند لمحے بعد اس نے پھر پوچھا "بس یا اور کچھ پوچھنا ہے۔۔؟"

"جی نہیں شکریہ۔" جولیا نے کہا۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اسٹیرنگ والی سمت سے سمندر کی طرف جھکے ہوئے عمران نے بدن سیدھا کیا اور کھانسنے لگا۔

اتنی دیر سے وہ لنک کر کے ٹرانسمیٹر پر اپنے ماتحتوں کو واقعات بتاتا رہا تھا۔!

بلیک زیرو اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔ اور بوٹ وغیرہ کے بارے میں اسی سے اُسے علم ہوا تھا۔ اندھیرا پھیلتے ہی اُسے سوجھ گئی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ اس سے بہتر موقعہ کوئی اور نہیں ہو سکتا جس سے وہ اپنے ساتھیوں پر یہ ظاہر کر سکے کہ ایکسٹو ہر قدم پر ان کے ساتھ تھا۔!

تاریکی چھٹ رہی تھی۔ مغرب کی طرف سے آسمان پر اُجالا پھیل رہا تھا۔ مگر تاریک جزیرے کی سمت ابھی تک آگ کے شعلے نظر آ رہے تھے!!

ختم شد

وہ ایک چوبی کمرہ تھا تیس مربع فٹ کا مضبوط اور خوبصورتی سے تعمیر کیا ہوا اس کمرے میں تین اطراف میں بڑی بڑی ٹرانسمیٹر اور کمپیوٹر نما مشینیں لگی ہوئی تھیں اور ہر مشین کے اوپر ایک تیس انچ کی ٹی وی سے ملتی جلتی سکرین بھی موجود تھی۔ کمرے میں پانچ آدمی موجود تھے جو ان مشینوں کو آپریٹ کر رہے تھے ان کے کانوں پر ہیڈ فون لگے ہوئے تھے جن سے منسلک ماؤتھ پیس منہ کے قریب ہی موجود تھا۔

دفعتاً ان میں سے ایک آپریٹر چونک پڑا۔ اس کے سامنے مشین میں ایک سبز بلب روشن ہوا تھا اس نے ایک بٹن دبا دیا فوراً ہی اس مشین کے اوپر لگے ہوئے سکرین میں روشنی ہوئی پھر چند لمحے اس میں بجلیاں سی تڑپتی رہیں پھر ایک عورت کی شبیہہ ابھرنے لگی۔

ایک انتہائی حسین و جمیل عورت کی شبیہہ۔ جیسے ہی وہ شبیہہ مکمل ہوئی اس نے ایک اور بٹن دبا دیا۔

یہ شاید کال بیل کا بٹن تھا کیونکہ دور کسی کمرے سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تھی۔ چند لمحے

بلد ایک لمبے قد اور مضبوط جسامت کا آدمی اندر داخل ہوا اور اس آپریٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے سکرین پر عورت کی شبیہ ابھری تھی۔

آپریٹر نے ماؤتھ پیس بمعہ ہیڈ فون اس کی طرف بڑھا دیا لمبے قد لے ہیڈ فون چڑھایا پھر ایک بٹن دبا کر ماؤتھ پیس میں بولا۔

"ڈی سکس اسپیکنگ مادام۔"

"کیا رہا۔؟ ایئر پیس میں ایک ترنم ریز آواز گونجی۔

"ناکامی مادام۔"

"تفصیل سے بتاؤ ڈی سکس۔"

"وہ لوگ دریا عبور کرنے کے بعد وانڈیری قبائل کی حدود سے نکل آتے تھے۔"

"دریا انھوں نے کیسے پار کیا تھا۔؟

"وہاں ایک کشتی موجود تھی مادام۔" ڈی سکس لے کہا۔ انھوں نے اسی کے ذریعے دریا پار کیا تھا اور وانڈیری قبائل کے گھیرے سے نکل آتے تھے۔"

"ان کا رخ کس طرف تھا۔؟

"کاناہاری قبائلی بستی کی جانب لیکن وہ راستہ بھٹک کر جھیل والے علاقے میں نکل گئے تھے جہاں سے کاناہاریوں نے ان کو پکڑ لیا۔"

"گویا وہ ان کی قید میں ہیں۔؟

"تو مادام۔" ڈی سکس نے کہا۔ وہ لوگ انھیں اپنی بستی میں لے گئے تھے اور وہاں قید کر دیا تھا مگر پھر ان کے آزاد رہنے والے ساتھیوں نے بھڑوں کے ایک چھتے کو چھیڑ دیا جس سے خوف کھا کر وہ لوگ جھونپڑیوں میں گھس گئے تھے۔"

"قیدیوں کو بٹھروں نے کتنا نقصان پہنچایا۔؟

"حیرت انگیز مادام ۔" ڈی سکس نے کہا۔ بٹھروں نے قیدیوں کی طرف رخ بھی نہیں کیا وہ صرف کاناہاریوں پر ٹوٹی تھیں ۔"

"پھر۔؟ عورت کی شبیہہ کے ہونٹ ملے ۔کیا وہ وہاں سے بھاگ نکلے تھے ۔؟

"ہاں مگر دوسری طرف سے ان کے ساتھیوں نے ان جھونپڑوں میں آگ لگا دی تھی۔ اور جب کاناہاری وہاں سے بھاگ گئے تو وہ اپنے ساتھیوں کو چھڑا کر وہاں سے نکل بھاگے تھے ۔" ڈی سکس نے بتایا۔

"ان کا رخ کس طرف ہے ۔؟

"اس کے بارے میں ابھی اطلاع نہیں ملی ۔"

"کیوں ۔؟

"ہمارا آدمی بھی وہاں سے بٹھروں کی وجہ سے بھاگ نکلا تھا مادام ۔" ڈی سکس نے بتایا۔ اب وہ ان کو تلاش کر رہا ہے ۔"

"مجھے ان لوگوں کے بارے میں مکمل رپورٹ درکار ہے ۔"

"یس مادام ۔" ڈی سکس نے کہا۔

"کام برابر جاری ہے ۔؟

"یس مادام ۔" ڈی سکس نے کہا پھر ایسا لگا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو اس کے ہونٹ کھلے تھے مگر پھر وہ چپ رہ گیا۔

"کچھ کہنا چاہتے ہو ۔؟ عورت نے پوچھا۔

"یس مادام ۔"

"بولو کیا بات ہے ۔؟

"میرا خیال ہے مادام کہ یہاں محافظوں کی تعداد اب بڑھا دی جائے۔"

"اس خیال کی وجہ۔؟"

"ہو سکتا ہے وہ لوگ اب اسی طرف کا رخ کریں۔"

"اس کے لئے تمہارے حفاظتی انتظامات کافی ہیں۔"

"وہ بہت سی پارٹیاں ہیں مادام۔؟"

"بے فکر رہو۔" عورت نے کہا۔ "جس نے بھی اس طرف کا رخ کیا وہ زندہ نہیں جا سکے گا۔"

"کوئی خاص بات مادام۔؟" ڈی سکس نے چونک کر پوچھا۔

"بلوگن اب تمہاری طرف منتقل کر دی جائے گی۔"

"یہ تو بہت اچھا ہوگا مادام۔"

"ہاں مگر ایک خطرے کی طرف تمہاری نگاہ نہیں گئی۔"

"خطرہ۔؟" ڈی سکس نے دوہرایا۔

"ہاں خطرہ۔" عورت نے کہا۔ "کاناہاریوں کی بستی میں لگی ہوئی آگ حکومت کے فارلیسٹ ڈویژن والوں کو اس طرف متوجہ کر سکتی ہے۔"

"وہ یہاں سے کافی دور ہیں مادام۔"

"ہیلی کاپٹروں سے کوئی فاصلہ دور نہیں ہوتا۔"

"پھر جو حکم مادام۔؟"

"میں نے فائر فائٹنگ سکواڈ کو کاناہاریوں کی بستی میں لگی ہوئی آگ کو بجھانے کیلئے روانہ کر دیا ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ فارلیسٹ ڈویژن والوں کی مداخلت کا خطرہ اب باقی نہیں رہا۔؟"

"نہیں۔ مگر۔" عورت نے کہا۔ "ہر وہ طریقہ اختیار کرو جس سے فارلیسٹ ڈویژن والے اس طرف متوجہ نہ ہوں۔"

"میں نے پہلے ہی گذارش کی تھی مادام کہ ان اطراف سے کاناہاری اور دوسرے قبائل کی بستیاں اٹھوا دی جائیں۔"

"وہ لوگ کسی قیمت پر یہاں سے نہیں جائیں گے۔" عورت نے کہا۔ "تم نے دیکھا بلوگن سے خوفزدہ ہونیکے باوجود وہ لوگ اپنی بستیاں چھوڑ کر نہیں بھاگے۔"

"یہی دشواری ہے مادام۔"

"اچھا بس کوئی اور بات۔؟"

"نو مادام۔" ڈی سکس نے کہا اور سکرین پر سے عورت کی شبیہہ غائب ہو گئی۔ ڈی سکس نے ہیڈ فون اور ماؤتھ پیس آپریٹر کو تھمایا اور کمرے سے باہر نکل آیا وہ کئی کمروں سے گذرتا ہوا ایک نسبتاً کونے والے کمرے میں داخل ہو کر رک گیا۔

یہاں کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے ہولسٹر اور کارتوسوں کی بیلٹ اٹھا کر شانے سے لٹکائی اور کمرے سے باہر کھلی فضا میں نکل آیا ایک نظر اس نے ڈوبتے سورج پر ڈالی اور جھاڑیوں اور درختوں کے اس جھنڈ کی جانب بڑھنے لگا جو سامنے ہی نظر آ رہا تھا۔

جھنڈ میں داخل ہو کر اس نے اس جانب دیکھا جس طرف سے وہ آیا تھا۔ وہ کمرے اب اسے نظر نہیں آ رہے تھے جہاں سے وہ اس طرف آیا تھا جھاڑیوں میں کچھ اور آگے بڑھنے کے بعد اس نے کلائی کی گھڑی اتاری پھر اس کی سوئی کو مختلف اطراف میں گھمایا اور چابی باہر کھینچ لی فوراً ہی گھڑی سے ایک پتلی سی مردانہ آواز ابھری۔

"شوون۔ کیا بات ہے ڈی سکس۔؟
"مادام کی کال آئی تھی جناب۔" ڈی سکس نے کہا۔
"اوہ ہو۔" دوسری طرف سے چونک کر پوچھا۔
"وہ کاناہاریوں کے قیدیوں کی بابت پوچھ رہی تھیں۔"
"تم نے کیا رپورٹ دی۔؟
"ناکامی باس۔"
"ویری گڈ۔ تفصیل بتاؤ۔"
"میں نے مادام سے یہی کہا کہ وہ قید سے نکل بھاگے ہیں۔" ڈی سکس نے تفصیلات بتانے کے بعد کہا۔
"اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ان کے بارے میں زیادہ فکرمند ہے۔"
"یس باس۔"
"تم نے ان کی نگرانی کے بارے میں کیا بتایا۔؟
"یہی کہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہیں۔"
"انھیں اس پارٹی کی اصلیت سے تو آگاہ نہیں کیا۔؟
"نو باس میں اتنا احمق ہرگز نہیں ہوں۔"
ڈی سکس نے کہا۔
"ممکن ہے وہ کسی اور کے ذریعے سے اس بارے میں آگاہ ہو چکی ہو۔"
"اگر ایسا ہوتا تو گفتگو سے اندازہ ہو جاتا۔"
"ان کے تعاقب میں کون گیا ہے۔؟

"ٹوی فورٹین باس۔"

"اس کے رابطے کا ذریعہ کیا ہے۔؟"

"کلپ ٹیوائیس۔" ڈی سکس نے جواب دیا۔ "وہ اسی پر مجھ سے رابطہ قائم کرتا ہے باس۔"

"اس سے رابطہ قائم کر کے معلوم کرو کہ وہ اب کہاں ہیں۔؟"

"اس کے لئے مجھے کمرے تک جانا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" دوسری جانب سے آواز آئی۔

"آپ اس وقت کہاں ہیں باس۔؟"

"بستی سے ایک میل دور۔"

"ٹھیروں نے آپ کو تو نقصان نہیں پہنچایا۔؟"

"میں اس وقت بستی سے چند فرلانگ دور تھا جب ٹھیروں نے حملہ کیا ہے۔" دوسری جانب سے کہا گیا اس لئے خطرہ کی زد سے نکل گیا تھا۔"

"ان کے کچھ اور ساتھی بھی ہیں باس۔" ڈی سکس نے کہا۔ "انہی نے گرفتار شدہ لوگوں کو چھڑانے کے لئے پہلے ٹھیروں کو چھیڑا پھر آگ لگا دی۔"

"وہ خود بھی ٹھیروں کی زد میں آگئے ہوں گے۔؟"

"نو باس۔" ڈی سکس نے کہا۔ "حیرت انگیز امر یہ ہے کہ ٹھیروں نے ان کی طرف رخ ہی نہیں کیا۔"

"حیرت انگیز ہے۔"

"پھر جب آگ لگائی تو وہ لوگ اپنے ساتھیوں کو گھوڑوں پر بٹھا کر وہاں سے نکال

لے گئے ۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ بہت زیادہ تیاری سے آتے ہیں ۔"

"لیس باس مگر مجھے ابھی تک اس بات کا علم نہیں کہ یہ سب پارٹیاں ان اطراف میں کیوں آتی ہیں ۔؟

"کیا تمہیں حقیقتاً نہیں پتہ ۔؟

"نو باس ۔" ڈی سکس نے کہا۔ اگر پتہ ہوتی تو میں پوچھتا کیوں ۔؟

چند ہفتے قبل ہیڈ کوارٹر نے ایک جہاز[۳] کو گرایا تھا ۔"

"وہ مسافر بردار طیارہ ۔؟

"ہاں وہی اس طیارے ہی کی وجہ سے یہ سب پارٹیاں یہاں آئی ہیں ۔"

"کیا اس میں کوئی خاص چیز تھی باس ۔؟

"تم کیا سمجھتے ہو ۔؟ دوسری جانب سے کہا گیا۔ ہیڈ کوارٹر والوں نے اس طیارے کو میزائل مار کر گرانے کا خطرہ خواہ مخواہ مول لیا ہوگا ۔؟

"یقیناً کوئی اہم بات ہے باس ۔"

"ہاں اہم ۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اس میں ایک خاص قسم کی مشین[۴] لے جائی جا رہی تھی جسے حاصل کرنے کے لئے ہیڈ کوارٹر والوں نے اسے گرا لیا تھا ۔"

"تو یہ سب پارٹیاں اسی مشین کی تلاش میں یہاں آئی ہیں ۔"

"بالکل ۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔

---

۳ تا ۴ ان واقعات کے لئے ملاحظہ فرمائیے اس ناول کے پہلے حصے، موت کا سایہ، نیلا شعلہ شعلے کا شکار اور ایکسٹو کا ہنگامہ ۔ مصنف ایس قریشی ۔

"کیا مشین ہیڈ کوارٹر والوں کو مل گئی ہے ۔؟

"اگر مل جاتی تو بات ہی کیا تھی؟" دوسری جانب سے کہا گیا۔ جہاز کے پائیلٹ نے اسے جہاز کی تباہی سے قبل ہی کہیں جنگل میں گرا دیا تھا۔"

"پھر یہ پارٹیاں اسے کیسے تلاش کریں گی باس۔؟

"پائیلٹ نے اپنے ملک کو اس مشین کے گرائے جانے کے محل وقوع سے آگاہ کر دیا تھا اس کا نشریہ دوسری پارٹیوں نے بھی سنا تھا لہٰذا وہ سب ہی اس مشین کی تلاش میں دوڑ پڑی ہیں۔"

"اسی لئے ہم لوگ ان پارٹیوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔؟

"ہاں" دوسری جانب سے کہا گیا۔ مادام نے تم لوگوں کو اسی لئے ان پارٹیوں کی نگرانی کے لئے احکامات دیئے تھے۔"

"مگر باس آپ خاص طور پر اس پارٹی کی نگرانی کیوں کرا رہے ہیں جسے کاناہاریوں نے قیدی بنالیا تھا۔"

"وہی پارٹی ہمیں مطلوبہ چیز تک لے جانے کی ڈی سکس۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اسی لئے میں نے اس پارٹی کو اہمیت دی ہے۔"

"ہو سکتا ہے دوسرے اب تک اس چیز تک پہنچ گئے ہوں۔؟

"نہیں ایسا نہیں ہے۔" دوسری جانب سے پر یقین لہجے میں کہا گیا۔ میں نے دوسری پارٹیوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کی ہیں وہ ابھی تک ان حدود تک ہی نہیں پہنچ سکیں جہاں وائلڈ بیری بستیاں ہیں۔"

"جبکہ یہ پارٹی جس کی آپ نگرانی کرا رہے ہیں کاناہاریوں تک پہنچ گئی ہے۔" ڈی سکس نے کہا۔ تو کیا وہ چیز اسی علاقے میں کہیں گری ہے۔"

"ہاں اور میں اسی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ناہاریوں کی دوسری بستیوں تک گیا تھا واپس آیا تو پتہ چلا کہ وہ لوگ قیدی بنالئے گئے ہیں سردار خود ان قیدیوں کو لینے گیا ہوا تھا۔"

"گویا جب آپ وہاں پہنچے تو قیدی اس جگہ موجود تھے۔؟"

"میرے پہنچنے کے بعد لائے گئے تھے۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے باس۔؟"

"وہی جو ابھی کہہ چکا ہوں۔"

"تو آپ بستی واپس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔؟"

"ہاں اب تک وہاں سے بھیڑوں کا خطرہ ٹل گیا ہوگا۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ لہذا میں بستی میں جاکر اس چیز کی تلاش بڑے پیمانے پر شروع کرانا چاہتا ہوں اور ان لوگوں کو بھی پکڑنا چاہتا ہوں جو فرار ہو گئے ہیں۔"

"مگر باس آپ کا وہاں بستی میں جانا اچھا نہیں ہے۔"

"کوئی خاص بات۔؟"

"جی ہاں۔" ڈی سکس نے کہا۔ مادام نے بستی کی آگ بجھانے کے لئے فائر فائٹر دستے کو احکامات دے دیئے ہیں اور وہ وہاں پہنچنے والے ہوں گے۔"

"ایسی صورت میں تو مجھے وہاں سے دور ہی رہنا ہوگا۔"

"میرا یہی مطلب تھا باس۔"

"مگر مادام نے فائر فائٹر وہاں کیوں بھیجے ہیں؟ دوسری جانب سے کہا گیا لہجہ سوچ میں ڈوبا ہوا تھا

"وہ نہیں چاہتیں کہ فارلیسٹ ڈویژن والے اس طرف متوجہ ہوں۔"

"سمجھ گیا۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اگر فاریسٹ آفیسر اس طرف آگ دیکھ کر نکل آئے تو پراجیکٹ اوپن ہو جائے گا۔"

"جی ہاں یہی وجہ ہے فائر فائٹروں کو وہاں بھیجنے کی۔"

"ابھی میں صورتِ حال کا جائزہ لوں گا اس کے بعد ہی بستی میں جانے اور نہ جانے کا فیصلہ کروں گا۔"

"ایک بات اور بھی ہے باس۔"

"جلدی کہو رک رک کر بات کرنے سے مجھے چڑ ہے۔"

"بلوگن کو اب یہاں منتقل کیا جا رہا ہے۔"

"وہ کیوں۔؟"

"کہہ نہیں سکتا۔" ڈی سکس نے جواب دیا۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ مادام کو تم پر شبہ ہو گیا ہو۔؟"

"نہیں ایسا ہوا ہوتا تو مجھ سے کلپ ڈیوائس واپس لے لی گئی ہوتی اور مجھے یہاں بھی نہیں چھوڑا جاتا۔"

"پھر بلوگن اس طرف منتقل کرنے کا کیا مطلب ہے۔؟"

"نئی نئی پارٹیوں کی آمد کی وجہ سے ہو سکتا ہے پراجیکٹ کے لئے کوئی خطرہ محسوس کیا گیا ہو اور حفاظت کے خیال سے بلوگن یہاں منتقل کی جا رہی ہو۔"

"ایسا ہوتا ممکن نہیں۔"

"وہ کیوں باس۔؟"

"یہ معمولی سی بات ہے اور کسی معمولی سی بات کے لئے بلوگن کو وہ اس طرف منتقل نہیں

کرسکتے ۔"

"کیوں باس اس میں نقصان ہی کیا ہے ۔"؟

"نقصان ہے ۔" دوسری جانب سے کہا گیا ۔ "میری ان اطراف میں موجودگی ان کو ایسے اقدام کی اجازت نہیں دے سکتی ۔"

"تو کیا وہ آپ کی یہاں موجودگی سے آگاہ ہیں ۔"؟

"فضول سوال ہے ۔" دوسری جانب سے کہا گیا ۔ "اگر وہ میری موجودگی سے آگاہ نہیں ہوتے تو اتنی احتیاط نہیں برتتے ۔"

"ایسی صورت میں تو باس ان کو بلوگن اس طرف منتقل نہیں کرنی چاہیئے ۔" ڈی سکس نے کہا۔

"یہی میں بھی سوچ رہا ہوں ۔" دوسری جانب سے کہا گیا ۔ "یہ کسی قسم کا جال بھی ہو سکتا ہے ۔"

"آپ کے خلاف باس ۔"؟

"ہاں یہاں دیر ولینڈ کا اور کون دشمن ہے ۔"؟

"ہو سکتا ہے باس مادام نے ٹھیک ہی کہا ہو ۔"؟

"نہیں وہ میری ہی وجہ سے بلوگن کو یہاں بھیج رہی ہے ۔" دوسری جانب سے کہا گیا ۔ "اس طرح وہ میری آمد و رفت ان اطراف میں بند کرنا چاہتی ہے ۔"

"اس سے کیا فائدہ ہوگا ۔"؟

"ابھی تک وہ میری رہائش گاہ سے ناواقف ہے ڈی سکس ۔" دوسری جانب سے کہا گیا ۔ "اب اگر میں بلوگن کے لالچ میں اس طرف جاؤں تو ہو سکتا ہے وہ مجھے چھاپ بیٹھے اور یہ بھی ہو سکتا

ہے کہ وہ کسی سائنٹیفیکٹ طریقے سے میرا تعاقب کر کے میری رہائش گاہ کا پتہ لگا لے۔"

"سردست آپ دونوں ایک دوسرے سے الجھے ہوئے ہیں یا س۔" ڈی سکس نے کہا۔ اس طرح کام [illegible] تاخیر ہوتی جا رہی ہے۔"

"سب کچھ کیا دھرا تھری بی کا ہے۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ نہ وہ مجھ سے الجھتی اور نہ یہ صورت حال ہوتی۔"

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔؟"

"کیا وہ اب تک وہاں نہیں پہنچی۔؟"

"مادام کا ارادہ کیا ہے یہ کوئی نہیں جان سکتا۔"

"اچھا پھر خدا حافظ۔" دوسری جانب سے کہا گیا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔ ڈی سکس نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اور اسے لباس میں رکھ کر جھاڑیوں کے جھنڈ سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا رخ اسی چوبی کیبن کی جانب تھا جہاں سے وہ اس طرف آیا تھا۔ ایک کمرے میں پہنچتے ہی وہ رک گیا اس کے سامنے ہی دیوار پر سبز بلب روشن تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ سکرین پر مادام اسے طلب کر رہی ہے یا کوئی اور کال ہے۔

وہ اس کمرے کی طرف جھپٹا جہاں ٹرانسمیٹر نصب تھے۔ اس کمرے میں واقعی ٹرانسمیٹر پہ اس کے لئے کال تھی اور سامنے سکرین پر ایک شبیہہ بھی موجود تھی۔

گھوڑے سرپٹ دوڑ رہے تھے۔ گھنا اور خطرناک جنگل دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج رہا تھا۔

سب سے آگے موجود صفدر، خاور تھے اس کے بعد نعمانی اور تنویر ان کے عقب میں جولیا اور صدیقی تھے چوہان اور جوزف کے گھوڑے آخیر میں تھے جبکہ ان کے بعد صرف اکیلا عمران ہی کا گھوڑا دوڑ رہا تھا۔

عمران جان بوجھ کر پیچھے رہا تھا۔ اس وقت اس کا منہ جیب کی طرف جھکا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا۔

"ہیلو کالے صفر۔ ہیلو۔" وہ اس جملے کو بار بار دوہرا رہا تھا مگر دوسری طرف خاموشی تھی۔ ان کے گھوڑے اس طرح دوڑ رہے تھے جیسے ان کے عقب میں موت منہ کھولے دوڑتی چلی آ رہی ہو۔

"ہیلو بلیک زیرو۔" عمران نے ایک بار پھر اسی جملے کی گردان شروع کر دی اس کی گردن جیب کی طرف فوراً جھکی ہوئی تھی مگر اس کی آنکھیں اپنے ساتھیوں پر ہی جمی ہوئی تھیں سورج ڈھل چکا تھا اور درختوں پر نظر آنے والی روشنی کی رنگت بدلنے لگی تھی۔

"ہیلو بلیک زیرو۔" عمران نے دوسری جانب سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنتے ہی تیزی سے کہا تھا مگر ایک لمحہ تک دوسری طرف سے کھڑکھڑاہٹ ہی کی آواز آتی پھر آہستہ آہستہ وہ آواز صاف ہوتی چلی گئی۔

"یس سر۔ بلیک زیرو اٹینڈنگ سر۔" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی اس کی آواز کے عقب سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے کوئی مشین چل رہی ہو۔

"میں کافی دیر سے تمہیں پکار رہا تھا۔" عمران نے کہا۔

"سچویشن ایسی تھی جناب کہ میں کال ریسیو نہیں کر سکتا تھا۔"

"کوئی خاص بات۔؟"

"جی ہاں جناب۔" بلیک زیرو کی آواز آئی۔ جیسے ہی آپ نے وہ جگہ چھوڑی میں بھی چل پڑا تھا مگر اندازے کی غلطی کی وجہ سے موت سے بال بال بچا۔"

"صاف صاف کہو کیا بات تھی۔؟" عمران نے جھلا کر کہا۔

"اندازے کی غلطی سے ہم اس طرف نکل گئے تھے جس طرف جنگلی بھاگ رہے تھے۔" بلیک زیرو نے بتایا۔

"پھر۔؟" عمران نے پوچھا۔

"وہ جنگلی بھیڑوں ہی سے پیچھا نہیں چھڑا پاتے ہیں۔" بلیک زیرو نے بتایا اس لئے جیسے ہی ہم نے ان کو دیکھا راستہ کاٹ لیا ورنہ ان سے الجھنا پڑتا۔"

"اب تم کہاں ہو۔؟

"میں آپ کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سن رہا ہوں۔"

"گویا ہم سے قریب ہی ہو۔؟

"جی ہاں اگر میں ذرا سی تیز رفتاری کا مظاہرہ کر دوں تو آپ سے مل سکتا ہوں۔"

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے آپ واپسی کا سفر اختیار کئے ہوئے ہیں۔؟

"اس کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا ہے۔؟

"مگر یہ وہ راستہ نہیں ہے جناب جس پر چل کر آپ دریا تک پہنچ سکتے ہیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔ اس طرح تو آپ دریا کے متوازی آگے بڑھیں گے۔"

"پھر۔؟ عمران نے پوچھا۔ کیا ہم پھر راستہ بھٹک گئے ہیں۔؟

"جی ہاں۔ آپ کو پہاڑی کی سمت اس کے ساتھ ساتھ سفر کرنا چاہئے تھا۔" بلیک زیرو نے کہا یہ راستہ آپ کو مخالف سمت لے جا رہا ہے۔"

"اوہ ہو۔" عمران نے کہا۔ مجھے پہلے ہی اس بات کا احساس تھا بہرحال اب ہم اسی طرف سے چکر کاٹ کر اپنے راستے پر لگ جائیں گے۔"

"یہی بہتر رہے گا جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔ کیونکہ واپسی کی صورت میں اس بات کا خدشہ ہے کہ کہیں جنگلیوں سے مڈھ بھیڑ نہ ہو جائے۔"

"مونو کہاں ہے کالے صفر۔؟

"میرے عقب میں آ رہا ہے۔!

"سردست اس کی طرف سے کوئی مشکوک بات تو سامنے نہیں آئی۔" عمران نے پوچھا۔

تھا۔ گفتگو کے دوران بھی اس نے گھوڑے کی رفتار کم نہیں کی تھی۔

"جی نہیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔ آپ اس کی طرف سے خواہ مخواہ فکر مند ہیں جناب وہ صحیح آدمی ہے۔"

"صرف میری ہدایت کا خیال رکھو کالے صفر۔"

"بہتر جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔ کیا وہ چیز آپ کو مل گئی۔؟

"ہاں۔" عمران نے کہا۔ اگر نہ ملتی تو اس وقت واپسی کا سفر کیسے اختیار کیا جاتا کالے صفر۔ کیا تمہاری عقل چرنے چلی گئی ہے۔؟

"ایسی کوئی بات نہیں ہے جناب۔"

"پھر اونگے بونگے سوالات کر کے اپنے ساتھ میرا بھی دماغ کیوں خراب کر رہے ہو۔؟

"اس کی بھی ایک وجہ ہے جناب عالی۔"

"وہ کیا۔؟

"میں یہ چاہتا ہوں کہ اب آپ لوگ آگے چلتے رہیں میں عقب سے نگرانی کے فرائض انجام دوں گا۔" بلیک زیرو نے کہا۔ چونکہ راستہ دیکھا بھالا ہے اس لئے آپ کو کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔!"

"یہی درست بھی ہے۔" عمران نے کہا۔ اس طرح تم ان جنگلیوں پر نظر رکھ سکو گے جو عقب سے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"میرا بھی یہی مطلب تھا جناب۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔ ویسے مجھے امید ہے کہ جس بستی سے آپ اب نکل کر آئے ہیں وہ لوگ تعاقب نہیں کر پائیں گے۔"

"اس خیال کی وجہ۔؟

"وہ بچھوؤں کے شکار ہوتے ہیں جناب۔" بلیک زیرو نے جواب دیا "اور زہریلی بچھوؤں کے کاٹنے کے بعد وہ اب چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوں گے۔"

"اس خیال کی وجہ سے مطمئن مت ہو جانا۔" عمران نے کہا۔ "تمہیں ہر حال میں عقب کا پورا پورا خیال رکھنا ہے۔"

"آپ بے فکر رہیں جناب۔"

"ٹرانسمیٹر آن ہی رہنے دینا۔" عمران نے کہا تھا۔ "میں نہیں چاہتا کہ کسی قسم کا خطرہ درپیش ہو تو سلسلہ ملانے میں وقت ضائع کیا جائے۔"

"بہتر جناب۔" بلیک زیرو کا جواب سن کر اس نے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔ گھوڑے اسی رفتار سے دوڑ رہے تھے۔ ایک گھنٹے کے مزید سفر کے بعد عمران نے انلوگوں کو روکا تھا۔

"کیا بات ہے جناب۔"؟ صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"اب ہمیں دوسرا راستہ اختیار کرنا ہے۔"

"وہ کیوں۔"؟ صفدر نے پوچھا۔

"شاید پھر راستہ بھٹک گئے ہیں۔" تنویر نے کہا۔ لہجہ طنز میں ڈوبا ہوا تھا عمران چند لمحے تنویر کو گھورتا رہا پھر صفدر سے بولا۔

"یہ راستہ محض جنگلیوں سے بچنے کے لئے اختیار کیا تھا۔"

"پھر اب جناب۔"؟ صفدر نے پوچھا۔ پوری ٹیم میں وہ واحد ممبر تھا جو عمران کی کسی بات سے اختلاف نہیں کرتا تھا اور اس کا ایمان تھا کہ عمران جو بھی قدم اٹھاتا ہے۔ وہ صحیح ہوتا ہے۔"

"یہاں سے ہم بائیں سمت سفر کریں گے۔" عمران نے کمپاس پر نظر ڈالتے ہوئے

کہا اس طرح دوبارہ دریا کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے ہم واپس اسی جگہ پہنچ جائیں گے جہاں سے دریا پار کیا تھا۔"

"ایک بات عمران صاحب۔" خاور نے کہا۔

"ہاں ہاں کیا بات ہے۔" عمران خاور کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"کیا ہم اسی آسانی سے دریا پار کر لیں گے جس آسانی سے اس کنارے تک آئے تھے۔"

"اس میں قباحت کیا پیش آئے گی۔" عمران نے پوچھا۔

"آدم خور۔" خاور نے کہا۔ "کیا آدم خور ہماری تاک میں نہیں ہوں گے۔"

"وہ چیتے کی نسل سے نہیں ہیں مسٹر ناور۔" عمران نے خاور کے نام کی مٹی پلید کرتے ہوئے کہا۔ "اس لئے اپنے تمدکا توں کو پلٹ چکے ہوں گے۔"

"فرض کر لیجئے وہ وہاں ہوئے تو پھر۔" خاور نے پوچھا۔

"ہاں عمران یہ خطرہ ہمیں پیش آسکتا ہے۔" جولیا نے کہا۔ "خاور کا اندیشہ بے جا نہیں ہے۔"

"او ڈس پولیا۔" عمران نے جولیا کے نام کی بھی درگت کرتے ہوئے کہا۔ "یہ سب کچھ تم مجھ پر چھوڑ دو۔"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم آسانی سے موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔" تنویر نے غرا کر کہا۔

"تم سے کس نے کہا کہ ہم موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔" عمران نے غرا کر پوچھا۔

"یہ موت کے منہ میں جانا نہیں تو اور کیا ہے۔" تنویر غرایا۔

"تم یہاں بیٹھ کر خطرہ ٹلنے کا انتظار کرو مسٹر پیر دین۔" عمران نے کہا پھر صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "گھوڑے سے آگے بڑھاؤ۔"

"آپ جانتے جناب۔" صفدر نے کہا اور اس نے گھوڑا بتائی ہوئی سمت ڈال دیا۔ تنویر کو بھی مجبوراً گھوڑا آگے بڑھانا پڑا تھا۔ وہ پھر اسی طرح گھوڑے دوڑانے لگے جیسے اب تک سفر کرتے رہے

تھے۔

مگر کچھ دیر بعد عمران نے دیکھا کہ جولیا کا گھوڑا پیچھے ہونے لگا ہے وہ سمجھ گیا کہ جولیا اس سے کسی مسئلے پر بات کرنا چاہتی ہے پھر ہوا بھی یہی۔ جولیا عمران کے گھوڑے کے برابر اپنا گھوڑا لے آئی۔

"ادھر مچھر کاٹ رہے تھے کیا۔؟ عمران نے معصوم سی صورت بنا کر پوچھا۔

"نہیں۔"

جولیا نے گھوڑے کی رفتار عمران کے گھوڑے سے ملاتے ہوئے کہا۔

"پھر۔ آدم خور آ گیا تھا۔؟

"عمران تم اتنے بھولے تو نہیں ہو۔" جولیا غرائی۔

"مجھے گالی دے رہی ہو۔؟ عمران برا مان جانے والے لہجے میں بولا۔

"اس میں گالی کی کیا بات ہے۔؟

"پھر مجھے بھولا کیوں کہا۔؟ عمران نے تنک کر کہا۔ کیا میں کبھی کوئی بات بھولا ہوں جو یہ لقب مجھے دیا جا رہا ہے۔؟

"کیا تمہیں یقین ہے کہ آدم خور وہاں ہماری تاک میں نہیں ہوں گے۔" جولیا نے اصل مقصد کی جانب آتے ہوئے کہا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر چرخہ ایک بار چل پڑا تو پھر عمران کو پٹڑی پر لانا دشوار ہو جائے گا۔

"تم کتنے دن بھوکی رہ سکتی ہو مس پولیا۔"

"جولیا" جولیا نے تصحیح کرتے ہوئے کہا۔ ایک دو دن۔"

"ایسی صورت میں جبکہ کھانا تمہارے سامنے موجود ہو کیا اس وقت بھی کسی اچھے کھانے کی آس میں بھوکی رہو گی۔"؟

"نہیں ایسی صورت میں بھوکا رہنے والا دنیا کا سب سے بڑا احمق ہی ہوگا۔"

"بس پھر یہ بتاؤ کہ وہ آدم خور ایسی حماقت کیوں کریں گے۔؟"

"میں سمجھی نہیں۔"

"ان لوگوں کے سامنے جنگلی جانوروں کی کھیپ موجود ہے پھل وغیرہ بھی ہیں پھر وہ بھوکے پیاسے ہمارے انتظار میں کب تک دریا کے کنارے سوکھیں گے۔"

"بات کچھ کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔"

"جہاں تک میرا اندازہ ہے ہمارے اپنی دست رس سے نکلنے کے بعد وہ لوگ کسی اور شکار کی تلاش میں چلے گئے ہوں گے۔"

"ہو سکتا ہے ان کا کوئی جاسوس وہاں موجود ہو۔؟"

"ہاں۔ اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔"

"اس کے لئے کیا کرو گے۔؟ جولیا نے پوچھا۔ وہ ہمیں دیکھتے ہی جنگل کی زبان میں اپنے ساتھیوں کو ہماری آمد سے آگاہ کر دے گا۔"

"اس سے نمٹنے کے لئے بھی میرے پاس ایک طریقہ کار ہے۔"

"وہ کیا۔؟"

"یہ تمہیں بروقت پر پتہ چل جائے گا۔"

"غالباً تمہارا اشارہ ایکسٹو کی جانب ہے۔؟"

"اب وہ اتنا حسین بھی نہیں ہے کہ میں اسے اشارے کرنے لگوں۔" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور وہ بھی ایسی صورت میں جبکہ اس کی اصل شکل و صورت بھی کبھی نہ دیکھی ہو۔"

"میرے خیال میں اس بار اکیٹو ہم سے آگے نہیں ہے۔"

"میں تمہارے خیال کی تردید یا تائید نہیں کروں گا۔"

"وہ کیوں۔؟"

"اس لئے کہ ہم مجھے خود نہیں پتہ کہ اکیٹو ہم سے آگے جا رہا ہے یا ابھی ہمارے پیچھے ہے۔"

"وہ ہم سے آگے ہو گا عمران۔"

"اس خیال کی وجہ۔؟"

"وہ ابتک اس مہم میں ہم سے آگے ہی چلا آرہا ہے۔"

"اور اب ہم آگے ہیں مائی ڈیئر مس ولونیا ڈرنک ماسٹر۔"

"جولیانا فٹنر واٹر۔" جولیا غرائی۔

"اس... ہاں... آہستہ کہیں گھوڑا نہ بھڑک جائے۔"

"بعض اوقات تم جنگلی بن جاتے ہو عمران۔" جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"خربوزے کا اثر ہے۔"

"کیا۔؟"

جولیا چونکی۔

"ہاں وہ ہے نا ضرب الامثال کہ خربوزہ رنگ پکڑتا ہے خربوزے کو دیکھ کر۔" عمران نے مثال کی مرمت کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں الو بن کر دوسروں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرتے ہو۔"

"الو عقل اور دانش کا نشان ہے مس ڈرنک ماسٹر۔"

"تم واقعی الو ہو۔" جولیا جھلا کر بولی۔ اسے بار بار اپنا نام غلط لینے پر جھلاہٹ سوار

ہوگئی تھی۔

اور اگر اس وقت وہ گھوڑے پر سوار نہ ہوتی تو شاید کوئی چیز عمران پر پھینک مارتی۔

" ہوں نا۔ ؟ عمران جھک کر بولا۔ مجھے پہلے ہی علم تھا۔ "

" کیا یہ وہی کمپیوٹر ہے جس کی تلاش میں ہم یہاں آئے تھے۔ ؟ جولیا نے عمران کی کمر سے بندھے ہوئے کمپیوٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

" تمہارا کیا خیال ہے ۔ ؟ عمران نے کہا۔ یہ ایک ٹن کا وزن میں نے یونہی لاد رکھا ہے۔ ؟

" گدھا ہوتا ہی وزن لادنے کے لئے ہے۔ " جولیا کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور عمران کا ذہن جھک سے اڑ گیا۔

اس وقت جولیا نے اسے گدھا کہہ کر کاری وار کیا تھا اور اب تک کی عمران کی ساری شرارتوں کا بدلہ چکا دیا تھا۔

" گدھے کی ہمنشینی بھی گدھے ہی کرتے ہیں مس ڈرنک ماسٹر۔ "

" کرتے ہوں گے۔ " جولیا نے کہا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ایکسٹو کو کمپیوٹر کے ملنے کی اطلاع دی۔ ؟

" کیوں دیتا اسے اطلاع۔ " عمران برا مان جانے والے لہجے میں بولا۔ کیا میں اس کا زرخرید غلام ہوں مس ڈرنک ماسٹر۔ ؟

" جولیانا فٹنر واٹر۔ " جولیا دانت بھینچ کر بولی۔ تم بار بار میرا نام غلط لے کر مجھے تاؤ دلا رہے ہو عمران۔ "

" تاؤ آنا اچھی بات ہے مس ڈرنک ... اوہ ... نافٹنر ... واٹر ... " عمران نے کہا۔

" اس سے بدن میں چستی پیدا ہوتی ہے اور انسان چاق و چوبند ہو جاتا ہے ویسے ایک

لطیفہ بتاؤں میرا ایک دبلا پتلا لمبا سا ہکلا کر بولنے والا ملازم تھا بے چارہ چاق وچوبند کو چاک وچوبند لکھتا تھا اور سمجھتا تھا کہ وہ بہت زیادہ عقلمند ہے۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔؟

"بکواس نہیں حقیقت ہے بے چارہ کنوارہ بھی تھا لہذا شادی کے چکر میں ایک ایسے خاندان میں جا پھنسا جنہیں اپنی ایک ڈھائی ٹن کی چالیس سالہ بہن کی لئے ایک پاسپورٹ کی ضرورت تھی بس دھالنس دیا بے چارے کو اب وہ اس ڈھائی ٹن کی دلہن کی مصاحبت میں خوش ہے پوچھو تو کہتا ہے کھیت میں ہل کوئی بھی چلائے پھل اسی کا ہونا ہے جو کھیت کا مالک ہے۔"

"تم... تم جنگلی ہو۔"

جولیا غرائی ٹھیک اسی لمحے تنویر کا گھوڑا بھی ان کے قریب آگیا اس نے شاید جولیا کے الفاظ سن لیتے تھے۔

"کیا بات ہے۔ جولیا۔" اس نے قریب آکر کہا۔ کیا اس نے تم سے کوئی غلط بات کہی ہے بولو۔؟

"شٹ اپ۔" جولیا اسی پر الٹ پڑی۔

"ارے میں تو تمہاری ہمدردی میں آیا ہوں اور تم مجھ ہی پہ الٹ پڑی ہو۔؟ تنویر نے حیرت سے کہا۔

"مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔"

"پھر بھی مجھے معلوم تو ہو کہ کیا بات ہے۔؟

"میں بتاتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"بتاؤ۔" تنویر اسے گھور کر بولا۔

"میں نے مس فٹنر واٹر کے سامنے شادی کی تجویز رکھی تھی۔"

"اب سمجھا۔" تنویر خونخوار لہجے میں بولا۔

"سمجھ گئے نا۔؟"

عمران خوش ہو کر بولا۔ "میں مس جولیا سے یہی کہہ رہا تھا کہ تنویر عقلمند ہے اشارہ سمجھ جائے گا مگر یہ اس بات پر ناراض تھی کہ میں تمہیں شادی کے بارے میں بتا کر راضی کروں۔"

"کیا۔ کیا۔؟" تنویر حیرت سے بولا۔

"تمہیں حیرت کیوں ہے مسٹر بریڈین۔"

"جولیا مجھ سے شادی کرے گی۔؟"

تنویر نے حیرت سے کہا۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔؟"

"جولیا کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔؟" تنویر نے جولیا سے پوچھا۔

"یہ خود تم سے شادی کرے گا۔" جولیا نے کہا اور غراتی ہوئی گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے نکلتی چلی گئی۔

"تو تم مجھ سے مذاق کر رہے تھے۔؟"

تنویر غرا کر بولا۔

"میرا تمہارا مذاق کا رشتہ ابھی قائم نہیں ہوا۔"

عمران نے اطمینان سے کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھا دیا صفدر کے قریب پہنچا ہی تھا کہ صفدر اسے مخاطب کر بیٹھا۔

"کیا رہا جناب۔"

"کس معاملے میں۔؟"

"جولیا راضی ہوگئی یا نہیں۔؟"

"راضی ہوجائے گی۔"

"مگر وہ تو بڑے غصے میں گئی ہیں کیا کہہ دیا تھا آپ نے۔؟"

"یہی کہ تنویر سے شادی کر ڈالو بس بھڑک اٹھی آتش فشاں کی طرح۔"

"یقیناً بھڑکنا چاہیئے تھا۔!"

صفدر نے کہا۔

"کیوں۔ کیوں۔؟"

"اس لئے کہ وہ کسی اور کو چاہتی ہے۔"

"کس کو۔؟"

"یہ بات سب ہی جانتے ہیں۔" صفدر نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"کونسی بات۔؟" عمران نے انجان بنکر پوچھا۔

"یہی کہ جولیا کس کو چاہتی ہے۔"

"اوہ سمجھا۔" عمران نے کہا۔ تمہارا اشارہ چوہے کی جانب ہے۔"

"چوہا۔"

صفدر ہنس پڑا۔

"کیوں ہنسے کیوں۔؟"

"عمران صاحب آپ جولیا کے خیالات سے واقف نہیں ہیں شاید۔"

"کیا وہ باغی ہو رہی ہے۔؟"

"یہ بات نہیں ہے۔"

"پھر کیا بات ہے۔؟"

"جولیا ایکسٹو کو چاہتی ہے یہ بات سب ہی کے علم میں ہے اور وہ ایکسٹو آپ کو سمجھتی ہے۔" صفدر نے کہا۔

"مم.... مجھے۔" عمران بوکھلا کر بولا۔ پھر ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہا۔ "یہ بھی خوب رہی یعنی میں اور وہ پردہ نشین۔" وہ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ہاں۔" صفدر نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس طرح در پردہ وہ آپ ہی سے محبت کرتی ہے عمران صاحب۔ آپ کو اس کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیئے۔"

"اگر وہ کوئی حماقت کرے۔"..... الفاظ عمران کے منہ ہی میں رہ گئے تھے انھوں نے جولیا کی چیخ سنی تھی۔

وہ سب ہی رک گئے۔

عمران نے بڑی تیزی سے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور اس جگہ پہنچ گیا جہاں جولیا موجود تھی۔ جولیا کو ایک درخت کی شاخ نے لپیٹ کر اٹھا لیا تھا جبکہ تین چار موٹی موٹی شاخیں سانپوں کی طرح اس کے گھوڑے کو جکڑ رہی تھیں وہ گوشت خور درخت کی گرفت میں پھنس گئی تھی۔

اس کمرے میں چھ آدمی تھے۔

وہ چھے کے چھے لمبے تڑنگے تھے اور ان کی رنگت سفید تھی وہ سب ایک ایسی میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے جس کے سامنے صرف ایک شیشے کی بڑی سی سکرین روشن تھی اور اس سکرین اور میز کے درمیان ایک گول ریوالونگ چیئر تھی۔

وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ بلوگن کو وہاں کیوں منتقل کیا جا رہا ہے۔؟"

"اس میں کوئی مصلحت ہوگی۔" دوسرے نے جواب دیا۔

"کیسی مصلحت۔؟" تیسرا بولا۔

"ان دنوں اطراف میں بہت سی پارٹیاں آئی ہوئی ہیں۔" پہلے نے ٹھہر ٹھہر کر دھیمے لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب اس مشین کی تلاش میں آنے والی پارٹیوں سے ہے جسے جہاز سے گرایا گیا تھا۔؟

"ہاں۔"

پہلے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مگر ہزار کوشش کے باوجود ہم ابھی تک اس کو تلاش نہیں کر پاتے ہیں۔" دوسرے نے کہا۔ ایسی صورت میں وہ کسی اور کو کیسے ملے گی۔"

"جس نے صحیح محل وقوع تلاش کر لیا وہ چیز اسے ہی مل جاتے گی۔" پہلے نے سکرین پر نظر ڈالتے ہوتے کہا۔

"محل وقوع۔"

دوسرے نے سوچ میں ڈوبے ہوتے لہجے میں کہا۔ ہم لوگوں نے جو لاسلکی نشریہ پائیلٹ کا سنا تھا اس میں بتاتے گئے محل وقوع کے اعتبار سے وہ چیز کاناہاری قبائل کی چھٹی بستی کے درمیانی علاقے میں گرنی چاہئیے تھی۔"

"گرنی چاہئیے تھی یا ملنی چاہئیے تھی۔؟ تیسرے نے ٹوکا۔

"ایک ہی بات ہے۔" پہلے نے کہا۔

"اور یہ بات سب ہی کو معلوم ہے کہ ہم کاناہاری قبائلیوں کے علاقے میں اس چیز کو اچھی طرح تلاش کر چکے ہیں اور ہر بار ہر ایک کے حصّے میں ناکامی آئی ہے۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔" چوتھے نے کہا۔

"پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ چیز اس اطراف میں گری ہی نہ ہو۔"

"مگر وہ پائیلٹ کا آخری نشریہ اور محل وقوع۔؟ دوسرے نے کہا۔

"ہو سکتا ہے پائیلٹ نے غلط اندازہ لگایا ہو۔" پہلے نے کہا۔ موت کو سامنے دیکھ کر اچھے اچھوں کے حواس ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔"

"اگر ایسا ہے تو وہ چیز کسی کے بھی ہاتھ نہیں لگ سکتی۔" چوتھے نے کہا۔

"بالکل۔ افریقہ اتنا بڑا ہے کہ۔۔۔۔"

"سوال افریقہ کا نہیں۔" پہلے نے تیسرے کی بات کاٹ کر کہا۔ صرف اسی جنگل کی ہے اور یہ بھی اتنا بڑا اور خطرناک ہے کہ ہم تا زندگی پورے جنگل میں اس چیز کو تلاش نہیں کر سکتے۔"

"پھر؟"
کسی نے سوال کیا۔

"مجبوری ہے۔" پہلے نے کہا۔ مادام کا حکم ہے کہ بہر حال میں اس چیز کو تلاش کر کے ہیڈ کوارٹر لایا جائے۔"

"اب اس کا ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے۔؟ پانچویں نے کہا۔

"وہ کیا۔؟ پہلے نے پوچھا۔

"ہم بھی کاناہاری بن جائیں۔" پانچویں نے کہا۔

"اس سے کیا فائدہ ہوگا۔؟ پہلے نے پوچھا۔

"فائدہ یہ ہوگا کہ ہم اس طرح کاناہاریوں میں جا کر ان سے اس چیز کے بارے میں پوچھ گچھ کر سکیں گے۔"

"آئیڈیا اچھا ہے۔" دوسرا بولا۔

"مگر اس میں ایک قباحت بھی ہے۔" پہلے نے کہا۔

"وہ کیا۔؟

"ہمارا لب و لہجہ کاناہاریوں جیسا نہیں ہے۔؟

"اس کا حل یہ ہے کہ مادام سے کہہ کر ہم اس آدمی کو یہاں طلب کر لیں گے جو کاناہاریوں کے لہجے میں بات کرتا ہے۔"

"ویری گڈ۔" پہلے نے کہا۔ اگر مادام نے اس چیز کی تلاش جاری رکھنے کا حکم دیا ہے تو پھر یہی کیا جائے گا۔"

"ایک بات اور ہے۔" چھٹے نے کہا۔

"وہ کیا۔؟

"ہمیں اپنی تلاش کا دائرہ بڑھانا چاہئیے تھا۔"

"تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہم اس چیز کو وانڈیری قبائل کے علاقے میں بھی تلاش کریں۔؟" پہلے نے پوچھا۔

"ہاں ممکن ہے پیراشوٹ نے اسے کاناہاریوں کے علاقے میں گرانے کے بجائے وانڈیری قبائل والے علاقے میں گرایا ہو۔؟"

"ہاں ایسا ممکن ہے۔" اس نے کہا۔ مگر کیا مادام نے اس امکان کو نظر انداز کر دیا ہو گا۔؟

"نہ کیا ہو۔" تیسرے نے کہا۔ ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں ملا جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا کہ مادام نے اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا۔"

"گویا بلاواسطہ طور پر یہ کہنا چاہتے ہو کہ مادام نے کاناہاریوں کے علاقے کے علاوہ اس مشین کے گرنے کے علاوہ دوسرے امکانات کو نظر انداز کر دیا ہے۔؟

"اس سوال کا جواب مادام ہی دے سکیں گی۔" تیسرے نے کہا۔

"ایک سوال اور ہے۔" دوسرے نے کہا۔

"وہ کیا پہلے نے پوچھا۔

"اس چیز کی تلاش میں کتنی پارٹیاں ان اطراف میں موجود ہیں۔؟

"جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ پہلے نے کہا۔ اس وقت ان اطراف میں اس مشین کو تلاش کرنے والی چھ پارٹیاں ہیں۔"

"چھ پارٹیاں۔؟

چوتھے نے حیرت سے دوہرایا۔

"ہاں چھ پارٹیاں۔ ایک مشرق بعید سے تعلق رکھتی ہے اس میں دس آدمی ہیں اور خود کو کان کنی کا ماہر کہتے ہیں۔"

"گویا دوسری پارٹیوں نے بھی فرضی پیشے اپنائے ہوئے ہیں۔" پانچویں نے پوچھا!!

"ہاں دوسری پارٹی روسیوں کی ہے اس میں آٹھ آدمی ہیں اور وہ خود کو ماہر ارضیات کہتے ہیں تیسری اور چوتھی پارٹی امریکن ہے ان میں سات آدمی والی پارٹی ماہر ارضیات اور نو آدمی والی پارٹی شکاری ہے۔"

"بقیہ کون سے ملک سے تعلق رکھتی ہیں۔؟ چھٹے نے پوچھا۔

"پانچویں پارٹی اس... ملک سے تعلق رکھتی ہے جہاں ہمیں بارہا شکست ہوئی ہے اور کامیابی آجتک نہیں ہوئی۔"

"کیا مطلب۔؟ دوسرے پوچھا۔

"ایسا ملک کونسا ہے۔"

تیسرے نے سوال کیا۔

"تمہارا اشارہ جرمنی کی جانب تو نہیں ہے۔؟" چوتھے نے پوچھا۔

"نہیں صرف ایک ملک ایسا ہے جہاں ہمیں ہمیشہ شکست ہوتی ہے۔" پہلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ذرا سوچ کر بتاؤ وہ کون سا ملک ہے۔؟"

"میری کھوپڑی میں ایسا کوئی ملک نہیں ہے۔" دوسرے نے کہا۔

"ہمیں تقریباً دنیا کے ہر ملک میں کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔" پانچویں نے کہا۔ "کہیں اکا دکا شکست کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے مگر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی ملک میں ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھا ہو۔"

"ایک ملک ایسا بھی ہے۔"

پہلا بدستور مسکرا رہا تھا۔

"پھر وہ میرے علم میں نہیں ہے۔" پانچویں نے کہا۔

"تمہیں یاد ہے مسٹر سنگ ہی کو لندن میں کس نے شکست دی تھی۔؟" پہلے نے ان سب کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا اشارہ مکلارنس کی جانب ہے۔؟" دوسرے نے بے ساختہ کہا۔

"نہیں ان کا اشارہ غالباً اس احمق کی جانب ہے۔" پانچویں نے سوچتے ہوئے کہا۔ "جس نے مکلارنس کو گرفتار کرایا تھا۔"

"تم وہاں پہنچ رہے ہو۔" پہلے نے پانچویں سے کہا۔

"اب میں سمجھا۔" پانچویں نے کہا۔ "تم احمق اعظم علی عمران کا تذکرہ کر رہے ہو۔؟"

"عمران کا نہیں اس کے ملک کا۔" پہلے نے کہا۔ "کیا آج تک ذیرولینڈ والوں کو کبھی عمران کے ملک میں کسی مشن پر کامیابی ہوتی ہے۔؟"

" نہیں۔ تم ٹھیک کہہ رہے تھے ۔ "پانچویں نے کہا۔
"مسٹر عمران ہی کی وجہ سے مادام اور مسٹر سنگ ہی میں دشمنی پیدا ہوئی ہے ۔ " پہلے نے کہا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آج زیرو لینڈ کا ہر آدمی اس کی تلاش میں ہے ۔"

" عمران کی تلاش میں ۔ ؟
پانچویں نے پوچھا۔
" نہیں مسٹر سنگ ہی کی تلاش میں ۔ " پہلے نے کہا۔
" سنا ہے مسٹر سنگ ہی ان دنوں اسی علاقے میں موجود ہیں ۔ ؟ دوسرے نے کہا ۔ !

" ہاں اطلاعات یہی ہیں کہ مسٹر سنگ ہی اسی علاقے میں موجود ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ " پہلے نے کہا ۔ ہم نے آدمی چھوڑے ہوتے ہیں مگر وہ اب تک مسٹر سنگ ہی کا پتہ لگانے میں کامیاب نہیں ہوتے ۔ "

" اطلاعات کا ذریعہ کیا ہے ۔ ؟ دوسرے نے پوچھا۔
" مسٹر سنگ ہی آج کل کچھ ممالک کو اسلحہ اسمگل کر رہے ہیں ۔ " پہلے نے کہا۔ گزشتہ چھ ماہ کے دوران تین دفعہ اسلحہ کی کھیپ ان اطراف میں لائی گئی ہے اور وہ اس طرح سے غائب ہو گئی کہ پھر اس کا سراغ نہیں ملا ۔ "
" کیا ہمارے آدمیوں نے اسلحہ کی کھیپ کی نگرانی نہیں کی تھی ۔ ؟ کسی نے سوال کیا۔
" کی تھی ۔ " پہلے نے کہا۔ مگر راہ میں کہیں نہ کہیں وہ نگرانی کرنے والے کی آنکھوں سے پراسرار طور پہ غائب ہو جاتی ہے ۔ "
" مسٹر سنگ ہی کو بین الاقوامی شہرت یونہی تو نصیب نہیں ہوتی ہو گی ۔ " دوسرے

نے کہا۔ وہ یقیناً ذہین ہیں۔"

"اور اب یہ ذہانت ختم کر دی جائے گی۔" تیسرے نے کہا۔

"کیا مطلب۔؟

پہلے نے پوچھا۔

"وہ زیرولینڈ کے باغی ہیں اور میرا خیال ہے آج تک کسی باغی کو زندہ نہیں رہنے دیا گیا ہے۔"

تیسرے نے کہا۔

"کچھ کے ساتھ یقیناً ایسا ہوا ہے۔" پہلے نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ مسٹر سنگ ہی کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔" تیسرے نے پوچھا۔

"ہاں۔" پہلے نے اثبات میں جواب دیا۔

"پھر ان کی تلاش کیوں کی جا رہی ہے۔؟" تیسرے نے پوچھا۔

"زیرولینڈ کے بڑے ان کی واپسی چاہتے ہیں۔" پہلے نے کہا۔

"یعنی مسٹر سنگ ہی کی واپسی۔؟" تیسرے نے کہا۔

"ہاں۔ اسی میں فائدہ ہے۔" پہلے نے کہا۔

"مگر اس گٹھ جوڑ کا مطلب بھی کچھ ہوگا۔" دوسرے نے کہا۔

"تمہیں یاد ہے پچھلی مرتبہ سنگ ہی کے خلاف مادام نے عمران سے عارضی دوستی کی تھی"۔

پہلے نے کہا۔

"ہاں یاد ہے۔" اس نے سر ہلا کر کہا۔

"اس بار مادام بھی یہی چاہتی ہیں اور زیرولینڈ کے بڑے بھی کہ سنگ ہی کی واپسی

ہو جانی چاہیئے۔"

"اس انقلاب کی وجہ۔؟"

تیسرے نے پوچھا۔

"عمران کے ملک میں زیرولینڈ کا کوئی مشن ہے۔" پہلے نے کہا۔ اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بڑے یہ چاہتے ہیں کہ سنگ ہی سے دوستی ہو جانے تو وہ عمران کو اپنی جانب الجھائے اور وہ اپنا کام کر گزریں۔"

"یہ تو احساس بے بسی ہے۔" تیسرے نے کہا۔

"ہشت۔" پہلے نے کہا۔ اسے مصلحت کہتے ہیں۔"

"بزدلی کا دوسرا نام مصلحت ہے۔" تیسرے نے کہا۔

"زیرولینڈ کے بڑوں کا یہی فیصلہ ہے۔" پہلے نے کہا۔ ہم خواہ کچھ بھی کیوں نہ کہتے رہیں فیصلہ بدلے گا نہیں۔"

"پھر تو مسٹر سنگ ہی کی تلاش لازمی ہوگی ہے۔" تیسرے نے کہا۔

"یقیناً پہلے نے کہا۔ اگر مزید پندرہ دن میں کامیابی نہ ہوئی تو بڑوں کا خیال ہے کہ جنگل میں جگہ جگہ مسٹر سنگ ہی کے لئے پیغامی بورڈ لگا دیئے جائیں گے جس میں واضح کیا جائے گا کہ ان کی تلاش کیوں کی جا رہی ہے۔"

"ایسی صورت میں کامیابی ہو سکتی ہے۔" دوسرے نے کہا۔

"ہاں آپ پارٹیوں کے بارے میں بتا رہے تھے۔" پانچویں نے کہا۔

"ہاں تو پانچویں پارٹی مسٹر عمران کی ہے اور چھٹی پارٹی مقامی میئر ہیراڈون کی ہے۔"

"تو کیا وہ بھی اس مشین کی تلاش میں ہے۔؟" دوسرے نے پوچھا۔

"ہاں پوری شد و مد سے۔" پہلے نے بتایا۔

"مگر اسے اس مشین کے بارے میں کیسے پتہ چلا۔؟" چھٹے نے پوچھا۔

"وہ ڈبل جاسوس ہے۔؟" پہلے نے جواب دیا۔

"یعنی وہ دو حکومتوں کو الو بنا رہا ہے۔" تیسرے نے کہا۔

"ہاں وہ امریکہ اور روس دونوں کے لئے کام کر رہا ہے۔" پہلے نے کہا۔ "اور مزا یہ ہے کہ اس بات سے دونوں میں سے ایک طاقت بھی واقف نہیں ہے۔"

"لیکن یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی۔؟"

"مادام کی مہربانی سے۔" پہلے نے جواب دیا۔ "میرے پارڈن کئی سال سے ڈبل کراسنگ کر رہا ہے اور اس خوبصورتی سے کہ دونوں میں سے کوئی بھی حکومت اس کا اندازہ نہیں لگا سکی۔"

"عمران کی پارٹی کہاں تک پہنچی ہے۔؟" دوسرے نے پوچھا تھا۔

"عمران کی پارٹی وانڈیری قبائل کے علاقے سے بچ کر کاناہاریوں کے علاقے میں داخل ہو گئی ہے۔" پہلے نے بتایا۔ "مگر کاناہاریوں نے ان کی پارٹی کو قیدی بنا لیا ہے۔"

"حیرت ہے کہ عمران جیسا ذہین اور چالاک شخص ان جنگلیوں کا قیدی بن گیا۔؟" دوسرے نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"اس میں اس چالاک احمق کی کوئی مصلحت ہو گی۔" پہلے نے جواب دیا۔ "کیونکہ تازہ ترین اطلاع کے مطابق عمران کاناہاریوں کی قید سے آزاد ہو چکا ہے۔"

"اوہ ہو۔" کئی کے منہ سے نکلا تھا۔

"اور فرار ہوتے ہوتے اس نے کاناہاریوں کی بستی کو آگ بھی لگا دی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ وہ کاناہاریوں کا قیدی اپنے کسی پروگرام کے تحت بنا تھا۔"

تیسرے نے پوچھا اور پہلا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"ممکن ہے یہی بات رہی ہو۔؟"

"مشین کا کیا رہا۔" دوسرے نے پوچھا۔ وہ اسے ملی یا نہیں۔؟

"اس کے بارے میں ہمارا مخبر بھی خاموش ہے۔"

"مخبر کون ہے۔؟

دوسرے نے پوچھا۔

"وہ کتنے فاصلے سے ان کی نگرانی کر رہا ہے۔؟ چوتھے کا سوال تھا۔

"ہمارا کوئی آدمی ان سے دور رہ کر ان کی نگرانی نہیں کر رہا۔" پہلے نے بتایا۔

"پھر۔؟ ایک ساتھ کئی افراد نے پوچھا تھا۔

"مادام کے حکم پر ایسا انتظام کیا گیا تھا کہ ہر پارٹی کے ساتھ گائیڈ کے طور پہ ہمارا ایک نہ ایک آدمی منسلک ہو جائے۔"

"کیا ایسا ہوا۔؟

دوسرے نے بات کاٹ کر پوچھا۔

"صرف تین پارٹیوں کے سلسلے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔" پہلے نے بتایا۔

"وہ کون کون سی پارٹیاں ہیں۔؟ چھٹے نے پوچھا۔

"عمران کی پارٹی۔ مشرق بعید والوں کی پارٹی اور ایک تیسری پارٹی جس میں صرف ایک آدمی شامل ہے۔"

"صرف ایک آدمی۔" ان لوگوں کے منہ سے نکلا۔

"ہاں صرف ایک آدمی اور وہ آدمی عمران والی پارٹی کا نگراں ہے۔" پہلے نے بتایا۔ اور

اپنے ساتھیوں سے الگ رہ کر راہنمائی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔"

"گویا ابھی تک ہمیں مشین کے بارے میں کوئی پتہ نہیں چل سکا۔" دوسرے نے سوال کیا کہ وہ کہاں ہے اور کسی کے ہاتھ لگی یا نہیں۔؟

"ہاں فی الحال یہی صورت ہے۔" پہلے نے جواب دیا۔ اور اسی پہ غور کرنے کے لئے میں نے تم سب کو اس جگہ جمع کیا ہے۔"

"اس بارے میں مادام کو مطلع کیا گیا۔؟ چوتھے نے پوچھا۔

"ہاں مادام کو ہر لمحے کی خبر دی جا چکی ہے۔"

"تب پھر ہمیں اس مسئلے پہ مادام کی رائے لینی چاہیئے۔" چوتھے نے کہا۔

"اس بار مادام سے رابطہ قائم کیا گیا تو یہ مسئلہ بھی اٹھایا جائے گا۔" پہلے نے جواب دیا۔"

سردست مسئلہ یہی ہے کہ اب کیا کیا جائے۔؟

"کمپیوٹر کے سلسلے میں۔؟ دوسرے نے پوچھا۔

"ہاں مادام ہر قیمت پہ اسے حاصل کرنا چاہتی ہیں۔"

"تو ایسا کرنا چاہیئے . . . الفاظ اس کے منہ ہی میں رہ گئے تھے سکرین سے منسلک مشین سے ایسی آواز ابھری جیسے بہت سے جنگلی جانور آپس میں لڑ پڑے ہوں اس کے ساتھ ہی سکرین پر بجلیاں سی کوندنے لگیں۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے سکرین روشن ہوتا چلا گیا اور اس میں تڑپنے والی بجلیاں ایک حسین ترین چہرے میں ڈھل گئیں ایسا ہی لگ رہا تھا کہ وہ چہرہ بذات خود ہزاروں بجلیوں کا مخرج ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے گوشت خور درخت کی موٹی شاخ نے جولیا کو پوری طرح گرفت میں لے کر اٹھایا اور آہستہ آہستہ وہ تنے کی طرف مڑنے لگی۔

"مائی گاڈ۔" جوزف کے منہ سے نکلا تھا۔

پھر سب سے پہلے عمران ہی کا سکتہ ٹوٹا تھا اس نے بڑی پھرتی سے گھوڑے کی زین سے رسی کا لچھا نکالا پھر اس کا پھندا بنایا اور کمند کی طرح گھما کر جولیا کی طرف اچھالا۔ نیلون کی ڈوری کا لچھا سیدھا جولیا کے شانوں سے ہوتا ہوا پیٹ پر جا کر ٹھیک اس جگہ رک کر تنگ ہو گیا جہاں سے گوشت خور درخت کی موٹی بیل نما شاخ نے اسے پکڑ رکھا تھا۔ عمران نے جھٹکا دیا اور پھندا تنگ ہو گیا ساتھ ہی عمران نے رسی کو ہاتھوں پر لپیٹ کر کھینچا تنے کی طرف جاتی ہوئی جولیا رک گئی عمران کو ایسا لگا تھا جیسے دوسری طرف سے بھی کوئی جولیا کو کھینچ رہا ہو۔

"جلدی کرو۔" عمران غرایا۔ "رسی پکڑو۔" بس پھر ایسا ہی لگا تھا جیسے وہ لوگ

ہوش میں آگئے ہوں۔

صفدر، خاور اور چوہان نے رسی پکڑ کر اپنی جانب کھینچنی شروع کر دی تھی۔ عمران نے جولیا کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں موت کی زردی کھنڈ گئی تھی اس کی آنکھیں دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں اور وہ بڑی بے بسی سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"فکر مت کرو۔" عمران نے چلا کر کہا۔ ابھی تمہیں چھڑا لیا جائے گا۔"

"میں... میں..." جولیا ہکلا کر رہ گئی۔

"بس دو تین منٹ۔" عمران نے کہا۔

پھر خاور کی چیخ سن کر چونک اٹھا۔ گوشت خور درخت کی ایک پتلی سی شاخ اس کے پیروں سے لپٹ گئی تھی اور وہ ہزار پیر جھٹکنے کے باوجود پیروں کو اس شاخ کی گرفت سے نہ چھڑا پا رہا تھا!

"ٹھہرو ایسے ہی کھڑے رہو۔" عمران نے کہا پھر وہ جیب سے شکاری چاقو نکال ہی رہا تھا کہ جوزف آگے بڑھا اور اس نے شاخ کے درمیان کلہاڑی سے وار کیا ایک ہی وار میں بیل کٹ گئی تھی اور کٹی ہوئی بیل کا دوسرا حصہ اس طرح تڑپتا ہوا نشے کی جانب سرکا تھا جیسے وہ درخت کی شاخ نہ ہو کسی زندہ انسان کا ہاتھ ہو یا کوئی سانپ ہو۔

"ارے یہ کیا۔" تنویر نے خاور کے پیروں کی جانب اشارہ کیا۔ یہ تو خون بہہ رہا ہے خاور کی ٹانگوں سے۔؟

"اوہ۔" خاور بھی چونک اٹھا۔

"اس شاخ کو دیکھو۔" صدیقی نے کہا اور ان کی نگاہیں شاخ کی جانب اٹھ گئیں یہ شاخ کا وہ ... حصہ تھا جو کٹ کر خاور کی ٹانگ سے لپٹا رہ گیا تھا اب اس کے بل کھل گئے تھے اور وہ

اس طرح تڑپ رہی تھی جیسے وہ کوئی جاندار ہو سرخ رنگ کا مادہ جسے وہ خون سمجھے تھے اسی بیل کے کٹے ہوئے حصے سے بہہ رہا تھا۔

"ہوشیار رہو باس یہ بہت خوفناک درخت ہے۔" جوزف نے کہا۔

"سن لیا تم لوگوں نے۔؟" عمران نے ان سب کو مخاطب کیا۔

"باس مسی کو دیکھو یہ درخت مسی کا خون نہ چوسنا شروع کر دے۔" جوزف نے عمران کی توجہ جولیا کی طرف مبذول کرائی۔

"اوہ ہاں۔" عمران نے کہا۔

پھر بڑی پھرتی سے اس نے قریب ہی پڑی ہوئی خشک گھاس جمع کر کے جھاڑو سی بنائی اور اسے آگ لگا دی۔

خشک گھاس بڑی تیزی سے شعلہ بنی تھی۔

"میرے ساتھ آؤ۔" عمران نے صدیقی اور تنویر سے کہا اور آگے بڑھنے لگا وہ زمین پر پھیلی ہوئی گوشت خور درخت کی بیل نما شاخوں پر سلگتی ہوئی خشک گھاس لگاتا جا رہا تھا اور آگ کی حرارت محسوس کرتے ہی وہ بیلیں اس طرح سے سرسرا کر تنے کی طرف سمٹ رہی تھیں جیسے کوئی بچہ خطرہ دیکھ کر ماں کی آغوش میں جا چھپتا ہے۔

"تم لوگ بھی گھاس کی مشعلیں بنا لو۔ جلدی کرو۔" عمران غرایا اور صدیقی اور چوہان جھپٹ پڑے۔

دو منٹ کے اندر اندر چار مشعلیں اور تیار ہو گئیں اب وہ آگ سے گوشت خور درخت کی شاخوں اور بیلوں کو تنے کی طرف دھکیل رہے تھے جلد ہی وہ جولیا تک پہنچ گئے مگر وہ ان کے سروں پر کافی اونچائی پر تھی۔

"رسی کھینچتے ہوئے قریب آجاؤ۔۔" عمران نے صفدر وغیرہ سے کہا۔

"اس طرح جولیا کو نقصان نہ پہنچ جائے۔؟" صفدر نے کہا۔

"پرواہ مت کرو۔۔" عمران نے غرا کر کہا اور وہ تینوں پوری قوت سے رسی کھینچتے ہوئے ان کے قریب آگئے۔

"صدیقی مشعل مجھے دو اور تم بھی مل جاؤ اور چاروں اس شاخ کو جھکاؤ۔۔" عمران نے صدیقی سے مشعل لیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت طاقتور ہے عمران صاحب۔۔" صفدر نے کہا۔

"کوشش کرو کہ وہ آگ کی زد پر آجائے۔۔" عمران نے کہا ورنہ مجھے درخت پر چڑھ کر آگ لگانی پڑے گی۔۔"

"یا اللہ۔۔" کا نعرہ مار کر ان لوگوں نے زور لگایا اور گوشت خور درخت کی شاخ جھکنے لگی۔ آہستہ آہستہ وہ نیچے آرہی تھی۔

"آہ... آہ..." جولیا کے منہ سے کراہیں نکلنے لگیں۔

عمران تڑپ کر رہ گیا وہ اپنی ٹیم کے ممبروں کو بہت عزیز رکھتا تھا اور یہ گوارہ ہی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ اس قسم کی تکلیف میں مبتلا ہوں مگر اس وقت جولیا کی جان بچانے کی اور کوئی صورت بھی نہیں تھی۔

"جلدی کیجئے عمران صاحب۔۔" صفدر نے مل کر جھٹکا دیکر شاخ کو نیچے لاتے ہوئے کہا اور عمران نے فوراً ہی گھاس کی سلگتی ہوئی مشعل کو شاخ سے لگا دیا ایک جھٹکا سا ان لوگوں نے محسوس کیا۔

آگ کے شعلوں نے جیسے ہی شاخ کو چھوا تھا شاخ ایسے ہی تڑپی تھی جیسے سگریٹ کا جلتا

ہوا سرا گھیو جانے سے کوئی ہاتھ جھٹکتا ہے۔ وہ لوگ پوری قوت سے اسے کھینچتے رہے۔

"شاباس اور زور لگاؤ۔" عمران نے کہا اور آگ کو شاخ کے اس حصّے سے لگا دیا جو جولیا کے جسم سے الگ تھا جلد ہی عمران نے محسوس کیا کہ۔۔۔۔ شاخ کے بل کھل رہے ہیں۔!

"ہوشیار۔" عمران چلایا۔

درخت کی شاخ بڑی تیزی سے کھلی تھی اور جولیا دھم کی آواز سے ان چاروں پر آگری۔ جولیا کے گرتے ہی نیلون کی ڈوری ان کے ہاتھ سے نکل گئی تھی اور شاخ پھندے سے آزاد ہو گئی تھی اس لئے وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح درخت کے تنے کی طرف گئی اور اوپری شاخوں سے لپٹ گئی۔

فوراً ہی گوشت خور درخت کے بڑے بڑے پتوں نے اسے ڈھک لیا جیسے دشمن کی نگاہوں سے اسے بچا رہے ہوں۔

"اسے اٹھاؤ۔" عمران نے جولیا کی جانب اشارہ کیا اس کے دونوں ہاتھوں میں گھاس کی مشعلیں تھیں اس لئے وہ جولیا کو نہیں اٹھا سکتا تھا۔

"چلو خاور۔" صفدر نے کہا اور ان دونوں نے مل کر جولیا کو اٹھا لیا وہ بیہوش نہیں ہوئی تھی مگر ہوش میں بھی نہیں تھی اس پر غنودگی سی طاری تھی۔

"آگے لے چلو۔" عمران نے کہا۔

وہ آگ سے اپنے اوپر جھپٹنے والی بیلوں کو دور دھکیل رہا تھا ورنہ وہ اس پر اس طرح جھکی چلی آرہی تھیں جیسے کوئی دشمن جھپٹ رہا ہو۔

گوشت خور درخت کی زد سے نکل کر عمران نے جولیا کے گھوڑے کی طرف دیکھا

اب اس کا پورا جسم گوشت خور بیلوں کی ۔۔۔ شاخوں اور پتوں میں چھپ چکا تھا اور وہ اسے تنے کی جانب گھسیٹ رہی تھیں۔ وہ حیرت سے اس منظر کو دیکھتے رہے جلد ہی وہ گوشت خور درخت کے گھنے حصے میں جا کر چھپ گیا۔

"مائی گاڈ۔ کیسا خوفناک منظر ہے۔" چوہان کے منہ سے نکلا۔

"منظر خوفناک ہے یا درخت بھیانک ہے۔" صفدر نے کہا۔ ان میں سے کسی کے بھی ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں تھی۔

عمران نے گھاس کی مشعلیں ایک طرف پھینکیں اور جولیا پر جھک گیا اس نے بوتل کھول کر جولیا کے حلق میں پانی ٹپکایا پھر اپنے تھیلے سے ایک شیشی نکال کر اس کی ناک سے لگا دی دو تین لمحوں بعد ہی جولیا اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"مم ۔۔۔ میں ۔۔۔ بچ بچاؤ۔" وہ اٹھتے ہی چیخی تھی یا اس کے منہ سے نکلنے والی اضطراری چیخ تھی۔ عمران نے اس کے گالوں کو تھپتھپایا اور وہ ہانپنے لگی۔

"جولیا۔ ہوش کرو۔" عمران نے نرمی سے کہا۔ "اب تم موت کے منہ سے نکل آئی ہو۔"

"وہ ۔۔۔ دد ۔۔۔ درخت۔" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا اور متوحش نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔

پھر گوشت خور درخت اور اس کی شاخوں پر نگاہ پڑتے ہی اس کے جسم میں خوف کی پھریری سی دوڑ گئی ایک لمحے کے لئے وہ کانپ کر رہ گئی اس کا جسم بڑے زور سے لرزہ تھا۔

"بس اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔ "خطرہ ٹل گیا ہے۔"

"یہ ۔۔۔ یہ زندہ درخت ہے۔؟" جولیا نے خوفزدہ نگاہوں سے گوشت خور درخت کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر ابتک دہشت کی وجہ سے لرزہ طاری تھا۔

"ہاں یہ درخت زندہ ہی کہلاتے گا۔" عمران نے کہا۔ ذرا اس شاخ کو دیکھو۔" عمران نے گوشت خور درخت کی اس شاخ کی جانب اشارہ کیا جس نے خاور کے پیروں کو جکڑا تھا اور جوزف نے کلہاڑی سے اسے کاٹ کر خاور کو نجات دلائی تھی۔

"یہ خون۔" جولیا نے کٹی ہوئی شاخ کو دیکھنے کے بعد کہا۔

"ہاں یہ خون نظر آنے والی شے اسی کٹی ہوئی شاخ سے نکلی ہے۔"

"اوہ۔ ہو۔" جولیا کے منہ سے نکلا وہ بڑی حد تک نڈھال ہو کر رہ گئی تھی۔

"کیا تم زخمی ہو۔؟

عمران نے پوچھا۔

"زخمی۔؟ جولیا نے عمران کی جانب دیکھتے ہوئے دوہرایا۔

"ہاں گوشت خور درخت کی شاخوں میں پیالے سے ہوتے ہیں اور ان میں کانٹے جس سے وہ جاندار کا خون چوس لیتے ہیں۔" عمران نے بتایا۔ ان کانٹوں نے تمہیں تو نقصان نہیں پہنچایا۔

"بازوں پر ایک آدھ خراش ہے۔" جولیا نے کہا۔ اس کے علاوہ شاید کہیں کوئی زخم وغیرہ نہیں ہے البتہ پورا جسم درد کر رہا ہے۔"

"یہ گولیاں کھالو کچھ دیر میں ٹھیک ہو جاؤ گی۔" عمران نے ایک شیشی سے چار گولیاں نکال کر جولیا کو دیتے ہوئے کہا۔

جولیا نے گولیاں منہ میں رکھیں اور بوتل سے گھونٹ بھر کر انھیں نگل لیا۔ پھر دو تین لمبے لمبے گھونٹ بھرے اور بوتل عمران کو دیدی۔

"اب کیا ارادہ ہے جناب۔" صفدر نے پوچھا۔

"کچھ دیر یہاں رکیں گے۔" عمران نے کہا۔ آدھے گھنٹے میں جولیا کی حالت صحیح ہو جائے

گی اس کے بعد ہی سفر شروع کریں گے۔"

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی عمران صاحب۔" چوہان نے کہا۔

"وہ کیا۔؟"

عمران نے جولیا کو سہارا دیکر اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ وہ جولیا کو لے کر اس گوشت خور درخت سے زیادہ سے زیادہ دور ہٹ جانا چاہتا تھا مبادا غفلت میں گوشت خور درخت کی شاخیں چپکے سے آکر پھر نہ کسی کو دبوچ لیں۔

"جب ہم اس طرف آئے تھے اور جنگلیوں نے ہم کو پکڑ لیا تھا تو اس وقت ہمیں نہ تو یہ آدم خور درخت ملے تھے اور نہ ہی اتنا گھنا جنگل۔

"ہم جس راستے سے یہاں آئے تھے۔" عمران نے جولیا کو گوشت خور درخت سے کافی دور نکال لانے کے بعد کہا۔ وہ دوسرا راستہ تھا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم پھر راستہ بھٹک گئے ہیں۔"

"نہیں۔" عمران نے کہا۔ میں نے جان بوجھ کر یہ راستہ اختیار کیا تھا۔"

"اتنا خطرناک راستہ۔"

چوہان نے کہا۔

"مجھے اس طرف گوشت خور درخت کی موجودگی کا شبہ بھی نہیں تھا۔" عمران نے کہا۔ ورنہ میں تم لوگوں کو اس خطرے سے آگاہ کر دیتا۔"

"بس کسی دن اسی طرح یہ ہم سب کو موت کے منہ میں جھونک دے گا۔" تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور وہ سب ہی چونک پڑے۔

"موت و زندگی خدا کے ہاتھ میں ہے۔" صفدر نے کہا۔ تم عمران صاحب پر اس طرح الزام

بازی کر کے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔"

"میں الزام بازی کر رہا ہوں۔؟ تنویر نے آنکھیں نکالیں۔

"پھر اندر کیا کر رہے ہو۔؟ صفدر نے پوچھا۔

"حقیقت بیان کر رہا ہوں۔"

"کیا حقیقت اتنی ہی ہے کہ تم عمران صاحب سے الجھتے رہو۔؟

"میں کب الجھتا ہوں۔؟ تنویر بیٹھے سے اکھڑ گیا۔

"بس چپ بیٹھے رہو۔" صفدر نے کہا۔ "اس طرح مزید تلخی پیدا نہ کرو۔"

"ہونہہ۔" تنویر نے کہا۔ لہجے میں حد درجے حقارت تھی۔

"ہاں تو عمران صاحب آپ راستے کے بارے میں بتا رہے تھے۔" چوہان نے کہا۔

"کاناہاریوں سے بچنے کے لئے میں نے یہ راستہ اختیار کیا تھا۔"

"کیا یہ راستہ ہمیں اپنے اصل راستے پر لگا دے گا۔"

"ہاں آگے چل کر ہم اسی جگہ پہنچ جائیں گے جہاں سے دریا پار کیا تھا۔" عمران نے کہا۔ "وہاں ہمیں وانڈیریوں سے نمٹنا ہوگا ان کے بارے میں کچھ دیر پہلے بھی بتا چکا ہوں۔"

"وانڈیری۔؟ نعمانی نے دوہرایا۔

"ہاں وہ جنہوں نے دریا کے دوسرے کنارے پر ہمیں گھیرا تھا۔"

"کیا وہ ہماری تاک میں ہوں گے۔؟ خاور نے پوچھا۔

"نہ ہوں تب بھی راہ میں کہیں نہ کہیں ان سے مڈھ بھیڑ ضرور ہو سکتی ہے۔"

"یہ آپ نے کمر پر کیا توپ کا گولا باندھا ہوا ہے۔؟

"ہاں اسی گولے کی تلاش میں تو ہم یہاں آئے تھے۔" عمران نے جولیا کی طرف سے مطمئن ہوتے

ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں کس طرف۔؟ صفدر نے پوچھا۔

"کھانے کا انتظام کرنے۔" عمران نے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"کیا شیر کا شکار کرنے کا ارادہ ہے۔" خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یونہی سمجھ لو۔"

عمران نے کہا اور گھوڑوں کے پاس سے نکل کر وہ آہستہ آہستہ ایک درخت کی آڑ میں ہوتا چلا گیا۔ اس درخت سے کچھ فاصلے پر اس نے ہرنوں کے ایک جوڑے کو دیکھا تھا۔ وہ جس آہستگی سے آگے بڑھا تھا وہ قابل داد تھی ہلکی سی سرسراہٹ بھی پیدا نہیں ہوئی تھی اتنے فاصلے پر پہنچ کر کہ ہرنوں کا جوڑا ریوالور سے شکار کیا جاسکے اس نے پے درپے دو فائر کئے۔

دونوں ہرن اچھلے اور پھر تڑپ کر زمین پر گر پڑے ان میں سے ایک اٹھ کر کچھ دور دوڑا اور پھر گر پڑا۔ اس سے پہلے کہ عمران آگے بڑھتا خاور اور صفدر نے آگے بڑھ کر دونوں ہرنوں کو ذبح کر ڈالا۔

"ہائیں... ہائیں۔" عمران وہیں سے چلایا۔ "یہ بے ایمانی ہے مسٹر دفتر۔"

"کیسی بے ایمانی جناب۔" صفدر نے ہرن کی کھال میں چاقو لگاتے ہوئے کہا۔

"شکار میں نے کیا ہے۔" عمران نے احتجاج کیا۔

"کھائیں گے تو سب ہی مل کر۔" صفدر نے ہرن کی کھال اتارتے ہوئے کہا۔

"احتیاط سے۔" عمران جلدی سے بولا۔ "میں کھال ساتھ لے جاؤں گا۔"

"اب میں قصائی تو ہوں نہیں عمران صاحب۔" صفدر نے کہا۔ "کہ دیکھ بھال کر کھال اتاروں گا جیسے تیسے اتار رہا ہوں اب کٹے یا پھٹے۔"

"یہ اتنی گاڑھی اردو کب سے بولنے لگے ہو مائی ڈیئر ۔ ؟

"جب سے آپ نے پتلی دہلی اردو کا استعمال شروع کیا ہے ۔" صفدر نے بے ساختہ کہا اور عمران کھوپڑی پر ہاتھ مار کر رہ گیا ٹھیک اسی لمحے ایک فائر ہوا اور گولی عمران کے بالوں کو چھوتی ہوئی نکل گئی ۔

وہ چونک کر پھرتی سے اٹھ کھڑے ہوئے ان کے ہاتھ اسٹین گنوں کی جانب بڑھے ہی تھے کہ ایک آواز گونجی ۔

"نہیں کوئی اسٹین گن کو ہاتھ نہیں لگائے گا ۔" آواز کے ساتھ ہی سامنے والی جھاڑیوں اور درختوں کی آڑ سے دس آدمی نکل کر سامنے آگئے ۔ ان سب کے ہاتھوں میں سب مشین گنیں تھیں اور وہ ان کو گھور رہے تھے ۔

وہ سب مودب ہوکر کھڑے ہوگئے ان سب کی نگاہیں سکرین پر نظر آنیوالی عورت پر جمی ہوئی تھیں دفعتاً عورت کے ہونٹ ہلے اور ایک مترنم آواز وہاں گونجی۔

"لیوکارڈو۔ آج کی رپورٹ۔؟

"یس مادام۔" پہلے نے کہا۔ شاید وہی لیوکارڈو تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی کانا ہاریوں کی بستی میں آگ لگاکر فرار ہوچکے ہیں۔"

"مجھے اس کا علم ہے۔" دوسرے اسٹیشن سے رپورٹ مل چکی ہے۔ اسی حسین عورت نے کہا۔ تم اس سے آگے کی رپورٹ دوہراؤ۔"

"اس وقت وہ گوشت خور درختوں والے حصے میں سفر کررہے ہیں۔" لیوکارڈو نے کہا۔

"اوہ ہو۔" ایک لمحے کے لئے ایسا نظر آیا جیسے اس خبر سے اس عورت کو شاک لگا ہو

مگر دوسرے ہی لمحے وہ پھر پہلے کی طرح پرسکون ہو چکی تھی۔

"ان کا ارادہ شاید اس طرف سے گھوم کر دریا تک پہنچنا ہے مادام۔" لیو کارڈو نے بتایا۔

"ایسا ہی لگتا ہے مگر اس طرح وہ احمق اپنے ساتھ اپنے ساتھیوں کی جان کو بھی خطرے میں ڈال رہا ہے۔"

حسین عورت نے کہا تھا بات کرتے ہوئے اس کے صرف ہونٹ ہی ہلا کرتے تھے بقیہ جسم ساکت پتھر کی مورتی کی طرح رہتا تھا۔

"ہم اسے روک بھی تو نہیں سکتے مادام۔" لیو کارڈو نے کہا۔

"کیا وہ مشین ان لوگوں کے ہاتھ لگ گئی۔؟

"ابھی تک ایسی کوئی رپورٹ نہیں ہے مادام۔؟

"ڈی تھرٹین سے رابطہ قائم ہوا۔؟

"نو مادام۔ کئی گھنٹے سے اس نے رابطہ قائم نہیں کیا۔"

"ٹھیک ہے اس سے رابطہ قائم کر کے رپورٹ لو۔"

"بہتر۔"

لیو کارڈو نے کہا اور ایک دوسری مشین کی جانب متوجہ ہو گیا دو تین منٹ تک وہ اس مشین پر ڈی تھرٹین سے گفتگو کرتا رہا پھر مشین آف کی اور دوبارہ اسی سکرین کی طرف چلا آیا۔

"ہاں کیا رپورٹ ہے۔؟

"ڈی تھرٹین کی اطلاع کے مطابق عمران وہ چیز حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے مادام۔" لیو کارڈو نے ادب سے بتایا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ عمران نے وہ مشین حاصل کر لی ہے۔؟

"بس مادام ڈی تھرٹین کی رپورٹ یہی ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے آدمی احمق اور ناکارہ ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں مادام۔" لیو کارڈو چونک کر بولا۔

"اب تک تم نے ناکامی ہی کی اطلاع دی ہے۔"

"اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے مادام۔" لیو کارڈو نے کہا۔ "ڈی تھرٹین نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق ہم زندگی بھر اسے تلاش نہیں کر سکتے تھے۔"

"تفصیلات بتلاؤ۔"

"وہ مشین عمران کو کاناہاریوں کے پیشوا کی جھونپڑی سے ملی ہے۔"

"کیا۔؟ عورت کے ہونٹ ملے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔؟"

"ڈی تھرٹین کی رپورٹ یہی ہے مادام۔" لیو کارڈو نے کہا۔ "جب وہ قیدی بن کر وہاں پہنچے تھے تب ہی عمران نے ان کے پیشوا کو دیکھتے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ مشین وہیں پر موجود ہے۔"

"مگر کیسے۔؟" حسین عورت نے پوچھا۔ "عمران جادوگر نہیں ہے۔"

"ڈی تھرٹین کی رپورٹ ہے کہ پیشوا کے جسم پر جو لباس تھا وہ پیراشوٹ کے کپڑے سے بنایا گیا ہے اور شاید اسی کو دیکھ کر عمران نے اندازہ لگایا ہوگا کہ مشین وہیں پر موجود ہے۔"

"یقیناً یہی ہوا ہوگا۔"

"پھر جب وہاں آگ بھڑکی تو عمران پیشوا کے جھونپڑے میں گھسا تھا بعد میں جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملا تو مشین اس کی کمر پر بندھی ہوئی تھی۔"

"ویری گڈ لیو کارڈو۔" عورت نے کہا۔ "یہ خبر امید افزا ہے۔"

"ایک اور خبر بھی آپ کی توجہ کی محتاج ہے مادام۔"

"وہ کیا۔؟" عورت نے پوچھا۔

"ڈی تھرٹین کا خیال ہے کہ کاناہاریوں کی اس بستی کا سیاہ فام پیشوا وہی ہے جس کی تلاش کے احکامات آپ نے جاری کئے ہوئے ہیں۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ وہی ہے۔؟"

"یس مادام۔" ڈی تھرٹین کو شبہ ہے کہ وہ جونک ہی ہے جو کاناہاریوں کے مذہبی پیشوا کے روپ میں وہاں موجود ہے۔"

"شبہ کیوں ہے یقین کیوں نہیں ہے۔"

"وہ پیشوا سیاہ فام ہے مادام جبکہ جونک سفید فام ہے۔"

"یہ کوئی مشکل کام ہے ..... " عورت نے کہا۔ کسی کیمیکل کی مدد سے رنگت بدلی جا سکتی ہے اور پھر وہ اگر خود کو سیاہ فام نہ بناتا تو ان لوگوں کا پیشوا کیسے بن بیٹھتا۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مادام۔؟"

"ڈی تھرٹین اس کے بارے میں اور کیا کہتا ہے۔؟"

"بٹھروں کے حملے کے فوراً ہی بعد وہ بستی سے نکل گیا تھا مادام۔"

"ہو سکتا ہے اب وہ بستی میں واپس آ گیا ہو۔" عورت نے کہا تم ایک دستہ وہاں بھیج دو مگر بے حد ہوشیاری کی ضرورت ہے۔"

"میں گیس سے کام چلاؤں گا مادام۔ لیو کارڈو نے کہا۔ وہ بہت چالاک ہے کسی اور ذریعے سے قابو میں نہیں آئے گا۔"

"ہاں یہی بہتر رہے گا۔" عورت نے کہا۔ مگر اس سے پہلے اس بات کی تصدیق ضروری

ہوگی کہ وہ وہاں موجود ہے یا نہیں ۔۔"

"وہ میں کر لوں گا مادام ۔۔"

"عمران اور اس کی پارٹی کو گھیرنے کیلئے احکامات جاری کردو ۔۔"

"ایک منٹ مادام ۔۔" لیوکارڈو نے ایک مشین کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ جس پر سبز رنگ کی روشنی جھلملانے لگی تھی۔

"کیا بات ہے لیوکارڈ ۔؟"

"کسی کی کال ہے مادام ۔۔"

"ٹھیک ہے چیک کرو ۔۔"

"یس مادام ۔۔"

لیوکارڈو نے کہا اور اس مشین کی جانب بڑھ گیا جس پر سبز رنگ کی روشنی جھلملا رہی تھی۔ اس مشین میں ایک جانب ڈائل لگا ہوا تھا جس پر اس وقت ڈی ایٹ کے لفظ چمک رہے تھے لیوکارڈو نے ایک بٹن پش کر دیا فوراً ہی سبز رنگ کی جھلملاتی روشنی معدوم ہوگئی اور مشین سے ایک سخت آواز ابھری۔

"ڈی ایٹ رپورٹنگ ۔۔"

"لیوکارڈو ۔ رسیونگ ۔ کیا رپورٹ ہے ۔؟"

"ان لوگوں نے ایک دوسری پارٹی کو گھیرے میں لے لیا ہے ۔۔"

"وہ کونسی پارٹی ہے ۔؟"

"وہی جس میں صرف ایک عورت ہے ۔۔"

"کیا ان کے ساتھ ایک نیگرو بھی ہے ۔؟"

"یس مسٹر لیو کارڈوان کے ساتھ ایک سیاہ رنگت والا نیگرو ہی نہیں ایک اور سیاہ فام بھی ہے دو نیگروز ان کے ساتھ ہیں۔"

"کیا وہ ان لوگوں کو مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔؟

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"تمہاری پارٹی نیگروز والی پارٹی کا تعاقب کر رہی تھی کیا۔؟

"نو مسٹر لیو کارڈو۔" دوسری جانب سے ڈی ایٹ کی آواز سنائی دی۔ ان کی بد قسمتی نے ان کو پکار لیا تھا۔"

"کیا مطلب۔؟ کیا کہنا چاہتے ہو۔؟

"یہی مسٹر لیو کارڈو کہ ان لوگوں نے دو ہرن شکار کئے تھے فائروں کی آواز دور تک سنائی دیتی ہے ہماری پارٹی دوسری راہ پر جا رہی تھی فائروں کی آواز سن کر وہ چونک گئے بس پھر فائر کرنیوالوں کو تلاش کر لینا زیادہ مشکل ثابت نہیں ہوا۔"

"تو یوں کہو فائرنگ کی آوازوں نے ان کو اس طرف متوجہ کیا تھا۔"

"یہی میں کہہ رہا تھا اس وقت وہ ان لوگوں کو ہینڈز اپ کراتے ہوئے ہیں۔" ڈی ایٹ نے کہا۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے۔"

"تمہیں ان کے ساتھ ہی رہنا ہے۔"

"ان میں سے ایک کے جسم سے ایک عجیب و غریب چیز بندھی ہوئی ہے۔" ڈی ایٹ نے کہا۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ وہی چیز ہے جس کی تلاش میں یہ سب پارٹیاں یہاں آئی ہیں اور جس کی ہمیں بھی تلاش ہے۔"

"ہاں وہ احمق اعظم عمران کی پارٹی ہے جسے ان لوگوں نے گھیرا ہے۔" لیو کارڈو نے

کہا۔ اور وہ لوگ مشین حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔"

"کیا میں وہ مشین حاصل کرنے کی کوشش کروں۔؟

"ایک منٹ ٹھہرو۔" لیو کارڈو نے کہا۔ پہلے میں احکامات طلب کر لوں۔"

"بہتر۔"

ڈی ایٹ کی آواز آئی اور لیو کارڈو دوبارہ اسی مشین کی جانب چلا آیا جس کے سکرین پر ایک خوبصورت عورت کی شبیہہ موجود تھی۔

"کیا رہا لیو کارڈو۔" اسے دیکھتے ہی عورت نے پوچھا تھا۔

"وہ ڈی ایٹ کی کال ہے مادام۔"

"کیا رپورٹ ہے۔؟ عورت نے پوچھا۔ میرا خیال ہے کہ اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اس پارٹی کی نگرانی کرے جو مشرق بعید کے لوگوں پر مشتمل ہے۔"

"یس مادام وہ ان ہی کی نگرانی کر رہا ہے۔"

"پھر کوئی خاص بات ہے کیا۔؟

"یس مادام۔" لیو کارڈو نے کہا۔ ڈی ایٹ کی اطلاع کے مطابق اس وقت عمران اور اس کی پارٹی مشرق بعید کے لوگوں کے گھیرے میں ہے۔"

"یہ برا ہوا۔" عورت نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے مادام۔؟ لیو کارڈو نے کہا۔ ان لوگوں کا آپس میں ٹکرا جانا تو ہمارے حق میں بہت ہی اچھا ہے۔"

"نہیں لیو کارڈو۔" عورت کے ہونٹ ملے۔ تنظیم کے بڑے اور ہمارا گولی نفری تو عمران اور اس کی پارٹی کو زندہ اپنے سامنے دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"پھر تو ہمیں ان کی مدد کرنی چاہیئے مادام۔"

"ہاں تم فوری طور پر ہوائی دستہ روانہ کر دو۔"

"پانچ منٹ میں روانگی ہو جائے گی مادام۔"

"ان کو ہدایت کر دینا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو حفاظت سے یہاں لے آئے اور، مشرق بعید والوں کو وہیں چھوڑ دیں۔"

"آپ ان کے لئے فی گراف روانہ کریں گی مادام۔؟"

"سر دست مشین حاصل کر کے ان کو تمہاری تحویل میں چھوڑ دیا جائے گا۔" عورت کے ہونٹ ہلے۔ اس کے بعد معاملہ بڑوں کے سامنے پیش ہو گا اور وہاں سے اجازت ملنے پر ان کو آگے روانہ کیا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے مادام۔؟"

"تمہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی حفاظت کے انتظام پہ خاص نظر رکھنی ہوگی۔"

"وہ میں کر لوں گا مادام آپ بے فکر رہیں۔"

"ڈی ایٹ سے کہو کہ اگر عمران یا اس کے ساتھیوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں تو ان کو بھون ڈالا جائے۔"

"بہتر مادام۔"

"ناؤ سٹاپڈ۔" آواز کے ساتھ ہی عورت کی تصویر غائب ہو گئی اور سکرین پر بجلیاں سی تڑپنے لگیں پھر سکرین صاف ہو گئی۔ لیو کارڈو اس مشین کی جانب آیا جس پر ڈی ایٹ منتظر تھا۔

"ڈی ایٹ" اس نے پکارا۔

"یس مسٹر لیوکارڈو میں موجود ہوں۔"

"صورت حال میں کوئی تبدیلی ہوئی۔؟"

"فی الحال کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔"

"ٹھیک ہے ہوائی دستہ پہنچ رہا ہے ہمیں مسٹر عمران اور اس کے ساتھیوں کی حفاظت ہے اور ان کو یہاں اسٹاپ تھری پر پہنچانا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ اگر وہ عمران یا اس کے ساتھیوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں ان پر فائر کر دینا چاہئیے۔؟"

"بالکل مادام ٹی تھری ان لوگوں کو صحیح سالم اپنے پاس دیکھنا چاہتی ہیں۔"

"بہتر ہے۔"

"وہ لوگ مشین بھی حاصل نہ کر لے پائیں۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مسٹر لیوکارڈو۔"

"اوکے۔" لیوکارڈو نے کہا۔ جیسے ہی معاملات نمٹیں مجھے اطلاع دینا۔"

"کیا میں بھی ان لوگوں کے ساتھ واپس آؤں۔؟

"اگر معاملہ نہ بگڑے تو تم اپنی پارٹی کے ساتھ رہو گے دوسری صورت میں ہوائی دستے کے ساتھ واپس آنے کی اجازت ہے۔"

"بس یہی پوچھنا تھا اب میں سب کچھ سنبھال لوں گا۔"

"اوکے اینڈ سٹاپ۔" لیوکارڈو نے کہا اور مشین آف کر دی اس پر جلتا ہوا سبز بلب بجھ گیا تھا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا مسٹر لیوکارڈو کہ اب وہ مشین عمران کے پاس ہے۔" ان میں

سے ایک نے مشین آف ہونے کے بعد کہا۔

"ہاں لیوکارڈو نے ایک اور مشین آن کرتے ہوئے کہا۔ اور اب میں اسی کا انتظام کرنے جا رہا ہوں۔"

"کیا ہوائی دستہ اتنے افراد پر قابو پالے گا۔؟"

"ہم گیس استعمال کریں گے۔" لیوکارڈو نے کہا۔ کیونکہ دونوں پارٹیاں کسی اور طریقے سے قابو میں نہیں آسکیں گے۔"

"کیا ابتک مشرق بعید والوں نے عمران والی پارٹی کو نقصان نہیں پہنچایا ہوگا۔؟ دوسرے نے لیوکارڈو سے سوال کیا۔

"وہاں ڈی ایٹ موجود ہے وہ سنبھال لے گا۔"

"پھر تو جلدی کی ضرورت ہے۔"

"وہی کر رہا ہوں۔" لیوکارڈو نے کہا پھر جیسے ہی آن کی ہوتی مشین پر سبز بلب چمکا وہ بولنے لگا۔ ڈی سکس... ڈی سکس لیوکارڈو اسپیکنگ۔"

"یس ڈی سکس اسپیکنگ۔" دفعتاً آواز کے ساتھ ہی سکرین پر ایک جوان آدمی کی تصویر ابھر آئی۔

"تمہارے پاس اس وقت کتنے آدمی ہیں۔؟"

"سولہ آدمی۔ کیا بات ہے مسٹر لیوکارڈو۔" ڈی سکس نے لیوکارڈو سے پوچھا۔

"ایک ایمرجنسی ہے۔"

"حکم کیجئے مسٹر لیوکارڈو۔"

"کاناہاریوں کے علاقے میں کچھ لوگوں کی مدد کرنی ہے۔"

"محل وقوع۔؟"

"گوشت خور درختوں کے علاقے میں جہاں سے کاناباریوں کی ذیلی بستی قریب ہے۔" لیوکارڈو نے کہا۔ "وہاں پر عمران نامی ایک آدمی اور اس کی پارٹی مشرق بعید والوں کے چنگل میں پھنس گئی ہے۔"

"کیا ان کو چھڑانا ہے۔؟"

"ہاں نہ صرف ان کو مشرق بعید والوں سے چھڑانا ہے بلکہ عمران اور اس کی ٹیم کے سارے افراد کو یہاں پہنچانا ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ خاصی ورزش ہو جائے گی۔"

"نہیں تم لوگ اسلحہ استعمال نہیں کرو گے۔"

"اوہ ہو۔"

"گیس استعمال کرو بے ہوش کر دینے والی گیس کے ریڈ کلر والا ایک سلنڈر اس جگہ کے لئے کافی ہوگا۔" لیوکارڈو نے کہا۔

"دو فرلانگ کے علاقے کے لئے یہ کافی رہے گا۔"

"عمران نامی نوجوان کے جسم سے ایک مشین بندھی ہوئی ہے۔ لیوکارڈو نے کہا۔ ہو سکتا ہے اب وہ اس کی کمر پر نہ ہو لیکن اسے ہر حال میں حاصل کرنا ہے۔"

"مشین کی نوعیت۔؟"

"نوعیت مادام ٹی تھری بی کے علاوہ شاید ہی کوئی جانتا ہو۔"

"اوہ۔ تو یہ معاملہ اس قدر اہم ہے۔" ڈی سکس نے کہا۔ کہ اس میں براہ راست مادام ٹی تھری بی دلچسپی لے رہی ہیں۔؟

"ہاں تم کتنی دیر میں روانہ ہو گے۔؟

"دس منٹ کے اندر ہم وہاں پہنچ جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں بیس منٹ بعد تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔" لیو کارڈو نے کہا اور مشین آف کر دی۔

وہ ایک دوسرے کو ٹیرے خونخوار انداز میں گھور رہے تھے۔

"کون ہو تم لوگ۔؟" عمران نے خونخوار نگاہوں سے ان کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ حالانکہ وہ ان کی رنگت دیکھ کر سمجھ چکا تھا کہ وہ مشرق بعید والی پارٹی ہے۔"

"یہی سوال میں تم سے کر دوں گا۔" گھیرنے والوں کے لیڈر نے غرا کر کہا۔

"تمہیں اس کا حق نہیں پہنچتا۔" عمران نے کہا۔

"کیوں۔؟" لیڈر نے پوچھا۔ اس کی آنکھوں سے خون جھلک رہا تھا۔

"اس لئے کہ تم ہمارے پاس آتے ہو ہم تمہارے پاس نہیں گئے۔" عمران نے کہا۔ "نہ ہی ہم نے تمہاری راہ کھوٹی کی ہے۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" لیڈر غرایا۔

"جاؤ اپنی راہ لو۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم اپنی کمر سے اس مشین کو کھول کر یہاں لاؤ۔" وہ عمران کی کمر پر بندھے ہوئے کمپیوٹر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"اگر انکار کر دوں تو۔؟"

"گن کا ایک ہی برسٹ تمہیں زندگی کی حد عبور کرا دے گا۔" لیڈر کا لہجہ ایسا ہی خوفناک تھا کہ صفدر وغیرہ کو ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں دوڑتی محسوس ہوتی تھیں وہ ان کے گھیرے میں ہونے کے باوجود اس تاک میں تھے کہ جیسے ہی موقعہ ملے وہ ہتھیار سنبھال کر مقابلے پر ڈٹ جائیں۔

"تم خود آکر کھول لو۔" عمران نے کہا۔

"باس کیا کر رہے ہو۔؟" جوزف نے اپنی مخصوص زبان میں کہا۔

"تو چپ رہ کالیتے۔" عمران نے بھی اسی کی زبان میں جواب دیا۔ "اور تاک میں لگا رہ تجھے اس لیڈر کو قابو کرنا ہے پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"ویری گڈ باس۔" جوزف نے مسرت سے کہا۔

"کیا ویری گڈ۔؟" عمران نے پوچھا۔

"لیڈر کو قابو کرنے والی بات باس۔" جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ "بہت عرصے بعد ورزش کا موقعہ ملے گا۔"

"مرمت بس اتنی ہی ہو کہ وہ زندہ رہے۔"

"ایسا ہی ہو گا باس۔" جوزف نے کہا۔ "میں نے یہاں قدم رکھتے ہی کشت و خون کی بو سونگھ لی تھی۔"

"غلاظت کی بو ہو گی۔" عمران نے کہا۔

"اے یہ تم کس زبان میں بات کر رہے ہو۔؟" لیڈر نے چلا کر پوچھا۔

"مادری زبان میں۔" عمران نے جواب دیا۔

"مگر تم نیگرو تو نہیں ہو۔؟"

"نہیں ہوں تو کیا ہوا۔" عمران نے کہا۔ "میں شادی ایک ایسی لڑکی سے کروں گا جو سیاہ فام ہو موٹے ہونٹ ہوں اور کانوں میں بڑے بڑے بالے پہنتی ہو گلے میں ہڈیوں کی مالا ہو۔"

"مذاق اڑا رہے ہو۔؟" وہ غرایا۔

"ارے توبہ توبہ۔" عمران نے دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتے ہوئے کہا۔ "میں نے آج تک پتنگ نہیں اڑائی مذاق کیا اڑاؤں گا۔"

"اسے اسے گرا کر مشین اس کی کمر سے کھول لو۔" لیڈر نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ اپنی مشین گنیں شانوں پر ڈال کر آگے بڑھنے لگے۔

"ہوشیار" عمران اردو میں بڑبڑایا۔ "میں صفدر اور خاور کی طرف ان لوگوں کو پھینکوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" صفدر نے بھی اس طرح کہا کہ دس قدم کے فاصلے پر موجود فرد بھی اسے نہ سن سکا ہو گا۔"

"جوزف۔" عمران نے جوزف کو پکارا۔

"یس باس۔؟" جوزف نے مستعدی سے جواب دیا۔

"ہنگامہ ہوتے ہی لیڈر کو چھاپ لینا۔"

"یس باس میں اس کی چٹنی بنا دوں گا بے فکر رہو۔"

"تھوڑی چٹنی میرے لئے بھی رکھ لینا تو کبھی ساری خود کھا جاتے۔"

"اوہ نو باس میرا مطلب مار مار کر کچومر نکالنے سے تھا۔" جوزف نے لہک کر

کہا۔

"اے سیدھے کھڑے رہو۔" دفعتاً لیڈر نے جوزف کو للکارا۔

"ریوالور زمین پر ڈال دو اور سامنے آ کر مقابلہ کرو۔" جوزف نے حقارت بھرے انداز میں زمین پر تھوکنے کے بعد کہا۔

"شٹ اپ۔" لیڈر غرایا تھا۔

"ریوالور کے بل پر تو لڑکیاں بھی غرا لیتی ہیں۔"

"مجھے غصہ آسانی سے نہیں آتا مسٹر سیاہ فام۔" لیڈر نے مسکرا کر کہا۔

"غصہ صرف مردوں کو آتا ہے۔" جوزف نے کہا۔

اس کے ہونٹوں پر پھیلنے والی مسکراہٹ ایسی ہی تھی کہ اچھے اچھوں کو تاؤ آ جاتے مگر وہ جانے کس مٹی کا بنا ہوا تھا کہ اسے ذرہ بھر بھی غصہ.... نہیں آیا وہ مسکراتا ہی رہا۔

"اسے جلدی کرو۔" اس نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ پھر آگے بڑھنے لگا تا کہ عمران کی کمر سے مشین کو کھول سکے۔"

"اب جو کچھ بھی ہو گا اس کی ذمے داری تم پر ہو گی۔" عمران نے لیڈر سے کہا۔

"خبردار۔" لیڈر غرایا۔ "اگر تم نے گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا۔"

"بس دیکھ ہی لینا کہ میں حرکت کرتا ہوں یا نہیں۔" عمران نے کہا اور سنبھل کر کھڑا ہو گیا

"اے جھک جاؤ۔" لیڈر کے ساتھی نے عمران کے پاس پہنچ کر کہا۔

"خود ہی جھکا لو۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"مارے جاؤ گے اس طرح۔" لیڈر کے ساتھی نے کہا۔ "ورنہ جھک جاؤ۔"

"ابے خود ہی جھکا لینا الو کے پٹھے۔" عمران نے اردو میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔؟ وہ جھلا کر بولا۔

"تمہیں اپنی زبان میں گالیاں دے رہا تھا۔"

"کیا کیا۔؟ وہ غصیلے لہجے میں بولا۔

"ہاں اور کیا۔ عمران نے کہا۔ تمہارے باس کو تو غصہ آتا نہیں لہذا کیوں نہ میں تم ہی کو غصہ دلا دوں۔"

"بکو مت۔" لیڈر نے کہا۔ زندگی پیاری ہے تو جو کہا جا رہا ہے وہی کرو۔"

"زندگی زندہ دلی کا نام ہے مائی ڈیئر باس۔" عمران نے کہا۔ اور ہماری زندہ دلی تم ابھی دیکھو گے۔"

"تم ایسے نہیں مانو گے۔" لیڈر نے کہا۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کچھ کہا اس بار اس نے اپنی زبان استعمال کی تھی۔

اس کا جملہ ختم ہوتے ہی دو افراد اور آگے بڑھے پھر وہ تینوں مل کر عمران کو جھکانے کی کوشش کرنے لگے۔

"بیکار ہے دوستوں۔" عمران نے کہا۔ دو چار کو اور بلا لو شاید کامیاب ہو جاؤ۔"

"تو تم نہیں مانو گے۔" ایک بولا۔

"نہ... نہ... میں نہ مانوں یہ مشین میرا ٹوٹ انگ ہے۔" عمران نے زنانہ لہجے میں کہا اور ان کے منہ سے قہقہے نکل گئے۔

"باس یہ احمق مسخرہ ہمیں الو تو نہیں بنا رہا۔؟ ان میں سے ایک نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"جو کہا ہے وہی کرو۔" لیڈر غرا کر بولا۔

"یس باس۔" اس نے کہا اور وہ دوبارہ عمران کو جھکانے کی کوشش کرنے لگے۔

"اسے ٹھہرو۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیا بات ہے۔؟ دوسرا جھلا کر بولا۔

"میں مشین سنبھالتا ہوں تم لوگ اس کے بند کھول دو۔"

"اوہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔" دوسرے نے کہا۔

پھر عمران نے محسوس کیا کہ ایک اس کے پیچھے مشین کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا ہے بس یہی موقعہ ہے عمران نے سوچا اور پھر اس نے بڑی تیزی سے پیچھے کی جانب لات چلائی "اوغ" کی تیز آواز سنائی دی۔

پھر جیسے ہی وہ چونکے ایک عمران کی گرفت میں آگیا اور دوسرا صفدر پر جا گرا جبتک لیڈر سنبھل کر کچھ کہتا عمران نے پلک جھپکتے میں اپنے دبوچے ہوئے شخص کو لیڈر پر پھینک مارا۔ لیڈر گرتے گرتے اپنے ساتھ ایک اور کو لے گرا تھا۔ صفدر نے بھی بڑی پھرتی دکھائی تھی اس نے اپنی گرفت میں مچلتے ہوئے فرد کو اٹھا کر اس طرح پھینکا تھا کہ وہ مشین گن برداروں پر جا کر گرا اور اپنے ساتھ ہی ان کو لیتے ہوئے زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

عمران کے ساتھیوں کے لئے اب موقعہ ہی موقعہ تھا۔ نعمانی اور خاور نے بقیہ تین پر چھلانگ لگائی تھی۔

جبکہ صدیقی اور چوہان اسلحہ کی طرف جھپٹے تھے جولیا اپنی جگہ کھڑی تھی اور تنویر ہونقوں کی طرح ایک ایک کی شکل دیکھ رہا تھا۔

"احمق آگے کیوں نہیں بڑھتے۔" جولیا نے غرا کر تنویر سے کہا۔

"اوہ ہاں۔" تنویر جیسے خواب غفلت سے جاگا تھا اس نے بڑی تیزی سے دوڑ لگا کر

ایک جست لگائی اور سامنے والے ان دونوں افراد پر فلائنگ کک لگائی جو ہلکی مشین گنوں سے اس کے ساتھیوں پر برسٹ مارنے کے موقعے کی تلاش میں تھے۔ وہ دونوں لڑکھڑا کر گرے جبکہ تیسرے نے گن سیدھی کر کے تنویر پر فائر کھول دیا۔

مگر اس کا فائر کارآمد کیسے ہوتا جبکہ ٹھیک اسی لمحے جب اس نے ٹرائیگر پر دباؤ بڑھایا تھا خاور کی لات اس کے مشین گن کو گرفت میں لئے ہوئے ہاتھ پر پڑی تھی۔ گن سے آسمان کی طرف چند شعلے اگلے اور اڑتی ہوئی دور جا گری۔

وہ سب ہی ایک دوسرے سے گتھم گتھا تھے۔ گن چلانے کا اب کوئی موقعہ نہیں تھا اور وہ ایک دوسرے سے بری طرح بھڑے ہوئے تھے۔ جویا چند لمحے سچویشن کو دیکھتی رہی پھر اس نے ایک اسٹین گن کو نال کی جانب سے پکڑا اور آگے بڑھی پھر جیسے ہی خاور سے گتھے ہوئے شخص کا سر سامنے آیا جویا کا ہاتھ چل گیا۔

چٹاک کی سی آواز ہوئی اور وہ شخص چیخ مار کر کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر کر بے حس وحرکت ہو گیا۔

"جویا زندہ باد۔" خاور نے نعرہ بلند کیا اور دوسرے کی طرف متوجہ ہو گیا جویا اس طرف مڑی جہاں دو افراد عمران سے بھڑے ہوئے تھے۔ عمران نے ان دونوں کی گردنوں دبوچی ہوئی تھیں اور حسب معمول بڑبڑا رہا تھا۔

"ارے بس کرو.... بس کرو نا...... ارے میری ہنسی نکل جائے گی گدگدی مت کرو۔"

"کیا حال ہے۔؟ جویا نے عمران کے قریب پہنچ کر پوچھا۔

"حال پتلا ہے... باپ رے... عمران نے کہا۔ یہ لوگ گدگدی کرے جا رہے

ہیں اسے نہیں مانو گے۔؟ اچھا تو پھر یہ لو۔" کہتے کے ساتھ ہی عمران نے ان دونوں کے سر آپس میں ٹکرا دیئے۔

دوسرے ہی لمحے ان لوگوں کے حلق سے چیخیں نکلیں اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ عمران نے ہاتھ جھاڑے اور جھپٹ کر جولیا کا گلا دبوچ لیا۔ جولیا کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی عمران نے اسے اس طرح چھوڑا جیسے کوئی سانپ پکڑے رہا ہو۔

"ارر... بس پولیا یہ تم ہو۔؟ وہ ہکلاتے ہوئے بولا۔

"سر پھاڑ دوں گی۔" جولیا نے گن سر سے اوپر کر کے دھمکی دی۔

"باپ رے۔" عمران نے کہا اور پھرتی سے اس طرف بھاگا جہاں جوزف لیڈر کی ٹھکائی کرنے میں مصروف تھا۔

"شب دیجور کی اولاد مار تو نہیں ڈالا۔؟ عمران نے اس کے قریب پہنچ کر جوزف سے پوچھا۔

"نو باس۔" جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ یہ بہت مضبوط ہے اتنی آسانی سے کیسے مرے گا ابھی کلیلا رہا ہے۔"

"بس چھوڑ دے اسے۔"

"نو باس اب تو مزا آ رہا ہے۔" جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ یہ بھی ایک باکسر ہے باس دو ایسے پنچ جمائے ہیں اس نے کہ چھ بوتلوں کا نشہ مجھ پہ طاری ہو گیا ہے تیسرا پنچ یہ مار دے تو نشہ پورا ہو جائے گا۔"

"وہ میں مار دیتا ہوں۔" عمران نے گھونسہ بناتے ہوئے کہا۔

"بیب... با... س... باس تم رہنے دو۔" جوزف نے گھبرا کر کہا۔

"پھر چھوڑ اسے۔"

"لو باس چھوڑ دیا۔ جوزف نے کہا۔

اور ایک گھونسہ لیڈر کی کنپٹی پر جما کر وہ اس کے اوپر سے اٹھ گیا۔ جوزف کا یہ آخری گھونسہ ایسا ہی تھا کہ لیڈر بے حس و حرکت ہو گیا۔

"ابے یہ کیا کیا۔؟

عمران غرایا۔

"باس یہ نہیں مار سکا میں نے مار کر اسے ناک آوٹ کر دیا۔"

"چل الگ ہٹ۔" عمران اسے دھکیلتا ہوا بولا۔ کبھی میں تجھے ورلڈ آوٹ نہ کر دوں۔"

"او کے باس۔" جوزف نے کہا اور صفدر کی طرف بڑھا جو اب بھی اپنے حریف کو رگید رہا تھا۔

وہ کافی طاقتور آدمی تھا اس لئے قابو میں نہیں آرہا تھا جوزف نے قریب پہنچ کر اس کی گردن پکڑی پھر ٹانگوں کو پکڑا اور اسے سر سے بلند کر کے ایک درخت کے تنے سے دے مارا اس کی دلدوز چیخ بڑی بھیانک تھی۔ چند ہی لمحوں میں ان لوگوں نے ان سب کو باندھ لیا تھا۔

"ہاں اب بولو پیارے تم لوگ کون ہو۔" عمران نے لیڈر سے پوچھا۔

باندھنے کے بعد عمران نے اس پر پانی کا ایک مگ الٹ دیا تھا جس کے بعد وہ ہوش میں آگیا تھا۔

"ہم لوگ شکاری ہیں۔" لیڈر عمران کو گھورتے ہوئے بولا۔

"مجھے تو تم اٹھائی گیرے لگتے ہو۔" عمران نے لیڈر کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"جو چاہو کہہ لو۔" لیڈر غرایا۔
"یعنی تم کچھ نہیں کہو گے۔؟" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔
"میں تم لوگوں کے لیڈر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" لیڈر نے عمران کو حقارت بھرے انداز میں گھورتے ہوئے کہا۔

"اسے۔" عمران جولیا سے مخاطب ہوا۔ لیڈر کون ہے۔؟
"تم ہمارے لیڈر ہی سے بات کر رہے ہو مسٹر۔" جولیا نے خشک لہجے میں حملہ آور پارٹی کے لیڈر سے کہا اور وہ حیرت سے عمران کو گھورنے لگا۔
"تم.... تم ہو ان کے لیڈر۔؟
"لڑکی یہی کہتی ہے۔" عمران نے اطمینان سے کہا۔
"مگر صورت سے تو تم لیڈر نہیں لگتے۔"
"لڑکیاں بھی یہی کہتی ہیں۔" عمران نے کہا۔
"کیا۔؟ لیڈر نے حیرت سے پوچھا۔
"یہی کہ میں شکل سے چونکہ شوہر نہیں لگتا اس لئے وہ مجھ سے شادی نہیں کر سکتیں البتہ فلرٹ کر سکتی ہیں۔"
"یہ لڑکی کون ہے۔؟ لیڈر نے اپنے ساتھیوں کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے جولیا کی جانب اشارہ کر کے پوچھا۔
"میری ممنوعہ ہے۔"
"ممنوعہ کیا۔؟

"آدھی بیوی کو کہتے ہیں۔"

"آدھی بیوی۔؟ لیڈر کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ وہ کیا ہوتی ہے۔؟

"وہ مس پولیا ڈرنک ماسٹر ہوتی ہے۔"

"تم کیا کہہ رہے ہو میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔" لیڈر نے الجھ کر کہا۔

"میری سمجھ میں دس سال سے نہیں آیا۔" عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ "تو تمہاری سمجھ میں ایک گھنٹے میں کیسے آ جائے گا۔؟

"اے مسٹر۔" جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔ "تم سیدھی طرح سوالوں کے جوابات دیتے ہو یا نہیں۔"

"اگر نہ دوں تو۔؟ لیڈر نے مسکرا کر کہا۔

"ہم تمہیں یہاں اسی حالت میں بندھا ہوا چھوڑ دیں گے اور تمہارا سارا سامان اور اسلحہ ساتھ لے جائیں گے پھر سوچ لو تمہارا حشر کیا ہو گا۔"

"کیا ہو گا پھر۔؟ لیڈر نے مسکراتے ہوئے پوچھا لیکن اس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا اور ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ سے رنگا نہیں کھا تا تھا۔

"پھر یہ ہو گا کہ اگر جنگلی جلد آ گئے تو وہ تمہیں لے جائیں گے اور زندہ ابال کر کھا لیں گے اور اگر انہیں دیر ہو گئی تو۔" جولیا معنی خیز انداز میں سرد لہجے میں ہنسی۔ "اس علاقے میں بھیڑیئے بہت ہیں وہ تم لوگوں کے گوشت سے ضیافت اڑا لیں گے۔"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"وہ کس طرح مائی ڈیئر لیڈر۔" عمران نے پوچھا۔

"تمہیں اس کا اندازہ جلد ہی ہو جائے گا۔" لیڈر نے کہا۔ ٹھیک اسی لمحے جوزف

کی ہلکی سی چیخ سنائی دی اور وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیا ہوا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"ہولی فادر۔۔" جوزف نے سینے پر کراس بنایا۔ "وہ سامنے آسمان پر دیکھو باس۔"

"کہاں کدھر۔۔؟" عمران نے جوزف کے اشارے پر آسمان کی جانب دیکھا اور چونک پڑا۔ دور آسمان پر بڑے بڑے پرندوں کا ایک غول اڑ رہا تھا وہ دیو پیکر پرندے تھے اور تعداد میں پندرہ کے قریب تھے۔

عمران نے دوربین آنکھوں سے لگالی اور دوسرے ہی لمحے اس کے ہونٹ سیٹی بجانے والے انداز میں سکڑ گئے اور آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں وہ جو کچھ دیکھ رہا تھا وہ اس کی عقل سے بعید ترین چیز تھی۔

اگر کسی نے اس سے کہا ہوتا یا آنے والے پرندوں کے بارے میں بتایا ہوتا تو وہ اسے دروغ گوئی سمجھتا آنے والے پرندوں دراصل اڑنے والے انسان تھے۔ ان کے بڑے بڑے پر فضا میں کسی پرندے کی طرح حرکت کر رہے تھے اور وہ ان ہی کی جانب بڑھتے چلے آ رہے تھے۔

ان کے ہاتھوں میں عمران نے گن سے مشابہہ کوئی چیز دیکھی تھی۔ خطرہ ایک لمحہ میں اس کے ذہن میں ابھرا۔

پرندے قریب آچکے تھے۔ فاصلہ اب سو گز تھا اور یہ فاصلہ تیزی سے گھٹ رہا تھا۔ اسی گز پچھتر گز.... نہیں صرف... پچاس گز...."

سیاہ فام اور دراز قد والا پیشوا دونوں ہاتھ کمر پر باندھے ٹہل رہا تھا اس کے آس پاس اس وقت تقریباً ڈیڑھ سو سیاہ فام آدم خور پھیلے ہوئے تھے ان ڈیڑھ سو میں سے ایک سو کے لگ بھگ ایسے تھے جن کے جسم پھول کر کپا ہو گئے تھے اور ان کو پہچاننا ناممکن تھا۔ پہلی نظر میں یہی لگتا تھا کہ وہ انسان نہیں ربر کے گدے ہوں۔ ایسے گدے جنہیں کسی طلسماتی فلم کے لئے ماڈل بنایا گیا ہو۔

بقیہ جنگلی عورت مرد ان سوجے ہوئے افراد کے جسموں پر کسی قسم کی بوٹیوں کی مالش کر رہے تھے۔ اور کچھ ان کے منہ میں کوئی گاڑھا سیال ٹپکا رہے تھے لیکن دراز قامت سیاہ فام پیشوا ان سب سے لاپرواہ ٹہل رہا تھا۔

"مجھے طلب کیا ہے پیشوا اعظم۔" دفعتاً ان وحشی سیاہ فاموں کے سردار نے دراز قامت سیاہ فام کے آگے جھکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں سردار۔" سیاہ فام دراز قامت پیشوا نے سردار کے چہرے کو گھورتے ہوئے کہا۔

"حکم پیشوا اعظم۔" سردار نے جھک کر پوچھا۔

"ہمارا یہ لبادہ تم نے کس کپڑے سے بنایا ہے۔؟ پیشوا نے لبادے کو ہاتھ سے پکڑتے ہوئے سردار سے پوچھا۔

"ریشمی کپڑے سے پیشوا اعظم۔" سردار نے ادب سے جواب دیا۔

"یہ کپڑا آیا کہاں سے تھا۔؟

"اوپر سے۔" سردار نے آسمان کی جانب اشارہ کیا۔

"سیدھی طرح بتاؤ۔" پیشوا غرا کر بولا۔

"پیشوا اعظم یہ کپڑا ایک بڑے پرندے کی طرح آسمان سے اترا تھا۔ سردار نے جلدی جلدی بتانا شروع کیا۔

"کیا یہ غبارے کی شکل کا تھا۔؟ دراز قامت سیاہ فام پیشوا نے پوچھا پھر اس نے ہاتھ سے غبارے کی سی شکل بنائی تھی۔

"ہاں پیشوا اعظم وہ ایسا ہی گول تھا جیسے ہاتھی ہوتا ہے۔" سردار نے کچھ سمجھتے اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔" پیشوا نے ہنکارہ بھرا پھر بولا۔ اس کے ساتھ جو چیز تھی وہ کہاں ہے۔؟

"چیز۔؟ سردار نے الجھ کر کہا۔

"ہاں اس کے ساتھ جو چیز لٹک رہی تھی وہ کہاں ہے۔؟

"چیز لٹک رہی تھی۔" سردار نے دوہرایا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ پیشوا کی بات

نہ سمجھ سکا ہو۔

"اوہ۔" پیشوا جھلا کر بولا۔ جو چیز ٹنگ رہی تھی۔" پھر اس نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور اس سے زمین پر غبارے کی شکل بنائی پھر اس کے نیچے کئی لکیریں بنا کر ایک گول سی چیز ان سے منسلک کر کے بنا دی پھر سردار سے کہا۔

"یہ... یہ چیز کہاں ہے۔؟ لکڑی کی نوک اس نے زمین پہ بنائی ہوئی چیز پر رکھ دی تھی۔

"اوہ ہاں سمجھا۔" سردار نے کہا۔ یہ چیز ہمیں ملی تھی۔"

"اب کہاں ہے۔؟

"جھونپڑے میں۔"

"کس کے جھونپڑے میں تمہارے۔؟ پیشوا نے سردار کے سینے پر انگلی رکھی۔

"نہیں پیشوائے اعظم وہ تمہارے جھونپڑے میں رکھی گئی تھی۔"

"ہونہہ۔" اس کے منہ سے نکلا۔ تم نے مجھے اس کے بارے میں بتایا کیوں نہیں تھا۔؟

"موقعہ ہی نہیں ملا۔؟

"آؤ ہمیں بستی کی طرف فوراً ہی جانا ہوگا۔"

"مگر وہاں آگ لگی ہوئی ہے پیشوا اعظم۔" سردار نے کہا۔

"آگ کی پرواہ مت کرو۔" سیاہ فام پیشوا نے کہا۔ ہمیں ہر قیمت پر اس چیز کو آگ سے بچا کر نکالنا ہوگا۔"

"مگر پیشوا اعظم کوئی اس طرف جانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔"

۔ جو نہیں جائے گا اسے دیوتا اسفید فاموں کا غلام بنا دیں گے ۔ "

"کیا میں نہ چلنے والوں کو یہ بددعا سنا دوں پیشوا اعظم ۔ ؟" سردار نے جھک کر پوچھا ۔

"ہاں ۔" سیاہ فام پیشوا نے کہا ۔ ابھی اور اسی وقت روانگی ہو گی ۔ "

"جو حکم پیشوا اعظم کا ۔" سردار نے جھک کر کہا اور پھر وہ کانا ہاری زبان میں لوگوں سے کچھ کہنے لگا ۔

لمحوں میں درجنوں جنگلی اس کے گرد کھڑے ہو گئے وہ چند لمحے ان سے باتیں کرتا رہا جس کے ساتھ ہی ان آدم خور جنگلیوں کے چہروں پر خوف کے سائے لہرانے لگے پھر دیکھتے ہی دیکھتے چالیس کے قریب جنگلی گھوڑوں پر سوار ہو گئے ۔

"چلیں پیشوا اعظم ۔ ؟" سردار نے سیاہ فام پیشوا سے پوچھا ۔

"ہاں چلو ۔" پیشوا نے درخت سے بندھا گھوڑا کھولتے ہوئے کہا ۔ چند لمحوں بعد بیابان میں گھوڑے بڑی تیزی سے دوڑ رہے تھے ۔

"پیشوا اعظم بقیہ لوگوں کے لئے بددعا مت کرنا ۔" سردار نے اپنا گھوڑا پیشوا کے قریب کرتے ہوئے کہا ۔

"وہ کیوں ۔ ؟"

"ہمارے پاس بس اتنے ہی گھوڑے تھے جتنے ساتھ چل رہے ہیں ۔" سردار نے کہا ۔ بقیہ گھوڑے بستی ہی میں رہ گئے تھے اور لوگ پیدل بھاگ گئے تھے ۔ "

"ٹھیک ہے بددعا نہیں کی جائے گی ۔" پیشوا نے کہا اور گھوڑے کی رفتار بڑھا دی وہ لوگ جس وقت بستی کے پاس پہنچے تو آگ سرد پڑ چکی تھی البتہ بستی دھوئیں سے گھری ہوئی تھی اور جھونپڑوں کے اوپر سفید بھاپ نما دھوئیں کے بادل تیر رہے تھے ۔

"آگ بجھ گئی پیشوا اعظم۔" سردار نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں دیوتاؤں نے آگ بجھا دی ہے۔"

"دیوتا دیوتا ہوتا ہے۔" سردار گھوڑے کی پیٹھ پر ہی سجدے میں جھک گیا وہ بستی میں داخل ہو گئے۔

بستی میں داخل ہونے سے قبل پیشوا نے آسمان کا جائزہ لیا تھا اور یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ آسمان پر یا بستی کے اردگرد کوئی موجود نہیں ہے وہ بستی میں داخل ہو گئے تھے۔ سب سے پہلے وہ پیشوا والے جھونپڑے میں گھسے تھے۔

پیشوا کے جھونپڑے کے آگے کا حصہ جلا تھا بقیہ جھونپڑا صحیح سلامت تھا انھوں نے اندر گھسنے کے بعد پورا جھونپڑا دیکھ ڈالا مگر مطلوبہ چیز ان کو نہیں مل سکی۔"

"کہاں ہے وہ۔" پیشوا نے غرا کر کہا۔

"وہ پیال کے ڈھیر کے نیچے رکھی تھی پیشوا اعظم" سردار نے پیال کے ایک ڈھیر کی طرف اشارہ کیا جو کچے فرش پر بکھرا ہوا تھا۔

"مگر وہ یہاں نہیں ہے۔؟"

"دیوتا کو علم ہو گا پیشوا اعظم کہ وہ کہاں گئی۔؟"

"جب قیدی لائے گئے تھے کیا وہ یہاں موجود تھی۔؟"

"ہاں پیشوا اعظم میں جب قیدیوں کو لینے گیا ہوں تو وہ یہاں موجود تھی اور خود میں نے اسے پیال کے نیچے رکھا تھا۔"

"واپس آنے کے بعد اسے دیکھا تھا۔؟"

"ہاں جب میں تمہیں قیدیوں کے بارے میں اطلاع دینے اندر آیا تھا تو وہ چیز پیال

کے نیچے موجود تھی ۔"

"میرے سامنے تم نے کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا پھر کیسے کہہ رہے ہو کہ جب تم یہاں آتے تو وہ چیز موجود تھی ۔ ؟

" اس وقت پیال ایسے ہی رکھی تھی جیسے میں چھوڑ کر گیا تھا بیشوا اعظم ۔" سردار نے کہا۔ اور اب پیال بکھری ہوتی ہے ۔"

"گویا جب آگ لگی ہے اس وقت وہ چیز کوئی لے گیا ہے ۔ ؟

"ایسا ہی لگتا ہے بیشوا اعظم ۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ وہ لوگ کس طرف کو گئے ہوں گے ۔" ؟

"قیدیوں کی بات کر رہے ہیں بیشوا اعظم ۔ ؟

"ہاں ۔ وہ کہاں اور کس سمت میں گئے ہیں ۔ ؟

"ہمیں علم نہیں ہم تو خود دیوتا کی نازل کردہ مصیبت سے نجات پانے بھاگے تھے ۔"

"پتہ لگاؤ کہ وہ لوگ کس طرف گئے ہیں ۔" سیاہ فام بیشوا نے کہا اور سردار الٹے قدموں جھونپڑے سے نکل گیا ۔

دراز قامت سیاہ فام چند لمحے ٹہلتا ہارہ رہ کر وہ دانت پیس رہا تھا پھر اس نے اپنے لبادے کو اٹھا کر اندر پہنے ہوئے لباس کی جیب سے ایک ٹرانسسٹر جیسا چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کی راڈ اوپر کھینچ کر وہ کسی کو کال کرنے لگا ۔

" ہیلو ڈی سکس ہیلو ڈی سکس اسٹون کالنگ ... وہ دو تین منٹ تک اس جملے کو ٹرانسمیٹر پر دوہراتا رہا پھر شاید تیسرا منٹ بھی گزرنے والا تھا جب دوسری جانب سے کال ریسیو کی گئی اور ڈی سکس کی آواز سنائی دی ۔

"یس باس ڈی سکس ریسیو کال۔"

"کیا رپورٹ ہے۔؟"

"ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے ہوائی دستہ بھیجا گیا ہے باس۔"

"کیا تھری پی نے اس کا حکم دیا تھا۔؟"

"یس باس۔"

"دستے کو روانہ ہوئے کتنا وقت گزرا ہے۔؟"

"شاید ابھی وہ روانہ بھی نہ ہوا ہو باس۔" دوسری جانب سے ڈی سکس کی آواز آئی لیوکارڈو نے ابھی ان تک احکامات پہنچائے ہیں۔"

"وہ لوگ اس وقت کہاں ہیں۔؟ سیاہ فام پیشوا نے پوچھا دوسری طرف سے جگہ کی نشاندھی کی گئی تھی۔

"لیوکارڈو تو اسٹاپ تھری پر ہے ڈی سکس۔" پیشوا نے کہا تمہیں اس بارے میں کیسے معلوم ہو گیا۔؟

"باس وہاں میرا بھی ایک آدمی ہے اس کے پاس ایک وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر ہے ایسے ہی اہم مواقعوں پر وہ ٹرانسمیٹر آن کر دیتا ہے اور میں سب کچھ اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے سے اپنے سیٹ پر سن لیتا ہوں۔"

"ویری گڈ مجھے تمہاری ذہانت پر فخر ہے ڈی سکس۔"

"باس یہ آپ ہی کی تربیت کا اثر ہے۔"

"میں کوشش کرتا ہوں کہ ان لوگوں سے پہلے وہاں پہنچ سکوں۔"

"ایک بات اور باس۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ پہلی بات یہ کہ ان لوگوں کو اس

پارٹی نے گھیر لیا ہے جو مشرق بعید سے آئی ہے ۔"

"یہ اطلاع بھی لیوکارڈ والے ذریعے سے ملی تھی ۔؟

"لیس باس دوسری اطلاع آپ کے لئے ہے اور وہ یہ باس کہ مادام ٹی تھری پی اس جگہ آپ کی موجودگی سے آگاہ ہو چکی ہے ۔"

"وہ کیسے ۔؟ پیشوا نے چونک کر پوچھا۔

"ان کا کوئی آدمی قیدیوں کے ساتھ وہاں پہنچا تھا باس ۔ ڈی سکس نے بتایا ۔ اسی لئے آپ کو وہاں پیشوا کے روپ میں دیکھ کر یہ شبہ ظاہر کیا ہے ۔"

"میرے لئے کوئی احکام جاری کئے گئے ہیں ۔؟

"نو باس سردست میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔"

"اچھا دیکھو اب میں اس جگہ کو فوری طور پر چھوڑ رہا ہوں ۔" سیاہ فام پیشوا نے ٹرانسمیٹر منہ کے بالکل قریب کرتے ہوئے کہا۔

"یہی بہتر ہے باس ۔"

"اب آئندہ تم مجھے موجودہ فری کوئنسی میں دو نمبر کا اضافہ کر کے کال کرو گے ۔" پیشوا نے کہا اور بوقت ضرورت میں تمہیں ہل پوائنٹ پر مل سکوں گا ۔"

"میں سمجھ گیا باس ۔" ڈی سکس نے کہا ۔ ہل پوائنٹ ہی آپ کے لئے بہترین جگہ رہے گی وہاں سے آپ بخوبی کام کر سکیں گے ۔"

"ان لوگوں کے بارے میں جو بھی اطلاع ملے وہ تم مجھے اسی وقت پہنچاؤ گے ۔" پیشوا نے کہا۔ کیونکہ ممکن ہے ہمیں ان تک پہنچنے میں دیر ہو جائے ۔"

"لیس باس میں ایسا ہی کر دوں گا ۔"

ٹی تھری بی کے بارے میں معلوم کرو کہ وہ کہاں ہے۔"

"میں کوشش کروں گا باس۔"

"اوکے۔ اینڈ آل۔" پیشوا نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے لباس میں رکھا اور ایک کونے کی طرف بڑھا۔

آگ نے اس طرف کا رخ نہیں کیا تھا۔ اس نے گھاس کے ایک ڈھیر کو ہٹا دیا گھاس ہٹتے ہی زمین میں ایک تختہ جڑا ہوا نظر آنے لگا تھا پیشوا نے تختہ ہٹایا اور نمودار ہونے والی خلا میں ہاتھ ڈال دیا۔ پھر جب ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک شولڈر بیگ تھا۔ اس نے بیگ ایک جانب رکھ کر دوبارہ ہاتھ ڈالا۔

اس بار اس کے ہاتھ میں سیاہ نال کا پوشیدہ دستے کا ریوالور آ گیا۔ اس نے ریوالور جیب میں ڈالا اور بیگ شانے پر ڈال کر تختہ رکھ کر گھاس دوبارہ وہاں ڈالی اور جھونپڑے سے باہر نکل آیا۔

اب اس کا رخ اس سمت میں تھا جہاں اس نے اپنے گھوڑے کو باندھا تھا یہاں بیس بائیس گھوڑے تھے اور ان کے نزدیک سردار کھڑا دو آدمیوں سے بات کر رہا تھا اسے دیکھ کر وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں نے آدمی روانہ کر دیئے ہیں پیشوا اعظم۔" پیشوا کے قریب پہنچنے پر سردار نے کہا۔

"ٹھیک ہے ان کی تلاش جاری رہنی چاہیئے۔" اس نے سردار کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"تم کہیں جا رہے ہو پیشوا۔؟"

"ہاں میں دیوتا سے تمہارے لئے خوشیاں مانگنے جارہا ہوں سردار۔" پیشوا نے کہا اور اپنے گھوڑے کی جانب بڑھ گیا۔

"پیشوا عظیم ہے۔" سردار نے کہا۔ اور گردن جھکا دی اس کے ساتھ ہی دوسرے لوگوں نے بھی تعظیم کے لئے سر جھکا دیئے تھے۔ سیاہ فام دراز قامت پیشوا نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور وہ دوڑنے لگا۔

بستی سے کافی دور نکل آنے کے بعد وہ رکا اور سمت کا ۔ ۔ ۔ ۔ اندازہ لگانے لگا چند لمحے بعد وہ اس سمت جارہا تھا جس کی نشاندھی ڈی سکس نے کی تھی۔ گھوڑا دوڑ رہا اور اس کی چھوٹی چھوٹی تیز مگر چمکیلی نگاہیں اطراف کا جائزہ لیتی رہیں۔

پھر ایک ٹیلے پر رک کر اس نے دوربین تھیلے سے نکال کر آنکھوں سے لگالی اور جائزہ لینے لگا۔

کافی دور اس نے آسمان پر کچھ پرندے اڑتے دیکھے تھے۔

اس نے دوربین جیب میں رکھی اور اسی سمت گھوڑے کو ڈال دیا جس طرف اس نے پرندے دیکھے تھے۔

گھوڑے کی رفتار خاصی تیز تھی اور راستہ بھی صاف ہی تھا اس لئے وہ جلد ہی اس جگہ پہنچ گیا جہاں آسمان پر پرندے اڑ رہے تھے ان پرندوں کو دیکھتے ہی اس کے لبوں پر زہر ملی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

وہ بڑے بڑے پرندے عجیب و غریب تھے۔ ان کو پرندوں کے بجائے اڑنے والے انسان کہنا زیادہ مناسب تھا۔

ان کے جسموں کی رنگت سلیٹی اور چمکدار تھی اور بازوؤں کے اوپر بڑے بڑے پر لگے

ہوئے تھے۔

ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک آدمی سنبھال رکھا تھا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک سمت میں پرواز کرتے چلے گئے۔

پیشوا نے اچانک ناک سکوڑ کر سانس لیا اور گھوڑے کو روک کر موڑا اور واپس چل پڑا۔

نصف فرلانگ چلنے کے بعد وہ رک گیا! ایک بار پھر اس نے رک کر سانس کھینچا اور مطمئن انداز میں سر ہلا کر گھوڑے سے اتر پڑا گھوڑا اس نے ایک درخت کی شاخ سے باندھا اور دور بین سے اڑتے والے انسانوں کو دیکھنے لگا۔

یہ وہ ہوائی دستہ تھا جسے ٹی تھری بی نے ان لوگوں کو پکڑنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ کچھ بڑبڑایا تھا۔

دفعتاً آہٹ سنائی دی اور وہ چونک پڑا۔

اس نے چوکنی نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا پھر ایک جانب نگاہ پڑتے ہی وہ چونک پڑا۔ پھر اس کے پتلے پتلے سیاہ لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

اس سے دس بارہ گز کے فاصلے پر ایک احمق سا آدمی چلا آرہا تھا۔ پیشوا اس کے سامنے آگیا اور وہ ٹھٹھک گیا۔

"بھبھ بھوت۔"

احمق کے منہ سے نکلا اور وہ تھر تھر کانپنے لگا اس کے منہ سے بھوت بھوت کے الفاظ نکل رہے تھے۔

"خاموش رہو۔" پیشوا غرایا اور وہ احمق اس طرح چپ ہو گیا جیسے کسی مشین

کاٹن آف کرنے پر وہ رک جاتی ہے۔"

"تت... تت... تم...." احمق کے حلق سے ٹکڑوں میں نکلا اور پیشوا قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

احمق سردی کھاتے پلے کی طرح کانپ رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔" دفعتاً صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"اپنے گناہ بخشوا لو مسٹر دفتر۔ قیامت آ رہی ہے۔" عمران نے سہمے ہوتے لہجے میں کہا۔

"قیامت آ رہی ہے۔" صفدر نے دوہرایا۔

"یقین نہ آتے تو سامنے دیکھو۔" عمران نے آسمان پر اس سمت اشارہ کیا جس طرف سے وہ اڑنے والے انسان آ رہے تھے۔

"مائی گاڈ۔" دفعتاً جولیا کے منہ سے نکلا عمران کے اشارے پر صفدر کے ساتھ ہی اس نے بھی اسی سمت دیکھا تھا جہاں عمران نے اشارہ کیا تھا۔

"یہ تو اڑنے والے انسان ہیں۔" صفدر کے منہ سے نکلا۔

"دیکھنا کہیں یہ سند باد تو نہیں ہوں۔" عمران نے اپنا ہاتھ جولیا کی جانب بڑھاتے

ہوئے خوابناک لہجے میں کہا۔

"ان کے ہاتھوں میں کوئی ہتھیار ہے۔" خاور چلایا۔

"ہمیں ان سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔" جولیا نے کہا۔

"آپ کہاں ہیں عمران صاحب۔؟" دفعتاً صفدر نے عمران کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"آں... ہاں... کیا ہوا۔؟" عمران نے اس طرح کہا جیسے سوتے سے جاگا ہو۔

"مقابلہ کرنا پڑے گا۔" جولیا نے پھر کہا۔

"تو پھر منہ کیا دیکھ رہے ہو۔" عمران نے کہا۔ "درختوں کی آڑ لے لو چلو جلدی کرو۔"

پھر وہ سب ہی دوڑ پڑے تھے۔

"ارے ہمیں تو کھولتے جاؤ۔" مشرق بعید کی پارٹی کے لیڈر نے کہا۔

"دو دشمنوں سے نمٹنا خاصہ مشکل ہوتا ہے پیارے۔" عمران نے لیڈر کے پاس سے گزرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ مشترکہ مصیبت ہوگی۔" لیڈر نے کہا۔ "ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔"

"اور پھر غفلت میں ہمیں ہی بھون ڈالو گے۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔" لیڈر نے کہا مگر وہ چنختا رہ گیا اور وہ سب ہی درختوں کی آڑ میں چلے گئے۔

"یہ تو تعداد میں کافی ہیں۔" صفدر نے عمران سے کہا وہ اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا اور نگاہیں ان اڑنے والے انسانوں پر تھیں جو ایک ہی جگہ چیلوں کی طرح گھومتے ہوئے پرواز کر رہے تھے۔

"شاید پندرہ ہیں۔" عمران نے ان کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے انھیں گن بھی لیا۔؟ خاور نے حیرت سے کہا۔

"اسی وقت جب وہ اس طرف آ رہے تھے۔" عمران نے کہا۔ اس وقت وہ ایک قطار میں تھے اسی لئے آسانی سے گنتی میں آ گئے۔"

"عمران۔" دفعتاً جولیا نے قریب پہنچ کر کہا۔ یہ سب کیا ہے۔؟

"قرب قیامت کی نشانیاں ہیں مس پولیا۔"

"جولیا۔" جولیا نے بلا مانے بغیر تصحیح کرتے ہوئے کہا۔ یہ تو سند باد کے سفرنامے والے انسان ہیں عمران یہاں اس دور میں کیسے آ گئے۔؟

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ یہ قرب قیامت ہے۔"

"کیا یہ ہمیں پکڑ لے جائیں گے۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"اگر کوئی کنوارہ ہوا تو ضرور لے جائیں گے۔"

"عمران۔" جولیا جھلا کر بولی۔ تمہیں خطرے کے وقت بھی مذاق سوجھ رہا ہے۔"

"پھر کس وقت مذاق کیا جاتا ہے۔؟ عمران نے دوربین گلے میں لٹکاتے ہوئے کہا۔ وہی وقت بتا دو تاکہ آئندہ شکایت کا موقع نہ ملے۔"

"تم... تم وحشی ہو۔؟ جولیا بے بسی سے بولی۔

"مگر میں تو عورت خور بھی نہیں ہوں مس ونولیا ڈرنک ماسٹر۔" عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب وہ اب اسی طرف آ رہے ہیں۔" صفدر نے کہا اور عمران۔ چونک پڑا وہ اڑنے والے انسان اب نیچی پرواز کرتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے۔

"ان پر فائرنگ شروع کر دو مگر نزدیک آجانے کے بعد۔" عمران نے کہا۔ اور درختو

کی آڑ لے کر ایک سمت بڑھنے لگا۔

"کدھر چلے عمران۔" جولیا نے چیخ کر پوچھا۔

"انھیں دو طرف سے گھیرو۔" عمران نے چلا کر جواب دیا اور ایک بڑے درخت کی آڑ میں پہنچتے ہی وہ دوڑنے لگا۔ یہاں جھاڑیاں بھی گھنی تھیں اس کے ساتھی اسے دوڑتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے۔

سر پر درخت بھی اتنے گھنے تھے کہ اوپر سے بھی اسے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ دوڑتے ہی میں اس نے فائروں کی گونج سنی تھی۔

وہ بلا وجہ وہاں سے نہیں ہٹا تھا۔

اپنے ساتھیوں کو خطرے میں چھوڑ کر بھاگنا اس کے اصول کے خلاف تھا مگر اس وقت مصلحت یہی تھی اس کو اڑنے والے انسانوں کے ہاتھوں میں موجود ہتھیاروں پر شبہ تھا وہ یا تو کسی قسم کے گیس پھینکنے والے ہتھیار تھے یا پھر وہ شعاعی گنیں تھیں اور وہ ہٹا اس لئے تھا کہ اپنے ساتھیوں سے دور رہ کر وہ ان کی مدد کر سکے۔

دفعتًا اس نے سنیفلک گیس کی بو محسوس کی ایسا ہی لگا تھا جیسے حلق میں مرچیں لگ گئی ہوں۔

اس نے فورًا ہی سانس روکا اور تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اپنے اندازے سے گیس کی حد سے نکل کر اس نے آہستہ سے سانس لیا پھر اطمینان کرنے کے بعد کہ اس جگہ گیس نہیں ہے اس نے دو تین لمبے لمبے سانس لئے۔

حلق کی جلن کچھ کم ہوئی۔

یہاں سے وہ اپنے ساتھیوں کو نہیں دیکھ سکتا تھا مگر اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس

نے وہاں سے ہٹ کر اچھا ہی کیا اگر وہ سب ہی پھنس جاتے تو رہائی کی صورت کون نکالتا! ان اڑنے والے انسانوں کو دیکھ کر اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ ان کا اڈہ کہیں قریب ہی ہو گا۔ اور ان کے اڑنے کی قوت یقینی طور پر کسی قسم کی مشین کی مرہون منت ہو گی۔

یہ تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ حقیقی طور پہ اڑنے والے انسان ہوں گے۔ اس نے ان لوگوں کے جسموں پہ سلیٹی رنگ کے چمکدار کپڑے کا لباس یا کسی دھات کا خول دیکھ لیا تھا۔

ان لوگوں کے سروں پر بھی وہ لباس یا خول موجود تھا۔ اب اسے بہت زیادہ محتاط ہو جانا تھا کیونکہ ان انسانوں کی آمد یہ بات ظاہر کرتی تھی کہ وہ جو بھی کوئی ہیں یقینی طور پہ بے حد ترقی یافتہ ہیں۔

ممکن ہے یہ اسی اڈے سے اڑ کر آتے ہوں جس سے راکٹ مار کر جہاز گرایا گیا تھا۔

وہ سوچتا رہا پھر کچھ سوچ کر وہ ایک درخت کی طرف بڑھا اور اس پہ چڑھتا چلا گیا۔ اس نے چوٹی پہ پہنچ کر دیکھا اڑنے والے انسانوں کا کہیں بھی پتہ نہیں تھا۔ اس نے دوربین آنکھوں سے لگائی۔ مگر دور دور تک اڑنے والے انسانوں کی سی جھلک بھی اسے نظر نہیں آئی۔

"کہاں غارت ہو گئے۔؟" وہ بڑبڑایا تھا۔

ٹھیک اسی لمحے ایک اڑنے والا انسان اسے درختوں کے ایک جھنڈ سے پرواز کرتا

ملاحظہ کیجئے اس ناول کے پہلے حصہ موت کا سایہ، نیلا شعلہ دوسرا حصہ، شعلے کا شکار تیسرا اور الکیٹو کا ہنگامہ چوتھا حصہ، مصنف ایس قریشی۔

نظر آیا۔

اس نے ہاتھوں میں کچھ اٹھا رکھا تھا عمران نے شیشے ایڈجسٹ کئے اور دوبارہ اسے دیکھا۔ اب وہ اڑنے والے انسان کے ہاتھ میں ایک انسانی جسم دیکھ رہا تھا جسے اس نے دونوں ہاتھوں سے سنبھالا ہوا تھا۔

پھر ایک ایک کر کے کئی اڑنے والے انسان سامنے آ گئے۔ ان میں سے ہر ایک نے اس کی ٹیم کے ایک ایک آدمی کو سنبھالا ہوا تھا۔ جولیا بھی ایک اڑنے والے انسان کی گرفت میں نظر آ رہی تھی۔ وہ سب ہی بے ہوش تھے۔ عمران اس وقت تک ان کو دیکھتا رہا جب تک وہ سب ایک ہی سمت میں پرواز نہ کرنے لگے۔

پھر کچھ سوچ کر اس نے ایک مضبوط گدے پر بیٹھ کر کمپیوٹر کو کمر سے کھولا اور ایک مضبوط شاخ سے باندھ دیا پھر شاخیں توڑ کر کمپیوٹر کے گرد اس طرح لگا دیں کہ وہ نیچے سے کسی کو نظر نہ آ سکے۔ پھر نیچے اتر کر اس نے اس درخت پر ایک نشان لگایا اور آگے بڑھ کر چاقو کی نوک سے آس پاس کے دس بارہ درختوں پر نشان لگا دیئے پھر وہ اس جگہ کو ذہن نشین کر کے مڑا ہی تھا کہ چونک پڑا۔

کسی گھوڑے کے دوڑنے کی آواز آ رہی تھی۔

وہ آواز کی سمت بڑھنے لگا۔ جلد ہی اس نے سوار کو دیکھ لیا وہ ایک سیاہ فام تھا اور شاید نہتا تھا۔ عمران اسے پہچان گیا یہ وہی پیشوا تھا کانا ہاریوں نے جس کے سامنے انہیں قید کر کے پیش کیا تھا۔

عمران نے اسے گھوڑے سے اترتے دیکھا اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی چند لمحے بعد وہ ایک دوسرے کے سامنے تھے۔

"بھبھ... بھوت۔۔" عمران اسے دیکھتے ہی چلایا تھا اس کے حلق سے ڈری ڈری آوازیں نکل رہی تھیں اور وہ اس طرح کانپ رہا تھا جیسے سردی کھایا ہوا پلا کانپتا ہے۔

"خاموش رہو۔" پیشوا غرایا۔

عمران اس طرح خاموش ہو گیا جیسے مشین رہا ہو اور بٹن آف ہوتے ہی رک گیا ہو۔"

"تت... تم...." اس کے منہ سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی سیاہ فام دراز قامت پیشوا قہقہہ وہاں گونجنے لگا۔

"بھبھ... بھوت بھائی۔" عمران نے لرزتے کانپتے لہجے میں کہا.... مم... مجھے جج... جانے دو... دو... میری ممنوعہ رو رہی ہوگی۔"

"اداکاری بند کرو بھتیجے۔" دراز قامت سیاہ فام نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"تت... تم کون ہو۔؟ عمران نے بظاہر حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"بس کرو۔" دراز قامت نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ یہ بتاؤ ان کا کیا بنا جنہوں نے تم پر حملہ کیا تھا۔!"

"وہ بھی بے ہوش پڑے ہوں گے۔" عمران نے اطمینان سے کہا۔

"حیرت ہے وہ ان کو چھوڑ گئے۔" وہ بڑبڑایا۔

"دوبارہ آ کر لے جائیں گے۔" عمران نے اطمینان سے کہا۔ البتہ تمہیں یہاں دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے چچا۔"

"بھتیجے میں ہر جگہ ہوتا ہوں۔" سیاہ فام پیشوا جو کہ درحقیقت سنگ ہی تھا نے کہا۔ "پوری دنیا میرا گھر ہے۔"

"مجھے بہت مزا آ رہا ہے چچا۔"

"کس بات پر۔؟ سنگ ہی نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری رنگت پر۔" عمران نے کہا۔ اب تلاش کروں کوئی کالی بھجنگ چچی۔؟

"بہتیری ہیں۔" سنگ ہی نے لاپرواہی سے کہا۔

"تمہاری یہاں موجودگی مجھے کچھ سوچنے پر مجبور کر رہی ہے چچا۔"

"وہ کیا۔؟

"میرے آدمیوں کو لے جانے والے کیا تھری بی کے آدمی نہیں ہیں۔؟

"تمہارا اندازہ بالکل صحیح ہے۔"

"گویا چچا نے چچی تلاش کر ڈالی ہے۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"خیال ہے تمہارا۔" سنگ ہی نے لاپرواہی سے کہا۔ تم جانتے ہو زبردستی میرے سے کوئی کام نہیں لے سکتا۔"

"جانتا ہوں چچا سیاہ فام۔" عمران نے پھر چوٹ کی۔

"تم کو یہ رنگت کھل رہی ہے شاید۔؟

"نہیں تو خدا اور سیاہ فام کر دے۔"

"یہ ایک پینٹ ہی نہیں ہے بھتیجے۔"

"شاید جادو کا غلاف ہے۔؟

"یونہی سمجھ لو۔" سنگ ہی نے کہا۔ اس پینٹ ہی کی وجہ سے میں یہاں کے زہریلے کیڑے مکوڑوں اور مچھروں سے محفوظ ہوں البتہ رنگت مماثل کرنے کے لئے اس میں سیاہ رنگ ملایا گیا ہے۔"

"کیا وہ بھی یہاں موجود ہے۔؟ عمران نے اس طرح سسکاری لی جیسے کسی چیز کے تصور سے لذت اٹھا رہا ہو۔"

"پھر پیا۔؟" سنگ ہی نے پوچھا۔

"ظاہر ہے اس کے علاوہ اور کون مجھے اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر کر سکتی ہے۔؟"

"تم احمق ہو بھتیجے۔"

"تسلیم۔" عمران نے سعادتمندی سے کہا۔

"ایک حسین ترین اور دنیا کی چالاک و ذہین عورت کو ٹھکرا کر تم حماقت کر رہے ہو۔"

سنگ ہی نے کہا۔ "کاش وہ میری طرف متوجہ ہو سکے۔"

"اپنے بچوں کو حلالی قرار دلانا چاہتی ہو گی چچا۔"

"وہ چیز کہاں ہے۔؟" دفعتاً سنگ ہی نے پوچھا۔

"کون سی چیز۔؟" عمران نے انجان بن کر پوچھا۔

"وہ جس کے لئے تم لوگ یہاں پہنچے ہو۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا چچا۔" عمران نے کہا پھر اور بھی کچھ کہنا چاہتا تھا کہ فائر کی آواز کے ساتھ ہی ایک جلتا ہوا انگارہ سنگ ہی کے گال کو چھوتا ہوا گزر گیا۔

۱

بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر کی آواز دھیمی کی اور اسے جیب میں ڈال لیا اس کے ماتھے پر تفکر آمیز شکنیں پھیل گئی تھیں۔

"اڑنے والے انسان۔" بلیک زیرو نے بڑبڑایا اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے ساتھیوں کو خطرہ درپیش تھا۔ وہ اڑنے والے انسان کون ہیں کیسے ہیں۔؟ قصے کہانیوں میں تو ایسے لوگوں کے بارے میں وہ پڑھتا رہا تھا مگر عملی طور پر کسی اڑنے والے انسان کو دیکھنا وہ ناممکن ہی سمجھتا آیا تھا ظاہر ہے قصے کہانیوں کے دیو اور انسان زندہ ہو کر تو نہیں آ سکتے تھے مگر اس وقت۔؟ اس نے ٹرانسمیٹر پر جو کچھ بھی سنا تھا وہ اس کے لئے حیرت انگیز ہی تھا اس نے عمران اور دوسرے افراد کی اڑنے والے آدمیوں کے بارے میں ہونیوالی ساری گفتگو سنی تھی اور جب عمران نے ان لوگوں کو درختوں کی آڑ میں چھپ کر مقابلے کے لئے کہا تھا تو وہ بے چین ہو گیا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسے اپنے ساتھیوں کے قریب ہو جانا چاہیے تاکہ بوقت ضرورت وہ مدد دے سکے۔ وہ درخت

کی آڑ سے نکل کر اس طرف بڑھا جہاں اس نے موتو کو گھوڑوں کے پاس چھوڑا تھا۔

"کہاں گئے تھے سر۔" موتو نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

"اپنے ساتھیوں کی خبر لینے۔"

"میں سمجھا نہیں سر۔" موتو نے گھوڑے کی زین کا آخری کلپ کستے ہوئے کہا۔

"میں نے ابھی ان سے ٹرانسمیٹر پہ رابطہ قائم کیا تھا۔"

"کیا رپورٹ ملی جناب۔" موتو نے پوچھا۔

"وہ لوگ اس وقت خطرے میں ہیں۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا سر۔"

"کیا کہا تھا۔؟" بلیک ریپر نے خیالات سے چونک کر پوچھا۔

"آپ کو یاد نہیں سر۔" موتو نے حیرت سے پوچھا۔

"تم نے اس علاقے کے بارے میں بتایا تھا۔"

"یس سر۔" موتو نے اثبات میں گردن ہلا کر کہا۔ "یہ علاقہ گوشت خور درختوں اور خونخوار بھیڑیوں سے بھرا ہوا ہے۔"

"مگر وہ لوگ اسی راہ پر سفر کرنے پر بضد ہیں۔"

"اس جگہ رکنا یا سفر کرنے سے بہتر یہ ہے سر کہ وہ لوگ راستہ بدل دیں اور کوئی دوسرا محفوظ راستہ استعمال کریں۔"

"اب اس کا وقت گزر چکا ہے موتو۔"

"وہ کس قسم کے خطرے سے دوچار ہیں سر۔"

"پہلے ان کو مشرق بعید والی پارٹی نے گھیر لیا تھا۔"

"اوہ ہو۔" موتو کے ہونٹ سیٹی بجانے والے انداز میں کھل گئے۔

"ان سے مقابلے کے بعد میرے ساتھیوں نے ان سب کو قابو کر لیا تھا تو دوسری مصیبت ان لوگوں پر نازل ہو گئی۔"

"وہ کیا سر۔؟"

"اڑنے والے انسان۔"

"کیا۔؟ موتو حیرت سے اچھل پڑا۔

"ہاں اڑنے والے انسانوں نے ان لوگوں پر حملہ کیا ہے۔" بلیک زیرو نے موتو گھورتے ہوئے کہا۔

اسے موتو کا حیرت سے اچھل پڑنا ایسا ہی لگا تھا جیسے اس نے اداکاری کی ہو اور حقیقت سے اس کا دور کا بھی کوئی واسطہ نہ ہو۔

"وہ کہاں سے آگئے سر۔؟

"پتہ ہوتا تو بات ہی کیا تھی۔!

"کیا رزلٹ رہا سر۔؟

"میرے ساتھی ان سے مقابلہ کر رہے ہیں۔"

"اوہ ہو۔" موتو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا بلیک زیرو اندازہ نہیں کر پایا کہ اس کی تشویش کس حد تک صحیح ہے۔"

"وہ لوگ تعداد میں پندرہ ہیں۔"

"اڑنے والے انسان۔؟

"ہاں اور ان کے ہاتھوں میں بھی کسی قسم کے ہتھیار ہیں۔" بلیک زیرو نے بتایا پھر موتو

سے پوچھا۔

"کیا اس سے قبل بھی اڑنے والے انسانوں کے بارے میں کوئی رپورٹ کبھی کسی ذریعے سے سامنے آئی ہے یا کسی نے ان کو دیکھا ہے۔؟

"نو سر۔" موتو نے کہا۔ "یہ آج پہلا موقعہ ہے۔"

"حیرت ہے۔" بلیک زیرو نے کہا چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ "وہ اڈہ کس جانب ہے جس کا تم نے ذکر کیا تھا۔؟

"سر اس کی نشاندھی میں ایمزون کے کنارے ہی سے کر سکتا ہوں۔"

"اس طرف سے نہیں کر سکتے۔؟

"نو سر۔ جنگل کا بیشتر علاقہ میرا دیکھا ہوا نہیں ہے البتہ دریائے ایمزون کے کنارے سے میں اس اڈے تک آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں۔"

"اس اڈے کا پتہ لگانا ضروری ہے موتو۔"

"وہ کیوں سر۔؟" موتو نے کہا۔ "آپ جس مقصد کے تحت آئے تھے وہ تو پورا ہو گیا اب آپ اس اڈے کا پتہ لگا کر کیا کریں گے۔؟

"کیا تم سمجھتے ہو وہ اڑنے والے انسان اصلی ہیں۔؟

"پھر سر۔؟" موتو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ لوگ یقینی طور پر اڑنے والی مشینیں استعمال کر رہے ہوں گے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "ایک دفعہ پہلے بھی ہمارا ان سے سابقہ پڑ چکا ہے۔"

"ایسی صورت میں تو وہ خطرناک ہیں سر۔؟

ا تھریسیا کی اس دلچسپ کہانی کیلئے پڑھیئے، آگ بابا، پراسرار آگ، مصنف ایس قریشی۔

"پرواہ مت کرو۔" بلیک زیرو نے کہا۔ ہم ان سے نمٹ لیں گے۔

"پھر اب کیا حکم ہے سر۔؟

"ہمیں اپنے ساتھیوں کی مدد کرنی ہوگی۔"

"سر ایک بات کہوں۔؟

"کہو۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمیں یہاں رک کر ہی ان لوگوں سے بات کرنی چاہئیے۔"

"اڑنے والے انسانوں سے۔؟

"نو سر۔ موتو نے کہا۔ میرا مطلب آپ کے ساتھیوں سے تھا۔"

"وہ اس وقت اڑنے والے انسانوں سے برسرِ پیکار ہوں گے۔"

"یہی تو میں چاہتا ہوں سر۔"

"کیا مطلب۔؟

"آپ ان لوگوں کو کال کر کے معلوم کریں کہ مقابلہ کس مرحلے میں ہے۔" موتو نے کہا اگر وہ ان لوگوں پر حاوی آرہے ہیں تو پھر ہمارا جانا بیکار ہوگا دوسری صورت میں ہمیں چل کر ان کی مدد کرنی ہوگی۔"

"ہم ان سے راستے میں بھی بات کر سکتے ہیں۔"

"نو سر احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم پہلے ان سے معلومات حاصل کر لیں۔" موتو نے کہا اور بلیک زیرو کچھ سوچنے لگا۔

"یہ تم کیوں کہہ رہے ہو۔؟ کچھ دیر بعد بلیک زیرو نے پوچھا۔ کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میرے ساتھی ان لوگوں کے قابو میں آ چکے ہوں گے۔؟

"نو سر ایسی بات نہیں ہے۔"

"پھر کیا بات ہے۔؟"

"یہ علاقہ پراسرار واقعات کے لئے مشہور ہے سر۔" موتو نے کہا۔ پہلے نیلی روشنی آپ نے دیکھی اس کی کہانی بھی سنی اب پراسرار اڑنے والے انسان نجانے یہاں کیا کیا اسرار بکھرے پڑے ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی پھنس جائیں۔"

"وہ سب سائنسی شعبدے بازیاں ہیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔ وہ نیلا شعلہ جس راکٹ کی قسم کی چیز سے نکلتا ہے وہ دوسری جنگ عظیم میں استعمال ہونے والے اڑن بموں کی ترقی یافتہ شکل ہے۔"

"بہتر یہی تھا سر کہ ہم وہاں نہ جاتے۔"

"تمہارا ڈر میری سمجھ سے باہر ہے۔" بلیک زیرو نے کہا پھر چاہتا ہی تھا کہ اچک کر گھوڑے پر بیٹھ جائے کہ موتو کی آواز سن کر چونک پڑا۔

"نو سر آپ گھوڑے پر سوار نہیں ہوں گے۔" موتو نے کہا تھا۔

"کیا۔؟" بلیک زیرو غرا کر پلٹا تھا مگر پھر اپنی جگہہ ساکت کھڑا کا کھڑا رہ گیا اس کی نگاہیں موتو پر جمی ہوئی تھیں جس کے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کی نال اسی کے سینے کی جانب اٹھی ہوئی تھی۔

دفعتاً بلیک زیرو کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک ابھری موتو اور بلیک زیرو کے درمیان فاصلہ اتنا تھا کہ بلیک زیرو آسانی سے اپنی ٹانگ استعمال کر سکتا تھا موتو سے یہی غلطی ہوئی تھی کہ وہ اتنے قریب سے ریوالور نکال بیٹھا تھا۔ بلیک زیرو نے فوراً ہی اس کی غلطی سے فائدہ

ملاحظہ فرمایئے اس ناول کے حصے، موت کا سایہ ۱۔ نیلا شعلہ ۲۔ شعلے کا شکار ۳۔ اور ایکسٹو کا ہنگامہ ۴۔

اٹھایا۔!

اور اچھل کر بجلی کی سی سرعت سے موتو کے ریوالور والے ہاتھ پہ ٹانگ ماری موتو کے ہاتھ سے ریوالور اچھل کر دور جا گرا اور وہ لڑکھڑا گیا۔ دوسرے ہی لمحے بلیک زیرو نے موتو پر چھلانگ لگا دی۔

دونوں گتھے ہوئے گھاس پر لڑھکنیاں کھانے لگے۔ ان کے حلق سے بھیڑیوں کی سی غراہٹیں خارج ہو رہی تھیں لیکن منہ سے بولا کوئی نہیں تھا۔ بلیک زیرو نے موتو کو ٹانگوں پہ رکھ کر اچھال دیا۔

وہ بڑی تیزی سے درختوں کے ایک جھنڈ سے ٹکرایا تھا۔ بلیک زیرو پھرتی سے اٹھا مگر موتو نے اس سے بھی زیادہ تیزی دکھائی تھی۔

اس نے بلیک زیرو کے سینے پر فلائنگ کک لگائی اور بلیک زیرو اچھل کر زمین پر گرا یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ گرتے ہوئے اس کا سر ایک بڑے پتھر سے ٹکرایا تھا پہلے آنکھوں میں کہکشاں اتری پھر تاریکی چھا گئی۔

وہ کتنی دیر بے ہوش رہا اس کا اندازہ اسے نہ ہو سکا مگر جب وہ ہوش میں آیا تو اس کے دونوں ہاتھ اور پیر بندھے ہوئے تھے۔

درختوں کی بیلوں سے موتو نے اسے جکڑ دیا تھا۔ بلیک زیرو کو آنکھ کھولتے دیکھ کر وہ مسکرایا اور بولا۔

"کیسے مزاج ہیں سر۔؟"

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا موتو کہ تم مجھ سے غداری کرو گے۔" بلیک زیرو نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو آپ کو سمجھا رہا تھا سر۔"

"کیا سمجھا رہے تھے۔؟"

"یہی کہ آپ حملہ کرنے والے انسانوں کے خلاف اپنے ساتھیوں کی مدد کو نہ جائیں مگر آپ مانے ہی نہیں مجبوراً مجھے وہ ناخوشگوار قدم اٹھانا پڑا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ تم انہی کے ساتھی ہو۔؟ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"یس سر میں انہی کا ساتھی ہوں۔" موتو نے کہا اور صرف اس لئے آپ کے پیچھے لگا تھا کہ اگر آپ وہ چیز حاصل کر لیں تو میں اپنے ہیڈ کوارٹر اطلاع دے سکوں۔"

"گویا ان حملہ کرنے والے انسانوں کو تم ہی نے بلایا تھا۔؟"

"ایسا سمجھا جا سکتا ہے۔" موتو نے کہا۔ میں نے آپ کی طرف سے یہ اطلاع ملتے ہی کہ وہ چیز مسٹر عمران کو مل گئی ہے اپنے بڑوں کو اطلاع کر دی تھی۔"

"میری طرف سے تمہیں اطلاع ملی تھی۔؟ بلیک زیرو نے حیرت سے پوچھا۔

"یس سر۔" موتو نے ہنس کر کہا۔

"ناممکن بات ہے میں نے تم کو کوئی اطلاع نہیں دی۔"

"آپ مجھے بے وقوف کیوں سمجھتے ہیں سر۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟"

"میں نے جنگل میں داخل ہوتے ہی آپ کے لباس میں ایک بگ لگا دیا تھا لہذا آپ نے جنگل میں آنے کے بعد جو بھی گفتگو کی وہ میں اپنے سیٹ پر برابر سنتا رہا ہوں اور اسی کے مطابق اقدامات بھی کئے ہیں۔"

"تم... تم..." بلیک زیرو شدید غصے میں اور کچھ نہیں کہہ سکا اسے سب سے بڑا

خدشہ اس بات کا ہوا تھا کہ اگر موتو نے ٹرانسمیٹر پر اب تک ہونے والی ساری گفتگو سنی ہے تو وہ اس کے ایکسٹو والے راز سے بھی آگاہ ہو گیا ہو گا۔ اور اگر ایسا ہے تو اسے ہر قیمت پر موتو کو ختم کرنا ہو گا خواہ اس کے لئے اس کی جان ہی ہی کیوں نہ چلی جاتے۔ مگر پہلے معلوم کرنا ضروری تھا کہ وہ کس حد تک اس راز سے آگاہ ہوا ہے۔؟

"میں اب ترقی کر جاؤں گا سر۔" موتو نے کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔؟

"جب میں مادام ٹی تھری بی کے سامنے اس شخص کو پیش کروں گا سر جس کی تلاش میں ایک دنیا سرگرداں ہے تو کیا میری ترقی نہیں ہو گی۔؟

"کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔" بلیک زیرو نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ پوچھا۔

"آپ ترقی کا مطلب نہیں سمجھتے سر۔" موتو نے کہا۔

"وہ تو میں سمجھتا ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اب تمہاری ترقی کس طرح سے ہو جائے گی۔؟

"آہستہ آہستہ سمجھ میں آجائے گا۔"

"ایک بات بتاؤ۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔ ویسے وہ اپنی پوری کوشش کر رہا تھا کہ بندھے ہوئے ہاتھوں کو کسی طرح سے کھول لے۔"

"میرا تعلق زیرو لینڈ سے ہے۔" موتو نے کہا۔ آپ یہی پوچھنا چاہتے تھے نا سر۔"

"ہاں۔" بلیک زیرو نے اعتراف کیا۔ تم کو ہماری ہی لئے سیراڈو نیو یو بھیجا گیا تھا۔؟

"ہاں ہمیں یہی حکم ملا تھا کہ آپ لوگوں کے ساتھ شامل ہو جائیں۔"

"فرض کر و میں تمہیں گائیڈ بنانے سے انکار کر دیتا تو۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا پھر تم

کس طرح سے میرے ہمراہ رہتے۔؟

"اس صورت میں دور رہ کر ہیں آپ کا تعاقب کرنا۔"

"تعاقب کا سلسلہ کہیں بھی منقطع ہو سکتا تھا۔"

"نہیں ہوتا سر۔" موتو نے مسکرا کر کہا۔

"وہ کیسے۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

وہ یہ جاننے کے باوجود کہ موتو اس کے لباس یا سامان میں بگ فٹ کر دیتا اور اسی کے سگنلوں کے سہارے تعاقب کرتا رہتا موتو سے لایعنی باتیں پوچھ رہا تھا اور یہ سب وقت گزاری کے لئے تھا۔

وہ ہر حالت میں موتو کی زبان خاموش کرنا چاہتا تھا۔ ایکسٹو کا راز محفوظ رکھنے کا یہی ایک طریقہ تھا۔

موتو نے اگر اس کی اب تک ہونے والی گفتگو سنی ہے تو یقینی امر تھا کہ اس نے وہ کالیں بھی سنی ہوں گی جس میں وہ بہ حیثیت ایکسٹو ماتحتوں سے مخاطب ہوا تھا۔

"آپ کے لباس میں موجود بگ اشارے نشر کرتا ہے اور وہ اشارے دس میل کے ایریئے میں کارآمد ہوتے ہیں میں انہیں کے سہارے آپ کا تعاقب کرتا رہتا اتنے قریب کبھی نہیں پہنچتا کہ آپ مجھے دیکھ سکتے۔"

"اب تم میرا کیا کرو گے۔؟"

"سب سے پہلے میں یہ جاننا چاہوں گا کہ آپ کے ساتھیوں کا کیا بنا۔" موتو نے کہا۔ آیا وہ پکڑے گئے یا نہیں۔"

"وہ مسلح ہیں اس کا تمہیں علم ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ لہذا وہ آسانی سے تو ان

لوگوں کے قابو میں آ نہیں سکتے ۔“

”وہ بہت آسانی سے قابو آ گئے ہوں گے سر۔“

”وہ کیسے ۔؟

”میرا خیال ہے آپ کے ساتھیوں کو ایک آدھ راؤنڈ سے زیادہ گولی چلانے کا موقعہ ہر گز نہیں ملا ہو گا ۔“

”مگر کیوں اور کیسے ۔؟

”اڑنے والے انسان جنہیں ہم ایئر مین یا ہوائی دستہ کہتے ہیں نے آپ کے ساتھیوں کو پکڑنے کے لئے آتشی اسلحہ کا استعمال نہیں کیا ہو گا ۔“

”پھر۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا ساتھ ہی اس کے چہرے پہ ہلکی سی سرخی پھیلی تھی اس نے محسوس کیا تھا کہ ہاتھوں پہ بندھی ہوئی ہیں کی ... گرفت ہلکی ہو گئی ہے ۔

”ان لوگوں نے گیس استعمال کی ہو گی ۔“ موتو نے بتایا ۔ وہ لوگ گیس سلنڈر والی گنیں لے کر چلے ہوں گے اور آپ کے آدمیوں کو بے ہوش کر کے اٹھا لے گئے ہوں گے ۔“

”مگر میں نے خود فائرنگ کی آوازیں سنی تھیں ۔“

”ٹرانسمیٹر پہ ۔؟

”ہاں ۔“ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

”یقیناً ان لوگوں نے ہوائی دستے پہ فائرنگ کی ہو گی مگر ان کے لباس فائر اور بلٹ پروف ہوتے ہیں اس لئے گولیوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا ہو گا ۔“

”شاید تمہیں علم نہیں کہ مخصوص فاصلے سے کارتوس بلٹ پروف تہہ کو بھی توڑ ڈالتے ہیں ۔“

"ہاں لیکن یہ لباس اس قسم کے ہیں کہ ان پر دور یا نزدیک کسی بھی صورت میں بلٹ کارآمد نہیں ہو سکتی۔"

"یہ تمہارے سائنسدانوں کی نئی ایجاد ہے شاید۔؟"

"ایسی بہتری ایجادیں ہیں جو اب تک منظر عام پر نہیں آسکی ہیں۔"

"تمہاری کیا حیثیت ہے۔؟"

"حیثیت سے کیا مراد ہے سر۔؟"

"مطلب یہ کہ تمہارا انٹروڈکٹری کوڈ کیا ہے۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔ اور تمہیں کس نمبر سے پکارا جاتا ہے۔"

"اوہ تو آپ یہ جانتے ہیں سر۔"

"ہم بہت کچھ جانتے ہیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"یقیناً جانتے ہوں گے سر۔" موتو نے کہا۔ میں ذرا آپ کے ساتھیوں کی خیریت معلوم کرلوں۔"

جملے کے اختتام کے ساتھ ہی موتو ایک ایسے درخت کی طرف بڑھ گیا جو اس جگہ سے فاصلے پر تھا جہاں بلیک زیرو پڑا ہوا تھا۔

وہ دونوں ہی زمین پر گرے تھے۔

"یہ کون ہوسکتا ہے۔؟ عمران نے سرگوشی کی۔

"تمہارا ہی کوئی ساتھی ہوگا بھتیجے۔" سنگ ہی نے بھی سرگوشی کی۔ میں تنہا یہاں آیا ہوں"

"میں بھی تنہا ہی ہوں۔"

"میں کیسے مان لوں۔؟

"جیسے بھی چاہو۔" عمران نے سرگوشی میں جواب دیا۔

"فائر ریوالور کا ہے بھتیجے۔"

"ہاں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حملہ آور زیادہ فاصلے پر نہیں ہے۔"

"اپنے ساتھی کو اسی طرف بلالو بھتیجے۔" سنگ ہی سانپ کی طرح سے پھپکارا ساتھ ہی ریوالور کی نال عمران کی پسلی سے آلگی۔

"اسے گدگدی ہوتی ہے ہٹاؤ اسے۔" عمران ہلکی آواز میں ہنستے ہوئے بولا۔

"میں ٹرائیگر دبا دوں گا بھتیجے۔" سنگ ہی غرا کر بولا۔ ورنہ فائر کرنے والے اپنے ساتھی سے کہو وہ سامنے آکر ہتھیار پھینک کر کھڑا ہو جائے۔"

"مجھے زندگی سے محبت نہیں رہی چچا۔" عمران نے بیزاری سے کہا۔ تم چاہو تو ٹرائیگر پہ دباؤ ڈال سکتے ہو۔"

"میں ایسا ہی کروں گا بھتیجے۔" سنگ ہی دانت پیس کر بولا۔ ویسے اس کی آنکھوں میں الجھنیں تیرتی نظر آرہی تھیں۔"

"کیا سوچ رہے ہو چچا۔" عمران نے کہا۔ ٹرائیگر دباؤ ورنہ مجھے اجازت دو۔"

"کس بات کی۔؟ سنگ ہی نے پوچھا۔

"میرے اندازے کے مطابق وہ سامنے والی جھاڑیوں میں چھپا ہوا ہے۔"

"پھر کیا کرو گے اس کا۔؟

"اچار ڈالوں گا۔" عمران نے کہا۔ تم اتنے ڈفر کب سے ہو گئے ہو چچا۔؟

"شٹ اپ۔" سنگ ہی جھلا کر بولا۔ تم مجھے الو نہیں بنا سکتے۔"

"اے خبردار۔" عمران نے سنگ ہی کو للکارا۔ تم الو ہر گز ہر گز نہیں ہو سکتے وہ میرا قتیب۔۔۔ قلیب۔۔۔ نہیں وہ کیا کہتے ہیں اسے۔؟

"پتہ نہیں۔" سنگ ہی نے کہا۔ میری اردو بھی خاصی کمزور ہے۔"

"تو پھر موقعہ اچھا ہے چچا۔" عمران نے کہا۔ ہم دونوں ہی داخلہ لے لیتے ہیں۔"

"کہاں۔؟ سنگ ہی کے منہ سے نکلا۔

"کالج میں ادیب عالم یا منشی فاضل کر لیں گے۔"

"کھل جاؤ بھتیجے۔"

"آہا یہ چچا سنگ ہی بول رہا ہے۔؟ عمران نے مضحکہ اڑایا۔ وہ چچا جو بھتیجے کو سمجھنے کا دعویٰ کرتا رہا ہے۔"

"پھر بتاؤ اس نے دوسرا فائر کیوں نہیں کیا۔؟"

"ابھی پوچھ کر بتا دیتا ہوں۔" عمران نے کہا پھر اس طرح منہ پر ہاتھ رکھا جیسے بھونپو بنا کر چیخنا چاہتا ہو کہ سنگ ہی نے پھرتی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"کیا کرتے ہو۔؟"

"پوچھ رہا ہوں۔"

"گدھے ہو۔"

"آپ بڑے ہیں چچا۔" عمران نے سعادتمندی سے کہا اور سنگ ہی کے ہونٹوں پر ایک لمحے کے لئے مسکراہٹ ابھری پھر معدوم ہو گئی۔

"کیا وہ تمہارا ساتھی نہیں ہے۔؟ سنگ ہی دوبارہ بولا۔

"ہوتا تو تم اتنے مزے سے یہاں نہ لیٹے ہوتے۔"

"پھر وہ کون ہو سکتا ہے۔؟ سنگ ہی بڑبڑایا۔

"خدائی فوجدار۔" عمران نے کڑا لگایا۔

"تم نے بتایا تھا کہ تمہیں گھیرنے والی پارٹی کے افراد وہاں بندھے پڑے ہیں۔؟

"ہاں وہ اب بھی وہیں ہوں گے۔"

"کیا یہ ان میں سے نہیں ہو سکتا۔؟

"نہیں چچا ہم کوئی بات وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہیں۔؟

تم نے انھیں کس چیز سے باندھا تھا۔؟

" بیلوں سے۔"

" بیلیں خشک تھیں یا ہری۔؟

" ابھی تھوڑی دیر بعد پوچھو گے وہ کس درخت کی تھیں اور ان کی لمبائی کیا تھی۔؟

" میں جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔"

" پہلے حملہ آور کو دیکھنا ہے چچا۔"

" شٹ اپ۔" سنگ ہی جھلا کر بولا۔

" آئی شٹ اپ۔" عمران نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیا۔

" بولو بیلیں ہری تھیں یا سوکھی۔؟

عمران بے معنی سی آوازیں منہ سے نکال کر رہ گیا۔

" بھتیجے جلدی بولو ورنہ سختی سے پیش آؤں گا۔"

" چچا خود ہی شٹ اپ کر دیا اور اب دھمکی دے رہے ہو۔؟ عمران برا مان جانے والے لہجے میں بولا اور سنگ ہی کی آنکھوں میں ایسی چمک نظر آئی جیسی کسی چیتے کی آنکھوں میں ہوتی ہے وہ پتلے پتلے ہونٹ بھینچے عمران کو گھورتا رہا پھر غرایا۔

" حملہ آور کی شخصیت کا تعین تمہارے جواب پر منحصر ہے۔"

" بیلیں ہری تھیں۔"

" تب پھر یہ انہی میں سے ہو سکتا ہے۔"

" ناممکن۔" عمران نے کہا۔ انھیں بہت کس کر باندھا گیا تھا۔"

" بندھنے کے چند منٹ بعد سوکھی بیلیں تنگ اور ہری بیلیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں۔" سنگ ہی

نے کہا۔ ہوسکتا ہے ان میں سے کوئی آزاد ہونے میں کامیاب ہو گیا ہو۔"

"اس صورت میں ممکن ہے۔"

"لیکن بھتیجے تم ان کی گرفت میں کیوں نہیں آئے۔" سنگ ہی نے پوچھا اس کی آنکھوں میں شک و شبہے کی پرچھائیاں تیر رہی تھیں۔

"ان کے ہتھیار دیکھ کر مجھے شبہ ہوا تھا کہ وہ عام روایتی ہتھیار نہیں ہوسکتے لہذا وہاں سے چھوٹ لیا۔"

"گویا تم کو علم تھا کہ وہ گیس استعمال کریں گے؟"

"نہیں میں شعاعیں سمجھا تھا۔" عمران نے کہا۔ یہ توجیہ بدبو ابھری تب سمجھ سکا کہ وہ مہلک گیس استعمال کر رہے ہیں۔"

"ہونہہ۔" سنگ ہی کے چہرے پر تفکر کی پرچھائیاں تھیں۔

"اب تم دونوں ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ۔" دفعتاً ان کے بائیں سمت سے جس طرف سنگ ہی کی کمر تھی ایک سرد آواز ابھری۔

سنگ ہی نے بجلی کی طرح تڑپ کر کروٹ بدلی تھی پھر اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر کسی بھاری پتھر کی طرح دھمکی دینے والے کے منہ پر پڑا وہ لڑکھڑایا ہی تھا کہ عمران اڑتا ہوا سا اس پر جا گرا دونوں گتھے ہوئے گھاس پر گر پڑے۔

عمران نے دو تین گھونسوں ہی میں اسے نڈھال کر دیا ویسے بھی سنگ ہی کے مارے ہوئے ریوالور نے اس کے کئی دانت حلق میں پہنچا دیئے تھے اور اس کا چہرہ لہو سے بھرا ہوا تھا۔ عمران نے اس کے ہتھیار سنبھالے اور اس پر سے اٹھ آیا پھر اسے کھینچ کھانچ کر گھاس سے نکال لایا اور ایک صاف جگہ لٹا دیا۔

"کون ہے یہ۔؟ سنگ ہی نے پوچھا۔ مقامی لگ رہا ہے۔؟"

"ہاں یہ غدار ہے۔" عمران نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"غدار۔؟ سنگ ہی نے دوہرایا۔

"ہاں یہ میرا رہبر موی ہے۔"

"تمہارا رہبر۔؟ سنگ ہی نے دوہرایا۔ اور تمہارا دشمن۔؟

"میں مسٹر عمران کا دشمن نہیں ہوں۔" موی نے جلدی سے کہا۔

"پھر تم نے گولی کیوں چلائی تھی۔؟ عمران نے پوچھا۔

"میں سمجھا اس سیاہ فام نے آپ کو کور کر لیا ہے۔"

"اگر ایسا تھا تو اب تم نے ہم دونوں کو ہاتھ اٹھانے کے لئے کیوں کہا تھا۔؟ عمران نے غرا کر کہا اور موی گڑبڑا گیا۔

"وہ مم... مم... میرا مطلب صرف ان سے تھا۔" اس نے سنگ ہی کی جانب اشارہ کیا۔

"اب کھل جاؤ۔" سنگ ہی سانپ کی طرح سے پھنکارا تھا۔

"کک... کیا مطلب۔؟ موی نے پوچھا۔

"تم کس کے لئے کام کر رہے ہو۔؟ سنگ ہی نے پوچھا۔

"مسٹر عمران کے لئے۔"

"ہشت۔" سنگ ہی غرایا۔ تمہارا اصل باس کون ہے۔؟

"میں سمجھا نہیں۔" موی نے بظاہر حیرت سے پلکیں جھپکا کر کہا۔

"جلد ہی سمجھ جاؤ گے۔" عمران غرایا پھر اس نے بڑے زور سے ایک ٹھوکر اس کی پسلیوں میں ماری اور بولا۔ اب بتاؤ کس کے لئے کام کر رہے تھے۔؟

"آپ کے لئے۔" موی نے کراہتے ہوئے کہا۔

"یہ ایسے نہیں بتائے گا۔" سنگ ہی نے ایک چاقو نکال کر کھولتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔" موی گڑگڑایا۔

"ٹھہرو۔" عمران نے کہا۔

اس کی نگاہیں موی کے قریب زمین پر پڑی ایک چیز پر جمی ہوئی تھیں۔ موی نے عمران کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا اور زمین پر پڑی شئے جھپٹ کر اٹھائی اور کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولا۔

"مم... میرا پین تھا۔"

"اب سمجھے چچا۔؟ عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

"ہاں آگئی سمجھ میں۔"

"کیا اڑنے والے آدمیوں کو تم نے بلوایا تھا۔؟ عمران نے ایک سوال کیا۔

"کک... کیا مطلب۔؟ موی چونک پڑا۔

"میں نے آسان زبان میں پوچھا ہے موی۔" عمران سرد لہجے میں بولا اور موی ایک لمحے کے لئے کانپ سا گیا پھر اس نے کہا۔

"آپ جانے کس قسم کی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں مسٹر عمران میں تو آپ کے فائدے اور بچاؤ کے لئے ان کو کور کرنا چاہ رہا تھا۔"

"اب بکواس مت۔" عمران غرایا۔ تمہاری اصلیت سے ہم آگاہ ہو چکے ہیں۔"

"اصلیت۔ مم... میں سمجھا نہیں۔؟

"کیا تم زیرولینڈ کے آدمی نہیں ہو۔؟ سنگ ہی غرایا۔

"یہ کیا بلا ہے۔؟" موی نے معصومیت سے پوچھا۔

"مادام تھریسیا کو رپورٹ دیتے رہے ہو یا کسی اور کو۔؟" عمران نے پوچھا اور موی بری طرح سے اچھل پڑا۔

"میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے مسٹر عمران۔" موی نے کہا مگر اس کی آنکھوں میں سراسیمگی کے بڑے واضح تاثرات نظر آرہے تھے۔

"کیا تم اس بات سے بھی انکار کرو گے کہ جس قلم کو تم نے جیب میں رکھا ہے وہ کلپ ڈیوائیس نہیں ہے۔"

"یہ کک... کیا ہوتا ہے۔؟"

"کیا ہوتا ہے۔؟" عمران نے دوہرایا۔

پھر اچانک اس کی لات چلی اور موی ایک بار پھر زمین چاٹتا نظر آیا تھا اس بار جب اس نے عمران کی جانب منہ کیا تو اس کی ناک سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور ناک کی ہڈی ٹوٹ اندر دھنس گئی تھی وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا۔

"جواب دو۔" عمران غرایا۔

"ہاں میں مادام کا ادنیٰ غلام ہوں۔" دفعتاً موی پھٹ پڑا۔

"اڑنیوالے انسانوں کو تم نے بلایا تھا۔؟"

"نہیں وہ میری رپورٹ پر نہیں آئے تھے۔"

"پھر۔؟" عمران غرایا۔

"سیلر ڈونیو یو سے چلنے والی ہر پارٹی کے ساتھ ہمارا ایک آدمی لگا ہوا ہے۔"

"اوہ ہو۔" سنگ ہی کے منہ سے نکلا۔

"گویا مشرق بعید والوں کے ساتھ بھی تمہارا کوئی ساتھی لگا ہوا تھا۔؟

"ہاں یقیناً ہوگا۔؟

"مگر وہ مجھے نظر نہیں آیا۔" عمران نے کہا۔

"وہ سامنے نہیں آیا تھا۔ ہومی نے کراہتے ہوئے کہا۔ کیونکہ جیسے ہی وہ سامنے آتا آپ چونک جاتے اور اسے شناخت کر لیتے۔"

"کیا مطلب۔؟ عمران چونکا۔

"وہ ایک بار پہلے بھی ایک معرکے میں آپ سے الجھ چکا ہے۔"

"مگر وہ ہے کہاں۔؟

"ممکن ہے ان کے ساتھ چلا گیا ہو۔؟

"تمہارا اشارہ اڑنیوالے انسانوں کی جانب ہے۔؟

"ہاں۔" اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ مادام تھریسیا کے بھیجے ہوئے آدمی تھے۔؟

"ہاں یہ ہمارا ہوائی دستہ ہے۔"

"مگر یہ اڑتے کیسے ہیں۔؟ سنگ ہی نے پوچھا۔

"یہ آپ کی مادام سے علیحدگی کے بعد زیرو لینڈ سے لائے گئے ایئر بیس ہیں ماسٹر سنگ۔" ہومی نے کہا۔ انہی کی مدد سے اڑن دستہ ترتیب دیا گیا ہے۔"

"گویا تم مجھے جانتے ہو۔؟

"ہاں ابھی میں نے آپ کو شناخت کیا ہے۔"

"تو پھر میرے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو گے۔؟

"بہت کچھ۔" موجی نے کہا۔ "ہمارے بہت سے آدمی آپ کی تلاش میں ہیں۔"

"کیوں۔؟" سنگ ہی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مادام آپ سے صلح چاہتی ہیں۔"

"کوئی نیا جال بچھایا جا رہا ہے۔؟" سنگ ہی غرایا۔

"نہیں مادام کا حکم یہی ہے کہ آپ جہاں بھی ملیں ان کا پیغام دے دیا جائے۔"

"کیسا پیغام۔؟"

"ان کا کہنا ہے کہ وہ اس جگہ سے تمہیں اسلحہ اسمگل کرنے کے لئے ساری سہولتیں دے دیں گی فوراً رابطہ قائم کیا جائے۔"

"اور جواباً مجھے کیا کرنا ہوگا۔؟"

"یہ مادام ہی بتائیں گی۔"

"اور تم کیا کرو گے۔؟"

"مجھے روکے رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔"

"ٹھیک کہہ رہا ہے۔" عمران نے سنگ ہی سے کہا پھر اچانک موجی کی جانب مڑتے ہوئے پوچھا۔ تم کس جگہہ رپورٹ کرتے ہو۔؟

"اسٹاپ تھری پر۔" موجی نے کہا پھر اچانک اس طرح منہ بھینچ لیا جیسے بے ساختگی میں کہے ہوئے الفاظ پر پچھتا رہا ہو۔

"چلو اب اپنا کوڈ نمبر بھی بتا دو۔"

"تم بہت کچھ جانتے ہو۔" موجی نے کہا۔

"میں تم سے انٹر وڈ کٹری نمبر نہیں پوچھوں گا۔" عمران نے کہا۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ

تم وہ مجھے نہیں بتاؤ گے۔"

"میں کوڈ نمبر بھی نہیں بتاؤں گا۔"

"اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑیگا۔" عمران نے کہا اور موی کی آنکھوں میں الجھن تیرنے لگی وہ تذبذب کا شکار ہو گیا تھا۔"

"یہاں بگ ون بھی موجود ہے۔"؟ عمران نے پوچھا۔

"کیا۔ تم کیا جانتوں۔" موی چونک کر بولا۔

"تھریسیا سے میری پرانی شناسائی ہے موی۔" عمران نے کہا۔ چاہو تو اسے کال کر کے معلوم کر سکتے ہو کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ۔"

"جب سب کچھ جانتے ہو تو پھر کیوں پوچھ رہے ہو۔؟

"اب تم کھڑے ہو جاؤ۔" سنگ ہی بڑی بے دردی سے غرا کر بولا۔ اور اس جگہ تک ہماری رہنمائی کرو جہاں سٹاپ تھری ہے۔"

"مجھے اس کا علم نہیں ہے۔"

"تم وہاں رہے ہو اسٹاپ تھری تمہارا ہیڈ کوارٹر ہے اس کے باوجود تم اس بات سے انکار کر رہے ہو۔؟

"ہاں میں وہاں رہا ضرور ہوں مگر راستوں سے واقف نہیں ہوں۔"

"بکواس کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔"

"مت یقین کرو۔" موی نے لاپرواہی سے کہا وہ اب کچھ زیادہ ہی نڈر نظر آرہا تھا عمران اسے گھورتا رہا پھر بولا۔

"کیا تم کو سیلڈونیو یا اور اسٹاپ تھری کے بارے میں راہ کا علم نہیں ہے۔؟

"اس سے میں نے کب انکار کیا ہے۔؟

"پھر راہنمائی کرو۔" سنگ ہی غرایا۔

"میں یہاں سے راہنمائی نہیں کر سکتا۔"

"کیا مطلب۔؟ سنگ ہی غرایا۔

"سیلر ڈونیویو یا دریائے ایمزون تک لے چلو وہاں سے تمہاری راہنمائی کر سکتا ہوں۔"

"اوہ۔" سنگ ہی کے ہونٹ سکڑ گئے اس کی آنکھوں میں تفکر کی پرچھائیاں تیر رہی تھیں۔

دفعتاً کسی مشین گن کی گرج ابھری اور گولیاں ان کے پیروں کے پاس سے دھول اڑاتی گزر گئیں۔

وہ پلٹے۔ چند قدم کے فاصلے پر ایک سیاہ فام دونوں ہاتھوں میں مشین گن سنبھالے کھڑا قہر آلود نگاہوں سے انھیں گھور رہا تھا مشین گن پر اس کی گرفت اسے تربیت یافتہ ظاہر کر رہی تھی۔

ان لوگوں کی آنکھ کھلی تو خود کو ایک بڑے سے آرامدہ کمرے میں پایا۔ ہوش کی دنیا میں آنے والا سب سے پہلا فرد صفدر تھا۔

اس کے بعد ہی دوسرے ہوش میں آتے تھے۔ وہ ایک تیس مربع فٹ کے کمرے میں تھے جس میں قطار سے پلنگ بچھے ہوئے تھے اور ان پر صفدر بمعہ اپنے ساتھیوں کے دراز تھا۔ وہ سب اچھل اچھل کر اٹھ بیٹھے۔

کمرے کی چھت میں طاقتور روشنی والا بلب روشن تھا۔ لیکن اس بڑے سے ہال نما کمرے میں سوائے ایک آہنی خصوصیت رکھنے والے دروازے کے کوئی اور راستہ یا روشن دان نہیں تھا۔

"ہم لوگ کہاں ہیں۔" خاور نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔ ان کے منہ کا ذائقہ بدلا ہوا تھا اور حلق میں اب تک مرچیں سی لگ رہی تھیں۔

"پتہ نہیں۔" جولیا نے جواب دیا۔

"ہم لوگ شاید بے ہوش ہو گئے تھے۔" صفدر نے کہا۔

"یقیناً۔" خاور نے کہا۔

"میں نے تو ان پر دو راؤنڈ بھی چلائے تھے مسی۔" جوزف نے بھاڑ سا منہ کھول کر
جمائی لیتے ہوئے کہا۔

"فائرنگ تو ہم نے بھی کی تھی۔۔۔۔۔" صفدر نے کہا۔ مگر ہماری گولیوں نے ان کے
جسموں پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔"

"خدا معلوم وہ کیسے انسان تھے۔" صفدر نے کہا۔

"کیا ہم اڑ سکتے ہیں۔؟" تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"ان لوگوں نے اس قسم کا لباس پہنا ہوا تھا جس میں پر اور ایک مشین لگی ہوئی تھی
یہی مشین انہیں اڑنے میں مدد دیتی تھی۔" صفدر نے بتایا۔

"تمہیں کیسے پتہ۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"اتفاق ہے کہ میرے پاس پانی میں بھیگا ہوا رومال تھا گیس کی بو محسوس کرتے ہی
میں نے سانس روک لیا تھا۔" صفدر نے کہا پھر جب سانس لینا ناگزیر بن گیا۔ تو میں
نے رومال منہ پر رکھ کر سانس لیا تھا اس وقت تک گیس کا اثر خاصہ کم ہو چکا تھا مگر چند
منٹوں کے لئے میرے حواس بھی معطل ہو گئے تھے۔"

"گویا پکڑے جانے کے وقت تم ہوش میں تھے۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔" صفدر نے جواب دیا۔

"ہم کہاں ہیں۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"وہ لوگ ہمیں کافی اونچائی سے اڑا کر لائے تھے ۔" صفدر نے کہا۔ جس جگہ ہمیں رکھا گیا ہے یہ جگہ درختوں میں گھری ہوئی ہے یہاں چوبی کیبن بنے ہوئے ہیں اور ان کی چھتیں گول ہیں اور ان پر سبز رنگ کیا ہوا ہے ۔"

"کیا واقعی ہمیں اغوا کر کے لانے والے عام انسان ہیں ۔؟ خاور نے پوچھا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا پھر بولا۔

"تمہیں یقین کیوں نہیں ہے ۔؟

"صرف اس لئے کہ وہ اڑ رہے تھے ۔" خاور نے کہا۔

"کیا اڑنے والے انسانوں سے ہم پہلے نہیں مل چکے ۔؟ صفدر نے کہا۔

"پہلے بھی ۔" خاور نے حیرت سے دوہرایا۔ کب اور کہاں ۔؟

"کیا تم آگ بابا والا کیس بھول گئے ۔؟

"اوہ ہو ۔" خاور کے منہ سے نکلا۔

"مائی گاڈ ۔" جولیا نے کہا۔ گویا اس وقت ہم تھریسیا یا سنگ ہی کی قید میں ہیں ۔؟ اور ان کے کسی اڈے پر یہ کمرہ ہے ۔"

"میں تمہارے خیال سے متفق ہوں ۔" صفدر نے کہا۔ گو کہ میں نے تھریسیا کو نہیں دیکھا مگر اس کمرے میں لائے جانے سے قبل ہمیں اڑا کر لانے والوں کے انچارج نے ایک وائرلیس ٹرانسمیٹر پر ہمارے بارے میں بتا کر احکامات لئے تھے ۔"

"احکامات دینے والا کون تھا ۔؟

"وہ اسے مادام کہہ کر مخاطب کر رہا تھا ۔"

ملاحظہ کیجئے۔ پراسرار آگ اور آگ بابا ۔" سنگ ہی اور تھریسیا کی کہانی ۔

"گویا وہ تھریسیا سے مخاطب تھا۔؟" جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کیونکہ میں نے اٹھ کر دیکھا نہیں تھا۔"

"پھر کیا ہوا۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"اس عورت نے جسے وہ مادام کہہ رہا تھا ہمیں اس کمرے میں پہنچانے اور ہر طرح ہمارا خیال رکھنے کا حکم دیا تھا۔"

"پھر وہ تھریسیا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔" جولیا نے کہا۔

"یقیناً۔" خاور نے جواب دیا۔ "تھریسیا کے علاوہ کوئی دوسرا ہم لوگوں سے ایسا فیاضانہ سلوک نہیں کر سکتا مس جولیا۔"

"اس عورت نے عمران کے بارے میں بھی پوچھا تھا۔" صفدر نے بتایا اور وہ سب ہی چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگے مگر عمران ان کو نظر نہیں آیا۔

"کہاں گیا وہ۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"دروازہ بھی باہر سے بند ہے۔" صدیقی نے کہا۔ "ورنہ سوچ لیتے کہ وہ ہمیں بیہوش چھوڑ کر باہر چلا گیا ہے۔"

"وہ ان لوگوں کے ہاتھ ہی نہیں آتے۔" صفدر نے کہا اور وہ سب چونک پڑے۔

"کیا واقعی۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں وہ ان لوگوں کے حملہ کرنے سے قبل ہی ہم لوگوں کے پاس سے ہٹ گئے تھے۔" صفدر نے بتایا۔ اور ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

"وہ واقعی چالاک ہیں۔" نعمانی نے کہا۔

"خطرہ بھانپ ہی لیا تھا تو اس نے ہم سب کو اس سے آگاہ کیوں نہیں کیا تھا۔" تنویر

نے غرا کر کہا۔

"اس میں ممکن ہے اس کی کوئی مصلحت رہی ہو۔" صفدر نے کہا۔

"مصلحت۔ ؟ کیسی مصلحت۔ ؟" صدیقی نے پوچھا۔

"ممکن ہے عمران صاحب نے سوچا ہو کہ اگر سب ہی چھپ گئے تو وہ لوگ چن چن کر ایک ایک کو پکڑ لیں گے اور پھر ان کو چھڑانے والا کوئی نہ رہے گا۔"

"ایکسٹو بھی تو یہاں موجود ہے۔" تنویر نے کہا۔

"بہر حال عمران صاحب نے اچھا کیا جو وہ نہیں پھنسے اور نکل گئے۔" صفدر نے کہا۔

اور جولیا چونک کر دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا۔ ؟" صفدر نے جولیا سے پوچھا۔

"ایسا لگا تھا جیسے کوئی دروازے پر موجود ہو۔"

"مگر ہم نے کوئی آہٹ نہیں سنی۔" خاور نے کہا۔

"آہٹ نہیں۔" جولیا نے کہا۔ "سرسراہٹ کی آواز ابھری تھی۔"

"اب کرنا کیا ہے۔ ؟" نعمانی نے پوچھا۔

"اگر ہم زیرولینڈ والوں کی قید میں ہیں تو ہمارا نکلنا بے حد مشکل ثابت ہو گا۔" صفدر نے کہا۔ "وہ ہم لوگوں کی کڑی نگرانی کریں گے۔"

"اس سے انھیں کیا حاصل ہو گا۔ ؟" تنویر نے منہ بنا کر پوچھا۔

"وہ عمران کو بھی پکڑنے کی کوشش کریں گے۔"

"مگر کیوں۔ ؟" تنویر نے پوچھا۔

"ذہن پر زور دو۔" صفدر نے کہا۔

"میں نے زور دیا ہے۔" تنویر نے کہا۔ "مگر یہاں آ کر تو دماغ کھلس ہو گیا ہے۔"

"مگر میرا دماغ تو بہت روشن ہو گیا ہے مسٹر تنویر۔" جوزف نے کہا وہ واقعی تر و تازہ اور ہشاش بشاش نظر آ رہا تھا۔"

"یہ تمہارا دیس ہے اس لئے ہشاش بشاش نظر آ رہے ہو۔" خاور نے کہا۔

"فضولیات میں الجھنا بیکار ہے۔" صفدر نے کہا۔ اصل مسئلے پر توجہ دو۔"

"ہاں بات ہو رہی تھی یہاں سے نکلنے کی۔" جولیا نے کہا۔

"یہاں بہت سخت پہرہ ہے۔" صفدر نے بتایا۔ میں نے دروازے کے باہر بہت سے مسلح آدمی دیکھے تھے۔ ان کے پاس ہلکی مشین گنیں بھی ہیں۔"

"پہلا مسئلہ تو یہاں سے نکلنے کا ہے۔" چوہان نے کہا۔

"ایک بات اور تم لوگوں نے محسوس نہیں کی۔" صفدر نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" نعمانی نے پوچھا۔

"بلوجی ہم میں نہیں ہے۔"

"اوہ۔" صفدر کی بات پر وہ سب چونک پڑے۔

"گویا وہ دونوں ہی بھاگ نکلے تھے۔" جولیا نے کہا۔

"ہاں اور ممکن ہے اس وقت عمران اور بلوجی دونوں ہی یہاں پہنچنے والے ہوں۔" صدیقی نے کہا۔ کیونکہ انہوں نے پرواز کی سمت ضرور دیکھی ہو گی۔"

"وہ آسانی سے یہاں نہیں پہنچ سکیں گے۔" صفدر نے کہا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔؟"

"ایسے کہ ہم لوگوں کو مسلسل بیس یا تیس منٹ کی تیز رفتار پرواز کے بعد وہ

لوگ یہاں لاتے تھے۔"

"پھر تو امکان کم ہی ہے کہ عمران یا ایکسٹو ادھر کا رخ کر سکیں گے۔" خاور نے کہا اور ایک بار پھر وہ سب ہی چونک پڑے تیز قسم کی سرسراہٹ ان لوگوں نے اب واضح طور پر سنی تھی۔

"یہ کیا ہے۔؟" تنویر بڑبڑایا۔

"کوئی چوہا وغیرہ ہوگا۔" خاور نے جواب دیا۔

"نہیں۔" جولیا نے کہا۔ غور کرو یہ کسی بگ کی سرسراہٹ ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ...." خاور کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں کوئی ہماری گفتگو سننے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"ہم تو یہاں ہیں ہی قیدی۔" صدیقی نے کہا۔ پھر بگ کے ذریعے ہماری گفتگو سننے کا کیا مطلب ہے۔؟"

"ہوگا کوئی مطلب۔" جولیا نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب تک ہم نے جو بھی بات کی ہے وہ دوسری جگہ اچھی طرح سے سنی گئی ہے۔"

"تمہارا خیال ٹھیک ہے صدیقی۔" صفدر نے کہا۔ تھریسیا اس قدر احمق نہیں ہو سکتی کہ وہ عمران کا سراغ پانے کی کوشش نہ کرے۔"

"تمہارا خیال صحیح ہے صفدر۔" دفعتاً وہاں ایک نسوانی آواز گونجی اور وہ سب ہی چونک پڑے پھر کمرے میں اس طرح سے چاروں طرف دیکھنے لگے جیسے یہ اندازہ لگانا چاہتے ہوں کہ آواز کس طرف سے آ رہی ہے۔

"بولو خاموش کیوں ہو گئے۔" وہی نسوانی آواز پھر گونجی۔

"کیا بولیں مادام تھریسیا۔" صفدر نے کہا۔

"گویا تم مجھے پہچان گئے ہو۔؟" کھنکتی ہوئی آواز نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا ہماری ابتک کی گفتگو سے آپ نے کوئی اندازہ نہیں لگایا تھا۔؟" صفدر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں تم لوگوں کی ذہانت سے ہمیشہ متاثر رہی ہوں۔" تھریسیا نے کہا۔ "اور تم میں سب سے زیادہ ذہین وہی ہے۔"

"ہمارا بھی یہی خیال ہے۔" صفدر نے جواب دیا۔ وہی سے تھریسیا کی مراد عمران تھا اور وہ سب ہی اس کے اس اشارے کو بخوبی سمجھ گئے تھے۔

"اس کے ساتھ ایک آدمی اور تھا۔؟"

"ہمارے گائیڈ کو پوچھ رہی ہو۔؟"

"ہاں وہی۔" تھریسیا کی آواز آئی۔ "وہ کہاں ہیں۔؟"

"ہم تو گیس کے اثر سے بیہوش ہو گئے تھے مادام تھریسیا۔" جاور نے صفدر کا اشارہ پاکر کہا۔ "ہوش یہاں آکر آیا تھا۔"

"میں صفدر سے پوچھ رہی ہوں۔" تھریسیا نے کہا۔ "یہ ابھی کہہ چکے ہیں کہ اغوا کے وقت ہوش و حواس میں تھے۔"

"وہ پرندوں کو دیکھتے ہی ہم سے الگ ہو گئے تھے۔" صفدر نے کہا۔

"کیا مطلب۔؟" تھریسیا کی آواز آئی۔

"عمران صاحب نے شاید خطرے کو بھانپ لیا تھا اسی لئے جیسے ہی پرندے قریب آتے

وہ ہم سے الگ ہو گئے تھے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ابھی وہیں پر ہو گا۔؟"

"عمران صاحب وہاں سے جا بھی کہاں سکتے ہیں۔؟ صفدر نے کہا۔

"وہ بہت ذہین اور چالاک ہے۔" تھریسیا نے کہا۔ "ممکن ہے اب تک وہ اس راہ پر چل پڑا ہو جو اسے یہاں تک لے آئے۔"

"ہو سکتا ہے وہ خود بھی ابھی وہاں بے ہوش پڑے ہوں۔؟ صفدر نے کہا۔

"تمہیں ہوش آئے کتنی دیر ہو گئی ہے۔؟

"دس بارہ منٹ۔ کیوں۔؟

"اگر عمران بے ہوش ہوا بھی ہو گا تو اب تک اسے ہوش آ چکا ہو گا۔"

"معلوم کر لو۔" جولیا نے تنک سے کہا۔

"آہا یہ مس جولیا بول رہی ہیں۔؟ تھریسیا نے کہا۔

"ہاں میں۔ کیا تم ہم لوگوں کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتیں۔" جولیا نے پوچھا۔

"غالباً میں تمہارے پیچھے پیرا تر یل آئی ہوں۔؟

"میرا مطلب یہ تھا کہ اگر تم ہمارے طیارے کو نہ گراتیں تو ہمیں یہاں کیوں آنا پڑتا۔؟ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ تم سے کس نے کہا کہ طیارہ ہم نے گرایا ہے۔؟

"میرا اندازہ ہے۔"

"اندازہ غلط بھی تو ہو سکتا ہے۔"

"ہاں ہو سکتا ہے۔" جولیا نے جواب دیا۔ "مگر مجھے لگتا نہیں۔"

"اس کی وجہ۔؟

"غالباً تم بھی ہماری طرح مشین کی تلاش میں تھیں۔"

"مشین کی تلاش میں تو ہوں مگر تمہاری طرح نہیں۔"

"کیا مطلب۔؟

"میں نے ایک ایسا طریقہ اختیار کیا تھا کہ بغیر کسی دردسری کے وہ چیز ہمارے قبضے میں آجاتے۔"

"وہ کون سا طریقہ کار تھا۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"مجھے علم تھا کہ اس مشین کو تلاش کرنے کے لئے بہتری پارٹیاں سیرا ڈونیو پہنچ رہی ہیں میں نے اپنے آدمی گائیڈ کی حیثیت سے وہاں پہنچا دیتے۔"

"تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہمارا رہبر موی بھی تمہارا آدمی ہے۔؟

"ہاں موی ہمارا آدمی ہے اور اس کا یہ نام فرضی ہے۔"

"دیگر پارٹیوں کے ساتھ بھی اسی طرح تمہارے جاسوس موجود ہیں۔؟

"ہاں ہر پارٹی کے ساتھ میرا ایک آدمی موجود ہے۔"

"اگر ایسی بات ہے تو تم نے ہمیں پہلے اغوا کیوں نہیں کرایا تھا۔"

"مجھے اس وقت تک انتظار کرنا تھا جب تک کوئی پارٹی مشین حاصل نہ کر لیتی مشین حاصل کر لے کے بعد ہی میں ہاتھ ڈالتی اور یہی ہوا جیسے ہی اطلاع ملی کہ عمران نے مشین حاصل کر لی ہے میں نے تم لوگوں کو یہاں لانے کے احکامات جاری کر دیتے تھے اور اب نتیجے کے طور پر تم میرے سامنے ہو۔"

"کیا آپ یہاں پر ہی موجود ہیں۔؟ خاور نے سوال کیا۔

"میں اگر دو ہزار میل دور رہوں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"وہ لباس کیسے تھے مادام تھریسیا۔" صدیقی نے پوچھا۔ جن کے ذریعے تمہارے آدمی ہوا میں کسی پرندے کی طرح پرواز کر رہے تھے۔؟

"یہ زیرولینڈ کی ایک معمولی سی ایجاد ہے مسٹر صدیقی۔" تھریسیا نے کہا۔ ہمارے سائنسدان دنیا بھر میں سب سے ذہین ہیں۔"

"ایک بات پوچھوں مادام تھریسیا۔" نعمانی نے کہا۔

"ہاں پوچھو۔"

"کیا واقعی زیرولینڈ کا وجود ہے۔؟

"اگر وجود نہ ہوتا تو ہم اتنی جدوجہد کس لئے کرتے۔؟

"ہوسکتا ہے یہ فرضی ہو اور کسی ملک پر قبضہ کر کے اسے زیرولینڈ کا نام دینے کا پروگرام بنایا گیا ہو۔؟

"ایسا ہوتا تو ہم اپنی ایجادات کہاں رکھتے۔؟

"کہیں بھی۔" صفدر نے کہا۔ دنیا میں بہتری ایسی جگہیں ہیں جہاں پر انسانی قدم اب تک نہیں پہنچ سکے۔"

"خیال اچھا ہے۔" تھریسیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ بہرحال زیرولینڈ کا وجود ہے اور ایک دن ساری دنیا اس سے واقف ہو جائے گی۔"

"کیا ہم بھی۔؟ خاور بول پڑا۔

"اگر وہ احمق راضی ہو جائے تو میں ابھی تم لوگوں کو زیرولینڈ کی شہرت دلا سکتی ہوں" تھریسیا نے کہا اور چند منٹوں میں تم زیرولینڈ پہنچ جاؤ گے۔"

"کیا وہ افریقہ ہی میں کہیں واقع ہے ۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو ۔ ؟

"چند منٹوں میں ظاہر ہے افریقہ ہی میں کہیں جایا جا سکتا ہے ۔" جولیا نے کہا۔ افریقہ سے نکلنے کے لئے تو گھنٹوں درکار ہوں گے ۔"

"ہمارے لئے فاصلے کوئی اہمیت نہیں رکھتے ۔" تھریسیا نے کہا۔ تمہیں حیرت ہوگی کہ یہاں سے تمہیں تمہارے ملک پہنچانے میں ہمیں صرف دس پندرہ منٹ لگیں گے ۔"

"کیا ۔؟ جولیا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ دوسری جانب سے تھریسیا کی ہنسی سنائی دی تھی۔

"ہاں مس جولیا ہم پندرہ منٹ میں دنیا کے کسی بھی حصے میں پہنچ سکتے ہیں۔" تھریسیا نے کہا اور صفدر دماغ پر زور ڈالتا ہوا بولا۔

"غالباً یہ بات فے گرازوں[1] کی وجہ سے کہہ رہی ہو ۔؟

"فے گراز اب ہمارے لئے پرانی چیز ہے۔ اس سے بھی زیادہ نئی ایجادات ہمارے استعمال میں ہیں ۔"

"کیا وہ نیلا شعلہ[2] بھی کوئی نئی ایجاد ہے ۔؟ تنویر نے پوچھا۔

"ہاں ایک نئی اور جدید ایجاد ہے وہ ۔"

"اس کا مصرف کیا ہے ۔؟

---

[1] ملاحظہ کیجئے۔ ڈارک آئی لینڈ، آہنی ماسک، بلیک وہیل، بلیک ٹائٹ ۔

[2] ملاحظہ کیجئے اس ناول کے سابقہ حصے۔ موت کا سایہ پہلا ۔ نیلا شعلہ دوسرا۔ شعلے کا شکار تیسرا۔ ایکسیڈو کا ہنگامہ چوتھا۔

"جلد ہی دیکھ لو گے۔"

"ہمیں کب تک یہاں رہنا ہو گا؟"

"جب تک عمران اور وہ مشین ہاتھ نہیں لگ جاتی۔"

"گویا اب عمران کی تلاش شروع ہو گی۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں"۔ تھریسیا نے کہا۔ "اور وہ بہت جلد ہاتھ لگ جائے گا کیونکہ اس کی موجودگی کی جگہ ہمارے علم میں ہے۔"

"موجی تمہارا آدمی ہے اور وہ عمران کے ساتھ ہے۔" صفدر نے کہا۔ "تو وہ تم کو اطلاع دے ہی دے گا کہ وہ کہاں موجود ہے۔"

"ہاں ہمیں اس کی کال کا بھی انتظار ہے۔" تھریسیا نے کہا۔ "اچھا بس اب تم لوگ آرام کرو تمہارے لئے ساری آسائشیں فراہم کی جا رہی ہیں۔" تھریسیا کی آواز کے ساتھ ہی وہاں خاموشی چھا گئی تھی۔ وہ سب ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے۔

"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔؟" دفعتاً سنگ ہی نے غرا کر پوچھا۔ وہ مشین گن یا فائرنگ سے قطعی متاثر نہیں معلوم ہو رہا تھا۔

"کیا تم ٹھیک ہو ڈی تھرٹین۔؟" سیاہ فام نے سنگ ہی کو جواب دینے کے بجائے زمین پر پڑے ہوئے موی سے پوچھا۔

جملہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔" موی نے کراہ کر جواب دیا۔

"کھڑے ہو سکتے ہو۔ تو ادھر میرے پاس آ جاؤ۔" سیاہ فام نے کہا۔

"آ رہا ہوں۔" موی نے کہا پھر وہ اٹھا اور لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے دو قدم چلا اور گر پڑا۔

"اوہ۔ تم بہت زیادہ زخمی ہو۔" سیاہ فام کے منہ سے نکلا لیکن گفتگو کے دوران

بھی اس کی نگاہ ایک لمحے کیلئے بھی سنگ ہی اور عمران سے نہیں ہٹی تھی۔

"ہاں مگر چل سکوں گا۔" موی نے جیسے سیاہ فام نے ڈی تھرٹین کہہ کر مخاطب کیا تھا کہا۔ کیا ایئر مین جا چکے ہیں۔؟

"کبھی کے۔" سیاہ فام نے جواب دیا اور آگے بڑھ کر موی کو سہارا دینے لگا بس ایک لمحے کے لئے سیاہ فام کی نگاہ چوکی تھی۔ لیکن جیسے ہی سنگ ہی نے حرکت میں آنا چاہا سیاہ فام کی انگلی ٹرائیگر پر دب گئی۔

گولیوں کی بوچھار نکلی اور سنگ ہی کے قریب زمین سے ٹکراتی ہوئی ایک درخت کے تنے میں گھس گئیں۔

"اب اگر حرکت کی تو گولیاں تم لوگوں کے جسموں سے ٹکرائیں گی۔" سیاہ فام نے غرا کر کہا اور سنگ ہی بڑبڑا کر رہ گیا۔

"وہی کرو چچا جو یہ کہہ رہا ہے۔" عمران نے تھر تھر کانپتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔" سنگ ہی نچلا ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔

"مجھے روشندان کھلوانے کا شوق نہیں ہے چچا۔"

عمران نے کہا۔

"میں کہتا ہوں خاموش رہو۔" سنگ ہی جھلا کر بولا۔

"کیسے خاموش رہوں۔" عمران کراہ کر بولا۔ میں کبھی نہ چاہوں گا کہ میرا چچا چھلنی بن جائے اور گوشت خور دعوت اڑائیں۔"

"کیا تم سمجھتے ہو میں ان کے قابو آجاؤں گا۔؟" سنگ ہی حقارت سے غرایا۔

"یہاں وہ آرٹ کام نہیں دے گا چچا۔" عمران نے کہا اس کا اشارہ سنگ ہی کے اس

مخصوص آرٹ کی طرف تھا جس میں اچھل کود کر گولیوں سے بچا جاتا ہے۔"

"مجھے اس کی ضرورت بھی نہیں۔" سنگ ہی غرایا اس دوران سیاہ فام نے سہارا دیکر ڈوفی کو ان سے کافی فاصلے پر ایک درخت کے تنے سے لگا کر کھڑا کر دیا تھا۔

"شکریہ ڈی ایٹ۔" ڈوفی نے کہا اس کے حلق سے نکلنے والی آواز ایسی تھی جیسے کوئی ناک میں گنگنا رہا ہو۔

"ہمارا کک... کیا... کرو گے۔" عمران نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"اچار تو نہیں ڈالوں گا۔" سیاہ فام ڈی ایٹ غرایا۔

"پھپھ... پھر؟" عمران نے کہا۔ "کک... کچا کھاؤ گے۔؟"

"میں آدم خور بھی نہیں ہوں۔" ڈی ایٹ نے کہا تھا۔

"پھپھ... پھر ہمیں کیوں... پپ... پکڑا ہے۔"

"تمہیں ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا۔"

"پپ... پولیس ہیڈ کوارٹر۔"

"نہیں اپنے ہیڈ کوارٹر۔" ڈی ایٹ نے کہا۔

"تم اسٹاپ نفری سے آئے ہو۔؟"

"نہیں۔" ڈی ایٹ سنگ ہی کو گھور کر بولا۔ "مگر تمہیں یہ نام کیسے پتہ۔"

"مجھے کیا پتہ نہیں ہے۔" سنگ ہی غرایا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟" ڈی ایٹ نے غرا کر پوچھا۔

"یہی کہ چپ چاپ چلے جاؤ۔" سنگ ہی غرایا۔ "ورنہ تمہارا حشر بھی ڈی تھرٹین سے مختلف نہیں ہو گا۔"

"یہ گن دیکھ رہے ہو۔" ڈی ایٹ نے مشین گن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں دد۔۔۔ دیکھ رہے ہیں پیارے بھائی۔" عمران نے ہکلاتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا اس کا انداز ایسا ہی تھا جیسے اس نے اپنے سامنے موت کو دیکھ لیا ہو۔

"اس میں اتنی گولیاں موجود ہیں کہ تم دونوں چھلنی ہو جاؤ۔" ڈی ایٹ نے کہا۔ اگر شوق ہے تو بے شک حرکت کر ڈالو میں رعایت نہیں کروں گا۔"

"کیا تم مجھے جانتے ہو۔" دفعتاً سنگ ہی غرایا۔

"مجھے ضرورت بھی نہیں ہے جاننے کی۔" ڈی ایٹ نے کہا تم عمران کے ساتھ ہو بس اتنا ہی کافی ہے۔"

"یہ۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔ سنگ۔۔۔۔ ہے۔" دفعتاً موی نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"سنگ کیا۔" ڈی ایٹ نے دوہرایا۔

"سنگ ہی۔" موی نے کہا۔ "مم۔۔۔ مادام کو ان کی تت۔۔۔ تلاش ہے۔"

"اوہ تو یہ ماسٹر سنگ ہی ہیں۔"

ڈی ایٹ نے کہا عمران نے واضح طور پر محسوس کیا تھا کہ یہ الفاظ کہتے ہوئے ڈی ایٹ کا ہاتھ کانپا تھا۔

"ہاں میں ہی سنگ ہی ہوں ماسٹر سنگ ہی۔" سنگ ہی نے تن کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ جاؤ اور جا کر اپنی مادام کو اطلاع کر دو کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی اسی وقت اور اسی جگہ۔"

"ہونہہ۔" ڈی ایٹ نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔؟" سنگ ہی غرایا تھا۔

"مادام تمہاری غلام نہیں ہے ماسٹر سنگ ہی۔" ڈی ایٹ نے کہا۔ "جو وہ تمہارے سے ملنے یہاں تک دوڑی چلی آئے گی۔"

"پھر میں بھی اس کا غلام نہیں ہوں۔"

"غلام ہونے نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے ماسٹر سنگ ہی۔" ڈی ایٹ نے کہا۔ "تمہیں ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا۔"

"اور اگر انکار کر دوں تو۔؟"

"میں بلا جھجک گولیاں تمہارے جسم میں اتار دوں گا۔"

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ مادام تھریسیا مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔" سنگ ہی غرایا۔ "اور ظاہر ہے اسے کسی مردہ جسم سے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی۔"

"میں کہہ سکتا ہوں کہ مادام کی وہ ہدایت مجھ تک نہیں پہنچیں۔" ڈی ایٹ نے خونخوار لہجے میں کہا۔ "جو ماسٹر سنگ ہی کے سلسلے میں جاری کی گئی ہیں۔"

"جو چاہو سمجھو۔" سنگ ہی غرایا۔ "مگر اب تم مجھے روک کر دکھاتا۔" اتنا کہہ کر سنگ ہی اس پوزیشن میں آ گیا جیسے وہاں سے جانا چاہتا ہو۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے ڈی ایٹ کی آنکھوں میں الجھن دیکھی تھیں۔

ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ کیا کرے۔ دفعتاً ڈی ایٹ کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک پیدا ہوئی۔ اور اس نے اس طرح سر کو جنبش دی جیسے آنے والے خیال سے مطمئن ہو۔

"اب اگر تم نے حرکت کی ماسٹر سنگ ہی تو میں تمہاری ٹانگیں بے کار کر دوں گا۔" ڈی ایٹ

نے سرد لہجے میں کہا۔ اور مجھے امید ہے کہ مادام میری اس جرأت کو معاف کر دیں گی۔"

"ہونہہ۔"

سنگ ہی کی آنکھوں میں ڈی ایٹ کے اس جملے نے تفکر کی پرچھائیاں لہرا دی تھیں عمران بھی سمجھا تھا کہ ڈی ایٹ صحیح کہہ رہا ہے۔

وہ واقعی ایسا کر سکتا ہے ظاہر ہے مفرور سنگ ہی کی بہ نسبت معذور سنگ ہی تھریسیا کے لئے قابل قبول ہوتا اور یہ توطے تھا کہ سنگ ہی جیسا ذہین آدمی معذور ہونا کبھی پسند نہیں کرے گا۔!

"کیا خیال ہے ماسٹر سنگ ہی۔؟ ڈی ایٹ نے پوچھا لہجہ تمسخر اڑانے والا تھا سنگ ہی بری طرح سے پیچ و تاب کھانے لگا۔

"دماغ ٹھنڈا رکھو چچا۔" عمران نے اردو میں کہا۔

"میں اس کا بہت برا حشر کروں گا۔" سنگ ہی دانت پیس کر بولا جملہ اردو میں کہا گیا تھا۔!

"سر دست تو ہمارا ہی حشر نشر ہونے والا ہے چچا۔" عمران کا لہجہ رو دینے والا تھا۔

"دیکھتے رہو بھتیجے۔" سنگ ہی نے کہا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں سکڑ کر بٹن بن گئیں تھیں اور پتلے پتلے ہونٹوں پر تنفر آمیز کھنچاؤ پیدا ہو گیا تھا۔

تم لوگ کس زبان میں بات کر رہے ہو۔؟ ڈی ایٹ غرا کر بولا۔

"مادری زبان ہے۔" عمران تڑ سے بولا۔

کونسی زبان ہے یہ۔؟ اس نے پھر پوچھا۔

"اردو۔" عمران نے کہا۔ بڑی لچھے دار زبان ہے۔"

"تمہاری بھی مادری زبان یہی ہے ماسٹر ۔؟ ڈی ایٹ نے سنگ ہی سے پوچھا اس کے لہجے میں طنز کی کاٹ تھی ۔

"نہیں ۔۔" سنگ ہی نے منفی انداز میں گردن ہلا دی ۔

"پھر ۔؟ ڈی ایٹ غرا کر بولا ۔ تمہاری مادری زبان کونسی ہے ۔؟

"کوئی بھی نہیں ۔۔" سنگ ہی غرایا ۔

"کیسے ممکن ہے ۔۔"

ڈی ایٹ نے کہا وہ گفتگو کو طول دے رہا تھا شاید اس طرح وہ ڈی تھرٹین کو سنبھلنے کے لئے وقت دے رہا تھا ۔

"کیوں ممکن کیوں نہیں ہے ۔؟

"اس لئے کہ ہر ایک کسی عورت ہی کے بطن سے پیدا ہوتا ہے ۔" ڈی ایٹ نے کہا ۔ اور عورت جو ماں کہلاتی ہے ایک زبان بھی رکھتی ہے ۔۔"

"میری مادری زبان تم نہیں سمجھ سکو گے ۔۔"

"پتہ تو چلے ماسٹر ۔" ڈی ایٹ نے کہا ۔ اس بار بھی اس کا لہجہ طنزیہ ہی تھا سنگ ہی چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر اس نے اپنے منہ سے چند بے معنی سی آوازیں نکالیں اور خاموش ہو گیا ۔

"کیا مطلب ۔؟ ڈی ایٹ نے حیرت سے پوچھا ۔

"نہیں سمجھے نا ۔۔" سنگ ہی غرا کر بولا ۔ اس کی تیز اور چمکیلی آنکھیں ڈی ایٹ اور ڈی تھرٹین کی ہر حرکت کا احاطہ کئے ہوئے تھیں وہ بس موقعے کی تلاش میں تھا اور عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ جیسے ہی سنگ ہی کو موقع ملیگا وہ ڈی ایٹ کے چیتھڑے بکھیر دے گا ۔

"کیا یہ تمہاری مادری زبان ہے ۔؟ ڈی ایٹ کے لہجے میں حیرت تھی ۔

"ہاں اور میں کیا سمجھا رہا ہوں۔"

"مگر۔" وہ الجھن آمیز لہجے میں بولا۔ "میں نے سنا تھا ماسٹر کہ تمہاری شہریت چینی ہے اور یہ زبان چینی نہیں تھی۔"

"میں نے کب کہا کہ یہ چینی زبان ہے۔؟"

"پھر یہ کونسی زبان تھی۔؟"

"گونگوں کی زبان۔"

"کیا مطلب۔؟"

"میری ماں گونگی تھی۔" سنگ ہی نے لاپرواہی سے کہا اور ڈی ایٹ کی نگاہوں میں الجھنیں تیرنے لگیں وہ انہیں گھورتا رہا۔

"تمہارے رنگ کو کیا ہوا ہے ماسٹر۔؟" وہ پھر بولا۔

"پیدائشی ایسا ہوں۔"

"پہلے تمہارا رنگ سفید تھا۔"

"اب کالا ہے۔" سنگ ہی نے اطمینان سے کہا۔ "جانتے ہو کیوں۔؟"

"نہیں۔"

"تم آزادی حاصل کرنے کے چکر میں ریڈ لینڈ والوں کا ساتھ دے رہے ہو نا۔؟"

"ہاں۔ ہم سفید چمڑی والوں اور سرمایہ دارانہ نظام سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔" ڈی ایٹ نے کہا۔ "خواہ وہ کسی کتنے کے پلے کی مدد سے ہی کیوں نہ ملے۔"

"بس تو میں کالا اسی لئے بنا ہوں۔"

"میں سمجھا نہیں ماسٹر۔" ڈی ایٹ نے الجھ کر کہا۔

میں کالا بن گیا ہوں اور اب بہت سے قبیلوں کا پیشوا ہوں۔" سنگ ہی نے کہا۔ قبیلوں کی عورتیں مجھ پر جان دیتی ہیں۔ میں نے ان کی حوصلہ افزائی کی تھی اور بہت جلد وہ عورتیں دوغلے بچے جنیں گی اور وہ آزادی حاصل کرنے میں تم لوگوں کا ساتھ دیں گے۔"

"اوہ۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔۔۔۔" ڈی ایٹ غصے میں بے معنی آوازیں حلق سے نکال کر رہ گیا۔

"ہاں یہ ہوئی میری مادری زبان۔" سنگ ہی نے اطمینان سے کہا اس دوران عمران خاموش تماشائی بنا رہا تھا۔

ویسے وہ بھی تاک میں تھا جیسے ہی موقعہ ملتا وہ جھپٹ پڑتا اپنے ساتھیوں کے پھنس جانے کے بعد وہ خود بھی پھنسنا نہیں چاہتا تھا۔

"شٹ اپ۔" ڈی ایٹ غرا کر رہ گیا اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ سنگ ہی کو چھلنی کر ڈالتا۔"

"اب کیا کرنا چاہتے ہو۔" سنگ ہی نے پوچھا۔ ہم جائیں یا۔؟

"شٹ اپ۔"

ڈی ایٹ غرا کر بولا۔ میں تمہیں ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا۔"

"کیا گود میں لے کر چلو گے۔؟

سنگ ہی کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"ڈی تھرٹین کیا تم ٹھیک ہو۔؟

ڈی ایٹ نے سنگ ہی کا جملہ نظر انداز کرتے ہوئے ڈی تھرٹین سے پوچھا مگر نگاہیں عمران اور سنگ ہی پر ہی تھیں۔

"ہاں اب میں ٹھیک ہوں ۔" ڈی تھرٹین لومی نے کہا۔ اب اس کی آواز میں پہلے جیسی نقاہت یا کراہ نہیں تھی۔

"کلپ ڈیوائیس نکالو اور ہیڈ کوارٹر کال کرو۔"

"میری کلپ ڈیوائیس میں کچھ خرابی ہے تم کال کر لو۔"

"گن پکڑ سکتے ہو ڈی تھرٹین۔؟" ڈی ایٹ نے کہا۔

"ہاں میں ان کو سنبھال لوں گا۔"

ڈی تھرٹین نے تن کر کھڑے ہوتے ہوتے کہا۔

"تو لو گن سنبھالو۔"

اس نے سب مشین گن ڈی تھرٹین کو تھماتے ہوتے کہا۔ ڈی تھرٹین نے گن سنبھال کر ان دونوں کو کور کر لیا۔

ڈی ایٹ نے جیب سے قلم نکالا پھر اس کا کیپ نکال کر کان سے لگا لیا اور نب والا حصہ منہ کے قریب کر کے وہ بولنے لگا۔

"ڈی ایٹ کالنگ۔ ڈی ایٹ کالنگ۔"

"میسج ریسیو۔" دوسری جانب سے آواز آئی۔ انٹروڈکٹری کوڈ۔؟

"ڈی ایٹ۔ اسٹاپ تھری۔ ٹی تھری ایل۔" یہ جملے اس نے اتنی آہستگی سے کہے کہ عمران یا سنگ ہی انھیں نہیں سن سکے تھے۔

"ہاں کیا رپورٹ ہے۔؟"

"ماسٹر سنگ ہی اور مسٹر عمران دونوں میری گرفت میں ہیں۔"

"ڈی ایٹ کیا تم نے نشہ آور بوٹی کھا رکھی ہے ؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا لہجہ

بے حد سخت اور خونخواری لئے ہوئے تھا۔

"نو سر۔" ڈی ایٹ نے کہا۔ "میں ہوش و حواس کے ساتھ اطلاع دے رہا ہوں"

"ماسٹر کا حلیہ بتاؤ۔؟"

"وہ کاناہاریوں کے مذہبی پیشوا کے روپ میں ہیں۔" ڈی ایٹ نے کہا۔ "اور ان کا رنگ اس وقت بالکل سیاہ ہے مقامی لوگوں کی طرح۔"

"تمہاری اطلاع صحیح ہے ڈی ایٹ۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "ماسٹر سنگ ہی کے بارے میں ہمیں اس سے قبل بھی اطلاع مل چکی ہے۔"

"اب میں ان کو ہیڈ کوارٹر کیسے لاؤں۔؟"

"اس وقت تم کہاں ہو۔؟"

"آپ کلب ڈیوائیس ٹریس کر سکتے ہیں۔" ڈی ایٹ نے کہا۔ "ویسے جہاں سے عمران کے ساتھیوں کو اٹھایا گیا ہے اس سے دو فرلانگ جنوب میں ہم موجود ہیں۔"

"ٹھیک ہے میں ہوتی دستے کو بھیج رہا ہوں۔"

"جلد از جلد۔"

ڈی ایٹ نے کہا۔

"فوری طور پر۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "یہ تو بہت ایمرجنسی معاملا ہے۔"

"ہاں مجھے ان لوگوں کے ارادے خطرناک لگتے ہیں۔" ڈی ایٹ نے کہا۔ "ویسے میرے ساتھ ڈی تھرٹین بھی ہے مگر وہ زخمی ہے۔"

"اوہ ہو۔ اچھا ٹھیک ہے انتظار کرو۔" اس جملے کے ساتھ ہی دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ ڈی ایٹ نے کیپ لگا کر قلم جیب میں رکھدی اور ڈی تھرٹین سے

گن لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

لیکن اس کا ہاتھ لگتے ہی سب مشین گن ڈی تھرٹین کے ہاتھ سے نکل گئی اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح سے زمین پر گر پڑا۔

ٹھیک اسی لمحے سنگ ہی نے چھلانگ لگائی اور ڈی ایٹ کو دبوچ لیا۔ ڈی ایٹ گرنے کے بعد کسی چیتے کی طرح سے پلٹا تھا۔ مگر وہ گرفت سنگ ہی کی تھی جو جونک کے نام سے مشہور تھا اس کی گرفت سے نکلنا اتنا آسان نہیں تھا۔

سنگ ہی نے اسے اپنی ٹانگوں سے اچھی طرح سے جکڑا اور دونوں ہاتھوں سے ڈی ایٹ کے چہرے پر تھپڑ لگانے لگا۔

عمران نے جھپٹ کر مشین گن سنبھال لی تھی۔

"میں تمہارے چہرے کو ناقابل شناخت بنادوں گا۔" سنگ ہی اس کے چہرے پر تھپڑ لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

ڈی ایٹ نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ وہ سنگ ہی کی گرفت سے نکل جائے لیکن پوری قوت صرف کرنے کے باوجود وہ اپنا ہاتھ تک آزاد نہیں کرا سکا تھا۔

"بس چچا اسے چھوڑ کر الگ ہٹ جاؤ۔" عمران نے سنگ ہی سے کہا۔

"میں اسے سبق دینے کے بعد ہی ہٹوں گا۔" سنگ ہی غرایا۔

"ان کا ہوائی دستہ کچھ دیر میں پہنچنے والا ہوگا چچا۔" عمران نے کہا۔ "اور ہم گیس کا مقابلہ کسی طرح سے نہیں کر سکیں گے۔"

"بس دو منٹ۔" سنگ ہی نے کہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے ڈی ایٹ کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا ڈی ایٹ بری طرح سے مچل رہا تھا۔

"نہیں چچا نہیں۔"

عمران نے سنگ ہی کو روکنا چاہا مگر اس وقت تک وہ ڈی ایبٹ کو ایک درخت کے تنے ہار چکا تھا۔

ڈی ایبٹ کی چیخ بڑی بھیانک تھی۔ وہ بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ سنگ ہی آگے بڑھا اور اس نے ڈی ایبٹ کو اٹھایا اور دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ قوت سے دوسرے درخت کے تنے پر دے مارا۔

اس بار ڈی ایبٹ کے حلق سے آواز نہیں نکلی تھی اور وہ گرنے کے بعد دو ایک بار تڑپ کر ساکت ہو گیا تھا۔

"بہت برا کیا چچا۔؟"

عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم اس سے کچھ معلوم نہیں کر سکتے تھے بھتیجے۔" سنگ ہی غرایا۔

اس کی آواز سے یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ اس نے کسی لحیم شحیم آدمی کو دو بار اٹھا کر پھینکا ہے۔

"اب بھاگ نکلنے کے بارے میں کیا خیال ہے چچا۔"

عمران نے کہا۔

"یہاں رک کر کریں گے بھی کیا۔؟ سنگ ہی نے کہا اور گھوڑے کی جانب بڑھ گیا۔

"مگر چچا میں کیسے چلوں گا۔؟ عمران نے کہا اشارہ ایک ہی گھوڑے کی جانب تھا۔!

"میرے پیچھے بیٹھ جاؤ۔"

"مجبوری ہے۔" عمران نے شانے اچکاتے ہوئے کہا اور سنگ ہی کے بیٹھتے ہی خود بھی اچھل کر اس کے عقب میں بیٹھ گیا۔

اس نے گھوڑے کی زین ایک ہاتھ سے پکڑ رکھی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ میں سب مشین گن سنبھال رکھی تھی۔

ایڑ لگتے ہی گھوڑا دوڑنے لگا رفتار آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی۔

"اب ہم کہاں چل رہے ہیں چچا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"جہنم میں۔"

"وہاں گرمی زیادہ ہوگی کوئی فرج ساتھ لے چلیں۔" عمران نے کہا۔ "ٹھنڈا پانی تو ملتا رہے گا۔"

"غصہ مت دلاؤ بھتیجے ورنہ تمہارا حشر بھی ٹھیک نہ ہوگا۔" سنگ ہی نے غرا کر کہا اور عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"پرندے۔"

دفعتاً عمران نے بائیں سمت آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہاں کدھر۔؟"

سنگ ہی نے پوچھا۔

"بائیں طرف۔" عمران نے بتایا۔ "چھ عدد ہیں۔"

"انھوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے بھتیجے۔" سنگ ہی نے کہا اور گھوڑے کا رخ بدل دیا اب وہ گھنی جھاڑیوں کی جانب دوڑ رہا تھا۔ یہاں سر پر درختوں کی شاخیں اس طرح ملی ہوئی تھیں کہ کہیں سے آسمان کا ایک گوشہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا لیکن ان کی یہ خوش فہمی جلد ہی ختم

ہوگئی کہ وہ اڑنے والے انسانوں سے بچ نکلے ہیں انھوں نے اپنے عقب میں دوراڑنے والے انسانوں کو نیچی پرواز کرکے آتے دیکھا تھا۔

پھر ایک کے ہاتھ میں دبی ہوئی گن سے ایک چمکدار لہر نکلی ایک تڑاخہ ہوا اور ان کے سامنے فاصلے پر ایک درخت ٹوٹ کر راہ میں حائل ہوگیا۔ تیزی سے دوڑتا ہوا گھوڑا ٹوٹے ہوئے درخت سے ٹکرایا اور الٹ گیا۔

وہ دونوں بری طرح ایک جھاڑی میں گرے تھے ۔

بلیک زیرو نے موتو کے نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی دیوانہ وار جدوجہد شروع کردی وہ ہر قیمت پر ہاتھوں کو آزاد کرنا چاہتا تھا اگر اس کے ہاتھ کمر پر بندھے ہوئے نہ ہوتے تو اب تک اس نے آزادی حاصل کرلی ہوتی ۔

آہستہ آہستہ اس نے محسوس کیا کہ اس کے ہاتھ اب آسانی سے حرکت کرنے لگے ہیں اور بیلوں کی گرفت ان پر ڈھیلی ہوگئی ہے۔ اس کی نگاہیں موتو کی جانب اٹھی ہوئی تھیں جس کے لباس کا ایک حصہ کبھی کبھی اس درخت کے عقب سے اڑتا ہوا سامنے آجاتا تھا جس کے پیچھے کھڑے ہوکر وہ کسی کو کال کر رہا تھا۔

بلیک زیرو کے ذہن میں عمران کے خدشات تازہ ہوگئے ۔

اس نے قدم قدم پر اس سے کہا تھا تنبیہہ کی تھی کہ وہ موتو کی طرف سے ہوشیار رہے جبکہ اس نے اس بات کی تردید کی تھی کہ موتو غدار ثابت ہوسکتا ہے ۔ مگر اب ۔ ؟ اب عمران کی

بات صحیح ثابت ہو چکی تھی۔

موتو کی اصلیت سامنے آگئی تھی اور ظاہر ہو گیا تھا کہ موتو زیرو لینڈ کا آدمی ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ موتو کی طرح عمران کے ساتھ رہنے والا گائیڈ مومی بھی انہی کا آدمی ہو سکتا ہے۔ ؟ موتو کسی سے بات کرنے گیا تھا۔

عمران کے ساتھیوں کے علاوہ اس کے ساتھ صرف مومی ہی ایسا فرد تھا جس کا پارٹی سے کوئی تعلق نہیں تھا تو گویا وہ بھی غدار ہے زیرو لینڈ کا کارندہ ہے اور موتو اس وقت مومی سے ہی رابطہ قائم کرنے گیا ہے۔

اس لئے جیب کی طرف دیکھا جہاں اس کا ٹرانسمیٹر موجود تھا مگر اس میں سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی جانے عمران کی طرف خاموشی تھی یا اس کا ٹرانسمیٹر خراب ہو گیا تھا یہ بھی ممکن تھا کہ خود بلیک زیرو کا ٹرانسمیٹر ہی آف ہو گیا ہو یا اس میں موتو سے لڑتے ہوئے کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہو۔

وہ سوچتا رہا اور ہاتھ آزاد کرانے کی جدوجہد کرتا رہا جلد ہی اس نے محسوس کیا کہ بیل سے بندھے ہوئے اس کے ہاتھ اب آزاد ہیں اس نے ایک ہاتھ بیل کے بلوں سے نکال لیا تھا پھر اس نے دوسرے ہاتھ کو بھی آزاد کر لیا۔ ساتھ ہی اس کی چوکنی نگاہیں درخت کے ساتھ رکھے سامان پر گئیں۔ جہاں اسٹین گن بھی موجود تھی اور ریوالور بھی پڑا ہوا تھا بلیک زیرو چاہتا ہی تھا کہ اٹھ کر دونوں چیزوں پر قبضہ کر لے کہ موتو درخت کی آڑ سے باہر آتا ہوا نظر آیا اور بلیک زیرو اسی طرح بیٹھ گیا جیسے موتو کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ قریب آگیا اس کے چہرے پر فکرمندی کے تاثرات تھے۔

"کیا بات ہے۔ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا کیا رہا۔ ؟

"تمہارے سارے ساتھی لے جائے جا چکے ہیں۔" موتو نے جواب دیا۔

"اوہ ہو۔" بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

"مگر وہ نہیں پکڑا گیا۔"

"کون۔؟" بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"احمق جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔"

"تمہارا مطلب عمران سے ہے۔؟

"ہاں وہی۔" موتو نے کہا۔ "وہ ہاتھ نہیں لگا۔"

"لیکن وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی تھے۔"

"ساتھ تو تھے اور ہمارے ساتھی کو بھی پتہ نہیں تھا کہ عمران صاحب گرفت میں نہیں آتے۔"

"پھر۔؟

"وہ تو جب ہمارا ساتھی ڈی تھرٹین وہاں کی سکریننگ کر رہا تھا تب یہ راز کھلا کہ عمران ہمارے ساتھیوں کے ہاتھ نہیں لگا۔"

"مگر کیسے پتہ چلا۔؟

"عمران کو ڈی تھرٹین نے ایک سیاہ فام سے گفتگو کرتے دیکھ لیا تھا۔"

"سیاہ فام سے۔؟" بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہاں کا ناہاریوں کے مذہبی پیشوا سے۔"

"مگر۔ عمران۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "وہ لوگ تو ان کو قیدی بنا کر لے گئے تھے پھر عمران اس سے کیسے گفتگو کر رہا تھا۔؟

"تم نے اسے دیکھا ہے۔؟
"مذہبی پیشوا کو۔؟
"ہاں۔ وہ دبلا پتلا اور سیاہ فام پیشوا ہے۔"
"نہیں میں اسے نہیں دیکھ سکا۔"
"اسی لئے تمہیں حیرت ہے کہ عمران اس سے گفتگو کیوں کر رہا تھا۔؟
"کیا مطلب۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔؟
"یہی کہ سیاہ فام پیشوا کے روپ میں جو شخصیت ہے اسے تم بھی جانتے ہو۔"
"کون ہے وہ۔؟
"ایک دبلا پتلا لمبے قد کا آدمی کبھی تم سے ٹکرایا ہے۔؟
"کیا۔؟ بلیک زیرو چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں سنگ ہی کا تصور ابھرا تھا۔
"نسلاً وہ چینی ہے اور خود کو حرامی کہتا ہے۔"
"تمہارا اشارہ سنگ ہی کی جانب ہے۔؟
"اب تو ایک بچہ بھی اسے پہچان لے گا۔" موتو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
"مگر وہ سیاہ فام تو نہیں ہے۔؟
"تم چاہو تو پندرہ منٹ میں تم بھی کاناہاریوں کی طرح سیاہ فام بن سکتے ہو۔"
"تمہارا مطلب یہ ہے کہ وہ پینٹ چڑھا کر سیاہ فام بنا ہے۔"؟
"ایسا نہ کرتا تو کاناہاریوں کا پیشوا کیسے بنتا۔؟
"گویا یہاں سنگ ہی بھی موجود ہے اور تھریسیا بھی۔"
"ادب سے نام لو مادام کا۔" موتو غرا کر بولا۔

تم اس کے ماتحت ہو اس لئے جس طرح چاہو اس کا نام لے سکتے ہو۔" بلیک زیرو نے کہا۔ مگر وہ ہماری مجرمہ ہے اس لئے۔"

"بکواس بند کرو۔" موتو غرایا۔ "میں مادام کی شان میں کسی قسم کی بھی گستاخی ہرگز ہرگز برداشت نہیں کروں گا سمجھے۔"

"کیا مجھے مار ڈالو گے۔؟"

"تمہیں مارنے سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔"

"اچھا خیر یہ بتاؤ کہ تم نے یہ اطلاعات کس سے حاصل کی ہیں۔؟"

"اپنے ساتھی سے۔"

"تمہارا اشارہ مومی کی طرف ہے۔؟"

"ذہین آدمی ہو۔" موتو نے کہا۔ "اسی لئے مسٹر عمران جیسے چالاک شخص کو بھی تم نے اپنا ماتحت بنا رکھا ہے۔"

"کیا مومی اڑن انسانوں کے ساتھ نہیں گیا تھا۔؟"

"نہیں اسے حکم تھا کہ وہ وہاں رک کر سکرینیگ کرے اور مسٹر سنگ ہی کا سراغ لگا کر ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دے۔"

"مگر تم تو کہہ رہے تھے کہ عمران سنگ ہی سے گفتگو کر رہا تھا۔؟"

"ہاں وہ بعد کی بات ہے۔ اس وقت تک وہ اڑنے والے انسانوں کو روانہ کر چکا تھا۔"

"ایک بات بتاؤ موتو۔"

"وہ کیا سر۔" موتو نے بلیک زیرو سے کافی دور بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اڑنے والے انسانوں نے گیس استعمال کی تھی نا۔؟"

"ہاں اور جب تمہارے سارے ساتھی بے ہوش ہو گئے تو وہ ان کو لے کر چلے گئے"۔ موتو نے بتایا۔ البتہ حملہ آور ابھی وہیں موجود ہیں۔"

"حملہ آور۔؟ بلیک زیرو نے دوہرایا۔ تمہارا مطلب یہ ہے کہ عمران پر کسی نے حملہ بھی کیا تھا۔؟"

"ہاں مشرق بعید والوں نے۔"

"حیرت ہے مجھے اس کا علم نہیں ہو سکا۔"

"حملہ چند منٹ کا تھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان پر قابو پالیا تھا پھر وہ ان لوگوں سے پوچھ گچھ کر ہی رہے تھے کہ اڑنے والے انسان پہنچ گئے اور عمران کو ان کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔"

"تو یہ بات تھی۔" بلیک زیرو نے کہا۔ ہاں میں یہ کہہ رہا تھا کہ جب سب گیس سے بیہوش ہو گئے تھے تو عمران ان کے ہاتھ سے کیسے بچ نکلا۔؟"

"پتہ نہیں۔" موتو نے کہا۔

"کیا وہ بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔؟"

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہوا ہو۔" موتو نے کہا۔ کیونکہ سیاہ فام پیشوا کے روپ میں جب وہ مسٹر سنگ ہی سے بات کر رہے تھے تو قطعی نارمل حالت میں تھے۔"

"اب وہ کہاں ہے۔؟"

"اب تک موٹی یعنی ڈی تھرٹین نے ان کو پکڑ لیا ہو گا۔"

"کیا وہ تنہا ان دو پر قابو پالے گا۔؟"

"وہاں ایک اور ساتھی بھی ہے۔"

"وہ جو مشرق بعید والوں کے ساتھ تھا۔؟"

"ہاں وہی ان دونوں نے مل کر ان دونوں کو پکڑ لیا ہوگا۔"

"کیا تم نے اس بارے میں معلوم کر لیا۔؟

"یہ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔؟ موتو نے الجھ کر پوچھا۔

"صرف یہ معلوم کرنے کے لئے کہ تمہارا خیال کس حد تک صحیح ہے۔"

"آہا۔" موتو چہک کر بولا۔ اس کی آنکھوں میں ناچنے والی الجھنیں یکلخت ختم ہوگئیں تھیں
اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ وہ دو سنگ ہی اور عمران پر قابو نہیں پا سکتے تو غلط ہے۔"

"وہ کیوں۔؟

"اس لئے کہ وہ دونوں بہترین نشانچی اور فل فائیٹر ہیں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ تمہیں علم ہے کہ ماسٹر سنگ ہی اور عمران
صاحب دونوں ہی کن خوبیوں کے مالک ہیں۔؟

"اچھی طرح سے۔" موتو نے سر ہلایا۔ ان ہی کی وجہ سے ابتک ہماری پارٹی میری مراد مادام
سے ہے تمہارے ملک میں کامیابی حاصل نہیں کر سکیں۔"

"اس کے باوجود یہ بات کہہ رہے ہو کہ وہ دونوں ان کو پکڑ لیں گے۔"

"یہ تو بہت آسان سی بات ہے۔" موتو نے کہا۔

"وہ کیسے۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ بدستور کمر ہی پر اسی
حالت میں رکھے ہوتے تھے جیسے کہ اب بھی بندھے ہوتے ہوں۔"

"ان میں سے ایک گن دکھا کر دونوں کو کور کر لے گا۔" موتو نے کہا۔ اور دوسرا ایک ایک
کر کے ان دونوں کو باندھ لے گا۔"

"اس آسانی سے وہ قابو آنے والوں میں سے نہیں ہیں۔"

"اگر وہ کوئی خطرہ محسوس کریں گے یا یہ کہ وہ ان دونوں کو نہیں باندھ سکتے تو وہ ہیڈ کواٹر سے مدد طلب کر لیں گے۔"

"اڑنے والے انسانوں کی۔؟"

"ہاں۔" موتو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "ویسے بھی ان کو لے جانے کے لئے اڑن انسانوں یا ائیر وین کی ضرورت ہوگی۔"

"ائیر وین سے تمہاری مراد کوئی چھوٹا طیارہ ہے۔؟"

"ائیر وین کا مطلب ائیر وین ہی ہے طیارہ نہیں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

"آ بھی نہیں سکتا۔ موتو نے کہا۔ جب تک تم اسے دیکھ نہ لو۔"

"کوئی نئی ایجاد ہے۔؟"

"نئی تو نہیں کہی جا سکتی۔" موتو نے کہا۔ "تم نے ہمارے فے گراڑ[1] دیکھے ہیں۔؟"

"ہاں دیکھے ہیں کیوں۔؟"

"یہ ائیر بسیں انہی فے گراڑوں کی ترقی یافتہ شکل ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ افریقہ کے اس ٹکڑے میں تم لوگوں کی سرگرمیاں بہت بڑے پیمانے پر جاری ہیں۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں ہم یہاں سے وہ کچھ حاصل کر رہے ہیں جس کا دنیا کو ابتک علم نہیں ہے۔"

"کوئی گیس۔؟"

"تم لوگ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔" موتو نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

---

[1] ملاحظہ کیجئے۔ آگ بابا۔ پراسرار آگ، بلیک ودمن، بلیک نائٹ۔ مصنف ایس قریشی

"کسی قسم کا ایندھن۔ یا کوئی قیمتی عنصر۔؟"

"ایسا ہی سمجھ لو۔"

"لیکن جلد یا بدیر اس کا علم دوسری طاقتوں کو ضرور ہو جائے گا۔"

"جبتک دوسروں کو علم ہو گا۔" موتو نے جواب دیا۔ اس وقت تک ہم اس جگہہ سے مطلوبہ چیز نکال کر غائب ہو چکے ہوں گے۔"

"ایک بات اور بتاؤ موتو۔"

"پوچھئے۔" موتو نے رسٹ واچ پر نظر ڈال کر کہا۔

"تم لوگوں کا سنگ ہی سے کیا جھگڑا ہے۔؟"

"پتہ نہیں اس کے بارے میں مادام ہی کو علم ہو گا۔"

"تم لوگ اب سنگ ہی کے خون کے پیاسے ہو۔" بلیک زیرو نے کہا۔ حالانکہ ایک زمانے میں سنگ ہی تم لوگوں کے ٹبروں میں تھریسیا کی سی حیثیت رکھتا تھا۔"

"ہاں اب اختلاف کیا ہے یہ مادام ہی جانیں۔"

"اب اگر تم لوگ اسے پکڑ لے گئے تو اس کا کیا کرو گے۔؟"

"اب مادام اس سے صلح چاہتی ہیں۔"

"صلح مگر کیوں۔؟"

"یہ ٹبروں کی پلاننگ ہے میں نہیں جانتا کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔"

"ایسی صورت میں تو تم لوگوں کو سنگ ہی سے اچھی طرح پیش آنا چاہئے۔"

"جبتک وہ مادام سے صلح نہیں کر لیتے ایسی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔"

"تم لوگ تو یہاں اپنے مشن پر ہو مگر سنگ ہی یہاں کیا کر رہا ہے۔؟"

"وہ پڑوسی ممالک کو اسلحہ کی اسمگلنگ کرتا ہے۔"

"اس علاقے سے۔؟"

"ہاں کبھی اس طرف سے اور کبھی تنزانیہ کے علاقے سے۔"

"کیا دونوں حکومتیں اس پر اعتراض نہیں کرتیں۔؟"

"اعتراض اس وقت کریں جب ان کو اس بارے میں پتہ ہو۔"

"ناممکن ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ اسلحہ کی کھیپ ان کے علاقے سے گزرے اور وہاں کی حکومت لاعلم رہے سمجھ میں آنیوالی بات نہیں ہے۔"

"جب بندرگاہ پر اسلحہ کی پیٹیاں اترتی ہیں تو صرف ان آفیسروں کو اس کا علم ہوتا ہے جن کو سنگ ہی نے خرید اہوا ہے اس کے علاوہ کسی کو کان و کان اس بات کی خبر نہیں ہوتی کہ ان پیٹیوں میں اسلحہ ہے یا مشینری۔"

"جب یہ تمہارے علم میں ہے تو تم لوگوں نے ماسٹر سنگ ہی کو پھنسوا کیوں نہ دیا۔؟"

"مادام کا حکم نہیں ہے۔"

"دشمنی کے باوجود۔؟"

"ہاں ہم اپنے معاملات خود ہی نمٹاتے ہیں۔"

"اوہ سمجھا۔" بلیک زیرو نے گردن ہلائی۔

"کیا سمجھے۔؟"

"یہی کہ اگر تم لوگ سنگ ہی کے اسلحہ کی کھیپ پکڑوا دیتے تو وہ بلارزیلی حکومت کے فوجیوں کو تمہارے اڈوں پر لا کھڑا کرتا۔"

"یونہی سمجھ لو۔" موتو نے کہا۔ تالی دونوں ہی ہاتھوں سے بجتی ہے۔"

"یہ اسلحہ تم لوگ غائب بھی کر سکتے تھے۔؟

"کوئی فائدہ نہ ہوتا۔"

"وہ کیوں۔؟

"یہ اسلحہ عام روایتی اسلحہ ہے جس سے تخریب کاری اور دفاع کیا جا سکتا ہے۔" ہوتو نے بتایا۔ "کوئی جدید اسلحہ اس میں شامل نہیں ہے۔"

"اتنی معلومات کے باوجود تم لوگ سنگ ہی کا سراغ نہیں پا سکے تھے۔"

"وہ دنیا کا ذہین ترین آدمی ہے سر۔" ہوتو نے کہا۔ "اس نے بڑی ہوشیاری سے خود کو سیاہ فام پیشوا کے روپ میں چھپایا تھا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب سے پہلے تم نے اسے شناخت کیا ہے۔؟

"ہاں یہ فخر مجھے ہی حاصل ہوا تھا۔"

"مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "اور وہ یہ کہ سنگ ہی کا ناہاریوں کا پیشوا کیسے بن بیٹھا۔"؟

"ہو سکتا ہے پچھلا پیشوا سنگ ہی سے ملتا جلتا ہو اور اس نے پیشوا کو ٹھکانے لگا کر خود اس کی جگہ لے لی ہو۔"

"ہونہہ۔" بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

یہ بات قرین قیاس تھی ہو سکتا تھا سنگ ہی نے اپنے آپ کو چھپانے کے لئے ایسا ہی کیا ہو۔

ظاہر ہے اس روپ میں کوئی اسے پہچان نہیں سکتا تھا پہچانتا تو در کنار کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ شخص آدم خوروں میں ان کا پیشوا بن کر

رہ رہا ہوگا۔"

"کیا آدم خور تم لوگوں کے اڈے تک نہیں پہنچتے۔؟
"کئی دفعہ ان لوگوں نے وہاں پر حملے کئے ہیں۔"

"پھر کیا رہا۔؟
"بے چارے سینکڑوں لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔"

"فائرنگ۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔
"نہیں ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔"
"وہ کیسے۔؟
"اڈے سے کافی دور سرنگیں بچھی ہوئی ہیں۔ ان کے پھٹنے کے ساتھ ہی آدم خوروں کے بہتیرے آدمی مر جاتے ہیں اگر وہ اس حد سے آگے نکل آئیں تو آٹومیٹک گنیں ان لوگوں کو بھون ڈالتی ہیں یا وہ گیس کے اثر سے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔"

"ہمارے طیارے کو اسی اڈے سے نشانہ بنایا گیا تھا جہاں ہمارے ساتھیوں کو لے جایا گیا ہے۔"

"ہاں۔"
"کیا تم لوگوں نے جہاز کے گرنے کی صحیح جگہ نہیں نوٹ کی تھی۔؟
"پتہ نہیں۔" موتو نے کہا۔ "میں ان دنوں اڈے پر نہیں تھا۔"
"ہونہہ۔" بلیک زیرو خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا اس کے ماتھے پر سوچ کی گہری لکیریں تھیں۔

وہ موقعے کی تلاش میں تھا۔ موتو اس سے اتنے فاصلے پر تھا کہ وہ اس پر چھلانگ

نہیں لگا سکتا تھا جبتک وہ جست لگانے کے لئے اچھلتا موتو کی گن سے نکلنے والی گولیاں اسے چھلنی کر ڈالتیں۔

وہ سوچ رہا تھا کہ کسی طریقے سے موتو کو اپنے قریب بلالے مگر کس طرح۔؟ وہ سوچتا رہا موتو نے ایک سگریٹ نکال کر سلگا لیا تھا اور دھیرے دھیرے کش لے رہا تھا وہ بظاہر اس کی جانب سے لاپرواہ سا نظر آرہا تھا ہو سکتا ہے یہ لاپرواہی اس خیال کی مرہون منت ہو کہ بلیک زیرو کے ہاتھ بندھے ہوتے ہیں اور وہ بے بس ہے۔

بلیک زیرو سوچ رہا کہ اب وہ کس قسم کی گفتگو کرے تاکہ بات طویل ہو اور اسے موتو پر قابو پانے کا موقع ملے۔ ورنہ اگر وہ اسے اٹھ کر چلنے کا حکم دیدیتا تو یہ بات کھل جاتی کہ اب وہ بندھا ہوا نہیں ہے۔

یا ممکن ہے دیر ہونے کی صورت میں موتو ان انسانوں کو بلا لیتا تاکہ اسے وہاں سے ہیڈ کوارٹر لے جایا جاسکے اسے اس اقدام سے قبل کچھ کرنا تھا۔

"ایک بات بتاؤ سر۔؟

"پوچھو۔" بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"آپ اپنے ساتھیوں سے الگ تھلگ رہ کر کیوں سفر کر رہے تھے۔؟

"اس کی وجہ تم کو بتلا چکا ہوں۔"

"نہیں۔" موتو نے کہا۔ کوئی اور بات نظر آتی ہے سر۔"

"مثلاً۔"؟

"شاید آپ اپنی پوزیشن میرا مطلب ہے شخصیت اپنے ساتھیوں سے چھپانا چاہتے ہیں۔؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"ایسی ہی بات لگتی ہے سر۔" موتو نے کہا۔ "ورنہ آپ اس دوران کبھی تو ان سے مل بیٹھتے۔ کبھی تو ان کے سامنے ہوتے۔"

"خیال ہے تمہارا۔" بلیک زیرو نے کہا پھر اچانک اس طرح چونکا جیسے اس نے موتو کے عقب میں کسی کو دیکھا ہو بس ایک لمحے کے لئے بلیک زیرو نے اپنے چہرے پر حیرت کے تاثرات پیدا کئے تھے مگر دوسرے ہی لمحے وہ اس طرح سے پرسکون ہونے کی کوشش کرنے لگا جیسے موتو سے چھپانا چاہتا ہو۔

موتو جو اسی کی طرف دیکھ رہا تھا چونکا ہوا اور پھرتی سے عقب کی طرف پلٹا ساتھ ہی شانے پر لٹکی ہوئی اسٹین گن بھی پھسل کر اس کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔

مگر دوسری جانب کوئی نہیں تھا پھر اس سے پہلے کہ وہ بلیک زیرو کی چال کو سمجھتا بلیک زیرو اس پر جست لگا چکا تھا۔

بے شمار کانٹے ان کے جسموں سے ٹکرائے تھے۔

ان دونوں کے منہ سے کراہ نکلی تھی کھلے ہوئے حصوں میں کانٹے خراشیں ڈال گئے تھے۔
جبکہ لباس سے پوشیدہ حصے محفوظ ہی رہے تھے۔

"جلدی کرو بھتیجے۔" سنگ ہی غرایا تھا۔

"بے فکر رہو چچا۔" عمران نے کہا اور ریوالور نکال کر پے در پے کئی فائر آنے والوں پر جھونک مارے۔"

"بے کار ہے چھپنے کی کوشش کرو۔" سنگ ہی پھر غرایا۔

"وہ ہمیں تلاش کرلیں گے چچا۔"

"یہ جھاڑیاں نیچے سے سرنگ کی طرح ہوتی ہیں۔" سنگ ہی نے کہا۔ اندر گھس کر آگے بڑھو۔"

"اگر کسی سانپ نے ڈس لیا تو۔" عمران نے کہا "میرا تو یہاں کوئی اور رونے والا بھی نہیں ہے۔"

"میں تہیا کر دوں گا۔" سنگ ہی نے کہا تھا پھر عمران نے جھاڑیوں کی سرسراہٹ سنی تھی وہ سمجھ گیا کہ سنگ ہی جھاڑیوں میں گھس گیا ہے وہ خود بھی جھاڑیوں کے اندر گھسنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کوشش میں ہاتھ اور منہ پر خراشیں آئی تھیں۔

مگر اس کا ہوش کسے تھا وہ بڑی تیزی سے جھاڑیوں کے اندر ہی اندر رینگ رہا تھا۔ سنگ ہی کا یہ خیال اسے صحیح لگا تھا کہ اندر سے یہ جھاڑیاں سرنگ کی طرح ہوتی ہیں وہ خود کو دو ڈھائی فٹ قطر کی ایک سرنگ ہی میں محسوس کر رہا تھا۔

اوپر اڑنے والے انسان کیا کر رہے تھے یہ اس کی سمجھ سے باہر تھا ظاہر ہے وہ ایک ایک چیز دیکھ نہیں رہا تو اس کے بارے میں جانے گا کیسے۔؟ جھاڑیوں کے درمیان سے رینگتے ہوئے بھی وہ اس چیز کا خیال رکھے ہوئے تھا کہ وہ سنگ ہی سے مخالف سمت میں بڑھے اس کی دانست میں سنگ ہی سے پیچھا چھڑانے کا یہی موقع تھا۔

وہ چاہتا تھا کہ سنگ ہی کو اس جگہ الجھا کر نکل بھاگے۔

دفعتاً اسے رکنا پڑا جھاڑیوں کے درمیان بننے والی سرنگ ختم ہو گئی تھی اور دہانے پر اسے دو ٹانگیں نظر آ رہی تھیں۔

یہاں جھاڑیاں چھدری تھیں اس لئے وہ دونوں ٹانگوں کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ وہ لوگ آپس میں گفتگو بھی کر رہے تھے زبان انگریزی تھی اسی لئے عمران کچھ اور آگے بڑھ گیا تاکہ اسے سن سکے۔

"کہاں غائب ہو گئے۔؟" عمران نے ایک آواز سنی۔

"خدا جانے۔" دوسرے نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ انہی جھاڑیوں میں چھپے ہیں۔" کسی نے کہا۔

"یقیناً۔" دوسری آواز ابھری۔ "میں نے گھوڑے کے گرنے پر ان لوگوں کو جھاڑیوں ہی میں گرتے دیکھا تھا۔"

"لیکن وہ لوگ مسلح ہیں۔" کسی نے کہا۔

"احمق ہوتے ہو۔" دوسری آواز آئی۔ "کیا گولیاں ہم پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔"

"میرا مطلب یہ نہیں تھا۔" خدشہ ظاہر کرنے والے نے کہا۔

"پھر کیا مطلب تھا تمہارا۔؟"

"اگر ان لوگوں نے فائرنگ شروع کر دی تو یہ ہمارے لیے اس لئے نقصان دہ ثابت ہو گا کہ ان کی کوئی گولی آنکھوں پر بھی لگ سکتی ہے۔"

"پاگل آدمی کیا ان لوگوں کو الہام ہوا ہے کہ ہماری آنکھوں پر لگا ہوا شیشہ بلٹ پروف نہیں ہے۔"

"تم سب احمق ہو۔" ایک نئی اور بھاری آواز سنائی دی۔ "اس طرح گفتگو میں وقت ضائع کر کے انہیں فرار کا موقع دے رہے ہو۔"

"اوہ سوری باس۔" کسی نے کہا تھا۔

"تلاش کرو۔" اسی بھاری آواز نے کہا۔ "جھاڑیوں کو روند ڈالو۔"

"اگر پھر بھی وہ نظر نہ آئیں تو۔؟"

"ان جھاڑیوں کو آگ لگا دو۔"

"جو حکم باس۔" کسی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے سامنے جھاڑیوں کی سرنگ کے دہانے سے ٹانگیں ہٹ گئیں۔ کچھ دیر بعد اس نے جھاڑیوں کی کھڑ کھڑاہٹ سنی پھر ایسی،

آوازیں ابھرنے لگیں جیسے جھاڑیاں ٹوٹ رہی ہوں اور پتے چرامرا رہے ہوں۔ عمران نے دہانے پر پہنچ کر دیکھا دو ایک کی اسے کمر دکھائی دی تھی۔

وہ زمین پر لیٹا کسی تیز رفتار سانپ کی طرح سامنے والے درخت کی جانب رینگنے لگا۔ بڑی تیزی سے درمیانی فاصلہ عبور کر کے وہ درخت کی آڑ میں پہنچا تھا پھر اس نے اچھل کر ایک نچلی شاخ پکڑی اور اس میں لٹک کر دوسری اوپری شاخ کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگا جلد ہی وہ درخت کے اوپر ایک بڑے سے گدے پر پتوں میں چھپا بیٹھا تھا۔ نیچے وہ چھ کے چھ پیردار اڑنیوالے انسان انھیں تلاش کر رہے تھے۔

جھاڑیوں کے روندے جانے کی آوازوں میں وہ عمران کے درخت پر چڑھنے کی آواز نہیں سن سکے تھے ورنہ اس کے شاخوں پر چڑھنے اور اچکنے سے خاصہ شور ہوا تھا۔ عمران سوچ رہا تھا سنگ ہی جانے کہاں پہنچا ہوگا۔؟

ہوسکتا ہے وہ ابھی جھاڑیوں ہی میں لیٹا ہوا ہو۔ اگر ایسا تھا تو اس کا پکڑا جانا یقینی تھا۔!

کیوں کہ انھیں تلاش کرنے والے اڑنے والے انسانوں نے جھاڑیوں کو جلانا شروع کر دیا تھا۔

جگہ جگہ آگ جھاڑیوں کو جلا رہی تھی۔

انھیں جہاں بھی شبہ ہوتا وہ اپنے ہاتھ میں دبی گن کا بٹن دباتے فوراً ہی گن سے شعلہ نکلتا اور جھاڑیاں پہلے دھواں دیتیں پھر آگ پکڑ لیتیں۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ لوگ صرف سنگ ہی پر اکتفا کر کے لوٹ جائیں تو اس کے لئے اچھا تھا وہ ان کی روانگی کے بعد ان کا تعاقب کر کے ان کے اڈے تک پہنچ سکتا تھا تاکہ اپنے ساتھیوں کو چھڑا سکے ویسے اس کے

ذہن میں رہ رہ کر بلیک زیرو کا خیال بھی آ رہا تھا۔

کافی دیر سے اس نے رابطہ قائم نہیں کیا تھا پتہ نہیں کیا بات تھی۔ کہیں وہ کسی مصیبت میں تو نہیں پھنس گیا۔؟

اگر ایسا تھا تو وہ اس سے لاعلم ہی تھا۔ یقینی امر تھا کہ بلیک زیرو کسی افتاد کا شکار ہوا ہے ورنہ وہ رابطہ ہی قائم نہیں کرتا بلکہ ان کی مدد کو بھی آتا۔ یا کم از کم رابطہ پیدا کر کے رپورٹ ضرور دیتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

رہ رہ کر اس کا خیال موتو کی طرف جا رہا تھا جب مومی زیرولینڈ والوں کا وفادار نکل سکتا تھا تو موتو پر تو اسے پہلے ہی سے شبہ تھا کہیں بلیک زیرو کی غفلت میں موتو نے اس پہ ہاتھ تو صاف نہیں کر دیا۔؟

متضاد خیالات اس کے ذہن میں چکرا رہے تھے۔

"کیا سوچ رہے ہو بھتیجے۔" دفعتاً سنگ ہی کی سرگوشی سنائی دی۔

"اں... پہلے تو وہ کچھ سمجھ ہی نہیں سکا تھا پھر خیالات سے چونکا۔ تم... چچ... چچ... چچا۔" اس کے حلق سے اٹک اٹک کر نکلا لہجہ بلند نہیں تھا اور وہ چاروں طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے سنگ ہی کو تلاش کر رہا ہو۔

"ہوش میں رہو بھتیجے۔" سنگ ہی سانپ کی طرح پھپھکارا تھا۔ عمران اب بھی اندازہ نہیں لگا سکا کہ سنگ ہی ہے کس طرف اس کے چاروں طرف درخت کے پتے گھنے اور ان شاخیں ایک دوسرے میں الجھی ہوئی تھیں۔

"بھ... بھوت۔" عمران کے حلق سے خوفزدہ آواز نکلی۔

"اگر ان انسانوں کی گرفت میں جانا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی۔" سنگ ہی

کی آواز آئی اور اس بار عمران اندازہ لگانے میں کامیاب ہو گیا کہ سنگ ہی کس طرف ہے۔

"میں آؤں یا تم میرے پاس آ رہے ہو چچا۔" عمران نے اپنے سر پر دیکھتے ہوئے کہا اور اس بار اسے سنگ ہی کا ایک پیر نظر آ گیا۔

وہ اس کے اوپر والی شاخ پر اس سے دو تین فٹ آگے موجود تھا۔ عمران کو حیرت نہیں ہوئی سنگ ہی کی موجودگی پر۔ وہ اس کی حیرت انگیز صلاحیتوں سے آگاہ تھا۔

"چپ چاپ بیٹھے رہو بھتیجے۔"

"میں بات کس سے کروں گا۔" عمران نے نیچے نظر مار کر کہا۔ تم ہی چلے آؤ چچا اس مصیبت کے وقت میں کچھ تو ڈھارس دو۔"

"چپ رہو ورنہ وہ سرگوشی سن لیں گے۔"

"تم خود ہی بولے اور اب منع کر رہے ہو۔"

"احمق ہو۔" سنگ ہی جھلا گیا۔

"تسلیم کئے لیتا ہوں۔" عمران نے سعادتمندی سے کہا۔

"میں نے اپنی موجودگی ظاہر کرنے کے لئے تمہیں مخاطب کیا تھا۔" سنگ ہی نے اسی طرح جھلائی ہوئی آواز میں سرگوشی کی۔

"اب کیا پروگرام ہے۔؟"

"انھیں چلا جانے دو۔"

"یہ جاتے ہوتے نظر نہیں آ رہے چچا۔"

"ساری زندگی انتظار بھی نہیں کر سکتے۔"

"مگر یہ ہمیں لئے بغیر ٹلتے نظر نہیں آ رہے۔" عمران نے کہا۔ ان کے تیور بھی یہی بتلاتے

ہوگیا۔"

"دیکھتے رہو۔" سنگ ہی نے کہا۔

"تم کب پہنچے تھے چچا۔؟" عمران نے پوچھا۔ پہلے یا بعد میں۔؟

"بعد میں پہنچتا تو تم سے چھپ نہیں سکتا تھا۔"

"انھیں ڈاج کیسے دیا چچا۔" عمران نے پوچھا۔ وہ تو وہاں پہلے ہی موجود تھے۔"

"بعد میں آئے تھے۔" سنگ ہی نے کہا۔ میں تو بہت پہلے اس درخت پر آگیا تھا۔ انہیں چونکہ علم نہیں تھا اس لئے آہستہ رفتار سے رینگتے رہے اور بعد میں پہنچے۔"

"میرا خیال ہے ان سے نمٹ لیا جائے۔"

"ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"فائرنگ کرکے ان کو بے کار کر سکتے ہیں۔"

"فائرنگ کا حشر تم نے دیکھ ہی لیا ہے۔"

"پھر کیوں نہ ان پر کود جائیں۔" عمران نے کہا۔ میرے پاس خنجر موجود ہے۔"

"ہاں خنجر کام دے سکتا ہے۔" سنگ ہی نے کہا۔ مگر جب تک ہم ان تک پہنچیں گے وہ ہمیں بے بس کر چکے ہوں گے۔"

"وہ کیسے چچا۔؟"

"گیس۔" سنگ ہی نے کہا۔ ان کے ہاتھوں میں جو گنیں ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔"

"تمہارے زمانے میں نہیں تھیں شاید۔"

"ہوتیں تو ایک آدھ میرے قبضے میں بھی ہوتی۔"

"ایک بات بتاؤ چچا۔" عمران نے کہا۔ وہ نیلی روشنی کس قسم کی ہے جو گوشت کو پگھلا کر

پانی میں تبدیل کر دیتی ہے۔؟

"زیرولینڈ والوں کی نئی ایجاد۔" سنگ ہی نے کہا۔ انھوں نے اسے بلوگن کا نام دیا ہے سرد سنت وہ اسے جنگلیوں کو اغوا کرنے میں استعمال کر رہے ہیں۔"

"میں نے اس کا مظاہرہ دیکھا ہے۔"

"تم فوکس میں نہ آتے ہوگے۔" سنگ ہی نے کہا۔ ورنہ اب تک ہیڈ کوارٹر پہنچ چکے ہوتے۔"

"گویا اس میں کیمرے نصب ہیں۔؟

"عجیب وغریب شئے ہے کسی گیس سلینڈر کی طرح۔" سنگ ہی نے بتایا۔ اسے لاسلکی لہروں پر کنٹرول کیا جاتا ہے اور اس سے نکلنے والی شعاعیں ہی آس پاس کے منظر کو ٹیلی کاسٹ کرتی ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے کہیں اور اس منظر کو دیکھا بھی جاتا ہے۔؟

"نہ دیکھا جائے تو اسے کنٹرول کیسے کر سکتے ہیں۔"

"پھر تو ہم بال بال بچے تھے۔"

"گویا تم روشنی میں آچکے ہو۔؟ سنگ ہی نے پوچھا۔

"ہاں ایک بار ایسا ہوا ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر تمہیں نہیں پکڑا۔"

"مطلب واضح کرو۔"

"وہ تمہیں کسی خاص موقع پر پکڑنا چاہتے تھے۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا۔" عمران نے الجھ کر کہا۔ ویسے اس کی نگاہیں اڑن انسانوں پر جمی ہوئی تھیں جو کہ اب ایک جگہ جمع ہو کر گفتگو کر رہے تھے۔ جھاڑیوں سے جگہ جگہ آگ نکل

رہی تھی اور شعلوں کی نوک سے بھورے رنگ کا دھواں فضا میں منتشر ہو رہا تھا۔ عمران نے محسوس کیا کہ اگر ہوا تیز ہو گئی تو یہ آگ پھیل بھی سکتی ہے۔

" شاید وہ اس وقت تک تم کو ڈھیل دے رہے تھے جب تک تم نے مشین حاصل نہیں کر لی۔"

" اوہ اب سمجھ گیا۔" عمران نے سر ہلایا۔

" جیسے ہی تم نے مشین حاصل کی ڈی تھرٹین نے ہیڈ کوارٹر اس کی اطلاع بھیج دی اور وہاں سے تم کو لینے ہوائی دستہ پہنچ گیا۔"

" پھر یہ مشرق بعید والے کہاں سے ٹپک پڑے تھے۔؟"

" شاید یہ لوگ تمہارا تعاقب کر رہے تھے۔"

" ایسا ہوتا چچا سنگ تو یہ لوگ کبھی کے واڈیری قبائل کی بھینٹ چڑھ چکے ہوتے۔" عمران نے کہا۔ " وہ تو ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہم دریا پار کر گئے۔"

" جو دریا کو نور وک لیتے۔" سنگ ہی نے کہا۔

" کیوں رال ٹپک رہی ہے کیا۔؟"

" عرصہ ہو گیا گوری چمڑی دیکھے ہوئے۔"

" تمہارے لئے تو سب برابر ہیں چچا کیا گورے کیا کالے۔"

" ہاں آں...۔" سنگ ہی نے کہا۔ " مگر ذائقہ بدلتا رہے تو اچھا ہے۔"

" وہ ٹیڑھی کھیر ہے چچا۔"

" تم آڑے آتے ہو ورنہ کبھی کی حلال ہو چکی ہوتی۔"

" آزما سکتے ہو۔" عمران نے کہا۔

"تم اسے کیوں ساتھ لاتے ہو۔؟ سنگ ہی نے پوچھا۔ کیا اس کے بغیر نہیں آسکتے تھے۔؟

"تم خود ہی سوچ لو میں اسے ساتھ کیوں لایا ہوں۔ ؟

"میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں عمران کہ میں تم میں دوسرا سنگ دیکھ رہا ہوں۔"

"مگر میرا باپ ابھی زندہ ہے چچا۔"

"تم جولیا کو صرف اس لئے لاتے تھے نا کہ اگر کہیں پھنس جاؤ تو آدم خور قبائلیوں کے پیشوا سے اس کی شادی کر کے اپنے ساتھیوں کو بچا سکو۔؟

"چچا ذہین ہے۔" عمران نے کہا۔ "مگر شادی صرف نام کی ہوتی۔"

"جانتا ہوں۔" سنگ ہی نے کہا۔ "ایسا نہ ہوتا تو وہ ابتک پاکباز نہ رہتی۔"

"میرا خیال ہے چچا اب ان لوگوں کو مہلت نہ دی جائے۔"

"مگر ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"ان کی آنکھوں پر جو شیشے لگے ہوئے ہیں وہ بلٹ پروف نہیں ہیں۔" عمران نے کہا۔ "اس کے علاوہ اگر ہم ان کے ہاتھوں پر فائرنگ کریں تو بھی یہ بے بس ہو سکتے ہیں۔"

"وہ کیسے۔؟ سنگ ہی کی سرگوشی ابھری۔

"ان کا لباس بلٹ پروف ضرور ہے چچا مگر ان کا لباس ملائم ہے ضرب بہرحال ان کو لگے گی اس طرح چند لمحوں کے لئے ہم ان کے ہاتھ بیکار کر سکتے ہیں۔"

"ویری گڈ شیطان بھتیجے۔" سنگ ہی نے کہا۔ ٹھیک اسی لمحے اڑنے والے انسانوں نے گنوں کا رخ سلگتی ہوئی جھاڑیوں کی طرف کر کے ٹرائیگر دبا دیا تھا فوراً ہی گنوں سے چمکدار لہریں نکلیں اور آگ کے شعلے بجھتے چلے گئے۔

"اب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں بھتیجے۔" سنگ ہی کی آواز ابھری۔ "یہ لوگ اب یہاں سے

جانے ہی والے ہیں۔"

"اگر چلے گئے تو اچھا ہے چچا ورنہ ۔" عمران نے کہا۔ ان میں سے ایک آدھ کم ضرور ہو جائے گا۔"

"میں تمہارے پاس آ رہا ہوں ۔" سنگ ہی نے کہا اور وہ شاخیں پکڑ پکڑ کر نیچے اترنے لگا! دفعتاً جس شاخ پر سنگ ہی دونوں پیر ٹیک کر عمران والے گدے پر اترنا چاہ رہا تھا وہ شاخ چڑ چڑائی! اور اس سے پہلے کہ سنگ ہی دوسری شاخ پکڑ کر سنبھلتا وہ ٹوٹ کر سنگ ہی سمیت نیچے جا گری۔

" دغا دے گئے نا ۔؟ عمران کے منہ سے نکلا تھا۔

"ایک یہ رہا پکڑو اسے ۔" دفعتاً عمران نے اڑنے والے انسانوں میں سے ایک کی آواز سنی۔

"دوسرا بھی اوپر ہی ہوگا ۔" دوسری آواز ابھری۔

"لو بیٹا عمران اب تم بھی پھنسے ۔" عمران نے دل ہی دل میں کہا اور پھرتی سے گدے کے تنے کی طرف کھسکنے لگا۔

پھر وہ سانپ کی سی سرعت سے دوسرے تنے پر چلا گیا نیچے وہ لوگ سنگ ہی سے بٹھرے ہوئے تھے۔ عمران دوسرے گدے پر اس جگہ چلا گیا جس کے نیچے تین اڑنے والے انسان کھڑے ہوئے تھے۔

چوتھا اسی درخت کے پاس پہنچ گیا تھا جس پر وہ موجود تھا جبکہ دو سنگ ہی سے لپٹے ہوئے تھے۔

"تم بھی نیچے آجاؤ مسٹر عمران ۔" ان لوگوں کے پاس نے چیخ کر کہا۔

"میں نے تم کو دیکھ لیا ہے ۔" عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ ان لوگوں کا پاس جس طرف دیکھ رہا تھا عمران اب وہاں نہیں تھا۔

"میں صرف تین تک گنوں گا۔" اس نے کہا۔ اس کے بعد درخت پر فائرنگ کروں گا اور تم جانتے
واسٹین گن پورے درخت کو چھید ڈالے گی۔"

"میں آرہا ہوں پیارے۔" عمران نے دل ہی دل میں کہا پھر چند لمحے نیچے کھڑے ہوئے تینوں اٹرن انسان
تیار رہا جو دلچسپی سے سنگ ہی اور اپنے ساتھیوں کی لڑائی کو دیکھ رہے تھے پھر ایک خاص زاویہ بنا کر اس
نے تینوں اٹرن انسانوں پر چھلانگ لگادی۔

وہ کسی بھاری شہتیر کی طرح ان پر گرا تھا ایک تو ایسا گرا کہ بے حس و حرکت ہو گیا جبکہ دو اس
کے بدن کے نیچے دبے تڑپ رہے تھے۔ ایک کی گردن اس کے بازو کی گرفت میں تھی جبکہ دوسرے کو وہ
بدن سے دبائے ہوئے تھا۔ دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے پیچھے پہنچ گیا ہے اس لئے تیزی سے
کروٹ بدل لی اور اس کے ساتھ ہی اوپر آنے والے ایک اٹرن انسان کے منہ سے دلخراش چیخ نکل گئی۔
عمران نے دیکھا ان کا باس اس دوران سنگ ہی والی اسٹین گن اٹھا کر ان کے پیچھے پہنچ گیا تھا اور اس نے
گن کو نال کی جانب سے پکڑ کر اس کے سر پر وار کیا تھا مگر عمران کے کروٹ بدل لینے کے بعد گن کا
دستہ اٹرن انسان کے سر پر لگا تھا۔

عمران نے دونوں ٹانگوں کو سکیڑا اور اس سے قبل کہ ان کا باس دوبارہ وار کرتا اس نے
بیہوش ہو جانے والے اٹرن انسان کو ٹانگوں سے اس پر اچھال دیا جیسے ہی وہ گرے عمران پھرتی سے
اٹھا اور اپنی گرفت میں دبے ہوئے انسان کی دونوں کنپٹیاں کئی مرتبہ سہلا دیں جیسے ہی اس نے سر ڈالا
عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

اب ان دو کا مقابلہ تین سے تھا عمران نے ان کے باس کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیا تھا جیسے
ہی وہ اٹھا عمران نے فلائینگ کک اس کے سینے پر رسید کی اور وہ الٹ کر سنگ ہی پر جا گرا سنگ ہی نے
اسے اس کو کسی وزنی بوری کی طرح دوسری طرف دھکیل دیا۔

"اپنا وزن خود ہی سنبھالو تمھیجے۔" سنگ ہی غرایا تھا۔

"آہا چچا میں تو تین بوریاں ٹھکانے لگا چکا ہوں۔" عمران چہکا۔ مگر تم دو کو قابو نہیں کر پا رہے دبا دو ان کے گلے۔"

"میں ان سے کچھ پوچھ رہا ہوں تمھیجے۔" سنگ ہی غرا کر بولا۔ ورنہ اب تک یہ کبھی کے جہنم رسید ہو چکے ہوتے۔"

وہ کیا پوچھ رہا تھا عمران کو یہ پوچھنے کی مہلت نہیں ملی تھی چوتھے نے اس پر چھلانگ لگا دی تھی عمران نے اسے ہاتھوں پر سنبھالا اور گھما کر درخت کے تنے پر دے مارا اس کے منہ سے کراہ نکلی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ عمران مڑا سنگ ہی ان دونوں کو چھوڑ کر ہٹ رہا تھا وہ دونوں بے حس حرکت تھے۔

"کیا رہا چچا۔؟

"انجام کو پہنچ گئے۔" سنگ ہی نے کہا۔

"واہ۔" عمران خوش ہوتے ہوئے بولا۔ میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں ان لوگوں پر ایک ٹانگ رکھ کر فاتحانہ نعرہ بلند کروں۔"

"ضرور کرو۔" سنگ ہی خوشدلی سے بولا۔ اور پھر آدم خوروں سے نمٹنے کے لئے تیار رہو۔"

"ان کیلئے میرے پاس ایک تیر بہدف نسخہ ہے۔"

"وہ کیا۔؟ سنگ ہی چونک کر بولا۔

"چچا سنگ۔" عمران نے کہا۔ کیا وہ اپنے مذہبی پیشوا کی موجودگی میں مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔؟

"ہاں یہ تو ہے۔" سنگ ہی نے کہا۔ اب کیا کرنا ہے تمھیجے۔"

"ان لوگوں کے لباس اتار لو۔"

"لباسوں کا ہم کیا کریں گے۔؟"

"مجھے اپنے ساتھیوں کو بھی آزاد کرانا ہے۔"

"لیکن ان لباسوں کو پہن کر ہم اس اڈے تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"وہ کیوں۔؟"

"یقیناً ان میں کوئی ایسا نظام موجود ہو گا جو ان لوگوں کا ہیڈ ہیڈ کوارٹر سے قائم رکھتا ہو گا اب اگر ہم وہاں گئے تو ان لباسوں کی وجہ سے وہ ہماری آمد سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔"

"ہم لباس کا جائزہ لیکر وہ رابطہ کاٹ سکتے ہیں۔"

"اس سے بہتر ہے کہ ہم گھوڑوں پر سفر کریں۔"

"مگر مجھے ان کے لباس زیادہ پسند ہیں۔"

"مگر اس میں خطرہ ہے بھتیجے۔"

"آہا جب میں کسی پرندے کی طرح فضا میں پرواز کروں گا تو کتنا مزا آئے گا۔؟ عمران نے خوشی سے چہکتے ہوئے آسمان کی جانب منہ اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں تشویش کے سائے لہرا گئے۔

"اور جب وہ تمہیں پکڑ لیں گے تو اس سے زیادہ مزا آئے گا۔" سنگ ہی اس سے بے خبر کہہ رہا تھا۔

"بات تمہاری بھی صحیح ہے چچا۔" عمران نے دور آسمان پر نظر آنے والے دھبوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس تو آؤ چلیں۔" سنگ ہی نے کہا۔

"ہاں چلنا ہی پڑے گا۔" عمران نے دھبوں کو واضح شکل اختیار کرتے دیکھ کر کہا وہ دھبے اب پرندوں میں تبدیل ہونے لگے تھے۔

"کیا بات ہے۔۔؟" سنگ ہی چونک کر پلٹا اور پھر عمران جس طرف دیکھ رہا تھا ادھر دیکھنے لگا۔

"اب یہاں سے پھوٹ لو چچا۔" عمران نے کہا۔ "ان کے ساتھی آرہے ہیں۔"

"میں بھی دیکھ رہا ہوں بھتیجے۔"

"تو پھر آؤ۔" عمران نے کہا اور جھک کر پھرتی سے ان میں سے ایک اڑن انسان کی مخصوص گن اٹھائی اور گھوڑے کی جانب دوڑا۔ سنگ ہی بھی اسی جانب جھپٹا تھا پھر سنگ ہی کے بیٹھتے ہی عمران بھی اچھل کر اس کے پیچھے بیٹھا اور سنگ ہی نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔

بلیک زیرو موتو پر گرا اور اسکے دھکے سے موتو درخت کے تنے سے جا ٹکرایا۔ گن بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی جب تک وہ سنبھل کر اٹھتا بلیک زیرو اس کے سر پر پہنچ چکا تھا بلیک زیرو کا ہاتھ گھوما اور موتو کا جبڑہ ہل گیا لیکن وہ بھی لڑائی بھڑائی کے فن سے واقف تھا اس نے جواباً بلیک زیرو کے پیٹ میں گھٹنا مارا تھا جیسے ہی بلیک زیرو جھکا موتو کا دوہتڑ گدی پر لگا اور بلیک زیرو زمین پر گر پڑا مگر موتو کو لات مارنے کی حسرت ہی رہ گئی۔

جیسے ہی موتو نے بلیک زیرو کی کمر پر کود کر دونوں لاتیں مارنی چاہیں بلیک زیرو کروٹ بدل کر ہٹ گیا۔ موتو زمین پر گرا ہی تھا کہ بلیک زیرو کی دونوں ٹانگیں کسی وزنی لوہے کی سلاخ کی طرح موتو کی ٹانگوں سے ٹکرائیں اور وہ اوندھے منہ گر پڑا۔ بلیک زیرو پھرتی سے اس کی کمر پر چڑھ بیٹھا پھر اس کے ہاتھ اس وقت تک چلتے رہے جب تک موتو نے سر نہیں ڈال دیا تھا۔ بلیک زیرو اس پر سے اٹھ گیا پھر درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا وہ اپنی بکھری ہوئی سانسوں کو صحیح کر رہا تھا اس کی نگاہیں موتو کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ موتو کے ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا اور

اس کی بھنویں کھنچی ہوئی تھی۔

دفعتاً کسی قسم کی کھڑ بڑاہٹ سن کر بلیک زیرو پھرتی سے پلٹا تھا اور پھر جھاڑیوں میں آواز پیدا کرنیوالے کو دیکھ کر اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ وہ ایک بڑا خرگوش تھا اور اب اپنی بلور جیسی چمکتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا پھر جیسے ہی بلیک زیرو کا ہاتھ ہلا وہ جست لگا کر جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔

بلیک زیرو کے ہونٹوں پر ہلکی سی تھکن آمیز مسکراہٹ ابھری وہ مڑا اور مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر دم توڑ گئی۔

اس کی آنکھوں میں حیرت اور پھر تفکر کی پرچھائیاں رقص کرنے لگیں۔ موتو اپنے خون آلود چہرے سمیت اس سے چار پانچ گز کے فاصلے پر ایک درخت سے ٹکا کھڑا تھا اس کے لبوں پر خون آلود مسکراہٹ تھی اور دونوں ہاتھوں میں دبی ہوئی اسٹین گن کا رخ اسی کی جانب تھا۔

"تو تم بیہوش نہیں ہوئے تھے۔" بلیک زیرو غرایا۔

"ہاں میں بیہوش تو نہیں ہوا تھا۔ موتو نے کہا۔ البتہ چند لمحے کے لئے میرے حواس ضرور ساتھ چھوڑ گئے تھے۔"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ زیادہ دیر ہوش میں رہ سکو گے۔"

"میں بیہوش بھی نہیں ہونگا۔"

"اتنا خون بہہ گیا ہے اور مزید بہہ رہا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ تم زیادہ سے زیادہ دس پندرہ منٹ اور ہوش میں رہ سکتے ہو اس کے بعد دنیا کی کوئی طاقت تمہیں ہوش میں نہیں رکھ سکے گی۔"

"پرواہ نہیں۔" موتو نے کہا۔ اتنا وقت میرے لئے کافی ہے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا۔؟
"دس پندرہ منٹ تمہیں قابو کرنے کے لئے کافی ہوں گے۔"
"تمہارا خیال ہے کہ میں ہاتھ باندھ کر خود ہی تمہارے سامنے بیٹھ جاؤں گا کہ لو مجھے بیلوں سے جکڑ دو۔"
"نہیں اب مجھ میں سکت نہیں ہے کہ تمہیں باندھ سکوں۔"
"پھر۔؟
"میں ابھی مدد طلب کرتا ہوں۔" موتو نے کہا۔ زیادہ سے زیادہ بیس منٹ میں ہمارا ہوائی دستہ یہاں پہنچ جائے گا۔"
"اوہ تو یہ بات ہے۔"
"ہاں اور مجھے یقین ہے کہ بیس منٹ تک میں خود کو سنبھال سکتا ہوں۔"
"تم حرکت کرنے کے قابل نہیں ہو موتو۔" بلیک زیرو نے کہا۔ اگر میں چھلانگ لگا کر دوسری طرف چلا جاؤں تو جانتے ہو کیا ہو گا۔؟
"میں آپ کو چھلنی کر دوں گا۔"
"خیال ہے تمہارا۔" بلیک زیرو نے کہا۔
"آپ حرکت کر کے دیکھ لیجئے۔" موتو نے اعتماد سے کہا۔
"موتو جب تک تم اس سمت مڑنے کے قابل ہو گے جس طرف میں جست لگاؤں گا تو اس وقت تک میں تمہارے عقب میں پہنچ جاؤں گا۔"
"ایسا ممکن نہیں ہے سر۔"
"تم تیزی سے نقل و حرکت نہیں کر سکو گے موتو۔"

"کچھ بھی ہو سر میں آپ کو نکلنے نہیں دوں گا۔"

"ہونہہ۔"

بلیک زیرو نے سر ہلایا پھر شاید اس نے جست لگانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ موتو کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کی اور گولیاں بلیک زیرو کے قریب زمین چاٹتی نکلی چلی گئیں۔

"میں نے غلط نہیں کہا تھا سر۔" موتو نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"اپنے آپ کو قابو میں رکھو موتو۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"آپ بھی حرکت نہیں کریں سر۔" موتو نے کہا۔

"میری بات مانو موتو مجھے اپنے زخموں کی دیکھ بھال کر لینے دو۔"

"نو سر۔"

"اس طرح اگر خون بہتا رہا تو جانتے ہو کیا ہو گا۔؟"

"میں مر جاؤں گا سر۔"

"یہ جانتے ہوئے بھی اپنی زندگی سے کھیل رہے ہو۔؟"

"یس سر۔" موتو نے کہا۔ میں نے وفاداری کا حلف اٹھایا ہے لہذا میں خود کو غدار کہلوانا پسند نہیں کروں گا۔"

"اس میں غداری کی کوئی بات نہیں ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ میں تمہارے زخموں سے خون روکنا چاہتا ہوں۔"

"ہمدردی کا شکریہ سر۔" موتو نے کہا مگر میں نے لومڑی اور مرغ کی کہانی بہت پہلے سنی ہے لہذا مجھے آپ چالاک مرغا ہی سمجھئے۔"

"تمہاری مرضی۔" بلیک زیرو نے لاپرواہی سے کہا۔

"آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ میں یہ سب کیوں کر رہا ہوں ۔؟

"ظاہر ہے تمہیں اس کے لئے ہدایت ملی ہوں گی ۔"

"ہدایت کا سوال نہیں ہے ۔"

"پھر ۔؟

بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میرا مطلب آپ سے تھا ۔"

"میں سمجھا نہیں کھل کر کہو ۔"

"میں آپ کو پکڑ کر ہیڈ کوارٹر لے جانے پر کیوں بضد ہوں ۔؟

"ظاہر ہے میں تمہارا دشمن ہوں ۔"

"دشمن کو مار ڈالا جاتا ہے سر ۔" موتو نے کہا۔ اور آپ کو ہلاک کرنے کے لئے میرے پاس درجنوں موقعے تھے پھر میں نے ایسا کیوں نہیں کیا ۔؟

"غالباً تم ہماری یہاں آمد کا مقصد جاننا چاہتے ہو گے ۔"

"وہ تو ہمارے علم میں تھا ۔"

"پھر اس کے سوا اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ تم نے اس وقت تک اپنی اصلیت چھپائے رکھی جب تک تمہیں کمپیوٹر نہ مل گیا ۔"

"یہ بھی ایک وجہ ہے سر ۔"

"اس کے علاوہ بھی کوئی وجہ ہے ۔؟

"ہاں سر ہے ۔"

"وہ کیا ۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ آپ کی ذات ہے۔"

"میری ذات۔؟" بلیک زیرو نے دوہرایا بے ساختہ اس کے ذہن میں پھر وہی خدشات ابھرے تھے کہ وہ اس کے ایکسٹو والے راز سے تو نہیں آگاہ ہو گیا اس نے بگ کے ذریعے اس کی ساری ٹرانسمیٹر کالیں سنی تھیں اور یقیناً وہ کالیں بھی سنی ہوں گی جو اس نے ایکسٹو کی حیثیت سے کی تھیں اور اگر وہ کالیں بھی اس نے سنی ہوں گی تو یقینی امر تھا کہ وہ اس بات سے آگاہ ہو چکا تھا کہ وہ یعنی بلیک زیرو ایکسٹو ہے اور اس کا شبہ اس لئے بھی تھا کہ پہلے بھی لموتو اشارۃً بتا چکا تھا کہ وہ کوئی خاص بات جان چکا ہے اور وہ خاص بات یہی ہو سکتی تھی۔

"یس سر۔ صرف آپ کی ذات ایسی ہے جس کی وجہ سے ہماری تنظیم کو کافی فائدے ہو سکتے ہیں اسی لئے میں نے آپ کو قتل نہیں کیا۔"

"میں تمہاری بات پوری طرح سے نہیں سمجھ سکا۔" بلیک زیرو نے کہا حالانکہ اب اس کا شبہ یقین میں بدلتا جا رہا تھا۔

"کیا آپ واقعی نہیں سمجھے سر۔"؟

"ہاں میں تمہاری بات نہیں سمجھا۔"

"حیرت ہے سر۔" لموتو نے کہا۔ "سیکرٹ سروس کا ذہین ترین آدمی میری بات ابتک نہیں سمجھ سکا۔"

"کوئی شخص غیب کا حال نہیں جان سکتا۔"

"مگر ایکسٹو کے لئے تو مشہور ہے سر کہ وہ ہر بات وقت سے پہلے سمجھ لیتا ہے۔"

"ہو سکتا ہے ایسا ہو۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "مگر میرا اس سے کبھی سامنا نہیں ہوا۔"

"سیکرٹ سروس میں رہتے ہوئے بھی۔"؟

"ہاں ۔" بلیک زیرو نے کہا۔ ہر ایک کے فرائض الگ الگ ہوتے ہیں ۔"

"دل چاہتا ہے ایک قہقہہ لگاؤں سر ۔"

"میں نے کون سی مضحکہ خیز بات کہی ہے ۔؟

"کیا یہ مضحکہ خیز بات نہیں ہے سر کہ ایک آدمی اپنے ہی وجود سے انکار کر دے ۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو ۔؟

بلیک زیرو نے پوچھا۔

آہستہ آہستہ اس کے دل میں ابھرنے والے خدشات اب شبہ سے یقین کی حدود میں داخل ہوتے جا رہے تھے۔

"یہی سر کہ آپ اپنے وجود سے انکار کر رہے ہیں ۔"

"یعنی ۔؟ بلیک زیرو سوالیہ نشان بن گیا۔

"کیا میں وہ پہلا شخص نہیں ہوں سر جو یہ دعوا کر سکتا ہے کہ اس نے ایکسٹو کو اس کی اصل شکل میں دیکھا ہے ۔"

"یہ دعوا تم کس طرح کر سکتے ہو ۔؟

"اس طرح سر کہ آپ ہی ایکسٹو ہیں۔ موتو نے کہا اور جاننے کے باوجود بلیک زیرو کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔

اس کے بدترین خدشات کی تصدیق ہو گئی تھی ایکسٹو کا راز موتو پر آشکارا ہو چکا تھا ۔!

اور اس کا مطلب یہ تھا کہ موتو سے یہ راز تھریسیا تک پہنچ جاتا کہ ایکسٹو کون ہے اور پھر تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا جسے دنیا ٹھری کی حیثیت سے جانتی ہے اس راز کے بل پر

عمران کے ملک کو بلیک میل کر سکتی تھی۔

بلیک زیرو کے مساموں سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ بہہ نکلا۔ افریقہ کا سورج ڈوب رہا تھا اور مغربی افق پہ سرنگ رنگ لہریے لینے لگا تھا۔ تاریکی مقدر بن چکی تھی۔

"ختم شد"

درندے کی واپسی، بلیک ہاؤس، بلیک پاور اور مرڈر ایجنٹ کے بعد
اسی سلسلے کا پانچواں ناول

پرمود کی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

گھوڑا ہوا سے باتیں کر رہا تھا۔ کچی زمین بھی پکے فرش کی طرح سے ٹھوس تھی اس لئے گھوڑے کی ٹاپیں دوڑتے ہوئے بہت تیز آواز پیدا کر رہی تھیں البتہ جہاں کہیں گھاس یا جھاڑیاں آجاتیں گھوڑے کی رفتار کسی حد تک کم ہو جاتی تھی اور ٹاپوں کا شور بھی۔

"کہاں کا ارادہ ہے چچا۔" عمران نے پوچھا۔

"کسی ٹھکانے پر۔" سنگ ہی نے بدستور گھوڑا دوڑاتے ہوئے کہا۔

"یہاں کتنے ٹھکانے بنا رکھے ہیں چچا؟"

"بے شمار ہیں۔" سنگ ہی نے لاپرواہی سے کہا۔

"اسی لئے تھریسیا کے آدمی تمہیں تلاش نہیں کر پا رہے تھے۔"

"وہ احمق ہے۔" سنگ ہی نے کہا۔ "اپنی ایجادات پر پھول رہی ہے ورنہ میں اسے ایک عام عورت سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔"

"چیم کہو چچا سنگ کیا تم اس سے الرجک نہیں ہو۔؟

"عقلمند وہی ہے جو اپنے معمولی دشمن سے بھی ہوشیار رہے۔۔

"جانتا ہوں چچا۔" عمران نے کہا۔ اس کی تیز اور چمکیلی نگاہیں راستے کے دونوں اطراف کا احاطہ کرتے ہوئے تھیں اور وہ راستے میں پڑنے والی ہر غیر معمولی چیز کو ذہن نشین کر [illegible] سمجھ رہا تھا۔ کیونکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اسے ایک بار پھر انہی راستوں پہ دوڑنا پڑے [illegible] کی منزل کا علم اسے نہیں تھا۔

"وہ لوگ تمہارے پیچھے کیوں پڑ گئے تھے بھتیجے۔؟ سنگ ہی نے پوچھا

"کیا۔؟ عمران خیالات سے چونک کر بولا۔

سنگ ہی نے اپنا سوال دوہرایا تھا۔

"پتہ نہیں۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"احمق سمجھتے ہو۔؟

"وہ تم کیسے ہو سکتے ہو چچا سنگ۔" عمران نے پلر مان جانے والے لہجے میں کہا۔

"یہ علی عمران بولنے لگا ہے شاید۔"

"اس سے پہلے کیا میری روح بول رہی تھی چچا۔؟

"پتہ نہیں۔"

"جہاں ہم جا رہے ہیں وہاں کھانے پینے کا کیا انتظام ہے۔ ؟

"درخت بے تحاشہ ہیں۔"

"میں جنگلی بکرا نہیں ہوں چچا۔" عمران نے پیرامان جانے والے لہجے میں کہا

"نہیں وہاں جنگلی نہ سہی پہاڑی بکرا بن کر رہنا ہو گا۔"

"کیا ہم کسی پہاڑی غار میں پناہ گزیں رہیں گے۔؟"

"ٹھیک خیال ہے تمہارا۔"

"مگر میں درختوں کے پتے نہیں کھا سکتا چچا۔"

"زندہ رہنا ہو گا تو سب کچھ کھانا ہو گا۔" سنگ ہی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گھوڑے کو ایک ایسے راستے پر ڈال دیا جہاں گھاس کی بہتات تھی۔

"وہ تو غائب ہو گئے چچا۔"

"ہونا ہی چاہیئے تھا۔" سنگ ہی نے کہا۔ "ان کا مقابلہ دنیا کے دو شاطروں سے ہے۔"

"ہم... میں نے کبھی شطرنج نہیں کھیلی۔"

"وہ لوگ اڑنے والے انسانوں کو ناقابل تسخیر سمجھتے تھے۔" سنگ ہی نے عمران کا جملہ نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تو اب بھی سمجھتے ہیں۔"

"اسی لئے تو اپنے چھ ساتھیوں کو وہاں زخمی اور مردہ حالت میں دیکھ کر حیرت ہوئی ہو گی۔" سنگ ہی نے کہا۔ "اور وہ ان میں الجھ کر ہمیں فراموش کر بیٹھے۔"

"یہ ان کی حماقت تھی۔"

"یقیناً ورنہ شاید تھریسیا اسے معاف نہ کرے۔"

"کیا وہ لاجیکل یہاں موجود ہے۔؟" عمران نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"تمہارا اشارہ اگر تھریسیا کی طرف ہے تو میرا جواب ہاں اور نہیں دونوں میں ہے۔"

"کک... کک... کیا مطلب۔؟" عمران حیرت زدہ ہو کر بولا۔

"وہ کہاں ہے اس کا علم اس کے کسی ساتھی کو نہیں ہے۔"

"ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔"

"البتہ جب اس کا دل چاہتا ہے وہ ویژن سکرین پر ان سے رابطہ قائم کر لیتی ہے۔"

"کیا یہ ٹی۔ وی۔ کا کوئی بھائی بند ہے۔؟"

"زیبر ولینڈ والوں کی نئی ایجاد۔" سنگ ہی برا سا منہ بنا کر بولا۔ ٹی وی میں معمولی سی تبدیلی کر کے وہ اسے کارنامہ بتاتے ہیں۔"

"ان کی ہر ایجاد چوری کی ہے چچا۔ عمران نے کہا۔ مگر ویژن سکرین کے بارے میں میری معلومات صفر ہیں چچا سنگ۔"

"وہ ایسا ٹی وی ہے جس پر دونوں طرف سے ایک دوسرے کو دیکھا جا سکتا ہے۔" سنگ ہی نے بتایا۔ اور وہ اسی پر ان سے رابطہ قائم کرتی ہے۔"

"تم وہاں کتنے ہو چچا۔؟"

"کبھی نہیں۔"

"پھر یہ معلومات۔؟"

"ان لوگوں میں رہ کر میں نے جھک نہیں ماری ہے بھتیجے۔"

"کالی بھیڑیں۔؟"

"جو چاہو سمجھ لو۔" سنگ ہی نے کہا۔ بہرحال کئی آدمی میرے لئے کام کر رہے ہیں جبکہ ان کے بڑے یہی سمجھتے ہیں کہ وہ زیبر ولینڈ کے وفادار ہیں۔"

"ایک بات بتاؤ چچا۔" عمران نے کہا۔ تم اتنے دن ان کے ساتھ رہے کیا اس بات کا پتہ چلا سکے کہ زیبر ولینڈ کہاں ہے۔؟"

"نہیں۔" سنگ ہی نے اعتراف کیا۔ میں زیبر ولینڈ کے سلسلے میں اپنی تمام تر کوششوں کے

باوجود بھی کوئی سراغ نہیں پا سکا۔"

"کیا اس کا وجود ہے۔؟

"یقیناً ہے۔" سنگ ہی نے بڑے اعتماد سے کہا۔

"کوئی ثبوت چچا۔؟

"بہت سے ثبوت ہیں۔" سنگ ہی نے کہا۔

"مثلاً کیا۔؟

"اگر زیرولینڈ کا وجود نہ ہوتا تو یہ اتنے ہنگامے اس کے لئے کیوں کرتے۔؟

"یہ تو کوئی بات نہیں ہوتی۔" عمران نے کہا۔

"وہ کیوں۔؟

"اس لئے کہ وہ کسی بھی ملک پر قبضہ کر کے زیرولینڈ کا اعلان کر سکتے ہیں۔"

"اگر تمہاری بات سچ مان لی جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ زیرولینڈ کے سائنسدان ریسرچ کہاں کرتے ہیں۔؟ ان کی لیبارٹری کہاں ہے ان کے کارخانے کہاں ہیں جن سے دنیا کی جدید ترین چیزیں بن کر نکلتی ہیں۔؟

"دنیا میں بہت سے ویران جزائر اور خطے ہیں۔" عمران نے کہا۔ "اور وہ ایسے علاقوں میں ہیں جہاں سے برسہا برس کوئی جہاز نہیں گزرتا اب وہ اگر ان علاقوں میں اپنی تجربہ گاہیں بنا ڈالیں یا کارخانے بنا لیں تو کسے علم ہو گا۔؟

"تم بھی ٹھیک کہتے ہو۔" سنگ ہی نے کہا۔ "مگر زیرولینڈ کا وجود ہے اس بات کا مجھے اسی طرح یقین ہے جیسے یہ کہ اس وقت دن ہے۔"

"بہت بڑی بات کہہ رہے ہو چچا۔؟

"ہاں اور زیرولینڈ اگر کہیں ہے تو وہ جگہ تاریک وادی کا علاقہ ہے۔"

"اس خیال کی وجہ۔؟"

"بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔" سنگ ہی نے کہا۔

"وہ ایک میری سماعت تک بھی پہنچ جائیں تو بھلا ہوگا۔"

"سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ افریقہ کا ایک بہت بڑا حصہ دشوار گذار ہے اور وہ ایسے جنگلات سے بھرا پڑا ہے جہاں سورج کی کرن کا بھی گذر نہیں ہے۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا۔

"ایسے ہی علاقوں میں اگر زیرولینڈ والوں نے اپنی تجربہ گاہیں قائم کر رکھی ہوں تو کسی کو پتہ چل سکتا ہے۔؟"

"شاید نہیں۔" عمران نے کہا۔

"وہ عمارتوں پر سبز رنگ کر کے اور چھتوں پر گھاس اگا کر یا مصنوعی گھاس لگا کر ان کو درختوں کے جھنڈ میں چھپا سکتے ہیں فضا سے دیکھنے والا تمیز بھی نہیں کر سکے گا کہ وہ درخت ہیں یا عمارتیں۔"

"یہ سب ٹھیک ہے چچا۔ مگر میں دعوا کر سکتا ہوں کہ زیرولینڈ والوں کی کوئی بھی تجربہ گاہ یا ایسی ہی دوسری عمارت زمین کے اوپر نہیں ہے۔"

"میں اس خیال کی تردید کروں گا۔"

"میں اس تردید کی وجہ ضرور پوچھوں گا۔"

"ہاں۔ اوہ ہو۔" دفعتاً سنگ ہی کے منہ سے نکلا۔

"کیا ہوا چچا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"ہم ٹھکانے پر پہنچ گئے ہیں"۔ سنگ ہی نے گھوڑے کی رفتار کم کرتے ہوئے کہا۔

"بڑی بھوک لگی ہے چچا"۔ عمران نے کہا اور لاٹرن السان کے پاس سے اٹھائی ہوئی گن کو لباس میں پوشیدہ کر لیا۔

"آؤ"۔ ایک جگہ سنگ ہی نے گھوڑا روکتے ہوئے کہا۔

"کھانے کا انتظام فوری ہونا چاہیئے چچا"۔ عمران نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا۔

عمران کے اترنے کے بعد سنگ ہی بھی گھوڑے سے اتر پڑا تھا پھر اس نے گھوڑے کی لگام پکڑی اور ایک جانب بڑھنے لگا۔

ایک تنگ سی دراڑ میں گھس کر وہ فوراً ہی دائیں طرف مڑ گیا۔ عمران نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔

اندر گھستے ہی وہ چونک پڑا یہ غار کافی بڑا تھا اور قدرتی تھا۔ اس میں عمران نے ایک طرف پیال کے ڈھیر رکھے دیکھے تھے جبکہ دوسرے کونے میں بہت سا سامان اور مختلف اشیاء کے ڈبے رکھے ہوئے تھے انہی میں کیروسین آئل کا چولھا اور پیٹرومیکس لیمپ بھی تھا۔

"بیٹھو چچا"۔ عمران جھپٹ کر مچھلی کا ڈبہ اٹھاتے ہوئے بولا۔

"بیٹھ جاؤ"۔ سنگ ہی نے پیال کا ایک ڈھیر عمران کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ گھوڑا اس نے ایک طرف باندھ کر اس کے آگے خشک گھاس ڈال دی تھی۔ پھر وہ چولہے کے پاس بیٹھا اور اسے جلانے لگا۔

"یہاں پانی کا کیا حال ہے چچا"۔؟ عمران نے مچھلی کا ڈبہ کھولتے ہوئے پوچھا۔

"قریب ہی ایک پہاڑی نالہ موجود ہے"۔

"آہا"۔ عمران نے کہا۔ آبشار دیکھنے میں کیسا خوبصورت لگتا ہے"۔

"آبشار یہاں سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔"

"میں پانی لے آؤں چچا؟"

"بیٹھے رہو۔" سنگ ہی نے کہا۔ یہاں میرے قبیلے کے لوگ نگرانی پر رہتے ہیں تنہا باہر نکلے تو زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکے گی۔"

"آہا پھر تم ہی تکلیف کر دو چچا۔" عمران نے کہا۔ آئینے میں آگ۔ جلا کر کھاتا گرم کرتا ہوں مجھے یہاں فراخی پن بھی نظر آرہا ہے۔"

"کبھی بھی مل جائے گا۔" سنگ ہی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کون سے جانور کی چربی ہے چچا؟"

"سیراڈو نیو یو سے لایا ہوا گلا ہے۔" سنگ ہی نے ایک بالٹی نما ٹن اٹھاتے ہوئے کہا۔ "چیزیں وہیں سے آتی ہیں۔"

"تم لاتے ہو؟"

"ابھی آتا ہوں پھر باتیں ہوں گی۔" سنگ ہی نے کہا۔ مگر میں تمہیں ایک بار پھر تنبیہ کہ غار سے باہر نہیں نکلنا ورنہ تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا کہ تیر کس نے چلایا اور کس طرف سے آیا تھا۔"

"آہا یقین کرو چچا میں یہاں سے ہلوں گا بھی نہیں۔"

"یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔" سنگ ہی نے کہا اور غار سے نکلا چلا گیا ایک لمحہ بعد عمران جھپٹ کر اٹھا تھا وہ لپکتا ہوا غار کے دہانے تک پہنچا تھا اس نے جھانک کر دیکھا سنگ ہی غار سے نکل کر دراڑ کے دہانے پر نظر آیا تھا پھر وہ غائب ہو گیا عمران پلٹا اور تیزی سے وہاں رکھے سامان کی تلاشی لینے لگا۔ یہاں اسے ایک جدید طرز کا ٹرانسمیٹر نظر آیا تھا غار کے اندر نا ایک

حصے میں جب اس نے دیا سلائی جلا کر دیکھا تو لکڑی کی کئی پیٹیاں رکھی نظر آتی تھیں وہ سب پیک تھیں مگر ان پر لکھی تحریر پڑھتے ہی اس کے ہونٹ دائرے کی شکل میں سکڑ گئے تھے۔ ان پیٹیوں میں اسلحہ بھرا ہوا تھا۔

دستی بم اور اسٹین گنیں اور گنوں کا میگزین۔ عمران دیا سلائی کی روشنی میں ایک ایک پیٹی پر لکھی ہوئی تحریر پڑھتا چلا گیا۔

پیٹیوں کے اختتام کے بعد بھی غار اندر تک چلا گیا تھا اور آگے گہری تاریکی تھی عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر واپس اپنی جگہ آبیٹھا کیروسین سٹوپ جل اٹھا تھا اور اس کی ہلکی ہلکی زوں زوں کی آواز وہاں گونج رہی تھی۔

عمران کھانا گرم کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ سنگ ہی بھی لوٹ آیا اس کی واپسی دس منٹ میں ہوئی۔ اس نے پانی کا بالٹی نما برتن عمران کے قریب لاکر رکھا۔

"کافی کے لئے پانی چڑھا دو۔"

"بہت بہتر چچا۔" عمران نے کسی سعادتمند بھتیجے کی طرح سے کہا۔

"یہاں کیا کچھ دیکھ ڈالا۔؟" سنگ ہی نے پیال کے ڈھیر پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کہاں۔؟" عمران بظاہر چونک کر بولا۔

"غار کے اندر والے حصے میں۔" سنگ ہی نے اس حصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں عمران اسلحہ کی پیٹیاں دیکھ چکا تھا۔

"اچھا۔" عمران کے لہجے میں اب بھی حیرت تھی۔ کیا غار اس طرف اندر تک چلا گیا ہے۔؟

"چلو کھانا لے آؤ۔" سنگ ہی نے یک لخت بات پلٹ دی۔

"ادھر ہی آجاؤ چچا۔" عمران نے کہا اور مچھلی کا ایک پیس کاٹنے لگا۔ سنگ ہی عمران کے

قریب کھسک آیا تھا۔

وہ دونوں خشک غذا سے پیٹ بھرنے لگے نہ ہی عمران نے اسے چھیڑا اور نہ ہی شنگ ہی کچھ بولا۔ دونوں ہی کچھ نہ کچھ سوچ رہے تھے۔

"ہاں اب کھل جاؤ بھتیجے۔" سنگ ہی نے کافی کے لئے رکھے ہوئے پانی سے اٹھتی ہوئی بھاپ پر نگاہیں جمائے ہوئے کہا۔

"میں بند ہی کب ہوں چچا۔؟" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا تھا۔

"وہ مشین تم نے کہاں چھپائی ہے۔" سنگ ہی اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

"کیسی مشین چچا۔؟"

"وہی جو تم نے بستی میں میری جھونپڑی سے چرائی ہے۔"

"وہ ... " عمران ہنس کر بولا۔ "وہ تو اڑن انسان اٹھالے گئے۔"

"اور تم کو چھوڑ گئے۔؟"

"میرا وہ کیا کرتے چچا۔"

"خیریت اسی میں ہے بھتیجے کہ تم مشین میرے حوالے کر دو۔" سنگ ہی نے کہا۔ "اس میں تمہارا بھی فائدہ ہے۔"

"وہ کیا چچا۔؟"

"میں ٹی تھری بی کے چنگل سے تمہارے ساتھیوں کو آزادی دلوا دوں گا۔"

"اس طرح کہہ رہے ہو جیسے وہاں کے انچارج تم ہی ہو۔"

"وہاں میرے آدمی موجود ہیں۔"

"مگر یقین کرو مشین اب میرے قبضے میں نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔ "اڑن انسانو

سے پہلے مشرق بعید والوں نے حملہ کیا تھا اور انھوں ہی نے مشین میری کمر پر سے کھولی تھی جیسا [illegible]
انسان ہمراہ لے گئے ہیں۔"

"ہونہہ۔۔" سنگ ہی نے عمران کے چہرے پر نگاہیں جمادی۔

۴

کسی قسم کی تیز آواز سن کر وہ سب ہی چونک کر بستروں سے اٹھ بیٹھے تھے چند لمحے وہ اطراف میں دیکھتے رہے پھر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"یہ کیسی آواز تھی۔؟" صفدر نے پوچھا مخاطب کوئی نہیں تھا۔

"پتہ نہیں۔" خاور نے کہا۔

"ایسا لگا تھا جیسے تیز سیٹی بجی ہو۔" جولیا نے کہا۔

"ہمیں سوئے ہوئے ابھی دیر ہی کتنی ہوئی تھی۔؟" صفدر نے کہا۔

"پون گھنٹہ۔" نعمانی نے کہا۔ "آٹھ بجے ہم لوگ اونگھ گئے تھے اور اب تو پونے نو بجے ہیں۔"

"یہ بھی حیرت کی بات ہے کہ ہم آٹھ ہی بجے سو گئے تھے۔" خاور نے کہا۔

"حالانکہ میں بارہ ساڑھے بارہ بجے سونے کا عادی ہوں۔" صفدر نے کہا۔

"اور میں دس گیارہ بجے۔" صدیقی نے جواب دیا۔

"آخر یہ سب کیا ہے۔؟" تنویر جھلا کر بولا۔

"ہم کوئی تیز آواز سن کر چونکے تھے۔" نعمانی نے کہا۔

"وہ مجھے بھی معلوم ہے مگر وہ آواز تھی کیسی"؟

"شاید سیٹی کی سی آواز تھی۔؟ جولیا نے کہا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمیں جگایا گیا ہو۔" صدیقی نے کہا۔

"کون جگائے گا۔؟ صفدر نے پوچھا۔

"ممکن ہے تھریسیا ہم سے کچھ پوچھنا چاہتی ہو۔" جولیا نے کہا اور صفدر کے ساتھ دوسرے بھی چونک پڑے تھے۔

"ہاں بات قابل غور ہے۔" صفدر نے کہا۔ اگر ہمیں جگایا گیا ہے تو اس کا ایک ہی مطلب ہے۔"

"وہ کیا۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات ظہور پذیر ہوئی ہے۔" صفدر نے کہا۔

"خاص بات اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ عمران صاحب پکڑ لئے گئے ہوں گے۔" صدیقی نے کہا۔ یا پھر وہ کمپیوٹر حاصل کر چکے ہوں گے۔"

"عمران صاحب کا۔۔۔" صفدر کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا تھا۔ وہاں کھڑکھڑاہٹ کی سی آواز ابھری تھی وہ سب ہی چونک پڑے کیونکہ اس آواز کا مطلب یہی تھا کہ تھریسیا ان سے گفتگو کرنا چاہتی ہے۔ اب تک کھڑکھڑاہٹ کی آوازوں کے بعد تھریسیا ہی نے ان کو مخاطب کیا تھا۔ ے ان

"مادام ٹی تھری بی کی کال ہے شاید۔" جولیا نے کہا۔

"تمہارا خیال ٹھیک ہے مس جولیا نافٹز واٹر۔" وہاں تھریسیا

تم لوگوں کی نیند خراب کرنے کی ایک خاص و

"ہم وجہ جاننے کے منتظر ہیں۔ آدمی بطور گائیڈ ساتھ تھا۔" جولیا نے پوچھا۔

"کیا تم لوگوں کا کوئی اور ساتھی بھی یہاں موجود ہے۔؟" تھریسیا نے پوچھا۔

"عمران صاحب اور ایک گائیڈ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔" صفدر نے جواب دیا۔

"تمہیں یقین ہے صفدر۔؟"

"بالکل۔" صفدر نے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ تم ٹیم کے افراد اور تعداد سے واقف ہو خود ہی دیکھ لو کون کم ہے۔"

"ہاں عمران کے علاوہ باقی سب افراد یہاں موجود ہیں۔" تھریسیا نے کہا۔

"بس پھر تمہیں ایسی لایعنی بات نہیں پوچھنی چاہئے تھی۔"

"تمہارا کم از کم ایک ساتھی اور بھی ہے۔" تھریسیا نے کہا۔

"مگر ہمارے ساتھ ٹیم کے ممبران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔"

"ایک ایسا آدمی جو تم لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رہ کر تمہارے لئے کام کر رہا تھا۔" تھریسیا نے کہا۔ "اور عمران سے وہ برابر رابطہ رکھے ہوئے تھا۔"

"ہمیں اس بارے میں کوئی علم نہیں۔" صفدر نے حیرت سے کہا اس کے ذہن میں فوراً ہی انکیسٹو کا نام ابھرا تھا ظاہر ہے ایک وہی ایسی شخصیت تھی جو ان کے ہمراہ یہاں آئی تھی اور ان سے الگ رہ کر ان کو گائیڈ کر رہی تھی۔

"عمران کے سوا شاید ہی کوئی اس سے آگاہ ہو۔"

"مگر تمہیں کیوں تشویش ہے۔؟" صفدر نے پوچھا۔ "کیا وہ آدمی پکڑ لیا گیا۔؟"

"اور ہیں دس گیارہ بجے پکڑا گیا تھا۔"

"آخر یہ سب کیا ہے۔؟" تنویر جھلا کر بولا۔

"ہم کوئی تیز آواز سن کر چونکے تھے۔" نعمانی نے آدمی تھا۔ تھریسیا نے کہا۔ اور ایک بار پھر

کال کرنیکے باوجود اس سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔"

"کیا اس کے پاس ٹرانسمیٹر ہے۔؟

"ہاں کلپ ڈیوائیس ہے۔ شاید عمران نے تمہیں اس کے بارے میں بتایا ہو۔"

"اگر کلپ ڈیوائیس ہے تو تم آسانی سے اسے ٹریس کر سکتی ہو۔"

"ایسا کیا جا چکا ہے۔" تھریسیا نے کہا۔ مگر جس جگہہ کی کلپ ڈیوائیس نے نشاندہی کی تھی وہاں وہ نہیں ملا۔"

"کلپ ڈیوائیس ہاتھ لگی۔؟

"نہیں۔" تھریسیا کی آواز آئی۔ ایک مخصوص علاقے سے اس کے سگنل ابھر رہے ہیں مگر اصل جگہہ کا پتہ نہیں لگ رہا۔"

"ہم سے کیا چاہتی ہو۔؟

"صرف یہی معلوم کرنا تھا کہ وہ آدمی کون ہے۔؟

"جب ہم اس سے ناواقف ہیں تو کیا بتا سکتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے وہ تم لوگوں کا واقف ہے۔"

"یعنی۔؟ صفدر نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"وہ تمہارا پراسرار چیف آفیسر ایکسٹو ہی ہو سکتا ہے۔" تھریسیا کے ان الفاظ نے ان پر بم جیسا دھماکہ کیا تھا۔"

"کیا تم ٹھیک کہہ رہی ہو کہ وہ ایکسٹو تھا۔" صفدر نے کہا۔

"ہاں میرا اندازہ یہی ہے۔"

"اور اس کے ساتھ تمہارا ایک آدمی بطور گائیڈ ساتھ تھا۔" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں سپر اٹو نیو یو سے ہی وہ اس کے ساتھ تھا۔"

"اور اب اس کی خبر نہیں مل رہی۔؟"

"ہاں۔" تھریسیا نے کہا۔ "تم کہنا کیا چاہتی ہو جولیا۔؟"

"یہی کہ اگر وہ واقعی ایکسٹو ہے تو تم اپنے آدمی پر فاتحہ پڑھ لو۔"

"کیا مطلب۔؟"

"کوئی ایسا آدمی دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتا تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا جس نے ایکسٹو کی اصل شکل دیکھ لی ہو یا اس کا راز پا لیا ہو۔"

"مجھے بھی یہی ڈر ہے۔" تھریسیا کے لہجے میں فکر کی جھلک تھی۔

"ہے نا۔" جولیا نے کہا۔ "تمہیں چاہیئے تھا کہ جیسے ہی ایکسٹو کے بارے میں پتہ چلا تھا اپنے آدمی کو ہٹا لیتیں۔"

"مجھے پہلے اس کا علم نہیں تھا اور نہ ہی میرے آدمی نے اطلاع دی تھی۔" تھریسیا نے کہا۔ "یہ تو جب اس سے رابطہ ٹوٹ گیا تب خیال آیا کہ وہ کون ہو سکتا ہے۔"

"اب اپنے آدمی کی لاش تلاش کراؤ۔"

"لاش۔" تھریسیا نے دوہرایا۔ "اب تک میں اپنے کئی ساتھیوں کی لاشیں اٹھوا چکی ہوں مس جولیانا فٹز واٹر۔"

"مگر ہم نے کسی کو ختم نہیں کیا تھا۔" صفدر نے تیزی سے جواب دیا۔

"یہ سب عمران اور سنگ ہی کا کیا دھرا ہے۔"

"کیا۔؟" وہ سب ہی چونکے تھے۔

"عمران اور سنگ ہی ایک دوسرے سے کہاں مل گئے۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"جنگل میں۔" تھریسیا نے تفصیلات دوہراتے ہوئے کہا۔

"گویا ہمارے ساتھ جو گائیڈ تھا وہ بھی تمہارا آدمی تھا۔؟"

"ہاں وہ ہمارا آدمی تھا۔" تھریسیا نے کہا۔ "اسے اور مشرق بعید والی پارٹی کے ساتھ موجود ہمارے آدمی یعنی دونوں کو انہوں نے ختم کر دیا ہے۔"

"عمران اور سنگ ہی نے۔؟"

"ہاں اس کے علاوہ ہوائی دستے کے کچھ لوگ بھی مارے گئے ہیں۔"

"یعنی اڑنے والے انسان۔" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں وہی۔" تھریسیا کی آواز آئی۔

"مگر ان پر تو کوئی چیز اثر نہیں کرتی تھی۔" جولیا نے کہا۔ "پھر عمران یا سنگ ہی نے ان کو کیسے مارا۔؟"

"وہ عمران ہے جولیانا فٹز واٹر۔" تھریسیا نے کہا۔ "دنیا کا احمق ترین آدمی جس کی ذہانت کا کوئی بدل نہیں۔"

"تمہیں یقین ہے کہ انہیں عمران نے مارا ہے۔؟"

"ہاں زندہ بچ رہنے والوں نے یہی بتایا ہے۔"

"گویا اب تم لوگوں کے آدمی عمران کی تلاش میں ہیں۔؟"

"ہمیں عمران سے زیادہ اس مشین کی تلاش ہے۔" تھریسیا نے کہا۔ "جو تمہارے جہاز سے گرائی گئی تھی۔"

"مشین۔" جولیا نے دوہرایا۔

"ہاں ہو تو وہ معلوم ہے کہ وہ کاناماریوں کی بستی کے پیشوا کے جھونپڑے سے عمران کو مل گئی تھی۔"

تھریسیا نے کہا۔ اور وہ اسے لیکر ہی وہاں سے چلا تھا۔"

"مشین اب کہاں ہے یہ عمران ہی کو معلوم ہوگا۔" جولیا نے کہا۔ تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ ہم بیہوش ہو گئے تھے۔"

"ہاں تم لوگ بیہوش ہو گئے تھے۔" تھریسیا نے کہا "مگر وہ جو احمق کہلاتا ہے بیہوش نہیں ہوا تھا صاف نکل گیا۔"

"اب ہم سے کیا چاہتے ہو۔؟"

"کیا تم لوگ عمران کے پروگرام سے آگاہ ہو۔؟"

"کیسا پروگرام۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"واپسی کا۔" تھریسیا کی آواز آئی۔

"نہیں۔" جولیا نے کہا۔ "ہمیں آنیکے پروگرام کا علم نہیں تھا تو واپسی کے پروگرام کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔"

"پھر یہاں کس طرح آ گئے تھے تم لوگ۔؟"

"بس حکم ملا روانہ ہو جاؤ۔" جولیا نے کہا۔ بس روانہ ہو گئے جہاز نے یہاں اتار دیا اتر گئے کمان عمران کے ہاتھ میں تھی جس طرف اس نے چاہا ہانک دیا۔"

"کیا بات ہے تھریسیا ہنسی۔ آجکل عمران سے تعلقات خراب چل رہے ہیں کیا۔؟"

"مطلب کی بات کرو۔" جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"مطلب کی بات یہ ہے کہ تم لوگوں کو عمران کے بارے میں بتانا ہوگا۔" تھریسیا کی آواز ابھری۔ جولیا کے سرد لہجے نے اس میں فوری تبدیلی پیدا کی تھی۔

"ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔"

"تم اس سے رابطہ کیسے قائم کرتے۔؟

"رابطہ قائم کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔" جولیا نے کہا۔

"میرا اشارہ اس سچویشن کی طرف ہے جب تم ایک دوسرے سے الگ ہو جاؤ۔"

"عام قسم کے ٹرانسمیٹر پر" جولیا نے کہا۔ اور وہ ٹرانسمیٹر تمہیں ہمارے سامان میں سے مل گئے ہوں گے۔"

"فریکوئنسی کیا ہے۔؟

"ٹو تھری ناٹ فائیو۔" جولیا نے فریکوئنسی بتادی وہ ... فریکوئنسی معلوم ہو جانے پانے سے تھریسیا یا ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" تھریسیا کی آواز ابھری۔

"میں کچھ پوچھنا چاہتی ہوں ... اس سے پہلے کہ رابطہ منقطع ہوتا جولیا بول پڑی۔

"کیا پوچھنا ہے۔؟

"ہمیں کیوں پکڑ بلوایا گیا ہے۔؟

"اصل ہدف عمران تھا جو نکل گیا۔"

"پھر۔؟ جولیا نے کہا۔ ہمیں کیوں پکڑ رکھا ہے۔؟

"تم اپنے کو یرغمال سمجھ سکتی ہو۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا۔؟

"یرغمال کا مطلب نہیں سمجھتیں۔"

"اچھی طرح سمجھ سکتی ہوں۔" جولیا نے کہا۔ مگر اس طرح تم عمران سے کوئی سودے بازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو وہ ناکام رہے گا۔"

"جانتی ہوں۔؟

"اس کے باوجود ہمیں روکے رکھنے کا ارادہ ہے۔؟

"ہاں عمران ہاتھ لگ جاتے تو بات ختم ہو جاتے گی اور تم لوگوں کو سیارڈ و نیو یو کے گرد و نواح میں پہنچا دیا جائے گا۔"

"اس طرح عمران کیسے ہاتھ لگے گا۔؟

"بچوں کا سا سوال ہے۔" تھریسیا جولیا کا سوال سن کر قہقہہ لگا کر بولی۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ عمران تم لوگوں کو یہاں چھوڑ کر وطن لوٹ جائے گا۔؟

"کبھی نہیں۔" جولیا نے کہا۔

"بس تو جس وقت وہ ان اطراف میں آیا گرفتار کر کے میرے سامنے پہنچا دیا جائے گا۔"

"اوہ۔" جولیا کے منہ سے نکلا۔ تو یہ بات ہے۔؟

"ہاں اب کہو تم لوگ یرغمالی ہوئے یا نہیں

"فرض کرو مشین عمران کے پاس نہ ہوئی تو۔؟

"ہم مشین کی جگہ عمران کو قبول کر سکتے ہیں۔" تھریسیا کی ہنسی آمیز آواز آئی۔ اس طرح کم از کم ہم تمہارے ملک میں اپنے منصوبے تو مکمل کر سکیں گے۔"

"ایک عمران کے نہ ہونے سے کیا فرق پڑے گا۔" صفدر نے بات بنائی۔ ایکسٹو کی موجودگی میں کوئی تخریبی کار کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

"ایکسٹو۔" تھریسیا کا قہقہہ ابھرا۔ اب ایکسٹو کو بھول جاؤ مسٹر صفدر میں ایسے انتظام کر رہی ہوں کہ وہ ان جنگلات سے زندہ نہ جا سکے گا۔"

"خیال ہے تمہارا مادام تھریسیا۔" صفدر نے کہا۔ مجھے کچھ اور ہی نظر آرہا ہے۔"

"وہ کیا مسٹر صفدر۔؟"

"یہی کہ تمہارا یہ اڈہ اور یہاں آس پاس موجود راکٹ اسٹیشن سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا اور تمہیں پھر بھاگنا پڑے گا۔"

"تمہیں راکٹ اسٹیشن کے بارے میں کیسے پتہ۔؟" تھریسیا کی آواز ابھری۔

"معمولی سی بات ہے۔" صفدر نے کہا۔ "ہمارے طیارے کو راکٹ مار کر گرایا گیا تھا اور چونکہ یہ برازیلی ایریا ہے اور برازیلی حکومت کے پاس کوئی راکٹ اسٹیشن نہیں ہے۔"

"ہونہہ۔" تھریسیا کی آواز آئی۔ "سیکرٹ سروس کے افراد واقعی ذہین ہیں۔"

"تسلیم کرتی ہو نا۔؟" صفدر نے کہا۔

"ہاں اور اب مجھے اس بات پر غور کرنا پڑے گا کہ عمران کے ہاتھ لگنے کے بعد تم لوگوں کو چھوڑا جائے یا ہمیشہ کے لئے زیرو لینڈ پہنچا دیا جائے۔؟"

"وہ خوابوں کا زیرو لینڈ۔؟" صفدر نے تمسخر اڑایا۔

"تم اسے خواب ہی سمجھ سکتے ہو مسٹر صفدر۔" تھریسیا نے کہا۔ "مگر ایک دن آئے گا کہ دنیا زیرو لینڈ کے وجود سے آگاہ ہو کر اس کے زیر نگیں آجائے گی۔"

"وہ وقت کب آئے گا مادام۔؟"

"بہت جلد۔" تھریسیا نے کہا۔ "ہم لوگ اب اتنے طاقتور ہیں کہ دنیا کی بڑی سے بڑی حکومت سے ٹکرا سکتے ہیں ہمارے پاس ایسے جدید ترین حربے ہیں کہ روس اور امریکہ کے تمام میزائل راکٹ اور ایٹم بم سے لدے ہوئے جہاز راکٹ اور میزائل ایک ہی لمحے میں ان کی جگہوں پر خاک کا ڈھیر بن سکتے ہیں۔"

"اس کے باوجود تم لوگ اپنی چودھراہٹ کا اعلان نہیں کر رہے۔ حیرت ہے۔"؟

"حیرت کی بات نہیں مسٹر صفدر۔" تھریسیا نے کہا۔ "ہم لوگ دوسرے سیارے مسخر کر رہے ہیں ہمارے راکٹ شپ اس وقت مریخ اور زہرہ تک جا رہے ہیں ان کی تسخیر بے حد ضروری ہے دنیا کو تو جب چاہیں ہم اپنے زیر نگیں لا سکتے ہیں۔"

"سراب کبھی حقیقت نہیں بنا کرتا مادام تھریسیا۔" صفدر نے کہا۔

"کیا تمہیں اس بات کا یقین نہیں کہ زیرو لینڈ کا وجود ہے۔"

"دنیا میں کسی کو بھی اس کا یقین نہیں ہے۔"

"پھر دنیا بھر کے سائنسداں ایسے ہی زیرو لینڈ کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔"

"ہر حکومت تخریب کاروں اور جاسوسوں کو اپنی حدود مملکت سے ختم کرنا چاہتی ہے۔" صفدر نے کہا۔ "اور زیرو لینڈ کی تنظیم بھی ایسی ہی ایک تخریب کار تنظیم ہے۔"

"جو چاہو کہہ لو۔" تھریسیا نے کہا۔ "کیا تم لوگ اپنے ملک کے لئے دوسرے ملکوں میں جا کر تخریب کاری اور جاسوسی کے فرائض انجام نہیں دیتے۔؟"

"مجھے اس کا اعتراف ہے۔" صفدر نے کہا۔ "مگر وہ ہم اپنے ملک کی بہتری اور اپنے ہم وطنوں کی بھلائی کے لئے کرتے ہیں۔"

"ہم لوگ بھی اپنے وطن زیرو لینڈ کے لئے ہی سب کچھ کرتے ہیں۔"

"زیرو لینڈ ایک سراب ہے مادام۔"

"سراب کبھی کبھی حقیقت میں بھی بدل جاتے ہیں۔"

"شاید زیرو لینڈ کے ساتھ ایسا نہ ہو۔" صفدر نے کہا۔

"اچھا لیس۔" تھریسیا کی آواز کے ساتھ ہی وہاں خاموشی چھا گئی۔ وہ سب چند لمحے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر نعمانی نے ہی کہا تھا۔

"اب ہم لوگ ایک لمبے عرصے کے لئے یہاں پھنس گئے ہیں۔"

"اوہ۔ میرا خیال اس سے مختلف ہے۔" صفدر نے کہا۔ اور وہ یہ کہ ہم یہاں چند دن سے زیادہ مقید نہیں رہیں گے۔" ایکسٹو اور عمران جلد ہی یہاں آموجود ہوں گے۔" صفدر کے اس خیال پر کسی نے رائے زنی نہیں کی تھی۔

بلیک زیرو کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا اس کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ رہی تھی مساموں سے نکلنے والے پسینے نے سارا لباس نم کر دیا تھا۔ اسے رہ رہ کر عمران کے الفاظ یاد آ رہے تھے کہ موتو سے ہوشیار رہنا۔

یہ اس کی اپنی حماقت اور غفلت تھی جو آج ایکسٹو کا راز افشاں ہو گیا تھا۔ اگر اس نے عمران کی بات پر دھیان دیا ہوتا تو یہ سب کچھ نہ ہوتا لیکن قصور اس کا بھی تو نہیں تھا اسے اس بات کا کوئی خدشہ نہیں تھا سان و گمان تک نہیں تھا کہ ان کا ٹکراؤ زیرو لینڈ کی تنظیم سے ہوگا اور وہ کفر لیبیا سے ٹکرائیں گے۔ ذرہ بھر بھی اس کا خیال ہوتا تو وہ اپنے سائے سے بھی ہوشیار رہتے وہ تو یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ آسانی سے کمپیوٹر حاصل کر کے لوٹ جائیں گے۔

زیادہ سے زیادہ ان کو مخالف پارٹیوں اور آدم خوروں سے نمٹنا پڑے گا اور اس کے لئے وہ پوری طرح سے تیار ہو کر اپنے وطن سے روانہ ہوئے تھے۔ یہ افتاد تو اب ٹوٹی تھی۔ اب پتہ چلا تھا کہ

موتواس کا نہیں زیرولینڈ کا وفادار ہے۔ اور بقول موتوان کا برازیلی مخبر اور ایجنٹ موی بھی انہی کا ساتھی ہے۔!

گویا وہ لوگ عمران کو بھی نقصان پہنچا چکے ہیں۔ اڑنے والے انسانوں کی آمد اس کا ثبوت تھی۔ لیکن اس اکیلا اس ابھی وقت تھا ساری کوتاہیوں کے باوجود اس کے پاس ابھی وقت تھا کہ وہ اکیٹیلو کے راز کو افشاں ہونے سے بچالے۔

اس وقت صرف موتو اس راز سے آگاہ تھا اور اگر وہ اس کی زبان خاموش کر دے تو یقینی بات تھی کہ اکیٹیلو کا راز محفوظ رہتا لیکن اس وقت خود اس کی اپنی زندگی خطرے میں تھی اسے اس سلسلے میں... احتیاط سے کام لینا تھا ہوسکتا تھا زیادہ خون بہنے کی وجہ سے موتو پر غشی طاری ہو جاتی اور وہ اس پر قابو پا لیتا یا اس سے پہلے اسے موقع مل جاتا۔

بہرحال اسے دونوں ہی باتوں کا منتظر رہنا تھا اور دیکھنا تھا کہ قدرت کون سا موقع پہلے عطا کرتی ہے۔

"میں اس راز سے اس وقت واقف ہوا سر کہ آپ اکیٹیلو ہیں۔" موتو نے کہا۔ "جب آپ نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو مرغوں کے بارے میں اطلاع دی تھی۔"

"ہونہہ۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "کیا وہ بگ جس کے ذریعے تم میری گفتگو سنتے رہے ہو اب بھی میرے لباس میں ہے۔؟"

"یس سر موجود ہے۔"

"کیا اس کے ذریعے تم میری گفتگو آسانی سے سنتے رہے ہو۔؟"

"یس سر۔" موتو نے کہا۔ "اس بگ کا دائرہ دس میل ہے۔"

"ہونہہ۔" بلیک زیرو نے اطمینان کا سانس لیا ورنہ یہ خدشہ بھی اس کے ذہن میں ابھرا تھا کہ

کہیں ایسا تو نہیں کہ بگ کے ذریعے نشر ہونے والی اس کی گفتگو کہیں اور بھی سنی گئی ہو مگر اب دس میل کی رینج کا معلوم ہو جانے کے بعد اسے یقین تھا کہ کسی اور جگہ اس کا راز اب تک نہیں پہنچ سکا۔!

"تمہیں مجھ پر پہلے سے شبہ تھا۔؟

"نو سر۔" موتو نے کہا۔ "یہ تو اتفاقی بات تھی۔"

"پھر تم نے بگ کیوں لگایا تھا۔؟

"صرف آپ کی گفتگو سننے کے لئے۔ ہمیں اس کے لئے ہدایت ملی تھی کہ ہر پارٹی کے سربراہ کے پاس بگ پہنچا دیا جائے اور ان کی ہر بات سے آگاہی حاصل کر کے رپورٹ دی جائے۔"

"مگر میں تو تنہا تھا۔"

"ہاں دوسروں کے لباس میں بگ اس لئے لگایا گیا تھا کہ اگر وہ چھپ کر کوئی گفتگو کریں تو وہ ہم سن لیں البتہ آپ نے جب اپنے ساتھیوں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ ان سے الگ رہ کر ان کو گائیڈ کرنا ہے تب میں نے آپ کے لباس میں بگ لگا دیا تھا کہ جب ٹرانسمیٹر استعمال کریں تو میں بھی گفتگو سے آگاہ ہو سکوں۔"

"ہونہہ۔" بلیک زیرو ہنکارہ بھر کر رہ گیا۔

"مادام تھریسیا اس راز کو پا کر بے حد خوش ہوں گی سر۔"

"کیا تم نے ان کو اطلاع کر دی۔؟

"نو سر۔" موتو نے کہا۔ "مجھے اس کا موقع نہیں مل سکا تھا۔"

"تمہارے پاس ٹرانسمیٹر ہے۔؟

"ہاں۔" موتو نے اپنی جیب پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے محسوس کیا کہ موتو

کے لہجے میں نقاہت آتی جارہی ہے اور اس کی پلکیں بھی جھکی پڑ رہی ہیں شاید اب خون بہہ جانے سے پیدا ہونیوالی کمزوری اثر انداز ہو رہی تھی۔

"تو اطلاع دیدو نا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"آپ چاہتے ہیں کہ میں اطلاع دیدوں۔؟

"میرے انکار سے تم رک تو نہیں جاؤ گے۔؟

"ہاں یہ تو ہے۔" موتو نے کہا۔ "میں اطلاع تو ہر حال میں دوں گا سر۔"

"پھر کیا امر مانع ہے۔؟

"کچھ نہیں۔" موتو نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے محسوس کیا کہ موتو اپنے آپ کو سنبھالنے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے اور شاید اسی وجہ سے وہ کال بھی نہیں کر رہا تھا کیونکہ کال کرنے کے لئے اسے دونوں ہاتھوں کو حرکت دینی پڑتی اور وہ اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ گن کو ایک ہاتھ سے سنبھالتا۔

"میں ایک بار پھر کہتا ہوں موتو اپنی زندگی سے مت کھیلو۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"زندگی۔" موتو مسکرایا۔ "نو سر زندگی تو میں نے زیرو لینڈ کے لئے وقف کر دی ہے اب یہ میری کہاں۔؟

"موتو۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "تم مجھے نہ تو ساتھ لے جا سکتے ہو اور نہ ہی اپنے آدمیوں کو بلوا کر ان کے حوالے کر سکتے ہو اس سے پہلے ہی موت تمہیں آدبوچے گی۔"

"پرواہ نہیں سر۔" موتو نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

اس نے اپنے خون آلود چہرے کو دو تین بار جھٹکا تھا خون کے چھینٹے ادھر ادھر اڑے تھے یوں ایسا ہی لگا جیسے موتو حقیقتاً سنبھل گیا ہو اس نے اپنے لباس سے چہرے کو صاف کیا پھر

جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک قلم نکال لیا۔

بلیک زیرو اس قلم کی بابت جانتا تھا یہ ایک طرح کا ٹرانسمیٹر تھا اور زیرو لینڈ والے اسے کلپ ڈیوائس کہتے تھے۔

ایک دفعہ عمران کا سابقہ اس سے پڑ چکا تھا جب وہ تنزانیہ کے راستے افریقہ میں زیرو لینڈ کے خلاف ہونیوالی ایک میٹنگ میں شرکت کے لئے داخل ہوا تھا۔

"تم اسے کیسے استعمال کرو گے موتو۔؟"

"دیکھتے رہیئے سر۔" موتو نے مسکرا کر کہا۔

پھر اس نے گن والے ہاتھ سے قلم کا نب والا حصہ سنبھال کے منہ کے قریب کر لیا اور ہیڈ کو کان سے لگا لیا۔

بلیک زیرو نے اپنی جگہ سے اس طرح حرکت کی جیسے اس پر جھپٹنا چاہتا ہو دوسرے ہی لمحے موتو نے قلم چھوڑ کر گن سنبھال لی۔

"میں نے کہا تھا نا موتو کہ تم ٹرانسمیٹر استعمال نہیں کر سکتے۔" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔!

"استعمال کر سکتا ہوں سر۔" موتو نے کہا۔ صرف ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

"اچھا۔" بلیک زیرو نے اس کا مضحکہ اڑایا تھا۔

"سر آپ مزید دس بارہ قدم پیچھے چلے جائیں۔" موتو نے کہا۔

"وہ کیوں۔؟"

"پلیز سر۔" موتو نے نرم لہجے میں کہا۔

"اچھا جیسے تمہاری مرضی۔" بلیک زیرو نے کہا اور مڑ کر دس بارہ قدم پیچھے ہٹ گیا

اس طرح ہٹ جانے میں اس کا بھی اپنا مفاد پوشیدہ تھا۔

وہ چاہتا تھا کہ کسی ایسی جگہ رکے جہاں ذرا سی حرکت کر کے وہ کسی درخت کے پیچھے پناہ لے سکے۔

اور اب جہاں وہ کھڑا تھا اس جگہ سے درخت دو قدم کے فاصلے پر تھا وہ ایک ہی جست میں وہاں پہنچ سکتا تھا۔ موتو نے اسے دیکھ کر اطمینان کی سانس لی تھی۔

"شکریہ سر۔" موتو نے کہا اور دوبارہ قلم کا ٹرانسمیٹر سنبھال لیا۔

"وہ لوگ کتنی دیر میں یہاں پہنچ سکتے ہیں۔" بلیک ڈیرو نے پوچھا۔

"کال ملنے کے بیس پچیس منٹ بعد۔"

"اوہ ہو۔" بلیک ڈیرو کے منہ سے نکلا۔

یہ وقت اس کے لئے کافی تھا کہ وہ موتو کو ٹھکانے لگا کر یہاں سے دور نکل جاتا وہ موتو ہی جیسے کھڑا رہا جیسے ہی موتو نے قلم کا نب والا حصہ منہ کے قریب کیا بلیک ڈیرو نے ایک جست لگائی اور درخت کی آڑ میں ہو گیا۔

"باہر آجائیے سر چھپنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔" موتو نے تیزی سے قلم کا کیپ لگا کر اسے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ مگر بلیک ڈیرو کب اس موقعے کو جانے دیتا وہ پھرتی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔

"میں پھر کہتا ہوں سر کہ باہر آجائیے۔" موتو غرایا تھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کمزوری اسے روکے ہوئے تھی۔

بلیک ڈیرو درخت کے تنے پر چلتا ہوا اس طرف بڑھنے لگا جہاں نیچے موتو بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بڑی احتیاط سے آگے بڑھ رہا تھا ایک ایک لمحہ اس کے لئے موت زندگی کا لمحہ تھا اگر ذرا سی

بھی آہٹ ہوتی تو موتو اس کے جسم کو چھلنی کر سکتا تھا۔

"میں اس بار رعایت نہیں کروں گا مسٹر۔ موتو نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا چپ چاپ باہر نکل آیئے میں کسی ٹوٹ پھوٹ کے بغیر آپ کو لے جانا چاہتا ہوں۔"

مگر بلیک زیرو اب ٹھیک موتو کے سر پر پہنچ چکا تھا اس کا ارادہ تھا کہ وہ اسی شاخ سے موتو پر کود جائے گا مگر پھر اس کی نگاہ برابر والے درخت کے اس گدے پر گئی جو بلیک زیرو کے ہاتھ کی پہنچ میں تھا۔

کچھ سوچ کر بلیک زیرو اس گدے پر اتر گیا۔

اب وہ نیچے اتر رہا تھا یہ درخت وہ تھا جس سے ٹیک لگا کر موتو کھڑا ہوا متلاشی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ چند لمحے بعد موتو کے عقب میں بآہستگی بلیک زیرو اتر گیا پھر دو قدم آگے بڑھا۔ اور اچانک موتو کے ہاتھ سے گن چھین لی موتو منہ کے بل گرا تھا پھر کروٹ لیکر ہی پر گرا رہ گیا۔

"کوئی فائدہ نہیں ہوگا مسٹر۔!

"فائدے سے تمہاری مراد کیا ہے۔؟

"میں نے ٹرانسمیٹر آن کیا تھا لیکن کال نہیں کی۔" موتو نے کہا۔ ادھر والوں کو اب اس بات کی تشویش ہوگی کہ کال کرنے والا خاموش کیوں ہے۔"

"اس سے کیا ہوگا۔؟

"وہ میری تلاش میں نکلیں گے اور۔" موتو رک گیا وہ معنی خیز نگاہوں سے بلیک زیرو کو دیکھ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لی اور بولا۔

"میں تمہیں زندہ رہنے کا موقع دے سکتا تھا موتو مگر یہ موقع تم نے خود گنوا دیا۔"

"وہ کیوں سر؟"

"ایکسٹو کا راز جان کر میں تمہیں زندہ چھوڑ کر اس بات کا خطرہ مول نہیں لے سکتا کہ تھریسیا اور زیرو لینڈ والے بھی اس راز سے واقف ہو سکیں۔"

"آپ اگر میک اپ کر لیں سر تو کسی کو کیا پتہ چلے گا۔" موتو نے کہا۔ "اس کے علاوہ بھی اگر میں کسی کو آپ کا حلیہ بتا دوں تو کبھی پہچاننا مشکل ہو گا کیمرہ ہوتا تو بات دوسری تھی۔"

"اس کے باوجود میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔"

"آہا۔" موتو ہنسا۔ "ایکسٹو جیسا ذہین اور چالاک انسان مجھ جیسے زخمی شخص سے خوفزدہ ہے۔"

"بات خوف کی نہیں اصول کی ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "میں تمہیں اس لئے بھی زندہ نہیں رکھ سکتا کہ تمہارے بیان سے میری تصویر کمپوز کی جا سکتی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔!"

"وہ تمہیں فیس کمپوزر پر بٹھا دیں گے پھر پہلے آنکھوں کی تصویریں دکھائیں گے جب تم آنکھیں شناخت کر لو گے تو اس میں ناک لگائیں گے اور اس طرح چہرہ مکمل کر لیا جائے گا اور جب میرا چہرہ مکمل ہو جائے گا تو۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"تو سر آپ کی شخصیت آشکارا ہو جائے گی۔" موتو نے جملہ پورا کر دیا۔

"ہاں اور میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر میں وعدہ کر لوں سر کہ راز داری اختیار کر دوں گا تو پھر۔؟" موتو نے کہا۔

"پھر بھی ......" بلیک زیرو کہتے کہتے رک گیا اچانک ہی اسے خیال آیا تھا کہ موتو صرف وقت گذاری کے لئے باتیں کر رہا ہے۔ گفتگو کو طول اس لئے دے رہا ہے کہ اسے بچ نکلنے کا

موقعہ مل جاتے اگر واقعی اس کی کال ادھوری رہ جانے کی وجہ سے اس کی تلاش شروع کی گئی ہو گی تو وہ لوگ جلد ہی یہاں پہنچ سکتے تھے۔

کلپ ڈیوائیس میں سگنل نشر کرنے کا سسٹم بھی موجود تھا اور وہ اس کے سہارے ٹھیک اسی جگہ پہنچتے۔ اسے جلد از جلد اس سے چھٹکارہ حاصل کرنا تھا اس لیے مزید وقت ضائع کئے بغیر ہی گن سیدھی کی اور ایک ہلکا سا برسٹ مارا۔

موتو تڑپ بھی نہیں سکا تھا بس گولیاں کھا کر اس کا جسم۔ ایک مرتبہ اچھل کر ساکت ہو گیا تھا۔

" مجھے تمہاری موت پر افسوس ہے موتو۔ " بلیک زیرو بڑبڑایا۔ تم ایک اچھے انسان تھے مگر کیا کیا جائے فرض کی راہ میں کوئی اور جذبہ حائل نہیں ہو سکتا۔"

وہ چند لمحے کھڑا رہا پھر اس نے سب سے پہلے موتو کی جیب سے کلپ ڈیوائیس نکالی اور اسے قوت سے ایک طرف اچھال دیا۔ اسے امید تھی کہ کلپ ڈیوائیس اس سے بہت دور جا کر گری ہو گی پھر وہ اس کی تلاشی لینے لگا۔

موتو کی جیب سے ایک بگ ریسیور بھی نکلا تھا شاید وہ اسی پر اس کی گفتگو سن رہا تھا۔ بلیک زیرو نے اس کی جیبوں سے نکلنے والا سامان اپنی جیبوں میں منتقل کیا پھر اس کی لاش پر الوداعی نگاہیں ڈالیں اور اسلحہ گھوڑے پر لاد کر چل پڑا۔

اس کا رخ کسی خاص سمت میں نہیں تھا بس چل پڑا تھا اندھیرا پھیلنے لگا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ جس قدر جلد ہو سکے وہ کوئی پناہ گاہ تلاش کر لے ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ بھیڑیوں کے کسی غول میں پھنس جاتا یا پھر آدم خوروں کے گھیرے میں۔

دس بارہ منٹ بعد وہ ایک پہاڑی کے دامن میں جا نکلا تھا۔ دو چٹانوں کی آڑ میں اس نے

ہتھوڑے کو کھڑا کیا اور ایک جھاڑی سے باندھ دیا۔ پھر اس نے سامان کے تھیلے سے ٹارچ نکالی اور جھاڑیوں کا جائزہ لیا اور ایک سطح پتھر پر بیٹھ گیا۔

گن کو اس نے زانوں پر رکھا اور جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹارچ کی روشنی میں ٹرانسمیٹر پہ نگاہ ڈالتے ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔ جدوجہد کے دوران ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تھا اسی لئے وہ عمران سے رابطہ قائم نہیں رکھ سکا تھا۔

اس نے سب سے پہلے ٹرانسمیٹر آن کیا اور عمران کو کال کرنے لگا۔ لیکن رابطہ قائم نہیں ہو سکا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اسے خدشہ تھا کہ کہیں اڑنے والے انسانوں نے عمران اور دیگر ساتھیوں پہ قابو نہ پا لیا ہو۔

اگر ایسا تھا تو ان سے ہر چیز چھینی جا سکتی تھی اور وہ بے دست و پا ہو سکتے تھے کچھ دیر بعد پھر ٹرانسمیٹر آن کیا اور عمران کو کال کرنے لگا دس منٹ کی کوششوں کے بعد رابطہ قائم ہوا۔

"ہاں کیا بات ہے کالے صفر؟ عمران کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"آپ کہاں ہیں جناب عالی۔؟

"تم اپنی کہو کالے صفر اتنی دیر سے کہاں تھے۔؟ عمران کی آواز ابھری۔

"میں ایک مصیبت میں پھنس گیا تھا۔"

"کیسی مصیبت۔؟

"وہی جس کی آپ پیشین گوئی کر چکے تھے۔"

"تمہارا مطلب موتو سے تو نہیں ہے۔؟

"وہی جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا ہوا اسے۔" داغ مفارقت دے گیا کیا۔؟

"ایسا ہی سمجھ لیجئے جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔ مجھے اس کو مجبوراً ہلاک کرنا پڑا ہے۔؟

"تفصیلات بتلاؤ کالے صفر۔"

آپ کے اندیشے سو فیصدی درست ثابت ہوئے جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔ اور ہیوتو کے بارے میں پیش آنے والے واقعات دوہراتا چلا گیا۔

"غنیمت ہے کہ تم راز کی حفاظت کر کے۔" عمران کی آواز آئی۔ مگر تم نے اس سلسلے میں بہت ہی زیادہ غفلت کا ثبوت دیا ہے۔"

"میں شرمندہ ہوں جناب عالی۔"

"کیا تمہیں اچھی طرح سے یقین ہے کہ ہیوتو تمہارے بارے میں آگے اطلاع نہیں سکا تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں اور ویسے بھی اس نے اس بات کا اقرار کیا تھا۔"

"ہونہہ۔" چند لمحے خاموشی رہی پھر عمران کی آواز ابھری۔ حالات یہی کہتے ہیں کالے صفر کہ وہ اطلاع نہیں دے سکا۔"

"آپ کو یقین ہے جناب۔"

"ہاں مجھے اس بارے میں مکمل یقین آگیا ہے۔" عمران نے کہا۔ اگر ہیوتو تمہارے ایکسٹو ہونے کے بارے میں اطلاع آگے بڑھا چکا ہوتا تو اب تک وہ جگہ اٹامن انسانوں سے بھری ہوئی ہوتی اور تم چوہے کی طرح سے پکڑ لئے جاتے۔"

"اب مجھے کیا کرنا ہے۔؟"

"تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں کہاں ہوں۔؟"

"اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا۔"

"غالباً اس واقعے نے تمہارے ذہن پر اثر ڈالا ہے۔" عمران کی آواز ابھری اس کے لہجے میں طنز تھا بلیک زیرو شرمندہ ہو گیا۔"

"ایسی بات نہیں ہے جناب۔" بلیک زیرو نے کچھ لمحوں کے بعد کہا۔ ہمارے ساتھیوں نے ان لوگوں کے ساتھ کیا کیا۔؟

"سب پکڑے جا چکے ہیں۔" عمران نے تفصیلات دوہرا کر کہا۔ اور میں اب چچا کی قید میں ایک غار میں ہوں۔"

"کیا سنگ ہی نے آپ کو قید کیا ہوا ہے جناب۔؟

"اسے قید ہی سمجھ لو۔" عمران نے کہا۔ یہاں بقول سنگ ہی چاروں طرف آدم خور موجود ہیں فرار ہونے کی کوشش کرتے ہی مجھے تیروں سے چھلنی بنا سکتے ہیں۔"

"کیا میں وہاں آجاؤں۔؟

"آنا ہی پڑے گا۔" عمران نے کہا۔ ساتھیوں کو کھونے کے بعد اب ہم دونوں کا ساتھ ساتھ رہنا ضروری ہے۔"

"آپ مجھے سمجھا دیں کہ کس طرف سے آؤں۔"؟ بلیک زیرو نے پوچھا اور عمران اسے اس غار کا پتہ بتانے لگا جہاں وہ سنگ ہی کے ساتھ موجود تھا۔"

"سمجھ میں آگیا جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کے علاوہ اب تم ٹرانسمیٹر کا انڈیکیٹر بھی استعمال کرو تاکہ راستہ ٹھیک جاؤ۔"

"یہ اور بھی مناسب رہے گا۔"

"فاصلہ پندرہ بیس منٹ کا ہے۔" عمران نے کہا۔ آسانی سے آجاؤ گے۔"

"وہاں پہنچ کر مجھے آدم خوروں کو تلاش کرنا ہوگا جناب۔؟
"ہاں جائزہ لے لینا ویسے مجھے یقین ہے کہ سنگ ہی نے جھوٹ بولا ہے۔"
"اسے جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ ہوگا۔؟
"وہ اس وقت تک مجھے روکے رکھنا چاہتا ہے جب تک کمپیوٹر حاصل نہ کرلے۔"
عمران نے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔" بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔ اس وقت وہ کہاں ہے جناب۔؟
"غار میں چھوڑ کر آیا ہوں۔"
"آپ کو اس نے باہر آنے دیا۔؟
"ہاں ظاہر ہے رفع حاجت کے وقت وہ میرے سر پر سوار نہیں رہ سکتا۔"
"اوہ ہو۔" بلیک زیرو کی ہنسی نکل گئی۔
"بس چلے آؤ۔" عمران نے کہا۔
پھر ٹرانسمیٹر آف ہونے کی آواز سن کر بلیک زیرو نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا اور انگڑائی لیکر اٹھ گیا دفعتاً اس کی انگڑائی درمیان ہی میں رہ گئی اور اس کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

اس نے سامنے کی جھاڑیوں میں سرخ سرخ انگارے سے چمکتے دیکھے تھے۔ اس نے پہلے داہنی اور پھر بائیں سمت دیکھا اس طرف بھی انگارے دھک رہے تھے۔ سرخ سرخ انگارے۔ فضا میں سکوت طاری تھا۔

کسی جانور کے بولنے کی آواز یا آہٹ تک نہیں تھی۔ بلیک زیرو کے مساموں نے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ اگل دیا اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی اور پورے جسم میں ایک عجیب سی سنسنی

دوڑنے لگی۔

اس کارواں رواں کھڑا ہوگیا۔ دہکتے ہوئے سرخ انگاروں کی تعداد بڑھتی جارہی تھی اور یہ انگارے وہ آنکھیں تھیں جن سے خون کی پیاس جھلک رہی تھی۔ بڑے بڑے جگادری بھیڑیے۔ بلیک نیبرو کے تین اطراف موجود تھے اب وہ ان کی غراہٹیں بھی سن سکتا تھا۔ ... موت اس کے قریب آگئی تھی۔

غار میں سکوت چھا گیا سنگ ہی کی نگاہیں عمران کے چہرے پہ تھیں مگر ایسا لگتا تھا جیسے وہاں ذہنی طور پہ وہاں موجود نہ ہو۔

دفعتاً عمران چونکا اسے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔ ٹرانسمیٹر کا ایک حصہ بار بار گرم ہو کر اس کے سینے کو آنچ دے رہا تھا۔ شاید بلیک زیرو یا کسی اور ماتحت کی کال تھی مگر موقع ایسا تھا کہ وہ کال اٹینڈ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن یہ ضروری تھا کہ وہ فوری طور پہ کال ریسیو کرتا ہو سکتا تھا کوئی اہم مسئلہ ہو۔

"کہاں گم ہو چچا۔" عمران نے سنگ ہی کو ٹوکا۔

"سوچ رہا ہوں اگر وہ مشین اڑن انسان لے گئے ہیں تو ہمیں ان کے اڈے تک جانا پڑے گا۔"

"لیکن وہاں آدمیوں کی تعداد بہت ہو گی۔" عمران نے کہا۔ ہم دو آدمی اتنے لوگوں کو

کس طرح سے سنبھال سکیں گے۔؟

"یہ جانے کو تو میں پوری کاناہاریوں کی بستی کو لے جا سکتا ہوں مگر۔" سنگ ہی پھر خاموش ہوگیا عمران چند لمحے منتظر رہا کہ وہ بولے لیکن جب خاموشی رہی تو اسے خود ہی بولنا پڑا۔

"مگر کیا چچا۔؟

"وہ لوگ جدید طرزِ جنگ سے ناواقف ہیں۔" سنگ ہی نے کہا۔ "اور یہ ناواقفیت ان کے لئے موت کا سایہ بن جائے گی۔"

"اس کے علاوہ اسلحہ کا بھی تو مسئلہ ہوگا چچا۔؟

"اسلحہ ہمارے پاس ہے۔" سنگ ہی نے کہا۔ "لیکن جب تک اسے چلانے والے ہاتھ نہ ہوں بیکار ہے۔"

"ایک ترکیب سمجھ میں آتی ہے چچا۔"

"وہ کیا۔؟

"ہم کاناہاریوں سے ان کے اڈے پر حملہ کراتے ہیں۔" عمران نے کہا "اور موقع دیکھتے ہی ہم دونوں اندر گھس پڑیں گے۔"

"اندر گھسنا اتنا آسان ہوتا تو پھر بات ہی کیا تھی۔"

"پھر کیا کریں۔؟

"سوچنے دو مجھے۔" سنگ ہی نے کہا اور خاموش ہوگیا عمران نے پھر کال کی آمد کا احساس کیا تھا وہ بے چین ہوگیا یقیناً کوئی خاص بات تھی تب ہی کوئی اسے بار بار کال کر رہا تھا اور اب اسے امید تھی کہ یہ کال بلیک زیرو کی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے تمام ساتھیوں سے ٹرانسمیٹر تھریسیا نے لے لئے ہوں گے لہٰذا وہ کال کر ہی نہیں سکتے تھے اور بلیک زیرو کو یقیناً کوئی حادثہ پیش

آیا تھا جس کی وجہ سے وہ اتنی دیر غیر حاضر رہا شاید وہ اسی بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہو۔

"ایک ترکیب ہو سکتی ہے بھتیجے۔" سنگ ہی نے کچھ دیر بعد کہا۔

"وہ کیا چچا سنگ۔؟"

"تبادلہ۔" سنگ ہی عمران کے چہرے کو گھورتے ہوئے بولا۔ پٹیرومیکس کی روشنی میں وہ دونوں ہی عجیب اور وحشتناک لگ رہے تھے۔"

"کیسا تبادلہ سنگ چچا۔؟"

"میں تھریسیا سے رابطہ پیدا کر کے تمہارے بارے میں اطلاع دیتا ہوں۔" سنگ ہی نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"سمجھا۔" عمران نے سر ہلایا۔ "گویا تم تھریسیا کو بلیک میل کرنا چاہتے ہو۔؟"

"ہاں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔"

"مگر چچا۔" عمران نے کہا۔ "اگر تھریسیا نے انکار کر دیا کہ مشین اس کے پاس نہیں ہے تو پھر کیا کرو گے۔؟"

"مشین تمہارے پاس نہیں ہے تو پھر تھریسیا کے پاس ہی ہو گی اس کے علاوہ اور کہاں جا سکتی ہے۔؟"

"میں نے اڑن انسانوں کو خود مشین اٹھاتے دیکھا تھا۔" عمران نے کہا۔

"بس تو طے ہو گیا۔" سنگ ہی نے کہا۔ "میں اسے کال کر کے تبادلہ کی بات کروں گا۔"

"مگر رابطہ کیسے پیدا کرو گے چچا۔؟"

"مجھے اس کی ایک فریکوئنسی معلوم ہے اسی پر رابطہ قائم ہو جائے گا۔"

"اگر اس نے دھوکہ دیا تو۔؟" عمران نے پیٹ دباتے ہوئے کہا۔

"اس کا انتظام بھی میں کر لوں گا۔" سنگ ہی عمران کو دیکھ کر بولا۔

"وہ ٹھیک تھری ہی ہے چچا۔" عمران نے بدستور پیٹ دباتے ہوئے کہا۔ "اور تمہارے خون کی پیاس کا بھی سوچ لو۔"

"سوچ لیا۔" سنگ ہی نے کہا۔ "مگر یہ تم کیا کر رہے ہو۔؟"

"پیٹ دبا رہا ہوں۔"

"وہ کیوں۔ کیا درد ہے۔؟"

"نہیں چچا۔" عمران نے کہا۔ "دن بھر جو کچھ کھایا پیا ہے وہ باہر آنے کیلئے بے تاب ہو رہا ہے میں اسے سمجھا رہا ہوں۔"

"کیا۔؟" سنگ ہی کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں بولا۔

"یہی کہ یہاں کموڈ وغیرہ نہیں ہے چین سے معدہ میں پڑا رہ۔"

"اوہ۔" سنگ ہی کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔

"کیا میں نے غلط کہا ہے چچا۔؟" عمران نے بوکھلا کر کہا۔

"نہیں ٹھیک کہا ہے۔" سنگ ہی نے مسکرا کر کہا۔ "البتہ تم چاہو تو غار کے باہر دائیں سمت دس قدم آگے بڑھ کر اپنی حاجت رفع کر سکتے ہو۔"

"اوہ۔ شش شکریہ۔" عمران اٹھتے ہوئے بولا۔

"فرار کی کوشش مت کرنا کتیجے۔"

"مجھے اپنے جسم کو چھلنی نہیں کروانا چچا۔" عمران نے کہا۔ "وہاں پانی کا کیا انتظام ہے۔ موجود ہے یا آنسو بہانا پڑیں گے۔؟"

"یہاں سے لے جاؤ۔" سنگ ہی نے ایک برتن کی جانب اشارہ کیا اور عمران اس برتن

میں پانی بھر کر غار سے نکلا چلا گیا۔ سنگ ہی غار کے دہانے تک گیا تھا پھر اس نے جھانک کر دیکھا۔ جب عمران جھاڑیوں کے درمیان میں چلا گیا تو وہ واپس پلٹا پھر اس نے اسلحہ کی بڑی بڑی پیٹیوں کے عقب سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور واپس پیال کے ڈھیر پر آ گیا پھر اس نے فری کوئنسی ملائی اور کال کرنے لگا۔!

"ہیلو بگ ون ہیلو بگ ون ۔" وہ بار بار ایک ہی جملہ دہرا رہا تھا۔

"اسٹاپ تھری۔ کون بول رہا ہے۔" دوسری جانب سے چند لمحوں بعد آواز آئی۔

"بگ ون سے بات کراؤ۔"

"انٹروڈکٹری کوڈ بتاؤ۔"

"تم بگ ون سے بات کراؤ۔" سنگ ہی غرا کر بولا۔

"جب تک کوڈ نمبر اور انٹروڈکٹری کوڈ نہیں بتاؤ گے رابطہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔" دوسری جانب سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

"جونک کہہ دو۔"

"کیا کہہ دوں۔؟" دوسری جانب سے چونک کر پوچھا گیا۔

"بگ ون ٹی تھری پی سے کہو جونک بات کرنا چاہتا ہے۔"

"یہ کیا نام ہوا۔؟"

"بکواس مت کرو حرام کے جنے۔" سنگ ہی غصیلے لہجے میں غرایا۔

"کیا۔ تم گالی دے رہے ہو۔؟" دوسری جانب سے بھی غراہٹ ابھری تھی۔

"میرا خیال ہے تم لیو کارڈو ہو۔"

"ہاں ہوں پھر۔" دوسری جانب سے کہا گیا پھر ایسی آواز آئی جیسے چونکنے پر متحیر ہو کر

بے ساختہ منہ سے نکلتی ہے۔ مگر تم کیا جانو ۔ ؟

"جانو کے بچے اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو بگ ون سے بات کرا ۔" سنگ ہی دانت پیستے ہوئے بولا اور دوسری جانب سے ایسا لگا جیسے کسی سوئچ کو چھیڑا گیا ہو۔

"کون بول رہا ہے ۔" ایک دو لمحے بعد ایک نسوانی آواز ابھری۔

"تم کون ہو ۔ ؟ سنگ ہی نے پوچھا نسوانی آواز سن کر اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے شاید اسے اس آواز کی توقع نہیں تھی ۔

"کیا یہی پوچھنے کے لئے رابطہ قائم کیا ہے ۔ ؟

"بگ ون کہاں ہے کتیا ۔" سنگ ہی غرایا ۔ میں اسی سے بات کرنا چاہتا ہوں اگر تم لوگ درمیان میں الجھ رہے ہو ۔"

"اوہ تو یہ سنگ ہی بول رہا ہے ۔" دفعتًا دوسری جانب سے کہا گیا اور اس بار سنگ ہی بھی چونک پڑا ۔ دوسری طرف سے سنائی دینے والی آواز بدلی ہوئی تھی ۔

"تو یہ تم خود ہو ۔ ؟ سنگ ہی کے منہ سے نکلا ۔

"ہاں میں ہوں ۔" دوسری جانب سے تھریسیا کی آواز آئی ۔ میرا پیغام تم تک پہنچ گیا تھا نا ۔ ؟

"کیسا پیغام ۔ ؟ سنگ ہی نے کہا ۔ مجھے تمہارا کوئی پیغام نہیں ملا ۔"

"پھر رابطہ کیسے قائم کیا ہے ۔ ؟

"مجھے تم سے ایک کام تھا ۔"

"میں نے پوچھا ہے رابطہ کیسے قائم کیا ہے ۔ ؟

"میرے لئے تم سے رابطہ قائم کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔"

"میں وہی پوچھنا چاہ رہی ہوں۔" تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کی آواز آئی۔ "تم کو یہ فری کوئنسی کیسے معلوم ہوئی۔؟"

"میرے اپنے ذرائع ہیں۔"

"گویا کالی بھیڑیں یہاں موجود ہیں۔"

"تھریسیا۔" سنگ ہی غرایا۔ "میرے پاس وقت کم ہے۔"

"پھر۔؟" تھریسیا کی سرد آواز ابھری۔

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم نے میرے لئے کیا پیغام بھیجا ہے۔؟"

"تم نے کال کیوں کی ہے۔؟" تھریسیا نے جوابی سوال کر دیا۔

"اس طرح کرتی رہیں تو وقت گزر جائے گا۔" سنگ ہی غرایا۔

"مجھے اس کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔؟" تھریسیا کی آواز میں اب بھی سرد مہری تھی۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔" سنگ ہی نے کہا۔ "میں جو سودا تم سے کرنا چاہتا تھا وہ کسی اور سے کر لوں گا۔"

"کیسا سودا۔؟" تھریسیا کی چونکتی ہوئی آواز آئی۔

"پہلے تم بتاؤ کیا پیغام بھیجا تھا میرے لئے۔؟"

"میں نے یہی پیغام رشانہ کیا تھا کہ مجھ سے فوری طور پر رابطہ قائم کرو۔"

"اس کی وجہ۔؟"

"بڑے چاہتے ہیں کہ تم سے صلح کر لی جائے۔"

"اور تم کیا چاہتی ہو۔؟"

"میں بڑوں کے فیصلے کی پابند ہوں۔"

"تم لوگ دوستی کیوں کرنا چاہتے ہو۔؟

"دوستی کیوں کی جاتی ہے۔؟ تھریسیا نے پوچھا۔

"تمہارا کوئی ایسا کام اٹکا ہوا ہے تھریسیا جو میرے سے صلح کئے بغیر نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ تم مجھ سے صلح چاہتی ہو۔"

"میں نہیں بڑے۔ زیرولینڈ کے بڑے یہ چاہتے ہیں۔"

"ایک ہی بات ہے۔" سنگ ہی نے کہا۔

"اب تمہارا جواب کیا ہے۔؟

"پہلے وہ کام بتاؤ جس کے لئے تم لوگ صلح چاہتے ہو۔"

"کام کوئی نہیں ہے۔"

"پھر بھی میں پہلے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"تمہیں عمران کے ملک جانا ہوگا۔" تھریسیا نے کہا اور وہاں اس قسم کے ہنگامے کرنے ہوں گے کہ سکیرٹ سروس کی پوری توجہ تمہاری طرف مبذول ہو جائے۔"

"اور تم اپنا کوئی کام ان ہنگاموں کی آڑ میں کر گزرو۔ کیوں۔؟ سنگ ہی نے پوچھا لہجہ طنز میں ڈوبا ہوا تھا۔

"ہاں میں اس سے انکار نہیں کروں گی۔"

"مجھے اس کے بدلے کیا ملے گا۔؟

"ہم تمہارا وہ تمام اسلحہ جو تم پڑوسی ممالک کو سپلائی کر رہے ہو مطلوبہ جگہ تک پہنچاتے ہیں نہ صرف رد دیں گے بلکہ ایک قریب ترین راستہ بھی بنا دیں گے۔"

"اور کچھ۔؟ سنگ ہی نے پوچھا۔

"کیا یہ کم ہے۔؟"

"تم لوگوں کی مدد کے باوجود ڈیلر کا کام چل رہا ہے۔"

"ہم جب چاہیں اسے روک سکتے ہیں۔" تھربیسیا کی آواز آئی۔ "تمہارا اسلحہ بندرگاہ پہنچنے پر پکڑوایا جاسکتا ہے اور راستے میں بھی۔"

"اس کارروائی کے بعد کیا تم اپنے اڈے کو سلامت رکھ سکو گی۔؟"

"اسٹاپ تھری کی تباہی سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"اور راکٹ اسٹیشن کے بارے میں کیا کہتی ہو۔؟"

"دھمکا رہے ہو۔؟"

"دھمکی تم نے دی ہے میں تو سودا کرنا چاہ رہا تھا۔"

"تم کیا چاہتے ہو۔؟"

"لامباری کا محفوظ ترین راستہ اور تمہاری جنگلات میں سفر کرنے والی وہ گاڑیاں جن میں جنگلیوں کو اغوا کیا جاتا ہے۔"

"منظور ہے۔" تھربیسیا کی آواز آئی۔ "تمہیں راستہ اور گاڑیاں دونوں ہی مہیا کردی جائیں گی۔"

"اور وہ مشین جس سے عمران کے ملک کے مسافر طیارے سے گرایا گیا تھا۔"

"تم اس کا کیا کرو گے۔؟"

"اچار ڈالوں گا۔" سنگ ہی نے کہا۔ "کیا میں نے تم سے پوچھا تھا کہ تم عمران کے ملک میں میری آرٹسٹوں کیا کرو گی۔؟"

"وہ مشین ہمارے لئے بھی اہمیت رکھتی ہے۔" تھربیسیا نے کہا۔ "ممکن ہے جب یہ معاملات ٹھنڈا

کے سامنے آئے تو وہ انکار کر دیں۔ "

"اس کے عوض میں تمہیں کچھ اور دے سکتا ہوں۔"

"وہ کیا۔ ؟ تھریسیا کی آواز آئی۔

" علی عمران کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ ؟

" اوہ ۔ " دوسری طرف سے تھریسیا کے طویل سانس لینے کی آواز ابھری۔ تو وہ تمہارے قبضے میں ہے۔ "

"ہاں وہ میرے ہی پاس ہے۔"

"میں فیصلہ نہیں کر سکتی اس کے لئے بڑوں سے رابطہ قائم کرنا پڑے گا۔"

" مجھے اطلاع کب ملے گی۔ ؟

"بہت جلد۔ " دوسری طرف سے کہا گیا۔ تم اپنی فریکوئنسی مجھے دیدو تاکہ جیسے ہی مجھے بڑوں کی طرف سے اطلاع ملے تمہیں مطلع کر دوں۔"

" فریکوئنسی دے کر میں پھنسنا نہیں چاہتا۔ " سنگ ہی نے کہا۔ میں خود کال کر لوں گا۔ "

" جیسے تمہاری مرضی۔ "

"ٹھیک ہے۔ " سنگ ہی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

عمران بلیک زیرو سے بات کرنے کے بعد جیسے ہی غار کے دہانے پہ پہنچا چونک پڑا۔ سنگ ہی کسی سے بات کر رہا تھا مگر کس سے۔؟ غار میں تو وہ اسے تنہا چھوڑ کر آیا تھا پھر وہ کس سے باتیں کر رہا ہے۔؟

عمران ہمہ تن گوش ہو کر آوازیں سننے لگا پھر ایک نسوانی آواز سنتے ہی وہ چونک پڑا اس نے نسوانی آواز صاف پہچانی تھی وہ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ ان دونوں کے درمیان ٹرانسمیٹر پر ہونے والی گفتگو سنتا رہا پھر جیسے ہی سنگ ہی نے ٹرانسمیٹر آف کیا عمران دبے قدموں واپس پلٹ پڑا۔

اب پھر وہ انہی جھاڑیوں میں تھا جہاں اس نے بلیک زیرو کی کال وصول کی تھی۔ اس کا ذہن بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا۔

سنگ ہی نے تو اس کا سودا ہی چکا دیا تھا۔ اگر اس وقت تھریسیا ٹروں کو درمیان

بن نہ لے آتی تو فیصلہ بھی ہو جاتا۔ اسے جلد از جلد سنگ ہی کے چنگل سے نکل جانا تھا نکل تو وہ اب بھی سکتا تھا مگر وہ چاہتا تھا کہ سنگ ہی سے اسٹاپ تھری کا پتہ اچھی طرح سے سمجھ لے۔ ویسے اس نے اسٹاپ تھری کی سمت تو دیکھ ہی لی تھی۔

وہ اس سمت میں چلتا تو اسٹاپ تھری جہاں اس کے ساتھی قید تھے ان کو رہائی دلانے پہنچ سکتا تھا۔ مگر اسے اب ایک بلیک زیرو کا انتظار تھا اور دوسرے سنگ ہی کا تعاون۔ وہ اس وقت تک وہاں کھڑا رہا جب تک سنگ ہی کی آواز نہ سنائی دے گئی۔

وہ غار کے دہانے پر کھڑا اسے پکار رہا تھا۔ غار سے نکلنے والی پٹیرومیکس کی روشنی میں سنگ ہی دھندلے سے سائے کی طرح نظر آ رہا تھا۔

عمران نے سوچا اگر وہ ابھی اسے گولی مار دے تو۔؟ کیا ایک مجرم کا خاتمہ نہیں ہو جائے گا۔؟

دفعتاً اس کے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا سنگ ہی نے پھر اسے آواز دی تھی۔

"میں یہاں ہوں چچا۔" عمران نے چیخ کر کہا۔

"اتنی دیر لگا دی بھتیجے۔؟"

"آ رہا ہوں چچا۔" عمران نے کہا پھر نیچے جھک کر ٹٹول کر پانی والا برتن اٹھایا دونوں ہاتھ بھگو کر پانی وہاں پھینکا اور چل پڑا۔

"اتنی دیر لگا دی۔" سنگ ہی اسے گھور کر بولا۔ اس کی آنکھوں میں شک و شبہے کی پرچھائیاں تیر رہی تھیں۔

"مروڑیں اٹھ رہی تھیں چچا۔" عمران پیٹ پہ ہاتھ پھیر کر بولا۔ "درد اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔"

"کیا کھا لیا تھا۔؟"

"اس لومی کے بچے نے کچھ جنگلی پھل کھلا دیئے تھے۔"

"اوہ۔" سنگ ہی کے منہ سے نکلا۔ کیا نیند بھی آ رہی ہے۔؟

"کچھ کچھ۔" عمران نے کہا۔ کیوں کیا بات ہے۔؟

"یہاں کچھ پھل نشہ آور ہیں۔" سنگ ہی نے کہا۔ وہ نتے کھانے والے کے پیٹ میں درد پیدا کرتے ہیں اور نیند زیادہ لاتے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔" عمران نے کہا اور پیال کے ڈھیر پر اس طرح گر پڑا جیسے بہت زیادہ نڈھال ہو گیا ہو۔

"کوئی دوائی دوں۔؟" سنگ ہی نے پوچھا اس کے لہجے میں ہمدردی تھی۔

"نہیں چچا۔" عمران نے کہا۔ اب میں بیہوش نہیں ہونا چاہتا۔"

"تم کوئی عورت نہیں ہو بھتیجے اور نہ میں برانچ لائن کا مسافر ہوں۔" سنگ ہی نے غرا کر کہا اور عمران ہنسنے لگا اس کی ہنسی میں درد کی سی کسک تھی۔

"کیا میں سو جاؤں چچا۔؟"

"جیسے تمہاری مرضی۔" سنگ ہی نے کہا اور اس طرح عمران کی جانب دیکھنے لگا جیسے متوقع ہو کہ عمران لیٹ جائے۔ عمران نے کچھ سوچا پھر دو تین بار جماہی لی اور پیال کے بستر پر ڈھیر ہو گیا۔

"اچھا چچا میں تو سوتا ہوں۔"

"کیا تم مجھے اس کمپیوٹر مشین کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گے بھتیجے۔" سنگ ہی نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کس مشین کے بارے میں۔؟" عمران نے اس طرح پوچھا جیسے وہ واقعی نیند میں ہو۔

"اسی مشین کے بارے میں جس کی تلاش میں تم یہاں آئے تھے اور جو تم نے میری جھونپڑی سے حاصل

لی تھی۔" سنگ ہی نے کہا۔ افسوس کہ اس بیوقوف کا ناہاری سردار نے مجھے اس کے بارے میں فوری طور پر نہیں بتایا۔"

"بتا دیتا تو بھی کیا ہوتا چچا۔؟"

"وہ مشین پھر تمہارے ہاتھ نہ لگتی۔" سنگ ہی نے کہا۔ مگر ایک بات تو بتاؤ بھتیجے کہ تمہیں یہ علم کیسے ہوا کہ وہ میرے جھونپڑے میں ہے۔؟

"تمہارے اس وقت کے لباس سے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"کس چیز کا مطلب بتاؤں لباس کا یا۔۔۔۔؟"

"لباس سے کیسے مشین کی بابت پتہ لگا تھا۔؟" سنگ ہی عمران کی بات کاٹ کر بولا اور عمران بیٹھ گیا چند لمحے سنگ ہی کو گھورتا رہا پھر بولا۔

"چچا عقل سٹھیا گئی ہے کیا۔؟"

"یعنی۔؟" سنگ ہی عمران کو گھور کر بولا۔

"اس پر غور کیا تھا کہ تمہارا وہ چمکدار لباس کس کپڑے کا تھا۔؟"

"ریشم سے بنا تھا وہ۔"

"اور وہ ایک مخصوص ریشم تھا۔ عمران نے کہا۔ ایسا ریشم جو صرف پیراشوٹس بنانے کے کام آتا ہے اور وہ کمپیوٹر مشین ایک پیراشوٹ ہی سے گرائی گئی تھی۔"

"بس اتنی سی بات تھی۔؟" سنگ ہی نے بے یقینی سے کہا۔

"یہ اتنی سی بات نہیں ہے چچا سنگ۔" عمران نے کہا دو اور دو چار والی بات ہے تم نے اس بات پر شاید غور نہیں کیا تھا کہ ایسا ریشم ان جنگلیوں کے پاس کہاں سے آ گیا۔؟

"یہ بات تو ہے۔" سنگ ہی نے کہا۔ میں نے اس پر غور نہیں کیا تھا ورنہ ہی مجھے اتنا موقعہ ہی ملا تھا کہ کسی بات پر غور کر سکتا۔"

"مگر میں نے غور کیا تھا۔" عمران نے کہا اور فوراً ہی اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ کپڑا اپیر اشوٹس کا ہی ہو سکتا ہے اور کمپیوٹر مشین سو فیصدی اسی جھونپڑے میں ہے۔"

"تم بہت چالاک ہو بھتیجے اور ذہین بھی۔" سنگ ہی نے کہا۔ اب یہ بھی بتادو کہ وہ مشین کہاں ہے۔؟

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں چچا کہ وہ اڑن انسان لے گئے ہیں۔"

"لیکن مجھے تمہاری باتوں سے مکاری کی بو آرہی ہے۔"

"ہو سکتا ہے مچھلی کی آرہی ہو۔" عمران نے کہا۔ یہاں اس کے علاوہ کھانے کو ا کیا ہے چچا۔"

"کیا واقعی تم سونا چاہتے ہو۔؟

"تم نہیں سوگے۔؟

"نہیں۔" سنگ ہی نے کہا۔ مجھے عنقریبیا کے آدمیوں کی طرف سے خدشہ ہے۔"

"کس بات کا۔؟

"ہو سکتا ہے وہ یہاں حملہ آور ہو جائیں۔"

"کیا ان لوگوں کو اس جگہ کے بارے میں علم ہے۔؟

"نہیں۔" سنگ ہی نے منفی انداز میں سر ہلادیا۔

"پھر وہ یہاں تک کیسے پہنچ جائیں گے۔؟

"وہ ہمیں ٹریس کر سکتے ہیں۔؟

"بغیر کسی بگ یا سگنل کے وہ ہمیں کیسے ٹریس کر سکتے ہیں۔؟" عمران نے کہا۔ "اس کے علاوہ یہاں ہم نے ٹرانسمیٹر بھی استعمال نہیں کیا کہ اس سے ٹریس ہو جانے کا خطرہ ہوتا۔؟"

"بہر حال مجھے خدشہ ہے اور میں جاگتا رہنا چاہتا ہوں۔"

"تو تم جاگتے رہو۔" عمران دوبارہ پیال کے بستر پر دراز ہوتے ہوئے بولا۔

"کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے ساتھیوں کی طرح ان کی قید میں چلے جاؤ۔؟"

"نہیں۔" عمران نے کہا "مگر حفاظت کے لئے تم جو ہو چچا۔؟"

"اب جو تمہارا دل چاہے کرو۔" سنگ ہی نے کہا اور سٹوپ سلگانے لگا عمران چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سنگ ہی اب چائے کے لئے پانی رکھ رہا تھا۔

"نیند بھگانے کے لئے چائے ایک اچھا نسخہ ہے۔" عمران نے جماہی لیکر کہا سنگ ہی بڑبڑایا اور برتن میں پانی بڑھا دیا۔

"ایک بات بتاؤ چچا۔"

"کیا ہے۔؟"

"ریڈ لینڈ والے یہاں کیا کر رہے ہیں۔" عمران نے پوچھا "اور اس جگہ راکٹ اسٹیشن بنانے سے ان کا کیا مقصد ہے۔؟"

"راکٹ اسٹیشن محض اس لئے بنایا گیا ہے کہ اگر کبھی تنزانیہ یا برازیلی حکومت کو یہاں ہونے والی سرگرمیوں کی بھنک مل جائے اور وہ فوج روانہ کریں تو ان سے مقابلہ کیا جاسکے"

"مگر چچا راکٹ اور میزائل تو ہوائی جہازوں کے لئے ہوتے ہیں۔" عمران نے کہا۔ "کیا ان لوگوں کو اس بات کا خدشہ ہے کہ ہوائی جہاز حملہ کریں گے۔"

"ہو سکتا ہے ہو۔"

"یہاں وہ کسی قسم کی دھات حاصل کر رہے ہیں یا اور کوئی عنصر۔؟

"پتہ نہیں۔"

"کیا تمہارے مخبروں نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"نہیں وہ سائنسدانوں کے گروپ سے متعلق نہیں ہیں اس لئے ان کو علم نہیں کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے البتہ انتظامات سخت ہیں۔"

"کیا ہم آسانی سے وہاں داخل ہو سکتے ہیں۔؟

"بہت مشکل ہے۔؟

"رات کی تاریکی میں بھی نہیں۔؟

"ان لوگوں نے دور دور تک ٹی وی کیمرے نصب کئے ہوئے ہیں اور شارٹ سرکٹ سسٹم پر اندر بیٹھے بیٹھے نگرانی کرتے رہتے ہیں۔" سنگ ہی نے بتایا۔ "ان کیمروں میں یہ بھی خصوصیت ہے کہ وہ اندھیرے کی تصویریں بھی دن کی تصویروں کی طرح نشر کرتے ہیں۔"

"اس کے علاوہ اور کوئی حفاظتی انتظام۔؟

"وہ پہلے ہی تمہیں بتا چکا ہوں۔"

"پھر بتاؤ چچا میں کیسے اپنے ساتھیوں کو چھڑاؤں گا۔"

"ان کی فکر مجھے بھی ہے۔" سنگ ہی نے کہا۔ "خاص طور پر مس جولیا کی۔"

"اسے خبردار نہ ہو۔" عمران چونک کر بولا۔ "تم جولیا کے بارے میں ایک بھی لفظ منہ سے نہیں نکال سکتے۔"

"وہ تمہاری منکوحہ تو نہیں ہے۔"

"نہ سہی ہے تو میری نا۔؟

"شاید ساری زندگی تمہاری منکوحہ نہیں ہوگی۔" سنگ ہی نے ہنستے ہوئے کہا اور تمہارے والدین یہ حسرت لئے لوٹ جائیں گے۔"

"شادی حماقت کا دوسرا نام ہے۔" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔

"یہ حماقت تمہارے والدین نے بھی کی تھی بھتیجے۔"

"اور اس کا خمیازہ میں اب تک بھگت رہا ہوں۔"

"تم کیا جانو عورت کیا شئے ہے۔" سنگ ہی ایک آنکھ دبا کر بولا۔

"گوشت اور ہڈیوں کے ڈھیر کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے۔"

"فلسفہ زندگی نہیں ہے بھتیجے یہ سب بڑے لوگوں کے ظاہر کرنے والے چونچلے ہیں۔"

"اب کون بحث کرے۔" عمران منہ بنا کر بولا اور سنگ ہی پانی کے برتن کی طرف متوجہ ہوا جس میں سے پانی ابل ابل کر گر رہا تھا سنگ ہی نے پتی اور چینی اس میں ڈالی اور برتن نیچے اتار کر ڈھانپ دیا۔

پھر اس نے وہی مگ نکالے جن میں کچھ دیر پہلے چائے پی تھی مگ صاف کر کے اس نے چائے کا پانی اس میں ڈالا اور عمران سے بولا۔

"دودھ کے بغیر چلے گی۔؟"

"ہاں چل جائے گی۔" عمران نے کہا۔ مگر پہلے تو دودھ والی تھی۔؟

"میں کم سے کم دودھ خرچ کرنا چاہتا ہوں۔" سنگ ہی نے کہا۔ کیونکہ میرا ایک آدھ ہفتے تک سیراڈ و نیویو جانے کا ارادہ نہیں ہے۔"

"سمجھا۔" عمران نے کہا۔ کوئی ترکیب سوچ چچا۔"

"کس سلسلے میں۔؟"

"تھریسیا سے آزادی پانے کے لئے ۔؟

"اس کا آسان طریقہ یہی ہے کہ ہم ان کے ہاتھوں گرفتار ہو جائیں ۔"

"اس سے کیا ہوگا ۔"

"وہاں پہنچ کر تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ فرار کا کوئی طریقہ سوچ سکتے ہو ۔"

"اور اگر ہمیشہ کے لئے پھنس گیا تو ۔؟

"تم کبھی کسی جگہہ پھنسے نہیں رہ سکتے میں جانتا ہوں ۔"

"وہ میری پیاسی ہے چچا ۔" عمران نے کہا ۔ اگر وہ چھاپ بیٹھی تو یہاں تو کوئی نکاح پڑھانے والا بھی نہیں ملے گا ۔"

"عمران تم تھریسیا کے بارے میں سنجیدہ کیوں نہیں ہو جاتے ۔؟

"کیا تم مجھے مار ڈالنا چاہتے ہو چچا ۔؟

"نہیں تو یہ کیوں پوچھا ہے ۔؟

"پھر ایسا مشورہ کیوں دے رہے ہو ۔؟

"اوہ سمجھا ۔" سنگ ہی مسکرا کر بولا ۔ تم بہت شیطان ہو بھتیجے ۔"

"میرے سوال کا جواب نہیں ملا ۔"

"کونسا سوال ۔؟ سنگ ہی نے پوچھا اور عمران نے اپنا سوال دہرا دیا ۔

"میری سمجھ میں یہی ایک بات آئی ہے کہ تم وہاں گرفتار ہو کر چلے جاؤ ۔ پھر پوری ٹیم کے ساتھ تم وہاں سے نکلنے کی کوشش کر سکتے ہو ۔"

"ہونہہ ۔" عمران نے سر ہلا دیا ۔

سنگ ہی نے تھریسیا سے کی گئی گفتگو اور سودے بازی کی روشنی میں یہ بات کہی

تھی جبکہ عمران سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ کیا وہ خود گرفتار ہو کر ان لوگوں تک پہنچ کر کچھ کر سکتا ہے۔؟

یہ تو یقینی امر تھا کہ پوری ٹیم سے ہتھیار وغیرہ لے لئے گئے ہوں گے مگر اس کے پاس ابھی ترپ کا پتہ وہ تحفے موجود تھے جو اس نے چلتے ہوئے سب ساتھیوں کو دیئے تھے اور جن میں سے کچھ استعمال بھی کئے جا چکے تھے۔

وہ ان کی مدد سے وہاں خاصی گڑبڑ کر سکتا تھا مگر وہاں کا حال جانے بغیر وہ خود کو گرفتار کرا کے وہاں پہنچنا مصلحت اور دور اندیشی کے منافی سمجھتا تھا۔ اس نے کئی بار کوشش کی تھی کہ کسی اور ماتحت سے رابطہ قائم ہو جائے۔

مگر اسے مایوسی ہوئی تھی یہ کوشش اس نے اس وقت کی تھی جب وہ بلیک زیرو کی کال بھول کر نے جھاڑیوں میں گیا تھا۔

اسے اس بات پر بھی خاصی تشویش تھی کہ بلیک زیرو کی جانب سے ابھی کوئی سگنل نہیں ملا حالانکہ اس نے ٹرانسمیٹر کا انڈیکیٹر آن کر دیا تھا اور بلیک زیرو آسانی سے اس کے نشر کئے ہوئے سگنلوں کے سہارے یہاں پہنچ سکتا تھا۔ اگر وہ آ جاتا تو وہ اس سے اس سلسلے میں مشورہ کر لیتا۔

" کیا میں نے غلط کہا ہے۔؟ سنگ ہی نے پوچھا۔

" ہاں ... آں ... " عمران خیالات سے چونک کر بولا۔ کیا کہا تم نے۔؟

" سنگ ہی نے اپنا سوال دوہرا دیا تھا۔

" اس میں نکلنے سے زیادہ پھنس جانے کا خطرہ ہے۔ "

" پھر تم نے کیا سوچا ہے۔؟

"ابھی کوئی لائحہ عمل نہیں بنایا مگر صبح تک بنا لوں گا۔"

"ہونہہ۔" سنگ ہی ہنکارہ کر رہ گیا۔

"چچا یہاں تم خود کیا کر رہے ہو۔؟" عمران نے پوچھا اور سنگ ہی چونک پڑا۔

"کاتا ہاریوں کا پیشوا بنا ہوا ہوں۔"

"میں نہیں مان سکتا کہ تم صرف اس وجہ سے یہاں رہ رہے ہو۔"

"پھر کیا بات ہو سکتی ہے۔؟"

"پچھلی مرتبہ جب تم سے انہی جنگلات میں ملاقات ہوئی تھی تو تم اس وقت اسلحہ کی سمگلنگ میں مصروف تھے اور میرا خیال ہے اب بھی یہی کر رہے ہو۔"

"تم بہت حرامی ہو بھتیجے۔" سنگ ہی نے چونک کر کہا۔ تم نے یقیناً غار کے اندر کا جائزہ لیا ہے۔"

"کیا وہاں اسلحہ بھرا ہوا ہے۔؟" عمران نے انجان بن کر پوچھا۔

"لیں معصوم مت بنو۔" سنگ ہی برا سا منہ بنا کر بولا۔ پھر چائے کا آخری گھونٹ بھر کے بعد اس نے مگ وہیں رکھ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں کا دھر جا رہے ہو۔؟"

"غار کے باہر۔" سنگ ہی نے کہا۔

"میں بھی چلوں۔؟" عمران نے کہا۔ انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے کوئی بچہ باپ کے ساتھ جانے کی ضد کرتا ہے۔

"آ جاؤ۔" سنگ ہی نے لاپرواہی سے کہا اور عمران اٹھ کر اس کے پیچھے ہو لیا۔ غار سے باہر وہ ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔

اگر تم وہ کمپیوٹر مشین میرے حوالے کر دو تو میں تمہیں ایک راز سے آگاہ کر سکتا ہوں۔"
کچھ دیر تک تاریکی میں گھورنے کے بعد سنگ ہی نے کہا۔
"وہ کیا راز ہے؟" عمران بظاہر چونکا تھا غار سے نکلنے والی پٹیر ومیکس کی روشنی ان کے چہروں پر پڑ رہی تھی
"ایک ایسا راز جو تمہارے ملک کے لئے قیمتی ہو سکتا ہے۔"
"کہہ چلو چچا۔" عمران نے کہا اس بار وہ ایک طرف ہٹ گیا تھا اس لئے سنگ ہی اس کا چہرہ تاریک ہو جانے پر ابھرنے والے تاثرات سے بے خبر ہی رہا تھا۔
"پہلے کمپیوٹر مشین۔"
"بیکار ہے چچا۔" عمران نے کہا۔ "میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ وہ مشین مجھ سے مشرق بعید کے اوران سے اڑنے والے انسان چھین لے گئے ہیں۔"
"یقین نہیں آتا۔" سنگ ہی عمران کے چہرے کو تاریکی میں گھورنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "اتنی دور سے تم جس چیز کے لئے آئے تھے وہ اس آسانی سے تمہارے ہاتھ سے نکل جاتے اور تم کچھ نہ کر و ناممکن ہے۔"
"مت یقین کرو۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا اسی لمحے اس نے ٹرانسمیٹر پر کال کی آمد کا اشارہ محسوس کیا تھا سینے پر اس جگہ گرمی محسوس ہوئی تھی جہاں جیب میں ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا مگر اس سے قبل کہ وہ ٹرانسمیٹر کال وصول کرنے کے بارے میں کچھ سوچتا فضا میں عجیب سی پھڑپھڑاہٹ کی آواز ابھری۔
ایسی ہی جیسے بہت سے پرندے اڑ رہے ہوں بے ساختہ دونوں کے سر اٹھ گئے اور اس کے ساتھ ہی ان کے منہ سے تحیر آمیز آوازیں نکل گئیں وہ اڑنے والے انسانوں کا ایک غول

تھا ستاروں کے پس منظر میں وہ اسے بخوبی دیکھ رہے تھے۔

عمران پھرتی سے غار کی طرف جھپٹا تھا باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں گن تھی اور شانے سے اس کے سامان کا تھیلا لٹکا ہوا تھا۔

سنگ ہی بھی اس سے پیچھے نہیں رہا تھا دونوں نے ساتھ ہی ایک جانب چھلانگ لگائی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہاں اچانک اتنی تیز روشنی پھیل گئی کہ زمین پر گری ہوئی سوئی تک دیکھی جا سکتی تھی۔

وہ سب ہی ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے ہر ایک کچھ نہ کچھ سوچ رہا تھا دفعتاً صفدر نے قلم
اور ہاتھ پر کچھ لکھنے لگا۔ پھر اس نے ہتھیلی سب کے سامنے کر دی۔ اس نے لکھا تھا۔ ہمیں یہاں
وہ چیز تلاش کرنی ہے جس کے ذریعے وہ لوگ ہماری گفتگو سن رہے ہیں تاکہ اسے ناکارہ بنا کر
ہم آزادی سے یہاں سے نکلنے کی پلاننگ کر سکیں۔ تحریر پڑھ چکنے کے بعد ان سب نے اثبات
میں سر ہلایا اور کمرے میں پھیل گئے۔

وہ ایک ایک چیز کو دیکھ رہے تھے دس منٹ کی کوشش کے بعد جولیا کی کھنکھار سن کر
وہ سب ہی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

جولیا ایک طرف کی دیوار کے اوپر لگی ہوئی ایک آرائشی تصویر کی طرف اشارہ کر رہی تھی اس
تصویر میں ایک عورت تھی جس کے ہاتھ میں ایک جال تھا۔ جولیا اسی کی جانب اشارہ کر رہی تھی وہ
اس کے قریب پہنچ گئے۔ جب انھوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس جال کے درمیان ایک

جگہ ایسے چھید ہیں جو دیوار کے اندر تک چلے گئے ہیں یعنی تصویر کو کاٹ کر بڑی خوبصورتی سے وہ چھید جال میں چھپائے گئے ہیں۔

صفدر نے تصویر کا کونا پکڑ کر اسے اکھاڑنا شروع کیا۔ تصویر اسٹیکر کی طرح سے چپکی ہوئی تھی تصویر الگ ہوجانے کے بعد دیوار میں الگ سے لگا ہوا لکڑی کا ایک ٹکڑا نظر آگیا وہ جالیاں اسی ٹکڑے میں بنی ہوئی تھیں۔

صفدر نے جوتا اتار کر اس کی ایڑی الگ کی اور اس میں سے ایک چاقو نکال لیا یہ ایسا چاقو تھا جس میں کئی مختلف چیزیں لگی ہوئی تھیں۔ صفدر نے اسکرو ڈرائیور سیدھا کیا لکڑی کے اندر لگے ... پیچ کھولنے شروع کر دیئے۔ دو تین منٹ کی جدوجہد کے بعد اس نے پیچ کھول لئے۔

اندر ایک مائیک رکھا ہوا تھا اور اس کے تار دیوار میں دوسری جانب چلے گئے تھے۔!

صفدر نے ان میں سے ایک تار کو سکرو ڈرائیور سے مائیک سے الگ کر دیا۔ پانچ منٹ بعد تصویر دوبارہ پہلے کی طرح لگا دی گئی تھی۔

"یہ مسئلہ تو ختم ہوا۔" نعمانی نے کہا۔

"اب بتاؤ یہاں سے فرار کے لئے کیا کیا جائے۔" صدیقی نے کہا۔

"اگر کوئی روشندان ہوتا تو کوشش بھی کی جاتی۔" خاور نے کہا۔

"کوشش بہر حال کی جائے گی۔" جولیا نے کہا۔ "آؤ دروازہ دیکھتے ہیں۔"

"اس میں قبضے اندر کی جانب سے لگے ہوتے ہیں۔" صفدر نے اعلان کیا۔

"پھر تو سکرو ڈرائیور آزمایا جا سکتا ہے۔" جولیا نے کہا۔

کوشش کرتے ہیں۔" صفدر نے کہا اور اسی چھوٹے سے اسکرو ڈرائیور سے وہ دروازے کے قبضے میں لگے ہوئے سکرو کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ دس منٹ کی کوشش کے بعد وہ قبضہ چوکھٹ سے الگ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"ویری گڈ ورک۔" جولیا نے کہا۔

"ابھی ایک باقی ہے۔"

صفدر نے کہا اور نچلے قبضے پر زور آزمائی کرنے لگا اس بار سات آٹھ منٹ ہی میں انھوں نے قبضہ چوکھٹ سے الگ کر لیا تھا۔

"اب کیا کریں۔؟" صفدر نے کہا۔

"باہر چلتے ہیں۔" جولیا نے کہا۔

"ایک تجویز ہے جولیا۔" صفدر نے کہا۔

"وہ کیا۔؟"

"میں خاور اور صدیقی باہر نکل کر حالات کا جائزہ لیتے ہیں۔" صفدر نے کہا اگر حالات صحیح ہوتے تو آج ہی فرار ہو جائیں گے۔"

"دوسری صورت میں کیا کرو گے۔؟" تنویر نے پوچھا۔

"یہاں رک کر انتظار کریں گے۔" صفدر نے کہا۔ موقعہ کا انتظار۔"

"ٹھیک ہے جاؤ۔" جولیا نے کہا اور صفدر نے دروازے کے کی ہول پر کان لگا دیا۔

چند لمحے وہ آہٹ سننے کی کوشش کرتا رہا پھر یہ محسوس کر کے کہ باہر کوئی نہیں ہے اس نے اکھاڑے ہوئے قبضے پکڑے اور پٹ کو اندر کی جانب کھینچا اتنی درز پیدا کر کے

ایک آدمی گزر سکے صفدر نے باہر جھانکا یہ ایک راہداری تھی اور یہاں دور تک کوئی نظر نہیں آرہا تھا وہ باہر نکل آیا۔

"آجاؤ۔" اس نے خاور اور صدیقی سے کہا اور وہ دونوں باہر نکل آئے۔

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔" صدیقی نے کہا۔

"ہاں آگے دیکھتے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

پھر درز سے جھانکنے والی جولیا سے کہا۔ ہم آکر ایک بار تیز اور دوسری بار ہلکے سے دستک دیں گے ٹھیک ہے۔؟

"ہاں میں سمجھ گئی۔" جولیا نے کہا اور درز بند کر دی۔

"اب کس طرف چلا جائے۔" خاور نے راہداری کے دونوں سروں کو دیکھتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

"آؤ اس طرف چلیں۔" صفدر ایک سمت بڑھتے ہوئے بولا۔

"ہوشیاری سے۔" خاور نے کہا۔ ہمارے پاس ہتھیار بھی نہیں ہیں۔"

"پرواہ مت کرو۔" صفدر نے کہا اور آہستہ آہستہ راہداری کے سرے کی طرف بڑھنے لگا۔

یہ چھوٹی سی راہداری تھی اور اس میں صرف دو دروازے تھے ایک وہ جس سے وہ نکل کر آئے تھے اور دوسرا اس کے سامنے والی دیوار میں۔ راہداری کے اختتام پر وہ رک گئے۔

اس طرف بھی ایک راہداری تھی اور یہاں بہت سے کمروں کے دروازے نظر آرہے تھے اور ان میں روشنی بھی تھی۔

"یہ آواز کیسی ہے۔؟ صدیقی نے کہا۔ دائیں سمت سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے کوئی مشین سی چل رہی ہو صفدر چند لمحے پوری توجہ سے آوازیں سنتا رہا پھر بولا۔

"یہ ٹیلی پرنٹر یا اس سے ملتی جلتی کسی مشین کی آواز ہے۔"

"مگر ٹیلی پرنٹر کا یہاں کیا کام۔؟ خاور نے کہا۔

"یہ تو اب دیکھنا ہوگا۔" صفدر نے کہا۔

"میں آگے جاؤں۔؟ صدیقی نے پوچھا۔

"نہیں۔" صفدر نے کہا۔ تم دونوں یہاں رکو میں آگے جاتا ہوں اگر کوئی بات ہو تو تم اسے سنبھال لینا۔"

"ٹھیک ہے۔" صدیقی نے سرگوشی میں کہا اور صفدر آگے بڑھ گیا سب سے پہلے ملنے والے دروازے کے پاس رک کر اس نے اندر جھانکا یہ ایک دس مربع فٹ کا کمرہ تھا اور اس میں تین آدمی ایک مشین کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔

مشین کس قسم کی تھی اس کا اندازہ صفدر نہیں لگا سکا وہ چند لمحے ان تینوں کی نقل و حرکت دیکھتا رہا۔ پھر اس نے احتیاط سے قدم آگے بڑھائے اور کمرے سے آگے بڑھ گیا۔ اب وہ دوسرے کمرے کے سامنے تھا۔

اس کا دروازہ بند تھا اور ٹرانسپیرنٹ شیشوں سے روشنی جھلک رہی تھی۔ صفدر نے شیشوں سے اندر جھانکا۔

یہ کمرہ پچھلے کمرے سے دگنا بڑا تھا اور اس میں اس قسم کی مشینیں نصب تھیں جیسے کسی واٹر پلانٹ میں ہوتی ہیں مشینوں سے بڑے بڑے پائپ ایک طرف سے آکر دوسری طرف سے واپس چلے گئے تھے۔ یہاں پانچ آدمی تھے اور ان کے جسموں پر نیلے رنگ کی یونیفارم تھیں۔

صفدر اچھی طرح سے اس کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور بائیں سمت والے کمرے کے دروازے تک پہنچ کر رک گیا۔

یہ کمرہ بند تھا اور اس کے دروازوں پر شیشے بھی نہیں تھے البتہ دروازے کے نچلے حصّے سے جھلکنے والی روشنی یہ ظاہر کر رہی تھی کہ اندر کوئی موجود ہے۔ صفدر نے دروازے کے پٹوں کو ہاتھ لگا کر دیکھا۔

وہ اندر سے بند نہیں تھے دباؤ پڑنے پر وہ کھلنے لگے تھے۔ وہ سوچنے لگا کہ کیا کرے؟ دروازہ کھول کر جائزہ لے یا اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔ چند سیکنڈ سوچنے کے بعد اس نے کمرے کا جائزہ لینے کا ہی فیصلہ کیا تھا اس نے آہستہ آہستہ کمرے کے پٹوں کو ہاتھ سے اندر دھکیلنا شروع کیا۔ پھر اتنی درز بنا کر کہ جس میں سے وہ اندر دیکھ سکے اس نے اندر جھانکا۔ یہ شاید کھانے کا کمرہ تھا۔

اندر ایک لمبی سی میز بچھی ہوئی تھی جس کا کچھ حصہ اسے نظر آ رہا تھا اس میز کے گرد کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

اور ان پر اس کی طرف کمر کئے تین آدمی کھانے میں مصروف تھے وہ آپس میں گفتگو بھی کرتے جا رہے تھے۔

ان کی گنیں ان کے پہلو میں رکھی ہوئی تھیں البتہ ان میں سے ایک کی اسٹین گن کرسی کے سہارے سے لگی کھڑی تھی صفدر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے مڑ کر خاور اور صدیقی کو اشارہ کیا اور وہ چند ہی لمحوں میں اس کے پاس پہنچ گئے۔

"کیا بات ہے۔؟" خاور نے پوچھا۔

"اندر دیکھو۔" صفدر نے جھری کی جانب اشارہ کیا خاور اور صفدر دونوں نے باری

باڑی اندر جھانک کر دیکھا تھا۔

"کیا بات ہے۔" خاور نے پوچھا۔

"ان لوگوں کو دکھانے سے تمہارا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ہم ان کا اسلحہ حاصل کرلیں۔؟"

صدیقی نے پوچھا۔

"یہی مطلب ہے میرا۔" صفدر نے کہا تھا۔

"مگر اس سے پول کھل جائے گی۔" صدیقی نے کہا۔

"ہم ہتھیار چھپا کر رکھیں گے۔" صفدر نے کہا۔

"میرا مطلب ہتھیاروں سے ہرگز نہیں ہے۔" صدیقی نے کہا۔ میں تو ان تینوں کی بات کر رہا

یہ ہمارا راز افشاں کر دیں گے۔"

"یہ لوگ زبان کھولنے کے لئے زندہ ہی کب بچیں گے۔" صفدر نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔" خاور نے کہا۔

"پروگرام کیا ہے۔" صدیقی نے پوچھا۔

"میں اندر جاتا ہوں اور کرسی سے لگا کر کھڑی ہوئی گن کو قبضے میں کرلیتا ہوں۔" صفدر نے کہا۔ اس کے بعد تم لوگ اندر آجانا۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" دونوں نے اثبات میں گردن ہلادی۔ صفدر نے دروازہ اتنا کھول لیا کہ وہ اندر داخل ہوسکے۔

پھر وہ دبے قدموں آگے بڑھا اور جھک کر چلتا ہوا ان تک پہنچ گیا پھر اس سے پہلے کہ وہ لوگ اسے دیکھ کر چونکتے۔ صفدر نے بڑی پھرتی سے اسٹین گن اٹھالی اور ان لوگوں کی طرف تان لی۔

"ذرہ بھر بھی حرکت کی تو جسم چھلنی کر دوں گا۔" صفدر سانپ کی طرح پھپھکارا تھا وہ تینوں ساکت بیٹھے رہ گئے۔

"آجاؤ۔" صفدر نے بلند آواز میں کہا۔ اور خاور اور صدیقی فوراً اندر گھس آئے انھوں نے یقیناً دونوں کے پہلوؤں سے اسٹین گنیں اٹھالیں اور پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

"چلو اب کھڑے ہو جاؤ اور دیوار کی جانب منہ کر لو۔"

"تم لوگ غالباً وہی قیدی ہو جنکو ہوائی دستہ اٹھا کر لایا تھا۔" ان میں سے ایک نے پوچھا وہ تینوں ان سے خوفزدہ نظر نہیں آ رہے تھے۔

"جو کہا ہے وہی کرو۔" صفدر غرایا۔

"تم اسلحہ حاصل کر کے اپنے حق میں بہتر کر رہے ہو۔" وہ پھر غرایا تھا اس کی آنکھوں سے کینہ توزی سی جھلک رہی تھی۔

"پھر بھلا ہم خود سوچ سکتے ہیں۔" خاور نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم وہاں سے باہر کیسے نکل سکے ہو۔" وہ پھر غرا کر بولا۔ شاید پہرے داروں نے کوئی کوتاہی کی ہے۔"

"تم لوگ دیوار کی طرف منہ کر لو چلو۔" صفدر سانپ کی مانند پھپھکارا تھا ایک لمحے کے لئے ان تینوں کی آنکھوں میں سراسیمگی نظر آئی تھی پھر وہ اس طرح سے پرسکون ہو گئے جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔"

"مادام نے تمہیں جو رعایت دی تھی تم لوگ اس سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو۔" وہ پھر بولا۔ اس بار اس نے ایک قدم آگے بھی بڑھایا تھا۔

"تمہاری مادام نے ہمیں گھومنے پھرنے کی آزادی ہرگز نہیں دی ہے۔" صفدر گن کی

نال سے اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"ہاں اور جن لوگوں کی کوتاہی کی بنا کر تم لوگ کمرے سے باہر آئے ہو ان کو اس کی سخت سے سخت سزا ملے گی۔"

"پہلے تم اپنی سزا تو پوری کر لو۔" خاور غرایا۔

"کیا ہمیں مار ڈالو گے۔؟" وہ چونک کر بولا۔

"تو کیا ڈھنڈورا پیٹنے کے لئے زندہ چھوڑ دیں گے۔؟" صفدر نے کہا لہجہ سرد اور سفاک تھا وہ حتی الامکان خود کو سخت گیر ثابت کر رہا تھا۔

"تم ہمیں نہیں مار سکتے مسٹر۔" وہ غرا کر بولا۔

"اس خوش فہمی کی وجہ۔؟"

"گولیاں چلا کر تم اپنے لئے ہی مصیبت مول لو گے۔"

"تمہارا مطلب یہ ہے کہ جب ہم گولی چلائیں گے تو اس کے شور سے تمہارے دوسرے ساتھی یہاں آ پہنچیں گے۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"یہی مطلب ہے میرا۔" اس نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا اور نئے آنے والے جب ہماری لاشیں دیکھیں گے تو تمہاری تکہ بوٹی کر ڈالیں گے۔"

"اچھا۔" صفدر کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔؟

"ہاں چاہو تو آزما کر دیکھ سکتے ہو۔"

"چلو دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔" صفدر نے کہا اس بار اس کا لہجہ سرد تھا۔!

"میں پھر کہتا ہوں کہ تم لوگ غلطی کر رہے ہو۔"

"چلو جو کہا جا رہا ہے وہی کرو۔" صفدر نے اتنے خوفناک لہجے میں کہا کہ وہ تینوں ہی کانپ گئے ان کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں دوڑ گئی تھیں۔

"میں کہتا ہوں... اس نے کہنا چاہا مگر اس بار صفدر نے آگے بڑھ کر اسٹین گن کا کندہ اس کے جبڑے پر دے مارا۔ اس کے منہ سے کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑا گیا۔

"دوبارہ زبان کھولی تو مار ڈالوں گا۔" صفدر کسی درندے کی طرح غرایا۔ چلو دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔"

وہ چند لمحے منہ بھینچے خونخوار نگاہوں سے صفدر کو گھورتے رہے پھر جیسے ہی صفدر نے دوبارہ گن کا کندہ بلند کیا وہ دیوار کی طرف مڑ گئے۔

"اب دیوار پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاؤ۔" صفدر پھر غرایا اور ان لوگوں نے تعمیل کی۔

"اب کیا کرنا ہے۔؟ خاور نے سرگوشی کی۔

"پہلے ان لوگوں کی تلاشی لے لو پھر دیکھیں گے۔" صفدر نے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر اس نے گن صفدر کو تھمائی اور آگے بڑھ کر ان کی تلاشی لینے لگا ان کے پاس سے ریوالور ہی برآمد ہوئے تھے جنہیں انھوں نے اپنے قبضے میں کر لیا اسٹین گن کے تین میگزین بھی قبضے میں آئے تھے اس کے علاوہ کوئی کام کی چیز نہیں ملی تھی۔

"اب بولو۔" خاور نے پوچھا۔

"ان کے سروں پر وار کر کے بیہوش کر دو۔" صفدر نے کہا۔

"لیکن زندہ چھوڑنے میں خطرہ ہے۔" صدیقی نے کہا۔

"پاگل ہوئے ہو۔" صفدر نے کہا۔ ہم ان کو مار ڈالیں گے۔"

گن سے۔؟ خاور نے پوچھا۔

"نہیں خاور گن شور کرے گی اور ہم پھنس کر رہ جائیں گے۔" صدیقی نے کہا۔

"پھر کس طرح ان کا خاتمہ کرو گے۔؟ خاور نے پوچھا۔

"پہلے بیہوش کریں گے پھر گلا گھونٹ دیں گے۔" صفدر نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"یہی ٹھیک رہے گا۔" خاور نے کہا۔ اس طرح شور نہیں ہوگا۔"

"اسے مسٹر۔" صفدر نے اسے مخاطب کیا جو اب تک ان سے باتیں کرتا رہا اور جسے اس نے اسٹین گن کا کندہ مار کر زخمی کر دیا تھا۔

"ہاں کیا ہے۔؟ زخمی نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو جو ہم پوچھیں بتاتے چلو۔"

"کیا پوچھنا چاہتے ہو۔؟

"یہاں کتنے افراد موجود ہیں۔؟

"بے شمار ہیں تم کس کس کو قابو کرو گے۔؟ وہ خونخوار لہجے میں بولا۔

"بکواس مت کرو صرف اتنا بتاؤ جتنا پوچھا جائے۔" صفدر غرا کر بولا۔

"ہاں پوچھو اور کیا پوچھنا ہے۔؟

"یہاں کتنے افراد ہیں۔؟

"دو سو کے لگ بھگ۔"

"مگر یہ کاٹیج اتنی بڑی تو نہیں لگتی۔"

"باہر نکل کر دیکھو بہت بڑے ایریئے میں یہ جگہ پھیلی ہوئی ہے۔"

"مادام کفر پیپا کہاں ہے۔؟

"ہمیں اس کا کوئی علم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔" زخمی نے کہا۔ "البتہ اتنا علم ہے کہ وہ اس اسٹاپ پر موجود نہیں ہیں۔"

"یہاں کا انچارج کون ہے۔؟"

"سیکورٹی انچارج ڈفرن ہے۔"

"اس پوری جگہ کا انچارج۔؟"

"وہ بیوکارڈو ہے۔"

"یہاں عورتیں بھی ہیں۔؟"

"ہاں تقریباً تیس کے قریب عورتیں یہاں موجود ہیں۔" وہ معنی خیز لہجے میں بولا۔ "مادام ہر ایک کا خیال رکھتی ہیں۔"

"یہاں کیا کام ہو رہا ہے۔؟"

"ہمیں اس کا علم نہیں۔" زخمی نے نفی میں سر ہلایا۔ "ہم صرف گارڈز ہیں اور یہاں یہی فرائض انجام دے رہے ہیں۔"

"کیا تم بالکل نہیں جانتے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔؟"

"جی نہیں۔"

"پھر یہ دو سو تیس افراد یہاں کیا کرتے ہیں۔؟"

"صرف دو سو۔" وہ بولا۔ "لڑکیوں سمیت یہ تعداد ہے۔؟"

"یہ لوگ یہاں کیا کرتے ہیں۔؟"

"مختلف النوع مشینوں پر کام کرتے ہیں۔"

"اور وہ کام تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔؟"

"جی ہاں یہی بات ہے۔"

زخمی نے جواب دیا۔ مادام کے سخت آرڈر کی وجہ سے ہم لوگ کسی بھی سلسلے میں تجسس نہیں برت سکتے۔"

"ہونہہ"۔ صفدر نے سر ہلایا۔ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے پوچھا۔ عمران صاحب بھی پکڑے گئے یا نہیں۔"

"کون عمران۔؟ اس نے حیرت آمیز لہجے میں کہا۔ کیا تمہارا اور کوئی ساتھی ابھی آزاد ہے۔"؟

"شاید۔! صفدر نے کہا۔ چلو منہ پھیر کر کھڑے ہو جاؤ۔" تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا اس لئے وہ خاموشی سے منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ پھر ان تینوں نے ایک ساتھ ان کی کنپٹیوں پر اس طرح ضرب لگائی کہ وہ ایک ہی وار میں بے ہوش ہو گئے۔

جیسے ہی وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح گرے ان لوگوں نے تینوں کے گلے میں رومال ڈالے اور گلے دبا دیئے۔

چند ہی لمحوں میں وہ زندگی کی سرحد عبور کر گئے پھر انھوں نے اٹھ کر اطمینان کا سانس لیا ہی تھا کہ راہداری میں قدموں کی چاپ ابھری اور وہ تینوں چونک پڑے چاپ آہستہ آہستہ قریب آتی جا رہی تھی۔

ان کے دل اچھل کر حلق میں آ اٹکے چاپ ایک سے زیادہ افراد کی تھی اور بوٹوں کا شور یہ بتا رہا تھا کہ وہ بھی محافظوں میں سے ہیں قدموں کی چاپ اسی دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔ اور ان کی پیشانیاں عرق آلود ہو گئیں۔

موت ان کے قریب آ گئی تھی۔ بس لمحے جا رہے تھے کہ وہ چھلنی کی طرح چھید جسم پر لئے

زندگی کی حد عبور کر جائے۔

دروازے کا ایک پٹ آہستہ آہستہ کھلنے لگا دروازہ کھلنے سے پیدا ہونے والی درز میں سے اسٹین گن کی نال جھانکتی نظر آرہی تھی۔ موت کا دہانہ انہیں گھور رہا تھا۔

دفعتاً سامنے کی جانب سے تین بھیڑیئے اس پر جھپٹ پڑے ۔ بلیک زیرو کے ہاتھ میں اسٹین گن تھی۔ اس نے گن کا ٹریگر دبا دیا دوسرے ہی لمحے آگ کی لمبی دھار نکلی تڑتڑ کرتے ہوئے شعلے جھپٹے اور تینوں بھیڑیئے کے جسم میں جا کر ڈوب گئے

وہ تینوں بری طرح اچھلے اور زمین پر گر پڑے لیکن یہ تین ہی تو نہیں تھے وہاں تو درجنوں بھیڑیئے تھے۔ ان میں سے دس پندرہ نے بلیک زیرو پر جستیں لگائی تھیں بلیک زیرو کے ہاتھ میں دبی اسٹین گن کا دہانہ آگ اگلنے لگا وہ گن کو مختلف سمتوں میں لہرا رہا تھا اور بھیڑیئے چیختے ڈکراتے گر رہے تھے ۔

دفعتاً اس کے سر پر سے کوئی چیز اڑتی ہوئی سامنے کی سمت گری بلیک زیرو پھرتی سے جھک گیا اور اس بار عقب والی چٹان سے جھپٹنے والے بھیڑیئے اس کے آگے گرے اور گن کا نشانہ بن گئے ۔

دفعتاً اس نے گھوڑے کی ہنہناہٹ سنی شاید بھیڑیوں نے اس پر حملہ کر دیا تھا لیکن وہ بے بس تھا گھوڑے کے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ آہستہ آہستہ بھیڑیوں کی تعداد کم ہوتی چلی گئی پھر اس کے پاس سناٹا تھا۔ البتہ کچھ دور جہاں اس نے گھوڑا باندھا تھا وہاں سے غراہٹوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

یہ تو شکر تھا کہ اس نے تھکے ہوئے گھوڑے پر سے زین سمیت سارا سامان آتار لیا تھا۔ تاکہ گھوڑا تھکن دور کر سکے ورنہ اس وقت سامان بھی چیتھڑوں میں بٹ جاتا اس نے تھیلے سے ٹارچ نکالی اور بٹن دبا دیا۔

اندھیرے میں روشنی کا سیلاب سا امنڈ پڑا تھا اس نے روشنی کا رخ گھوڑے کی سمت کر دیا دوسرے ہی لمحے اسے جھرجھری آگئی گھوڑے کے مردہ جسم سے کم از کم دو تین درجن بھیڑیئے لپٹے ہوئے اس کی تکہ بوٹی میں مصروف تھے گھوڑے کا آدھا جسم گوشت سے محروم ہو چکا تھا اور اس کی ایک ٹانگ جسم سے علیحدہ کرنے کے بعد چھ سات بھیڑیئے اسے گھسیٹ کر لے جا رہے تھے۔!

بلیک زیرو کے جسم میں خوف و دہشت سے جھرجھری دوڑ گئی اگر اس کے پاس گن نہ ہوتی تو۔ یہ خیال ہی اس کے لئے لرزہ دینے والا تھا کہ خود اس کا جسم اسی طرح نوچا جا رہا ہوتا۔ روشنی ہونے کے باوجود بھیڑیوں کی نوچ کھسوٹ میں فرق نہیں آیا تھا۔ بلیک زیرو پھرتی سے سامان سنبھالنے لگا۔!

وہ اچھی طرح سے سمجھ رہا تھا کہ جیسے ہی گھوڑے کا جسم مکمل طور پر گوشت سے محروم ہوا بھیڑیئے اس کی طرف دوڑ پڑیں گے اور چونکہ ان کے منہ کو خون لگ چکا ہو گا اور گھوڑے کے بھیڑیئے آدھا پیٹ بھرنے کے بعد زیادہ خونخوار ہو چکے ہوں گے اس لئے اس بار وہ انہیں گن سے بھی

۔۔ روک سکے گا۔ ہگرانڈیا اڑن

ٹارچ کی روشنی میں اس نے درجنوں بھیڑیوں کی لاشیں دیکھ لی تھیں سامان سمیٹ کر وہ ایک سے مگر بھیڑیوں کی طرف رخ کئے پیچھے کھسکنے لگا چٹان کی آڑ میں پہنچ کر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ ٹارچ اس نے بجھا دی تھی اور اب وہ پوری طرح چوکنا ہو کر چل رہا تھا۔ بھیڑیوں کے غرانے اور لڑنے جھگڑنے کی آوازیں اب مدھم ہونے لگی تھیں۔

دفعتاً وہاں دن سا نکل آیا۔

بلیک زیرو نے بوکھلا کر اپنے ٹارچ والے ہاتھ کی جانب دیکھا کہ کہیں بٹن تو نہیں دب گیا۔ مگر وہ روشنی اس کے ہاتھ میں دبی ٹارچ کی تو نہیں تھی۔ وہ تو اس کے سر کے اوپر سے چمکی تھی اور نہ صرف وہ بلکہ آس پاس کافی دور تک کا علاقہ اس روشنی سے جگمگا اٹھا تھا۔ ایسی ہی تیز روشنی تھی بلیک زیرو کے ذہن میں خطرے کا احساس ابھرا تھا دوسرے ہی لمحے وہ زمین پر گر پڑا۔ بڑی تیزی سے اس نے سامان والے تھیلے میں ٹٹولتی تھی اور اب وہ گن کو دونوں ہاتھوں میں کسی تیز رفتار سانپ کی طرح ایک درخت کی سمت رینگ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ درخت کی آڑ میں وہ پہلے خود کو محفوظ کر لے پھر دیکھے کہ وہ روشنی کیسی ہے۔ یہ تو اسے یقین تھا کہ وہ روشنی دشمن ہی کی آمد کا اشارہ ہے۔

مگر اتنی تیز روشنی حیرت انگیز ہی تھی اسے وہ نیلی روشنی یاد آئی جو پہلے ایک نیلا شعلہ بن کر ابھرتی تھی پھر اس کی زد میں آنے والا ہر جاندار پگھل کر رہ جاتا تھا مگر یہ روشنی نیلی نہیں تھی نہ ہی نیلے شعلے سے نکلی تھی۔

درخت کے تنے کے پیچھے جا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اب وہ ۔۔ شنی کے مخ ۔۔ کی جانب

۔۔ بیرو کے منہ سے نکلا۔ اس طرح تو واقعی میں بیہوش ہو کر بھیڑیوں

دفعتاً

نے لبر روشنی کا مخرج فضا میں معلق تھا اور وہ وہی جگہ تھی جہاں بھیڑیے اس کے گھوڑے کی ضیافت اڑا رہے تھے۔

دفعتاً اس نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آہٹ سنی اور چونک پڑا۔ ایسا لگتا تھا جیسے درجنوں افراد جھاڑیوں اور پتوں کو روندتے ہوئے اس طرف دوڑے چلے آرہے ہوں بلیک زیرو پھرتی سے اسی درخت پر چڑھتا چلا گیا جس کے عقب میں کھڑا ہوا تھا سامان کا تھیلا اس کے کندھے پر محفوظ تھا۔

ایک گھنے پتوں والی مضبوط شاخ پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ اچانک پیدا ہونے والی روشنی میں اس نے درجنوں بھیڑیوں کو دوڑتے ہوئے دیکھا ایسا ہی لگتا تھا جیسے انھوں نے موت کو دیکھ لیا ہو۔

گویا وہ اس روشنی سے خوفزدہ تھے جو اب نمودار ہوئی تھی ورنہ اس سے پہلے ٹارچ کی روشنی کو انھوں نے اہمیت ہی نہیں دی تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ اب نمودار ہونے والی روشنی ان جانوروں کے لئے خطرناک ثابت ہوتی رہی ہے اسی لئے وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ اٹھے تھے۔

کچھ دیر بعد وہاں سناٹا چھا گیا مگر روشنی بدستور موجود تھی اس نے دوربین آنکھوں سے لگائی اور روشنی کے مخرج کی جانب دیکھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ روشنی ایک ایسے گلوب سے نکل رہی تھی جو ایک گول طشتری نما اڑنے والی چیز کے نیچے لٹکا ہوا تھا ... اس ... دوڑ پڑا ...

آدھا پیٹ بھرنے کے بعد زیادہ خونخوار ہو چکے ہوں گے اس لئے اس بار ... سے بھی

"فے گراز۔" بلیک زیرو کے منہ سے نکلا اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ فے گراز یا اڑن طشتری جس درخت پر وہ چھپا ہوا تھا اس سے تھوڑے فاصلے پر اتر گئی اس کے ساتھ ہی ایک لمحے کے لئے وہاں اندھیرا چھا گیا۔

مگر دوسرے ہی لمحے وہاں پھر پہلے کی سی روشنی پھیل گئی اب یہ روشنی فے گراز کے اوپری حصے سے نکل رہی تھی جہاں نچلے حصے کی طرح ایک گلوب موجود تھا۔

"زیرو لینڈ کا جہاز۔" بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

اس کے دیکھتے ہی دیکھتے جہاز کا دروازہ کھلا اور زیرو لینڈ کے جہاز فے گراز میں سے خلا بازوں کے لباس سے ملتے جلتے لباس پہنے ہوئے چار آدمی برآمد ہوئے ان میں سے تین کے ہاتھوں میں گنیں تھیں جبکہ چوتھے کے ہاتھ میں میگا فون جیسا آلہ تھا جسے اس نے لگا رکھا تھا۔

دفعتاً ایک بھاری آواز گونجی۔

"تم جو بھی کوئی ہو سامنے آجاؤ۔" میگا فون پر کہا جا رہا تھا جملہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا ایک لمحے کی خاموشی کے بعد پھر کہا گیا۔

"ہم نے تم کو پہچان لیا ہے مسٹر عمران سامنے آجاؤ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔" بلیک زیرو چپ چاپ بیٹھا رہا۔

"صرف دو منٹ کا وقت دیا جاتا ہے۔" میگا فون پر آواز ابھری اس کے بعد ہم بے ہوش کر دینے والی گیس چھوڑیں گے اور چلے جائیں گے اس کے بعد بیہوشی میں تمہارا جو حشر ہو گا مسٹر عمران وہ بتانے والی بات نہیں ہے۔"

"اوہ۔" بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔ اس طرح تو واقعی میں بیہوش ہو کر پھر پڑا

کی غذا بن سکتا ہوں۔"

"ایک منٹ باقی ہے۔" میگا فون پر کہا گیا۔

"دوسرا منٹ بھی گزر جائے گا پیارے۔" بلیک زیرو نے دل میں سوچا اور ٹھیک اسی لمحے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز ابھری تھی وہ میگا فون والے کے ساتھ ہی اس درخت کی طرف سمٹ آئے جہاں بلیک زیرو چھپا ہوا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے چار گھوڑے سوار اس کے سامنے آگئے وہ سب ہی مسلح تھے اور ان کے جسموں پر نیلی یونیفارم تھیں۔

"کیا رہا۔؟ میگا فون والے نے آنے والے سواروں کو مخاطب کیا۔

"ناکامی۔" سواروں میں سے ایک نے کہا۔

"پھر اس طرف کیوں چلے آئے۔؟

"ہمیں فائرنگ کی آوازیں سنائی دی تھیں" اس نے کہا۔ "پھر یہاں روشنی دیکھی تو کہ تم لوگوں کو مسٹر عمران اور سنگ ہی مل چکے ہیں۔"

"نہیں مگر ان دونوں میں سے ایک یہاں ضرور موجود ہے۔" میگا فون والے نے کہا۔ "اسی نے بھیڑیوں کو مارا ہے۔"

"اب تک تو وہ کہیں کا کہیں نکل چکا ہوگا۔"

"ایسا نہیں ہے۔" میگا فون والے نے کہا اس کا گھوڑا بھیڑیئے شکار کر چکے ہیں اور پیدل وہ زیادہ دور نہیں جا پائے گا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم انھیں اسی علاقے میں تلاش کریں۔؟

"ہاں ہم لوگ جا رہے ہیں تم ان کو اسی جگہ تلاش کرو۔"

ٹھیک ہے۔ آنے والے سواروں میں سے ایک نے کہا اور ویگا فون والا پلٹ گیا۔
پھر ان کے فے گراز میں جا بیٹھے بعد اس کا دروازہ بند ہو گیا اور وہ دوبارہ گردش میں آ گئی چند لمحے بعد
فے گراز پرواز کر گیا اور وہاں تاریکی چھا گئی۔
پھر ایک ہی دو لمحے گزرے ہوں گے کہ وہاں چار ٹارچوں کی روشنیاں جگمگانے لگیں تین
ٹارچیں اس درخت سے دور ہوتی جا رہی تھیں جس پر بلیک زیرو موجود تھا جبکہ چوتھی ٹارچ کی روشنی اسی
جانب بڑھ رہی تھی۔
پھر وہ گھوڑے سوار اسی درخت کے قریب آ کر رک گیا اور اس کے ہاتھ میں دبی ٹارچ
کی روشنی چاروں طرف چکرانے لگی۔
بلیک زیرو آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا پھر نچلے گدے پر پہنچ کر اس نے جسم کو تولا اور
اس پر چھلانگ لگا دی۔
دونوں گتھے ہوئے گھوڑے سے نیچے گرے تھے۔ گھوڑ سوار کے لئے یہ حملہ قطعی غیر متوقع
تھا کی وجہ سے وہ بدحواس ہو گیا اور بلیک زیرو نے اس کی بدحواسی سے پورا پورا فائدہ
اٹھایا اور اس پر چڑھ بیٹھا۔
اب وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا داب رہا تھا
گھوڑ سوار کو اس وقت بچاؤ کا خیال آیا تھا جب بلیک زیرو آخری جھٹکا دینے والا تھا
اسے زندگی کی حد عبور کرانے کے بعد بلیک زیرو نے ٹارچ اٹھا کر بجھائی پھر مرنے والے کے لباس
کی تلاشی لی اور ایک عجیب گن نما شے نکال کر جیب میں رکھی پھر وہ گھوڑے پر بیٹھا اور اسے ایڑ
لگا دی۔
دوسرے ہی لمحے گھوڑا اسے پیٹھ پر سنبھالے ہوا ... کی طرح دوڑ رہا تھا وہ خوش تھا کہ

اسے گھوڑا توولا۔ مرنے والے کے تین ساتھیوں پر کیا بیتی اس سے اسے کوئی مطلب نہیں تھا وہ عمران کی بتائی ہوئی سمت گھوڑا دوڑا رہا تھا۔

کبھی کبھی وہ ٹرانسمیٹر کا انڈیکیٹر بھی دیکھ لیتا تھا جلد ہی وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں عمران کی موجودگی محسوس کی جا سکتی تھی بلیک زیرو سوچ ہی رہا تھا کہ عمران سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرے کہ وہاں دن کی سی . . . ۔۔ ، چمکدار روشنی پھیلتی چلی گئی۔

عمران زمین پر گرنے کے بعد سنبھل ہی رہا تھا کہ اس کے ہاتھ کے نیچے سے زمین نکل گئی اور وہ ڈھلوان
نے لگا۔ گن ہی اس کے قریب نہیں تھا حالانکہ دونوں نے ایک ساتھ ہی چھلانگ لگائی
!

عمران بار بار سنبھلنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ ڈھلوان ایسی تھی کہ وہ کسی طور سنبھل نہیں
پا رہا تھا پھر وہ مسطح زمین پہ پہنچ کر رک گیا اس کا اندازہ تھا کہ وہ کم از کم پندرہ بیس گز کی اونچائی
سے پھسل کر یہاں پہنچا ہوگا دفعتاً اس نے ایک گھوڑ سوار کو دیکھا وہ اس سے چند ہی قدم کے
فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔
عمران نے گرتے گرتے بھی گن سنبھالے رکھی تھی اور اسی لئے وہ خود کو لڑھکنے سے باز
نہیں رکھ سکا تھا لہذا گن اب بھی اس کے ایک ہاتھ میں تھی اس نے گن کا رخ فوراً ہی گھوڑ سوار کی
جانب کر دیا۔

"چپ چاپ نیچے اتر آؤ۔" عمران سانپ کی طرح سے پھپھکارا تھا گھوڑ سوار خاموشی سے نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا۔

"اب اپنے ہتھیار پھینک دو۔"

"اس کی کیا ضرورت ہے جناب۔" گھوڑ سوار نے کہا اور عمران چونک پڑا۔ اس نے بلیک زیرو کی آواز پہچان لی تھی۔

"تم کالے صفر۔" عمران کی آواز میں خوشی کا عنصر تھا۔

"جی ہاں غلام حاضر ہے۔"

"چلیے آؤ گھوڑے کو سنبھالے رکھو۔" عمران نے کہا اور اٹھ کر ایک سمت بڑھنے لگا اس کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا۔

"یہ روشنی کیسی ہے جناب۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔ آپ کو معلوم ہے۔؟

"روشنی روشنی ہی ہوتی ہے۔" عمران نے چلتے ہوئے کہا۔ کیا اور کیوں کا کوئی سوال

"میں جانتا ہوں کہ یہ روشنی کہاں سے نکل رہی ہے۔؟

"ظاہر ہے کسی بلب ہی سے نکل رہی ہوگی۔"

"جی ہاں یہ فے گراز سے خارج ہونے والی روشنی ہے۔"

"فے گراز۔۔؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔" بلیک زیرو نے کہا اور کچھ دیر پہلے پیش آنے والی ساری تفصیل عمران کے سامنے دوہراتا چلا گیا۔

"بہت خیر ہوئی طاہر۔" عمران نے فکرمند لہجے میں کہا۔ ورنہ میں تمہیں تلاش کرتا رہ جاتا اور تم بھیڑیوں کے پیٹ میں قدم رنجہ فرماتے ہوتے۔"

"اب ہم کس طرف چل رہے ہیں جناب۔"

"وہاں جہاں اس روشنی سے محفوظ رہ سکیں۔"

"یہ روشنی پگھلا دینے والی نہیں ہے۔"

"وہ تو میں سمجھ گیا ہوں۔" عمران نے کہا۔ میرا اندازہ ہے اور تم نے دیکھا بھی ہے کہ تہہ گراز سے آدمی نکل کر مطلوبہ افراد کو تلاش کرتے ہیں۔"

"جی ہاں۔ مگر مجھے حیرت ہے کہ وہ لوگ وہاں تک کیسے پہنچ گئے تھے۔؟"

"فائرنگ کی آواز سن کر وہ چونکے ہوں گے۔" عمران نے کہا اور پھر تمہاری ٹارچ کی روشنی نے اس جگہ تک ان کی راہنمائی کی ہو گی جہاں تم بھیڑیوں سے نبرد آزما تھے۔"

"ایسا ہی لگتا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ مگر یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ وہ عمران کو وہاں تلاش کئے بغیر اس طرف کیسے آگئے۔؟

"انہیں وہاں میری موجودگی کا صرف شبہ ہوا ہو گا۔" عمران نے کہا۔ اور وہ یہ سوچ کر وہاں ان چاروں گھوڑ سواروں کو چھوڑ کر اس طرف چلے آئے ہوں گے کہ وہ کمپیوٹر کی تلاش میں آنے والی دوسری پارٹیوں میں سے کسی کا کوئی بچا کچھا فرد ہو گا اور اسے وہ چاروں قابو کر لیں گے۔"

"پھر وہ سیدھے یہاں کیسے آگئے۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔ کیا ان کو اس بات کا شبہ تھا کہ آپ یہاں پر چھپے ہوئے ہیں۔؟

"یہ سنگ ہی کی حماقت سے ہوا ہے۔"

"کیا مطلب۔؟"

"سنگ ہی نے تھریسیا سے ٹرانسمیٹر پہ رابطہ قائم کر کے سودے بازی کی تھی۔" عمران

نے سنگ ہی اور تھریسیا کے درمیان ہونے والی گفتگو دوہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہو۔"

"تھریسیا نے انڈیکیٹر سے معلوم کیا ہوگا کہ کال کہاں سے نشر کی گئی ہے سمت اور فاصلہ معلوم ہوتے ہی وہ فے گراز میں اس طرف چل پڑے پھر راستے میں وہ فائرنگ اور روشنی کی وجہ سے تم سے ٹکراتے اور تمہیں غیر متعلق سمجھ کر اس طرف یعنی اپنے اصلی ہدف کی طرف چلے آتے۔"

"مگر انڈیکیٹر سے اتنی صحیح نشاندہی تو ممکن نہیں ہے۔"

"ہاں اس وقت تک ۔ ۔ ۔ نہیں ہے جب تک زمین پر انڈیکیٹر والا نہ ہو" عمران نے کہا۔ چونکہ سنگ ہی نے غار میں پٹرومیکس روشن کر رکھا تھا اور اس کی روشنی کا عکس باہر تک آرہا تھا اس لئے اوپر فضا سے انہیں یہ روشنی صاف نظر آتی ہوگی۔"

"ایسا ہی لگتا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"بس اب رک جاؤ۔" عمران نے درختوں اور گھاس کے ایک بڑے جھنڈ کے پاس پہنچ کر کہا اور بلیک زیرو رک گیا وہ روشنی کی زد سے باہر تو نہیں تھے مگر اب ان کا فاصلہ روشنی کے مخرج سے کافی تھا۔"

"کیا انہوں نے سنگ ہی کو پکڑ لیا ہوگا۔؟"

"ناممکن ہے۔" عمران نے کہا۔ "میں ان اطراف میں انجان ہوں جبکہ سنگ ہی یہاں کا کیڑا ۔ ۔ بن چکا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ وہ بڑی آسانی سے کسی چکنی مچھلی کی طرح ان کی زد سے نکل گیا ہوگا۔"

"اگر ایسا ہے تو ہمارے لئے ایک موقع ہے۔"

"وہ کیا۔؟

"ہم سنگ ہی کو گرفتار کر سکتے ہیں۔"

"اس سے فائدہ کیا ہو گا۔؟

"سنگ ہی ہمارے ملک کا بھی مجرم ہے نا۔؟ بلیک زیرو نے کہا۔ لہذا اگر ہم اسے پکڑ کر اپنے ملک لے جائیں تو ہمارے . . .؟

"نہیں۔" عمران بلیک زیرو کی بات کاٹ کر بولا۔ اول تو سنگ ہی کا اب ہاتھ آنا مشکل ہے دوسرے اگر وہ ہاتھ آبھی گیا تو اسے برازیل سے نکال لے جانا ناممکن ہو گا۔"

"کیا ہم سفارت خانے سے مدد نہیں لے سکتے۔؟

"ڈفر ہو۔" عمران نے کہا۔ جیسے ہی برازیلی حکومت کو اس کے بارے میں پتہ چلے گا وہ اُڑ جائے گی کہ سنگ ہی اس کے حوالے کیا جائے کیونکہ وہ بین الاقوامی مجرم ہے۔"

"یہ دشواری اس طرح حل ہو سکتی ہے جناب کہ ہم سنگ ہی کو ناجائز ذرائع سے اپنے ملک سمگل کر دیں۔؟

"بیکار ہے اس کے بجائے ہمیں کمپیوٹر بحفاظت اپنے ملک لے جانے کی کوشش کرنی چاہئیے۔" عمران نے کہا اور بلیک زیرو گردن ہلا کر رہ گیا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔؟

"ہم لوگ کسی طور پر فے گراز میں گھس جائیں تو اس جگہ پہنچ سکتے ہیں جہاں ہمارے ساتھی قید ہیں۔"

"وہ کہاں قید ہیں۔؟

"اسٹاپ تھری پر۔"

"یہ کیا بلا ہے۔؟
"بلا نہیں زیرو لینڈ والوں کا ایک اڈہ ہے۔"
"اس کا مطلب یہ ہوا کہ زیرو لینڈ والوں نے یہاں بہت سے اڈے بنا رکھے ہیں۔"
"ہاں۔" عمران نے اس بات میں جواب دیا۔
"ہم فے گراز میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں۔؟
"آؤ اوپر چلتے ہیں۔" عمران نے کہا۔ وہیں دیکھیں گے کہ کیا ہو سکتا ہے۔"
"اور سامان۔؟
"خاص خاص چیزیں ساتھ لے لو اور بقیہ یہاں پر ہی چھوڑ دو۔" عمران نے کہا اور روشنی کے مخرج کی جانب دیکھنے لگا۔ اب وہ روشنی کا صرف عکس ہی دیکھ سکتے تھے کیونکہ فے گراز زمین پر اتر گیا تھا۔
"چلئے جناب۔" بلیک زیرو نے کہا اور وہ اوپر چڑھنے لگے۔
"ریوالور وغیرہ ہے۔؟
"جی ہاں گن بھی موجود ہے اسٹین گن۔"
"وہ تو میں دیکھ چکا ہوں۔" عمران نے کہا۔ میں صرف ریوالور کی بابت معلوم کر رہا تھا کہ ہے یا نہیں۔؟
"بھرا ہوا ریوالور میرے پاس ہے جناب۔"
"ٹھیک ہے آؤ۔" بلیک زیرو کو آنے کا اشارہ کرتا ہوا عمران اوپر چڑھنے لگا جوں جوں وہ اوپر چڑھ رہے تھے روشنی بڑھتی جا رہی تھی۔
"اتنی تیز روشنی میں ہم لوگ کیسے فے گراز میں گھس سکیں گے۔؟

"دیکھتے جاؤ۔" عمران نے کہا۔ "اگر انھوں نے یہاں بھی کچھ لوگ اتار رکھے ہیں تو پھر ہمارا فیگراز میں جانا آسان ہوگا۔"

"یقیناً اتارے ہوں گے۔" بلیک زیرو نے کہا اور ٹھیک اسی لمحے ایک آواز ہوا کے دوش پر گونجتی ہوئی سماعت سے ٹکرائی۔

"عمران اور ماسٹر سنگ آپ دونوں سامنے آجائیں۔" کوئی میگا فون پر کہہ رہا تھا۔ "مادام آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔"

"یہ تو صلح کی بات ہے۔؟"

"ہاں اور اس کی آڑ میں تھریسیا ہم دونوں کو قابو کرنا چاہتی ہے۔" عمران نے کہا۔ "اور اگر اس بار اس کے قابو میں آگئے تو یاد رکھو وہ ہمیں زیرولینڈ کا شہری بنائے بغیر باز نہیں آئے گی۔"

"یہ دباؤ تو وہ ہمارے ساتھیوں کو قید رکھ کر بھی ڈال سکتی ہے جناب۔"

"ہاں تھریسیا ایسا کر سکتی ہے۔" عمران نے کہا۔ "مگر میں چاہتا ہوں کہ اس لمحے کے آنے سے پہلے ہی انھیں چھڑا لیا جائے۔"

"اور اس کے لئے وہاں پہنچنا ضروری ہے۔؟"

"ہاں اس کے علاوہ اور کوئی صورت ہو تو بتاؤ۔"

"عمران اور ماسٹر سنگ ہی آپ دونوں . . . ." میگا فون والا بار بار اس ایک جملے کو دوہرا رہا تھا۔

"دیکھیں اب وہ گیس کی دھمکی کب دیتے ہیں۔" عمران نے کہا تھا۔

"شاید وہ دھمکی دینے کی بجائے گیس کا اخراج شروع کر دیں۔"

" ایسا شاید نہ ہو ۔ ؟

" وہ کیوں ۔ ؟

" اس لئے کہ اگر ہم بیہوش ہو بھی جائیں تو وہ ہمیں کیسے اور کہاں تلاش کریں گے یہ علاقہ تو بہت بڑا ہے ۔ "

" پھر تو ان سے یہ حماقت ہی سرزد ہو رہی ہے ۔ "

" ہو سکتا ہے جن چار گھوڑ سواروں میں سے ایک کا گھوڑا لیکر تم یہاں پہنچے ہو اسی طرح ان اطراف میں بھی گھوڑ سوار موجود ہوں ۔ "

" مجھے راستے میں کوئی بھی نہیں ملا ۔ بلیک زیرو نے کہا ۔ اگر ان اطراف میں وہ لوگ موجود ہوتے تو مجھے ضرور ٹوکتے ۔ "

" بات ٹھیک ہے ۔ " عمران نے سر ہلایا ۔

" کمپیوٹر کہاں گیا جناب ۔ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا ۔ کیا وہ زیرولینڈ والوں کے قبضے میں پہنچ گیا ۔ ؟

" نہیں ۔ " عمران نے کہا ۔ میں نے ایک جگہ اسے محفوظ کر دیا ہے واپسی میں ہم اسے لیتے چلیں گے ۔ "

" وہ جگہ یاد رہے گی جناب جہاں آپ نے کمپیوٹر چھپایا ہے ۔ ؟

" اچھی طرح سے ۔ " عمران نے کہا پھر وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ کسی جانب سے اسٹین گن کا شور ابھرا تھا ۔

" یہ کیا ہوا ۔ ؟ بلیک زیرو کے منہ سے نکلا ۔

" شاید سنگ ہی کی حماقت ہے ۔ " عمران بڑبڑایا اس دوران وہ اوپر ایک ایسی

جگہ پہنچ چکے تھے جہاں وہ روشنی میں حرکت کرتے ہوئے افراد کی نگاہوں سے بچ کر ان کا جائزہ لیتے رہیں۔

"کیا اس کے پاس گن ہے۔؟"

"ہاں ہم دونوں ہی نے اسلحہ حاصل کرنے کے بعد چھلانگ لگائی تھی۔"

"مگر اس نے فائرنگ کس پر کی ہے۔؟"

"شاید اڑنے والے انسانوں پر۔"

"کیا۔؟ بلیک زیرو چونک کر بولا۔ وہ یہاں کہاں۔؟"

"درجنوں فضا میں موجود ہیں۔"

"پھر تو ہم دیکھے جا چکے ہوں گے۔" بلیک زیرو بوکھلا کر بولا۔

"میں تمہاری طرح اطراف سے غافل نہیں رہتا۔"

"میں سمجھا نہیں جناب۔"

"اوپر آنے کے لئے میں نے وہی راہ اختیار کی تھی جو یا نور روشنی کے دائرے سے باہر تھی یا پھر جھاڑیوں اور گھاس سے اٹی ہوئی تھی اس طرح وہ ہمیں فضا سے کبھی نہ دیکھ پائے ہوں گے۔"

"مگر سنگ ہی نے فائرنگ کیوں کی۔؟"

"شاید وہ دیکھ لیا گیا ہو گا۔" عمران نے کہا۔ اگر ایسا تھا بھی تو اسے نکل جانا چاہیئے تھا فائرنگ نہیں کرنی چاہیئے تھی۔"

"وہ کیوں جناب۔؟"

"اب ان کو علم ہو گیا کہ وہ کس طرف ہے۔" عمران نے کہا۔ وہ لوگ اب اس جگہ کو گھیرے میں لے لیں گے۔"

"مگر جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "سنگ ہی اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر نکل جائے گا۔"

"وہ لوگ اسے فائدہ اٹھانے دیں جب نا۔"

"کیا مطلب۔؟"

"تم بار بار مطلب پوچھ کر اپنی بیوقوفی کا ثبوت فراہم کر رہے ہو کالے صفر۔" عمران غرایا۔ "سنگ ہی کو پکڑنے کے لئے وہ اسے گھیر کر گیس استعمال کریں گے اور وہ کسی خارش زدہ چوہے کی طرح پھنس جائے گا۔"

"سوری جناب۔" بلیک زیرو خفت سے بولا۔

"آدھا تیتر اور آدھا بٹیر۔" عمران نے کہا۔ "یا تو انگریزی بولو یا پھر اردو دونوں زبانوں کا بیڑہ غرق مت کرو۔"

"ہم اب کیا کریں گے جناب۔"

"موقعے کا انتظار۔" عمران نے کہا ٹھیک اسی لمحے سامنے کی جانب کافی فاصلے سے اگن کا قہقہہ سنائی دیا۔ ساتھ ہی شعلوں کی ایک لہر ابھری تھی فوراً ہی فیگرز سے نکلنے والی روشنی خلا بازوں جیسے لباس میں نظر آنے والے آٹھوں افراد مختلف اطراف میں دوڑے اور زمین پر گر گئے۔ وہ عمران اور بلیک زیرو کے سامنے تین چار فٹ کے فاصلے پر آکر لیٹے تھے پھر ان میں سے ایک کے ہاتھ میں دبی ہوئی گن نے جوابی فائرنگ کی تھی جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں موجود ہتھیار ویسا ہی تھا جیسا ایک عمران پہلے ہی اڑن انسان سے چھین چکا تھا گن دوبارہ گرج چکی تھی اور جواباً سنگ ہی کی جانب سے ایک برسٹ مارا گیا تھا۔

"موقع اچھا ہے۔" عمران نے سرگوشی کی۔ "مگر ہوشیاری سے شکار اگر نکل گیا تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔"

"بے فکر رہیے جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔
"تو چلو شروع ہو جاؤ۔" عمران نے کہا اور اپنی جگہ سے حرکت کی اور بڑی تیزی سے گن والے پر چھلانگ لگا دی جبکہ بلیک زیرو دوسرے پر جھپٹا تھا ان دونوں کے لئے یہ حملہ غیر متوقع تھا اس لئے انھیں سنبھلنے کا موقعہ ہی نہیں مل سکا تھا دونوں بے ہوش ہو گئے۔ عمران نے اپنے شکار کی ٹانگ پکڑی اور ڈھلوان میں کھینچنے لگا بلیک زیرو اس کی تقلید کر رہا تھا کچھ نیچے پہنچ کر انھوں نے دونوں کا خلائی لباس اتارا اور خود پہن لیا پھر ان کے لباسوں کی تلاشی لی اور جو کچھ بھی ملا اسے خلا بازوں جیسے لباس کی جیبوں میں ٹھونس لیا۔
"اب ان کا کیا کریں۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔
"عدم آباد کا ٹکٹ کٹا دو۔" عمران نے کہا اور مخصوص انداز میں اپنے شکار کی گردن مارا چٹ کی آواز ہوئی اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ بلیک زیرو نے اپنے شکار کا حشر کیا تھا۔
"اب لاشیں جھاڑیوں میں چھپا دو۔" عمران نے کہا اور بلیک زیرو اس کی تعمیل کرنے

"اوہ ہو۔" عمران چونکا تھا اب فے گراز کے پاس کئی آدمی نظر آ رہے تھے اور انھوں نے ہاتھوں پر کسی کو سنبھال رکھا تھا۔ اور یہ کئی آدمی اڑن انسان تھے۔
"شاید سنگ ہی ہے۔" بلیک زیرو نے خیال ظاہر کیا۔
"ہاں وہی ہے میں اس کا لباس پہچان رہا ہوں۔"
"اب ہمیں ان میں مل جانا چاہیئے۔"
"ٹھہرو۔" عمران نے کہا۔ "پہلے ایک دو کو اور ان کے پاس جانے دو تاکہ وہ ہماری طرف

توجہ نہ دے سکیں۔"

"بہتر ہے۔" بلیک زیرو نے کہا پھر وہ اس وقت تک وہاں رکے تھے جب تک بقیہ چھ میں سے تین وہاں نہ پہنچ گئے۔ پھر وہ بھی اٹھ کر ان میں شامل ہو گئے جیسے ہی بقیہ تین وہاں پہنچے انھوں نے سنگ ہی کو سنبھالا اور فے گراز میں داخل ہونے لگے۔ عمران اور بلیک زیرو بھی ان کے ساتھ تھے۔

اندرونی حصّہ گول نہیں تھا اور یہاں ایک جانب بیس کے قریب کرسیاں لگی ہوئی تھیں وہ سب ان پر جا کر بیٹھ گئے۔ سنگ ہی کو بھی ایک کرسی سے جکڑ دیا گیا تھا۔ فے گراز حرکت میں آ گیا۔

"اب کیا کریں۔؟" خاور نے پوچھا۔

"ادھر آؤ۔" صفدر نے کہا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے کے دونوں اطراف دیواروں سے چپک گئے۔ بس ایک لمحہ دوسرے ہی لمحے دروازہ پوری طرح کھل گیا اور کوئی اندر آتے ہوئے بولا۔

"یہاں تو ان کا پتہ ہی نہیں ہے۔"

"الو کہیں کے۔" دوسرے نے اندر آتے ہوئے کہا۔ "یا ذی رگلنے کی بات کی اور غائب ہو گئے۔"

"میں رقم وصول کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔" تیسرے نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور لات مار کر دروازہ بند کر دیا۔

ایک پٹ بند ہوا تھا جبکہ دوسرا پٹ جو صفدر کی طرف تھا کھلا ہوا تھا اسے صفدر نے

بند کر دیا اب ان کی گنیں آنے والے تینوں افراد کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

"ارے یہ کیا۔؟" دفعتاً ان میں سے ایک کی نگاہ تینوں لاشوں پر پڑی اور ان کے منہ سے تحیر آمیز آواز نکل گئی۔

"کہاں۔؟" دوسرے نے کہا۔

مگر تیسرے کو بولنے کا موقع نہیں ملا ان تینوں کی کنپٹیوں پر اسٹین گن کے دستے پوری قوت سے لگے اور وہ کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح میز کرسی پر اور انھیں ساتھ لئے فرش پر گر پڑے۔

"جلدی کرو۔" صفدر نے کہا۔ "ان کی گنیں اٹھاؤ اور ساتھ ہی میگزین وغیرہ بھی نکال لینا۔"

"او کے۔ او کے۔" خاور نے بڑے موڈ میں کہا۔

پھر انھوں نے بڑی تیزی سے نہ صرف ان لوگوں کی اسٹین گنیں قبضے میں کی تھیں بلکہ فالتو میگزین اور ریوالور بھی نکال لئے تھے اس کے علاوہ کسی اور چیز کو انھوں نے نہیں چھیڑا تھا۔

"آؤ۔" صفدر دروازے کی جانب بڑھتا ہوا بولا۔ "ممکن ہے میز کرسیوں کے ٹوٹنے کا شور کسی کو اس طرف لے آئے۔"

"اب ہم مسلح ہیں۔" خاور نے کہا۔

"کوئی حماقت مت کرنا۔" صفدر نے کہا پھر دروازہ کھول کر باہر جھانکا راہداری سنسان پڑی تھی۔ اس طرف کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔

"آؤ چلیں۔" صفدر نے کہا۔

"ٹھہرو۔" صدیقی نے کہا۔

"کیا بات ہے۔؟" صفدر نے پلٹ کر پوچھا۔

"کیا ان تینوں کو زندہ چھوڑ کر ہم غلطی کے مرتکب نہیں ہو رہے۔؟" صدیقی نے تینوں بیہوش افراد کی جانب اشارہ کیا۔

"کیا انھوں نے ہمارے چہرے دیکھے ہیں۔؟" صفدر غرایا۔

"نہیں تو۔" صدیقی نے کہا۔

"بس تو پھر ان کو قتل کرنے سے کیا فائدہ۔"

"ٹھیک ہے۔" صدیقی نے کہا بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی وہ تینوں باہر نکلے اور دروازے کے پٹ ملا کر بند کر دیئے۔ اب وہ دبے قدموں آگے بڑھ رہے تھے ہر قدم پہ کسی کی آمد کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔

ان کمروں کے سامنے سے گزرتے ہوئے وہ بے حد محتاط تھے جہاں مشینوں پر مختلف افراد کام کر رہے تھے جیسے ہی وہ اپنے کمرے والی راہداری میں پہنچے چونک پڑے۔ راہداری کے دوسرے سرے کی طرف سے کسی کے بولنے کی آواز آرہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دو افراد آپس میں باتیں کرتے ہوئے اسی طرف بڑھتے چلے آرہے ہوں۔

"یہ کیا ہوا۔؟"

"پیچھے چلو۔" صفدر غرایا اور وہ بڑی تیزی سے پہلے والی راہداری میں آگئے۔

"وہ اسی طرف آئیں گے۔" خاور نے کہا۔

"ہاں اور کسی طرف جانے کا امکان نہیں ہے۔" صفدر نے کہا۔

"پھر کیا ان کو عدم آباد پہنچا دیں۔" خاور نے پوچھا۔

"یہ اتنا آسان نہیں ہوگا۔" صفدر نے کہا اس دوران باتیں کرنے والے اب اسی راہداری میں آگئے تھے جس میں ان کا کمرہ تھا۔

"واپس اسی کمرے میں چلیں۔؟" صدیقی نے پوچھا۔

"ٹھہرو۔" صفدر نے دوسری طرف احتیاط سے جھانکنے کے بعد سرگوشی میں کہا۔

"کیا ہوا۔؟"

"وہ ہمارے کمرے کے سامنے رکے ہوتے ہیں۔"

"یاالٰہی خیر۔" صدیقی نے کہا۔

"اگر انھوں نے دروازہ کھول لیا تو بھانڈا پھوٹ جائے گا۔" خاور نے کہا اور اس کے اس جملے کے ساتھ ہی ان کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔ خطرے کا احساس شدید ہوگیا اور خون کنپٹیوں میں ٹھوکریں مارنے لگا۔ ان کی انگلیاں گن کا ٹریگر دبانے کے لئے بے چین ہوگئیں۔

"ایسا ہوا تو ہمیں ان کو بھی خاموش کرنا پڑے گا۔" صفدر نے درندگی آلود لہجے میں کہا تھا۔!

"اس کے سوا اور چارہ بھی تو کوئی نہیں ہے۔" صدیقی نے سرگوشی کی اور اچانک دوسری طرف سے سنائی دینے والی آواز سن کر وہ سب چونک پڑے۔

"تالا ٹھیک ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"بس تو میں کمرے میں جارہا ہوں تاکہ کچھ کھا پی لوں۔" دوسرے نے جواب دیا۔

"ابھی تم میرے ہی ساتھ رہو۔" پہلے نے کہا تھا۔

"کیوں بھئی۔" دوسرے نے پوچھا۔ "مجھے سخت بھوک لگی ہے۔"

"وہ چھ کے چھ کھانے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔" پہلے نے کہا۔ اگر ہم بھی چلے گئے تو صرف

چار گارڈ باہر رہ جائیں گے۔"

"تو کیا ہوا۔" دوسرے نے کہا۔ "یہاں کون آرہا ہے۔؟"

"نہ آئے مگر فرض فرض ہی ہے۔"

"اب اتنے فرض شناس مت بنو۔" دوسرے نے کہا۔ "بلکہ میرا خیال ہے تم بھی میرے ساتھ ہی چلو ہم پیٹیز اور چپس جیبوں میں رکھ لیں گے اور کافی کے مگ لے کر باہر چلے جائیں گے۔"

"پاگل ہو یار۔" پہلے نے کہا۔ "دس منٹ صبر نہیں کر سکتے۔"

"بس یار نہیں ہوتا صبر۔" دوسرے نے کہا۔ "میں تو اس ڈیوٹی سے اکتا گیا ہوں۔"

"تبادلہ کرا لو۔" پہلے نے مشورہ دیا۔

"میں مادام سے کہوں گا کہ وہ میرا تبادلہ راکٹ اسٹیشن پر کر دیں۔"

"وہ جگہ اور بھی خشک ہے۔"

"مگر وہاں عورتیں تو موجود ہیں نا۔" دوسرا بولا شاید وہ مسکرایا بھی تھا کیونکہ اس کی آواز سے ایسا ہی لگا تھا۔

"احمق۔" پہلے نے کہا۔ "آؤ چلیں۔" اس کے ساتھ ہی واپس جاتے قدموں کی آواز سنائی دی اور انھوں نے اطمینان کا سانس لیا ان کی گنوں کے ٹریگر پہ جمی ہوئی انگلیاں ہٹ گئیں اور ہیجانی کیفیت بدل گئی۔

جیسے ہی وہ دوسری طرف مڑے وہ تینوں جھپٹتے ہوئے اپنے کمرے کے سامنے پہنچ گئے صفدر نے پہلے طے کردہ طریقے پر دستک دی تھی۔ فوراً ہی دروازہ اپنی جگہ سے ہٹا اور پیدا ہونے والی کھلائیں جولیا کا چہرہ نظر آیا۔

"سب ٹھیک ہے۔" صفدر نے کہا۔

"یہ آواز کیسی ہے۔؟ خاور نے چونک کر پوچھا انھیں ایسی ہی آواز سنائی دی تھی جیسے کہیں پانی گرم ہونے کے بعد سنسنا رہا ہو۔

"اندر آؤ۔"

صفدر نے اندر گھسنے کے بعد کہا اور خاور بھی کمرے میں پہنچ گیا پھر انھوں نے بڑی تیزی سے چوکھٹ میں قبضوں کے پیچ کسے تھے۔ نعمانی نے اپنے ہاتھ میں اٹھائی ہوئی مٹی دونوں قبضوں پر ڈال دی اب ان کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ انھیں کھولا گیا ہے۔

"کیا رہا۔؟ جولیا نے پوچھا۔

"ہتھیار دیکھ کر اندازہ نہیں ہوا۔؟ صفدر نے پوچھا۔

"میں تفصیلات جاننا چاہتی ہوں۔" جولیا نے کہا۔

"اس سے پہلے ایک اور ضروری کام ہے۔" صفدر نے کہا۔

"وہ کیا۔؟ جولیا نے کہا۔

"سب سے پہلے اسلحہ کو چھپانا ہے۔" صفدر نے کہا اور اس کے بعد مائیکروفون کو ٹھیک کرنا ہے تاکہ دوسری طرف والے شبہ میں مبتلا نہ ہونے پائیں۔"

"ٹھیک ہے۔" جولیا نے کہا اور انھوں نے اسٹین گنیں ریوالور اور ان کے فالتو میگزین بستروں کے نیچے رکھ کر بستر دوبارہ پھیلا دیئے چوہان اور نعمانی نے فوراً ہی مائیکروفون درست کرنے کے لئے جالی الگ کر دی تھی۔

"ٹھہرو۔" جولیا نے کہا۔ اسے ابھی ایسے ہی رہنے دو۔"

"وہ کیوں۔؟ نعمانی نے پوچھا تھا۔

"تاکہ ہم لوگ اطمینان سے گفتگو کر سکیں۔" جولیا نے کہا۔ ورنہ ہماری ساری گفتگو

دوسری طرف سن لی جائے گی اور اب تک کے کئے کرائے پہ پانی پھر جائے گا۔"

"بات ٹھیک ہے۔" نعمانی نے سر ہلا کر جواب دیا تھا۔

"ہاں صفدر اب یہ طے کر لو کہ کرنا کیا ہے۔؟ جولیا نے کہا۔

"ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔" صدیقی نے کہا۔

"یہ کام ہمیں آج ہی رات کر ڈالنا ہو گا۔" چوہان نے کہا۔

"نہیں آج رات ہم کچھ نہیں کریں گے۔" صفدر نے کہا۔ کیونکہ کچھ ہی دیر بعد لاشوں کا علم یہاں موجود سب افراد کو ہو جائے گا اور پھر ان لوگوں کی تلاش شروع ہو جائے گی جو اس کے ذمے دار ہیں ایسی صورت میں ہم حرکت نہیں کر سکتے۔"

"صفدر کا خیال ٹھیک ہے۔" جولیا نے کہا۔

"لیکن میں کہتا ہوں یہی موقعہ یہاں سے نکل جانے کا ہو گا۔ چوہان نے کہا۔ وہ لوگ اسی افراتفری میں ہوں گے کہ قاتل کون ہے اور ہم اس سے فائدہ اٹھا کر یہاں سے نکل سکتے ہیں۔"

"نہیں چوہان ایسا نہیں ہو سکے گا۔" جولیا نے کہا۔ لاشوں کا علم ہونے کے بعد ہی وہ حرکت میں آ جائیں گے اور اپنے ساتھی تک کو شبہ کی نظروں سے دیکھیں گے پھر وہ لوگ ہمیں قیدیوں کی حیثیت سے پہچانتے بھی ہیں ایسی صورت میں ہمارا ان لوگوں کو دھوکہ دے کر نکل جانا ممکن نہیں ہے۔"

"تب پھر ہم یہاں سے کبھی نہیں نکل سکیں گے۔" چوہان نے کہا۔

"وہ کیوں۔؟ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ آج کے بعد وہ لوگ سلاخوں کی پہرہ داری اور بھی سخت کر دیں گے ممکن ہے وہ لوگ ہر راہداری میں ایک گارڈ مقرر کر دیں ایسی صورت میں یہاں سے نکلنا ہی مشکل ہو گا

پہ جائیکہ فرار ہونا۔"

"مگر آج رات یہاں سے فرار ہونے میں اور بھی دشواریاں ہیں۔ " جولیا نے کہا۔

"مثلاً۔ ؟" چوہان نے پوچھا۔

"مثلاً یہ کہ ہمیں علم نہیں کہ اس جگہہ کے گرد کس قسم کے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ دوسرے اگر یہاں سے کسی طرح نکل بھی گئے تو جائیں گے کہاں۔؟

"ہاں یہ مسئلہ تو پیش آئے گا۔" خاور نے کہا۔

"اس کا بھی حل موجود ہے۔" چوہان نے کہا۔

"وہ کیا۔ ؟" جولیا نے پوچھا۔ غالباً ہم میں سے کوئی بھی یہاں کے راستوں سے واقف نہیں ہے۔"

"ایک آدمی ہے۔" چوہان نے کہا۔

"تمہارا اشارہ جوزف کی طرف ہے۔ ؟" جولیا نے پوچھا۔

"ہاں اسی کی جانب ہے وہ اسی دیس کا باشندہ ہے۔" چوہان نے کہا۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ یہاں کے راستوں سے آگاہ ہوگا۔"

"کیوں جوزف۔" جولیا نے جوزف سے پوچھا جو کہ ان کے قریب ہی بیٹھا گفتگو سن رہا تھا۔ کیا تم ہماری رہبری کر سکو گے۔ ؟

"مسی میں موجودہ جگہہ کے راستوں سے واقف نہیں ہوں۔" جوزف نے کہا۔ البتہ یہ ہے کہ یہاں سے نکلنے کے بعد سیراٹو نیولو پہنچنے کی کوشش آپ سے بہتر طور پہ کر سکتا ہوں۔"

"تو یہ مرحلہ طے ہوا۔" چوہان نے کہا۔

"ایک بات اور بھی ہے۔" جولیا نے کہا۔ ہمارا سارا سامان خاص طور پر ٹرانسمیٹرز انلوگوں

کہ قیفٹیں ہیں اور لفیرٹرانسمیٹرز کے ہمارا یہاں سے فرار بیکار ہوگا۔"

"ہاں یہ پرابلم ہو سکتی ہے۔" چوہان نے کہا اور اسی لمحے وہ چونک پڑے انھوں نے باہر کسی قسم کا شور سنا تھا صفدر دروازے کی طرف جھپٹا تھا۔

"مائیکروفون ٹھیک کر دو۔" جولیا نے نعمانی سے کہا۔ "ہری اپ۔"

"یوں ہوا ٹھیک۔" نعمانی نے کہا اور دیوار کے قریب پہنچ کر مائیکروفون ٹھیک کرنے لگا پھر اس نے تصویر کو پہلے جیسی حالت میں کیا اور جولیا کے پاس آ گیا۔

"شاید لاشیں دریافت ہو گئی ہیں۔" صفدر نے قریب آکر کہا۔

"یہ بھاگ دوڑ اسی سلسلے میں ہو رہی ہے۔؟ چوہان نے پوچھا۔

"ایسا ہی لگتا ہے۔" صفدر نے کہا۔ آؤ ہم لوگ بستروں کے قریب رہیں تاکہ کوئی دروازہ کھولے تو اس کے اندر آنے سے قبل لیٹ سکیں۔"

"ٹھیک ہے۔" جولیا نے کہا اور وہ آگے بڑھ کر بستروں کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایسا لگا جیسے کچھ افراد دروازے کے پاس رکے ہوں۔

جولیا کا اشارہ پاتے ہی وہ سب اپنے اپنے بستر پر لیٹے اور ایسے بن گئے جیسے دیر سے سو رہے ہوں۔ تنویر صدیقی اور صفدر نے جوتے اتارنے میں بڑی پھرتی دکھائی تھی پھر وہ تینوں لیٹے ہی تھے کہ ایک جھٹکے سے دروازہ کھل گیا اور تین چار آدمی اندر گھس آئے۔ وہ ان میں سے صرف ایک کو جانتا تھا۔

اور وہ تھا ان کا انچارج لیو کارڈو۔ وہ دروازے میں کھڑا ان لوگوں کو گھورتا رہا پھر وہ ان کے بستروں کے قریب آ گیا۔ صفدر نے وہ درزیں آنکھوں کی بند کر لی جس سے وہ اسے دیکھ رہا تھا ان سب کے چہرے ایسے ہی تھے جیسے وہ دیر سے سو رہے ہوں۔

"یہ لوگ تو بے خبر سو رہے ہیں سر۔" ان میں سے ایک نے کہا۔
"ایسا ہی لگتا ہے۔" لیو کارڈو ان کو گھورتے ہوئے بولا۔
"کیا میں ان کو جگاؤں۔؟" کسی نے کہا۔
"نہیں۔" لیو کارڈو کے حلق سے غراہٹ نکلی۔ کمرے کی تلاشی لیکر دیکھو یہاں اسلحہ تو موجود نہیں ہے۔"
"ابھی لیجئے سر۔" ایک کی آواز آئی اور پھر کمرے میں چلنے پھرنے کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ وہ لوگ کمرے کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہے تھے۔
"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے سر۔"
"ہونہہ۔" لیو کارڈو کی غراہٹ ابھری۔
"سر میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ قیدی ٹھیک سے بند ہیں۔" ایک گارڈ کی آواز آئی ابھی چند منٹ قبل ہم دونوں یہاں سے گزرے تھے اور تالے چیک کئے تھے۔"
"جانے کیوں میری چھٹی حس یہی کہہ رہی ہے کہ یہی لوگ گارڈز کے قتل کے ذمے دار ہیں۔" لیو کارڈو نے کہا۔
"مگر سر آپ نے خود ہی دیکھا ہے کہ تالا باہر سے ہی بند ہے۔؟
"ہاں اسی لئے مجھے یقین آرہا ہے کہ یہ لوگ ان قتلوں سے مبرا ہیں۔"
"قاتل باہر ہی کا کوئی آدمی لگتا ہے سر۔"
"آؤ چلیں۔" لیو کارڈو نے کہا اور واپس جاتے قدموں کی چاپ سنائی دی پھر دروازہ بند ہوگیا۔
مگر اس کے باوجود ان لوگوں میں سے کسی نے حرکت نہیں کی تھی وہ ایکسٹو کے ماتحت

تھے۔

سیکرٹ سروس کے سب سے زیادہ ذہین افراد وہ اس چال میں کیسے آجاتے۔ وہ اپنے سانسوں کی بازگشت کے علاوہ ایک اجنبی سانس کی بازگشت بھی سن رہے تھے ایسے موقعے پر تو ان کی لاشعوری حسیں جاگ پڑتی تھیں۔

وہ بے سدھ پڑے رہے۔

اس طرح جیسے خواب آور گولیاں کھا کر سوتے ہوں تقریباً پندرہ منٹ کے صبر آزما قیامت خیز وقفے کے بعد کمرے میں پھر قدموں کی چاپ ابھری اور دروازے کے پاس جا کر رک گئی۔

پھر دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور دروازہ کھل گیا صفدر کا بستر سرے کا تھا اس لئے وہ دروازے کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا اس نے آنکھوں میں درز پیدا کی اور دیکھا۔ لیوکارڈو دروازے میں کھڑا ان لوگوں کو گھور رہا تھا پھر وہ باہر نکل گیا اور دروازہ بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہونے کے بھی دس منٹ بعد وہ لوگ اٹھے تھے سب سے پہلے صفدر اٹھا تھا اس نے کھڑکی پر ادھر سے کا جائزہ لیا۔

باتھ روم وغیرہ دیکھا پھر کھنکارا اور وہ سب اٹھ کر بیٹھ گئے۔ نعمانی نے دیوار کے پاس جا کر تصویر ہٹائی ہی تھی کہ جولیا بول پڑی۔

"آں...... "اور جیسے ہی نعمانی نے پلٹ کر دیکھا جولیا نے انکار میں گردن ہلا دی۔

"کیوں۔" نعمانی نے قریب آکر پوچھا۔ مائیکروفون بند نہیں کروں۔؟

"نہیں بلکہ تم اس کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور جالی پر تکیہ لگا کر دبا لو۔" جولیا نے

کہا۔ اس طرح آوازیں اگر دوسری طرف سنائی بھی دیں تو وہ کچھ سمجھ نہیں سکیں گے۔"

"یہ طریقہ بالکل صحیح ہے۔" صفدر نے کہا اور نعمانی ایک تکیہ اٹھا کر اسی طرف بڑھ گیا پھر اس نے جولیا کی ہدایت پر عمل کیا تھا۔ دفعتاً جوزف اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کمرے کے باہر پھر بہت سے قدموں کی آواز ابھری تھی۔

"کیا ہوا۔؟" جولیا نے جوزف کو اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"باس۔" جوزف کے منہ سے نکلا۔

"کیا مطلب۔؟" جولیا نے حیرت سے پوچھا۔

"مسی ابھی جو لوگ گئے ہیں ان میں باس بھی موجود تھے۔" جوزف نے فضا کو سونگھتے ہوئے پرجوش لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب عمران سے ہے۔؟"

"یس مسی۔" جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ یہاں کہاں۔؟" صفدر نے بے یقینی سے کہا۔

"میں نے ان کی خوشبو سونگھی ہے۔" جوزف نے کہا۔ جب وہ لوگ اس طرف سے گزرے ہیں تو مجھے باس کی خوشبو آئی تھی۔"

"دماغ چل گیا ہے کلوٹے کا۔" تنویر نے مضحکہ اڑایا۔

"اپنی زبان قابو میں رکھو مچھر کی اولاد۔" جوزف غرایا۔ ورنہ چیونٹی کی طرح مسل کر پھینک دوں گا۔"

"کیا۔ کیا۔" تنویر آپے سے باہر ہوتے ہوئے بولا۔

"بس خاموش رہو۔" جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔ تمہاری یہ عادت اچھی نہیں ہے

تنویر کہہ رہی ہے خواہ مخواہ الجھ جاتے ہو۔"

"یہ الجھ رہا ہے یا ہیں۔؟" تنویر جوزف کو گھور کر بولا۔

"اچھا بس خاموش رہو۔" جولیا نے ناگواری سے کہا۔ "ہاں جوزف بولو۔؟"

"ایک اور بات ہے مسی اگر تم لوگ یقین نہیں کرو گے۔" جوزف نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"میں نے باس کے ساتھ ہی ایکسٹو کی خوشبو بھی سونگھی ہے۔" جوزف نے کہا اور وہ حیرت زدہ سے اس کی صورت دیکھنے لگے۔

فے گراز کے زمین چھوڑتے ہی عمران نے اس امکان کا جائزہ لیا کہ وہ اس پر قبضہ کر سکتا ہے یا نہیں۔ مگر اسے احساس ہوا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا اس لئے کہ آس پاس بہت سے لوگ موجود ہیں اور ان کے علاوہ جو نگاہوں کے سامنے ہیں نجانے کتنے اور اس فے گراز میں ہوں گے لہٰذا ان سے بھڑنا نقصان دہ ہی ثابت ہو گا۔

چند لمحے۔ کم از کم عمران کو تو وہ چند ہی لمحے لگے تھے۔
فے گراز نیچے اترنے لگا پھر اس کی حرکت رک گئی اور وہ ساکت ہو گیا شاید وہ پہنچ گئے تھے۔ چند لمحے بعد وہ سب فے گراز سے باہر تھے عمران نے دیکھا وہ ایک بڑے سے چوبی ہٹ کے سامنے کھڑے تھے۔

اس ہٹ پر سبز رنگ کیا ہوا تھا اور اوپر سے چھت گنبد نما تھی سب کے ساتھ ہی وہ بھی ہٹ میں داخل ہو گئے۔

"یہاں تک تو پہنچے۔" بلیک زیرو نے سرگوشی کی وہ دونوں سب سے آخیر میں چل رہے تھے اور اس لباس میں ایسا انتظام تھا کہ وہ ایک دوسرے سے گفتگو کر سکیں۔

"ہاں دیکھتے رہو۔" عمران نے کہا۔

"کیا یہی اسٹاپ تھری ہے۔؟"

"ہونا تو یہی چاہیئے۔" عمران نے کہا۔ بہرحال کچھ دیر میں پتہ لگ جائے گا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے ساتھی بھی یہاں موجود ہیں۔"

"اب ذرا خاموش رہو۔" عمران نے کہا۔ کسی کو شبہ نہ ہو جائے۔"

"ادکے باس۔" بلیک زیرو نے کہا اور وہ خاموش ہو گیا راہداری میں چلتے ہوئے عمران ہلکے ہلکے سیٹی بجانے لگا۔

دوسروں کو وہ سیٹی ہی لگی ہوگی مگر وہ اس سیٹی کی دھن کی آڑ میں جوزف کے لئے پیغام نشر کر رہا تھا۔ اگر آس پاس کہیں وہ موجود ہوا تو اس کا پیغام اس تک پہنچ جاتا۔

"یہ لوگ تو الگ الگ کمروں میں جا رہے ہیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھتے رہو۔" عمران نے کہا۔ اپنی رفتار ہلکی کر دو۔"

"وہ کیوں۔؟"

"ڈفر ہو۔" عمران نے کہا اور جھک کر جوتے کے بند باندھنے لگا بلیک زیرو بھی رک گیا تھا کسی نے بھی ان پر توجہ نہیں دی تھی جب وہ سب نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو عمران سیدھا کھڑا ہو گیا اور بولا۔

"تم نے دیکھا کہ وہ کن کن کمروں میں گئے ہیں۔؟"

"جی ہاں بس آخری دو کمروں میں کوئی نہیں گیا۔"

"وہی کمرے ہمارے ہیں۔ آؤ۔"

عمران نے کہا اور وہ آخری کمروں کی طرف بڑھ گئے۔ کمرے میں گھس کر انھوں نے کنڈی لگا دی

یہ چھوٹا سا کمرہ تھا ایک طرف پلنگ بچھا ہوا تھا جبکہ دوسری طرف ایک الماری رکھی تھی اور تھوڑا بہت

سامان ایک میز پر رکھا ہوا تھا۔

"اب کیا کریں۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سر پہ ہاتھ رکھ کر ٹھمکا لگاؤ ڈفر کہیں کے۔" عمران جھلا کر بولا۔

"کیا بات ہے جناب آپ بہت غصے میں ہیں۔؟

"اسے کیا تمہاری عقل یہاں پہنچ کر سٹھیا گئی ہے۔؟

"یہ آپ کیسے کہہ رہے ہیں۔؟

"کیا اور کیوں ہی کہتے جاؤ گے۔" عمران خلا بازوں جیسا لباس اتارتے ہوئے بولا۔

اس لباس سے پیچھا نہیں چھڑاؤ گے۔؟

"اوہ۔ ہاں۔" بلیک زیرو جیسے چونک پڑا۔

پھر وہ بھی لباس اتارنے لگا تھا لباس اتار کر انھوں نے نیلی وردیاں پہنیں اور کمرے کا

جائزہ لیتے ہوئے عمران بولا۔

"غالباً یہ لوگ ڈیوٹی ختم کر کے یہاں سوتے ہیں۔؟

"ایسا ہی لگتا ہے۔"

"الماری کھول کر تلاشی لو۔" عمران نے کہا۔

"کپڑوں کے علاوہ اور کیا نکلے گا جناب۔" بلیک زیرو نے کہا اور الماری کھول ڈالی

اندر کپڑے بھرے ہوتے تھے۔

"ٹھیک ہے چلے آؤ"۔ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اب کہاں جناب"۔؟ بلیک زیرو عمران کے ساتھ آتا ہوا بولا۔

"دوسرے کمرے میں"۔ عمران نے راہداری میں جھانکتے ہوئے کہا پھر راہداری میں کسی کو نہ پاکر وہ سامنے والے کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہاں بھی ان کو کوئی خاص چیز نہیں ملی تھی۔

"یہاں آتے ہوئے میں نے ایک خاص بات نوٹ کی تھی جناب"۔ بلیک زیرو نے عمران سے کہا اور وہ چونک پڑا۔

"تمہارا مطلب یہاں ہونیوالی غیر معمولی نقل و حرکت سے ہے"۔؟

"جی ہاں"۔ بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"میں نے بھی اسے نوٹ کیا تھا"۔ عمران نے کہا "اور وہ نقل و حرکت کیوں ہے اس کا جواب ہمیں باہر نکلنے پر ہی ملے گا"۔

"مگر ہم باہر کیسے نکل سکتے ہیں جناب"۔؟ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیوں نہیں نکل سکتے"۔؟

"ہماری شکلیں"۔؟ بلیک زیرو نے کہا۔ "کیا وہ لوگ ہماری شکلیں دیکھ کر پہچان نہیں پڑیں گے"۔؟

"یہ تو ہے"۔ عمران نے کہا۔ "مگر یہاں تک پہنچنے کے بعد اگر ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہے تو یہ ہمارے لئے نقصان دہ ہوگا"۔

"پھر کیا کیا جائے"۔؟

"اپنے ساتھیوں کا پتہ لگانا"۔ عمران نے کہا۔

"پتہ نہیں یہ جگہ کتنی بڑی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"معلوم ہو جائے گا۔" عمران نے کہا۔ اپنی گن شانے پر لٹکا لو اور وہ ہتھیار ہاتھ میں لے لو جو اس خلائی لباس والے سے تم نے چھینا تھا۔"

"بہتر جناب۔" بلیک زیرو نے کہا اور گن شانے پر لٹکا کر وہ مخصوص ہتھیار ہاتھ میں لے لیا جو اس نے خلائی لباس والے کو مار کر حاصل کیا تھا پھر وہ باہر نکل آئے اب وہ ایک ایک کمرے کو دیکھتے ہوئے چل رہے تھے۔

پھر انھوں نے یہ کیا کہ اپنے ساتھ آنے والوں کے کمروں کے بند دروازوں کی آہستگی سے باہر سے کنڈیاں لگاتے چلے گئے۔

"اب کم از کم ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں۔" عمران نے کہا اور وہ اسی راستے پر آگے بڑھنے لگے جس سے گزر کر یہاں آئے تھے۔

عمران کے منہ سے سیٹی کی آواز جس کی آڑ میں وہ جوزف کے لئے پیغام نشر کر رہا تھا برابر نکل رہی تھی۔

"سیٹی کی آواز سے کوئی چونک نہ پڑے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"پرواہ مت کرو۔" عمران نے جواب دیا۔

"میں تو خیر میک اپ میں ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا۔ مگر کیا آپ کو دیکھتے ہی وہ لوگ بہ حیثیت عمران پہچان نہیں لیں گے۔؟

"میں نے کہا نا کسی بات کی پرواہ مت کرو۔" عمران نے کہا۔ صرف خود اعتمادی قائم رکھو اور چلتے رہو۔"

"ٹھیک ہے جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔

اس بار جیسے ہی وہ ایک راہداری میں مڑے چونک پڑے یہاں کافی ہلچل نظر آ رہی تھی

کچھ لوگ اسٹریچر پر کئی آدمیوں کو اٹھائے ہوئے جا رہے تھے پتہ نہیں وہ زندہ تھے یا مردہ یہاں انہی کی طرح سے نیلی وردیاں پہنے اور دستی ہتھیار لئے بہت سے گارڈز موجود تھے ان لوگوں نے اسٹین گنیں شانوں سے لٹکائی ہوئی تھی۔

"یقیناً کوئی خاص بات ہوئی ہے۔" بلیک زیرو نے سرگوشی کی۔

"چپ چاپ چلتے رہو۔" عمران نے کہا وہ ان کے پیچھے چلتے رہے جب وہ ایک راہداری میں مڑ گئے تو عمران رک گیا۔

"کیا ہوا۔؟"

"ہمیں اس طرف چلنا ہے۔" عمران نے عقب میں نظر آنے والی ایک اور راہداری کی جانب اشارہ کیا۔

"اسی طرف سے چلتے ہیں۔"

"ایک ایک راہداری اور ان میں موجود کمروں کو دیکھتے چلو۔" عمران نے کہا۔ "ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ کسی جگہ کو اس طرف سے پر چیک نہ کریں یا کہ بعد میں کر لیں گے۔"

"اوہ ہو۔"

"آؤ۔" عمران نے کہا اور جو راہداری وہ چھوڑ گئے تھے اس میں داخل ہو گئے عمران چاہ وہ جیب سے سیٹی کی آواز پھر نکلنے لگی تھی ایک کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے دفعتاً وہ دونوں ٹھٹھر سے انھیں جوابی سیٹی سنائی دی تھی۔

ہیں اس

"یہ کیا۔؟" بلیک زیرو چونکا۔

"مل گئے۔" عمران کے منہ سے نکلا۔

"آپ کا مطلب ہے صفدر وغیرہ یہاں موجود ہیں۔؟"

"ہاں اس کمرے میں۔" عمران نے اس دروازے پر ہاتھ رکھ کر کہا جس کے سامنے وہ رکے تھے کمرے کے باہر تالا لگا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"تالا توڑ دیں۔؟"

"نہیں۔" عمران نے کہا۔ "وہ خود آ رہے ہیں۔"

"کیا مطلب جناب۔"

"مطلب خود مجھے بھی نہیں معلوم۔" عمران نے کہا۔ "البتہ یہی پیغام مل رہا ہے کہ وہ باہر آ رہے ہیں۔"

"تو کیا یہ سٹی کوئی پیغامی زبان ہے۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔ وہ خود بھی سٹی کی زبان سے اچھی طرح واقف تھا۔

نکل لیا "ہاں۔" عمران نے کہا۔ "جوزف بتا رہا ہے کہ صفدر دروازہ کھول رہا ہے مجھے باہر رکنا چاہیئے۔"

"مگر تالا تو باہر سے لگا ہوا ہے۔"

"خدا جانے وہ کونسا دروازہ کھول رہا ہے۔" عمران نے کہا ان دونوں کی نگاہیں دروازے پر تھیں۔

بہ حیثیت "کوئی اور دروازہ تو نہیں ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اور دروازے سے تمہاری کیا مراد ہے۔؟"

رکھو اور "یہی کہ اس دروازے کے پیچھے ممکن ہے ایک دروازہ اور ہو۔"

"ہو سکتا ہے کہ۔" عمران کا جملہ ادھورا رہ گیا اچانک ہی دروازے کے پٹ چوکھٹ سے ہو کر اندر کی جانب کھل گئے تھے۔

"تم..." دفعتاً عمران کے منہ سے نکلا دروازے میں جولیانا فٹز واٹر کا چہرہ نظر

آیا تھا۔

"جلدی سے اندر آجائیے۔" جولیا نے کہا تھا۔

"جلدی اور گھبراہٹ کی ضرورت نہیں جولیا۔" دفعتاً بلیک زیرو نے عمران کے بعد اندر داخل ہوتے ہوئے کہا لہجہ ایکسٹو کا تھا وہ سب ہی بُری طرح سے چونکے تھے۔

"سر آپ۔" جولیا کے منہ سے نکلا۔

"تمہیں حیرت ہو رہی ہے۔" بلیک زیرو ایکسٹو کے لہجے میں بولا۔

"نن... نہیں تو۔" جولیا ہکلا گئی۔

"آپ کی آمد کی خبر ہمیں ہو گئی تھی جناب۔" صفدر نے کہا۔

"وہ کیسے۔" بلیک زیرو کے ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

"مسٹر جوزف نے آپ دونوں کی بو سونگھ لی تھی۔"

"کس وقت۔" عمران بول پڑا۔

"جب آپ پہلی بار ادھر سے گزرے تھے۔" صفدر نے بتایا۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے۔" عمران جوزف کو گھور کر بولا۔

"تم وہاں تکیہ دیوار سے لگائے کیا کر رہے ہو نعمانی۔" بلیک زیرو نے پوچھا وہ جب اندر داخل ہوا تھا تب ہی سے نعمانی کو وہاں کھڑا دیکھ رہا تھا۔

"یہ دیوار پہ سوتا ہے جناب۔" کسی کے بولنے سے پہلے ہی عمران بول پڑا تھا۔

"دیوار میں مائیکروفون ہے جناب۔" جولیا نے بتایا۔ تکیہ لگا کر جالیاں بند کی ہیں اس طرح آوازیں دوسری جانب گئی بھی گئیں تو وہ صاف نہیں ہوں گی۔"

"بہت خوب جولیا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"آپ کس طرف یہاں پہنچ گئے جناب۔؟ جولیا نے ہمت کر کے پوچھ لیا ایکسٹو کو اتنے قریب دیکھ کر اس پر لرزہ سا طاری تھا ایک اسی پر کیا سارے ہی ممبروں کا یہی حال تھا۔

"پیروں سے چل کر۔" عمران بول پڑا۔

"شٹ اپ۔" بلیک زیرو نے ایکسٹو کی حیثیت سے عمران کو ڈانٹ دیا پھر جولیا سے بولا۔ تم لوگوں نے ابتک یہاں سے نکلنے کی کوشش نہیں کی۔؟

"کی تھی جناب۔" صفدر نے کہا۔

"پھر۔؟ ابتک یہاں کیوں نظر آرہے ہو۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کئی وجوہات ہیں جناب۔ پہلی یہ کہ ہم یہاں سے نکل کر جاتے بھی کہاں۔؟ دوسری بات یہ کہ ہمارا سامان اور ٹرانسمیٹر ان لوگوں کے قبضے میں ہیں اگر ہم یہاں سے نکل بھی جاتے تب بھی آپ سے یا عمران صاحب سے رابطہ قائم نہیں کر سکتے تھے۔"

"ہونہہ۔" بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"اس کے علاوہ جناب عالی ہم اس بات سے بھی ناواقف تھے کہ یہاں کس قسم کے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔"

"ایسی صورت میں تم نے باہر نہ جا کر اچھا کیا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ویسے ہم نے تیاری پوری کر لی تھی جناب۔ گارڈز کو قتل کر کے ہم نے اسلحہ تو حاصل کر لیا ہے۔" صفدر نے پوری تفصیلات دوہرا دیں۔

"ہونہار ہے ہو۔؟ عمران نے کہا۔

"خاور ذرا عمران صاحب کو اسلحہ دکھاؤ۔" صفدر نے خاور سے کہا اور خاور نے آگے بڑھ کر ایک بستر الٹ دیا اب اسٹین گن ریوالور اور میگزین صاف نظر آرہے تھے۔

"ویری گڈ۔۔"

بلیک زیرو نے کہا پھر عمران کو ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا ایک کونے کی طرف بڑھ گیا عمران اس کے پیچھے تھا۔

"اب کیا کریں جناب۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے۔" عمران نے کہا۔ تم ایسا کرو کہ جولیا کے کانوں کے رنگ میں سے ایک گیند لے لو اور خاور اور صدیقی سے ان کے کف لنک اور صفدر سے سگریٹ کیس لے لو اس کے بعد ہم یہاں سے باہر چلیں گے اور سچویشن کا جائزہ لیں گے۔۔"

"ٹھیک ہے جناب۔۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دو کہ وہ تیار رہیں اور دروازے کے قریب کے سکرین لگا دیں۔"

"اگر کوئی آ گیا تو پھر۔؟

"اب اتنی رات گئے کوئی نہیں آئے گا۔" عمران نے کہا۔ تم ان لوگوں سے کہہ دو میں آج ہی رات یہاں سے نکل جانا چاہتا ہوں۔۔"

"بہتر ہے جناب۔۔" بلیک زیرو نے کہا اور دوبارہ جولیا وغیرہ کے قریب پہنچ گیا پھر اس نے وہی کچھ کیا تھا جس کے لئے عمران نے کہا تھا سب چیزیں لینے کے بعد وہ لوگ کمرے سے نکل آئے تھے۔

"اب کس طرف جناب۔۔؟

"جائزہ لینے ہیں۔" عمران نے کہا۔ پھر دیکھیں گے کہ کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔؟

"چلیئے جناب۔۔" بلیک زیرو نے کہا اور وہ وہاں گھومنے لگے بہت سے گارڈز ان سے ٹکرائے تھے مگر کسی نے بھی ان پر شبہ کا اظہار نہیں کیا یا تو یہ بات تھی کہ وہ ایک دوسرے کے

چہرہ شناس نہیں تھے یا پھر یہاں اتنی تعداد میں گارڈز تھے کہ وہ ایک دوسرے کے چہروں کو یاد نہیں رکھ سکتے تھے۔

بہر حال وہ پوری عمارت کا جائزہ لیتے پھر رہے تھے گارڈز کی نیلی وردی ان کے کام آ رہی تھی۔ جلد ہی انھوں نے محسوس کر لیا کہ یہاں سے فرار آسان نہیں ہے پہرہ عمارت کے گرد بہت سخت تھا۔ اور دوسرے حفاظتی انتظامات بھی موجود تھے۔

دوسرے انتظامات میں خاردار تاروں کی حد بندی اور حد بندی سے آگے درختوں پہ بیٹھے ہوئے مسلح گارڈز بھی شامل تھے۔

عمران نے ان کو دیکھ کر کندھے اچکاتے تھے۔

"یہ لوگ یقینی طور پہ یہاں کوئی خاص کام کر رہے ہیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ورنہ اتنے انتظامات اور مشینری یہاں نہ ہوتی۔"

"پتہ نہیں وہ لوگ مسٹر سنگ ہی کو کہاں لے گئے ہیں۔"

"ہم نے دو کمرے اور دیکھے ہیں جو مقفل ہیں۔" عمران نے کہا۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے سنگ ہی کو انہی میں سے کسی میں قید کیا ہوا ہو۔؟

"کیوں نہ انھیں آزاد کر دیں۔؟ اس طرح وہ ہمارا احسان مند ہوگا اور ہو سکتا ہے وہ ہمارے ملک کو پھر کبھی اپنی سرگرمیوں کا نشانہ نہ بنائے۔"

"سانپ کو کتنا ہی دودھ پلاؤ موقعہ پا کر وہ ڈستا ضرور ہے۔"

عمران نے کہا۔

"لیکن تھریسیا اور سنگ ہی کے مل جانے کے بعد وہ زیادہ خطرناک ہو جائیں گے۔؟ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کی پرواہ کسے ہے۔" عمران نے کہا۔ "آؤ اب چلیں۔" وہ دونوں واپس چل پڑے۔

ان کے چلنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے یہاں موجود گارڈز کا تھا۔ دفعتاً عمران چونک پڑا نہ صرف چونکا بلکہ اس نے پھرتی سے بے آواز طریقے پر رخ بھی پھیر لیا تھا۔ بلیک زیرو کی نگاہ بھی اس عورت پر پڑی تھی جو ایک کمرے سے کوئی چیز لے کر نکلی تھی اور سامنے والے دروازے میں گھس گئی تھی۔

اس کے علاوہ اسے کچھ نظر نہیں آیا تھا۔

"کیا بات ہے جناب۔؟"

بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا۔؟"

"کسے۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔ آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔؟"

"اس عورت کو دیکھا جو ابھی کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں گئی ہے۔؟"

عمران نے پوچھا۔

"ہاں کیا خاص بات ہے اس میں جناب۔؟"

"تم نے اسے پہچانا نہیں۔؟"

عمران نے کہا۔

"نہیں تو کیوں کون ہے وہ۔؟"

بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میری شامت ہے۔" عمران سر پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

"کیا مطلب۔؟

بلیک زیرو نے پوچھا۔

"تمہیں مطلب پوچھنے کا مینیا ہو گیا ہے۔ . . . ." عمران نے کہا۔ اسے وہ ٹی تھری بی سا ہے۔"

"نہیں۔"

بلیک زیرو حیرت سے بولا۔ آپ کو دھوکہ ہوا ہے۔؟

"وہ کسی بھی روپ میں ہو۔" عمران نے کہا۔ میں اسے اس کی چال سے پہچان سکتا ہوں بے خیالی میں وہ اپنی اصلی چال سے چلتی ہے۔"

"یہ ہمارے لئے موقع ہے جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔ کیوں نہ ہم ٹی تھری بی کو اسی جگہہ گرفتار کر لیں۔ سنگ ہی بھی موجود ہے۔ دونوں فتنوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔؟ اور ہمارا نام بھی۔"

"وہ اس آسانی سے ہاتھ آنے والوں میں سے نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔ یہاں وہ بھیس بدل کر رہ رہی ہے تو کسی اعتماد ہی کی بنا پر رہ رہی ہے۔"

"پھر اب کیا کرنا ہے۔؟

"فوری ایکشن۔" عمران نے کہا۔ ذرا سی بھی غفلت ہم سب کو یہاں ہمیشہ کے لئے پھنسا دے گی۔"

"پھر بتائیے۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ابھی بتاتا ہوں پہلے یہاں سے ہٹو۔"

عمران نے کہا اور وہ تیز تیز قدموں سے آگے بڑھنے لگے ٹھیک اس لمحے جب

وہ اس کمرے کے سامنے سے گزر رہے تھے جہاں وہ عورت گھسی تھی جس پر تھریسیا ہونے کا شبہ عمران نے ظاہر کیا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور وہی عورت کمرے سے باہر آگئی عمران عورت کے بالکل سامنے تھا۔ عمران کا دل حلق میں آاٹکا تھا تھریسیا سے سامنا ہو جانا ایسا ہی تھا جیسے موت سے سامنا ہو جائے۔

وہ سب ایک بڑے سے کمرے میں کھڑے ہوئے تھے اور ان کی نگاہیں سکرین کی طرف اٹھی ہوئی تھی انداز ایسا ہی تھا جیسے ان کو کسی کا انتظار ہو وہ تعداد میں اس وقت نو تھے آٹھ سفید لباس میں جبکہ نواں لیو کارڈو تھا اور اس کا لباس سلیٹی رنگ کا تھا۔

"کیا مادام کو اس کی اطلاع دی جا چکی ہے مسٹر لیو کارڈو۔" آٹھ میں سے ایک نے پوچھا۔

"ہاں مسٹر سوم میں نے مادام کو اس کی اطلاع کر دی ہے۔" لیو کارڈو نے کہا۔

"کیا اس معاملے کو ہم نہیں نمٹا سکتے تھے۔؟" سوم نے پوچھا۔

"تم نے اچھی طرح سے دیکھ لیا کہ باوجود کوشش کے ہم کچھ معلوم نہیں کر سکے۔" لیو کارڈو نے کہا۔ ان لوگوں کی پرچھائیں بھی نظر نہیں آئی جنہوں نے ہمارے تین ساتھی قتل کئے ہیں اور تین ساتھیوں کو وزنی چیز مار کر زخمی کیا ہے۔؟

"میں نے ایک خیال ظاہر کیا تھا مسٹر لیو کارڈو۔" سوم نے کہا۔

"میں نے تمہارے خیال کو ذہن میں رکھا تھا اور قیدیوں کے کمرے کو اور اس کے لاک کو اچھی طرح سے چیک کیا تھا۔"

"پھر کیا نتیجہ سامنے آیا۔؟" سوم نے پوچھا۔

"تالا باہر سے پوری طرح بند تھا۔" لیوکارڈو نے کہا۔

"آپ نے چیک کیا تھا۔؟" سوم نے پھر پوچھا۔

"میرے کہنے کا یہی مطلب ہے۔" لیوکارڈو غرایا اسے سوم کا اس لہجے میں بات کرنے کا انداز ناگوار گزر رہا تھا۔

"سوری مسٹر لیوکارڈو۔" سوم معذرتی انداز میں بولا مگر چونکہ ہم سب کو یہاں کی ذمے داری سونپی گئی ہے اور آپ اس کے انچارج ہیں اس لئے میں نے یہ بات کہی تھی۔"

"ٹھیک ہے۔" لیوکارڈو نے سر ہلا دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہے کہ کوئی ان قیدیوں سے ملا ہوا ہو۔؟" سوم نے پھر کہا۔ بقیہ لوگ خاموشی سے کھڑے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔"

"ہو سکتا ہے مگر کون۔؟ لیوکارڈو نے کہا۔ ایسا کون ہو سکتا ہے۔؟"

"کوئی بھی گارڈز ایسا کر سکتا ہے۔" سوم نے کہا۔

"لیکن اس صورت میں جبکہ وہ ان کے شناسا ہوتے۔" لیوکارڈو نے کہا۔ وہ لوگ یہاں پہلی مرتبہ لائے گئے ہیں اور یہاں کے کسی گارڈز سے ان کا رابطہ نہیں ہے پھر کوئی گارڈ ان کے لئے دروازہ کیوں کھولے گا۔؟

"لالچ کیا کچھ نہیں کرا لیتا مسٹر لیوکارڈو۔" سوم نے کہا۔

"ایک لمحے کے لئے آپ کی بات صحیح سمجھ بھی لیں تب بھی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں

نے ان کا اسلحہ کہاں غائب کر دیا۔ ؟

"وہ اسے اپنے کمرے میں بھی لے جا سکتے ہیں۔" سوم نے کہا۔

"ہم نے کمرے کی پوری طرح تلاشی لی تھی۔" لیوکارڈو نے بتایا۔ مگر ہمیں وہاں سے کوئی بھی قابل ذکر شے نہیں ملی۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کو یقین ہے کہ تین گارڈز کے قتل میں قیدیوں کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔"

"ہاں۔" لیوکارڈو نے کہا۔ ہمیں کسی اور کو تلاش کرنا ہوگا۔"

"تب وہ دوسرا کوئی کالی بھیڑ ہی ہو سکتی ہے۔" سوم نے کہا۔ ایسی بھیڑ جو ہم سے غداری کر رہی ہے۔"

"مگر وہ کون ہو سکتا ہے۔ ؟

"اس کے لئے ہمیں سب کو دیکھنا پڑے گا۔"

"نہیں مسٹر سوم۔" لیوکارڈو نے کہا۔ اس سے پہلے ہمیں وہ مقصد تلاش کرنا ہوگا جس کے لئے تین گارڈز قتل اور تین زخمی کئے گئے ہیں۔"

"مقصد تو صاف ہے مسٹر لیوکارڈو۔"

"وہ کیا مسٹر سوم۔ ؟

"یہی کہ اس طرح وہ قیدیوں کو چھڑانا چاہتے تھے۔"

"قیدیوں کو چھڑا لے کے لئے ان کو ڈائننگ روم میں قتل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ؟ لیوکارڈو نے کہا۔ اس کے لئے تو ان دونوں محافظوں کو قتل کیا جانا چاہئیے تھا جو قیدیوں والی راہداری میں پہرے پر تھے۔"

"میری سمجھ میں اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔" سوم نے کہا۔

"کوئی اور اس بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہے۔؟" لیوکارڈو نے کہا۔

"ہاں میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"کہئے کیا بات ہے۔؟" لیوکارڈو نے پوچھا۔

"ہمیں سب سے پہلے قتل کا مقصد تلاش کرنا ہے۔" اسی آدمی نے کہا۔

"قتل کا مقصد سامنے آجاتے تو پھر بات ہی کیا ہے۔" لیوکارڈو نے کہا۔ مقصد سمجھ میں آجانے کے بعد قاتل کی بابت آسانی سے پتہ لگ جائے گا۔"

"مادام کو تکلیف دینے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں۔" تیسرے نے کہا۔

"یہ مادام کا ہی حکم ہے۔" لیوکارڈو نے کہا۔ کہ جو بھی غیر معمولی بات ہو اس سے مادام کو مطلع کرنا فرض ہے اسی لئے میں نے اطلاع دیدی ہے۔"

"ہمیں ایک مرتبہ پھر چل کر قیدیوں کو دیکھنا چاہئے۔" کسی نے کہا۔

"ان کو دیکھنا وقت ضائع کرنے کے برابر ہے۔"

"ایک بات اور بھی ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔ ہوسکتا ہے ان قیدیوں کا وہ ساتھی یہاں پہنچ گیا ہو جو ہاتھ لگنے سے رہ گیا تھا۔

"تمہارا اشارہ عمران کی جانب ہے۔؟"

"ہاں۔" اعتراض کرنے والے نے کہا۔

"وہ یہاں ہرگز نہیں آسکتا۔" لیوکارڈو نے کہا۔ کیونکہ ابھی چند منٹ پہلے فے گرانزمیں آنے والے افراد کی رپورٹ کے مطابق عمران اور سنگ ہی دونوں ایکینارمیں تھے جب ان پر ریڈ کیا گیا تھا۔"

"کیا وہ ہاتھ لگے۔؟ ان میں سے کسی نے پوچھا۔

"وہی بتا رہا ہوں۔" لیو کارڈو نے کہا۔ "ریڈ کے وقت وہ دونوں اندھیرے میں چھلانگ لگا چکے تھے پھر اپنی ایک حماقت سے سنگ ہی پھنس گیا البتہ عمران صاف نکل گیا اور باوجود تلاش کے وہ کسی کو نظر نہیں آیا۔"

"گویا وہ لوگ ناکام واپس آئے ہیں۔؟

"ناکام نہیں کہہ سکتے۔" لیو کارڈو نے کہا۔ "مسٹر سنگ ہی ہمارے ہاتھ لگ چکے ہیں۔"

"مادام کو کیا رپورٹ دی ہے۔؟

"وہی جو یہاں پیش آیا ہے۔"

"کیا مادام نے آنیکے لئے کہا تھا۔؟

"ہاں وہ بے حد خراغ پا ہو چکی ہیں۔" لیو کارڈو نے کہا۔ "اور یہ واقعہ ہمارے ڈوب مرنے کے لئے کافی ہے کہ اتنی ذرا سی چیز کا سراغ ہم نہیں لگا سکے۔"

"وہ جو بھی کوئی ہیں۔" ان میں سے ایک اور نے کہا۔ "سو فیصدی اسٹاپ کے باہر کے آدمی ہیں اندر کا کوئی آدمی اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔"

"اگر وہ باہر کا آدمی ہے تو وہ کون ہو سکتا ہے۔" لیو کارڈو نے کہا۔ "اور وہ اتنے حفاظتی انتظامات ہونیکے باوجود اندر کیسے آگیا۔؟

"ہمیں سارے انتظامات کو دوبارہ چیک کرنا ہوگا۔" سوم نے کہا۔

"اس کے لئے مادام سے اجازت لینے کے بعد ہی کچھ کیا جائے گا۔" لیو کارڈو نے کہا۔

"یہاں کوئی نیا آدمی آیا ہے۔؟ سوم نے پوچھا۔

"نئے آدمی سے تمہاری مراد کیا ہے۔؟

"نئے آدمی سے مراد وہ گارڈز ہیں جن کا تبادلہ دوسری جگہ سے یہاں ہوا ہو۔"

"ایسا کوئی نہیں ہے۔" لیو کارڈو نے کہا۔ "ڈیڑھ سال سے یہاں کوئی نیا آدمی نہیں آیا۔"

"پھر غالباً ان قتلوں کا ذمے دار شیطان ہے۔" سوم نے کہا۔

"شیطان۔" لیو کارڈو نے دوہرایا۔ "مرنیوالے اور زخمی ہونیوالوں کا معائنہ کرنیکے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان پر حملہ کرنے والے عام افراد نہیں تھے۔"

"کیا مطلب۔" سوم نے پوچھا۔

"وہ تربیت یافتہ افراد تھے۔" لیو کارڈو نے کہا۔ "اور زخمیوں کے بیان سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ وہ عمران نہیں ہو سکتا۔"

"وہ کیسے۔؟"

"تینوں زخمیوں کا بیان ہے کہ ان پر بیک وقت حملہ کیا گیا تھا۔" ۔۔۔ہی اس

"تو پھر زخمی افراد نے حملہ آوروں کو دیکھا بھی ہوگا۔" سوم نے پوچھا۔

"میں نے معلوم کیا تھا لیکن وہ حملہ آوروں کو نہیں دیکھ سکے تھے۔"

ڈا اور دشمن کی ... سے حملہ کیا گیا تھا۔"

"ایک بات اور بھی حیرت انگیز ہے۔" سوم نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" لیو کارڈو نے سگریٹ سلگاتے ہوئے پوچھ ڈونے کہا۔

"وہ یہ کہ تین گارڈز کو قتل کرنیوالوں نے بقیہ تین کو زندہ ہ ہو سکتا لیو کارڈو۔"

کیوں نہیں کیا۔؟

"شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ مقتولوں نے حملہ آوروں کو پہچان لیا ہو

کہا۔ جبکہ زخمیوں پر حملہ پشت کی جانب سے ہوا تھا اور وہ ان کو نہ دیکھ پا

"شاید ایسا ہی ہوا ہو۔" سوم نے کہا اور وہ سب سوچ میں ڈوب گئے۔

"حیرت ہے کہ مادام ابتک نہیں آئیں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"میں یہاں موجود ہوں۔" دفعتاً ایک نسوانی آواز وہاں گونجی اور وہ سب ہی چونک پڑے۔

آواز ان کی پشت کی طرف سے آئی تھی وہ مڑے دروازے میں ایک حسین ترین عورت ڑی ان کو گھور رہی تھی وہ سب تعظیماً جھکے اور سیدھے کھڑے ہو گئے وہ عورت جس کے جسم سفید رنگ کا چست اور چمکدار لباس تھا ان کے درمیان سے چلتی ہوئی ویژن سکرین والی ن کے پاس پہنچ کر رک گئی۔

"میں خود لاشیں دیکھ کر آئی ہوں۔" عورت ان کی طرف مڑتے ہوئے بولی۔

"ہاں ہم آپ۔؟" وہ حیرت زدہ ہو کر بولے۔

کے لئے کافی ہے کہ ان لیو کارڈو میں نے دیکھا ہے ان کی موت اور زخموں کی حالت بتاتی ہے کہ وہ

"وہ جو بھی کوئی انھوں اس حال کو پہنچے ہیں۔" آنیوالی عورت جو کہ تقریباً ہملبی آف بو

اندر کا کوئی آدمی اس کی جر

"اگر وہ باہر کا آ ئی غدار نہیں ہے مادام۔"

انتظامات ہونیکے باوجو د ان کو قتل کرنے کے لئے فرشتے نہیں آگئے۔"

"ہمیں سا معاملہ کر لی ہے مادام۔" لیو کارڈو نے کہا۔ ہمیں کہیں سے کوئی ایسا سراغ

"اس کے نوں پر روشنی ڈال سکتا۔"

"یہاں کی انتظامات چیک کیئے۔؟"

"ہاں ہر چیز اپنی جگہ سیٹ ہے۔" لیو کارڈو نے بتایا۔

"تب یہ کام اندر ہی کے کسی آدمی کا ہو سکتا ہے۔" تھریسیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"مگر یہاں سب قابل اعتماد افراد ہیں مادام۔" لیوکارڈو نے کہا تھریسیا کے سرد لہجے نے اسے ہلکپا دیا تھا۔

"یہاں موجود افراد میں سے کتنے ایسے افراد ہیں جنہوں نے عمران کے ملک میں کام کیا ہے۔؟" تھریسیا نے پوچھا۔

"شاید تین افراد ایسے ہوں گے مادام۔"

"ان تینوں کو حاضر کرو۔" تھریسیا غرائی۔

"وہ وہی تینوں ہیں مادام جو قتل کر دیئے گئے ہیں۔" لیوکارڈو نے کہا اور وہ سب چونک پڑے۔ تھریسیا کے ماتھے پر بل آگئے تھے۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی کالی بھیڑ ہمارے ساتھ ہے۔" تھریسیا نے کہا اور وہی اس سب ہنگامے کی ذمے داری ہے۔"

"مگر مادام۔" لیوکارڈو نے کہنا چاہا۔

"رہنے دو۔" تھریسیا نے کہا۔ "کسی کو غدار بنتے دیر نہیں لگتی لیوکارڈو اور دشمن کی دولت اچھے اچھوں کو بہکا دیتی ہے۔"

"مگر مادام یہاں جو لوگ ہیں وہ سب قابل اعتماد ہیں۔" لیوکارڈو نے کہا۔

"ایسی صورت میں ان تینوں کا قاتل تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا لیوکارڈو۔" تھریسیا غرائی تھی۔ "یا پھر تم تسلیم کر لو کہ کوئی کالی بھیڑ ہم میں موجود ہے۔"

"سمجھ میں نہیں آ رہا مادام۔" لیوکارڈو الجھن زدہ لہجے میں بولا۔

"کیا ماسٹر سنگ ہی اپنی جگہ موجود ہے۔؟"

"یس مادام ماسٹر سنگ کمرے میں بند موجود ہے ۔" لیو کارڈو نے کہا۔

"اور بقیہ قیدیوں کا کیا حال ہے ۔؟"

"وہ سب کمرے میں موجود ہیں مادام ۔" لیو کارڈو نے کہا۔ "ہم انہیں چیک کر چکے ہیں ۔"

"اگر وہ لوگ کمروں موجود ہیں تو پھر یہ قتل کس کے ذمے ڈالے جائیں۔" تھریسیا نے سوچتے ہوئے کہا۔ "ہاں دیکھو جو لوگ فے گرا ز سے آئے ہیں انہیں چیک کیا ۔؟"

"قتل ان لوگوں کی آمد سے بہت پہلے ہو چکے ہیں ۔"

"بس تو اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں کہ اپنے سارے آدمیوں کو چیک کرو ۔" تھریسیا غرا کر بولی۔ "اور اس کالی بھیڑ کو پکڑو جس نے تین وفاداروں کو اس بے رحمی سے قتل کیا ہے ۔"

"میں ایک بار پھر چیکنگ کرا لیتا ہوں مادام ۔"

"عمران کا کیا رہا ۔؟"

"وہ ہاتھ نہیں لگ سکا مادام ۔"

"مگر وہ تو سنگ ہی کے ساتھ ہی تھا نا ۔؟"

"یس مادام مگر ہمارے آدمیوں کے ہاتھ صرف ماسٹر سنگ ہی لگ سکے ہیں عمران صاحب کا دور دور پتہ نہیں تھا ۔"

"سنگ ہی کس حال میں ہے ۔؟"

"ابھی تک ہوش نہیں آیا مادام ۔"

"اسے ہوش دلا کر یہاں لاؤ ۔" تھریسیا نے کہا۔ "اور اپنے سارے آدمی چیک کرو سارے حفاظتی انتظامات دیکھو کہیں نہ کہیں گڑبڑ موجود ہے ۔"

"بہتر مادام ۔" لیو کارڈو نے کہا اور مڑ کر دو آدمیوں سے کچھ کہا اور وہ کمرے سے نکل

گئے۔ لیو کارڈو دوبارہ تھریسیا کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"ڈی ایچ ون کا کیا رہا۔؟"

"وہ پوائنٹ تھرٹی پر موجود ہے مادام۔"

"کیا اسے وہاں سے لئے کہا گیا تھا۔؟"

"یس مادام اسے یہاں سے یہی حکم جاری کیا گیا تھا۔"

"اسے کہو کہ وہ عمران کو تلاش کریں۔"

"لیکن مادام وہ دریا پار کر کے کانا ہاریوں کے علاقے میں نہیں جا سکتے۔"

"وہ اپنے تربیت یافتہ افراد کے ساتھ وہاں جا سکتا ہے۔" تھریسیا غرائی تھی۔ "میں ہر قیمت پر عمران کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"بہتر مادام میں اس سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔" لیو کارڈو نے کہا اور ٹھیک اسی لمحے ہال کا دروازہ کھلا اور زین اسٹین گن برداروں کے پہرے میں سنگ ہی اندر داخل ہوا اس کے چہرے پر بہمی کے تاثرات تھے تھریسیا پر نظر پڑتے ہی وہ چونکا تھا پھر تیزی سے اسی کی طرف چلا آیا۔

"تم۔۔۔" وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔ "یہ تمہاری حرکت تھی نا۔؟"

"احکامات اوپر سے آئے ہیں۔" تھریسیا نے سنگ ہی سے کہا پھر لیو کارڈو سے بولی۔ "تم لوگ باہر ٹھہرو گے۔"

"یس مادام۔" لیو کارڈو نے کہا۔ اور وہ ایک ایک کر کے کمرے سے نکل گئے۔

"مجھے احکامات کی پرواہ نہیں ہے۔" سنگ ہی غرایا تھا۔ "لیکن میں اس قسم کی کسی گھٹیا حرکت کی توقع نہیں کر سکتا تھا۔"

"تمہیں یہاں لانے کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں تھا۔" تھریسیا نے سنجیدگی سے

کہا اور سنگ ہی غرا کر رہ گیا۔ چند لمحے وہ ایک دوسرے کو گھورتے رہے پھر سنگ ہی نے کہا۔

"تم تو مجھ سے سودے بازی کر رہی تھیں۔"

"میں نہیں تم کر رہے تھے سودے بازی۔" تھریسیا نے کہا۔

"عمران کہاں ہے۔؟"

"تمہارا بھتیجہ تم سے بھی زیادہ چالاک ہے۔" تھریسیا نے کہا۔ اور یہ جملہ ادا کرتے ہوئے اس کے چہرے پر نجانے کیوں سرخی سی پھیلتی چلی گئی تھی۔"

"گویا وہ ہاتھ نہیں لگا۔" سنگ ہی قہقہہ لگا کر بولا۔ "میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ نکل جائے گا وہ ایک نمبر کا حرامی ہے چھوٹا سنگ ہی۔"

"معاملے کی بات کرو۔" تھریسیا نے کہا۔

"کیا تم اس بات سے مکر رہی ہو۔؟ سنگ ہی نے کہا۔ جو ہمارے تمہارے درمیان ٹرانسمیٹر پر ہو چکی ہے۔"

"اس وقت بازی تمہارے ہاتھ تھی ماسٹر سنگ ہی۔" تھریسیا نے سرد لہجے میں کہا۔ "اور اب تم بھی ہمارے قبضے میں ہو۔"

"تم زبردستی مجھ سے اپنی بات نہیں منوا سکتیں مادام تھریسیا۔" سنگ ہی تلخ لہجے میں بولا۔ "یہ تمہارا تجربہ بھی ہے۔"

"ہاں مگر اب سچویشن دوسری ہے۔"

تھریسیا نے کہا۔ "میں تمہارے اسلحہ کے سارے اسٹاپ پر اسرائیلی حکومت کے سامنے لا سکتی ہوں جبکہ تم ہمارا کچھ نہیں کر سکتے۔"

"کیا تم سمجھتی ہو کہ میں اتنا بڑا پروجیکٹ تنہا چلا رہا تھا۔"

نہ سہی۔"

تھریسیا مسکرائی۔ مگر اتنا بہر حال جانتی ہوں کہ سنگ ہی وہ ہستی ہے جو خاص باتیں اپنے قریب ترین ساتھیوں کو بھی نہیں بتاتا۔"

"تم کیا چاہتی ہو۔؟

سنگ ہی نے پوچھا۔

"غیر مشروط طور پہ ہماری بات مان لو۔"

تھریسیا نے کہا۔

"اگر میں عمران کے ملک میں جاکر مکر جاؤں تو۔؟

"تمہارے ساتھ ہمارے کچھ آدمی بھی وہاں جائیں گے۔"

تھریسیا نے کہا۔ اور وہ تمہیں ایک لمحے کے لئے بھی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیں گے جبکہ تم ان کو دیکھ سکو گے۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" سنگ ہی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"معمولی سا کام ہے ماسٹر سنگ ہی۔"

تھریسیا نے کہا۔ اگر تم اس کام کو کرنے پہ آمادہ ہو جاؤ تو چند دن بعد جب کام ختم ہو جائے گا تو تم کو دوبارہ یہاں پہنچا دیا جائے گا اور ہر قسم کی وہ سہولتیں تمہیں مہیا کی جائیں گی جو تم چاہتے ہو۔"

"ہونہہ۔" سنگ ہی نے آہستہ سے کہا۔ کیا اور کوئی صورت نہیں ہے۔؟

"شاید نہیں۔"

"یہ جاننے کے باوجود کہ میں زبردستی کسی کام پہ آمادہ نہیں کیا جا سکتا تم یہ کہہ رہی ہو۔؟

سنگ ہی نے دو قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ماسٹر سنگ ہی۔ اور یہ بھی سن لو کہ اب تمہیں ہمیشہ زیرو لینڈ کے ساتھ مل کر چلنا پڑے گا۔ دوسری صورت میں بڑوں نے تمہیں راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا ہے۔" تھریسیا نے کہا۔

"گویا میں ان کے لئے اتنا اہم بن چکا ہوں۔" سنگ ہی ہنسا پھر اس نے ایک تیز قہقہہ لگایا۔

تھریسیا صرف ایک لمحے کے لئے چونکی تھی کہ سنگ ہی نے جست لگائی اور تھریسیا پر جا پڑا اس نے چاروں ہاتھ پیروں سے تھریسیا کو کسی جونک کی طرح سے دبوچ لیا تھا اور تھریسیا؟ وہ اس طرح پرسکون کھڑی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"اب کہو مادام تھریسیا۔" سنگ ہی زہریلے لہجے میں بولا۔

"بس آزما چکے اپنا داؤ۔" تھریسیا کے منہ سے نکلا۔

"میں تمہاری گردن بھی توڑ سکتا ہوں مادام تھریسیا۔" سنگ ہی اسی زہریلے لہجے میں بولا۔ "اور ریڑھ کی ہڈی کے مہرے کھسکا کر ہمیشہ کے لئے بیکار بھی کر سکتا ہوں۔"

"اچھا۔ تو پھر لو۔"

تھریسیا نے کہا۔

پھر اس نے اپنے جسم کو ہلکا سا جھٹکا دیا تھا کہ کمرے میں سنگ ہی کی کراہ گونجی اور وہ پٹ سے تھریسیا کے جسم سے الگ ہو کر فرش پر گر پڑا پھر اس سے پہلے کہ تھریسیا کچھ کرتی ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا۔

اور وہ پورا کمرہ ہل گیا پھر ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی آگ کا

شور بلند ہونے لگا۔

تھریسیا جھپٹ کر باہر نکلی دور راہداری کے سرے پر بڑی تیزی سے دھواں بھر رہا تھا اور اس دھوئیں میں کبھی کبھی آگ کے شعلوں کی لپک بھی نظر آجاتی تھی۔

یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ وہ عورت عمران کی طرف دیکھے بغیر ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذات لیکر دوسرے کمرے میں گھس گئی تھی اس بار پھر عمران نے اس کی چال کو بغور دیکھا تھا۔

"آپ کا خیال صحیح ہے جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔ یہ حقیقتاً تقریباً ہمیل بی آف بوہیمیا ہی ہے۔"

"آؤ اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔" عمران نے کہا اور اسی راہداری کے سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا پھر اس نے جو لیا کے کانوں کے رنگ میں سے نکالی ہوئی ایک گیند جیب سے نکالی پھر گیند کے اوپر رنگ میں پھنسا نیوالے ہک کو پکڑ کر تین مرتبہ گھمایا اور دبا کر سرے والے چوبی کمرے میں ڈال دیا یہ کمرہ خالی تھا۔

اب وہ بڑی تیزی سے اس چوبی عمارت کے دوسرے سرے کی جانب بڑھ رہے تھے دوسرے سرے پر پہنچ کر عمران نے دوسری گیند کے ہک کو دو مرتبہ گھمایا اور دبا کر چھوڑ دیا۔

"جلدی کرو ہمیں اپنے ساتھیوں تک پہنچنا ہے ۔" عمران نے کہا اور دوڑنے والے انداز میں آگے بڑھنے لگا اس کمرے کے پاس پہنچ کر عمران رک گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی فوراً ہی کیواڑ چوکھٹ سے الگ ہوتے اور صفدر کا چہرہ نظر آیا۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ تمہارے ہتھیار کہاں رکھے گئے ہیں ۔" عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں ۔" صفدر نے سر ہلا دیا ٹھیک اسی لمحے کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور وہ کانپ کر رہ گئے ابھی پہلے دھماکے کی بازگشت ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ دوسرا دھماکہ ہوا یہ بھی پہلے جیسا زوردار تھا وہ چوبی کیبن پھر ہلا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں والے کمرے کا دروازہ چرچراتا ہوا اندر جا گرا۔

"خس کم جہاں پاک ۔" عمران نے کہا۔ "اپنے ہتھیار سنبھال لو ۔" عمران کی آواز کے ساتھ ہی وہ لوگ جھپٹے تھے بستر پھینک پھینک کر انھوں نے ہتھیار سنبھالے اور دروازے پر آ موجود ہوتے ۔ وہاں اب قیامت کا شور برپا ہو گیا تھا ہر طرف آگ آگ کی پکار ہو رہی تھی دھوئیں کا ایک مرغولا سی راہداری میں گھس آیا تھا۔

"یہ کیا ہوا عمران صاحب ۔" صفدر نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"مم ... مجھے کیا پتہ ۔" عمران ہکلا کر بولا۔ "یہ جولیا کے کانوں میں پڑی گیندوں کا کیا دھرا ہے ۔"

"کیا مطلب ۔" جولیا بھی چونکی تھی۔

"تم کیا سمجھتی ہو ۔" بلیک زیرو ایکسٹو کے لہجے میں غرایا۔ "تمہیں یہ تحفے منہ دیکھنے کے لئے دیئے گئے تھے ۔"

"تو کیا یہ ۔ تحفے سب ہی ۔" جولیا ہکلا کر رہ گئی۔

"ہاں یہ تمام تحفے جو چلتے ہوئے تم لوگوں کو دیئے گئے تھے ایسے ہی آڑے وقت میں کام آنے والے سائنٹیفک حربے ہیں اور عمران نے تمہارے کانوں کی دو گینڈوں سے یہ ہنگامہ کیا ہے۔"

"سر ہمیں اپنا سامان حاصل کرنا ضروری ہے۔" عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"کسی بھی گارڈ کو پکڑ کر پتہ کر لو۔" بلیک زیرو غرا کر بولا اور عمران نے آگے بڑھ کر دوسری راہداری میں جاتے ہوئے ایک گارڈ کو روک لیا۔

"آگ لگ گئی ہے اور کیا ہے۔" وہ گارڈ روکے جانے پر چراغ پا ہو کر بولا وہ یہ سمجھا تھا کہ شائد عمران ہنگامے کی وجہ جاننا چاہتا ہے۔"

"ادھر دیکھو۔" عمران اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ جس میں سیاہ نال کا ایک ریوالور دبا ہوا تھا۔ "چپ چاپ میرے ساتھ آجاؤ ورنہ اسی جگہ تڑپتے نظر آؤ گے۔"

"اور تم بچ جاؤ گے۔" وہ غرا کر بولا۔

"اس ہنگامے میں گولی کی آواز پر کوئی توجہ نہیں دے گا۔" عمران نے کہا اور گریبان پکڑ کر گارڈ کو بلیک زیرو والی سمت دھکا دیا وہ لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا اور صفدر سے ٹکرا گیا۔ سنبھل کر اس نے گن شانے سے اتارنا چاہی تھی کہ صفدر نے اپنے ہاتھ میں دبی اسٹین گن کی نال اس کے سینے پر رکھ دی

"کیا چاہتے ہو تم لوگ۔" وہ عمران اور صفدر کو گھور کر بولا۔

"ہم لوگوں کا سامان کہاں رکھا گیا ہے۔" عمران غرایا۔

"مجھے نہیں معلوم۔" وہ گارڈ عمران کے چہرے سے نظر ہٹا کر بولا۔

"تین دوسرے ساتھیوں کی طرح اگر تم بھی مرنا چاہتے ہو تو بات دوسری ہے۔" عمران سرد لہجے میں بولا۔ "ورنہ جو پوچھا جاتے اس کا جواب دیتے رہو۔"

"ان کو تم نے قتل کیا تھا۔؟" وہ چونک کر بولا۔

"ہم ابھی تمہیں بھی گولی مار دیں گے۔" عمران کا لہجہ ایسا ہی سرد اور سفاک تھا کہ وہ کانپ کر رہ گیا۔

"بولو۔" صفدر غرایا تھا۔ ہمارا سامان کہاں ہے۔؟

"میرے ساتھ چلو بتا دوں گا۔" وہ عمران کے لہجے سے سہم گیا تھا۔

"اگر کوئی دھوکہ کیا تو یاد رکھو ہم تمہیں گولی مارنے میں ایک لمحے کی دیر نہیں کریں گے۔"

"مجھے اپنی زندگی سے دشمنی نہیں ہے۔" وہ کپکپا کر بولا۔

"صفدر تم لوگ اندر جاؤ۔" بلیک زیرو نے کہا۔ اگر کوئی مسئلہ پیدا ہو تو بلا جھجک فائر کھول دینا انتظار مت کرنا۔"

"یس سر۔" صفدر نے کہا اور وہ گارڈ کے ساتھ آگے بڑھ گئے راہداری میں دھواں ابھرنے لگا تھا وہ اسی دھوئیں میں چلتے رہے عمران نے ریوالور گارڈ کی کمر سے لگا رکھا تھا ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر وہ رک گیا پھر اس نے خود ہی کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا وہ دونوں بھی اس کی تقلید میں اندر گھسے تھے۔

یہ کمرہ شاید اسٹور کے طور پر استعمال ہوتا تھا کیونکہ سامنے ہی مختلف قسم کا سامان اور پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں ایک طرف پیٹیوں پر ان کا سامان بھی رکھا ہوا تھا مگر اس میں ہتھیار نہیں تھے۔ عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر مخصوص اشارہ کیا پھر اس سے پہلے کہ گارڈ اس اشارے کو سمجھ کر پلٹتا بلیک زیرو کی گن کا دستہ اس کی کنپٹی پر پڑا اور وہ لہرا کر ڈھیر ہو گیا۔

"ان لوگوں کو یہاں لانا پڑے گا۔" عمران نے کہا۔

"میں جاؤں۔؟"

"نہیں میں جاؤں گا انتظار کرو۔" عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا آگ بڑھتی جا رہی تھی اور اب اس قدر دھواں وہاں بھر گیا تھا کہ ایک دوسرے کو دیکھنا مشکل ہو رہا تھا وہ بڑی تیزی سے اپنے ساتھیوں تک پہنچا تھا۔

"جلدی باہر نکلو اور میرے ساتھ چلو۔" عمران نے کہا اور وہ کمرے سے نکل کر اس کے ساتھ چلنے لگے۔

سامان والے کمرے سے انھوں نے سامان لیا اور فوری طور پر اسے کمر پر بار کر کے کمرے سے نکل آئے باہر نکلتے ہوئے عمران نے وہاں موجود سامان میں آگ لگا دی تھی۔ وہ راہداری میں آگے بڑھنے لگے۔

"اب کدھر جناب۔" بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا وہ آگے آگے چل رہے تھے اور اس کا امکان نہیں تھا کہ دوسرے ان کی گفتگو سن لیں گے۔

"میں ان کا فیے گراز اغوا کرنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہا۔ کیونکہ مطلوبہ جگہ تک پہنچنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔"

"مگر اسے آپریٹ کون کرے گا۔؟"

"میں بھی کر سکتا ہوں۔" عمران نے کہا۔ مگر میں پائیلٹ کو لے آؤں گا۔"

"سوچ لیجئے جناب۔"

"سوچ لیا۔" عمران نے کہا پھر وہ لوگ جیسے ہی راہداری میں مڑے چونک پڑے عمران نے بڑی تیزی سے گن سیدھی کر کے ٹریگر کھینچ دیا تھا۔ سامنے سے آنے والے گارڈز انہیں دیکھ کر سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کے بدن چھلنی ہو گئے۔

وہ پھرتی سے راہداری کے سرے کی طرف بڑھے تھے یہ وہی راستہ تھا جہاں سے وہ فیے گراز

اسے اترنیکے بعد اندر داخل ہوتے تھے۔ عمران نے باہر جھانک کر دیکھا کہ گراز اسی جگہ کھڑا تھا جہاں وہ اسے چھوڑ کر گئے تھے۔

"اب جناب۔؟" بلیک زیرو نے سرگوشی کی۔

"جولی ڈارلنگ ذرا کان ادھر کرنا۔" عمران نے بلیک زیرو کی بات کا جواب دیئے بغیر جولیا سے کہا اور وہ جھلا گئی شاید ایکسٹو نہ ہوتا تو وہ عمران پر چڑھ دوڑتی اور اس کا منہ نوچ لیتی مگر وہ بے بسی سے ہونٹ چبانے لگی۔ اور عمران نے آگے بڑھ کر اس کے کانوں کے رنگ سے گیند نکال لی اب کان میں صرف رنگ ہی رہ گیا تھا۔

عمران نے گیند کے ہک کو دبایا اور بولا۔

"ہوشیار رہو جیسے ہی دھماکہ ہو میرے پیچھے دوڑنا۔" پھر اس نے گیند کے ہک پر سے ہاتھ ہٹایا اور اسے راہداری سے باہر برآمدے میں دائیں سمت پھینک دیا فوراً ہی دھماکہ ہوا اور لکڑی کے اس برآمدے اور کمروں کے ٹکڑے اڑ گئے

آگ کے شعلے لپکتے ہی دھوئیں کا مرغولہ اٹھا تھا۔

"ہری اپ۔" عمران کے اشارے پر بلیک زیرو ایکسٹو کی آواز میں بولا اور وہ اس کے عقب میں دوڑنے لگے۔ آگ اس حصے میں بھی تیزی سے پھیل رہی تھی اور گاڑھے کثیف دھوئیں کے مرغولے ابل رہے تھے۔

وہ کسی حادثے سے دوچار ہوئے بغیر فیگراز تک پہنچ گئے عمران نے مخصوص انداز میں جو اس نے فیگراز سے اترتے ہوئے ذہن نشین کیا تھا اس کا دروازہ کھولا اور وہ اندر گھستے چلے گئے۔

"میں پائیلٹ کو لاتا ہوں۔" عمران نے کہا اور دھوئیں میں گھستا چلا گیا۔ اب وہ اس

راہداری کی طرف بڑھ رہا تھا جس میں ان لوگوں کے کمرے تھے جو اس کے ساتھ فے گراز میں یہاں آئے تھے انہی میں پائلٹ بھی تھا۔

وہ جب راہداری میں داخل ہوا تو بہت سے گارڈز آگ بجھانے کی کوشش میں مصروف تھے عمران ان سے بچ کر نکلتا چلا گیا اس راہداری میں پہنچ کر جہاں اس نے اپنے ہمراہ فے گراز میں آنے والوں کو چھوڑا تھا وہ رک گیا۔

اب وہ اپنی یادداشت کے سہارے اس کمرے کو تلاش کر رہا تھا جس میں پائلٹ کو گھستے دیکھا تھا۔

دھواں اس راہداری میں بھی موجود تھا اور آگ کی سرخ زبان بڑی تیزی سے اس چوبی عمارت کو چاٹ رہی تھی۔

عمران کو پوری امید تھی کہ آگ اس جگہ کو تباہ و برباد کر دے گی اس وقت ہوا نہیں تھی اگر ذرا سی بھی تیز ہوا چل جاتی تو آگ لمحوں میں اس پوری عمارت کو لپیٹ میں لے لیتی جلد ہی وہ کمرہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ گارڈز اور دوسرے لوگ ادھر سے ادھر بھاگے پھر رہے تھے ایسے میں عمران کی طرف توجہ دینے کا ہوش کسے تھا اور ویسے بھی وہ گارڈ کی ہی وردی میں ملبوس تھا وہ پائلٹ والے کمرے میں گھستا چلا گیا۔

یہاں پائلٹ موجود تھا اور وہ تیزی سے اپنا سامان ایک جگہ کر رہا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہ۔؟" عمران نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

"سامان جمع کر رہا ہوں یار پتہ نہیں کب جگہ چھوڑنی پڑے۔"

"کوئی آرڈر ملا ہے کیا۔؟"

"آرڈر تو نہیں ملا۔" پائلٹ نے کہا۔ مگر آگ کی سی تیزی بتا رہی ہے کہ ہم اب اس جگہ کو

خاکستر ہونے سے نہیں بچا سکیں گے ظاہر ہے ایسی صورت میں ہمیں یہاں سے نکلنا پڑے گا تو کیوں نہ میں اپنا سامان بھی ساتھ لے جاؤں۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا۔ مادام نے تم کو فسے گراز میں بلایا ہے۔"

"کیا۔؟ اس کے منہ سے نکلا۔ مادام آگئیں۔؟

"ہاں جلدی کرو۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا اسے امید تھی کہ پائلٹ اس کی تقلید کرے گا۔

ایسا ہی ہوا پائلٹ اپنے سامان کا تھیلا اٹھا کر عمران کے پیچھے چل پڑا راہ میں دو ایک نے پائلٹ کے ہاتھ میں تھیلا دیکھ کر ٹوکا تھا اور اس نے یہ کہہ کر ان لوگوں کو مطمئن کر دیا کہ مادام کے بلاوے پر وہ جارہا ہے۔

پائلٹ کو صحیح صورت حال کا اندازہ اس وقت ہوا تھا جب وہ فسے گراز میں داخل ہو کر اس ہال نما کمرے میں پہنچ گیا جہاں بلیک زیرو اور دوسرے ساتھی موجود تھے۔

"مادام کہاں ہیں۔؟ پائلٹ نے مڑ کر پوچھا مخاطب عمران سے تھا۔

"جہنم میں۔" عمران سرد اور سفاک لہجے میں بولا۔ تمہاری بہتری کی صورت یہی ہے کہ ہم جو کچھ کہیں تمہیں اس پر عمل کرنا ہے۔"

"اور اگر نہ کروں تو۔؟ پائلٹ تیکھے لہجے میں بولا۔

"ایسی صورت میں تمہارا حشر خراب ہی ہو گا۔" عمران کا لہجہ بدستور تھا۔

"تم کیا چاہتے ہو۔؟ وہ کچھ سوچ کر بولا۔

"تم ہمیں ٹھیک اسی جگہ چھوڑ آؤ جہاں سے اٹن انسان ہمیں لائے تھے۔" عمران نے کہا۔ اس کے بعد ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں ہو گا۔"

"کیا تم جانتے ہو کہ مادام اس کی کیا سزا دے سکتی ہیں۔؟

"ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں۔" عمران غرایا۔

"میرا اشارہ اپنی طرف نہیں تمہاری طرف تھا۔" پائیلٹ نے کہا۔ غالباً آگ بھی تمہی لوگوں نے یہاں لگائی ہے تاکہ فرار کا موقعہ حاصل ہو سکے۔"

"دیکھو اس وقت ہم فرار کے آخری مرحلے میں ہیں۔"

"اور یہ مرحلہ میرے تعاون کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔ چاہو تو مجھے گولی مار سکتے ہو۔"

"تم اگر یہ سمجھتے ہو کہ میں فے گراز آپریٹ نہیں کر سکتا تو یہ تمہاری بھول ہے۔" عمران غرایا۔ میں اسے پوری طرح آپریٹ کر سکتا ہوں۔"

"تو کر لو نا۔" پائیلٹ نے کہا۔ مجھے کیوں لائے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے سر ہلایا اور صفدر کی طرف مڑ کر بولا۔ صفدر اسے کور کرو اور جب فے گراز فضا میں بلند ہو جائے تو اسے گولی مار دینا۔"

"بہت بہتر جناب۔" صفدر نے اسٹین گن پائیلٹ کی کمر سے لگا دی عمران اس طرف بڑھا جہاں وہ مشینری نصب تھی جس سے فے گراز آپریٹ کیا جاتا ہے عمران نے دو ایک لیور گرائے دو تین بٹن پش کئے پھر ایک چکر کو دو مرتبہ گھمایا فوراً ہی فے گراز میں ہلکی ہلکی زن زناہٹ کی آواز ابھرنے لگی۔

پائیلٹ ایک دم بے چین ہو گیا اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھی وہ خفیفاً یہی سمجھا تھا کہ وہ لوگ فے گراز آپریٹ نہیں کر سکتے لہذا اسے مار بھی نہیں سکیں گے کیونکہ ایسی صورت میں وہ سب یہاں پھنسے رہ جاتے لیکن اب فے گراز کا انجن اسٹارٹ ہوتے ہی وہ سمجھ گیا کہ

عمران نے جو کچھ کہا ہے وہ کر بھی سکتا ہے اور اس کے بعد ظاہر ہے اسے موت ہی نصیب ہوتی۔

"میں تیار ہوں۔" وہ بے ساختہ کہہ اٹھا۔

"رہنے دو۔" عمران نے کہا۔ اب میں خود ہی اسے آپریٹ کر لوں گا تم موت کا ذائقہ چکھو۔"

"نہیں۔ نہیں۔" وہ ہذیانی لہجے میں بولا۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔"

"سوچ لو۔" عمران نے اسے گھورا۔

"ہاں مجھے اپنی جان عزیز ہے میں تمہارا ساتھ دوں گا۔" پائلیٹ نے کہا اور تھیلا چھوڑ کر عمران کی طرف بڑھ گیا۔

پھر اس نے ہیڈ فون کانوں پر چڑھاتے اور مشین کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا عمران نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور اس کے سر سے ہیڈ فون اتار لیا۔

"یہ کیوں اتار لیا۔؟" پائلیٹ نے گھبرا کر پوچھا۔

"اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔؟" عمران نے کہا۔ تمہیں ہیڈ کوارٹر سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا۔"

"اوہ۔" پائلیٹ کے منہ سے نکلا اور وہ فے گراز کو آپریٹ کرنے لگا ایک ہی لمحے بعد فے گراز فضا میں بلند ہو چکا تھا۔

"تمہیں علم ہے نا کہ ہم کو کہاں سے پرواز کرنے والے انسان اٹھا کر لاتے تھے۔؟" عمران نے پوچھا اور پائلیٹ سر ہلا کر بولا۔

"ہاں مجھے اس جگہ کا علم ہے اور ہم وہاں پہنچنے والے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا پھر وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ اچانک وہاں ایک تیز آواز گونجنے لگی ایک کھنکتی ہوئی نسوانی آواز۔

"ہیلو پائلیٹ ٹو فور۔ فوراً واپس آجاؤ ورنہ تم سے بہت سختی سے جواب طلب

کیا جاتے گا۔ ہیلو پائیلٹ ٹو فور۔" وہ نسوانی آواز بار بار یہی جملہ دوہرا رہی تھی عمران نے صاف طور پر اس آواز کو شناخت کیا تھا۔

یہ آواز تھریسیا کی تھی۔

"ہیلو پائیلٹ.... ہیلو...." تھریسیا نے پھر کہا۔

"کیا تمہارے ساتھ قیدی بھی ہیں۔ ؟ کیا تمہیں وہ لوگ زبردستی لے جا رہے ہیں۔ ہیلو پائیلٹ ٹو فور ہیلو......" تھریسیا کی آواز وہاں گونج رہی پائیلٹ نے عمران کی جانب دیکھا اور عمران نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"اگر تم نے فوراً ہی جواب نہیں دیا تو میں فے گراز تباہ کر دوں گی۔" ہیلو عمران صفدر، تھا اور اگر تم فے گراز میں ہو تو بولو۔ جلدی بولو...... ورنہ تم سب اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے جبکہ میں تمہیں لوگوں کو مارنا نہیں چاہتی ہیلو.. ہیلو..." تھریسیا چیختی رہی اور فے گراز آہستہ آہستہ زمین کی طرف جھکنے لگا۔

پھر بغیر کسی جھٹکے کے وہ زمین پر اتر گیا۔

ٹھیک اسی لمحے عمران نے اسٹین گن کا کندہ مشین کے اس حصے پر دے مارا جہاں سے آواز نکل رہی تھی۔

اس نے اسپیکر اور ٹرانسمیٹر کے دوسرے آلات کو چکنا چور کر دیا۔

"یہ کیا کیا جناب۔ ؟" پائیلٹ نے عمران کا ہاتھ روکتے ہوئے کہا۔

"یہ اس لئے کہ تم تھریسیا سے رابطہ قائم نہ کر سکو۔" عمران نے مسکرا کر کہا اس دوران، بلیک زیرو دروازہ کھول کر ان لوگوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کر چکا تھا وہ سب اپنا سامان اٹھا کر نیچے اترنے لگے۔

"اب ہمارے اترنے کے بعد تم جا سکتے ہو۔" عمران نے کہا اور اس کی تلاشی لینے کے بعد وہ بھی فے گراز سے باہر نکل آیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی فے گراز فضا میں بلند ہوتا چلا گیا اس کے نچلے حصے سے اتنی تیز ہوا اور بھاپ نکلی تھی کہ وہ لڑکھڑا گئے۔

"اب ہمیں یہاں سے فوراً ہی چل دینا ہے۔" عمران نے کہا۔

"آپ نے فے گراز کیوں چھوڑ دیا۔" بلیک زیرو نے سرگوشی کی۔ ہم اس کے ذریعے ہیڈ کوارٹر کے قریب پہنچ سکتے تھے۔"

"وہاں پہنچنے سے پہلے ہی فے گراز تباہ کر دیا جاتا۔" عمران کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ایک دھماکے کی آواز سنائی دی۔

بے ساختہ ان لوگوں نے آسمان پر اس سمت دیکھا جس طرف فے گراز نے پرواز کی تھی۔ آسمان پر آگ کے شعلے چمک رہے تھے۔ پھر وہ نیچے گر کر نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

"آپ کا خیال صحیح نکلا جناب....." بلیک زیرو نے کہا۔ اب ہم یہاں سے کیسے جائیں گے۔؟

"ہمارے گھوڑے یہاں آس پاس ہی موجود ہوں گے۔" عمران نے کہا۔ یہاں گھاس اور سبزہ افراط سے ہے لہذا وہ کہیں دور نہیں جا سکتے۔"

"ٹھیک ہے۔"

بلیک زیرو نے کہا پھر وہ زور سے بولا۔ ٹارچیں روشن کر کے آس پاس گھوڑوں کو تلاش کرو جلدی۔"

"یس سر۔" صفدر کی آواز سنائی دی تھی پھر ایک گھنٹے کی تلاش اور جستجو کے بعد

وہ دس گھوڑے تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ان دس میں ان کے اپنے گھوڑے بھی تھے اور مشرق بعید والوں کے بھی۔ وہ اس پر سوار ہو کر چل پڑے۔ پھر ایک جگہ عمران نے رک کر ٹارچ کی روشنی سے آس پاس دیکھا اور بولا۔

"تم لوگ یہاں رکو گے صرف صفدر میرے ساتھ آئے گا۔"

"کہاں جا رہے ہو۔؟"

بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کمپیوٹر لینے۔" عمران نے کہا اور گھوڑا آگے بڑھا دیا۔ صفدر اسکے ساتھ تھا تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ واپس آ گئے تھے۔

اس مرتبہ کمپیوٹر عمران کی کمر سے بندھا ہوا تھا وہ چل پڑے رات کی تاریکی کو وہ ٹارچوں کی تیز روشنیوں سے قطع کر رہے تھے۔ وہ چلتے رہے۔ ہر لمحے ہوشیار اور چوکنے اب وہ غفلت برت کر خود کو موت کے منہ میں نہیں جھونک سکتے تھے۔

صبح کے قریب وہ دریا کے کنارے پہنچ گئے یہاں وہ کشتی موجود تھی جس سے انھوں نے دریا پار کیا تھا۔۔

اسی کشتی نے ان کو دوبارہ دریا پار کرا دیا اس بار انھوں نے کشتی واپس کنارے پر لانے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی تھی بس وہ چل پڑے تھے عمران چاہتا تھا کہ اب وہ جتنے جلد ہو سکے سیلڈونیو پہنچ جاتے اس کے ذہن میں یہی تھا کہ وہ کمپیوٹر کو اپنے برازیلی سفارتخانے پہنچا دے گا تاکہ وہ سفارتی بیگ میں فوراً ہی ان کے ملک روانہ کر دیا جاتے کیونکہ اس کے علاوہ اس کے پاس کمپیوٹر اپنے ملک پہنچانے کا کوئی اور راستہ نہیں تھا۔

دفعتاً وہ سب ہی بری طرح سے چونکے تھے اچانک ان کے سامنے آدم خوروں

کی ایک ٹکڑی آگئی تھی۔

وہ تعداد میں بیس پچیس تھے عمران نے چاروں طرف دیکھا اور گھوڑا روک لیا صفدر نے چاہا تھا کہ وہ ان پر فائر کھول دے کہ عمران نے اسے روک دیا۔

"اگر مرنا نہیں چاہتے تو رک جاؤ۔" عمران غرایا تھا اور اس بار ان سب نے بھی دیکھ لیا سینکڑوں کی تعداد میں جنگلیوں نے ان کو چاروں اطراف سے گھیرا تھا۔ دفعتاً فضا میں اسٹین گن کی گرج سنائی دی تھی اور اس کے ساتھ ہی متعدد انسانی چیخیں بھی۔

وہ جنگلیوں کی ایک لمبی چوڑی بستی تھی جس کی ایک جھونپڑی میں سپر ڈونیو یو کا میئر پیال کے ایک آرام دہ بستر پر لیٹا ہوا تھا اس کے پہلو میں چار خوبصورت آبنوسی رنگت کی جوان اور دلکش نقوش کی مالک لڑکیاں مادری لباس میں ملبوس لیٹی ہوئی تھیں اور وہ باری باری ان کے حسن کی گل چینی کر رہا تھا۔ قریب ہی زمین پر مقامی شراب کا مٹکا اور انگلش شراب کی بوتلیں پھل اور دیگر چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔

وہ پانچوں اس وقت دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنی سرمستیوں میں گم تھے کہ اچانک پیراڈون چونک پڑا۔ اس جھونپڑے میں سیٹی کی تیز آواز کسی بم ہی کی طرح سنائی دی تھی اس نے فوری طور پر گردن گھما کر بائیں طرف کچی دیوار کے پاس رکھے ہوئے ایک سوٹ کیس کو دیکھا جس میں سے ایک اسٹیل کا چمکتا ہوا راڈ ر باہر نکلا ہوا تھا۔

راڈ کے اوپری حصے سے تیزی سے سبز رنگ کی روشنی خارج ہو رہی تھی۔ پیراڈون نے

لڑکیوں کو ہٹایا اور اٹھ کھڑا ہوا پھر جھپٹتا ہوا سوٹ کیس کی طرف بڑھا اور اسے کھول دیا یہ ایک جدید ترین ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔

اس نے دو تین بٹن آن اور آف کئے پھر ماؤتھ پیس نما ایک آلہ ہیر پیکیٹ سے نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور ایک سبز رنگ کا لیور جس پر انگریزی کا حرف اے بنا ہوا تھا دبا دیا۔

"ہیلو ڈی ایٹ ون۔ ہیلو ڈی ایٹ ون۔" ٹرانسمیٹر کے اسپیکر سے ایک کھنکتی ہوئی نسوانی آواز ابھری۔

را ب

سے ان

"یس مادام۔" پیراڈون نے تیزی سے کہا۔ ڈی ایٹ ون اسپیکنگ۔"

"کیا تم تیار ہو ڈی ایٹ ون۔؟"

"یس مادام۔ میں ہمیشہ تیار رہتا ہوں۔"

"تمہارے پاس اس وقت کتنے آدمی ہیں۔؟"

"کم از کم چھ سات سو افراد ہیں کوئی حکم مادام۔؟"

"ہاں وہ قیدی فرار ہو گئے ہیں جن کو اسٹاپ تھری پر رکھا گیا تھا۔"

"حیرت ہے مادام۔" پیراڈون نے کہا۔ وہ کس طرح فرار ہو گئے اسٹاپ تھری تو ہمارا بہت مضبوط اور محفوظ اڈہ ہے۔"

"یہ نہیں تمہا کہو۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں سمجھا نہیں مادام۔" پیراڈون چونک پڑا۔

"وہ بہت چالاک افراد ہیں۔" دوسری جانب سے کہا گیا یہ آواز تھریسیا کی تھی۔ انھوں نے پہلے اسٹاپ تھری پر تین اطراف سے آگ لگائی اور پھر وہاں سے نکل بھاگے۔"

"گویا وہ ابھی اسٹاپ تھری کے آس پاس ہیں۔؟"

"نہیں ان لوگوں نے فرار ہونے کے لئے فیے گراز استعمال کیا تھا۔" تھریسیا نے کہا اور اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو وہ اب دریا پر پہنچنے ہی والے ہوں گے۔"

"مگر مادام۔" پیراڈون نے کہا۔ اگر انھوں نے فیے گراز پر قبضہ کر لیا تھا تو ان کو سیدھا پیراڈونیو پہ جانا چاہئیے تھا۔"

"عمران دریا کے آس پاس ہی کہیں موجود ہے۔" تھریسیا نے کہا۔ شاید وہ اسی کو لینے گئے ہیں بہر حال تم ان لوگوں کو گھیر کر پکڑ لو۔"

"میں ابھی اس کا انتظام کئے دیتا ہوں مادام!" پیراڈون نے کہا۔ وہ لوگ بچ کر یہاں سے نہیں نکل سکتے۔"

"لن ترانیوں کی ضرورت نہیں ڈی اٹی ون۔" دوسری طرف سے درشت لہجے میں کہا گیا۔

"یس مادام۔" پیراڈون نے گھبرا کر کہا۔

"ان لوگوں کو ہر قیمت پر پکڑنا ہے۔ تھریسیا نے کہا۔ وہ زیادہ سے زیادہ کل صبح دس گیارہ بجے تک دریا کے کنارے پہنچ جائیں گے۔"

"میرا خیال غلط نہیں ہے تو ان کو کل شام تک یہاں پہنچنا چاہئیے مادام۔" پیراڈون نے کہا۔ گھوڑ سوار بھی کئی گھنٹے دریا تک پہنچنے میں لے لیتا ہے۔"

"وہ بھی گھوڑوں پر سوار ہیں ڈی اٹی ون۔" تھریسیا غرائی۔

"مگر۔" پیراڈون نے پوچھا۔ وہ قید سے فرار ہو کر آئے ہیں مادام ان کے پاس گھوڑے کہاں سے آ سکتے ہیں۔؟"

"احمق عقل استعمال کرو۔" تھریسیا کی غراہٹ ابھری وہ میرے اندازے کے مطابق

ٹھیک اس جگہ اترے ہوں گے جہاں سے انہیں ہوائی دستہ پکڑ کر لایا تھا عمران بھی وہیں سے غائب ہو کر سنگ ہی کے ہاتھ لگا تھا۔"

"ماسٹر سنگ ہی کے ہاتھ۔ پیراڈون بے ساختہ بولا۔ کیا ان کا پتہ لگ گیا مادام۔؟

"ہاں اب وہ ہمارے قبضے میں ہے۔"

"ہماری ایک پرابلم حل ہوئی۔" پیراڈون نے کہا۔

"ہاں تو میں بتا رہی تھی کہ عمران سنگ ہی کے ساتھ ہمارے ہاتھ نہیں لگ سکا تھا اور اب اس کے ساتھیوں کا فرار یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ عمران کی تلاش میں اسی جگہ پہنچے ہیں جہاں سے ان کو پکڑا گیا تھا اور ظاہر ہے وہاں ان کے گھوڑے موجود ہوں گے۔"

"اب سمجھ گیا مادام۔"

"بس تو روانہ ہو جاؤ ڈی ایٹ ون میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گی۔"

"میں اسی وقت روانہ ہو رہا ہوں مادام۔"

"دو ... وہ پوری طرح گھیرے میں نہ آجائیں ان کو چھیڑنے کی ضرورت

"ان لوگوں کے پاس وہ مشین بھی ہوگی جسے وہ کمپیوٹر کا نام دے رہے ہیں۔" تھریسیا نے کہا۔ اس مشین کو حفاظت سے مجھ تک پہنچانا ہے۔"

"اسٹاپ تھری کے خاتمے کے بعد اب آپ کو کہاں اور کیسے مطلع کروں مادام۔؟"

"میں خود تم سے رابطہ قائم کر لوں گی۔"

"ایمرجنسی کی صورت میں مادام۔؟"

"راکٹ اسٹیشن پر کال کر کے مجھے پکار لینا۔"

"یس مادام۔" پیراڈون نے ادب سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا اس دوران لڑکیاں اس کے آس پاس آ کر کھڑی ہو گئی تھیں جیسے ہی اس نے بات ختم کی وہ سب اس سے لپٹ پڑیں۔

"ہورنگا بونگا مارو گا ہیگا۔" پیراڈون انھیں نرمی سے ہٹاتا ہوا اُنہی کی زبان میں بولا وہ سب ہٹ گئیں ماسوائے ایک کے۔

"بونگا مارونگا ٹپکا چاک۔" وہ پیراڈون نے کہا۔ وہ زیادہ اُس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے لہرا رہے تھے او ...ے پیچ جائیں گے۔"

"اس کی نیت غلط نہیں ہے تو ان کو کل شام تک یہاں پہنچنا چاہیئے مادام۔" پیراڈون نے کہا۔ گھوڑسوار بھی کئی گھنٹے دریا تک پہنچنے میں لے لیتا ہے۔"

"وہ بھی گھوڑوں پر سوار ہیں ڈی ایٹی ون۔" تھریسیا غرائی۔

"مگر۔" پیراڈون نے پوچھا۔ وہ قید سے فرار ہو کر آئے ہیں مادام ان کے پاس گھوڑے کہاں سے آ سکتے ہیں۔؟"

"احمق عقل استعمال کرو۔" تھریسیا کی غراہٹ ابھری وہ میرے اندازے کے مطابق

تھا۔

بت ایسے حبشی کی شبیہہ تھی جو آنکھیں بند کئے پالتی مارے بیٹھا ہو۔ بیس منٹ گزرنے سے
کچھ قریب اس کے سامنے درجنوں گھوڑ سوار آدم خور دانڈیری جمع ہو رہے تھے۔ کچھ
پیر زنالے دار تھپڑ پڑ رہی تھی وہاں پہنچ گئے جن کو اس نے تیاری کا حکم دیا تھا ہی وہ دونوں ہاتھوں
طرح آگے پھیلا رہی تھی جیسے اندھے پتے ہاتھ آگے بڑھا لیتے ہیں پھر وہ
جھولنے لگی۔ اور ایک بار ایسا ہی جھونکا لیا اور کٹے ہوئے شہتیر کی طرح فرش پر گر پڑی وہ
ساکت تھی۔

پیراڈون نے دونوں ہاتھوں کو ملایا اور اس انگوٹھی کا نگینے والا حصہ پھر اوپر کی طرف کیا
جیسے اس نے لڑکی کو تھپڑ مارنے سے پہلے ہتھیلی کی جانب کر لیا تھا پھر اس کے نگینے کو دبانے والا
کانٹا جو سیدھا تھا اسے ناخن سے ٹھیک کر دیا۔

دوسری لڑکیاں گری ہوئی لڑکی کے پاس بیٹھیں اسے دیکھ رہی تھیں پھر فوراً ہی وہ چیخیں
مارتی ہوئی وہاں سے نکل بھاگیں۔

پیراڈون نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور دیوار کے پاس لٹکی ہوئی تھالی پر زور سے لکڑی
ماری ایک عجیب قسم کی کھنک دار بھدی آواز وہاں ابھری اور فوراً ہی چھ مسلح آدمی اندر جھونپڑے میں
گھس آئے وہ سب مضبوط تن و توش کے آدمی تھے۔

"تم لوگ فوری طور پر چلنے کی تیاری کرو۔" پیراڈون نے کہا۔ وہ اس دوران پتلون پہن
چکا تھا اور اب بٹن بند کر رہا تھا۔

"کس طرف چلنا ہے اور کتنے آدمی ساتھ لینے ہیں باس۔" آنے والوں میں سے ایک نے
پیراڈون سے پوچھا۔

"دریا کے کنارے کچھ لوگوں کو گھیر کر پکڑنا ہے۔" پیراڈون نے کہا۔ ان لوگوں کو پکڑ کر ہم

"ان لوگوں کے پاس وہ مشین بھی ہوگی جسے وہ کمپیوٹر کا نام دے رہے ہیں۔" تھ
نے کہا۔ "اس مشین کو حفاظت سے مجھ تک پہنچانا ہے۔"
"ہاں اہم ہی ہمیں کے خاتمے کے بعد اب آپ کو کہاں اور کیسے مطلع کروں مادام" سمجھانے لگا۔
آنے والوں میں سے اس نے "قائم کروں گی۔" ان بات سمجھ رہا تھا۔ وہ فوراً
ہی بولا تھا۔

"ہمیں بہت خاموشی سے کام لینا ہوگا سر۔؟"
"اس وقت تک انھیں گھیرے جانے کا احساس نہیں ہونا چاہیئے جب تک گھیرا مکمل نہ ہو جائے۔"
پیرڈون نے کہا۔ "اسی پہ کامیابی کا دارومدار ہے۔"
"ایسا ہو جائے گا باس۔" اس نے کہا اور پیرڈون مسکرانے لگا۔
"دس منٹ کی مہلت کافی ہوگی۔؟"
"تو باس تیاری میں کچھ تو وقت لگے گا نا۔؟"
"بیس منٹ میں روانگی ہو جائے گی۔" پیرڈون نے کہا اس کا لہجہ حتمی تھا۔
"او کے باس۔" آنے والے نے کہا اور وہ سب جھونپڑے سے نکل گئے پیرڈون چند
لمحے اسی طرح کھڑا رہا پھر اس نے لباس پہننا شروع کر دیا پتلون کے اوپر اس نے قمیض اور اس کے
اوپر چمڑے کی جیکٹ پہنی تھی۔
اس کے بعد اس نے کمر سے کارتوسوں کی بیلٹ باندھی پھر ایک فالتو میگزینوں کی پاکٹوں
والی بیلٹ باندھی اسٹین گن اٹھائی اور جھونپڑے سے باہر نکل آیا یہاں بستی میں ہلچل مچی ہوئی تھی
آدمیوں کے بولنے اور گھوڑوں کے ہنہنانے کا شور عجیب سا منظر پیش کر رہا تھا پیرڈون جھونپڑے
سے باہر نکل کر کھلے میدان میں اس جگہ جا کھڑا ہوا جہاں پر ایک سیاہ فام حبشی کا بت رکھا

رکھا ہوا تھا۔

بت ایسے حبشی کی شبیہہ تھی جو آنکھیں بند کئے پالتی مارے بیٹھا ہو۔ بیس منٹ گزرنے سے پہلے ہی بت کے قریب اس کے سامنے درجنوں گھوڑ سوار آدم خور ریڈ انڈیری جمع ہونے لگے تھے۔ کچھ دیر بعد اس کے وہ چھ آدمی بھی وہاں پہنچ گئے جن کو اس نے تیاری کا حکم دیا تھا وہ چھ اسٹین گنوں سے مسلح تھے۔

اور ان کی کمر سے بندھی ہوئی بیلٹ میں دستی بم لٹک رہے تھے ان کے ساتھ ایک خالی گھوڑا بھی تھا۔

پیراڈون اس گھوڑے پر سوار ہو گیا پھر اس نے ایک چھوٹی سی تقریر کی اور وہ آہستہ آہستہ بستی سے باہر نکلنے لگے۔ بستی سے باہر آنے کے بعد ان کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی وہ لوگ اندھیرے میں ایسے گھوڑے دوڑا رہے تھے جیسے چاروں طرف دن کی روشنی پھیلی ہوتی ہو ذرا بھی جھجک نہیں تھی۔

وہ لوگ اس وقت تک گھوڑے دوڑاتے رہے جب تک انھوں نے پانی کی بو نہ سونگھ لی فوراً ہی پیراڈون نے گھوڑے کی رفتار کم کر دی اس کے ساتھ ہی عقب میں آنے والے سارے گھوڑ سواروں نے بھی رفتار کم کر دی تھی دریا کے کنارے پہنچ کر پیراڈون دریا کے ساتھ ساتھ گھوڑا دوڑانے لگا۔

پھر ایک جگہ وہ رک گیا اس نے آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ کر دوسرے کنارے کی جانب دیکھا جہاں کنارے پر ایک ٹیلہ سا ہیولا نظر آ رہا تھا اس نے ایک مسلح آدمی کو اشارہ کیا تھا دوسرے ہی لمحے وہاں ایک طاقتور ٹارچ کی روشنی پھیل گئی۔

اس روشنی میں وہ دوسرے کنارے پر الٹی ہوئی کشتی کو صاف دیکھ سکتے تھے پیراڈون

کے ہاتھ کا اشارہ پاتے ہی وہ سب بڑی تیزی سے چاروں طرف پھیلے اور دیکھتے ہی دیکھتے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

پیراڈون بھی ایک ایسی جگہ چھپ گیا جہاں جھاڑیاں اور گھاس کثرت سے تھی وہ لوگ خاموشی سے کھڑے تھے ہلکی سی بھی آہٹ نہیں تھی پھر صبح کی پہلی کرن کے ساتھ ہی انھوں نے چیپوؤں کی آواز سنی تھی آنیوالے قریب آئے پھر وہ کنارے پر اتر آئے۔ پھر جیسے ہی وہ کنارے سے بیس پچیس فٹ دور ہٹے پیراڈون نے ہاتھ لہرایا۔

فوراً ہی سامنے کے رخ سے ایک ساتھ دس بارہ گھوڑ سوار سامنے آگئے ابھی آنے والے سنبھلتے بھی نہ تھے کہ چاروں طرف سے وہ نمودار ہو گئے۔

ان میں سے ایک نے اسٹین گن سنبھالنی ہی چاہی تھی کہ پیراڈون کے ساتھ کھڑے مسلح آدمی نے گن اٹھا کر برسٹ مار دیا کئی چیخیں فضا میں ابھریں اور آنیوالوں کے بجائے بائیں سمت نظر آنے آنیوالے کئی آدم خور چھلنی ہو کر اپنے گھوڑوں سے گر پڑے۔

"احمق۔ یہ کیا کیا۔؟ پیراڈون غرایا۔ اپنے ہی آدمی مار ڈالے۔"

"میں تو ان لوگوں کو دھمکانا چاہتا تھا باس۔" مسلح شخص نے کہا اور پیراڈون نے اسے بری طرح سے جھڑک دیا۔

"تم بالکل گدھے ہو۔" پیراڈون نے کہا اور جیکٹ کی جیب سے رومال نکال کر ہلانے لگا۔

آن کی آن میں آدم خور وائٹ ڈیریوں کا گھیرا تنگ ہوا اور وہ سب پکڑ لئے گئے ان سب کے ہاتھ کمر سے باندھ دیئے گئے تھے پیراڈون نے دیکھا کہ ان کے ساتھ دو خالی گھوڑے بھی موجود ہیں۔"

"تم میں سے عمران کون ہے۔؟" پیراڈون عمران کو گھورتے ہوئے بظاہر انجان بن کر بولا اور وہ چونک پڑے۔

"تم پیراڈون ہو۔؟" عمران نے پیراڈون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔

"تم نے ٹھیک پہچانا مسٹر عمران۔" پیراڈون نے کہا۔ "ان گھوڑوں کے سوار کہاں ہیں۔؟"

اس کا اشارہ خالی گھوڑوں کی طرف تھا۔

"ایک دو تین۔" عمران اپنے ساتھیوں کو گنتے ہوئے بولا۔ "سات آٹھ ہم آٹھ ہی آدمی تھے مسٹر پیراڈون۔"

"پھر یہ دو خالی گھوڑے کیسے ہیں۔؟"

"سامان کے لئے ساتھ لائے تھے۔"

عمران نے کہا۔

"تمہارا سیاہ فام ساتھی کہاں گیا۔؟"

پیراڈون نے پوچھا۔

"وہ مارا گیا۔" عمران نے اطمینان سے کہا۔ "تمہارا ان جنگلیوں سے کیا تعلق۔؟"

"ایک بات نوٹ کر لو مسٹر عمران۔"

پیراڈون نے کہا۔ "تم اور تمہارے ساتھی اسی وقت تک محفوظ ہیں جب تک فرار کی کوشش نہیں کرو گے دوسری صورت میں کسی کی بھی زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکے گی۔ چلو گھوڑے سے اترو۔" وہ عمران کی بات نظرانداز کر گیا تھا۔

"یہ بات بعد کی ہے۔" عمران نے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے

کہا۔ تم مجھ سے آخر کیا چاہتے ہو یعنی دشمنی کی وجہ کیا ہے۔؟

"وہی کمپیوٹر مشین جسے حاصل کرنے تم یہاں آئے تھے۔ پیراڈون نے کہا اور جو اس وقت تمہاری کمر سے بندھی ہوئی ہے۔"

"تم اس کا کیا کرو گے۔" عمران نے کہا۔ یہ تمہارے اور تمہارے ملک کے لئے بیکار شے ہے۔"

"غلط سوچ رہے ہو۔" پیراڈون نے عمران کے ساتھ ساتھ گھوڑا دوڑاتے ہوئے کہا۔ ہم اسے دوسروں کے ہاتھ فروخت کر کے لاکھوں کما سکتے ہیں۔"

"اور ہمارا کیا کرو گے۔؟

عمران نے پوچھا۔

"اگر کوئی تمہارا خریدار مل گیا تو ٹھیک ہے۔" پیراڈون نے عیاری سے کہا۔ دوسری صورت میں مجبوراً تم سب واٹڈیریوں کی غذا بن جاؤ گے۔"

"تم اور تمہارے ساتھی اب تک کیسے محفوظ ہیں۔؟

"ہم بھی انہی میں سے ہیں۔"

پیراڈون نے کہا۔ اس کے علاوہ ہیں ان کا جادوگر ڈاکٹر اور مذہبی پیشوا بھی ہوں یہ سب مجھ سے ڈرتے ہیں۔"

"ہونہہ۔" عمران نے ہنکارا بھرا۔

اس کا ذہن بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا وہ پیراڈون کی آنکھوں میں خون کی چمک دیکھ رہا تھا۔

لیکن وہ جس موقعے کی تلاش میں تھے وہ نہیں مل سکا تھا اور وہ بستی میں پہنچ گئے

ن سب کو ایک بڑے سے جھونپڑے میں بند کر دیا گیا۔

جھونپڑے میں داخل ہوتے ہوتے عمران کی نگاہ میدان میں رکھے اس سیاہ فام بت پر پڑی تھی جس کے آگے ایک عورت سجدے میں گری ہوئی تھی یک بیک کسی خیال کے تحت عمران کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

وہ سوچنے لگا کاش بلیک زیرو بھی وہی سوچ رہا ہو جو اس نے بت کو دیکھ کر سوچا ہے۔؟

آدم خوروں کی پہلی ٹکڑی نمودار ہوتے ہی بلیک زیرو جوزف کا تھا اس نے چاروں طرف دیکھا اس کا گھوڑا جہاں رکا تھا وہ جگہ گھنی جھاڑیوں کے قریب تھی جوزف کا گھوڑا ابھی ساتھ ہی تھا بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور اچانک جھک کر نیچے پھسلتے ہوئے بولا۔

"جوزف جلدی کرو۔"

"یس سر۔" جوزف نے کہا اور بڑی تیزی سے بلیک زیرو کی تقلید کر ڈالی انھوں نے اتنی تیزی دکھائی تھی کہ جبتک وانڈیسریوں کا دوسرا غول نمودار ہوتا وہ دونوں جھاڑیوں اور گھاس میں غائب ہو گئے۔

پھر وہ وہاں رکے نہیں تھے جھاڑیوں میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر وہ اس وقت تک وہاں چھپے رہے تھے جبتک ان کو یہ یقین نہ ہو گیا کہ وہ سب جا چکے ہیں۔"

"یہ تو برا ہوا مسٹر طاہر۔" جوزف نے فکرمند لہجے میں کہا۔

"پرواہ مت کرو۔" بلیک زیرو نے کہا۔ ہمیں فی الحال ان کا تعاقب کرنا ہے۔"

"وہیں کریوں گا مسٹر طاہر۔"

"تو پھر چلو۔" بلیک زیرو نے کہا۔ ہمیں پیدل چلنا ہے۔"

"چلیئے۔" جوزف نے کہا اور وہ دونوں چل پڑے بڑی ہوشیاری سے وہ لوگ وانڈیری آدم خوروں کے نقش پا دیکھتے ہوئے ان کی بستی تک پہنچ گئے۔ بستی کے پاس پہنچ کر وہ ایک بڑے سے ٹیلے کی آڑ میں ہو کر اس کے اوپر چڑھ گئے۔

"یہاں تو کوئی نظر نہیں آ رہا مسٹر طاہر۔" جوزف نے بستی پر نظر ڈال کر کہا۔

"وہ اس بڑے جھونپڑے میں ہو سکتے ہیں جو بستی کے کنارے بنا ہوا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ اس کے سوا کسی اور جھونپڑے پر پہرہ نہیں ہے۔"

"اگر وہ اس میں ہیں مسٹر طاہر تو ہم آسانی سے ان کو چھڑا سکتے ہیں۔

"تمہارا خیال صحیح ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ ہم عقب سے جھونپڑے میں داخل ہو سکتے ہیں۔"

"بس تو میں جاؤں۔؟ جوزف نے پوچھا۔

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔" بلیک زیرو نے میدان میں بڑے جھونپڑے کے سامنے رکھے ہوئے سیاہ فام بت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا مسٹر طاہر۔"

"تم نے اس بت کو دیکھا جس کے آگے ایک عورت سجدہ کر رہی ہے۔؟

"ہاں دیکھ رہا ہوں۔" جوزف نے کہا وہ ان وانڈیریوں کا بت چوگان ہے وہ اسے دیوتا کا درجہ دے کر پوجتے ہیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔"

"پھر تو کام بن گیا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ کیا مسٹر طاہر۔؟" جوزف نے پوچھا اور بلیک زیرو اسے بڑی تیزی سے اپنے ذہن میں آنے والی اسکیم سمجھانے لگا۔

"بہت خوب مسٹر طاہر یہ ہوئی نا بات۔" جوزف خوش ہو کر بولا۔

"آؤ ہمیں بہت احتیاط سے کام لینا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا اور وہ ٹیلے سے اترنے لگے پھر وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر اسی جھونپڑے کے عقب میں موجود ٹیلے کے پاس پہنچ کر رک گئے جس میں انھیں اپنے ساتھیوں کی موجودگی کا شبہ تھا۔ پھر آس پاس کسی کو نہ پا کر سب سے پہلے بلیک زیرو جھونپڑے کے پاس پہنچا تھا۔

پھر اس نے چاقو سے جھونپڑے کی چٹائی میں ذرا سا چھید کر کے اندر جھانکا وہاں اس کے ساتھی موجود تھے اور وہ شاید ایک دوسرے کے ہاتھ کھولنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ بلیک زیرو نے بے آواز چٹائی کاٹ کر راستہ بنایا . . . اور اندر گھس گیا۔ اچانک وہاں سناٹا چھا گیا وہ سب ہی بلیک زیرو کو دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔

"اسی طرح باتیں کرتے جاؤ۔" بلیک زیرو نے سرگوشی کی تاکہ پہرے داروں کو کسی بات کا شبہ نہ ہو۔"

"یس سر۔" جولیا نے کہا اور وہ دوبارہ گفتگو کرنے لگے۔ بلیک زیرو بڑی تیزی سے ان کے ہاتھوں کو آزاد کرنے لگا ان لوگوں کے ہاتھ سخت بیلوں سے باندھے گئے تھے اور انھیں وہ دانتوں سے شاید زندگی بھر نہ کھول پاتے۔

یہ ان کی خوش قسمتی ہی تھی کہ ان کی گنیں ابھی تک ان کے شانوں پر موجود تھیں شاید ہاتھ باندھنے کے بعد وہ مطمئن ہو گئے تھے ان سب کو آزاد کر کے بلیک زیرو عمران کو لے کر ایک کونے کی طرف

ٹبر تھا۔

"تم نے اسے دیکھا۔؟ عمران نے سرگوشی کی۔

"ہاں میں اس بت کو دیکھ چکا ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا۔ اور میں نے پلان بھی بنا لیا ہے

"پلان۔" عمران نے دوہرایا۔ "کو مت بولے جاؤ۔"

"لیجئے سنیئے۔" بلیک زیرو نے کہا اور وہ اسکیم بتا دی جسے اس نے بنڈل کے پاس آ گئے

ہیں۔

تھا۔

"گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا تھا۔" عمران نے کہا۔ مگر اس کے لئے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور

ضرورت ہے۔"

"بس تو صفدر اور تنویر کو میرے ساتھ کر دیجئے۔"

"دن کی روشنی میں تم کیسے اس پلان کو عملی جامہ پہناؤ گے۔" نے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ

"مگر جناب عالی رات تک انتظار بھی تو نہیں کیا جا سکتا سرحد تک پہنچائیں۔"

یہ لوگ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"یقینی طور پر یہ ہماری موت کا فیصلہ کر چکے ہیں۔" عمران نے بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔" بلیک

تک نہ تو اسلحہ ہم سے لیا ہے اور نہ ہی کمپیوٹر۔"

ی ضبط کر سکا تھا۔"

یا بمشکل تھوک نگلتے ہوئے

"مجھے اس پر حیرت ہے جناب۔"

"اگر تم دوسری بات سن لو تو تم کو اور بھی حیرت ہوگی۔"

ڈ کے لہجے میں غرایا۔

"وہ کیا جناب عالی۔؟"

"پیراڈون مجھے زیرولینڈ کا وفادار لگتا ہے۔"

یادتی۔۔۔ جولیا حملہ مکمل

"اس خیال کی وجہ۔؟"

"تم نے غور نہیں کیا۔" عمران نے کہا۔ "میں نے پیراڈون کی جیکٹ کی جیب میں وہ مخصوص قلم
دیکھا ہے جسے وہ لوگ کلپ ڈیوائس کہتے ہیں۔"
"میں نے غور نہیں کیا تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔
آنے والا
"اس کا موقع ہی کب ملا تھا۔" عمران نے کہا۔ "بہرحال تم نے جوزف کے ساتھ فرار
ہو..."
"آؤ ہمیں
خادم کے لئے۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا وہ لوگ اتنے آہستہ بات کر رہے
لگے پھر وہ ایک لمبا چکر
دان کے ساتھی بھی کچھ نہ سن سکتے تھے۔
میں انھیں اپنے ساتھیوں کو
رنا ہوگا۔" عمران نے کہا۔ "کسی بھی لمحے ان میں سے کوئی یہاں آسکتا
مجبور ہو پڑے کے پاس پہنچ
"پھر اس نے چاقو
کے یہاں سے نکل جائیں۔؟"
کے ساتھی موجود تھے اور وہ
"یہاں سے کیا ہم پیدل سیراڈونیو تک جاسکتے ہیں۔" اس کے
بلیک زیرو نے بے آواز چٹائی کا
ر ہو گئے ہیں وہ راہ میں ہمیں کہیں بھی دوبارہ گھیر لیں گے اور
وہ سب ہی بلیک زیرو کو دیکھ
"اسی طرح باتیں
گیا تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ یہاں سے
شبہ نہ ہو۔"
بے حاصل کر کے چل پڑیں گے۔"
"یس سر۔" جولیا
یری آخری حد تک ہمارا تعاقب کریں گے اور میں نہیں چاہتا کہ
ان کے ہاتھوں کو آزاد کر لے
گا لقمہ بننے کے لئے چھوڑ جاؤں۔"
دانتوں سے شاید زندگی
وہی ٹھیک رہے گا۔"
یہاں کی خوش
صفدر اور خاور کو ساتھ لے جاؤ۔" عمران نے کہا۔ "میں اتنے
کے بعد وہ مطمئن ہو

پیراڈون سے دو دو ہاتھ کر لینا ہو۔؟

"کیا اسے قتل کرنا ضروری ہے۔"

"نہ صرف اسے بلکہ اس کے چھ ساتھیوں کو بھی۔" عمران نے کہا۔ "ورنہ ہمیں اپنے پلان میں کامیابی نہیں ہو سکے گی پیراڈون کا ان پر بے حد اثر ہے۔"

"ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا اور وہ واپس ساتھیوں کے پاس آ گئے وہ سب بے معنی گفتگو کر رہے تھے مگر نگاہیں عمران اور بلیک زیرو پر لگی ہوئی تھیں۔

"صفدر اور خاور میرے ساتھ آئیں۔" بلیک زیرو نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اور بقیہ لوگ کسی بھی قسم کے ہنگامے کے لئے تیار رہیں۔"

"سر کیا آپ کوئی ہنگامہ کرنا چاہتے ہیں۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"اس کے بغیر یہاں سے رہائی ممکن نہیں ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ تم سب لوگ کو یہ وائلڈ ہیری آدم خور خود اپنے ہاتھوں سیراڈو نیو یو کی سرحد تک پہنچائیں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے سر۔؟" جولیا نے حیرت سے پوچھا۔

"ان لوگوں کا ایک دیوتا ہے چوگان میں نے تمہیں اس کی بیوی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔" بلیک زیرو نے مخصوص بھرائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بمشکل اپنی ہنسی ضبط کر سکا تھا۔

"کیا۔۔۔۔ آ آ۔۔۔۔ آپ سنجیدہ ہیں جناب۔" جولیا بمشکل تھوک نگلتے ہوئے بولی۔!

"تم نے مجھے کبھی غیر سنجیدہ دیکھا ہے۔؟" بلیک زیرو ایکسٹو کے لہجے میں غرایا۔

"مگر مم۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔ زی۔۔۔۔ زی۔۔۔۔ زیادتی۔۔۔۔" جولیا جملہ مکمل نہ کر سکی۔

"زیادتی ہی سہی کیا تم اپنے ساتھیوں کے لئے قربانی نہیں دے سکتیں۔؟"

"مم.... میں خودکشی کر لوں گی۔" جولیا نے کہا آہستہ آہستہ اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے جارہے تھے۔

"میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ اچھا بس۔" بلیک زیرو نے کہا اور صفدر اور خاور کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا تیزی سے اس طرف بڑھا جہاں جھونپڑی میں چٹائی کاٹ کر راستہ بنایا تھا عمران نے اسے کچھ چیزیں تھمائی تھیں۔

"اچھی طرح سمجھا دینا۔" عمران نے کہا۔ "پیڈرون اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی۔"

"بہتر جناب۔" بلیک زیرو نے کہا۔

یہ گفتگو اتنی آہستہ ہوئی تھی کہ شاید ہی ان کے علاوہ کسی نے سنی ہو بلیک زیرو نے پہلے دائیں بائیں دیکھا پھر سامنے ٹیلے کی جانب جہاں جوزف ان کو آنے کا اشارہ کر رہا تھا وہ تینوں تیزی سے ٹیلے کی سمت بڑھے اور اس کے عقب میں روپوش ہو گئے۔ بلیک زیرو جوزف کو تیزی سے کچھ سمجھانے لگا۔

پھر اس نے سگریٹ کیس بال پین اور کف لنک جوزف کو تھمائے تھے اور ان کے استعمال کا طریقہ سمجھانے لگا۔

جوزف سے نمٹ کر اس نے مختصراً صفدر اور خاور کو بتایا تھا کہ انہیں کیا کرنا ہے۔

اس کے بعد وہ لوگ ٹیلے پر چڑھ کر لیٹ گئے اور بستی کا جائزہ لینے لگے۔ جھونپڑوں کے گرد وانڈیری عورتیں اور بچے بیٹھے ہوئے تھے کوئی کچھ پکا رہا تھا اور کوئی کسی اور کام میں مصروف تھا۔

"یہ کام کس طرح ہو سکے گا سر۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"دیکھتے رہو۔" بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔ "جب یہ لوگ کھانے میں مصروف ہوں گے وہی وقت ہمارے کام کا ہوگا۔"

"لیکن سر اگر انھوں نے کھانا باہر ہی کھانا شروع کر دیا تب۔؟"

"پھر ہمیں ان کی توجہ ہٹانے کے لئے بستی کے آخری حصّے کے جھونپڑوں میں آگ لگانی پڑے گی تاکہ یہ سب ادھر دوڑ جائیں۔" بلیک زیرو نے کہا اور صفدر چپ ہو گیا ظاہر ہے اس کے سوا اور کیا چارہ ہو سکتا تھا۔ مگر پھر وہ اچانک ہی چونکے تھے فضا میں بگل کی سی آواز گونجی تھی۔

اس آواز کے ساتھ ہی وانڈیری عورتیں اور مرد اپنی جگہوں سے اٹھ اٹھ کر ایک ایسے جھونپڑے کے سامنے جمع ہونے لگے جس پر ایک سیاہ جھنڈا لگا ہوا تھا۔

"یہی موقع ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

دیکھتے ہی دیکھتے جس جگہ بت رکھا ہوا تھا وہ جگہ سنسان ہو گئی یہاں تک کہ ان کے ساتھیوں کے جھونپڑے کے باہر پہرہ دینے والے وانڈیری بھی اسی طرف چلے گئے تھے۔ بلیک زیرو نے تینوں کو اشارہ کیا اور وہ ٹیلے سے نیچے اترنے لگے۔ بڑی تیزی سے وہ احتیاط برتتے ہوئے بت تک پہنچے تھے۔

پھر ان چاروں نے مل کر بت کو اٹھا لیا ان کا خیال تھا کہ بت بھاری ہوگا مگر وہ شاید اندر سے کھوکھلا تھا کیونکہ اس میں وہ وزن نہیں تھا جس کی ان کو توقع تھی بت کو ٹیلے کے عقب میں لانے کے بعد انھوں نے ... پہلے جوزف کے جسم پر مٹی ملی تھی پھر بت کے چہرے پر بنے ہوئے رنگین نقش و نگاروں سے رنگ چھڑا چھڑا کر جوزف کے چہرے پر وہی نقش و نگار بنائے پھر بت کے سر کا ہیروں سے بنا ہوا تاج اتار کر جوزف کے سر پر رکھ دیا پھر بت کی

ٹانگوں پر پڑا ہوا کپڑا اٹھا کر جوزف کو تھما دیا جسے اس نے ٹانگوں اور کمر کے گرد لپیٹ لیا۔
"یہ سب چیزیں لو۔" بلیک زیرو نے جوزف سے کہا۔ ان کو اپنے نیکر کی اگلی جیبوں میں رکھ لو اور جس طرح کہا ہے وہی کرنا۔"
"یس سر" جوزف نے ادب سے کہا اور وہ ٹیلے کے سرے کی جانب بڑھے بلیک زیرو نے جھانک کر دیکھا میدان اب بھی صاف تھا اس نے اشارہ کیا اور جوزف دوڑتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں پہلے بت رکھا ہوا تھا پھر وہ اسی کیسے سے انداز میں وہاں بیٹھ گیا۔ بلیک زیرو نے اطمینان کا سانس لیا تھا اس دوران نعمانی اور صفدر اس بت کو گھاس اور جھاڑیوں میں دھکیل کر اس پر مزید گھاس اور خشک جھاڑیاں ڈال رہے تھے تاکہ وہ چھپ جائے۔
"اب کیا حکم ہے سر" ان دونوں نے بت کو چھپانے کے بعد پوچھا۔
"واپس ٹیلے پر چلو۔" بلیک زیرو نے کہا۔ اب ہمیں کچھ انتظار کرنا ہے۔"
"بہتر جناب۔" ان دونوں نے کہا تھا پھر وہ تینوں ہی ٹیلے پر چڑھتے چلے گئے تھے۔ بلیک زیرو نے ان کو دو مختلف جگہوں پر بیٹھنے کا حکم دیا جہاں سے وہ بستی کے ایک بڑے حصے پر نظر رکھ سکتے تھے اور ساتھ ہی عقب سے آنیوالوں کو بھی سنبھال سکتے تھے ایسا اس نے اس خدشے کے پیش نظر کیا تھا کہ کہیں معاملات بگڑ جائیں تو وہ انھیں کنٹرول کر سکے۔ اس اونچائی سے وہ جنگلیوں کو اسٹین گن کی باڑھ پر رکھ سکتے تھے گو کہ اس کا امکان کم ہی تھا کہ عمران کا بنایا ہوا منصوبہ ناکامی سے دوچار ہو مگر ہر امکانات کو سامنے رکھنا ضروری تھا بلیک زیرو نے کچھ سوچا اور پھر ان دونوں کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کر کے ٹیلے سے اترنے لگا نیچے پہنچ کر اس نے وہ گن نکالی جو اس نے تھریسیا کے آدمیوں سے چھینی تھی چند لمحے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا رہا پھر اس نے گن کی نال ایک درخت کی جانب کی اور اس کے ٹریگر کی بجائے لگے ہوئے بٹنوں میں سے ایک کو دبا دیا فوراً ہی گن سے تڑتڑاتی ہوئی لے آواز

شعاعی لہر نکلی اور دوسرے ہی لمحے درخت کے تنے کے ٹکڑے اڑ گئے اس کا اوپری حصہ دو دوسرے درختوں میں پھنسا لٹکا رہ گیا تھا بلیک زیرو نے گن کا رخ دوسرے درخت کی جانب کر کے دوسرا بٹن دبایا اس مرتبہ بھی لہریں نکلی تھیں چمکدار نیلی لہریں دوسرے ہی لمحے دوسرے درخت کا تنا سوکھی لکڑی کی طرح جل اٹھا تھا بلیک زیرو نے گن دوبارہ لباس میں رکھ لی تھی کیونکہ اس میں دو ہی بٹن تھے اور وہ دونوں آزما چکا تھا ٹیلے پر پہنچ کر اس نے جوزف کی جانب دیکھا جو بت ہی کے سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک عورت اس کے سامنے جھکی ہوئی تھی پھر جیسے ہی وہ سیدھی ہوئی جوزف کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس عورت کے سر پر ٹک گیا دوسرے ہی لمحے اس عورت کے حلق سے مسرت آمیز چیخ نکلی تھی اور جوزف کے ہاتھ ہٹاتے ہی وہ دوڑتی چلی گئی وہ چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہی تھی آدم خور اس کی جانب متوجہ ہو گئے ویسے بھی وہ اب اس جھونپڑے سے پلٹ رہے تھے جہاں پیراڈون نے ان سے کچھ کہا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ جنگلی، آدم خور تیزی سے بت کی طرف بڑھنے لگے پھر جیسے ہی جوزف نے دونوں ہاتھ کھولے وہ سب ہی اس کے سامنے سجدے میں گر گئے۔

پھر جو بھی آتا سجدے میں گر جاتا جوزف کی آواز وہاں کے سکوت میں گونج رہی تھی وہ انہی کی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے اس جھونپڑے کی جانب دیکھا جس میں پیراڈون اور اس کے ساتھی گئے تھے وہاں سناٹا تھا اور وہاں ہی کیا اس وقت تو پوری بستی سناٹے میں ڈوبی ہوئی تھی وہاں صرف جوزف کی گھمبیر آواز گونج رہی تھی بلیک زیرو اس زبان سے واقف نہیں تھا اس لئے نہیں سمجھ سکتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اس کے دیکھتے ہی دیکھتے دو تین آدمی اٹھے ان میں بلیک زیرو نے ان کے سردار کو بھی دیکھا تھا پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ قیدیوں کے جھونپڑے کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ تینوں ہی چونک پڑے کیا وہ ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لئے جھونپڑے سے باہر لا رہے ہیں۔؟ یہی ایک سوال ان سب کے ذہنوں میں گونج رہا تھا۔ سردار اور دو آدمیوں کے ساتھ تین اور آدمی بھی اندر گھسے تھے۔ بلیک زیرو

نے اسٹین گن پر گرفت سخت کر دی کسی بھی لمحے فائر کرنے کی نوبت آسکتی تھی اس کے دیکھتے ہی دیکھتے جولیا نعمانی صدیقی چوہان اور تنویر جھونپڑے سے باہر لے آئے گئے ان کے ہاتھ وہ آزاد کر آیا تھا مگر اس وقت وہ پانچوں لہریں ڈوبے ہوئے نیزہ برداروں کے درمیان قیدیوں کی طرح چل رہے تھے۔ جولیا کا چہرہ دھلے ہوئے کپڑے کی طرح سفید تھا۔

عمران جیسے ہی اس جھونپڑے کے عقب میں پہنچا جس میں اس نے پیراڈون کو جاتے دیکھا تھا چونک پڑا دور کہیں سے بگل کی سی آواز آئی تھی اس نے شکاری کی آہٹ پا کر چونکنے والے درندے کی طرح چاروں طرف کا جائزہ لیا اور دوبارہ جھونپڑے کی طرف متوجہ ہو گیا پھر اس نے جھونپڑے کی پھونس اور چٹائی کی دیوار میں سوراخ بنایا اور اندر دیکھنے لگا۔ اندر پیراڈون اور اس کے چھ ساتھی ایک جگہ بیٹھے ہوئے شاید کسی مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے پیراڈون بڑے پرجوش لہجے میں کچھ کہہ رہا تھا دفعتاً شور سن کر عمران چونک پڑا وہ تیزی سے اٹھا اور چاروں طرف دیکھا شور کی آواز جھونپڑے کے سامنے والے حصے سے آئی تھی عمران نے جھانک کر دیکھا دوسری جانب بہت سے جنگلی کھڑے ہوئے تھے اور مزید آ رہے تھے۔

وہ دوبارہ سوراخ پر جھک گیا پیراڈون اور اس کے ساتھی دروازے سے باہر نکل رہے تھے جیسے ہی دروازہ بند ہوا عمران نے چاقو سے چٹائی کاٹی اور اندر گھس گیا پھر اس نے چٹائی برابر کی اور جھونپڑے کا جائزہ لینے لگا یہاں اسے اسٹین گنیں بھی نظر آئی تھیں ایک جانب بہت سی پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ اسلحہ کی پیٹیاں ہیں اس نے جھونپڑے

کے اس حصے میں جہاں کا جہاں پیال کا بستر لگا ہوا تھا یہاں اسے ایک ٹیراسوٹ کیس بھی نظر آیا تھا عمران نے اسے کھولا اور چونک گیا یہ تو ایک جدید ساخت کا وسیع حیطۂ عمل والا ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے اسے بند کیا ہی تھا کہ باہر سے شور سنائی دیا اور وہ جھپٹ کر اس حصے کی درمیانی چٹائی کی دیوار سے چپک گیا پھر شاید دس یا پندرہ منٹ بعد عمران نے محسوس کیا کہ جنگلی جھونپڑے کے سامنے سے واپس جا رہے ہیں پھر اس نے جھونپڑے سے ان ساتوں کو داخل ہوتے دیکھا۔ جب وہ اندر آ کر پھر اسی جگہ بیٹھ گئے جہاں بیٹھ کر وہ گفتگو کر رہے تھے تو عمران نے وہ مخصوص گن نکالی جو اس نے اڑنے والے انسان سے چھینی تھی لیکن اسے آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملا تھا وہ اس کا جملہ سن کر چونک گیا تھا۔

"تم لوگوں نے ان کو تیر مسلح نہ کر کے غلطی کی ہے۔" پیراڈون کہہ رہا تھا۔

"ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔" چھ میں سے ایک کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔؟" پیراڈون غرایا۔

"وہ سنسکارٹ نے والی بیل ہے جناب۔" دوسرے نے جواب دیا۔

"وہ لوگ ایک دوسرے کے ہاتھ کھول لیتے ہیں اگر کامیاب ہو گئے تو یاد رکھو وہ سینکڑوں افراد کو اسٹیمن گنوں کی باڑھ پہ رکھ لیں گے۔"

"ایسا نہیں ہو گا باس۔" ایک نے کہا پھر وہ شاید کچھ اور بھی کہتا مگر دفعتاً باہر سے ایک چیخ کی آواز سنائی دی ایسا لگا جیسے کوئی عورت چیخ کر کچھ کہہ رہی ہو۔

"دیوتا ناراض ہو گیا۔؟" پیراڈون کے منہ سے نکلا۔

"یہ کیسے ممکن ہے باس۔؟" ان میں سے ایک نے کہا۔

"مگر عورت ہی چلا رہی ہے۔"

"آؤ دیکھتے ہیں۔" پیراڈون نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اب کہیں جانے کی ضرورت نہیں پیراڈون۔" عمران ان کے سامنے آتا ہوا بولا۔"تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے۔"

"تم" پیراڈون کے منہ سے نکلا۔

"ہاں میں۔" عمران نے کہا "تمہیں حیرت کیوں ہے۔؟"

"میں اس سور کے بچے سے یہی کہہ رہا تھا۔" پیراڈون نے کہا۔ "کہ تم لوگ ایک دوسرے کے ہاتھ کھول کر آزاد ہو جاؤ گے۔"

"یہاں تمہارے ان چھ کے علاوہ اور کتنے ساتھی ہیں۔؟"

"تمہیں اس سے مطلب۔؟" پیراڈون غرایا۔

"زندگی اگر عزیز ہے تو جو پوچھوں بتاتے رہو۔" عمران نے کہا اس نے مخصوص گن والے ہاتھ کو کمر کی طرف کیا ہوا تھا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔" پیراڈون چٹائی کی دیوار پہ بالس سے ٹنگی گن کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔

"بس رک جاؤ۔" عمران نے گن والا ہاتھ سامنے کر دیا۔

"یہ..... یہ گن تمہارے پاس۔؟" پیراڈون کا چہرہ اتر گیا اور وہ اپنی جگہ ساکت کھڑا رہ گیا

"ہاں یہ گن میرے پاس ہے اور میں بڑی خاموشی سے تم سب کو ٹھکانے لگا سکتا ہوں۔" عمران نے سرد اور سفاک لہجے میں کہا تھا۔

"تمہاری بہتری اسی میں ہے مسٹر عمران کہ خود کو ہمارے حوالے کر دو۔" پیراڈون نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"تمہارے یہاں اور کتنے ساتھی ہیں۔؟" عمران غرایا تھا۔

"بے شمار ہیں۔" پیراڈون اب خود کو بہت حد تک سنبھال چکا تھا "میری ایک آواز پہ وہ لوگ

یہاں آکر تمہاری تکہ بوٹی کر ڈالیں گے۔"

"خیال ہے تمہارا۔" عمران غرایا۔ "کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں کوئی حرکت کرنے کی اجازت دوں گا۔"

"تم روک بھی تو نہیں سکتے۔" پیراڈون نے کہا۔

"یہاں ہمیں لینے کون آئے گا۔" عمران پیراڈون کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

"موت کا فرشتہ ہی آسکتا ہے۔" پیراڈون نے کہا۔ "ان لوگوں نے تمہیں بھون کر کھا جانے کا پروگرام بنایا ہے۔"

"ضرور ضرور۔" عمران کا لہجہ سرد تھا۔ "ہماری موت کے بعد تھریسیا تم کو یقیناً معاف کر دیگی۔"

"تھریسیا۔" پیراڈون نے حیرت سے کہا۔ "کون ہے یہ۔؟"

"کلیپ ڈیوائیس جیب میں ہے۔" عمران نے اس کی جیب میں لگے ہوئے فلم نما ٹرانسمیٹر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اور اس کے باوجود پوچھ رہے ہو کہ تھریسیا کون ہے۔؟"

"اوہ۔" بے ساختہ پیراڈون کا ہاتھ اپنی جیکٹ کی جیب پر پہنچا تھا۔ "گویا تم مادام کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہو۔؟"

"وہ میری فین ہے مائی ڈیئر۔" عمران غرایا لیکن پھر اچانک اس نے گن کا بٹن دبا دیا گن کی نال سے تیز اور چمکدار شعاع نکلی اور اس پر جھپٹنے والے پیراڈون کے ساتھی پر پڑی ایک لمحے کے لئے وہ لڑکھڑایا اور ساکت رہ گیا اس کا جسم سرخ ہوتا جا رہا تھا تپتے ہوئے لوہے کی طرح سرخ پھر وہ آنچ دینے لگا۔ دفعتاً عمران کو احساس ہوا کہ اس نے ابھی تک گن کا بٹن دبا رکھا ہے اس نے جلدی سے انگلی ہٹالی شعاعیں غائب ہو گئیں لیکن عمران کے لئے ایک اور حیرت انگیز منظر چھوڑ گئیں اب نہ صرف وہ جس نے جھپٹنے کی کوشش کی تھی بلکہ پیراڈون اور اس کے بقیہ پانچوں ساتھیوں

کے بدن بھی سرخ ہوتے جا رہے تھے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے جسم انگارہ بنے پھر ان میں سے دھواں سا نکلنے لگا دوسرے ہی لمحے وہ جس تیزی سے سرخ ہوئے تھے اسی تیزی سے ٹھنڈے ہوتے چلے گئے اور ایک لمحہ بعد وہاں صرف سیاہ رنگ مجسمے کھڑے رہ گئے پھر وہ اس طرح سے بکھر کر زمین بوس ہو گئے جیسے وہ ریت کے رہے ہوں اب وہاں اس قسم کی راکھ پڑی تھی جیسی کوئلوں کے چولھے میں ہوتی ہے۔ عمران خود بھی سکتے میں رہ گیا تھا ایسا منظر اس نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا اس سے قبل اس نے صرف سنا تھا کہ طاقت کی تنظیم نے اس قسم کا حربہ بنا لیا ہے جو انسانی جسم کو کوئلے کے مجسمے میں بدل دیتا ہے تو کیا وہ تنظیم بھی زیرو لینڈ سے ہی تعلق رکھتی ہے۔؟ لیکن اسے زیادہ سوچنے کا موقع نہیں ملا تھا شور و غل کی آوازیں سن کر اس نے بجیٹ کردہ ٹرانسمیٹر اٹھایا جو سوٹ کیس کی شکل میں تھا پھر جھونپڑے سے باہر نکل آیا اس نے راکھ کو کرید کر کی کوشش نہیں کی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ راکھ میں موجود شعاعوں کا اثر اس پر بھی پڑے اور وہ بھی راکھ کا ڈھیر بن جاتے۔ باہر نکل کر کئی جھونپڑوں کی آڑ میں چلتا ہوا وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے وہ اس سیاہ بت کو دیکھ سکتا تھا جو اب زندہ ہو گیا تھا اور جس کے سامنے تمام جنگلی بیٹھے ہوئے تھے اور جولیا اور دوسرے ساتھی سیاہ بت کے دائیں طرف کھڑے ہوئے تھے عمران نے سنا سیاہ بت انہی کی زبان میں کہہ رہا تھا۔

"ان لوگوں کو سیلر ڈونیو کی سرحد تک پہنچا دو میں بھی تمہارے ساتھ ہونگا ان لوگوں کے جانے کے بعد میں تم لوگوں پر بہت زیادہ مہربان ہو جاؤں گا۔"

"اے دیوتا چوگان۔" داٹڈیریوں کے سردار نے اٹھ کر کہا۔ "میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

"کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔؟"

"میں اس سفید فام لڑکی کو اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں۔"

"اسے بیوی بنا کر تم پوری بستی کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہو۔؟" دیوتا کی آواز گونجی۔

"نہیں دیوتا جوگان۔" سردار نے کہا۔ "آجتک یہی ہوتا آیا ہے کہ سفید فام عورت سے شادی ہونے کے بعد پورا قبیلہ خوش ہو گیا اور تو نے ان پر مہربانی کی ہے۔"

"مگر اب یہ تمہارے لئے تباہی اور بربادی کی علامت ہے۔"

"میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں دیوتا۔" وانڈیری سردار نے تیکھے لہجے میں کہا۔

"دیوتا سے بغاوت کرے گا۔؟"

"دیوتا چاہے تو اجازت دے سکتا ہے۔" وانڈیری سردار کا لہجہ باغیانہ تھا۔

"تجھے اس گستاخی کی سزا ملے گی۔" دیوتا کے لبوں سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی دیوتا کے ہاتھ سے ایک شعاع سی نکلی اور وانڈیری سردار کٹے ہوئے شہتیر کی طرح ڈھیر ہو گیا بیٹھے ہوئے وانڈیریوں نے اسے سنبھالا اور اٹھانا چاہا پھر ان کے لبوں سے چیخیں نکلنے لگیں وانڈیری سردار بے حس و حرکت تھا ایسا لگتا تھا جیسے وہ زندگی کی سرحد ہی عبور کر گیا ہو۔

"یہ تو مر گیا دیوتا۔" کئی آوازوں نے بیک وقت کہا۔

"میں اسے زندہ بھی کر سکتا ہوں۔" دیوتا کے لبوں سے قہر میں ڈوبی ہوئی آواز نکلی لیکن اس نے مجھ سے بغاوت کرنا چاہی تھی اسی لئے اسے کچھ دیر سزا میں پڑا رہنے دو۔"

"جو حکم دیوتا۔"

"اب تم لوگ ان منحوس لوگوں کو یہاں سے سیلر ڈونیو پہنچانے کا انتظام کرو۔" دیوتا کی آواز ابھری یہ ابھی روانہ ہو جانے چاہئیں۔"

"ہم ان لوگوں کو چھوڑ آئیں گے دیوتا۔" مجمعے میں سے دو بوڑھے وانڈیریوں نے کہا۔

"نہیں۔" دیوتا کی گرجدار آواز ابھری۔ "میں اپنے آپ ان لوگوں کو وہاں چھوڑنے جاؤں گا تاکہ یہ دوبارہ واپس آ کر تمہاری بستیوں کو برباد نہ کر سکیں۔"

"مگر دیوتا۔"۔ انہی بوڑھوں میں سے ایک نے کہا۔ "ٹارسر جارج پیراڈون ان لوگوں کو یہاں سے کہیں نہیں جانے دے گا۔"

"ہم نے اس گستاخ کو چوٹھے کی راکھ بنا دیا ہے۔" دیوتا کی آواز ابھری۔ "جاؤ اور جا کر دیکھو آؤ راکھ اسکے جھونپڑے میں پڑی ہے۔"

"جو حکم دیوتا۔" ان بوڑھوں نے کہا اور تین چار افراد کے ساتھ پیراڈون کے جھونپڑے کی جانب چلے گئے لیکن ان کی واپسی میں دیر نہیں لگی تھی وہ بے حد بدحواس تھے آتے ہی سجدے میں گر پڑے اور لرز کانپتے لہجے میں بولے۔

"دیوتا امر ہے۔"

"کیا تم نے ان کو دیکھ لیا۔؟" دیوتا کی غراہٹ گونجی۔

"ہاں دیوتا ہم نے ان کو راکھ بنا دیکھ لیا ہے ان کے کپڑے ابتک راکھ میں موجود ہیں دیوتا۔" وہ کانپتے لہجے میں بولتے تھے۔

"بس تو جاؤ جو کہا ہے وہی کرو۔"

"جو دیوتا کا حکم۔"۔ بوڑھوں نے کہا اور اٹھ کر دوسرے وائٹ پیریوں سے کچھ کہنے لگے وہ اتنے آہستہ کچھ کہہ رہا تھا کہ عمران نہیں سن سکا مگر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب وہاں سے چلے گئے اور دیوتا کے آس پاس سناٹا چھا گیا۔ عمران اپنی جگہ سے نکلا اور دیوتا کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا چند لمحے وہ اسے گھور کر دیکھتا رہا پھر بولا۔

"او شب دیگیور کی اولاد یہ کیا فراڈ کر رہا ہے۔؟"

"وہ ... بیا ... باس ... مم ... مجھے یہی کہا تھا۔" دیوتا جو کہ جوزف کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا بولا۔

"کس نے کہا تھا کہ تو دیوتا بن بیٹھو۔؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"اس نے باس جس سے آپ بھی ڈرتے ہیں۔" جوزف نے بڑی تیزی سے کہا اور عمران کا ذہن بھک سے اڑ گیا اسے جوزف سے اتنے برجستہ جواب کی توقع نہیں تھی۔

"ابے میں تو صرف ہونیوالی بیوی سے ڈرتا ہوں۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ اور اسی ڈر سے ابتک اس نے شادی نہیں کی جو مجھ پر پڑتی ہے۔"

"وہ بب... باس۔" جوزف کراہ کر بولا۔ "اکیس... اکیسٹو نے کہا تھا۔"

"اور یہ بھی کہا تھا کہ شعبدہ بازی کر لو۔؟"

"یہ کیا ہوتا ہے باس۔؟"

"ابے یہ سردار کیسے بیہوش ہوا ہے۔" عمران نے بیہوش پڑے سردار کی جانب اشارہ کیا جسے اسکے ساتھی وہیں چھوڑ گئے تھے۔"

"وہ بب باس ایکسٹو نے مجھے کچھ چیزیں بھی دی تھیں۔" جوزف ہکلا کر بولا۔ "اسی میں یہ پن بھی تھا جسے دبانے سے وہ شعاع نکلی تھی جس سے سردار ٹیں ہو گیا۔"

"اچھا بس وہ لوگ ادھر ہی آرہے ہیں خاموش رہ۔" عمران نے کہا اور جولیا وغیرہ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا آنیوالے وہی دونوں بوڑھے تھے۔

"دیوتا کیا ہم لوگ ساتھ چلیں۔؟"

"ہاں تمام مرد ساتھ چلیں گے۔ لڑنے والے مرد۔"

"بس یہی پوچھنا تھا دیوتا۔" بوڑھوں نے کہا اور وہ دونوں واپس چلے گئے عمران نے چاروں طرف دیکھا وہ بلیک زیرو صفدر اور خاور کو تلاش کر رہا تھا اچانک اس کی نگاہ سامنے والے ایک بلند ٹیلے پر پڑی وہاں سے کسی کا سر نظر آرہا تھا اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی اور اس نے سر پر

ہاتھ رکھ لیا۔ بظاہر وہ کھجا رہا تھا مگر یہ بلیک زیرو کے لئے اشارہ تھا کہ وہ ادھر ہی چلا آئے۔"

"یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔؟" نعمانی نے پوچھ لیا۔

"جادو کا پٹارہ۔" عمران نے کہا تھا۔

"تم گئے کہاں تھے۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"دیوتا کو زندہ کرنے۔؟"

"کیا مطلب ہے تمہارا۔؟" جولیا غرائی تھی۔

"مطلب یہ کہ اگر میں پیرڈون وغیرہ کو ختم نہیں کرتا تو اتنی آسانی سے ہم ان وائلڈ بیری آدم خوروں کو دیوتا کے زندہ ہونے کا یقین نہ دلا پاتے پیرڈون جدید دنیا کا آدمی ہے اور پھر اس نے جوزف کو دیکھ بھی رکھا تھا اس لئے فوراً ہی پہچان جاتا۔"

"اب کیا پروگرام ہے۔" جولیا نے پوچھا۔

"موقع بڑا اچھا ہے۔ کیوں نہ ہم لوگ یہاں سے فرار ہو جائیں۔" نعمانی بول پڑا۔

"نہیں۔" عمران نے کہا۔ "اب یہ وائلڈ بیری اپنی حفاظت میں ہمیں سیرڈونیو تک چھوڑ کر آئیں گے۔"

"وہ کیسے۔؟" جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"تم کیا سمجھتی ہو۔" عمران نے کہا۔ "جوزف کو دیوتا یونہی بنا دیا گیا ہے۔؟"

"وہ... ایکسٹو۔" دفعتاً چوہان کے لبوں سے نکلا اور وہ سب چونک کر سامنے کی جانب دیکھنے لگے۔ بلیک زیرو خاور اور صفدر چلے آ رہے تھے۔"

"تم لوگ ٹھیک ہو۔؟" بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" جولیا نے جواب دیا۔

"البتہ تم لوگوں کے جانے کا انتظام ہونے والا ہے۔" ایکسٹو نے کہا وہ عمران کے ہاتھوں کے اشاروں سے صورت حال کو اچھی طرح سے سمجھ گیا تھا۔ پھر ان میں زیادہ گفتگو نہ ہو سکی تھی کیونکہ اسی وقت وائٹ بیری گھوڑے سمیت آموجود ہوئے تھے وہ سب گھوڑوں پر سوار ہو گئے جوزف بھی اٹھ کر ایک گھوڑے پر سوار ہو گیا پھر جوزف نے اسی بوڑھے کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس نے اسے گھوڑے پر سوار ہونے میں مدد دی تھی اور اس سے پہلے دوسروں کی ترجمانی کرتا رہا تھا۔

"آج سے میں اس کو اس بستی کا نیا سردار مقرر کرتا ہوں۔" جوزف نے عمران کے اشارے پر وہاں جمع ہونیوالی عورتوں اور بوڑھوں سے کہا اور وہ سب خوشی سے اچھلنے لگے وہ لوگ نعرہ لگا رہے تھے ان لوگوں کی سمجھ میں جوگان کے علاوہ اور کوئی لفظ نہیں آسکا تھا پھر وہ وہاں سے چل پڑے تھے۔ بستی کے سب سے پہ وائٹ بیری نوجوان اور قوی الجثہ مرد موجود تھے وہ بھی گھوڑوں پر سوار تھے انھوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور وہ چل پڑے۔

"دیکھا۔" عمران نے کہا۔ "میں نے کیا کہا تھا۔؟"

"کیا کہا تھا۔؟" تنویر نے پوچھا۔

"یہی کہ ہم بحفاظت یہاں سے نکل جائیں گے۔" عمران نے کہا اور تنویر برا سا منہ بنا کر رہ گیا۔ وہ لوگ تین بجے کے قریب ایک جگہ رکے تھے پھر انھوں نے جنگلیوں کے مہیا کردہ پھل کھائے تھے۔

"اب ہمیں کتنا اور چلنا ہوگا۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"شاید دو تین گھنٹے کا سفر اور ہے۔" عمران نے جواب دیا ٹھیک اسی لمحے آسمان پر زناٹا سا محسوس ہوا تھا بے ساختہ ان کے سر اوپر اٹھ گئے۔ آسمان پر ایک سگار کی شکل کا راکٹ پرواز کر رہا تھا وہ اب ان سے دور ہوتا جا رہا تھا دفعتاً وہ پلٹ پڑا جیسے ہی اس نے ان کی طرف رخ کیا تمام جنگلی چیختے چلاتے آن کی آن میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے جس طرف سے آئے تھے اسی طرف

جاکر نگاہوں سے اوجھل ہوگئے عمران کے ذہن میں بے ساختہ موسی وغیرہ کے کہے ہوئے الفاظ ابھر آئے۔ یہی تو وہ راکٹ تھا جس سے نیلا شعلہ نکلتا تھا اور جس سے بیہوش کر دینے والی گیس خارج کر کے لوگوں کو اغوا کیا جاتا تھا اب اس کی آمد ان کے لئے بھی خطرہ ہی تھی۔

"یہ غالباً ہمارے لئے ہی بھیجا گیا ہے۔" دفعتاً بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اور اس میں سے بیہوش کر دینے والی گیس پھینکی جاتی ہے۔" عمران نے بلیک زیرو کو بھی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو یہ ہمارے لئے خطرناک ہے۔" بلیک زیرو نے تیسری مرتبہ قریب آتے ہوئے سگار نما راکٹ کو دیکھتے ہوئے کہا اور عمران نے اسی مخصوص گن سے اسے نشانے پر رکھ لیا جس سے پیراڈون اور اس کے ساتھیوں کو راکھ بنایا تھا تیسری مرتبہ جیسے ہی راکٹ قریب آیا اس میں سے ہلکا سا دھواں نکلتا دکھائی دیا۔ عمران چونک پڑا۔

"فائر۔" عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور گن کا بٹن دبا دیا بلیک زیرو نے بھی اس کی تقلید کی تھی دو نیلی شعاعیں نکل کر راکٹ پر پڑیں ایک لمحے کے لئے ایسا محسوس ہوا جیسے دو بجلیاں ٹکرائی ہوں اور دوسرے ہی لمحے راکٹ ایک بھیانک دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔

"خس کم جہاں پاک۔" بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

"تھریسیا کو ہماری راہ فرار کے بارے میں علم ہوگیا ہے اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور حربہ استعمال کرے ہمیں یہاں سے چل دینا چاہئے۔"

"ٹھیک ہے سر۔" بلیک زیرو نے عمران کی بات کی تائید کی اور پھر اس نے ایکسٹو کے لہجے میں دوسروں کو روانگی کا حکم دیا تھا وہ لوگ تیز سے تیز تر گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس وقت سیراڈونیو پہنچے جب سورج چھپ گیا تھا اور اندھیرا اجالے کو نگل رہا تھا وہ لوگ تہہ میں

داخل نہیں ہوتے تھے ایک صاف ہی جگہہ وہ رک گئے اور عمران کمپیوٹر لیکر روانہ ہوگیا اس کی واپسی میں دو گھنٹے لگے تھے اور وہ پورے انتظام کے ساتھ آیا تھا اس کے ساتھ دو آدمی اور ایک بڑا ٹرک تھا۔

"یہ سارے گھوڑے تمہاری ملکیت ہیں۔" عمران نے ساتھ آنیوالے دونوں آدمیوں سے کہا۔ "انہیں سنبھالو۔"

"ٹھیک ہے سر۔" انھوں نے خوش ہوتے ہوئے کہا گھوڑوں کو دیکھ کر ان کے چہروں پر ایسی ہی خوشی پھوٹی تھی جیسے ہفت اقلیم کی دولت انھیں مل گئی ہو۔

"میں آپ لوگوں کو شہر چھوڑ دوں گا سر۔" دوسرے نے کہا۔ اور میرا ساتھی یہاں رہے گا۔"

"ٹھیک ہے چلو۔" عمران نے کہا اور ان کا سفر پھر شروع ہوگیا گھنٹہ بھر بعد وہ جس جگہہ رکے وہ ان کے ملک کا سفارت خانہ تھا عمران نے ان سب کی رہائش کا انتظام وہیں کیا تھا۔

"کمپیوٹر کہاں ہے۔؟" رات کے کھانے کے بعد جولیا نے پوچھا۔

"کمپیوٹر اب ہمارے ملک پہنچنے والا ہوگا۔" عمران نے کہا۔ میں کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے میں نے شام کو جانیوالے سفارتی تھیلے میں اسے روانہ کرا دیا تھا۔"

"یہ آپ نے اچھا۔" صفدر نے کہا۔ اس طرح اس جھنجھٹ سے جان چھوٹ گئی۔"

"وہ .... ایکسٹو کہاں ہے۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"کیا وہ ہمارا ملازم ہے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ پھر کچھ اور بھی کہتا مگر ٹھیک اسی لمحے ان کے سامان میں رکھے سوٹ کیس نما ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز بلند ہوئی اور وہ چونک پڑے عمران آگے بڑھا اور ٹرانسمیٹر سوٹ کیس اٹھا کر میز پر رکھا اور اسے کھول دیا۔ اندر دو بلب تیزی سے سپارک کر رہے تھے عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا پھر جو کچھ آواز سنائی دی وہ کم از کم دوسروں کیلئے حیرت انگیز ہی تھی۔ دوسری طرف سے تھریسیا کہہ رہی تھی۔

"عمران تم کامیاب ہو گئے مجھے اس کی خوشی بھی ہے اور غصہ بھی تم نے یہاں بھی ہمیں بے پناہ نقصان پہنچایا ہے تمہاری لگائی ہوئی آگ نے راکٹ اسٹیشن تک پورے اڈے کو تباہ و برباد کر دیا ہے اگر ہم فوری طور پر راکٹ اسٹیشن خالی نہ کر دیتے تو یہ پورا جنگل اڑ جاتا وہ راکٹ اسٹیشن اتنا ہی خطرناک تھا بہر حال میں تم سے اس تباہی اور نقصان کا بدلہ ضرور لوں گی۔ یاد رکھنا اب ٹرانسمیٹر سے دور ہٹ جاؤ جلدی کرو۔"

اس کے ساتھ ہی تھریسیا کی آواز غائب ہو گئی اور وہ سب اچھل کر پیچھے ہٹ گئے اسی لمحے ماؤتھ پیس والے خانے پر ایک ننھا سا چمکدار شعلہ لہرایا پھر دوسرا پھر تیسرا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ سوٹ کیس شعلوں کا مخرج بن گیا لمحے گزر رہے تھے کہ ٹرانسمیٹر اس طرح پگھل کر رہ گیا جیسے بھٹی میں گلایا گیا ہو۔ پھر وہ میز جس پر وہ رکھا ہوا تھا زمین بوس ہو گئی اور اس کی لکڑی جل اٹھی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

سب سے پہلے عمران کو ہوش آیا تھا اس نے دیوار پر لگا ہوا آگ بجھانے والا آلہ اتارا اور گیس کی پھوار سلگتی ہوئی میز پر ماری چند لمحے بعد آگ سرد ہو گئی۔ دوسرے ہی دن وہ ملکی ایئر لائن کے ایک طیارے سے وطن روانہ ہو گئے۔ افریقہ کی مہم کامیابی سے ختم ہو گئی تھی

"ختم شد"

درندے کی واپسی، بلیک ہاؤس، بلیک پاور اور مرڈر ایجنٹ کے بعد

اسی سلسلے کا پانچواں ناول

پرمود کی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے